

(زبور) شہر کی شہر اور حسین ترین میں ملتا ہے کہ گئی ہے کہ اس نے اپنی بے پناہ فیض کا دہریوں سے اہل شہر کے اطفال کو بٹا دیا اور ملک کے نظام و نظام کو زبردستی کو بٹا دیا ہے۔ مقدمہ وراثت کے واسطے پیش ہے۔ مسلمان کی طرف سے یہ کار کا ملک کے تمام ترین ہر شہر کی بٹا دیا ہے۔ یہ تفریب سے مثال، لکنہ دسی بس لاجواب اور پھر خود بھی اسی میں ہی ہوئی

ناشر کے غلط انتخاب نے کس طرح سنیہ کو سیاہ بنا دیا۔

اسلام کے قرآن و سنت اور عیسائیوں کی انجیل اور یوں
کی قرابت سے باہر آدم اور حضرت قحاک کا قصہ ایک ہی طرح بیان
کیا گیا ہے۔

عہد اسلام عیسائیوں کی انجیل کا وہ کون سا نسخہ ہے جس میں تخلیق آدم و حوا
کے قصہ بیان ہوئے ہیں؟ اور پھر کتنا کہ قرآن اور انجیل دونوں میں یہ
قصہ "ایک ہی طرح" بیان ہوتا ہے؟ دونوں کتابوں پر کیا ظلم ہے!
"اسلام اور عیسائی" اور جو دی گئے ہیں کہ... خدا نے آدم
کی انہیں پہلی سے آں حوا کو پیدا کر دیا۔
قرآن میں انہیں پہلی کا ذکر اشارہ بھی نہیں۔

"قرآن مجید میں لکھا ہے کہ جب حضرت آدم کو خدا نے پیدا کیا تو
شیطان آسمان کے فرشتوں کو پڑھایا کرتا تھا۔
سراٹھ نہیں کرتا، سہی، انجیل نہیں جہاں سہی یہ ذکر موجود نہیں پاروں
والے قرآن مجید کے کس پارہ کے کس رکوع، کس آیت میں ہے؟ حضرت
آدم کے

"ایک بیٹے کا نام حام تھا، اور اب بیٹے کا نام سام تھا۔
خدا اسلام یہ کس تحقیق کا نتیجہ ہے کہ حام اور سام کو سچاے نوح کے آدم
کی فرزندگی میں دیا گیا!

"ایک دن باہل قابیل میں لڑائی ہوئی، اور ایک بھائی نے
دوسرے بھائی کو مار ڈالا۔"

بھائیوں کی لڑائی کا حال اسلام میں کس تاریخ میں درج ہے۔ قرآن تو
کے بکس یہ صاف لکھا ہے کہ ایک بھائی (باہل) نے اسی بھائی کے باجو
میں لڑنا بالکل گوارا نہ کیا۔ اور زیادتی نامتزد دوسرے بھائی (قابیل) کی دہی۔
"باہل نے بھی ایسا ہی کیا کہ مٹی کھود کر قابیل کی لاش اُسکے
اندھوا دی۔"

تاکس دقتوں کی ترتیب نامتزد دی گئی ہے! سیلون میں
"اب بھی حضرت آدم کے قدم کا نشان موجود ہے... اور
حضرت حوا کی قبر جہاں میں ہے۔"
ان دونوں باتوں کا کوئی ثبوت موجود نہیں۔

"حضرت آدم میں ہی بہت شور مچا رہے تھے، نجوم بینی جو تیش
اور دل اور جگر وغیرہ انہیں کی ایجاد تھی۔"

غیر شرعی اور حرام علوم کو اللہ کے پیروں کی جانب منسوب کرنے سے بڑھ کر کدھنا
اور جہارت اور کیا ہوگی۔ اس کے بعد حضرت نوح کے واقعات مذکور ہیں
موفقان نوح کے سلسلہ میں جو بے سراہا کہا جاتا ہے۔ سنانی گئی ہیں اسلام ان کے
بڑی اور بالکل بری ہے۔ یہ سرت چند ہوئی اور ناناں! جس زمین کو وہی سرت
بانی جو ردا میں منبعت و شنبہ ہیں، انکی انجیل کی نگہبائش کہاں سے لایا جاتا ہے!

دولہ کا خدا ہے۔ "پہلے تو حضرت آدم کی نیچو کے طور پر
اور پھر اس سے جو ذریعہ معاش نہ دیا، پھر اشارہ جو اپنے اُسکے

سرت سیاہ... "جہاں روشن خیال" اور مجدد و نواز زادہ نہ گھبرا
زادہ اپنی بساط اٹل چکا ہے۔ جاہلیت کے جن میں مبار شروہ ہو گئی ہے
نقاب اور محاب اور ارق پارینہ بن چکے ہیں۔ محض کاری کا نام "آٹھ"
پڑ چکا ہے۔ فاحشہ کے لیے، سیاہی کے بجائے طرح طرح کے فاحشے
تجویز ہو چکے ہیں اور "ترقی" کے نقطہ کمال تک پہنچنے میں کسر سراجی
ہی رہ گئی ہے کہ جہاں بھی کی پوجا شروع ہو جائے،
زہرہ کے مریاں مجھے گھر گھر ڈرنگ روم کی زینت بن جائیں اور
کلام دیوی کے مندروں میں زہرہ چل چل نظر آئے!

نامز جماعت غیروں کی نظر میں

ترتیب فرض ہے کہ اپنا رخ کہہ کی طرف کرے اور نماز ادا
کرے۔ نماز دین اسلام کا رکن دوم ہے۔ نماز کے وقت
اگر دنیا سے اسلام پر ایک طائرانہ نظر ڈالی جائے تو نمازیوں
کے سمتہ مرکز و دائروں کا ایک پورا سلسلہ نظر آئے گا جیسا
مرکز کہہ میں فاحشہ کتبہ ہوگا، اور جیسا پورا تیرہ سلسلہ ہوگا
سیرالہ (افریقہ کے مشرقی سرے) سے کینش (چین) تک، اور ٹونگ
دوسرے کینش (افریقہ) کے جنوبی نقطہ تک "ترقی کی بھڑکتی دھواں" سے
اٹنے والے عالمگیر اتحاد کی دوست، بیترکس کا نفوس کا گھر، ایک جمعیہ
کو مدعو ہے جو آپ کو ہر روز اور دن میں بھی پانچ پانچ مرتبہ حاصل ہے
اسکی مثال کسی اور قوم، ملت، مذہب کے پاس ہے؟ پھر دستِ رقیہ
تدارک کثیت کے علاوہ کیفیت اور معنی کو بھیجے۔

"دھار سادگی اور ترتیب کے اعتبار سے یہ نماز جماعت
اپنا جواب نہیں دیتی جس وقت نمازی مسجد میں مصطفیٰ
سیدھے کھڑے ہوتے ہیں، اور امام کی تمام حرکات و سکنات
کی اقتدا کرتے ہوں، تو یہ نظارہ ہمیشہ موثر ہوتا ہے دلچسپ
کی مشق کی حیثیت سے اس نماز جماعت کا بہت بڑا اثر فرزند
و حکمرانوں پر پڑا ہوا۔ اسی نے ان میں ساداتِ شری
اور تمکیمی کا احساس پیدا کیا۔ اسی نے اسلامی بھائی چارہ
کو نشوونما دی، اسکی اصولی تعلیم غم کے دین نے سچاے سچی
رشتہ داری کے دی تھی" (دینا، ص ۱۲۲)

جو برکتیں اور نعمتیں غیروں، دشمنوں کو نظر آ رہی ہیں محبت ہے کہ خود ہم
میں سے کتنوں نے انکی طرف سے اپنی آنکھیں پھوڑ رکھی ہیں!

غلیظہاے عصا میں ست پوچھ! ریدو کا مقصد مسیح جنوں کی اشاعت
ہے، لیکن اکثر کے غلط انتخاب سے ریدو نادرانہ اور بلا قصد، کتنی شبہ
نہایتوں اور کسی طرح کراہیوں کا زہر بن جاتا ہے اسکا کھڈا نذرہ ذیل کے
انقباضات سے نکلا، وہی ریدو پیشکش ہے، یہ سلسلہ انیسویں کے قریب
کا شروع کیا۔ ۱۱۱۱، اور طرح سے ظاہر ہوا تھا، لیکن دیکھو کہ

بحث جنگ کی عادت پڑ جاتی ہے۔ کوئی قبیلہ جوں جوں
 قتل میں ترقی کرتا جاتا ہے، خود وہ ذراعت سے ہوتا
 صنعت و حرفت کی ترغیب سے ہو، اسی نسبت سے اس
 میں جنگیئی کی عادت بڑھتی جاتی ہے۔ اس لیے کہ دولت کے
 ساتھ ہی اس کے لالچ میں قوت جذبہ دفاع پیدا ہو جاتا ہے
 اور اس سے محرومیوں میں جذبہ اقدام انگیزگی انگیزان
 کی تابخ خود اس پر گرا جے، کہ دولت و کمزور، سمندر پار دلوں
 کی نسبت کس طرح گریزی۔ اور پھر جب لوگ قیامت پر ہونے
 تو خود انھوں نے بیرونی حملہ آوروں مثلاً روس (روسٹری والے)
 کی افواج کا مقابلہ شروع کر دیا۔ (اسٹاکھولم پیڈیا آف ناٹین
 تالی۔ جلد اول، صفحہ ۷۷)

کیا خدا کی شان ہے کہ اسی معزم کو لیکر جب مغربی صوفی مذہبیت قیامت
 کا عذاب، اختیار کر لے گا، اور جس دنیا و دین جادو ان کے غلامان تلقین کہنے
 لگتا ہے، تو ہوسوں مددی کے "روشن خیال" پڑھنے والے کی پیشانی پر
 پڑنے لگتی ہیں، لیکن بیحد وہی معنوں حب عبارت اور امثالہ جس کے
 فرق کے ساتھ مغرب کے مشہور مفکر سیاسی اپوزیشن برٹن لاسکی (لندن
 یونیورسٹی کے استاد سیاسیات) کی زبان سے ادا ہوا ہے، تو اسے ملکہ مغرب
 کی آوازہ ترین اسٹاکھولم پیڈیا آف ناٹین لے لے۔ اور جو شکر تباہی زبان
 سے ہیں شہادت پہنچے، انکا احوال کم فتنہ کی!

دفعہ عمل!

"میں ہوسوں دہلی سے لاہور چو پچھا، تو مجھے دفتر
 اطلاعات ملی کراہ ایک بانی میں دفتر میں اخراجات کے لیے
 موجود نہیں۔ شاہ صاحب کے معزم پر خرچ کرنے کے لیے
 اور نہ دفتر کو چلانے کے لیے، وہی موجود ہے۔ سب سے زیادہ
 ہماری جماعت میں سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی سستی مقبول ہے
 لیکن مجھے اندس سے کہنا پڑتا ہے کہ جتنا وہ پیسے انکے مناسی اٹکی
 زیارت کے لیے اور معزم دیکھنے پر بلوے کو کرایہ میں دیا ہو،
 اگر اس کا نصف بھی شاہ صاحب کے معزم کے لیے دیا جاتا،
 تو معزم کا کام آسانی سے چل سکتا۔ شاہ صاحب کی بریت
 کی خبر سن کر اکثر شہروں میں جلوس نکلتے۔ صرف دہلی میں دوستوں
 سننے افواہ مسرت میں ایک ہزار روپیہ آپس میں منگوا لی ہے
 خرچ کر دیا۔ اور شہروں میں بھی ایسا ہوا ہے، لیکن شاہ صاحب
 پر جو دوسرا معزم ہے، اس کے لیے دوستوں نے کیا بھیجا، ہکا
 جو اب نئی میں ہے۔۔۔۔۔ دوستوں کا عجب حال ہے کہ سب اس

معزم پر خرچ کرنے کے ٹھکانا کھا رہے ہیں۔"

یہ سب اہل حق کو جانتی ہے، صدر مجلس احرار نے اپنے ایک انڈیا ہاوس
 میں فرمایا: جب یہ حال جماعت احرار کا ہے تو مشورہ ہے اپنے جوش عمل کبھی
 تو پھر ان بیچاروں کو کوجہ کے جو چلے جی سے مشورہ میں بے عملی کے لیے۔
 صرف ایک شہر میں ایک ہزار روپیہ صفائی میں آڑا دینا، دوسری قومیں جن
 محروم ہیں ہی بیکار و نا کام کرتی ہیں، کہ انکے اس کلاں میں نہیں سے اپنا

ریکاؤ قائم کر دکھایا!

خود فراموشی کی ایک مثال

"بودا پورٹ۔ ۱۲۔ اپریل۔
 اسٹائن نے بائو ایک سپاہیوں کے نام "ازد فرماں جاری
 کیا ہے کہ تاج گھراں اور تقریباً گاہوں میں غیر ملکی لڑکھوں اور
 خوبصورت عورتوں سے نہ ہم کلام ہوں انکے ساتھ نہ ملنے
 برقیں بلکہ ان سے ملنے نہ دیں، کیونکہ ممکن ہے کہ وہ کسی غیر حکومت
 کی جاسوس ہوں۔"

"انقرہ۔ ۱۰۔ اپریل۔ ترکی حکومت کو ایک خفیہ سازش کا
 پتہ چلا ہے جس کا مقصد ترکوں کے از حاصل کرنا اور ترکوں
 کے اندرون کو تباہ کرنا ہے۔ سازش کا اہتمام سنبول میں
 ہوا ہے جہاں غیر ملکی رہائشیوں اور گھرانے والیاں غیر ملکی
 اثرات سے آتی شروع ہوئی ہیں یہ تمام اس نے زیادہ تر
 فوجیوں کو اس کے قریب و زبانی انفرادی کے قریب رہنے
 پر توجہ دینی ہے۔ پولیس نے تحقیق کی تو یہ چلا کہ
 یہ برمن حکومت کی تنخواہ دار جاسوس تھیں، ہنگری کی ماہ
 سے تھیں یہ دار ہوئی تھیں انکے بڑے پورٹوں پر ان کا
 وطن ہنگری راج ہوا تھا۔ پولیس نے حکومت کے حکم سے
 انکو زن سے ملک بدر کر دیا ہے، اور تباہی کے لیے غیر ملکی
 رجسٹر ان کا راجہ بند کر دیا ہے۔"

اسٹائن نے جو کچھ کیا اس کے لیے وہ "موجود تھا" اس خفیہ کے پاس
 اس سے زیادہ روشنی اور ہمتی کیا۔ وہ بیکار و نہ سمجھتی نہیں سکتا کہ جرم
 جاسوسی سے قطع نظر، قاضی اور فحاشی سب سے خود بھی تنگ انسانیت
 ہے، تنگ انسانیت ہے، عورت کی منزلت کا تاراج کر ڈالنے والا،
 انسانیت کے شریک کو غارت کر کے رکھ دینے والا ہے۔ عبرت کی نظر سے
 ٹوکی، "روشن خیال" ترک، ترقی و دست و پادہ و زور، ترک، ترک الی
 ترک کی خبر کا چرچا ہے! محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے جو
 قانون کا احترام انسان بھی نہیں جتنا پولیس کی رپورٹ کا انسان کی ملانہ
 اجازت، انٹل کی پوری آزادی، حرام کاری اور حرام کاری کے باب میں
 حکومت وقت کی طرف سے کامل و لازمی۔ خبر مسرت یہ کہ کبھی کوئی
 "بیت سلطنت قلعوں اور بارکوں کا مال نہ جانتا ہے یہ وہ اختیار
 سے مراد اور اپنے کو "ہوسوں کوئی جیسی" "توقیوں" کی حکایتوں پر اب
 اپنے اپنے جیہ و دستروالوں کو بھی نہ ہوتا جاتا ہے!

جہاد کی جاگ

"جہاد خاص ہمارے ملک میں کا
 غنیمت ہے۔ ہم نے رست سے اس کی انفرادی شروع کر دی
 ہے، اور اسے اپنی سرپرستی سے مجروح کر دیا ہے۔ بلکہ
 ہمارے اس کے تو کہیں زیادہ، اس کی تدریس میں
 ہو رہی ہے۔ وقت آ گیا ہے کہ یہ نئی مردانہ اور زور
 کیا جائے۔ جہاد مغربی ملک کی طرف ہے، ہم نے اپنے
 اس بھی ایک شہادہ گروں کا قلعہ قائم کر دیا ہے۔"

وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ - (اور جو بھی بات لے کر آیا، اور جس نے اسکو سچ مانا، وہی لوگ پرہیزگار ہیں)

ایڈیٹر:- عبد الماجد

پتہ:- دریا باد، شہنشاہی بارہنکی

نائب:- (علیم) عبدالقوی

مضامین کے بارے میں مراسلت ایڈیٹر سے کی جائے



چند اور انتظامی امور

کے متعلق خدائے تعالیٰ اور خواہش پر ہوا

مستقیم اخبار "صدق" لکھنؤ

چند

شمار

شمار

ملک بھر سے ملائے

شمار

قیمت فی پرچہ

نمبر (۳) - دو شنبہ - ۱۱ - بیچ الثانی ۱۳۵۹ھ مطابق ۲۰ - مئی ۱۹۴۰ء - جلد ۶

سچی باتیں

سنہ عیسوی ۸۵۰ء ہے اور سنہ ہجری ۲۳۵۔۲۳۶ء کے تحت پر
میں خلیفہ عبدالرحمن ثانی نے اسکی عدالت میں اور رعایا پروری کے
قائل اور دشمن سب - سبکی رعایا ہے کہ وہ بزرگ اسلام کی عزت کھینچ
آتی ہے اور وحش و قطع و صہن و معاشرت میں دن پر وہ مسلمان ہی بنی
جاتی ہے کہ میں اسی زمانہ میں سچی قوم پروروں کی تحریک سے دو عمل
شروع ہوتا ہے اور بیچ کے "دوست" و "دعا دار" بنام کہ دشمن اور دعا
بن جاتے ہیں اور تحریک کے انہی اپنے ہم ازبوں کے کان میں انہوں
پہنچتے ہیں کہ کسی طرح مسلمانوں کو نصہ و لاؤ - اور یہ یوں آسانی سے تو
نصہ میں آئے والے نہیں اسکی دین کو - اور اسکی بیڑ کو (نہو ذلت) میں
بے تحاشا بجا رکھا کر لگایاں رہنا شروع کردو جب تو یہ عقدہ میں لینگے
جب تو یہ جوش میں بھر جائیں گے اور جب تو یہ ہمارے قتل کا فتوے
دیں گے - اور وجہ "شہادت" لینگے - پھر تحریک خوب چلے گی -
عمل شروع ہوا اور جڑیں شہادت کے موئے - اور دعا دار بڑھنے اور گرنے
اور موت کے گھاٹ اترنے لگے - دیکھنے کے اندر اندر "شہیدوں" کی
تعداد گیارہ!

خلیفہ حیران کہ آخر یہ ماجرا کیا ہے - ان بد بختوں کو آخر اس جنوں کی
سوچیں کیا - تاہن شہر الگ - پھر بھڑو کہ الکل بلا رہے اور شہر خراب ہو گیا
خود کشی کی تمنا کیسی - اور تواریخ و قد بڑے بڑے پارسی اور ملاٹ پارسی کشور
کہ "شہادت" کی یہ عجیب و غریب قسم دین سچ کے کس علم کی غفل ہے انہوں
پر فتوے دے رہے ہیں کہ اس تحریک میں شرکت سنو - اس میں اعانت

بزم - لیکن عوام کا جوش سنتا کب ہے؟ - جوش نے کب ہوش کی
بات اٹھ ہے؟ - یہ ہے کہ عورتیں بھی مردانہ دار میدان میں
نکل آئیں - اور غلہ اور مریم اپنے دین ارتداد پر تصدیق ہو گئیں! ہفتوں
سے گزار کر بیٹھے - سہ اور عینوں کی مدت سالوں میں تبدیل ہوئی - یہاں تک
کہ خود خلیفہ کا انتقال ہو گیا - اور اسنے خلیفہ کا زمانہ آگیا - ہوتے ہوتے
خود باقی تحریک پر لا جیس کی ذہبت آگئی - اور بیڑ ہیری میں - اور جب کہیں
جا کر فتنہ کی آگ بجھی - اسنے بیٹھے بروی عبد الکلیم شہر کہ زیادہ دعا
غلہ اور غلہ و دعا کہ غلہ کی انسانوں نے نہیں اور کجی و انہما سے خبر گئے ہیں!

کبھی گندی تحریک! جہی میں اور کیسے ناپاک مقام مبارک تو یہ تو یہ آپ
کی نفرت! لیکن صبیح - اور آپ کا کلا حوں پڑھنا بالکل راجح - لیکن آخر دنیا
میں اس کے بھی پرستار - اسنے بھی غلہ و دعا پیدا ہی ہوتے - ہے - اس نام کے
پے اور اس کام کے لیے ہی اپنے الہی کی نہیں اپنی جانوں تک کی قربانیاں
پیش کر دیتے - اسے لے جے - ہے - ایک سے - ایک سے ہی دہشت بائی نہ ہوئی
داد دینے والوں کی ہاتھ نہ پڑا داد لینے والوں کا - - پس صبیح -
مارخی عقید ہیں امنی کے "تو" ہاں کے ان تجربات پر نیرت کیوں کیجیے
کہ فلاں اور فلاں "صدیق" اور خدا و حق و کلا کی دینے کے شوق - ولولہ میں جن
گئے - فلاں اور فلاں "بیچ" کی حمایت و نفرت میں سینہ پڑ گیا ہاں حال میں
فلاں اور فلاں - عبارت انما کیست پکا اسے پکا کہنے سے تہمت پر پڑ گئے -
پر و بیگنہ جو چاہے کہ کما لے - جس سیاہ کو کیلئے سفید بنا دے جس گلاں
کو کہنے ڈاؤب بنا دے - بعض جیل چلا جانا - ہنگامی میں لینا - پائیس کے ڈول
کی اور تھا لینا - بندوں کی گدیاں اپنے سینہ پر سے لینا - مر جانا جان دے دینا
آخر کسی تحریک کی صداقت و حقانیت کی دلیل کیونکر میں سکے ہیں - نہیں
زیادہ سے زیادہ دلیل ہمت - جرات و مردانگی کی ضرورت ہے لیکن دنیا
کی کسی بیوہ سے بہو و تحریک کو بھی جان دے بیٹے دے شہیدانی (ورنہ انہی

نہیں مل گئے ہیں؟ کربلا میں جان دے ڈھونڈنے والے محسن صلیبی ہی تھے یہی
تھے؟ ہر روز آمد میں سرگرم تھے، دے دے محسن جڑ تھے، ابو جہل نہ تھا؟

سما و نین کر امیے

صدق، صدق، صدق کے ایک تہ پر غصے نے
بھینچیں پھر مویں میں تو کا علیہ... اس حالت صدق کی میں منابت فرمایا
آئینہ شہرہ کے ساتھ لگا دیا۔ نشان کچھ اخباریں لگائے۔ یہ مثال باطل
پہلی نہیں۔ ہر ایک اور منابت فرامی، یہاں ہی رہ چکے ہیں۔ نیامنی میں جوش
آیا، اور مٹی آڈر بنا کر ایک نیچو بنا کر کے نام دیا، نہ کر دیا۔ اس سے اپنے عذاب
زیادہ مٹی کو کہ کچھ بھی لکھیں ہو جاتی رہیں، لیکن یہ بعد اس کے بنا کر ایسے تمام غصوں
کی خدمت میں عرض ہے کہ اس اور خدا فرامی کا بھیج، مناسب، اور طریقہ
یہ نہیں، کہ سرت یہ ہے کہ اس رقم کے ساتھ خیر امدادوں کی نرسٹ ضرورت
کی جائے۔ اصل قصہ تو یہ ہے کہ آواز کا، پناہ کا، اور تک پہنچا ہے
اور اس کے ساتھ بلیغ کو وسیع کرنا ہے، اور یہ سرت اسی سرت میں ملے ہے
کہ ناظرین کی تعداد میں اضافہ ہوتا رہے۔ نہ یہ کہ دفتر میں رقم پر رقم پہنچتی ہے
آزادی علیہ السلام کا جن کرم فرما سے وصول ہوا، انہوں نے کسی طرح نرسٹ ضروری
منابت نہ فرمائی، مجبوراً دفتر نے خود اپنی تجویز سے ۲۲ رعایتی خیر امدادوں کے
نام یکم مئی سے پرچہ جاری کر دیا۔

حکمت و موغلت

شیخ الحدیث حامد عثمانیہ حیدر آباد مولانا سید
ناظر حسن صاحب آج کل تنہا کے زمانہ میں اپنے وطن موصل گیلانی (ببار)
میں ہیں۔ تازہ گزری نامہ بھی حسب معمول، عقائد و معارف سے بھر دیا ہے۔
ذیل کا اقتباس، موسسہ کی اہمیت کے انتظار کے بغیر، بہ سرت تمام ذرا ناظرین
"آج کل گیلانی کے اس ویرانہ میں پڑا ہوں۔ عمر کا ڈھانچا سال
گزر رہا ہے۔ گویا بچاس چابک مائے آگیا، دو جس سے یہ گزرتا
رہا، کچھ نہیں معلوم کہ اس حساب سے کیا ہو۔ اب نرکا دانا زما
پیش نظر رہتا ہے۔ دل میں ایک پراثر جذبہ سیاحت کا تھا، لیکن
تھوڑی سی سیاحت کے بعد معلوم ہو گیا کہ ہر جگہ وہی آسان وہی
زمین، وہی پانی وہی آبی۔ اس کے وہی کو از م ساتھ ہیں جو مجھے
انجے گاؤں میں سب سے پہلے نظر آتے تھے۔ بہت کم اضافہ
معلومات کا اس سیاحت کی راہ سے ہوا۔ اب البتہ ایک سفر
درپیش ہے، اور اس میں توقع ہے کہ اس بے غلے سے دوچار ہونا
پڑے گا کہ ماغنی ہم من قرۃ العین کے ساتھ، غلام غص
کا، علان کیا آیا ہے۔ اسی لیے اُن پر مٹی آتی ہے، ان کی عقل پر مٹی
آتی ہے، جبکہ مطالبہ ہے کہ آئندہ وہی ہو یا اُسی کو ہونا چاہیے
یہ اس وقت ہے یا ہو رہا ہے۔ چونکہ مذہب اسکو بوجہ نظام
سے مختلف قرار دیتا ہے اس لیے اسباب سے ~~مختلف~~ (4)
کا تہ نہ لگا کر، اس بند کے انتہا آگے بند کیلئے ہیں جس نے
سائب کے دعو کا انکار آگے بھیج کر کر دیا تھا۔ اس میں سے بڑا
ذوق حاصل ہوتا ہے کہ ان خادشاہ خانی اس کے بعد کچھ آریا

دہمیش نظر تو انہیں سے بالکل مختلف ہو گا۔ کسی عجیب باتیں نہ
سہی بے کما گیا ہے کہ آئندہ کی زندگی جب جنت کے مقام تک
ترقی کر جائیگی تو آدمی اس سے تخیل نہ بنا سکتا، جسکی وجہ
اس کے بعد ہی قرآن میں یہ ہے کہ رب کے کلمات لامحدود ہیں۔
میری سے تو آدمی تھا کہ جانتا ہے، لیکن لذت کی تو دنیا ہی جنت
پہلے ہے۔

ایئر استفادہ کی ترویج چاہئے والے، پڑھنے والوں سب کو نصیب کرے۔

ایک بزرگ قوم کا ابتلاؤ

برائے (۱۹۷۷ء) میں نور العنوم کا اور دوسرے مفید کام کیسے رہے اور
اب بھان کوٹ (پنجاب) میں روزنامہ اسلام کا کام سنبھالے ہوئے ہیں۔ اپنے
ایک کتاب میں مندرجہ لکھتے ہیں:-

"خیال تھا کہ زبان بولانا بولانا علی صاحبہ کا ساتھ دے گا، تو اُن سے
کافی فائدہ اٹھا سکا۔ گورو بھان نہ لے۔ پھر اس صاحب کے
آگے کی توقع ہوئی، اُن غریب کو احمد گرو سے رہائی نہیں ملتی
انکی بیوی بچے ہیں پڑے ہیں۔"

یہ اس صاحب آئندہ ہی تو مسلم بولانا بولنا پوٹو لڈو بس محمد اسد ترجمہ و شائع
مجمع بھارتی ہیں، جن کے علمی و تحقیقی کاموں کا تذکرہ صدق اور سچ کے صفحہ
میں بار بار آچکا ہے۔ ان بچا رہے کو سیاحت سے کیا و سہ۔ اور خدا معلوم
و کس جرم میں احمد گرو میں نظر بنیں، اسوائے کسی زمانہ میں جرم نہ رہا تھا،
اب تو مدت سے پنجاب میں ہمارے تھے، اور غاموشی کے ساتھ ہر قسم کے شہر
شعبہ سے الگ، سعید ترین علمی و دینی خدمات میں لگے ہوئے تھے۔ جرت ہو
کہ پنجاب کا اسلامی پرسر اس بنگلہ کی حاجت میں کچھ نہیں لکھتا، اور مسلم
ارکان، اسمبلی، کونسل اور دوسرے معززین دعا گوئی طرقت کوئی تحریک
سننے میں آئی!

ہندو کی لذت

نظر آئے نہ جلوہ ہر گھڑی کی بکر محمد کا
دل سے ویرانہ دل میں ہے لپٹے ٹھونڈ کا

کے کیہ نگار، محبوب و عالم پھر جہاں سارا
کہ خود ہی ناشتہ دناؤں ہے بید اور محمد کا
کس کو یقین آئے گا کہ یہ نعتیہ اشعار کس مسلم کے مین ایکٹ کے نظم ہیں، پہلی میں اردو
زبان کے ایک بالکل انشعبی پارہ لہر دیتی گزرتے ہیں۔ انتقال کو ابھی چند ہی
سال ہوئے ہیں، ۲۰-۳۰ سال اُدھر ایک اموار سالہ کمالی اسے زبان ہی
کی خدمت کے لیے نکالا تھا۔ ایک دیوانہ رزق سخن کے نام سے دست ہوئی،
چھپ چکا ہے۔ حال میں دوسرا مجموعہ حکام رزق کے نام سے کاسٹرو، دہلی
دہلی نے شائع کیا ہے۔ اس کے شر اس میں درج ہیں۔ ہندوؤں میں کاسٹرو
اور کشمیری ہندوؤں نے اپنے آپ کو اس طرح اسلامی تمدن میں رنگ دیا تھا، کہ
رمع و لباس، کھانے پینے، اور سب سے بڑھ کر زبان کے معاملہ میں، ان میں اور
مسلمانوں میں کوئی امتیاز ہی باقی نہ رہا تھا۔ اور اس منہ کا کلام ان معزز
کے ہاں آج سے نسبت، دوست نیر عام تھا، لیکن سوال تو یہ ہے کہ تمدن کے تمدن

اور کون شوہر ہے جو بیوی کا "محرم راز" نہیں بتا؟ ۱۹۱۰ء سے عام رسمت کو منسب کے پیش فارم سے یوں بیان کرنا کہ گویا: دو کوئی بڑا اور مضہبہ خاقان کو ہونہ کی عزت افزائی ہوئی یا اور جو دو بین ۹ اور پھر اپنی حکم جگہ کو اپنی سب سے بڑی دولت، کمکر تو دہر ہو ہونہ کے سارے روشن خیالوں کی اگر دشمنی شرم سے جھکا دیں، یہ "دولت" و "جامداد" کے کیا سنی ہے۔ وہی محیضہ شہزادوں کی فرسودہ خیالی، کہ شوہر بیوی پر گویا حق والا نہ رکھتا ہے!

ایک مقدمہ کی روداد

میں ہوں (علاقہ باری) میں ہندوؤں مسلمانوں کے درمیان ایک بڑا بڑا تھا۔ کئی شخص رضی دے تھے اور بعد میں ایک رضی ہندو کا انتقال بھی ہو گیا۔ اس پر سو بہک سارا ہندو ہیں اس شہر کے گورنر کا حکم صرف مسلمان میں حکومت کا گریس کی تھی اگر تاہم ۱۲۵ مسلمان اسے عدالت میں منتقل کی فرج جرم لگے تھے، اس ۱۲۵ کی روداد میں سے کل ۲۳ فرما میں دے گئے، باقی کے خلاف کوئی ثبوت کیا سنی، شبہ ثبوت ہی نہ تھا۔ اسلئے وہ سب جھوٹ گئے۔ شخص سوچ کر دے، دے، جھوٹے۔ اب کل ۲۳ ہے۔ ہائی کورٹ میں ابھی مقدمہ شروع ہوا تھا کہ استاتہ نے ان میں سے ۹ کے متعلق مایوس ہو کر مقدمہ واپس لے لیا۔ گویا ۱۲۵ سے گئے گئے خبر کی مقدمہ اب کل ۱۲ تھی، ان بارہ سے متعلق بھی کس سرکار نے لے لیا کہ ہائی کورٹ کے قابل صرف ۳ ہیں، کہاں ۱۲۵ کی شروع شروعی مناسب کی پلے کلی والا آغاز کا انجام باقہ خیر ہو کہ ہائی کورٹ نے ان تینوں کو بھی لے لیا کہ ان میں سے کسی ایک کے خلاف بھی ایک مذہب ثابت ہو جو نہ تھا اور جیت جیت نے فیصلہ میں الفاظ یہ لکھے:

"گواہ پر گواہ جھوٹی بنائی، اور سکھائی ہوئی شہادت کے ساتھ پیش کرتے ہوئے۔ انسانیت کی سب سے بڑا گواہ کی ہوگی کہ دشمنوں کی ہلاکت کا سامان۔ دین حلقوں کے ذریعہ لیا جائے۔ کوئی دل سے گڑھی ہوئی حکایت اس آئینوں سے گزری ہوئی نہ قیامت کا مقابلہ کر سکتی ہے!"

پیام اقبال

درنگی (دکن) کے جوں جوں بڑا ہوں و جوانوں نے مل کر، پچھلے ۱۰ یوم اقبال دعوم و سلام سے منایا۔ تقریب نے کوئی پر پیام، اور صدق سے بھی طلب ہوا تھا۔ الفاظ اذیل میں رنج و راز آیا۔ یہی غلبہ میں سنا دیا گیا:۔

"جس کی شاعری اول سے آخر تک ایک پیام ہی تھی، اس کی ہلاکت کے موقع پر پیام کوئی دو چار انھوں کا کیا بیٹھے! اقبال پر اس سے بڑھ کر کوئی ظلم نہیں کہ اسے شاعر یا فلسفی یا کچھ اور قرار دیا جائے۔ وہ تمام تر پیاہر، خدا، حقیقی، و بھلا، حی پیر کا جانفیں اور خام۔ ساری زندگی آزاد ہی شہر و تر جانی میں اسی لادتی پیام کے، سو تیرا کی زبان میں آئے نئے نئے رنگ سے نئے نئے ڈھنگ سے، جگہ جگہ عنوان سے ادبیا نشان ہے۔"

ایک خادم قرآن

قرآن مجید کی عزت ہندوستان میں کبھی نہ مختلف طریقوں سے جاری ہے۔ دریا سخن آنا اندک کرنا لکھا ہوا

آج قیہ لسانی، ساشری، و تہذیبی اتحاد بھی خواب، خیال ہو گیا ہے۔ ۱۱۰۰ آج جب اس قدیم رنگ کے نوسنے کیں نظر آ جاتے ہیں، تو جہت ہی ہو جاتی ہے۔ اور دور حقیقت ہندو مسلم اتحاد و اشتراک کی سب سے بڑی نشان اور ہندوستانی قومیت کے حق میں ہر کام دینے والی تھی۔ اور آج بھی جو اس سے بچا گئے ہو چکے ہیں، اگر پھر اس کے اپنے ہوجائیں تو یہی وقت پھر ٹوٹ سکتا ہے!

عدالت کا شاہکار

"جب کوئی اس راست میں گیا" ایک کے "شوہر روشن خیال" و "ترقی پرور" لیڈر ہوا ہر لال مرد نے عدالت کی طرف انگشت اشارہ اٹھا کر کہا

"اس نے یہ حسوس کیا کہ وہ کئی صدیوں میں کی زبانیں پوچھ گیا ہے۔ وہاں کے حالات کا کوئی رشتہ سری حالات، میراث سے نہیں ہے۔"

بیشک! بیشک! "وہ" اسے مراد اگر اس ہے، اور عمری حالات و عیادت اسے مراد "عین اور اطفال" کے قائم کیے ہوئے دیار است! بیشک یہ وہاں ان ترقیوں سے تو ابھی صدیوں سال پیچھے ہے۔ اس نے اب تک حکم لگی مذکا نام دس میں پوچھ پوچھ، قتل بکار جاتا ہے، سوسوں پر اب تک روپیہ اپنی کوئی طرح پایا جاتا ہے۔ کہ اور دینہ کی طاعت و زیارت کے لیے اب بھی اگر ہزاروں کے نہیں تو سیکڑوں کے غول کے غول ہر سال جایا کرتے ہیں، محنت اب بھی قابل قدر ہے، عورت اب تک سوسائٹی کی شرک جادو نہیں نکاح و سفاح میں فرق باقی ہے، شراب اور پانی ایک درجہ نہیں، نہ خودی سے اب بھی شریعت طبیعتیں جھپکتی ہیں۔

"وہ اپنی آمدنی کا بڑا حصہ شخصی تائیدوں پر صرف کرتی ہے" اور اس کا کھلا ہوا ثبوت یہ موجود ہے کہ وہاں کا باشندہ اپنے گھرانے اور بڑے دوکان میں اس میں صدی صدی میں، روپ کے "قرون" دسلی کی نہیں، اپنے اسلام کے "قرون ادلی" کی یاد دہانہ کیے ہوئے ہے!

"اور افادہ عام کے لیے اسکے اس کوئی روپیہ نہیں" وہ بھی تو یہ ہے کہ وہاں کے بڑے سے بڑے روسا و امرا نے اپنی سماجیادوں کے لیے ہزاروں کے سالانہ عمرت سے آکسٹھ کی تمام لازمی قرار دی ہے، ان کی سماجیادیاں جھپٹیں ہیں ہوائی جہاز پر ہندوستان آوردت رکھتی ہیں، اور وہ اپنی بلکات کی صحت کی سبائی کے لیے سینوں اور ہونوں دیا، اور سیر لینڈ میں قیام رکھتے ہیں، اور نہ اپنی طبیعتی ہونے کتابیں سے لاکھوں کی آمدنی پیدا کرتے رہتے ہیں! آئندہ ہونے تیرا، دوسرا نام چھ، اور سچائی ہے!

گستاخ وزیر عظم

ہندوئی اخبارات میں یہ خبر اب تاب سے شایع ہوئی ہے کہ وزیر اعظم برطانوی ستر چیرمین نے اپنی ظان تقریر میں اپنی جگہ سامعہ کے متعلق اور شاہ فرما کر

"وہ میری سب سے بڑی دولت ہیں۔ اور ان کا بڑا وصفت ان کی رازداری ہے" (اسٹیشن ۵۰، سٹی سلسلہ)

بڑے لوگوں کی بڑی اہم! وزیر صاحب برطانیہ کے وزیر عظم کس کی مجال ہے کہ ان کی زبان پر اس کے دورہ مشرق میں تو کون جوی ہے ہوشیور کی رازداری

تین تہا اٹھ بار اُنھیں نے اپنے سر پر لیا۔ ہم لوگ اگر ”درے“ اور ”قدے“ نہیں تو کم از کم ”تقلے“ ”سحقے“ تو انکی در کر ہی سکتے ہیں۔

بعض کرم فرماؤں سے

”حضرت کرم فرماؤں کے در فیہمکرم دوم پیکر

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ خالص اسلامی روایاتی تلقین کی بنا پر ذیل کی درخواست پیش کرنے کی جرات کرتا ہوں۔ اسید کرب آپ اپنے نہایت پیش قیمت وقت سے اویس فرمت میں وقت نکال کر تاملتہ لوحہ اللہ اس کی رحمت خاصہ غورہ توجہ فرما کر عند اللہ اجود در تاجہ کو شکر اُردی کا بیج و بیجے۔

نا چیز نے بڑی محنت سے ... کے متعلق محققانہ رجحان کتاب لکھی ہے جسکی جوائن فرست دانا خدمت عالی ہے میں اپنی ساری محنت کی ناقص سمجھوں گا اگر کتاب بغیر آپ کے مقدمہ کے شایع ہوئی۔ لہذا براہ کرم در عنایت اپنا ایک تیسرا اور مفید مقدمہ اپنے اشہ کرم کے لیے لکھ کر روانہ فرمائیں۔ اسکے اجر میں کچھ کلام بھی پیش کرتا ہوں تاکہ اس کا متعلق ... سے ہے لہذا اس شکی کا اجر بھی فیض لاکھ لاکھ ملے گا۔ کتاب بالکل تیار ہے۔ صرف آپ کے مرتبہ کا انتظار ہے۔ اگر اندرون ہفتہ دستیاب ہو جائے تو احسان پر احسان اور اجر پر اجر مانا۔ ملک جو آپ کے لیے لغوت ہے۔

یہ اذہ ترین نوٹ ہے اُن فرمائش ناموں کا جو تقریباً ہر مہینہ (لکھیں اس سے بھی جلد جلد) در حدیث کو موصول ہوتے رہتے ہیں۔ اور فرمائشیں صرف مذہبی کتابوں کے مقدمہ دیباچہ تقریباً ایک محدود نہیں، سیرت، تاریخ، شعر، افسانہ و ادب، سیاسیات سب کے بے فرمائشیں، اسی طرح کی موصول ہوتی رہتی ہیں، اور اللہ اور رسول کے واسطے دلاؤ لاکر، گو یا ایک سنگدل کو موم بنانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ جسکے ذلت کی قیمت کُل چند تہا اٹھ بار اُنھیں نے اور اکثر تودہ ”مدح“ بھی دو چار مراسلتوں کے بعد ”قدح“ میں تبدیل ہو کر رہتی ہے! پیر مزید یہ کہ فیصل ارشاد کہ کم رت میں، جلد سے جلد کی جائے! اور دیا چر یا مقدمہ جو کچھ بھی ہو، کتاب کے اشتہار کا کام بہر حال دے سکے! اور اب آخری افسانہ یہ ہوا ہے، کہ سواد کتاب کے پیش نظر ہونے کی بھی ضرورت نہیں! ”اشتہار“ ہوں ہی آنکھ بند کر کے، شخص مصنف کی شخصیت پر اعتماد کر کے لکھ دیا جائے! ... اللہ اور رسول کے ہفتے واسطے غریب مقدمہ نگار کو دلائے جاتے ہیں، خدا سلام! اسکے نفع بھی کبھی مصنف غلام اپنے ضمیر کو بھی دیتے ہیں!

”تعلیم!“

”اگر اچھی۔۔۔ سہی۔۔۔ و زیر صوبہ سطر جی ایم سید نے

جو کا نقش طلب کی تھی، بلا خر کل اُس نے ۱۲ اسکالین کی ایک کمیٹی مقرر کر دی جسکا کام یہ ہو گا کہ اہل سندھ میں کسی طرح موسیقی کی روح بیدار کرے۔

کمیٹی کے سرور اس امر کی تحقیق ہوئی ہے کہ صوبہ کی تعلیم دین سکالوں میں، مختلف درجوں اور ستر لائن میں موسیقی کی تکرار حاصل کی جائے، اور گلے کا کام بھی ابتدائی اور ثانوی مدارس کے لیے تیار کرنا، اسکے سرور ہوا ہے۔ کمیٹی ایک مہینہ میں اپنی رپورٹ وزیر تعلیم کے سرور کر دیگی جس تخمینہ مصروف و ذرا ت آملی۔ (رانی پور)

کی تصدیق کسی نہ کسی آئین میں ہوتی ہی رہی ہے۔ عمر آباد، شیخ شادی اور کلا (ملاذ مدرس) کے مدرسہ دارالسلام میں آستانہ تفسیر مولوی سید صبیحہ اللہ صاحب بخاری (فاضل دیوبند) ہیں اور دت سے خدمت قرآن میں لگے ہوئے ہیں۔ سندھ و حیدرآباد کی لغات قرآن ہی کے موصوفہ پر تیار کر چکے ہیں۔ گو خدمت ایسی طبع و شامت کی نہیں تھی ہے۔ ملاذہ دوسری کتابوں کے ایک جامع تالیف ”آرود زبان اور تفسیر قرآن“ کے نام سے تیار کر رہے ہیں جو تکمیل کے بعد ان شاء اللہ قابل درج ہوگی۔ اسے ایک آواز غایت نامہ ہیں اس سلسلہ میں لکھتے ہیں

”اس کتاب کی ضرورت ہے۔ ملاذہ اس کی خدمت قرآن کی تحقیق کرنی چاہی۔ اس سلسلہ میں غیر مولوی بارہودہ صاحب کی زبان میں ترجمہ قرآن کا پتہ چل گیا ہے۔ قابل ملاحظہ ہو۔ لکھنؤ، کنٹرالی میں بہت سی چیزیں لکھی ہیں۔ اب میں سے ملاذہ اس کی حد تک موصوفہ کو عام کر دیا ہے۔ ملاذہ اس میں تفسیر کے نام سے ایک چیز جمع ہو گئی ہے۔ اب عربی، فاضل و آردو، تمام چیزوں کو جمع کر رہا ہوں۔ آردو زبان میں ایک عجیب و غریب تفسیر کا پتہ چلا ہے، فیض الکریم، جو سہل چلے ضرور ہونی چاہی، اور اب تک اُس تصنیف جاری ہے! پہلے سفر نے سورہ نساء تک لکھا۔ دوسرے سفر نے اُنکے انتقال کے بعد ماندہ تک۔ پھر تیسرے سفر نے اُن کی وفات کے بعد رحمت تک تحریر فرمایا۔ اور اب کچھ اللہ چاہے سفر زندہ سلامت ہیں، اور لکھ رہے ہیں، اور سورہ اسطی تک پہنچ چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تکمیل فرمادے۔“

ایک ملاذہ اس عالم نے تفسیر فتح العزیز (شاہ عبدالعزیز دہلوی) کا عربی میں ترجمہ کر دیا تھا۔ نوقت کے ہوتے سے معلوم ہوا۔ اگر کتاب مفقود ہے تلاش جاری ہے۔ بہر حال کام تویج میں شروع ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیے کہ مکمل ہو جائے، اور پھر اصل کتاب ”آردو زبان اور تفسیر قرآن“ پر توجہ کر سکیں! اگرچہ اس کا یہی کام جاری رہتا ہے، کم از کم کوئی ہفتہ خالی نہیں جاتا، جس میں کچھ نہ کچھ ملاذہ نہ حاصل ہو جاتی ہوں۔“

یہ جامع کتاب نوقت سلسلہ پانچ سال سے لکھ رہے ہیں۔ اس میں تذکرہ اُن تمام حضرات کا ہو گا، جنکی آردو میں

- (۱) بالکوئی مستقل تفسیر ہو۔
- (۲) یا کسی دوسری زبان کے تفسیر کا ترجمہ آردو ہو۔
- (۳) یا کسی تفسیری مسئلہ پر تنظیم کتاب ہو۔
- (۴) یا تالیف تفسیر ہو۔
- (۵) یا تنقید تفسیر ہو۔

ماظربہ تمدن میں سے جو صاحب کسی قسم کے ملاذہ اس باب نہایت فراست کے ہیں، وہ ضرور جناب نوقت سے مراسلت فرمائیں مستقل اجر کی ہرگز نہ۔ درپہر اس طرح کے کام افزا نہیں، پڑی پوری جہالت ل کر انجام دیتی ہیں، نوقت کی یہ ہمت بجائے خود کچھ کم قابل داد ہے کہ

نئی کتابیں

دقیقہ اشاعت گزشتہ

(۳) تاریخ اربیات ایران در عهد جدید - مصنفہ پروفیسر باؤن مترجم سید داؤد الدین بی اسے - صفحہ ۶۷۷ - قیمت ۱۰ روپے - دہلی -

پتا - ضمن ترقی اردو - دیرالکھ - دہلی -

انگریزی میں پروفیسر باؤن کی سرکاری ہنری آپ پرشیا الب شہو و معرکہ کتاب ہے اور پرنسپل پرمیٹر مستند - انکی چوتھی اور آخری جلد کا مجلس شہد و محتاط ترجمہ ہے مترجم - ایک مشرقی مصنف میں - انجمن ترقی اردو سے ترجمہ کیے گئے انکا انتخاب ہر تہذیب سے چھوڑا گیا جلدوں کا ترجمہ بھی انجمن مذکورہ سے کیا گیا ہے - اگر آپ کی ہے - پروفی جلد کا ترجمہ ہے - درمیان کی دو جلدیں غالباً ترجمہ نہ گئی ہیں -

مصنف کی کاوش دوست نظر - اذوق تحقیق کا پورا ادا ہے اس کتاب میں کے مسائل سے ہو سکتا ہے - کچھ سرسری دانا ادا نہ نہت مباحث پر نظر کرنے سے بھی رہ جائیگا - کتاب میں مستقل حصوں میں تقسیم ہے جلد کو موصوفت سے لے کر ۱۰ تک کا زمانہ ہے - جلدوں میں ان چار حصوں کی ایرانی تاریخ پر اجمالی نظر ہے - حصہ دوم ان چار صدیوں کی ایرانی تہذیب پر ہے - اور حصہ سوم ان چار صدیوں کی فارسی تہذیب پر ہے - ابوب شکارین دہلی -

۱۰۰۰ اب ایک ایک تین دور پر - مباحث کی دلی دلی اور مصنف کا اس بیان دیکھنے سے فہم رکھتا ہے - مترجم کا کمال یہ ہے کہ کتاب کا ان ترجمہ میں غلوں سے دور کر دیا ہے - اور ترجمہ میں مستقل آہستہ کا انداز پیدا کر دیا ہے - سرسری نظرسے دیکھنے میں سرت دو لفظ کھٹکے - ملاحظہ فرمایا کہ ترجمہ سب ہی سے کیا گیا اسباق کتاب ہے کہ "چراغ" بہتر تھا - اسی طرح دوسرا لفظ "مذرت" ہے - مترجم نے یہ لفظ **مذمت** کے لیے رکھا ہے - حالانکہ بیان اپنا لوجی کا صحیح مفہم تشریح یا توضیح

(**explanation**) ہی سے لیا ہوتا ہے - انگریزی کے مترجم اس لفظ کے ترجمہ میں بڑی کثرت سے غلطی کر جاتے ہیں - خود مصنف کے دیکھنے کثرت سے ہوتی ہیں - مترجم نے باجھا ماننے دیئے ہیں - اور ایک جگہ تو مصنف سے اچھا خاصا اختلاف بھی کیا ہے (ملاحظہ فرمائیے) ایک خاص بات یہ بھی ہے کہ انگریزی کتابوں اور مصنفین وغیرہ کے ام (اصل) انگریزی میں دہریہ ہیں -

پیراس کے بڑی غلط فہمیوں کا امکان - ہوتا ہے - کتاب مملو ہے کہ ایک کھزانہ ہے - اور معلومات بعض اولیٰ ہی نہیں - مذہبی اور کسی قدر سیاسی ہیں - یہ ادبیات ہے - کہ معلومات ہر جگہ تا مترجم نے جو زبان استعمال کی ہے - مصنف کا یہ بیان کہ اہل سنت - کہ ان باب اعتماد ہمیشہ کیلئے بند ہو گیا ہے - ہمیشہ جرمی اسکے مسائل کی پُر زور سفارش کی جاسکتی ہے - فارسی شعور اب کے شائقین سے نیز شیعہ مذہب اور تاریخ کے طلبہ سے علمی گھرانوں کا کوئی کتب خانہ اس سے غالی نہ رہنا چاہیے -

(۴) انجمن ترقی اردو کی کہانی - از مولوی غلام ربانی صاحب - ۱۰۷ صفحہ -

تذکرہ ۱۹۷۷ء - قیمت ۳ روپے -

انجمن ترقی اردو - دیرالکھ - دہلی -

موضوع نام - یہ ظاہر ہے - انجمن کی پچھلی تاریخ موجودہ کام اور اس کی تجویزوں کا ایک بچپ اور جامع تذکرہ - مصنف صاحب کا تعلق ان کے حکامہ آثار مذکورہ سے ہے - لیکن فلم کہ قدرت اس "مذہب" کے لئے ہے -

۱۰۰۰ حیات کیا ہے - از محترمہ عابدی صاحب (ایم ایس سی) - صفحہ ۲۲۸ - قیمت ۱۰ روپے - دہلی -

حیات کیا ہے - اس سوال پر ان کے جواب اسانی کی - شفیق ہیں - مثنویہ پروفیسر کے ایک استاد و تہذیب سوانح مصنفہ کتاب ظاہر ہے کہ فلم سے اور اس کے مصطلحات سے بہرہ یونان اگر تہذیب اس کے لئے مصنف نے اس وراثت کو عام فہم بنایا - یہ ہے کہ اوسط درجہ کے تعلیم یافتہ بہ قدر ضرورت استفادہ کر لیں - اکثر مصطلحات کے انگریزی مترادفات ہیں - ان میں انگریزی خط میں درج نہیں گئے - کتاب کی تعبیر اس مابین سے - تیسرا باب تحریفہ زبانیوں کا نام - پر ہے - اور ان کے بقا - دت کے نظریہ پر - ان دونوں بابوں میں مصنف صاحب کے حیات میں گئے - جن سے قرآن مجید کی معنی آتے - انہی پر مشتمل ہے - کتاب علمی کتب خانوں میں باہر پانے کے قابل ہے -

(۵) مسلمانوں کی تعلیم - از اکثر افضال حسین قادری - ۱۰۷ صفحہ - ۲۰۰۰ قیمت ۱۰ روپے - دہلی -

موضوع - مذہب ہر حال ہے - فقرہ مذہب اب تک اس نام سے تیار ہو چکے ہیں - اور انکا بیشتر حصہ تعلیمی پیش قدمی سے متعلق یہ دھوکہ دہ - اگر جہت بہت ممتاز اور انفرادی ہے - پہلے با - اٹھا اسکیم پر ایک بات تبصرہ قی نقد نظر سے ہے - اس کے بعد مسلمانوں کی تعلیمی ضروریات پر ایک سنجیدہ اور سنجیدہ مقالہ ہے - اور پھر ابتدائی تعلیم کی ایک اسکیم تفصیلات کے ساتھ درج ہے - اور نہ صرف اسلامیات پر بھی تفصیل شگفتہ - مصنف استاد اگرچہ شعبہ حیاتیات کے ہیں لیکن علوم ہوتا ہے تعلیم کے مسائل - بھی انھوں نے خوب غور کیا ہے - اور اپنی ملی ضروریات و ضرورتوں سے - سبجما ہے - رسالہ ان سب لوگوں کے ہاتھ میں جاتے کہ تہذیب جو ملایا کے تعلیمی مسائل سے کچھ بھی دیکھی رکھتے ہیں یا ملت کے تعلیمی مستقبل کے حال کو سوچا کرتے ہیں -

(۸) ظہور قدسی - از جناب امیر القادری - ۴۰ صفحہ - قیمت ۱۰ روپے - پتا - لکھنؤ علیہ - چارمنار - حیدر آباد دکن -

میلاد ہی نہیں - اردو میں بھی غور و نامور کتاب تھی جس کا حال ہے - لیکن یہ نظم اپنی شعری معنوی خصوصیات کے لحاظ سے ایک بہتر اور زیادہ رکھتی ہے - اور نہ شاعر کے ہاتھوں میں جاتے سناٹے - بجز اسکے کہ وہ ایک بہتر شاعر ہے - اس کے لفظ پانچوں زبانوں میں - ساری نظم اوس سے آواز نکلتی ہے - یہاں پر - سلام کے لئے - آفریں - اور مسند و مسند و آیات - یہی ہے - شروع میں اور اسکا - گیلانی کے فلم سے عبارت - کہ ان میں مختصر صفحہ ۱۰۷ - چھاپائی - سب دیدہ زیب -

عورت کا مرتبہ اسلام میں

(ازانہ اسلامیہ لاہور میں نواب بہادر یار جنگ کی تقریر)

نواب بہادر یار جنگ کی تقریر دو حصوں پر مشتمل تھی۔ پہلے حصہ میں آپ نے بتایا کہ حضرت آدم سے نبی آخر الزماں تک میں قدر انبیاء و کرام آئے رہے ہیں، انہوں نے اسلام کے سوا اور کچھ پیش نہیں کیا۔ اور یہ کہ نبوت کا جو سلسلہ بعد ایلٰی آدم کے بعد شروع ہوا وہ انتہائی کمال کا پہنچ کر حضرت خاتم النبیین پر ختم ہوا۔ اس حضرت دنیا میں ایک آخری پیغام لائے۔ جس کے بعد کوئی پیغام نہ آیا اور جس کے قوانین نہ مستجاب ہو سکتے ہیں نہ ٹل سکتے ہیں۔ لیکن جو اپنے اندر اتنی چمک رکھتے ہیں کہ مناسبت تفسیرات ان میں سے لے سکتے ہیں۔ اور جو ہر زمانہ کا مذہب بن کر قائم ہو سکتے ہیں۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ اگرچہ خدا کا تصور تمام ادیان میں موجود ہے، لیکن اسلام نے اس انوکھی ذات کو انتہائی پاک و صاف اور سترہ شریعت سے پیش کیا ہے کہ کوئی اس کا شریک نہیں ہو سکتا۔ اس کی صفات کی تقسیم ممکن نہ ہو، اس کی ذات کی تجسیم ممکن نہ ہو، خدا کا تصور اس خاص صورت میں پیش کیا کہ نہ صرف تمام شکوک و شبہات دور کر دینے بلکہ شخصیت پرستی کا امکان تک نہ رہنے دیا۔ حضرت عیسیٰ کو ان کے انہی امت نے خدا کا بیٹا اور انہی ان کو خدا کی بیوی بنایا، لیکن محمد کو خدا نے اس رنگ میں پیش کیا کہ اگرچہ وہ تمام انبیاء کے سرانجام ہیں، لیکن ہم انکو عبد و رسول سے زیادہ کچھ نہیں کہتے۔ اپنے مسطورات کو اقتداء کیا کہ چونکہ وہ توہمات میں زیادہ گرفتار ہو جاتے ہیں لہذا اس بات کا خیال رکھیں کہ بزرگوں کی عزت و تعظیم سے جو حید کو ہمیں نہ چوبچے۔ اور خدا کے ساتھ ہماری وابستگی میں کوئی فرق نہ آئے۔

اس کے بعد نواب صاحب نے کہا کہ اسلام کی تعلیم اس قدر واضح و صاف ہے کہ کوئی سمجھدار آدمی اسلام کو آخری مذہب تصور کرنے سے باز نہیں رہ سکتا۔ آپ نے کہا پہلے بھی دیگر اقوام نے عبادت کے طریقے وضع کیے لیکن اسلام نے اپنی عبادتوں میں نہ صرف بندہ و خدا کے تعلقات استوار رکھے ہیں بلکہ انسانوں کی اجتماعی زندگی کو بھی مستحکم کیا ہے۔ پھر اسلام نے بڑائی اور بزرگی کا سارا صرف تقویٰ قرار دیا اور وطن - قوم - نسل - رنگ اور دولت و فقریت کے تمام امتیازات یک نغمہ کر دیے۔ اس کے بعد آپ نے نماز - روزہ - حج اور زکوٰۃ پر نہایت نامانہ افاد میں بحث کی۔ اور بتایا کہ ان عبادات کی علت کیا ہے اور ان میں کیا کیا حکمتیں اور مصلحتیں پوشیدہ ہیں۔ نہ صرف روحانی اور دینی لحاظ سے بلکہ دنیاوی اور اجتماعی لحاظ سے بھی۔

ان کے بعد نواب صاحب نے خواتین کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اسلام نے سب سے بڑا احسان آپ پر کیا ہے۔ اسلام ہی نے عورت کے مرتبہ کو بلند کیا۔ اور خردت میں مری بونی عورتوں کو ان کے مقام اعلیٰ تک

پہنچایا۔ زمانہ جاہلیت میں لوگ لڑکیوں کو اس لیے ذلیل و گوارگوں کرتے کرتے تھے کہ وہ کسی کے سر پر کوئی آقا کا دام نہ کھائے۔ اسلام نے اس منہ کو قتل سے تعبیر کیا اور اسے مٹایا۔ اس سے پہلے عورتوں کو غلاموں کے مرتبے کے بعد ذلیل و گوارگوں کے مرتبے کا تعلق نہ تھا اور غلاموں کی پتلا پرستی ہو جاتے پر مجبور کیا جاتا تھا۔ اسلام نے عورت پر وہی کو نہیں بلکہ مطلقہ کو بھی نکاح ثانی کا حق دیا۔ آج ہمارا ان وطن ابائی عورتوں کے لیے اس حق کو نجاس آمیز سائیں بھیج کے طور پر مانگ رہے ہیں۔ یہ دوسری بات ہے کہ مسلمان خواتین ان حقوق سے قائم نہ آتھیں۔ میں نے دیکھا ہے کہ ۱۹ برس سال میں بیوہ ہو جاتے ہیں بعض مسلم لڑکیاں احوال سے متاثر ہو کر عمر بھر دوبارہ شادی نہیں کرتی لیکن اس معوجہ خود اپنے آپ پر ظلم کرتی ہیں۔

دوسرے مرحلہ شاستر دیکھیے ذی معلوم ہوگا کہ کسی مذہب میں بھی باپ کے مرتبے کے بعد بیٹی کو شوہر کے مرتبے کے بعد بیوی کو۔ بھائی کے بعد بہن کو بیٹے کے بعد ماں کو اس کے ترکہ میں حصہ نہیں ملتا۔ لیکن اسلام نے تم کو باپ، بھائی، شوہر، بیٹے اور سراسر رشتہ دار کے متروکہ میں شریک و شریک شہرایا ہے جس میں مرد کو حصہ مل سکتا ہے۔

اعتراف کیا جاتا ہے اور اس اعتراض میں لاہور پیش پیش ہے کہ عورتوں کو مردوں کے مقابلہ میں ایک حصہ ملتا ہے۔ دراصل یہ اعتراض بے خبری کی علامت ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مرد کو ایک طرف سے حصہ ملتا ہے اور عورت کو دوسری طرف سے۔ اس لیے یہ کی پوری کہ نہ یہی ترکہ میں عورت کو ایک اور مرد کو دو حصے دیے جاتے ہیں۔ مثلاً بیٹا جو بیٹہ کر کہیں نہیں جاتا۔ بیٹی جو بیٹہ کر شوہر کے گھر جاتی ہے، اور باپ کے ترکہ سے بھی پاتی ہے۔ اسی طرح عورت اپنے شوہر کے ترکہ میں بھی حصہ نہیں پاتی، بلکہ اس کے گھر بھی وصول کرتی ہے۔ اور شوہر صرف متروکہ پاتا ہے۔

اس کے بعد نواب صاحب نے بتایا کہ اسلامی معاشرت میں مرد اور عورت کا مقام کیا ہے۔ اس سلسلہ میں بہت سے اعتراضات کیے جاتے ہیں۔ قرآن نے مرد اور عورت کو ایک دوسرے کے لباس کے تشبیہ کی ہے۔ گو اس طرح لباس، عزت و سبب، حفاظت اور عیب کو چھپانے کا باعث ہے، اسی طرح مرد اور عورت ایک دوسرے کا لباس ہیں۔ اس سے یہ بھی سرفہج ہے کہ معاشرت میں مرد اور عورت میں مساوات ہے۔ البتہ ایک مقام پر مردوں کو "قواکمن علی النساء" قرار دیا ہے۔ اور یہ ضعیف اور قہر رتی فرق ہے۔

نواب صاحب نے سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ انوس کہ اب ہمارا چارہ خانہ شمس محفل بننے کی طرہ مائل ہے۔ وہ یہ کہ دن بہ دن زیادہ ہو رہی ہے۔ شاید گھر کی دستیں ہماری ماؤں بیٹیوں کو تباہی سلوم ہونے لگی ہیں اور وہ اپنے دماغ و جسم کی صلاحیتوں کا مظاہرہ کر رہی ہیں۔ مگر عزت محسوس کر رہی ہیں۔ لیکن دنیا کے حالات پر نظر ڈالی جائے تو ہمارے ہاں لڑکیاں اور اسلام کے متعلق کو کچھ

! 101

ابن تیسرے صاحب نے ایک معنون کو ماہے اس میں فرماتے ہیں کہ
گزشتہ صدی میں اتحاد اہل حق کی تحریک پوربین و برین سے چلانی تھی تاہم
پوربین نے ہم اقوال کو سمجھ کر کہ اس کے خلاف سخت کرنا چاہئے۔
لہذا علامہ ابن علیہ جلال الدین نقاشی نے عہدہ فور پاشا اور ملا شریعت

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 (اور یہی بات لے کر آیا اور جس نے اسکو چھ مانا ہی اٹھ ہی گا رہا ہے)
 آید شیر: عبدالماجد
 پتہ: دربار - ضلع بارہ بکری
 نائب (مکرم) عبدالغنی
 مصنفین کے بارے خط و کتابت ایڈیٹر کی جائے



سچی بات لکھو

چندہ اور مقامی امور
 کے بارے میں مراسلت اس پتہ پر ہو۔
 ہستم اخبار صدق لکھنو

چندہ سالانہ
 ششہری
 بیرون چندہ سالانہ
 قیمت فی کپی ۱۰/-

نمبر (۳۱) - دو شنبہ - ۱۸ - ربیع الثانی ۱۳۵۹ھ مطابق ۲۴ مئی ۱۹۴۰ء - جلد ۶

سچی باتیں

ایٹیشن ملک کے انگریزی روزناموں میں شاید سب سے زیادہ معزز و نامور ہے۔ حال کے ایک سنڈے ایڈیشن میں ایک صفحہ پر پنجاب کی موزاٹ کے ساتھ حالات درج ہیں تیرہویں صدی سے اڑھائیویں صدی ہجری کی پہلی کی ساہانہ زندگی کی۔ وسط صفحہ میں بڑی سی تصویر۔ سلطان گھوڑے پر سوار۔ چہرہ تھام کر کھلا ہوا۔ سر پر ٹوپی۔ لباس مردانہ۔ سواروں کی ایک فوج جلو میں بیٹھوں کا منظر عورت و دادیں۔ یہ عجب آپ سمجھے کیوں؟ اور یہ وہ کس لیے؟ اس لیے کہ اُس نے مسلمان ہو کر اسلام کے قانون مجاہد کو توڑا، آزادانہ پروردہ سے باہر نکلی۔ اس لیے کہ عورت ہو کر مرد کی اور قانونِ نفرت سے بناء کی۔ تو یہ آج سے سات سو سال قبل، تحریکِ نسائیت کی طیارہ۔ تو وہیں صدی ہجری کی روشن خیالوں "تجدد و نوآبادیوں" کی پسندوں کی پیشوا اور سردار!

خبریں عرصہ تک نہ کرنے کا لازمی نتیجہ نکلا کہ ایک مبشری غلام پر نظرِ اوقات ڈرا ہو گئی۔ بے حجابیاں جلو سے گزر کر جلوت میں بار پائے گئیں۔ تاریخ کے الفاظ کی "یا قوتِ مبشری" کہ میرا خود مستطیعہ و صاحبِ نسبت گشتِ برتیبہ کہ کر سلطانی روضہ سواد فیل و اسب تکبیر نہیں دیا دے او می کر دے۔ محسوس و امر اور شد۔ سلطان روضہ و پردہ و عفتان پر آمد و لباس مردوں پر شیدہ بے حجابیاں تیار ہو کر جلو پر سر دافشہ پر نکلتی۔ گمانداروں کے زبانوں پر نہیں۔ انہی کی بڑی شورشِ بولی۔ فوجِ بیاد کی چونکی۔ انجامِ سخت سے معذرتی دایری۔

اور انہی کے دواہ امر و ترک و اسے ناپا رسایا اور ابدہ شیعہ کر دے سلطان روضہ و دایہ جلال الدین یا قوتِ مبشری کہ میرا دواہ

شہرہ بود گردنہ در غلہ تر بندہ محسوس سا منتقد
 قسمت نے ایک بار پٹا اور کھایا۔ سلطانہ کا انہوں ایک ہنسے تو کی امیر ملک اختیار الدین پر چل گیا۔ اُس سے معذرت بھی ہو گیا۔ لیکن آخری نتیجہ دونوں کا تھا سلطانہ کی مدتِ سلطنت کل ۱۲ سال کی۔

سلطانہ کا نام محسن شال اور لونہ کے طور پر ہے۔ تہذیبِ حاضر کی بڑا پر آج عزت و احترام کے ساتھ نام کس کے آ رہے ہیں؟ ناموری کس کے حصہ میں آ رہی ہے؟ ان کے جو شریعتِ اسلامی سے عذاری کرتے ہیں مٹا د ہیں، ان کے جو قانونِ نفرت سے بناء کرتے ہیں پیش پیش ہیں، ان کے جو اپنے نام مسلمانوں کے رکھ رکھ کر اپنے عقائد میں اصلاحات میں شام و شعل غیر مسلم اور مسلمان بن جائیں! کوئی شریعتِ قانون آج پروردہ سے باہر نکلی تو دیکھیے دوسرے ہی دن اُس کی تصویر، کھلے منہ اور بے حجابی کی پوری دادوں کے ساتھ، انگریزی اخبارات میں چل جاتی ہے یا نہیں۔ اور اسی کے ساتھ جو کہیں کسی فلم میں "کلام" کرنے لگ جائے، تو پھر تصویر کے ساتھ اُس کے سوانحِ حیات بھی بڑے بڑے معزز انگریزی روزناموں کے صفحہ پر موج د! کوئی ذراں دوا کوئی دایہ لک، کوئی بادشاہ، جتنی زیادہ زندگی کے کمال نظام یعنی قانونِ شریعت بن کر ہم کی جات کرے، اسی نسبت سے اُس کی "اصلاحات" کا غلطہ پر پا کر لے گا، اُس کی "روشن خیالی" کا پرہیزگارہ کرے گا، اسے "ہیرہ" بنائے گا، اخبارات، رسائل، نیوز ایجنسیاں سب کی سب حاضر و مستعد! اور جتنا زیادہ کوئی دین پرستقیم ہے، اسی قدر وہ مذہب و دنیا میں تمام اور روشن خیال طبقوں میں بدنام، ہر طرف پر اس کی رحمت پسندی، و جہرد "کے ہر زبان پر ہر ذریعہ، اس کی "تجدد و نوآبادی" اور "نئی نظری" کے! — اعداد کا یہ اعزاز و اکرام، مبشری کی عزت و احترام، "فلک پرستے" اس سے قبل ایک کسی ذہن پر

نئی شاعری

گردش و جنبش ہی میں جس طرح رہتے ہیں سدا
یا انداز سرج - وقت یا سیر سے نہیں دور ہوا۔
زیست بھی ہے یہی ہی ایک پائیدار تہذیب کا نام

سچا تو ہے کہ اس کے لیے قہر و بے قیام

یہ دنیا جتنی شہر اس نظم کے ہیں جو اسی سہ پہلے ایک اولی سدا میں آپ کی
ذکر کے "شاد" نظم کے قوس سے شاعر کوئی نہ شاعر کو نامہ پڑا ہے کہ زندگی
ہے ایک بے وقفہ تیز ایک مسلسل انقلاب کا نام اور اس لیے
زیست کا کوئی ٹکڑا تو نہیں کہتا نہیں۔

۱۔ "آپ یہ ہے تو" "فری وین" اور خیریت سے کہ کوئی کئی نہیں ہے بلکہ عقیدہ
"سرجل فخر" ہے۔ علامہ یہ کہ

دین جو ناقابل ترس ہے اسے کر دگا۔

دشمن ہستی ہے کہ ناقابل برداشت بار

دل کے حیران ہیں کتنی نہیں کر رہی

ہر دم ہے یہ روشنی کا انکسار ہے ریل کی۔

آخر میں شاعر مدد و زندگی سے سجا و ذکر کے اور نشہ قلبی سے بخود ہو کر خود غافل
کائنات سے دور ہوا۔ غور و فکر کا مطالعہ کرتا ہے۔

تجملہ کو ہم پر محنت یا جو کرنا چاہیے

ان مسائل پر وہ بار و غور کرتا ہے۔

نثر میں دوسروں کی پرجوش نظم کا کتب لہا ہے اگر لکھتا ہے۔

۱۔ دنیا کی ہر شے محسوس و محسوس مادی و ذہنی میں ہمہ وقت تیز ہے۔

۲۔ اور جب یہ ہے تو کوئی کئی اور اہل قانون زندگی کا نہیں بن سکتا، دنیا کے
لیے نہیں آسکتا۔

۳۔ اس لیے عالمگیر دائمی ہدایت کا آغاز ہی اہل ہے۔

شاعر کو اگر محض "کمال" شاعری، تخیل کی بلند پروازی، وقت و محسوس

آفرین دکھائی مقصود تھی جب قوس ٹھیک ہے۔ لیکن اگر سنجیدگی کے ساتھ

غور و فکر منظور ہے، تو خدا کو "دوبارہ غور" کی دعوت دینے سے قبل کاش

بندہ نے ایک ہی بار غور کر لیا ہو تا یا اوپر کے دعووں میں کون سا دعویٰ صحیح ہے؟

کون سا سچائی اور واقفیت سے کچھ بھی قریب کا خلق رکھتا ہے؟ فراتے ہیں

زیست کا کوئی کئی قانون بن ہی نہیں سکتا، اس لیے کہ یہاں کی ہر شے تغیر پذیر ہے۔

لیکن اپنی ترویج تو آپ نے خود اسی دھڑے میں کر دی! یہ کہنا کہ "کائنات کی ہر شے

بلا استثنا، قانون تغیر کے تحت ہے" خود بھی تو زیست کے ایک قانون کلی کا

دعوے ہی کرتا ہے: پھر اگر کوئی "اہل قانون" نہیں بن سکتا، تو خود یہ اہل قانون

آپ نے کیے بنالیا؟

اس "صنعت تضاد" سے قطع نظر کیا وہ انداز یہ نظام کائنات "بغیر اہل قانون

کے چل رہا ہے؟ نہیں اور اُترے۔ کیا اس کا کوئی شہدہ کوئی حکمہ کوئی مرشد

بھی اہل قانون کی فکر سب سے خالی ہے؟ اور دول کر چار کیا جلی صدی میں

ہوئے تھے اور بیسویں صدی میں پانچ ہوئے لگے؟ جزو ایک زمانہ میں اپنے کئی

سے چھوٹا ہوا تھا اب بڑا ہونے لگا؟ مثلث کے کوئی دو ضلع کسی زاویے میں

...

اجداد کے زمانہ میں ڈراما تھا، اب خود اس کے زمانہ میں بلانے لگا ہے، ہر ایک

کبھی جلاتی تھی، اب ڈونے لگی ہے؟ علت، کسی دور میں اپنے سہلوں سے

مقدم ہوتی تھی، اب مؤخر ہوتے لگی؟ ابتداء تعین کسی زمانہ میں محال تھا،

اب ممکن ہو گیا ہے؟ ارتقاء تعین اپنے نامکون تھا، اب واضح ہونے لگا ہے؟

کشتش، رشت کا قانون کسی زمانہ میں مؤخر تھا، اب منظور ہو گیا ہے؟ کسی زمانہ میں

بچپن بڑھتا ہے سے پہلے آتا تھا، اب بچپن بڑھتا ہے؟ بچپن بڑھتا ہے؟

پر دس سے چلتا تھا، اب سر کے بل چلتا لگا ہے؟ پہلے کیوں سے کیوں اور ام

سے ام پیدا ہوتے تھے، اب کیوں؟ کھیتیں ترو زبیر، دوسرے لگے؟ دوسروں کی

کھیتوں سے ادا دم کھانگے ہیں؟ غرض، اینیات، حیات، نفسیات، تعلیم،

دنیائیات، ارمیات، کون سا علم، کون سا فن، کون سا شعبہ حیات، ایسا ہے

جو اہل قانون سے آزاد ہونا لگا؟ اسرار انیس میں بکرا ہوا، انیس سے

لکھا ہوا، انیس سے بند ہوا، انیس ہے؟ کوئی ساری شانیں جمع کر لے کر لے،

تو یقیناً "شاعر اعظم" کے "کتابیات" سے کہیں زیادہ ضخیم "کلیات" تیار ہو سکتا ہے۔

پھر یہ خوش لمبی بھی محجب، غریب، اور پستوں میں اہل اچھوتا ہے،

کہ دین کی ہدایت، یا ختم نبوت کا پیام، ذہن انسانی کی تربیت کے سنانی یا اہل

راہ میں ساحل ہے؟ شاعر نے سوال کیا ہے، کہ روشنی اگر ریل کے عہد نہیں ہیں

سکتی، تو یہ غور و فکر کا ہے باروشنی کا؟ جو اب بن عرصہ ہے کہ ریل کا، نہ

روشنی کا، بلکہ سرعت دیکھنے والے کی آنکھ کا، جو یہ سمجھ، اسے کہ روشنی نہیں

زمن میں گڑھی ہوئی جمی ہوئی ہے اور ریل زن زن کوئی بوئی پٹی جا رہی ہے۔

علا کر روشنی ریل کے باہر نہیں، خود ریل کے اندر، ایک ایک درجہ، ایک ایک

ڈیڑ، ایک ایک خانہ کو سوز کیے ہوئے ہے، مذہب، زندگی کے علاوہ اور

زندگی سے باہر ہے کب؟ وہ تو خود زندگی ہی کی روشنی کا نام ہے۔ "دنیاں کماؤ"

اور کماؤ" یہ زندگی ہوئی۔ جائز طریق پر کماؤ اور کھاؤ، دوسروں کو ٹوٹ کر کھاؤ

دھوکا دے کر نہ کماؤ، سود و شراب سے بچو، یہ زندگی کی روشنی ہے، انیس ہدایت کا

نام مذہب ہے۔ "کپڑے پہنو" یہ زندگی ہوئی۔ اس میں زیادہ اسرار، نہ کرو، دنیا

واری کا لٹا کر رکھو، بس یہ مذہب ہے۔ اب کوئی اگر ان سیدھے

سادے حقائق کو بھی نہ سمجھنا چاہے تو اس کی جرات کلم میں صرف قابل حیرت ہے

اور قابل حیرت ہیں ان نادانیاں ہر حال نادانیاں ہی، ان کی خواہش انہیں لباس

شعر ہی میں کیوں نہ پیش کیا جائے!

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

خواتین اسلام کی بیداری

(از مولانا سعید احمد صاحب ریاست اکبر آبادی ایڈیٹر رسالہ "برہان")

آج ہر طرف ایک شور و غل برپا ہے کہ اب مسلمان خواتین کی حالت وہ نہیں رہی جو پہلے تھی۔ ان میں جہالت اور رسوم پرستی مغلوط ہوئی ہوئی ہے اور اس کے بجائے علم و ادب کی روشنی و اشاعت دماغی اور روحانی کی زراعت پیدا ہو چکی ہے۔ اس حالت کی وجہی پر بجا ہر مرد و عورت خوش ہیں اور عورتیں بے سہارہ لیکن یہ کوئی نہیں دیکھتا اس پر کوئی غور نہیں کرتا کہ مسلمان خواتین کی بیداری و روشنی اور پہلی بیداری ہے یا یہ لاپرواہی کا پتہ ہے۔ کوئی نہ جانتے آج مسلمان خواتین کی بیداری کی پہچان کیا ہے اور اس پر جو بات چیت ہو رہی ہے وہ کیا ہو سکتی ہے کہ وہ پہلے سیاسی طبقوں کے لیے نہ تھی بلکہ ان کے لیے تھی جو سب سے پہلے سیرگزیوں میں آئیں کوئی بے حجاب و بے نقاب معرکوں گشت خواتین نہیں دیکھ سکتا تھا۔ تھیٹروں اور سنیما ڈان ڈراموں اور ہر وہ نظریہ کی تعلیم و اجابت و اخبار کی صفوں میں انہیں بیگانہ کا سبب کشائی کرتے ہیں جسے متعلقہ نسلیں ہوتی تھیں کالجوں اور اسکولوں میں انکی جیس ہیں بعضی اخبارات میں ان کے فوٹو شائع ہوتے تھے اور انی رسالوں میں ان کی شہرت بکھار دی تھی پڑھنے والوں کے دل وہاں پر ہوتی پاشی نہ کرتی تھیں وہ عورت کوئی نہ ہو کر رہنا جانتی تھیں انہیں اپنے انماست سزاؤں کی پہچان کا وہ بے شک ہے گھر سے باہر کسی اور میدان کی جستجو نہ تھی لیکن آج حالات نے پلٹا رکھا ہے۔ انہ ان آزادی کا ہے مذہب اور اخلاق کی تہذیب ہی کوئی برداشت نہیں کر سکتا ہے نہ عورتیں ہی کہیں گھروں میں بند نہ کریں۔ وہ بھی آخر مردوں کی طرح انسان ہیں۔ انہیں بھی حق سے کھٹکنا درست و بد و کمال ایک ایک بھول بہ نظر عین دیکھیں اس کی سرت گن ہو سے جو شہادت کی قیامت کریں۔ اور یوں عالم جہنم انکی بیکہ مشغول ہو سکتی ہے اور ان کو بھی فطرۃً یہ حق ہونا چاہیے کہ اس کے گناہ سے آزاد سے کیفیت و سرور حاصل کریں۔ ان خیالات کی پہچان کا نتیجہ ہے کہ اب وہ درجہ و جہل غائب پریشان ہو کر گلاہوں سے غائب ہوتا جا رہا ہے اور یہ اسی کا اثر جتنا جتنا غالب ہوتا جاتا ہے۔ عہد حریت و آزادی کے اثرات نہ ہونے نمایاں ہوتے جا رہے ہیں۔ آج مسلمان عورت کو تنگ نیالی و تنگ نظری کا فائدہ کون دے سکتا ہے۔ اب جلیٹ فارمیں پر ان کی دعووں و حاد تقریریں ہوتی ہیں۔ اور یہیں ہونے نہیں بلکہ کھلے بیچ پر سب کے سامنے۔ کالجوں کی وہ دفع ان کے دم سے ہے۔ کلبوں میں ان کی خوش اخلاقی اور خوش تقریری کے چرچے ہیں۔ سیناؤں اور تھیٹروں کے دیکھنے کا کیا ذکر، انگلیٹو کے سابق و وزیر اعظم کی لڑائی یا ہونٹم اکیٹس بن سکتی ہے تو شریعت گھروں کی تعلیم یافتہ مسلمان خواتین اس فخر سے کیوں محروم رہیں۔ آج گھروں میں انہیں دیکھا جاسکتا ہے، پاروں میں وہ نہایت زیبائی اور دیدہ دلیری کے ساتھ خرام کرتی ہوئی نظر آسکتی ہیں۔ انڈون کے چھپتے ہیں مشاعروں میں شوخ غزلیں وہ سناتی ہیں۔ غرض یہ ہے کہ آج مسلمان خواتین موجودہ تہذیب و تمدن کی ان تمام نعمتوں سے بہرہ اندوز ہو رہی ہیں جو ایک

سرت خواتین فرنگ کا حصہ تھیں یا کچھ تھوڑا بہت ان کا اثر ہندو خواتین میں بھی پایا جاتا تھا سن لیا آپ نے۔ یہ ہے خواتین اسلام کی بیداری۔ اس میں شبہ نہیں کہ اس دور تفریح میں بھی ایسی تنگ دلی مسلمان خواتین کی کمی نہیں ہے جو واقعی آئیڈل سلم خاتون، کمی جاسکتی ہیں اور موبس میج سنی میں بیدار دل و بیدار مغز کہا جاسکتا ہے لیکن مشکل یہ ہے ان خواتین کو مسلمان خواتین کی نمائندگی حاصل نہیں۔ وہ گناہ گشتی میں پڑی ہوئی ہیں اور انہیں سلم سائنٹی میں کوئی وقت نہ رہا میر نہیں، حبیب کبھی مسلمان خواتین کی بیداری کا ذکر کیا جاتا ہے تو مثال میں وہ خواتین پیش کی جاتی ہیں جو مسلمان ہونے کے باوجود عہد تہذیب و تمدن کی خصوصیات سے پاک سے غور پر ہوں اور وہ ہر ہی میں اور جن کے حسن بے حجاب کا شہرہ سندھ کا کے حد سے گزرتا ہے کہ وہ پورے ملک پر پھیل چکا ہے اس بنا پر نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ آپ کے نزدیک مسلمان خواتین کی بیداری کا مفہوم اس کے زیادہ نہیں ہے کہ وہ اسلامی وضع قطع اسلامی آداب معاشرت اور اسلامی وضع قطع اسلامی آداب معاشرت اور اسلامی طریقہ بود و ماند چھوڑ کر کمر بستہ کے رنگ میں آگئی جا رہی ہیں اور ان کا تہذیب و تمدن غلام کے بچا ہر وہ وقت جاتا جا رہا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ سلم خواتین کی یہ حالت کیا دلچسپی ان کی بیداری کی نہیں ہے کیا وہ اصل ان کی اس تبدیلی پر نہیں خوش ہونا چاہیے بعد ازاں جو آج کل کے مردانہ اور زنانے طبقوں میں اس کا انداز کیا جا رہا ہے۔ یہ صورت حال پوری قوم کی روحانی و اخلاقی موت کی نشانی ہے اور اس لیے اس پر جتنا بھی غور کیا جائے کم ہے۔ بعض رنگ خواتین کی حمایت میں قہر کر رہے ہوئے کھتے ہیں کہ کیا عورتیں مردوں سے کم ہیں جو ایک چیز مرد کے لیے تو جائز ہو اور عورت کے لیے نہ جاتا ہے۔ اس قسم کے اصحاب کو معلوم ہونا چاہیے کہ ہمارے نزدیک تمام اخلاق و تمدنی باتوں کے لحاظ سے مرد و عورت میں کوئی فرق نہیں ہے۔ شریعت اسلام نے جن بڑی باتوں کو مرد کے لیے مسموع قرار دیا ہے۔ ان عورتوں کے لیے بھی مسموع ہیں اور جو افعال مستہ مرد کے لیے مستحق سمجھے گئے ہیں وہ عورتوں کے لیے بھی مستحق ہیں۔ جھوٹ بولنا، غیبت کرنا، غریب خوردی، زنا کاری، غلامی و بے وفائی کی حرمت میں مرد و عورت کے درمیان کوئی فرق نہیں۔ مرد کے لیے جس طرح اجنبی عورت پر چڑی گناہ ہونا حرام ہے۔ عورت کے لیے بھی جائز نہیں کہ وہ کسی اجنبی مرد کی برائی نسبت سے دیکھے۔ یہی حال تسلیم اور معاشرت کا ہے۔ بعد از تعلیم اپنے مخصوص ماحول اور مقام کے ساتھ جس طرح مردوں کے لیے مستحق عورتوں کے لیے بھی اتنی ہی بلکہ اس سے زیادہ نقصان رساں ہے۔ اسی طرح مغربی معاشرت، مردوں اور عورتوں دونوں کے لیے تباہ کن ہے۔ لیکن یہ عہد رہے کہ کپڑا زیادہ اُٹلا اور عورت جو تہہ تو ایک سمولٹی سادہ حلیہ بھی اس میں بہت زیادہ نمایاں ہو کر رہا کی مشیت کو بگاڑ رہا ہے۔ عورت فطرۃً آئینہ نشان ہے اور غالباً اسی بنا پر ان کی نبوت نے اس کو پاکیزہ (آگینے) کہا ہے اور انگریزی میں اسے "مہذبہ لطیف" کہا جاتا ہے۔ اس سے اگر اس کی خدا اسی ہی یہ اعلیٰ اور بد نظری پیدا ہوئی ہے تو وہ مردوں سے

زیادہ اسکو بدنام کر دیتا ہے اور اس کی اصل شرافت و نجابت کو سب کے سامنے رکھتا اور اس میں شامل کر دیتی ہے۔

پس اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ جدید تعلیم اور جدید تہذیب مسلمان عورتوں کے لیے زہرِ لہلہ ہے تو اس کے سنی یہ ہرگز نہیں ہو سکتے کہ یہ چیزیں عورتوں کے لیے منور اور مردوں کے لیے جائز ہیں۔ اور نہ اس سے یہ نتیجہ نکلا جاسکتا ہے کہ عورتیں مردوں سے کم ذمہ دار ہیں۔ اس عام حماقت میں مرد و عورت کے فرق و امتیاز کا سوال اٹھانا سراسر ہے بوش و بے محل سے۔ جہاں تک اصل تعلیم کا تعلق ہے اس کے کوئی سلب و اعتدال انسان انکار نہیں کر سکتا کہ وہ مرد و عورت دونوں کے لیے ضروری اور لازمی ہے۔ اسلام جو بین فطرت ہے وہ اس ضرورت سے کس طرح انکار کر سکتا تھا لیکن یہ ضرور ہے کہ تعلیم تعلیم کے مقصد کے تحت ہر عورت سے اگیز، اخلاق پیدا ہوں۔ (اچھے بے کسی تیر ہو۔ ذہنی و کمالیہ افراد سے سبک کرنے کی راہیں معلوم ہوں۔ اور جس سے ایک انسان خیر انسانیت کے مرتبہ یعنی شرف و آزادی ہو سکے۔ جو تعلیم اس مقصد کے حاصل کرنے کا ذریعہ بن سکتی ہے وہی سچی اور پہلی تعلیم ہے۔ اور اس کے امتحان اور جوہر میں مرد و عورت کا کوئی فرق نہیں ہے۔ ان جوہر تعلیم کا تعلق انسانی زندگی کے مختلف و اعمال سے ہے۔ اس لیے تعلیم شروع کرنے سے قبل یہ معلوم کر لینا ضروری ہوگا کہ تعلیمی ذہن، فطری استعداد، اور اسباب، ماحول و معاملہ کے اعتبار سے مرد کے وظائف زندگی کیا ہیں اور عورت کے کیا۔ اگر آپ ان وظائف زندگی میں فرق و امتیاز نہیں کرتے تو اس کے ماتحت سنی یہ ہیں کہ آپ مرد کے مرد اور عورت کے عورت ہونے سے انکار کر رہے ہیں۔ یہ انکار آپ کی فطرت و انسانی کی کھلی دلیل ہے اور آپ اس انکار کی بنیاد پر آپ کے جتنے مطالبات اور دعویٰ ہوں گے وہ سب غلط اور بے بنیاد قرار دیے جائیں گے۔ عورت اور مرد کا معنی انسانیت و تباہی تو بڑی چیز ہے آپ۔ ایک صنف کے تمام افراد کے لیے کیا تعلیم نہیں لگاتے۔ بستر سے پہلے جو طلبہ صفت و عورت کی طرف متوجہ ہیں ان کے لیے آپ تعلیم کرتے ہیں کہ ان سے لڑکھچڑی اٹلی مہارت و قابلیت کی توقع نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح جو بچے فطرتاً لڑکھچڑکاؤں رکھتے ہیں ان کو مائیں اور کیمیا کی اعلیٰ تعلیم دلانا وقت کو بیکار اور ضائع کرنا ہے۔ پس جب آپ خود مردوں کی صلاحیتوں اور استعدادوں کے اختلافات کو نظر انداز نہیں کر سکتے تو مرد و عورت کے معنی اختلافات کو کس طرح نظر انداز کر سکتے ہیں۔

اسلام کا طرز امتیاز یہ ہے کہ اس نے کسی حالت میں بھی فطرت کی صحیح صلاحیتوں اور اس کے باہمی اختلافات کو ناقابل شناخت قرار دیا۔ اسلامی نقطہ نظر کے تحت تعلیم جس طرح مرد کے لیے ضروری ہے اسی طرح عورت کے لیے بھی۔ لیکن دونوں کی تعلیم کا مقصد جدا جدا ہے۔ مرد کی تعلیم کا مقصد ہے کہ وہ اپنے فرائض و وظائف زندگی سے واقفیت ہم پختہ کر لے اور نہ صرف ذہنی و قلبی بلکہ اس میں اختلاف اور کبر کی اتنی مصنوعی پیدا ہو جائے کہ وہ بے تعلقتانہ اعمال کو اختیار اور ہرے اعمال کو ترک کر سکے۔ شکی اسی طرح عورت کی تعلیم کا مقصد یہ ہے کہ وہ اپنے وظائف و فرائض زندگی سے آگاہ ہو اور ان کو صحیح طور پر

آپ نے عورت کے فرائض و وظائف نہایت کی تحقیق و تفتیش کر لی اور پھر اسکی روشنی میں اس کے لیے ایک مکمل تعلیم کی تعلیم کر دیں۔ یہ حقیقت فراموش نہ ہونی چاہئے کہ نصاب تعلیم کی تعلیم میں ایک ثابت ضروری امر ہے وہاں لٹریچر ہے کہ طریقہ تعلیم کے قابل (طبیعیات) اس کے باعث تعلیم پر ایسے نتائج مرتب ہو جائیں جو تعلیم کے مقاصد کے موافق ہوں اور جیسے کہ عورت کی فطرت و حالت کے تحت نہایت کھلی ہوئی و پرکھی ہوئی رہے گی۔ نتائج سے اس مختصر گزارش پر غور کیجیے اور پھر بتائیے کہ آج جو کچھ ہو رہا ہے کیا درحقیقت وہ مسلمان خواتین کی بیداری سے تعبیر کیے جانے کا حق ہے۔ عورت کی تعلیم کا کوئی یہ ہے کہ وہ سچا طور پر مردانہ اوصاف و صفات سے آراستہ ہو۔ اور عورت کی تعلیم کا مقصد یہ ہونا چاہیے کہ وہ بالکل صحیح معنی میں مکمل عورت ہو۔ لیکن ہماری پچھلے کو انگریزی اسکولوں اور کالجوں میں جو تعلیم دی جاتی ہے کیا وہ انکی مکمل سائنسیت کر سکتی ہے۔ نتائج طرز سے ماننے ہیں۔ ہر شخص دیکھ رہا ہے کہ محض ماحول میں انگریزی تعلیم حاصل کرنے کے جو اثرات لڑکیوں پر مرتب ہو رہے ہیں وہ اسلامیت اور شریعت تو کجا خود ان کے جوہر سائنسیت کو بڑی طرح پامال کر رہے ہیں (باقی آئندہ)

تعلیم و تہذیب کا بابر صدق

مذہبی

- ۱- تصوف اسلام - خالص اسلامی تصوف کا بیان و قدامت و حقیقت کے حالات و تعلیمات - طبع ثانی - امانت کثیر - قیمت ۲۰۰ صفحہ - قیمت ۵
- ۲- فیہ ما فیہ (فارسی) غزوات مولانا سید محمد رفیع - دیباچہ و مقدمہ - ۲۲۰ صفحہ - قیمت ۵
- ۳- سفر حجاز - حازم جلیلی سید سید سلیمان صاحب لکھی - تاریخی اور ادبی - ہر جلیت کا جامع - دیباچہ از مولانا سید سلیمان صاحب لکھی - حجم ۲۶۱ صفحہ - قیمت ۵
- ۴- فلسفہ جذبات - مشہور و معروف کتاب - طبع ثانی امانت کثیر - حجم ۲۲۰ صفحہ - قیمت ۵
- ۵- مبادی فلسفہ (حصہ اول) فلسفہ کی پہلی کتاب ۱۸۵ صفحہ
- ۶- مبادی فلسفہ (حصہ دوم) فلسفہ کی دوسری کتاب ۱۵۱ صفحہ
- ۷- ترجمہ مکالمات برکلی - سید دیباچہ و مقدمہ وغیرہ ۱۳۰ صفحہ
- ۸- فتویٰ بحر المحبت - سید تہجد و مقدمہ وغیرہ ۸۶ صفحہ

ملنے کا پتہ :- منیر دار المصنفین - غلطہ طہ

شیخ شوکت حسین پٹرنے میں پرنٹنگ پریس میں بلکہ ان کے دفاتر اجارہ مدون - گوہر گنج لکھنؤ سے شایع کیا۔

وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ (اور جو سچی بات لیکر آیا اور میں نے اسکو سچ مانا دی لوگ پرہیزگار ہیں)

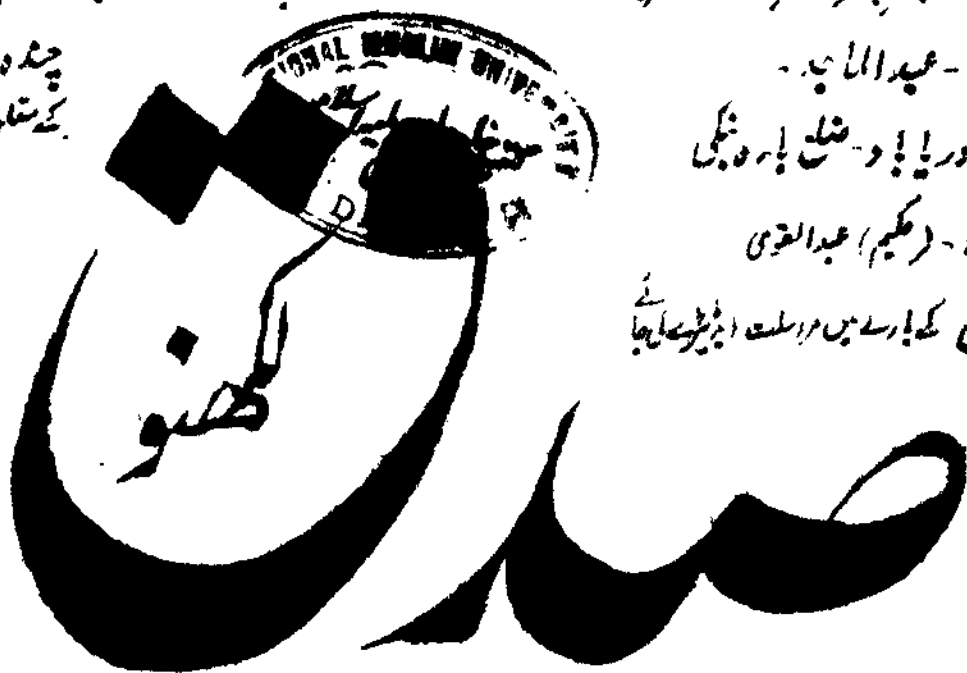
بِسْمِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ایڈیٹر :- عبدالمالک

پتہ :- دریا باغ - ضلع بارہ ننگی

نائب :- (مکیم) عبدالغنی

مضامین کے بارے میں مراسلت ایڈیٹر سے کی جائے



چندہ اور خطاطی امور
کے متعلق مراسلت اس پتہ پر :-

مستقیم اخبار "مدینہ" لکھنؤ

چندہ سالانہ
ششماہی
بیرون ہند سے سالانہ شغل
قیمت فی پرچہ اور

پیشہ ورانہ
۲۹/۱۱/۶۹

نمبر (۶۱) - دو شنبہ - ۲ - جمادی الاول ۱۴۱۰ھ مطابق ۱۰ ارجون ۱۹۹۹ء - جلد ۶

سچی باتیں

کاگر میں روزنامہ پشپل پرنٹ لکھنؤ (۲۵ دسمبر ۱۹۹۸ء) کے وکٹوریہ
نمبر خصوصی کی اطلاع ہے کہ

"اور میں بننا ستاروں کے مشہور رقص اور اسے شکر ہے جو آرٹ
سنٹر کھل لکھا ہے اس میں شاگردوں کی تعداد اب ۳۱ تک
پہنچی ہے۔ اور ان شاگردوں میں گو رنٹ بیسک ٹریننگ
کالج (الآباد) کے دو استاد بھی ہیں۔ یہ استاد جب یہاں
سے استعفاء دے گا طلقہ گائیں گاؤں تک وسیع ہو جائیگا۔ اس
فن فرد کی عظمت از سر نو زندہ ہوگی اور روحانیت اور خوشحالی
کے سبق اس سے پھر تازہ ہو جائیں گے"

گویا سرکاری ٹرینڈ ٹیچروں کے مضامین میں ایک عنوان رقص کی ٹریننگ
اور اصناف ہوا اور جہاں انگریزی حساب آئیچ، جغرافیہ، نیرو کے ذریعہ
سے داغوں کی تاریکی کو روشنی سے برلا جاتا ہے وہاں اب اسٹر صاحبان
استعفاء دے گا طلقہ گائیں گاؤں تک وسیع ہو جائیگا۔ اس
فن فرد کی عظمت از سر نو زندہ ہوگی اور روحانیت اور خوشحالی
کے سبق اس سے پھر تازہ ہو جائیں گے"

چھوڑیے اسے کہ خیریت اسلامی نے اسے کس نظر سے دیکھا ہے۔ اسے
تو سینے کے خود انبان فرنگ کیا کہہ چکے ہیں کیا کہہ رہے ہیں۔ یہ تحقیق تو
انہیں کی ہے کہ
"رقص کی ساری مبنی حرکتیں ایک مدد کے متعلق مبنی ہیں۔"

کی ترجمان ہوتی ہیں"۔ (انسائیکلو پیڈیا بریٹانیکا، جلد ۱۱، صفحہ ۱۱۱)
اور یہ قول بھی انہیں کی زبان سے نکلے میں آیا ہے کہ
"ابتدائی رقص کی فاضلہ حیثیت پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے
اور یہ بھی لکھا گیا ہے کہ اس کا مقصد شوخی ہی ہے۔ یہ
دعویٰ عالمگیر حیثیت سے قنایات نہیں، تاہم کسی حد تک ہر رقص
تخریب شوخی کا باعث تو ضرور ہوتا ہے" (ایضاً، صفحہ ۱۱۱)
اور یہ ارشاد کہ رقص بھی ایک قسم نشہ یا مسقی کی ہے، کسی کو بڑی قہقہے کا نہیں
استادان مغرب ہی کا ہے۔

"مضامین کی یہ حرکت، جبکہ سب سے بڑا منظر عمل رقص ہے
وہ خود مسقی ہی کی ایک قسم ہے، نہایت موثر و قوی" (انسائیکلو پیڈیا
آرت ڈیٹیمین اینڈ ایکس، جلد ۱۰، صفحہ ۲۵)

اور اس متن کی شرح بھی یہاں کی نہیں، وہیں سے آئی ہوئی ہے :-

"جو جوان عورت راز کی گتہ اسٹیک ناچ چکی ہے وہ
بالکل ایسی ہوتی ہے کہ گویا وہ ٹیمپین پی چکی ہے" (ایضاً)

یہ فتویٰ تو عام ناچ سے متعلق ہیں، چہ جائیکہ مغرب کے جدید و مقبول ترین
ناچ، تاکس ٹراٹ، ڈالز، وغیرہ، جنکا لائسنس جوڑو مرد و عورت کی ہم خوشی
ہے !

تاریخ اور تجربہ کو کہاں تک جھٹلایا جائیگا؟ مغرب اور ہندوستان میں
جہاں ناچ کو مذہبی تقدس حاصل رہا ہے وہاں کے سندھوں کی کیا
حالت، اخلاقی اعتبارات ہو کر رہی؟ تو مان اور دوسرے جہاں
رقص کو نیم مذہبی اور نیم تفریحی (ہیبت حاصل نہیں، کان سے نکلنے والے
بڑا ہو کر رہا ہے۔ اور اگرچہ میں جو سچی، فرانس، اور پاکستان میں جو کچھ
گورا، اسکاٹس، اس کے اہل نظر کے مضامین میں ملاحظہ ہو۔ خوش اور

پسرم یونیورسٹی کسی رحبت پسندی کی لہ میں تھلا ہو گئی ہے! قوم کی نکل ایک ہی تویہ ستر
اور اُسکی بھی بے تار ہے۔ خیالیاں! یہ برسوں سدی میں اور یونیورسٹی جیسے علمی تعلیمی
دعائی اور دہیں "پردہ" کی دنیا نویسیت! پر: وٹیلی کا انتقام! یہ ایم سلسلے کی
علامت کی اگر کیوٹ خاتین کی "خود داری" کی "آزادی" کی سرک تو نہیں
تو اور کیا ہے؟ اور پھر اس سے بھی بڑھ کر یہ اُستادوں سے اطم و فنون کے اہر
اُستادوں سے دنیا کا اعلیٰ سے اعلیٰ ڈگریاں لیے ہوئے اُستادوں سے ساہو
اور طعنہ ناسر کر دے مثلاً اسلامی کے خلاف زبانیں لگے! اُت:

لیکن یہ اس پر گزشتہ تمام صدیوں کے تجربات کے باوجود اور سال کی
 کافی برسوں اور مایوسوں کے بعد آخر حریف کے دل میں پیدا ہی کیسے ہوئیں؟
 کیا دنیا اسلام کا دھماکا تو حید سے تثلیث کی جانب کچھ ہوا ہے؟
 سوال کا جواب بھی خود حریف ہی کی زبان سے سنئے :-

”اسلام کی بنیادی گرفت کے ذریعے پڑ جانے کی بہت سی شہادتیں
 موجود ہیں۔ غور تو ان خصوصیات شہری غور تو ان میں یہ صورت حال
 زیادہ نمایاں ہے۔ چنانچہ ہر دفعہ اور نقاب کا روئے نکال لیا ہے
 شادی کی عمر بڑھ گئی ہے۔ بہت کم بچوں کے انتخاب میں زیادہ
 حور لیا گیا ہے۔ عورتیں کچھیں اور ان کے بچوں میں زیادہ آزادی
 سے شرب پونے لگی ہیں۔ عورتوں کے کلب قائم ہوتے لگے ہیں۔
 تعلیم کے احکامات بڑھتے جا رہے ہیں۔ مغربی صنعت و حرفت
 اور تہذیب ہمارے بہت آگیز راوی ہلوں کی ترقیوں نے بھی
 اس اشارہ کو بخوبی دکھایا ہے۔“

گویا تثلیث خوش بود ہے، اگر اہل توحید سے دینی، اخلاقی نصیحت نہ
 ہو رہی ہے، اور یہی عقائد میں فرق کی معاشرت و معیشت تو بے شک
 دلوں میں گھر گئی جا رہی ہے۔۔۔۔۔ مبارک ہو تہذیب و ادب اور دانش
 خیالوں کو کہ توحید و پاہت کے درمیان جو خلیج سادہ سے تیرہ سو سال سے
 عامل چلی آ رہی تھی وہ اب کی سہی تیل سے اب بٹ رہی ہے۔ اور سنگ
 تھوڑے سا عام اور سمیت کے درمیان اب بلی کا کام رہ رہا ہے۔۔۔۔۔ یہی
 فخر کسی زمانہ میں دین کے منافقین کو بھی تھا، اگر ہم تو مسلمانوں اور مشرکوں کے
 درمیان صداقت کے سفر ہیں!

ارتداد سے واپسی

”اسٹیبلشمنٹ۔ اب ہر دم کا نام لگا رکھتا ہے
 کہ مجلس طہن کبریاں ایک جدید قانون پیش کیا گیا ہے۔ جیسا کہ
 کہ بے شادی شدہ، مردوں پر اور عورتوں پر اپنی مدد نہیں لگا
 جاتے۔ عورتوں کے لیے ۵۰ تا ۶۰ کی اور عورتوں کے لیے ۵۰ تا
 ۶۰ کی عمر مقرر کی گئی ہے۔ بنیاد کی رو سے اس طرح حاصل شدہ
 رقم کو کثیر النیال غریب فائدہ اٹھانے پر تقسیم کر دیا جائیگا۔“

غیر مسلموں کی سمجھ کہ نظر انداز نہ کر جائیے، کیا صورت حال ہوگی جس نے
 اس قانون کو متروک بنا دیا ہے۔ شادی یا نہ شادی کا عام دستور ہے، اور اس کا
 تقاضا خود طبیعت پر موجود ہے۔ اور پھر حکومتیں عام معاشرتی معاملات
 میں دخل ہی نہیں دیا کرتیں۔ جب تک کہ قانون عام نہ ہو جائے۔ مندرجہ
 شادی نہ کرنے کی، اور وراثت کی ذمہ داریوں سے بچنے کی، شادی کا کوئی
 قید سمجھ لینے کی، اور ”چھوٹے خیال“ پر پ سے چلنے والے ”بہن خاں“
 ٹان میں ہی پوری حمت اٹھانے کی، اور ترکی جوڑے، فرنگی جوڑوں کی طرح
 شادی یا نہ کو وبال اور خیال سمجھ، اپنی شہوانی پیاس دوسرے دلوں سے
 بجھاتے لگے۔ کسی شیطاں کا چلایا ہوا یہ فلسفہ بھیل گیا، کہ جب
 دوسرے روز کا روز بازار میں مل سکتا ہے، تو کسے پالنے کا کھڑاگ سول لینا ہوا
 ہے۔۔۔۔۔ اور کھانے اور سفاح کا فرق دونوں داغوں سے مٹ کر ہوا
 کے نکلنے میں، زیادہ دیر نہیں ہوتی، نکلنے تو ہر حال نفس اور طبیعتی نکلے ہوایہ کہ

جذہ بنی نکل آئے۔ دور قوم کی تباہی جیہ گشت لگی، اور بڑی بڑی کے علاوہ،
 جب سلسلہ ملی تو دلہنے اور دلہنوں کے لگاؤ کو اب خود طوالت مجبور ہو کر شادی نہ
 کرنے، جو بڑے کر کے اور شادی پر اصرار مقرر کر کے پھر نکاح کو راجع ہے! — دنیا
 کے ہزار تجربات میں کیا بیکار پھر اس تجربہ کا احکام ہے، اگر طریقہ قوی صلاح د
 انفرادی بیہودہ نہیں ہے۔ ہی ہیں۔ جو سارے تیرہ سو سال میں کئے گئے
 بتلائے ہوئے ہیں، اور اس کے سوا عقلی دایاں ہیں، سب کی نذر ہیں
 ۳۲ مایاں، مایاں، مایاں، مایاں۔

۳۰ سال قبل

اور اس کی ایک نامور قانون ہیں مہر اور حجابی۔
 سیدارین سٹرل اسمبلی کی ممبر، اور اپنے صوبہ کی شہر کا کرنل۔ آئینگیں میں
 اپنی طاقتوں کے زمانہ کے حالات ظہور کیا ہیں، لکھی ہیں، لکھی ہیں۔
 ”اس وقت لوگوں کو زمانہ اس کے لوگوں اور کالجوں میں پڑھ رہی تھی
 کہ تھا۔ مردانہ کالجوں میں لڑکوں کے ساتھ بڑھنا، بالکل بیجا چیز
 تھی۔ شہر میں پہلی بار نہیں عیسائی لڑکیاں پڑھ رہی تھیں
 کالج کے بنی اسے کلاس میں داخل ہوئیں۔ اس کے بعد رفتہ رفتہ
 گئیں۔ اور اب تو کوئی ۱۰۰ لڑکیاں اکیلے اس کالج میں لڑکیوں
 کے ساتھ پڑھ رہی ہیں۔ میں شہر میں یہ سب اپنے وطن منظر
 کے اگر منت کالج میں داخل ہوئی تو کالج کے اساتذہ
 اور اساتذہ کے لڑکوں سے زیادہ شرماتی تھیں۔ کلاس میں داخل ہوتے
 کی کبھی میری جگہ ہی نہ پڑی۔ جب تک پراس کی زبان سے یہ
 نہ سن لیتی تھی کہ پڑھ نہیں آتے ہیں۔ اور دھڑکے آدھ
 میں بھی فوڈا ہر نکل آتی۔ میرے لیے کلاس میں سب سے اگلا
 ایک کھنہ میں ایک کرسی اور چھوٹی میز لگی رہتی تھی۔ اس پر
 بھی کبھی نہ ہونا کہ جیسی کرسی بدل کر فوٹی کرسی، لکھ دی جاتی، اگر
 میں گردن اور کبھی میرے بیٹھے کی جگہ پر نہیں (محدہ) کھڑ
 کو وہی جاتیں۔ یا کرسی کی گتھی یا کتب پر گزرتا ہوا مانا۔ اور
 میں جب اس قسم کی کرسی پر بیٹھتی یا باہر جا کر چہرہ اس سے دور
 کرسی کے لیے کھتی، تو دونوں سوہنوں میں کلاس کے رٹکے ہاتھ
 سے میز پٹنے لگتے، یا پڑھنے پڑھانے لگتے۔ اس سے شرم کے پانی ہاتی
 ہو جاتی، اور اساتذہ کو گزرتا رہتے۔“ (اسٹیبلشمنٹ ۱۹۵۰ء میں سنسٹا)

یہ اتنی شرابی قانون کو آخر بھی کیا، کہ اپنی دنیا و نسبت اپنے ہاتھوں میں
 کرتے بیٹھیں ہیں؟ اور یہ حجت پسند اور تاریک خیال انگریزی روزنامہ خواہ
 خواہ اپنے صفحات ان تمام استہزائیوں کی شامت میں سیاہ کر رہا ہے،

عمل و نتائج عمل

شرابی قانون مابین ابھی ختم نہیں ہوا۔ کچھ انتہا
 اور عناصر ہیں :-
 ”پوسٹیٹ سنس کالج روم اس کے بہتے تجربات، منظر سے کچھ زیادہ
 مختلف نہیں۔ بن ہٹری کلاس میں تو کبھی لڑکی تھی، لیکن کل کالج
 میں لڑکیوں کی تعداد واقعی منظر کالج کی طرح بیان میں ہم
 لوگوں کی ایک دنیا بالکل ایک نفس اور ہم اس بن دینی عمارت

(آئی سٹوڈنٹس انعام)

بعیت پر گراں ہو، اس لیے اگر آج کلاس میں نہ آؤ، تو غیر ماضی
سمات نہ رہیں۔ " آج کون اس اختیاط پسندی کو باور کر گیا، جبکہ سنیما
میں ہر وقت اس سے کہیں بڑھ چڑھ کر بے پردہ و نظر لڑکپوں لڑکوں
سب کے سامنے رہتے ہیں!

ہم ایک یاں اپنے مختصر آرام کرد میں، جسکی یہ حالت تھی کہ ایک
تینہ تک بھی اس میں نہ تھا، خوب مزے سے آپس میں بات چیت
کرتے رہتے۔ پاؤں ڈرا، خوشبو، چہرے غار، وغیرہ کا کوئی ذکر نہ کر
تاک نہ تھا۔ آپس میں خوب ہنسی مذاق نہ رہتا۔ اس وقت لڑکپوں میں سے
کوئی عیب دکھو دینا، تو یقین نہ کرتے کہ یہ وہی لڑکیاں ہیں جو کلاس
میں اتنی بے زبان و متقی ہیں! مجال نہ تھی کہ ساری ہنسی یا زبان
کی آزادی، نہ کر کے باہر نکال سکے۔ تعلیم ہم ایک اہم و سنجیدہ چیز
سمجھ کر حاصل کرتے تھے۔ تعلیم ہمارے لیے ذریعہ تفریح نہ تھی۔

یہ سب کچھ سہی لیکن چونکہ تعلیم یافتہ مائیں ڈال گئیں وہ آخر تک بے زبان
رہتا، کب تک نہ آگیا، کب تک بیل نہ لایا، شرم، حیا، زاریا، نہ کیا،
ایک نسل تک ساتھ دے سکتی تھی، اسکے بعد اسکے قائم رہنے کے ممکن
ہی کیا تھا، جو آج اس پر حیرت کی جا رہی ہے؟

ہمارا چہرہ کشن پر شاد

دکن کے ہمارے ہر سرکش پر شاد و مبارکشا، ان غیر
وقات روزنامہ کا مطالعہ کرنے والوں کے لیے اب پُرانی جو چکی، نمازین میں
کی وفات سے ہندوستان میں شریعت کا ایک سترن سترم ہو گیا، اور اسلامی
تہذیب و معاشرت کا ایک زبردست کین چل بسا۔ حسن سلوک، داد و پیش
فقیر و سستی، اقوام، انکسار، شفقت علی المخلوق کے لحاظ سے اپنی نظیر اب
تھ۔ شد ہی بہتر رہتا ہے، کہ کتنے اہل جاہلیت کی پرورش، علامتہ بھی فضیہ
ہیں، اسی ایک درجے پر ہی تھی۔ و! منلیہ کے بعض ہندو امر کے حالات
بڑھ کر حیرت ہوتی تھی، کہ کس طرح مسلمانوں سے گھس لگے تھے، وہ
کی ذات انھیں روایات کا ایک عملی نمونہ تھی۔ صوفیہ کے ساتھ، عقیدت
تھی، سب کو سلو مہے۔ لیکن کو جوش و خروش تھے۔ نو حیدر سستی، اسی سے
تھا رہے۔ ذات محمدی کے ساتھ، لغت اور ایمان محبت کی گور، انقیہ نہیں
میں۔ دل سے دعا چلتی ہے کہ خانہ اجماع پر ہمارا، اور عہد شہ حسن
و مسلم ثابت ہو سکے۔

تصانیف جناب دیر صدق

جن میں

جن میں سے ہر کتاب انوں کے اہرات کا خزانہ ہے۔ ہر چہ
ذیل بہت سے طلب فرمائیے۔

شیخہ دار المستفین اعظمیہ

۵۔ ان نیکم اللہ فلا غابہ
گھر، دن بخیر، گھر، دن
اللہ ہی نیکم من بعدہ
علی اللہ فلینزل الوتر
۶۔ دکان لینی ان بیل
بن بیل یات باغل ہم
العقیدہ، ثم توئی کل نفس
ما کسبت، ہم لا نغفل
اگر اللہ تعالیٰ ساتھ دے تو ہم پر کوئی غلبہ نہیں آسکتا
اور اگر وہ ساتھ چھوڑ دے تو اسکے بعد کون ایسا
ہے جو تھا، ساتھ دے۔ اور صرف اللہ ہی پر بھروسہ
رکھنا چاہیے ایمان والوں کو۔
اور کسی بھی کی شان یہ نہیں کہ وہ خیانت کرے۔
اور جو کوئی خیانت کر گیا، وہ حاضر کر گیا، اپنی اس
خیانت کی ہوتی چیز کو قیامت نے ان۔ پھر ہر
شخص کو ہر احوال میں لے گا، اسکے لیے کا، اور ان
بالکل غلط نہ ہو گا۔

بڑی آزاد چہریت بھی اسکی نظیر پیش کر سکتی ہے، و شہر کی اہمیت بھی آیت سے
پتہ چلی تھا، ہر وہی ہے۔ صاحب و حق کو شہر کی سے بے نیازی نہیں۔
۷۔ (عبد شہرہ، کسی خاص امر میں)
۸۔ (دور بہ تال و وقت اس نیت سے پہلے پہل کیجئے)
۹۔ اسی تعلیم کا نتیجہ ہے کہ مسلمان کو قناعت، صبر، و دولت لا ذل حاصل
ہے، اور خود کفلی سے دنیا سے اسلام نادر وقت ہے۔ پر و فیروز ہو گئے تھے۔
۱۰۔ مسلمانوں میں تسلیم و رمانا کے وہ اوصاف موجود ہیں جن سے دوسرے
مذہب والے نا آشنا ہیں۔ اور خود کشی تو اسلامی مالک میں نال
ہی خال ہوتی ہے۔ ("مشرقی آفت و غریب" ص ۱۲۹)

۱۱۔ (جیسا کہ سرکہ بدر میں اُس نے دلی)
۱۲۔ (جیسا کہ سرکہ احد میں اُس نے چھوڑ دیا)
۱۳۔ یعنی اُسکے ترکِ شریعت کے بعد۔
۱۴۔ یعنی یہ شان نبوت کے بالکل منافی ہے۔
۱۵۔ ہر کے بعد جب اہل نبیت تقسیم ہو رہا تھا تو ایک سرخ جیبہ فانیہ علوم
ہو، اس پر کوئی بول اٹھا کہ رسول نے لیا ہوگا۔ یہ قول اگر کسی منافق کا تھا تو
اس میں رسول کی دیانت پر کھلا ہوا حملہ ظاہر ہی ہے۔ اور اگر کسی نو مسلم کی زبان
سے نکلا، تو وہاں غلط فہمی میں تھا کہ رسول کو چوری چھپے بھی جن تعرت حاصل
ہے۔ آیت ہر مفروضہ کی تردید کر رہی ہے۔
۱۶۔ اس سے خان کی مزید رسوائی مقصود ہے۔

۱۷۔ مقصود کلام یہ ہے کہ خانوں کو جو حشر میں ذلیل و رسوا کر دینا چاہیے، جو بابت
اسکے نبیاء کا اعزاز و اکرام غلطی ہے، اسی حالت میں کسی بھی کی جانب خیانت
منسوب ہی کیسے کی جاسکتی ہے؟

(بقیہ صفحہ ۳)

کے جغرافیہ سے بجز اپنے کلاس اور ایک مختصر آرام کے، وقت نہ تھے۔
میں اپنے ہی کلاس کے لڑکوں تک سے واقف نہ تھی۔ میرا دل
میں اپنے استاد و اہل و عیال کی طرف تھی لیکن
بات چیت کہیں ان سے بھی نہ کرتی تھی۔ ایک روز انکار میں مضمون
کا لاکر "آج مجھے" جب میں قدیم اوقام کے ماضی حالات پر لکھ رہا تھا
تو اس نے: "یہ بیانات بھی ہوں گے، جتنا سننا ممکن ہے تو مادی

اسلامی نظام حکومت

اور سید محمد پروا، صاحب امر، نے بنی۔ ان کے ایک لکھنؤ، ریسرچ اسکالرشپ پر بنویش علیہ
مسلمانوں کی ذہنی سچی اور جو پختہ و متاثراتی کا اس سے بڑھ کر اور کوئی سامان نہیں رکھتا
ہے کہ آج اسلام اور اسلامی حکومت کے نظریہ کو یورپ کے بنائے ہوئے چند جدید
بیادوں سے اپنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ وہ ذہنی غفلت جس میں کہ یورپ اپنے
”بے جرم“ ہونے کی وجہ سے ہمیشہ گرد آ رہا ہے اور رہے گا۔ بیدار بنی کی علامت
سمجھا جاتا ہے۔ مغربی فکرت کے سیلاب کہ خودی، خود آگاہی کے ساتھ، دیکھنے
کے بجائے اس حرکت کوشش کی جا رہی ہے کہ ”یورپ کی روشنی طرز“ کو مسلمانوں کے
ساتھ اور یہ نتائج اسلام سے بے پروا، ماحول پر کچھ اس طرح تسلیم کرنا چاہئے کہ اسلامی
حاکم بھی انسانی عقل کے پیدا کیے ہوئے نامکمل اور غیر یقینی نظریات کی بنیاد
کے لیے میدان کاروبار بن جائیں۔ مختلف اور متضاد نظریات کے عام معنی درج و
زواں کی تماشگاہ و نظریہ ہیں، اور بالآخر مسلمان کا وہ خرسن اسن و سکون جو نہ
صرت برسوں بلکہ صدیوں کا، عاقب اور صرت ایک تعریف حیات کے ساتھ
والبتہ رہے ہے، ان کو حاصل ہوا تھا، مغرب کی برق تاباں کی نذر ہو جانے۔

اسلام اور دنیا کے دیگر مذاہب میں ماہ الاذیہ حضرت یہاں ہے کہ اسلام محض
چند مذہبی رسوم و عبادتوں پر مشتمل ہے بلکہ اسلام ایک مکمل قانونِ حیات
ہے۔ انسان کو طرزِ اچھے عمل سکھانے کے ساتھ دماغی تنگیوں پر سب سے زیادہ
نور ڈالتا ہے۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مسلمان ایک مخصوص "نقۂ خیال" کا
مالک بن جاتا ہے۔ اسی صورت میں اسلامی نظریات کو جو چون و چرا کے کسی نظریہ
کے تحت میں لانا ایک بے بنیاد و مصلحتی فعل ہے۔ امام نوذریٰ کی مستقل الحداثت
نظریہ حیات ہے۔ اس کا دیگر نظریات کے ساتھ فرداً فرداً متصادم کیا جاسکتا ہے۔
انہوں میں کوئی دوسرے نظریہ کے ساتھ بالکل متحد نہیں فرمادیا جاسکتا۔

جی رہا تھا جس نے جس میں آج بہت سے غریبوں کو محرابِ غیرت سے ڈال دیا
وہیں آج بھی اس سوچے سمجھے اس تعصب کو ایک فلسفہ ائمہ اعلیٰ تسلیم کیا جاتا
ہے کہ اسلامی نظامِ ریاست یا تو جمہوریت، آزاد جمہوریت جو اس وقت غریبوں
میں سے ہرگز نہ نکلتی تھی یا فسطائیت، اور آخر ایکیت کے تحت میں
انہوں نے یہ کہہ کر غلطی نہ کی کہ لوگ کہتے ہیں جو اپنے آپ کو آزادی کا پرست کہتے
ہیں اور آزادی کی "تعلیم پرستی" کی خاطر اپنی قوم یا نواز خصوصیاتِ قرآن کرنے
کے لیے تیار نظر آتے ہیں۔ حقیقی آزادی انسانی و تعلیمی آزادی ہے۔ بدعقلی
کا بائیکاٹ اتنا اہم نہیں جتنا کہ بدعقلی نظریات کا جو ذرا ذہنی حیثیت سے آزاد
فہمیں وہ حقیقتاً فانی اور پانچ سو سال سے پہلے ہم غلام ہی کہلاتے تھے سمجھ سکی
غریب کی ہر چیز سے نفرت کرنا۔ یہ ایک طاقتور فطرت اور اہم فہم
بہت بڑا ہے۔ زیادہ دھوکا اور گمراہی پرستان کے عہد کے اندر پہنچا جو کہ
بلا کر کہنا نہ کہنا وغیرہ وغیرہ۔ مگر یہ بل فانی پارلیمنٹ کو **Parliament**
تیار کیا۔

میں اس کو غور سے دیکھا، کیا عجیب سی بات ہے، اس سلسلہ میں یہ بات
 بھی قابلِ ملاحظہ ہے کہ اگر ایک ایسے قوم پرست اور عزیزِ مذہبی کے سرِ شہیدِ وطنی
 کوئی سے قاصر ہو، دیکھو، آج جو سو برس سے غلامِ برطانوی ہے، کوئی سیاسی

نہایت پیش کر سکے تو وہ معذور ہے۔ اور اسکے لیے سوائے کوئی چارہ نہیں کہ وہ کسی بیرونی طرز حکومت کو جو اسکے مفید مطلب ہو اپنالے۔ لیکن اگر سلطان جو اپنے مذہب کی وجہ گیری پر غور کرتے ہیں اور صلہ یوں تک دنیا کے دور دورہ آبادی میں اپنی سلطنت کا پیغمبر لہر چکے ہیں۔ اس خارجی نظریہ کی طرف دھڑکتے نظر آتے ہیں تو اسکے منفی صرف ایک ہی ہو سکتے ہیں۔ اور وہ یہ کہ وہ اپنے ماضی کو بھول چکے ہیں۔ خودی کو کھو چکے ہیں۔ اپنے لیے خود کو کوئی شاہراہ عمل پیدا کر سنے سے عاجز ہیں۔ اور صرف دوسروں کے نقش قدم پر چلنے اور دائمی نفاذی کر سنے کو باعث نجات تصور کرتے ہیں۔

بسیار کم صنعت و ترقی نے اشارہ کیا ہے ریاست اور حکومت کی ذمہ داریاں ہیں۔ اول انہی دو ممالک دینی۔ یہ بات نہایت اہم اور خاص طور پر قابل لحاظ ہے کہ حکومت دینی اور حکومت دنیوی، دو مختلف نوع میں ہیں۔ جو امور ایک صنعت اور ایک نوع پر موقوف آئیں، کوئی تنزوری نہیں کہ دوسری نوع میں ان کا مصداق ہے۔ جمہوریت، آمریت، نظامیت، اشتراکیت وغیرہ وغیرہ۔ سب ان تمام ہیں۔ دنیوی حکومت کے۔ دینی حکومت کسی تقسیم کی اجازت نہیں دیتی۔

وہی اور دنیوی حکومت میں سب سے بڑا دنیاوی فرق یہ ہے کہ دینی حکومت میں اقتدار (Power) کسی ذات کا نہیں ہوتا۔ بلکہ اقتدار اسے ایک مخصوص زمیندار کا ایک مخصوص نظام کا ہے۔

اسکے بر غلات و دھنوں کی حکومت انسانوں کی حکومت ہوتی ہے خواہ وہ ایک شخص کی حکومت ہو یا چند افراد کی یا ایک مخصوص شعبہ کی یا جمہور عوام کی۔ ہر صورت میں انتخاب نام پائی جائیگی کہ آئین اور لائسہ عمل کی (۱) تکمیل (۲) تنفیذ اور انسانی عقل کے کام ہوتے ہیں۔ دینی حکومت میں آئین اور لائسہ عمل پہلے موجود ہوتا ہے۔ صرف اس کی تنفیذ حکومت کا کام ہو اگر نہ ہے۔ تکمیل میں اس کو نقصان کوئی دخل نہیں ہوتا۔

اسی کو دوسرے الفاظ میں یوں کہا جاسکتا ہے کہ حکومت کے دو شعبے ہوتے ہیں۔ ایک تنفیذی جبکہ دوسرا عام طور پر عالم (عقل و علم) کہتے ہیں۔ دوسرے (عقل و علم) یعنی عقل۔ جہاں تک

(مستطاب) کا تعلق ہے وہ ہر حکومت اس خواہ وہ دینی ہو یا دنیوی
کیاں ہو اگر تاہم اپنے منظور کردہ قوانین کے نفاذ و پابندی میں کوتاہی
کرے وہ درحقیقت حکومت کھلانے ہی کی سعی نہیں۔ حکومتوں کی ذمیت
صرف (مستطاب) میں تفکیلی شعبہ کی ذمیت کے فرق سے
بدلا کرتی ہے۔ یہی وہ شعبہ ہے جو ایک دنیوی حکومت میں سب سے زیادہ
اہم ہوتا ہے لیکن ایک دینی حکومت میں بالکل فراموش جاتا ہے بلکہ اگر کوئی
کہا جائے کہ دینی حکومت میں سرے سے اس کا وجود ہی نہیں ہوتا تو بیجا نہیں
یہ صرف دین کے کمال و نقصان پر موقوف ہے۔ اگر دین ایک مکمل نظام
عمل کا حامل ہے تو فیضانِ تفکیلی شعبہ بالکل بے معنی ہے۔ جس قدر دین میں
نقصان ہوگا اسی قدر تفکیلی شعبے کی وقت میں اضافہ ہوگا۔
آزادی کیا ہے؟ آزادی نام ہے چند پابندیوں میں سقیہ ہونے کا۔
حکومت کیا ہے؟ حکومت کھٹے ہیں ان پابندیوں کے مجھ کو جو انسان اپنی
خلاص و مسود کی خاطر اپنے دیر غامد کرتا ہے۔ ان پابندیوں، پابند و مسود کو

قرآن کے الفاظ میں ان "حدود" کی تفسیر انسان کے لیے فطری: ناگزیر ہے۔ ٹھیک اسی وقت سے جبکہ انسان نے جنگوں اور چاروں کی زندگی کو چھوڑا اور باہم مل کر کھیا رہنا شروع کیا۔ انسان سے ان پابندیوں کی تلاش جستجو شروع کی۔ اول اول ان حدود کی تعبیر (تفسیر مصلحتیہ) وزیران کی تنقید دونوں کام اپنے ہی گروہ میں سے ایک سربراہوں دو شخص کے سپرد کیے۔ میں سے دیوبند حکومت کی ابتدا ہوتی ہے۔ ابتداً ان حدود کی تعبیر تنقید کرنے والا (مصلحتیہ) کہلا یا۔ عیدیں بادشاہ بن گیا۔ یعنی قوانین کی تشکیل کا پورا پورا اختیار تھا ایک شخص نے اپنے ہاتھوں میں لے لیا۔ اسی سے کچھ لٹا جلتا نظام آمریت ہے۔ جس میں ایک سربراہ اور ہستی میں کے علوم وغیرہ کی صلاحیتوں کی اکثر آبادی معزز ہوتی ہے۔ تمام نظام قانون کا ایک بڑی طاقت اپنی مرضی اور اپنی رائے سے چلاتی ہے۔ ان کے مقابلہ میں ایک نظام یہودی ہوتا ہے۔ جس میں تشکیل قانون کا حق جمہور کو اپنے ہاتھوں میں رکھنے میں ہے۔ ہر کسب پر سب فرد رعایتیں ہی زیادتی فرض کی ایک دیوبند حکومت قانون اور لائحہ عمل سے بالکل غالی ہوتی ہے اور اس قانون اور لائحہ عمل کی تشکیل کے لیے مزاحمت اور لاجب ہی ہوتی ہے۔ نیز اگر حکومت کی تشکیل قانون کا بالکل غیر محدود حق دیا جائے تو زمینہ ہے کہ وہ اسکا ایسا ناجائز استعمال کرے جو عوام کے مفاد کے خلاف ہو۔ ہر حال دیوبند حکومت کی جتنی بھی قسمیں ہیں وہ صرف اس بنا پر ہیں کہ حکومت کی تشکیل قانون کے مسلم حق کو کس طرح محدود کیا گیا ہے جیسا کہ پہلے مذکور ہوا۔ ایک دینی حکومت اس ضرورت سے بالاتر ہوتی ہے۔ وہ پہلے سے ایک مکمل نظام عمل کی حامل ہوتی ہے۔ اور اسی کی تنقید کی وہ وجہ بنتی ہے۔ لہذا دینی حکومت ان تمام اقسام یعنی جمہوریت آمریت وغیرہ وغیرہ کا ختم نہیں بن سکتی۔

دنیا میں دوا قابل ذکر ملکوں میں دی گئی ہیں۔ اول عیسائیت کی۔ دوم اسلام کی۔ عیسائی مذہبی حکومت اکبر عرصہ تک قائم رہی، بالآخر اپنی جہتِ اندر لپ کر دوسروں کی وجہ سے دنیاوی حکومت میں تبدیل ہو گئی۔ عیسائیت کی سب سے بڑی کمزوری اس کا کلیسا کی نظام تھا۔ جس نے آخر کار اس مذہبی حکومت کا خاتمہ کیا۔ کتب ساری میں وہ قانون و نظام عمل جس کی تنفیذ کی یہ حکومت خود راہی تھی، عوام کی نظروں سے اکبر عرصہ تک پوشیدہ رہیں۔ لکچروں کننا پڑے کہ پوشیدہ رکھی گئیں۔ کتاب آسمانی کے پڑھنے اور سمجھنے اور اس سے ہم حکام اخذ کرنے کا حق "ہیران کلیسا" نے اپنے لیے مخصوص کر لیا۔ مسکا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ مذہبی حکومتیں بھی کسی آئین و قانون، بالائی کی حکومت نہ رہی بلکہ پیران کلیسا کی بادشاہت بن کر رہ گئیں۔ اس نظام کلیسا نے ظلمت اور ظلم کا پھیلنے کا آغاز اٹھائی اور بالآخر ریاست کو مذہب سے پیچھا چھڑا ڈالا۔ حکومت اور کلیسا کی علیحدگی کے بعد اب یہ عیسائی حکومت قانونی طور سے دینی حکومت ہو گئی اور تشکیل قانون کا مصدر یہاں ہے۔ عیسیٰ ربانی کے عقل انسانی کی طرف منتقل ہوا۔

اسلام نے شروع ہی سے اپنے اندر کسی نظام کھلبلی کی گنجائش نہیں رکھی۔
ہر بندہ کا تعلق اپنے رب سے جدا آگاہ ہے۔ کسی واسطہ کی سلفی کوئی ضرورت
نہیں۔ اس نظام ربانی ہر شخص کے امتوں میں ہے۔ اور انکی تفسیر ہر شخص کا انفرادی

فرش ہے۔ اس لیے اسلام میں کبھی بھی ایک اuctor کے پیدا ہونے کا امکان نہیں۔
البتہ اگر خائفاء کے جذبے میں اپنے کارناموں نے مذہب کی آٹھ دھڑکوا کر مٹا دیں
پر قبضہ کرنے کی کوشش کی اور پیرانِ حرم بننے کے خواب دیکھنا شروع کر دیں تو
یقیناً محمد بن عبد الوہاب اور مصطفیٰ کمالؐ موزع پیدا ہو سکتے ہیں۔
اسلام ایک تقویٰ کو سی (محکم دلائل) یعنی مذہبی حکومت ہے۔
جو دین ہے وہی نہیں سیاست ہے۔ ایک صحیح اسلامی حکومت وہ تو یہودیت
کما جاسکتا ہے نہ آخریت نہ وسطیت۔ اس لیے کہ یہ سوال تو اس وقت پیدا
ہوتا ہے جب تکائیل قانون کی ضرورت درپیش ہو۔ اسلام تو ایک مل نظام میں پیش
کر رہا ہے اور ایک اسلامی حکومت کا مقصد صرف اس نظام عمل کی تنفیذ ہو سکتا
ہے۔ اسلامی حکومت کے محض تنفیذی ہونے کا سب سے بڑا ثبوت لفظ خلافت
یا "ظلیفہ" میں آیا جاتا ہے۔ اگر امام نہیں کا رہے صرف ایک نائب اور مائل کا ہے
یعنی اس کی تشکیل آئین کا کوئی حصہ نہیں۔
مضبوط صورت آتا ہے کہ وہ اپنے حاکم بالادست کے احکام کی تعمیل فرما کر
دوسروں سے کرائے۔ یہ ایک رفیقِ مکلف ہے کہ "اسلامی حکومت" اسلئے نہیں
کامیاب نہیں۔ بلکہ حقیقت میں یہ نام "اسلامی حکومت" بھی کچھ موزوں نہ رہتا ہے
نہیں۔ بھی اسلامی روت کا خیال رکھتے ہوئے مناسب یہ ہو گیا کہ
"اسلام کی حکومت" کہا جائے۔ اس لیے کہ "اسلام کی حکومت" میں خدا
اسلامی آئین و قوانین کا ہوتا ہے۔ نہ کہ کسی ذات کا۔

ایک اسلامی حکومت کو اس امر کی ضرورت نہیں کہ وہ ایک پارلیمنٹ یا سینٹ (Senate) قائم کرے اور شراب نوشی کو ممنوع کرنے کا قانون پاس کرے، کچھ روز خیر کرے، اور ہنگامے بعد پھر اپنے ہی پاس کردہ قانون کی منسوخ کرے۔ اسلام کو اس بات کی ضرورت بھی نہیں کہ وہ اپنے اندر ہمارے تمام اہل اہلک (Moral Community) کو مل جائے اور اس کے اندر ہمارے اہل فیض و رعایا کی بدولت اکثریت کے ووٹ سے شراب نوشی کو بند کر دے۔

حکومت اس بات کی محتاج نہیں کہ اس کی پارلیمنٹ (Parliament) (House of Representatives) کی طرف سے (House of Representatives) پر غور کرے۔ اسلام میں کسی ایسی اسمبلی کی ضرورت نہیں جس میں عورتوں کے حقوق کے متعلق کوئی بل پیش کیا جائے۔ اور (House of Representatives) پر دھواں بھار تقریریں ہوں۔ اسلامی حکومت کو کوئی عہدہ قانون وراثت بنانے کی ضرورت نہیں۔

اسلامی حکومت کے پاس پہلے سے ایک اہل قانون تعزیرات موجود ہے۔ اس لیے اس کا امکان نہیں کہ وقتاً فوقتاً (Amendments) یعنی ترمیم قانون کے سوا سے پیش ہوئے ہیں۔ ایک اسلامی حکومت کی طرف سے کسی (House of Representatives) کا تشکیل ہی ممکن نہیں۔ ایک ایسا عہدہ حکومت کے لیے پہلے یہ امر طے شدہ ہے کہ وہ زرعی پیداوار سے عشر یعنی ۱۰ فیصد یا زیادہ ڈھائی فی صدی سے زیادہ ٹیکس وصول نہیں کر سکتی۔ اس لیے اہلک کے لیے بھی کوئی ایسا وقت نہیں آسکا کہ وہ ایک (House of Representatives) شایع کرے اور کسانوں سے چھاس فی صدی کی ٹیکس لگائے کہ وہ اس کے خلاف وہ بددین ہو کر اس کے پانے کر سکے، یہی کیا بلکہ اس کا امکان بھی نہیں۔

عالمی جھوٹ کے متعلق بھی کسی تجویز پر غور کرنے کی ضرورت پیش آئے۔ اگر یہ کہ عشر زمین کے رقبہ پر نہیں بلکہ زرعی پیداوار پر لیا جائیگا۔ (دقیقہ)

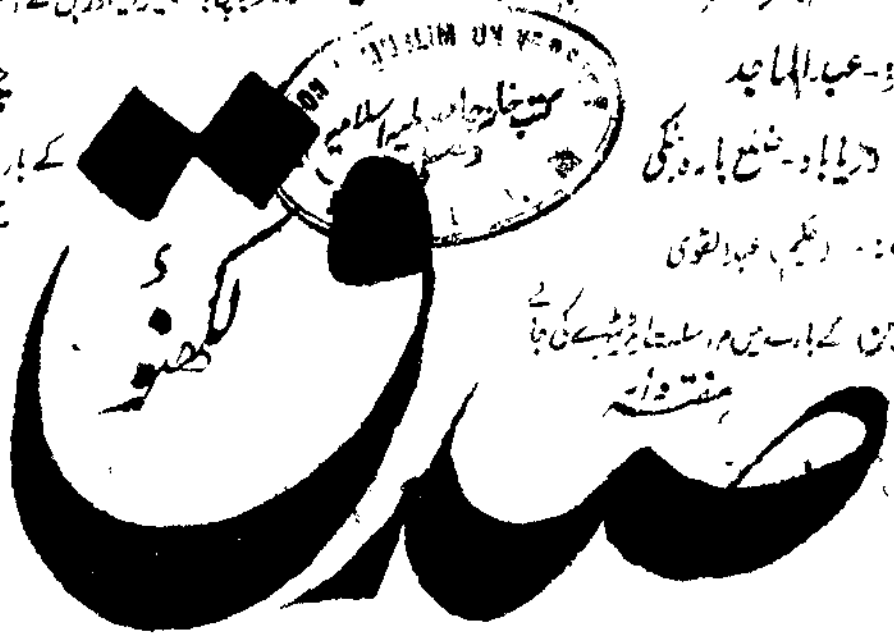
(اور جو جی با... لکھ کر یا اور جس نے اسکو پچانے والا وہی لوگ پیرنگا رہیں)

چندہ اور اقطاعی امور

کے بارے میں خط و کتابت میں تیار ہو۔
مستمر اخبار "صدق" لکھنو

چندہ

شمارہ
جلد
بروز منہ سے سالانہ شائع
تاریخ



ایڈیٹر: عبدالماجد
پتہ: دریا باد - شائع بارہ بجی
نائب: (علیم) عبدالقوی

منازین کے بارے میں م... سلسلہ تحریر کے لیے
مفتی

تاریخ

نمبر ۱۰ - دو شنبہ - ۲۳ - جمادی الاول ۱۳۵۹ھ مطابق کیم جولائی ۱۹۴۰ء - جلد ۶

سچی باتیں

"خدا کی نظر میں کیا بات ہے؟ کچھ بھی نہیں۔ لفظ خدا کوئی بڑی بات نہیں۔ لغت میں خدا ہو جاتے وہ اس کے ہیں۔ ایسا شخص جو اپنی جان کو جان نہ سمجھے اور کسی کے چشم در پردہ کے اشارہ پر دیریاں کو دپٹے آگ میں گھس جائے اہل کے آگے بیٹ جاتے، پھانسی پر چڑھ جاتے۔ خدا کے یہ باتیں یا اسمیوں کی تھی۔ قوم کا ہر فرد باہری اور اندرونی مصطلحات میں "وامی" اور عام دعووں کے دو پرچے ہوتے ہیں۔ پہلے ہوسے سرخروشی و جانناڑ ہوتے تھے۔ وہ "خدا کی بات" تھے۔ بعد از ان کے تبت، تفتن، ایرے پرستار، ہر حکم ایرے کے جان مار مخالفین سلسلہ میں سے بیویوں کو موت کے گھاٹ اتار دیتے، بگڑیں خیر ہونیک بہ نیک۔ یہ تبدیلی ہیئت کے ساتھ بھیج دیاں بدل کر، مشاہیر کا اور شہ کج کے پاس شاگردین بن کر، مریوین بن کر چھپنے، اعتقاد حاصل کیا، تقرب و رسوخ پیدا کیا، اور ادھر وہی لگا کر ادھر خیر سے کام نہام کر دیا۔

وامیوں اور خداؤں کی یہ "خدا کی" ایک دو دن نہیں برسوں بلکہ کتنا چاہیے کہ ممدیوں ہی ہے۔ شام اعراف، قضا کے سارے علاقے کو یا انہیں کے زیر نگین آج اس ایرے کو ختم کر دیا اکل اس زیر کو۔ ہمیں بھی ہوئیں، جو ملے کھلے ہوئے۔ عالم، عالم، جس کسی کی بھی زبان مخالفت میں کھلی، ہمیشہ کے لیے بند کر دی گئی۔ سیکڑوں کہنے، بادو سگے ہزارا لکھ خیر ہو کر رہ گئے۔ خفیہ پولیس کا نظام بناسوسی کا نظام وہ اسلی درجہ کا کہ بڑی بڑی حکومتیں کر لیتیں تو ان کے یہ باتیں "عالم اعلیٰ" شیخ بیان رشید الدین شان کی عظمت و جبروت کی کہانی تاریخ کی زبانی ہوں۔ شہر آتی ہے۔

اسکے خدائی نہیں بلکہ ہوسے خجوں کے تیار کرنا، ستمال کرنے دونوں میں ماہر کا ملنے بروٹھیم کا ہراسہ نام، ہمارا ہنری بھی، جب شہر میں اس سے ملے آیا تو خجے سے ملے سانے اپنے خداؤں کی جاں سپاری کا استخوان دینے کے لیے وہ خداؤں کو اشارہ کیا، کہ اکل کے لہو سا، کو کو دپٹیں نہیں۔ خدا ہوتا، اور دونوں کے جسم زمین پر گرتے، اپنے خیر خیر۔ یہی تھی "نہری آت دی نہیں"۔

"خاکہ اردن" اور "جانناڑوں" کی ہمت و جرات کے مظاہرہ دنیا کے لیے نئے نہیں ہیں۔ "عالم اعلیٰ" اور "سالار" قسم کے لوگوں کی نظم و نیا پہلے بھی دیکھ چکی ہے، "بیلچے" کی جگہ خجے پہلے بھی اپنی دھاک دلوں پر بٹھا چکا ہے۔ حسن بن صباح در ایک خرمی کے پردوں پر ملے، وقتک حکومتوں کا واقعہ دلوں بند کر، کھاسے۔ اور وہ خداؤں کی کون ایسا ہنست ہے جو خرمی کو کم کی نزد میں ہیں "حسن بن صباح" اور "ایک خرمی" کی ذرات سے محروم ہے۔ انہی پردوں کے رازات و حیرت انگیز تعلیم کے منظر دینا پشتر بار، ہا دیکھ چکی ہے، خون کی بولیاں بار بار کھلی جا چکی ہیں، خون کی نریاں بار بار پھیلی ہیں۔ دیکھیے صرحت بلکہ جانناڑیاں کس کے راستہ میں ہوتی ہیں، مسجدوں کا سچو دکن ہے۔ درہو انہ جان جو دوسے رہا ہے، وہ قندیل کی پیر، یا چراشا جگہ دہو!

ایک اعلان
کلیں مرتبہ کو...
ایک انسان کا کلام جانتا ہوں اور اس کے

یہ اس سے قبل کہی بار بفضل گفتو کر چکا ہوں

در رسالہ نگار، جون سنہ ۱۹۸۱ء

جنرل شخص کا بیان اس سمرات کے ساتھ ارتداد کہے "وہ" قومی حقیقت ہے
اب اس کے سامنے ہے قوم میں اسے مسلمان سمجھے جا رہی ہے اور وہ خود بھی
نہایت اپنے مسلمان سمجھے جاتے پر غصہ ہے۔۔۔۔۔ اس سے زیادہ سمرات
اور صفائی آخر سلطان ارتداد کی اور ممکن کیا ہے؟ ایک طرف اسے رکھیے
دوسری طرف اسے سمجھیے کہ وہ فتنہ پرور نہیں بلکہ ایک قوم کی رواد
یہ اس شخص کی دشمنی ہے۔۔۔۔۔ سلام اب گویا نام اپنے ذاتی عقیدہ و
بالکل نہایت بدینہ ہوں کے اس کی طرح ایک ذات ہاں ہے کہ جو کچھ چاہے
کے جو کچھ چاہے اور یہ جو عقیدہ اور خیال چاہے رکھیے۔ اسلام ہر حال
اور ہر صورت میں زندگی کے آخری وقت تک بدلنا اور چھٹا رہیگا

ابو جہل کا نیا برزخ

جو کہیں رسول اللہ کو بڑے بلند افلاک
کا انسان سمجھا ہوں اور انھیں کتابوں اور روایتیں تہہ نشین ہوں
کھینچتے تھے اس لیے قرآن میں واقعہ ابوامیم کا پایا جانا اس اور
کی دلیل تو خیر ہے کہ رسول اللہ نے اسے جھوٹ میں بیان
کیا، یعنی اپنی طرف سے گھڑے میں بیان کیا، لیکن اسکا
اثر نفس و اتمک کی محنت با عدم محنت پر بالکل نہیں پڑتا۔ کلام کہیں
میں سرایلیکات کا حصہ کوئی تاریخی حقیقت نہیں لکھا اور نہ
اس کا نام مجاہدین درج ہونے کی وجہ سے سمجھ کر اوار کیا ہے۔
عہد نبوی میں اس قسم کی روایتیں قریت و انجیل کے حوالے سے
لوگوں کو سمجھاتے اور ڈالتے کہے جود و نفعاری کی طرف سے
عام طور پر بیان کی جاتی تھیں اور چونکہ قریت و انجیل کے اس کی
ہونے کا غلط خیال پہلے ہی سے قائم تھا، اس لیے رسول اللہ نے
بھی ان کو محض (خیال و تعبیرت کے لیے بیان کر دیا، اور اس سے
کوئی بحث نہیں کی کہ وہ صحیح ہیں یا غلط (نگار، جون سنہ ۱۹۸۱ء)
گویا قرآن مجید ہرگز ایسی کتاب نہیں جس کا لفظ لفظ، حرف حرف ایمانی ہو، بلکہ
ایسی ہی نہیں، جیسے نیاز فقہوری ہے بعض انسان کے نزدیک جسے مستند و معتبر اور
مضامین ہوتے ہیں، بلکہ اس کے قصص و حکایات ہیں اسی درجہ کا استاد لکھنے
میں جیسے چھوٹے بچوں کو ڈر دینے والا لکھنے کے لیے جا ہی اٹھیں اور انہیں
بہت پرست و دیو پرستی کی گمانیاں دیتی ہیں؟ اور رسول اللہ پر اور
ایک بلند مقامی، در سچے انسان ہونے کے (غلام پرورین) آثار تاریخی اور
بے مثال جھوٹ والے گئے کہ اسے قرآن کی اپنی طرف سے ارتداد کے اللہ تعالیٰ
کی جانب منسوب کر دیا۔۔۔۔۔ تو یا رسول اللہ سے متعلق لفظ لفظ، حرف
بجرت و کفر شخص جو سرور دین جاہلیت، ابو جہل و ابولہب نے کی تھی، کہ
محمد میں تو صادق و امین، لیکن (نور و انشا) انزال اللہ میں صدمہ و دہرہ
بیابان!۔۔۔۔۔ یہ سنی ہیں ابو جہل کے نئے برزخ کے بیویں صدی مسیوی
ہیں!

جنگ فرنگ

ہم لوگ ہر دن کو لاشیں برہم پڑ گئے۔۔۔۔۔

گھمسان کی لڑائی کے ایک عارضی وقفہ میں آئے ایک نوادہ کی۔

ایک سپاہی دوسرے سے کہہ رہا تھا، "ایہاں شہر امنس

(Amueneus) میں کوئی میوا نظر نہ آئی۔ دوسرے نے جواب

دیا "تم نے تلاش ہی غلط کی۔" انھیں (Ston) کا پڑھا

ہوا سبب (Ston) (Ston) مجھ سے پوچھ کر شہر میں لے

اور لوگوں کی دعوت میں گیا تھا، وہ واپس آگیا ہے اور بات

دہی کر رہا تھا۔ ایک کو لے دفتہ کر پھرتا ہے اور وہاں بات

کر رہے ہیں۔ یہ سب کے لیے ختم ہو جاتے ہیں۔ (A Brass

Hat in no hand in d ۱۹۸۱)

روایت کسی دشمن یا مخالفت کی زبان سے نہیں اخذ ہونا چاہیے فوج کے
اندر بڑا گھٹیا چیز اگر مذہبی زبان سے ہے تو پوری کتاب پر تبصرہ ہو چکا۔
قرآن کے منہ سے "وہاں" کے کسی بھی خط سے آئی کی جگہ کی تو
جنرل میں یہ عقیدہ نہیں ہوگا کہ وہ "وہاں" میں اسی شدت سے افراط
کے مرتبہ میں پہنچے تھے!۔۔۔۔۔ لڑائیوں مسلمان ہیں لڑتے ہیں، وہاں ہم ہی
جنگوں کے لیے ہیں۔ بہر حال جن میں سے معرکوں کو پوزیشن اسکے بہت
بعد شام و عرافت و ایران و مصر کے میدانوں کو بھیجے، ہمارے سپاہیوں کو
میں یہی تلاش، (کہ تم غم) ہمارے جوان ہمارے اس کے لیے بھی "ساتھی"
نہایت "کہ انہاں بعد انتقام است را کرتے تھے؟

آزادی میں غلامی

پبلک زندگی میں بہت کے تبصرے ہیں

یہ سنی ہرگز نہیں کہ مرزے سے متاثر اور مسابقت شروع ہو چکا۔

بلکہ یہ بہت تو اسے مل جل کر اتحاد میں، اشتراک کی نیت

سے انجام دینی چاہیے۔ عورت کا اہم ترین و مقدم ترین فرض

اپنی اولاد کو بہ حیثیت بہترین خادم ملک و قوم کے تربیت دینا

ہے۔۔۔۔۔ عورت اگر دل پر رکھے تو اپنے گھر کے اندر سے

جہاں وہ ملک و ملک ہوتی ہے، یہی سوغات کو بھینٹ دے

کر سکتی ہے۔ (تقریر سرسردا جاتی سہرا، یان، میر مرگزی، آغا

سردار چوڑا، آغا چوڑا، جون سنہ ۱۹۸۱ء)

اس نصیحت کی بھی خوب رہی، اس کے سنی تو یہ ہوئے کہ گویا عورت آزاد ہو کر
میں قید ہی رہے، وہی بچوں کی پوشش و پرداخت وہی غلامی کے
فرانٹس، وہی مردوں کے ساتھ رہ کر اور بچ کر، تلخ و آشنی سے کام لے جانا
آفرین آزادی سے حاصل کیا ہوا، آزادی کا سارا طعم تو مردوں
سے متاثر و متاثر اور انہیں نچا دکھانے ہی میں ہے، جب ہی طعم
نہ حاصل ہوا تو اس نئی آزادی سے پڑائی قید ہی کیا پڑی ہے!

نظرت بشری اور مذہب

"شاعر عظم" کی نظر پر "مغز تبرہ" شاعر
کے عنوان سے صدق ملک میں شایع ہوا ہے، اسے پڑھ کر غامض لگتی
ہوئی اسید مناظر حسن صاحب گیلانی تحریر فرماتے ہیں:-
"شاعر عظم" باغدادوں کے معنی کے کلام کی آپ نے خوب
غیر کی۔ جو بات میرے دل میں تھی، آپ نے سب ہی کچھ لکھ دیا۔

انہی جن اناظر سے آپ کا تعلق مرث ہوئی ٹوٹ چکا تھا، پھر انکی دوہرا سے ایک نیا لاف ملا۔ اجتماع نقیضین ارتقاغ نہیں منسحق کی ان اصطلاحوں کے استعمال کی ذہت غالباً ایک مرت کے بعد آئی ہوگی۔

چکن ہون میں غرض و خیالی عقل والوں سے لگتا ہوں کہ انسانی فطرت پر اب مذہب کا دیرینہ زور و رونق اب بھی رہ سکتی تو یہی ہشتادوں اس سیکین کی عقل پر ہشتادوں ایجوکیٹس جانتا کہ مذہب میں سوالی کا جواب ہے انسانوں کے لئے انسانیت ہے یہی انسان اور اسکے خاص جذبات و احساسات، اسکی فطرت کی گہرائیوں سے دم دم اُبھرنے والے سوالات پر دیکھنا کسی کے پس کی بات نہیں ہے ان ہی کا جواب تو مذہب ہے۔ مذہب نے جو وہ ان سوالوں کے حل کی راہ نکال کر ہے۔ انکے سوا جو وہ بھی اختیار کی گئی، ایک جا رہی ہے یا آئندہ کی جائزگی تفصیل نہ ہو۔ اچھا اگر انسان میں سکا نصیب وجود ہے اور جو کچھ وہ دے رہا ہے اسے جانتے دے رہا ہے۔ لیکن یہ لفظوں کے گوکہ و معذوں اور استعارات و تشبیہات کی بیوں بھاتیوں میں پھنسا کر چند دہائیوں کے لیے انسانی و انسانی نفوس کو ٹھیک لایا جائے لیکن ظالمانہ قوتوں کے رکھنے والوں نے ہمیشہ ملکوت کے ان نادوں کو ڈر پھونکا کر رکھا ہے۔

"انسان برل گیا ہے" جو پتلے فلان اب نہیں رہا ہے بلکہ اسکا جوہر برل گیا ہے، فوہی برل گئی ہے جس گلاس میں پانی پیتا تھا وہ برل گیا ہے جس گلاس میں پیتا تھا اسکا نقشہ برل گیا ہے۔ حالانکہ انسانیت کو ان چیزوں سے کیا نقش ہے۔ جن صفات پر انسانیت کی بنیاد ہے اور انسان کے جن صفات پر مذہب کی تعمیر ہوئی ہے۔ خدا کی قسم وہ لازوال اور اٹل ہیں۔ جب تک آدمی ہے انہیں صفات کے ساتھ اسکا رہنا ضروری ہے۔ بشر کو کب تک گھاس کھلاؤ گے؟ اور پھیلی کو پانی سے باہر کر کے کب تک اسکا ملبا کرے؟ زمانہ برل گیا، اس لیے مذہب کو بھی برلنا چاہیے "اس عام منالط کے خلاف بہت کچھ لکھنے کی ضرورت ہے۔ اللہ جزا ہے خیر سے کہ آپ نے کھل کر پہلی دفعہ اس کا اظہار کیا، میں تو دت سے اس منالط کی برادیاں پر عمل رہا ہوں۔"

دشمن کی دوستی

شکل - ۳۰ - سہمی - پنڈت ہندو کی خبیثیاء
وہی تقریب سے وہاں حکام کو بڑی طاہریت حاصل ہوئی ہے۔ وہ نفردوں کا خاص طور پر اثر حکام پر پڑا ہے۔ ایک ڈوس کا کہ ہندوستانی مر جانا قبول کریں گے لیکن ہندو یا کسی اور ملک آدمی کی طاہریت نہ قبول کریں گے۔ دوسرے اس کا کہ خنڈ کے وقت اگر مرد، عورت، بچہ کا تحفظ ہر ہندوستانی اپنے خنڈ و سرت کا باعث سمجھے گا۔۔۔۔۔ عجب نہیں کہ پنڈت ہندو کی ہ تقریر ہندو - بھیج دی گئی ہو۔ (پانچر کا دفاتر مخالف شخص کی کیم جون سنہ ۱۹۰۲ء)

پنڈت جی نے صبح کہا یا غلط، اچھا کہا یا برا، سوال اسکا نہیں۔ سوال مرث ہے کہ کوئی سلطان لیڈر اس کا آدھا بھی کہتا اور اس کی تقریر بھی منڈ کے اعلیٰ سرکاری طبقوں سے داؤتین کے ساتھ لندن پہنچائی گئی ہوتی، تو اس غریب کو "آزاد" قومی پس کے اہل قوتوں کے لئے سکوں کے نصیب ہوتے ہ کس زور سے "دھول" اُٹھ کر کارپسی "برطانیہ دوستی" "سامراج پسندی" کا بیانیہ گیا ہوتا اور کوئی درجہ ملیا نہ تے تحقیر و تسخر کا اس ناشدنی "ٹوڈی" کے لیے اُٹھ رہتا!

تین افسوسناک موقعیں

پہلی پنڈت ہندی میں تین افسوسناک مقامات کی اظہار میں آئیں۔ پہلا پال میں دنیا، العلوم مولوی مفتی انور الحق علی نے انتقال کیا۔ مرحوم ایک مشہور عالم، شمس الظہار مولانا عبد اللہ ٹوکی کے فرزند اور خود بھی بڑے صاحب علم تھے۔ ایم اے ہونے کے باوجود وقت دین وعت مذہب میں غرق تھے۔ مدت دراز ہونی آفتاب و احباب الوجود کے نام سے انگریزوں کی ایک کتاب کا ترجمہ بھی کیا تھا۔ دینی و علمی مشاغل آخر عمر تک جاری رہے۔ سنہ ۱۹۰۱ء میں جب فتنہ گار اچھا تھا تو پھو پال سے موسون کے خطوط ہندوستانی اور ملکی امانت کے ادا کرنے تھے۔ وہ عالم ہونے کے ساتھ ہی دوسرے اہل علم کے سرپرست بھی تھے۔ اللہ مراتب عالیہ نصیب کرے۔

حیدر آباد دکن میں مفتی لطیف احمد دینانی انگریز بارنگ بھارت نے وفات پائی۔ مرحوم اردو کے مشہور شاعر حضرت امیر دینانی کے صاحبزادہ اور خود بھی ایک خوش فکر اگرچہ کم لکھا شاعر تھے۔ پختہ سالی تھے۔ صدق کے قدر افزا اور دے صدق کے کرم فرما۔ مرنے دولت آصفیہ میں تھکے اور مذہبی کی نظامت و سندی پر سرافراز ہے اور اپنے زانوہی قابل قدر دینی خدمات انجام دیں۔ خیال من و جیسو تھے۔ مذہب اسلام کنوں کی غنیہ اور کنوں کی علانیہ ادا کرتے رہے۔ اللہ برے برتر درجات تو فین فرما لے۔

تیسری موت، لکھنؤ کے بڑے ادیب و زبان دان خواجہ عبدالرحمن مشرت کی ہے۔ مرحوم کی ساری عمر خدمت زبان و ادب میں گزری۔ اردو میں اچھے اچھے اور مختلف لکھنے والے بہت سے ہیں لیکن فقرے اور شواہ عباراتیں لکھنے والے بھی خاص قدر میں ہیں لیکن صحیح زبان لکھنے والے لفظوں، محاوروں، ترکیبوں کی صورت کا محافظ رکھنے والے بہت ہی کم ہیں، صرف چند، انکلیوں پہننے کے قابل انیس معذورے چند میں ایک ذات مرحوم کی بھی تھی۔ بڑے باوخ، سادہ مزاج، بامروت، شرفی، مذہب و مدرن کا ایک دلکش نمونہ تھے۔ عقائد میں پختہ، مذہبی اور دیندار۔ حق تعالیٰ مرحوم کی خدمات کو قبول کئے اور جو رحمت خاص میں ملے علانہ آ۔

(بقیہ صفحہ ۴)

ہر ایک بڑھ گیا کہ دہری نے تو قرآنی جنت پر مرث "جوہانی جنت" کا فقرہ جبت کیا تھا، لیکن قص کہنے والوں نے تو اس سے بھی آگے قدم بڑھایا اور خاک پر وہن ٹوٹ کے چٹکے اور گھوسوں کے گم سے بڑا کی گاہوں میں وہی جنت تھرائی، مکی دیو کی تہا میں تیرہ سو سال سے سلطان انکے اکابر و ماسا غراس دین سے مذکور ہے ہیں بادشاہ دن کا اگر ارات کے قراء و پوہی کے دیکھنے کا بھی لطف لہ کر دینا چاہیے۔ حکومت کے زمانہ کی ان پیداواروں میں ایک تنہا اچھا مثال پائی جاتی ہے۔ مجازاً استعارہ کا لطف بھی خوب تراشا گیا ہے، اس آڑ میں جس لفظ سے جب چاہیے آپ کے دینی من کی چوکر۔

پنڈت جی نے صبح کہا یا غلط، اچھا کہا یا برا، سوال اسکا نہیں۔ سوال مرث ہے کہ کوئی سلطان لیڈر اس کا آدھا بھی کہتا اور اس کی تقریر بھی منڈ کے اعلیٰ سرکاری طبقوں سے داؤتین کے ساتھ لندن پہنچائی گئی ہوتی، تو اس غریب کو "آزاد" قومی پس کے اہل قوتوں کے لئے سکوں کے نصیب ہوتے ہ کس زور سے "دھول" اُٹھ کر کارپسی "برطانیہ دوستی" "سامراج پسندی" کا بیانیہ گیا ہوتا اور کوئی درجہ ملیا نہ تے تحقیر و تسخر کا اس ناشدنی "ٹوڈی" کے لیے اُٹھ رہتا!

قیامت میں شادی بیاہ ہوگی بلکہ آسمان پر فرشتوں کے مانند ہوں گے۔ (متی ۲۲: ۱۲)

اسے دیکھ کر انجیل کا ہی غرہ ہے جسکی بنا پر عیسائی سمجھتے ہیں کہ مرنے کے بعد انسان انسان باقی نہیں رہتا بلکہ جیسا کہ بعض مذاہب میں خیال ہے کہ آدمی مرنے کے بعد کبھی گھوڑا، اور کبھی چوہا وغیرہ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح عیسائیوں کے نزدیک مرنے کے بعد آدمی فرشتہ ہو جاتا ہے۔ گویا اسے مجاہدات اور ساری قربانیوں کی قدرت کی طرف سے یہ ملکہ ملتا ہے کہ انسانیت اور اس کے سارے احساسات چھین لیے جاتے ہیں۔ یہ سزا جہالت جو ممکن ہے کہ عیسائیوں کی فطرت کے مطابق ہو، لیکن جو واقعی انسان ہیں ایسی ہی سمجھ میں نہیں آتا ہے کہ وہ مذہب کو آخر کس طرح بدداشت کر سکتے ہیں۔ بالکل سب ہو جانا تو بڑی بات ہے آج اگر کسی کے انسانی احساسات میں کسی قسم کی کمی واقع ہوتی ہے تو ڈاکٹرس حکیموں کے دروازوں کی وہ خاک اڑا دیتا ہے۔ ورنہ یہ سب بندرگاہ بناتے ہیں اور ان کے انسانی احساسات کو زندہ کرنے کے لیے بندروں کے ٹھکانے سے کلام لایا جاتا ہے کہ وہ روپے کی دوائیں انسانی احساسات کی بیداری کے لیے خرچ ہو رہی ہیں، انجیل پر بار آور مذہب نے اسے یہ عیسائی ترجمہ بنایا ہے کہ آج کے عیسائی انسانی جنت کا نام "روحانی جنت" لگالیا ہے اور ہمارے بدعویاں اس خالص عیسائی عقیدہ کو سائیس کا کوئی اہم مسئلہ قرار دے کر ان کے الفاظ کو ان کے حافی سے آویڑتے ہیں۔ مثلاً کہ دنیا کے سامنے آج کے سامنے پیش کر رہے ہیں کہ ہم بھی آخرت کے متعلق ان ہی چیزوں پر ایمان لاتے ہیں جیسا کہ ایمان لائے ہیں، مگر ہمارے حکام کا ایمان ہے اور ان چیزوں کا ایمان کرتے ہیں جن سے ہمارے آقاؤں کو انکار ہے۔

انجیل کے اس بیان کے سوا جو "موت" سے بڑی اور عیسائی مذاہب میں جنت سے پہلے کو دیکھتے ہیں اور دنیا کی ماری میٹھنوں، گندگیوں اور شرارتوں کا سرچشمہ ہے، اسی لیے بڑے بڑے پوپس نے اپنی زبانوں اور لبوں کو محکم شیطانی "سرت کتا" مطابق سجا کر اور گندگی "فرار دیا ہے، ظاہر ہے کہ جنت جو غریب انسان کا مقام ہے اس کی تقدیس کے لیے عورت کا وجود جو نہ پاک و ناپاک اور نقا اس لیے قرآنی جنت کا جو عنصر سب سے زیادہ عیسائیوں اور عیسائی مزاجوں پر گراں بلکہ اب تو قریب قریب انکار کی شکل اختیار کر چکا ہے وہ "عورتیں" ہم دیکھیں "دوسرے کے بیانات میں جس میں مردوں کے ساتھ جنت میں "مردوں" کو بھی فی ظن علی الارواح مشکوٰۃ (مجاہدوں میں جبرائیوں پر تکیہ لگانے) کی شکل میں پیش کیا گیا ہے، بلکہ مردوں کی جنت کو اسلام میں عورت ان کے قدموں کے نیچے ڈال دیا گیا ہے۔ غلام یہ ہے کہ غریب اور ذہنی علم و عمل جو انسانیت کے ارتقاء و ترقی سے بحث کرنے والا نظام ہے جیسا کہ ہر علم کی ایک غایت اور غرض ہوتی ہے، اسی طرح اسکی غرض غایت کو متعین کرتے ہوئے اسلام کہتا ہے کہ جو انسانی ہے وہ ذہنی عقائد و اعمال کی مادہ سے نہ خدا (جسے "روح" گھوڑا) نہ ذہنی اور فرشتہ اور شیطان، بلکہ انسان ہر حال انسان ہی باقی رہتا ہے، البتہ بالکل نکل اور اسکی تفسیق یا کثرت تفسیق کی انتہائی منزلوں تک ارتقاء کی ہوتی چلی جاتی ہے۔ اسی لیے قرآن انسان سے انسانی احساسات کے چھین جانے کا نام جنت نہیں رکھتا، بلکہ آدمی کی جگہ کو کچھ دیکھنا چاہیے ہے کہ کیا کیا جائے گا۔ جو کچھ ملتا چاہتے ہیں وہی ملتا جائیگا انسان جو کچھ چاہتا ہے وہی

نکلیں گی یا نیکیں۔ الغرض انسان جو دراصل چند احساسات اور خواہشوں کا مجموعہ ہے اسکی نکلیں کی جائیگی۔ اس حد تک کی جائیگی جسکی کوئی اجتماعی یا انفرادی نظریہ دنیا کے موجودہ نظام میں پائی نہیں جاتی۔ یہی وجہ ہے کہ ذات کی حد تک عالم آخرت کی وہ فہم ملانا۔ (راہبہ: انسان کے متعلق قرآن مجید نے نفسیت کے ساتھ ان کے مطلق آب و ہوا اور ایسا چار اہتمامات جو ان سب کا ذکر کلیتہً اس سے پہلے ہم اس حد تک نہیں بھی ان ساری چیزوں کو کہتے ہیں، بلکہ یونانی آتما کہ جو لوگ اس دنیا میں ان چیزوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں انہوں سے چھو رہے ہیں، ان سکینوں کی مغرور پرکاش آفت آتی ہے، اگر تب دوسری دنیا میں انہیں انہیں چیزوں کے ہونے کی خبر دی جاتی ہے تو یہاں پر دورہ نظروں میں لیا دیکھ انقباض پیدا ہوتا ہے۔ جنوم انکار کو کہتے ہیں اور مجبوراً ایمان لانا چاہتے ہیں، لیکن جب ذات سے آگے بڑھ کر ان ہی چیزوں کی صفات کی قرآن تعین میں ثروت و ثبات۔ ثبات و ثبات کی ہولناکی یا یہی اسے منہ سے ہوگی جس کی خبر قرآن نے قوانین غنیمت (نہشتہ جانتی ہے) کے کہے ہیں اور ان کی منزلوں کے پانی کو غیر آسن (دوسرے والا) قرار دیتا ہے۔ وہی وہ جو وہاں نقصان سے نکل کر وہاں رہا ہے، انہوں میں سے گام یا وہی شکر وہاں ہوں گے جس سے خود کی صورت میں پیدا ہوتی ہے، کھس کے مدد میں نہیں، بلکہ جنت کی نعمتوں میں تیار ہوگی، یا وہاں کے سورہ دار و درختوں کے پھل نعمتوں اور دوسروں کی قید سے آزاد ہوں گے وہ غیر ممنون (نہشتہ ہونے والا جنتی) نہ گھٹنے والے ہوں گے۔

اسی طرح کھانے کے ساتھ نعمت و حاجت پہننے کے ساتھ پیشاب کی ضرورت یا پسینہ کی اہمیت، شباب کے ساتھ بڑھاپا، موت کے ساتھ مرنے، زندگی کے ساتھ موت، اور غرض دنیا کی ہر سرت کے پھول کے ساتھ جو کھفت کا کھانا چھپا ہوا ہے، جب کہا گیا کہ انسانی زندگی جنت میں برائی کے ان پہلوؤں سے پاک ہوگی۔ اسی طرح جہنم کی ماری نعمت کو پیچھے، روشن ہونے کے دعوں کی چھاتیوں جیسی سیاہ اسکی نڈاؤں کو لاسین، لاسین من جہنم (نہشتہ پیدا ہو نہ بھوک کی تحفیت سے۔ لائی ہو) اس آگ میں سیجے کے کوکر اور الکھ ہونے کے احساسات کو تیز کرنے کے لیے تیز تازہ کھانوں کو آدمی میں پیدا ہوگی اور جہنمی بنائے ہیں اسی کی حرارت سے ایندھن لگی اور شادابی پیدا ہوگی وغیرہ صفاتی امور، تو یہی لوگ جو معلوم کر چھوڑ کر "روحانی جنت" کے مجبور تبدیل کی طرف بھاگ رہے تھے ایک ایک بلٹ پڑتے ہیں اور چونکہ اس دنیا میں کوئی چیز ان صفات کے ساتھ موصوفت ہو کر ان کے اپنے تحقیقی اساتذہ کے علم میں نہیں آتی ہیں اس لیے جہنم آگھتے ہیں، ہم اسی پر ایمان لاسکتے ہیں بالائیں گے جو ہیں چلے معلوم

سے "لا یرون ثمناً ولا زہراً" جنت کا موسم: فصل میں کھجور (دوسروں کی چھاتیوں) جہنم کا موسم: (زہریلی) جہنم کی ہوا۔ دھیم (آب گرم) اگر جہنم کی آگ ہوا کا یہ بیان ہوا۔ اسی طرح جنت کے میوے اور چشموں، انوار، جہنم کے صحن الی آخر (گرم مشے) وغیرہ جہنم کے پاؤں سے ہوا۔ اسی طرح جنت میں تھما لانا میں جنتی نباتات، الغرض فصلیں رقوم وغیرہ جہنمی نباتات، جہنم کے مشرت مثلاً سائب کچھ وغیرہ کا ذکر حدیث میں ہے، وہ کچھ طیریں جنت کی چڑیوں کا۔ تفصیل معقولہ نہیں ہر دورہ قرآن صریح سے ایمان لائے ان دونوں مالک کے جہالت و نباتات جہالت اب ہوا۔

ہو جس پہلے سے معلوم ہوں۔ ان دہشت آوارہ گردوں کا آخر کوئی علاج ہے۔ حالانکہ سیدھی بات یہ تھی کہ حق تعالیٰ نے عربی زبان کے جن الفاظ سے جو علم ہیں صلا کرتا چاہا ہے ہم ان سے اپنے سلوات میں امتثال بھی کرتے۔ یعنی جیسے ہم کہنا چاہتے کہ آخرت کے مالک ہیں ہم ہدایت و نجات دہیادار و غیرہ ہیں تو جو چیزیں ہم دیکھ رہے ہیں ان ہی چیزوں کو ماننے ہیں جس آخرت کی کیا وجہ ہو سکتی ہے۔ یہ خیال کہ جہان نوہ چیزیں ہو سکتی ہیں اللہ ان میں ہو سکتی ہیں۔ یہاں اللہ ان کا فرق کرتا مجیب ہے۔ ایک ایسا آدمی جو اس دنیا میں چند سال ہوئے یا اور چند سال بعد ملا جائیگا وہ وہاں اور اس کی تقسیم آخرت میں ہوا کرے گا۔ وہ وہاں جو کچھ ہو سکتا ہے وہاں نہیں ہو سکتا۔ آخر اس قسم کی غلط فہم کی بنا پر ہے۔ ہر حال جو کچھ دکھایا جا رہا ہے جیسے وہی سوزا جاتا تھا تو ماننے کے لیے اسے زیادہ آسان مطالبہ اور کیا ہو سکتا تھا۔ لیکن جن چیزوں کی ذات وہی زبان کی گئی تھی جو بیان ہے ہر چیز کی۔ اور ان کے بارے میں جن میں کسی کی آنکھوں نے دیکھا۔ اور ان کا ہونے سنا۔ انہیں دل پر سا فطرہ ہوا۔ مثلاً ایسا شیشہ جو چاندی سے بنا ہو یا ایسا عطر جس میں شیشہ کی شفافیت اور چاندی کی چمک ہو لیکن چاندی کی کثافت اور شیشہ کی ہلکی کا عجب نہ ہو تو اپنے علم کے امتثال سے محض اس بنیاد پر انکار کرنا چاہیے کہ جو چیز آج میں معلوم ہوئی ہے وہ کبھی نہیں ہو سکتی۔ خود رشتہ یورپ میں بارہا دیکھا ہے کہ وہ ہندوستان میں بھی نہیں چل سکتا۔ آخر یہ بھی کوئی منطق ہے۔ قرآن میں اللہ ہی صفاتی عجائبات کی حروف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ لا تعلم نفس (یعنی ہم من قرآن میں) (یعنی ماننا توئی جو چھپائی گئی ہے اس کی آگہی کی غرض) بلکہ میں تو خیال کرتا ہوں کہ جنت کے ہر لمحہ میں جن عجیب معجزات کا ظہور ہو گا وہ، جن پہلے لمحے مختلف ہو گا۔ آیت قرآنی کلاماً برفہ اسما من قرآنہ انما انما اللہ ہی رزقنا من قبل (جب دیکھ جائیں گے ہیں ان چیزوں کو تو کہیں گے یہ وہی ہے جو ہمیں پہلے دیا گیا تھا) میں ذات تو ان چیزوں کی وہی ہوگی جو انہیں دنیا میں جنت میں پہلے ملی تھی۔ مثلاً وہ آدمی جو ہو گا وہ سبب ہی ہو گا وغیرہ لیکن صفاتی طور پر وہ تو اب نشانہ ہمارے ہاتھ کے رہتے چلتے۔ یعنی ذات میرا دوسرے ہیں وہی نہیں ہونگے جو انہیں پہلے ملے ہوئے تھے۔ بلکہ صورت صورت میں مشابہت ہوگی اور صفات نشانہ میں ہوں گی۔ دوسری کیفیتوں میں یہ فرق ہوگا جسے نہ کسی نے دیکھا تھا نہ سنا تھا نہ سوا چا تھا۔ اور یہ سلسلہ ہمارے نام برداری اندر دنیوی محاسبات میں جاری رہے گا۔ یہ ذاتی طور پر جسمانی اور روحانی دونوں کا قائل نہیں ہوں بلکہ غافل کا وجود و مخلوق کا وجود و محض ان دونوں کا قائل ہوں۔ لیکن جو نہ روح کو مانتے ہیں اور جسم کو سمجھ سکتے ہیں کہ ذات میں وہ کیا ہے غرض ہے یہ جو ہر خارجی حقیقت ہے یا دینی احساس ان چیزوں کی رعایت سے کہہ دیتا ہوں کہ جسمانی اور روحانی ہر قسم کے انسانی مطالبات کی تکمیل اس لامحدود طریقہ سے ہوگی۔ مروجہ شاعر اسلام رحمہ اللہ نے ہمیشہ سے زندگی میں تپش و مجاہداتی

تس اوقات البھر ماؤد لکھاتے ہیں کہ اگر آج سندر بھی خدا کے کلمات کے لیے روزنامی رہی لفظ البھر نہیں ان تغذیاتی بناتے تو سندر ختم ہو جائے گا قبل اسکے کہ خدا نہ دلو جتنا شہدہ دلا کے کلمات ختم ہوں اگرچہ ہم اسی سندر و بیاد کسی اور سندر کا امتثال کریں۔ رست ایک میری سجد میں کلمات رب کی اس لامحدودیت کا تعاقب جنت سے نکلنے کی خواہش کے ساتھ سمجھ میں نہیں آتا تھا۔ لیکن اچانک معلوم ہوا کہ تپاتی چیزوں سے آدمی میں تھک جاتے یا اکتا جاتے کا جو جذبہ پایا جاتا ہے اسی کو پیش نظر رکھ کر بتایا گیا ہے کہ جنت میں جب سفاقی و مجاہدات کا ظہور کلمات رب کے ذریعہ سے ہر روز وقت بلکہ ہر لمحہ میں وہ نوازہ تازہ طریقہ سے ہوتا رہیگا۔ نہ جنت کی زندگی سے اکتانے کی آخر وجہ کیا ہو سکتی ہے۔ حیرتوں میں اسی اکتانے کی تفصیل مختلف فیہوں کے ذریعہ سے کی گئی ہے جس کی تفصیل کا یہ حق نہیں ہے۔ آدمی میں نئی نئی چیزوں کے کھیلنے کا جذبہ پایا جاتا ہے اور اس بنیاد پر کہنے لگے ہیں جو احوال و احوال سب کلمات اور دنیا کی سرکوبی کے لیے ہیں لیکن چونکہ اپنے اس فطری جذبہ کا استعمال انہوں نے غلط طریقہ سے کیا اس لیے ظہور لگتا کہ جب کھڑے ہیں اور لوگ پوچھتے ہیں کہ تم نے اپنی سیاحت کے دوران میں کن کن چیزوں کو دیکھا تو میں نے دیکھا ہے کہ اکثر وہ گھبرا جاتے ہیں۔ آخر یہی دل دہی رات وہی ستارے وہی آفتاب وہی زمین وہی آسمان جہاں آپس آدمی جاتے دیکھے سو اور کیا دیکھے گا۔ دنیا میں جہاں آکھوں دے آدمی یا تین ٹانگوں والی مرغیاں کمان نظر آئیں گی۔ مگر ان جہاں میں وہ کوٹھما دروغ بیان سکام لیتا رہے گا۔ وہ ایک نئی چیز کے دیکھنے کے بعد نئے سفر انہوں کی اکثر چیزیں رہتی ہے۔ حال میں اب سیاحت سے جو سائیکل پر ہندوستان کا دورہ فرما رہے ہیں گیلیاں میں لانا ہے ہونی لکھنے سے دل ایک نئے حالات میں سرمت یہ امانت ہوا تھا کہ پہلے تو اسے انہوں نے دریا سے سون کے شمالی بی کو لو کے قریب کی بھڑوں کو لگنا تھا اور وہاں ہی میں ڈھری ان سون کے پل کے دروازوں کو کھلا کر کہ اپنے نوٹ بکس میں درج کر کے اپنے سفر کی تہمت و سول کی تھی۔ اسکے سوا اس بیچارے کے پاس اور کوئی نئی بات نہیں تھی۔ سنی اور ہون کے اس بیٹے میں سائیکل پر اس طرح مارے مارے پھرتا آئیج جذبہ کے غلط استعمال کا کتنا اچھا نمونہ ہے۔ حالانکہ

دل میں مسافرن کہ خدا دل یار ادا (اقبال)

کتنے عجیب عوالم اور کتنے غریب عالم کا سفر آدمی کے سامنے ہی چاہے تو امام و دانش مند کے ساتھ اس سفر سے لذت اندوز ہو سکتا ہے اور چاہے تو اپنے اس سفر کو سرمت دیکھ دو تخلیق و مصیبت کی دوزخ بنا سکتا ہے۔ پورا پورا کام منزلوں کی تفصیل ہر روز فرشتے کلمات لکھ دیے گئے ہیں ابکا ہی چاہے ان طاقت ناموں سے نکل اٹھائے اور کاجی چاہے اسکو ٹھکر کر قدرت اور قدرت کے قانون کی ٹھکر کر لگاتا دے اس سفر سے گزرتا ممکن نہیں ہے۔ جسے آج سے چالیس پچاس سال پہلے تجھے اچانک قدرتی قانون کے اس نظام میں لا کھڑا کیا ہے وہی یوں ہی ایک نظام ہے دوسرے نظام میں منتقل کرنا ہوا چلا جائیگا۔ جس طرح اس دنیا میں آئے سے ہم اپنے آپ کو روک نہیں سکتے تھے۔ آئندہ بھی ہم اپنے کو کہیں جاتے سے کس طرح روک سکتے ہیں۔ میں نے اس اجمالی و غرضی کی کچھ تشریح کہنے جیسا میں نے پورا مضمون ہی ہو گیا۔ غلام یہ ہے کہ اس ان لوگوں سے سخت بزدلوں جو آپ کے سامنے غایبیت فرد علی مشافہ سے متاثر ہو کر مجازہ استعمال کی جا رہا ہے کہ کہنے والا کہ کے متعلق قرآنی الفاظ کی لغوی تفسیر کے ساتھ معانی کی تفسیر پر مبنی۔ اور انہوں نے ان میں سے معنوں کا اصرار

صدق کا مستقبل

خود انسان و قدرہ ایمان صدق کی خدمت میں اس سے قبل ۸۔
اپنی کوششیں جان بوجھ کر اس معتمد کی پیش کیا گیا تھا کہ
صدق کو ہفتہ وار کرنے کے بعد اس کے مصارف کے پورا کرنے کے لیے ضرورت
کہ تعداد میں معمولی اضافہ کی ضرورت ہے اور جب تک یہ اضافہ نہ ہوگا
صدق کا مستقبل سوچن خطرناک ہے گا۔

اس اعلان کو شائع ہوتے ہی ڈھائی ماہ گزر چکے، لیکن انہوں
ابھی تک خیر اوروں کی مطابقت تعداد جو یہی بنانا ضرور تھا اس کی نصرت
میں پوری نہ ہوئی۔ علاوہ اسکے صدق کی کسی عید کے آواز کے ساتھ ساتھ
پورے خیر اوروں کے دی لی دوپہں آئے، لیکن نقصان بھی دفتر کو برداشت
کرنا پڑا۔ ایسی حالت میں صدق کا مستقبل بھر پور نہیں ہے۔ جناب کی
وجہ سے کاغذ و دیگر سامان خدمات کی غیر معمولی گزرائی کے باعث اس کے
شہر اور نامی مالی سامان رکھنے والے اخبارات کو مالی مشکلات کا سامنا کرنا
پڑا ہے، غریب صدق کو اس گزرائی کے اثرات کا درمیان میں نہیں ہو سکتا،
کیونکہ اس کی آمدنی کا انحصار تمام تر خیر اوروں پر ہے۔

خیر اوران و معاونین صدق کی خدمت میں گزرائی ہے کہ اگر ان کے
نزدیک اس پرچہ کی ذمہ داری ہے اور اسکے معامین کی اشاعت
کو وہ دانت کے اہم فریقین میں تصور کرتے ہیں، تو ان کو اپنی اولین خدمت میں
اس کی تیس اشاعت کی ہر ممکن کوششیں عمل میں لانی چاہیے اور ماہ جولائی
کے اندر کم از کم ۲۵۰ خیر اوروں کا اضافہ بر حال عمل میں آجانا چاہیے۔
بغیر اس مطلوبہ تعداد کی تکمیل کے آمد و خرچ میں عدم توازن اور مزید خسارہ
کے متحمل نہ ہو سکنے کے باعث مجبوراً صدق کی اشاعت کو ملتوی کرنا پڑیگا۔

یہ اعلان بہت مجبور ہو کر اور انتہائی مالی ناکتوں سے متاثر ہو کر
لیا جا رہا ہے۔ صدق نے اب تک ہر قسم کے خسارہ برداشت کیے
اور علیل شخصیت کے عروج طریقوں سے بے نیاز و مستغنی رہ کر خدمت
میں کی ایک نئی کوشش کی، لیکن مالی مشکلات کی وجہ سے یہ ناکامی بالکل بے پروا
ہو گیا ہے، مثلاً کہ انہیں وجہ سے ۲۲ جون کے پرچہ کی اشاعت
نہ سکی اور اسکے سبب پرچہ شائع کیا جا رہا ہے۔

ہمیں خدا کے فضل سے امید ہے کہ سبب سنیہ کے اندر معاونین صدق
اس تعداد کو پورا کر دیں گے، تاکہ انکو اس دین کی خدمت کر کے دالے
پرچہ سے محروم نہ ہونا پڑے۔

ناکسار مہتمم صدق، لکھنؤ

کرنا پڑا ہے کہ جن سامعین کی خدمت میں یہ پرچہ بغیر من تبادلہ نامہ موجود رہا ہے
انکی تعداد میں تخفیف کی جائے۔ امید ہے کہ وہ ہماری مشکلات کا
اندازہ فرما کر ہمارے اس اقدام کو معاف فرمائیں گے۔

اس طرح ان حضرات اور ادارات (جنکے نام صدق اعزازی
یا رعایتی شرح پر بھیجا جاتا ہے) کی خدمت میں بھی گزرائی ہے کہ انکی موجود
سباد کے خاتمہ کے بعد گنجائش نہ ہونے کے باعث نہ تو کسی کے نام اعزازی
پرچہ جاری ہو سکے گا اور نہ رعایتی شرح پر۔

یہ اعلان اس وقت تک کہلے ہے جب تک کہ صدق مالی
مشکلات کے بغیر نہیں ہے۔

(مہتمم صدق - لکھنؤ)

(بقیہ صفحہ ۳)

دین میں یکجہ

”جس طرح آج ہم سچی عقیدہ تخلیق اور ولادت بغیر والد
کے عقیدہ کو اس حدت میں پیش کرتے ہیں، جو موجودہ نسل کے
ذائقہ کے مطابق ہے، اسی طرح ہم لازم ہے کہ ہر عقیدہ کو
پیش کرنے میں بہترین تحقیقات سے مطابقت کا لحاظ
رکھ لیا کریں۔ مسیحیت کی تبلیغ میں ہماری یہ حقو مسیت
مسلمانوں کی تبلیغ اسلام کے بالکل برعکس ہے۔ اسلام کے
عقائد میں ماحول کے تحت ترقی کی گنجائش ہی نہیں۔ سلطان
شاہنشاہین دقیق مصالح کا مینا بھی ملنا چاہیے اس سے متاثر
ہیں کہ خود دین کے سلامات میں کچھ دو بدل کر سکیں“ (اسلم ویلا
نیویارک، اپریل سنہ ۱۹۶۷ء)

کیا خوب سے عقائد و حقان کے اندر یہ ایک سچی تبلیغ کس قدر سادگی
کے ساتھ کہ اسے کہ کیا ہوا، دین بھی مسلمانوں کا سادہ دین ہے، جس کے
اند کوئی ترسیم و ”ترقی“ ہو ہی نہیں سکتی، ہم تو ہر زمانہ میں زمانہ کے ارتقاء
کے دوش و دوش قدم بہ قدم اپنے ترقی پذیر دین کے عقائد و مسائل
کو پیش کرتے رہیں گے! ————— بیشک اسلام یہ ایک اپنے اندر
کہاں سے لاسکتا ہے! یہ بہت تو سمجھو ہی کو مبارک رہے، کہ حریف
شکست خوردہ گر جالاک و پرفتن حریف کے ایسے ہی بہت افراد سے
مرعوب ہو کر، جوٹ قرآن کے دین اور غربت کے آئین میں کاسٹ
چھانٹ، ترسیم و تخریب، گولہ کر کے، دنیا کے سامنے ایک ”ترقی پذیر“
”ترقی باب“ اسلام پیش کرنے لگے ہیں!

معاصرین اور اعزازی ناظرین کرم کی خدمت میں

صدق کی مالی دشواریوں کے پیش نظر (جو اس اشاعت میں ایک

فیچر ٹوکٹ میں پڑنے سے من پرچہ پر پس میں طبع کر کے، مہتمم صدق

واللہ اعلم بالصواب (اور جو اس بات پر اصرار ہے کہ اس کو چاہیے وہی لکھنے پر مجبور ہے)

ایڈیٹر: عبدالمجید

پتہ: دریا پور ضلع اتر پردیش

نائب: (میکم) عبدالحق

مضامین کے بارے میں خط و کتابت ایڈیٹر کے کی جائے



چندہ اور انتظامی امور کے متعلق مراسلت اس پتہ پر ہو۔

ہستم اخبار و مصدق لکھنؤ

چندہ

سالانہ

ششماہی

بروز ہند سے سالانہ

مثلاً

نہشتہ کی پیمائش

۲۹۱

نمبر ۹، دو شنبہ - یکم جمادی الثانی ۱۳۵۹ھ مطابق ۸ جولائی ۱۹۴۰ء جلد ۶

سچی باتیں

نیکو سیر ملنے کا نہیں جو ان سطور کی تحریر کے وقت دانشور سے پہلے ہے اس لڑائی کے خاتمہ کا ہے جو مسئلہ سے یکسر مشغول ہو گیا ہے اور ذکر کرنا والا کوئی بیرونی کوئی اجنبی نہیں۔ خاص (خاص) ہو چکی اور پٹانہ کا شور مچا رہا قلم و ماہر فکر راجہ جی ویرنہ۔ صلح کے وقت، ساہوکاروں سے ملنے جنگ عظیم کے شرعیت میں جو کچھ بھی فیاضیاں ظہور میں آئی ہیں اس وقت تک انکا خاتمہ ہو چکا تھا۔ ناختمین کو صرف اس وقت نقصانات کی فہرست یاد رہے اور یہ نہ یاد رہا کہ فرقہ وارانہ رویہ بھی گزری ہے۔ جنگ کا واقعہ ہوا لازمی اور اگر تفریق تھا تو یہی کی مثال قوموں کا اور ان متقابل قوتوں کے اوپر کسی ترکیبی حاکم کے نہ ہونے کا۔ جنگ تو بالکل قدرتی اور انسانی نتیجہ ہے آزاد و خود مختار قوموں کا، جنگی رشتہ چھوٹے ہوں تو قومی دوسے نہ دست ہوں۔ جنگ عظیم اگر اس شکل میں نہیں تو اس کے شکل کسی دوسری شکل میں ہر حال ظاہر ہو کر رہتی جس طرح جس انیس سال کے بعد اسکا چھڑا اور کس زیادہ تباہ کن شکل میں چھڑا۔ یقینی ہے بغیر ملک کوئی سیاسی وحدت اسے روکنے والی اس درمیان میں قائم ہو گئی یا کر دی گئی اشارت مشرقی آفت دی درلہ (ملکت)

فرانس کا فلاں و دنیا پر اس کا فلاں امیر، خون کا پاپا سا ہوا تھا، خطا کسی خاص فرد یا کسی پارٹی کی نہیں، خطا تھی قومیت کو سب کے پچھلے پرے، مقبول و رائج، نظام قومیت کی با اس نظام کی جگہ اسے زمین کے بننے والوں کا ایک ایک کڑی اپنے کو دوسری کڑی سے الگ کرنا شروع کر دیا ہے، ہر ملک دوسرے ملک کو اپنا حریف و رقیب سمجھتا ہے ہر قوم دوسری قوم کے ساتھ مقابلہ و مسابقت کو اپنے لیے باعث فخر سمجھتی ہے۔ ہر خطہ زمین والا چاہیے کہ اسے کہیں اہم، بس قوم راجہ کس قوم سر لینے ہیں قوم دولت کے خزانے زیادہ سے زیادہ سمیٹ سکیں تو قوم! اس جنگ کو چھوڑ دے اس جنگ کیسیجی۔ آج کا حال کل کے نامتی سے کہہ بھی مختلف ہے آج کی انسان سوچوں اور تعلق افراد کی تپیں میں، پھر اس "وطنیت" و "قومیت" کے کوئی اور مزیدہ کار فرما ہے۔ یہی چیز آپ میں بھی محض دوسروں کی، کیا دیکھیں پیدا ہو چکا ہے اور آپ اسے اور زیادہ قوی ہی کرتے جاتے ہیں!

آگ آپ کی بہترین یاد دہی ہے، بغیر ملک آپ کے قابو میں رہے، اور آپ اس کے قابو میں نہ آجائیں، اپنی آپ کا بہترین قیام ہے، جب تک آپ امیر ماکم ہیں اور وہ آپ پر ماکم نہیں، کھانا کھا کھینچے، سووی میں گرمی حاصل کیجیے، پیاس بجھائیے، کپڑے پہنیے، یہ سب کام آپ آگ اور پانی سے روزمرہ جیتے ہیں یا نہیں، لیکن یہی آگ اور پانی جہاں بے قابو ہوئے، کوئی کٹر جوتے اور ڈھانچے میں پھنسا کر رکھتے ہیں، وطن دوستی وطن کے ساتھ محبت تو ایک فطری جذبہ ہے، جو ذات تک اس کے محدود رہیں، اس کو اس اسی درجہ پر رکھے، اس کو اس کی جگہ پر نہ دھکیجے، اور یہی اور ملک کے زندگی بسر کیجیے، لیکن جہاں آپ نے اس کو ماکم چاہا، اسے اپنی زندگی کے نصب العین کی حیثیت سے بلی کر لے لے، اپنی خلافت الٹی کو بول کر اس زمین پر ہستی پر

اقتباس بالا کرنا غلط ہے، اور طر کے ساتھ لکھنے والا کتاب ہے کہ لڑنے جنگ عظیم اس بے نیس پر اپنی کو غیر رسمی پر خون جنگ سوار تھا، یا پڑا تھا

اگر آئے، سمجھ لیجئے کہ اُس دن ایک مذہب ہم میں آئے اپنے انصاف پر مبنی تھا۔
یہ آپ "ہجرت و ہجرت کے لیے ہے" نہ کہ تقلید، اپنا اس کے وقت — دیار
پیدا رہا، اپنی نظری سے کہنا ہے کہ مختلف قوموں کے ادب کوئی اندر نکلتا
نہیں (غیر مل) سب سے میں ہوتی جاوے۔ ہاں زبان میں اس کا نام نقل
ابن یا خونت مذہب ہے۔

فرانس کی شکست

فریخا فریخا شکستہ انتہائی بے جا رہی ہے
کہ جی ہے، لیکن حریت خدا انہیں اُس سے کہیں زیادہ ہے۔
۱۰۔ جون کو تھیلہ پیرس کے وقت اور اُس کی ذبیحہ میں لٹن رہے لگا گیا۔
"خدا فریخا میں کئی تعداد اسلم میں کئی شرکوں اور ملیوں کی
خدا انہیں کئی اسباب پر سے ہماری شکست کے"
ارض پیمان سے ۲۰۔ جون کو بارود سے بیڑی میں لگا گیا فرانس کی
شکست کا ایک سبب اور بڑا سبب خود فرانس کی زبان سے یہ ہے کہ
وہ کوشش کے باوجود میدان جنگ میں اتنے سپاہی نہ لاسکا جو جرمن
مذہبی دل کا توڑا ہو سکتے۔ اگر بعض بیانات کے بموجب میدان جنگ میں
جرمن اور فریخا فوجوں کے درمیان تناسب ۱۰۰ اور ایک کار ہوا۔
اپنی آبدیوں کو خود گھما سنے والے، اپنی نسل اپنے انیسویں قرن والے
انفیس کے نظریات اور اس اسلوب کے تعلیمات پر فخر کرتے رہے،
میں جل و تھمہ یہ دلالت کے لیے انتہائی آلات ایجاد کرنے والے، اب بھی
اپنی آنکھیں اور اپنے کان بند کیے رہیں گے؟
مارشل پیمان کے اسی نظریہ کا ایک اور حصہ میں سننے کے قابل ہے،
"ہم اس جنگ کی شکست بے سبق حاصل کر سکتے ہیں۔
شکستہ کی فتح کے بعد سے تیش کا مذہب اپنا اسکے مذہب پر غالب
آگیا تھا۔ لوگ دیکھتے رہے کہ اپنے کی فکر میں پرگے، انہیں
سے جی چڑانے لگے۔ نتیجہ یہ کہ آج سببوں سے دوچار ہونا پڑا"
اس مشت بہار جنگ میں ہمارے آپ کے ہجرت و ہجرت کے لیے میں کوئی
سبق سیکھ رہے یا نہیں؟

بے علم کی مطلق

"کلام کا مفہوم اُس وقت تک نہیں
ہو سکتا جب تک مطلق اس سے متعلق نہ ہو اور مطلق نام ہے
مخصوص مصلحت کی حرکت کا۔ اس لیے اگر ہم خدا سے کسی کلام کو
منسوب کریں گے، تو اس کے معنی یہ ہیں کہ خدا کے لیے مطلق میں قوم
بڑا کا حساب مطلق کسراوات سے ہے" (کلام اور چون مشق)
اس لیے

"کلام مجید کو میں کلام خداوندی سمجھتا ہوں، نہ الام ربانی
بلکہ ایک انسان کا کلام جانتا ہوں۔"

نتیجہ کو چھوڑیے، صرف اس قدر لال کو سمجھیے۔ وہ یہ ہے کہ ہر مذہب نام ہے
مخصوص مصلحت کی حرکت کا۔ اس لیے خدا کو حکم فرما کر اس کے مصلحت
ادی کا وجود اور اس کے خود اُس کا آدمی جو لازم آتا ہے یا بہت خوب۔

لیکن اس مطلق کو میں تک کیوں محدود کر لیجئے، کیوں نہ یہ کہ مصلحت
ہر مذہب نام ہے، انکو کے مخصوص مصلحت کی حرکت کا۔ اور مصلحت ہر مذہب نام
ہے، ان کے ہر مذہب اور مصلحت کے اثر کا۔ اس لیے خدا کو نبی کر سکتے
ہیں نہ نہیں۔ اور چونکہ ارادہ نتیجہ ہر مذہب انسان کے نظام عصبی کی فعلیت
کا، اس لیے مذہب کو مصلحت اور مذہب کا اسکا مصلحت اور مصلحت مصلحت
وغیرہ ہر مذہب کو مصلحت اور مصلحت کہ زندگی نام ہے، سائنس کی آمد و شد کا اور
قلب کی حرکت کا۔ اس لیے خدا کو مذہب کہنا، اس کے لیے ضروری نہیں ذہن اور مصلحت
تنفس وغیرہ کا تسلیم کرتا ہے اور اس طرح مطلق میں مصلحت مصلحت کا لایہ
آج تک مطلق مصلحت کے مطلق تسلیم کی گئی نہ سب سے ایک ایک کر کے
انکار اسی طرح کیا جا سکتا ہے، اور پھر تمام اطراف مصلحت سے سرشار
مصلحت ہو کر نفس و جہد ہی کب ثابت ہو سکتا ہے؟ مصلحت مصلحت
کا یہ احسان کچھ کم ہے، کہ انکار ابھی تک صرف مصلحت کلام سے کیا گیا ہے!

اسی سال قبل

مصلحت مصلحت سے مطلق انگریزی میں ایک نتیجہ
افسانہ مریم کے عنوان سے ایک انگریزی فینتھم کے نظم سے مصلحت کا لکھا ہوا
مروج ہے اُس میں ایک معلم، شاہجہاں پرکشی ایک مسلمان خاتون کی
زبان سے اُس وقت کی فرنگوں سے متعلق مصلحت میں الفاظ یہ ادھر لکھے ہیں
"اے فریخا کوئی ان دیہ و پیت عوامی کے پاس پہنچے۔ بے
مردوں کے ساتھ کے انکار اور یہی نہیں ہو پانا" (مصلحت)
"کیا تمہیں نہیں معلوم کہ انکا جی اسی میں لگتا ہے کہ غیر مردوں
سے پہنچے ہوتے جائیں، نہ بے جائیں لگائے جائیں، یہ نہیں
غیر مردوں کے ہاتھ انکی کمر میں پڑے ہوں اور خود ہم پر ہونے ہوتے
اسکے آگے اور نصیحتات ہیں، چکا ان مصلحت میں نقل ہونا دشوار ہے۔ اس کے
بند مصلحت بند۔"

یہ تم نے خوب کسی کہ میری لڑکیاں ان سے نہیں! ان کھلم
پھر نے ذہنی فرنگوں سے نہیں! انکے ہر روز مرد ملتا تھا ان کی
کوئی حد و حساب ہی نہیں۔ یہ کیا جائیں کہ غیر مرد کو دیکھ کر سرا
جائے، آنکھیں بھی کر لینا کے کئے ہیں۔ اور پھر انکے ہاتھ سے
ناخن کٹتے، نہریلے ہوتے ہیں، جو میں یہ غیر مرد کے ہاتھ میں ہاتھ
دیتی ہیں، اپنا ذہن و طرف اُس میں منتقل کر دیتی ہیں، اور فرم
مبارک حضرت پر کر رہی ہے۔ اُن سے کچھ لانا ہے تو میں نہ
کہہ کر دو دو توڑ دوں۔ نہ لایا میں ہاڑائی۔ میں تو کسی ہوں
کہ مردوں سے مل لے، لیکن نہ لے تو فرنگوں سے! (مصلحت)

مصلحت مصلحت کے زمانہ کی ہے۔ خیالات وہ ہیں جو فرنگی نظام تمدن و
مطلق سے متعلق اُس وقت مسلمان شریعت زادوں میں پھیلے ہوئے تھے۔

فرنگوں کا میدان اس اسی پچاس سال کی مدت میں کہاں سے
کہاں جا چکا، اور مردہ تمدن اپنی خصوصیات میں کتنا مگے بڑھتا ہوا۔

آدھر ہم اسکی مرغوبیت کا شکار کس درجہ ہوتے گئے!
میرا لہو بھی خوب ہے تیری مٹا کے بند!

مجیب قدر دانی "ہم آج سخت طاؤس اور فدا داس

نجوم کی خرافات

”کراچی سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ وہاں سول ہسپتال کے ایک ڈاکٹر پر عبداللہ سے کسی جو قتل کے واقعہ کا تعلق ثابت ہوا۔ ایک مسلم بونہے، کاکا ایک تم پر سخت مصائب نازل ہوں گی۔ اس دوران میں تم پاگل ہو جاؤ گے۔ اور اسکے بعد ملازمت سے برکت کر دیے جاؤ گے۔“ ڈاکٹر صاحب

لطف و تفریح کے سبق

زمانی طویل مابین کا یہ ایک قابل التماس ہے کہ تو جس جہت لطف و تفریح کی زیادتیوں میں مبتلا ہو جاتی ہیں یا ان کے لطف و تفریح کے مشاغل ان کی زندگی میں ذہنی ملا جلتوں سے کوئی صحت اور ربط قائم نہیں رکھ سکتے تو دلیرانہ اور جوشیہ ایک آرزو شہادت اعلیٰ بیان نے اپنی عالیہ نشری تفریبیں فراموش کی طرانی کے

ہر نے کے اسباب بیان کرنا

یہ فراموش کی ہے۔ تفریح کے بعد سے لطف

تفریح کا جذبہ قرانی کے جذبہ

پر غالب آگیا اور اشتیاق

نے جتنا افسوس دیا جانا تھا

اس سے زیادہ کا طالب

کیا اور جو جسے اپنے

کو بچانے رکھنے کی

کوشش کی (۱۱۱)

و اب قلیات

جو مدارس میں ابے

”لطف و تفریح کے

مشاغل کو بچھانے کے

درپے ہو گئے ہیں، جن

سے دائمی اور صحیح

معاہدہ خیر برپا ہوا

ہیں۔“

”اچھا، حکومت تعلیم،

بے پردگی کی حوصلہ

افزائی، مذہبی اور

اخلاقی تعلیم سے

ناپردہائی، سب

ایسے ہی مشاغل ہیں

تمام سرکاری اور

صدق خزانوں سے

دفتر صدق سے پھر اخلاط پر اخلاط آ رہی ہے، نوش پر نوش پونچھ، ہے نہیں اک پرچہ کی ایات کی زبانی توحش سے باہر ہو چلی ہے، اور کوئی صورت آمد و خرچ میں نظاہر کی نہیں! اکثر اصحاب کو سلام ہوگا کہ دوسرے اختیارات و مسائل کے برخلاف صدق کے ایات کا بار دیکھ کر ذات پر نہیں بلکہ مسلم کی حسیب پر ہے۔ اور ظاہر ہے کہ ان کی زیر بار ہی کب تک گوارا کی جا سکتی ہے؟

بہشتی کے ایک مخلص نے بہت عرصہ ہوا مسند پر ایسا کہ خوار ہو گیا، وہ پیر فی کس کے حسابے چند صدق خزانوں کے درمیان تقسیم ہو جانے سے جو بڑا اسرار پرست ہے۔ اس پر عمل کی بہت اس وقت تو بالکل خیر ہوئی تھی اور اب بھی دل پر چکھا ہی رہا ہے۔ دلی کے ایک مخلص کی طرف سے بھی پچھلے سال اسی قسم کی تحریک ہوئی تھی۔ اب مجبوراً اس کا بھی تجربہ کرنا پڑا ہے۔ صدق خزانوں کی جماعت میں اگر چند حضرات بھی ایسے نکل آئیں جو چارہ و پیازانہ کے سودے کو پچیس روپیہ میں خرید کر، تو ان شاندار سالانہ خزانہ کا پیر پر اور ہوا جائیگا۔ چنانچہ اس سلسلہ میں سب سے پہلا نام ذہیر صدق خود اپنا پیش کرنا ہے اور ایک حصہ ششہ کا خرید کر اپنے دوسرے کرم خزانوں اور قریہ افراد کے اساتذہ کرام میں تقسیم کر دینے ہیں گے۔ لیکن یہ خیال رہے کہ دفتر کی مزدورین فوری ہیں اس لیے تجارت ہر حال ضروری ہے۔ حج کا ایک حصہ کل کے دو حصوں کے برابر ہوگا۔

مسلم صاحب کا اسرار عزمہ ہمارے اجماعی اشتہارات کے قبول کرنے کے لیے ہے۔ اس عزمہ میں بار بار دلی تاجروں نے خرچ اشتہارات درج کرنا کیا۔ جواب ہمیشہ یہی گیا کہ جہاں سرے سے گنجائش ہی اشتہار کی نہیں، خرچ کا کیا سوال ہے۔ اب پہلی بار اس مسئلہ دلی کو توڑ کر اجازت دینی چاہتی ہے کہ ایسے اشتہارات جو غلط شریعت و اخلاق متذیب نہ ہوں، اجماع پر قبول کیے جا سکتے ہیں۔ ظاہر ہے اشتہارات اگر قبول ہو گئے تو حصہ دہندگان جو بڑی ہی مختصر تعداد میں مختصر ہو کر رہیں گے۔ لیکن یہ چوکی بقا و نیست کی خاطر تلخ گھونٹ بھی ٹپکنے سے انکارنا ہی چاہیے۔

اس پر دلی سے اس قدر پریشان ہوئے کہ ان کی نیند اڑ گئی۔ اور رفتہ رفتہ یہ پریشانی جنوں کے درجہ پر پہنچ گئی۔

آخر ایک روز وحشت کا امیسا دورہ ہوا کہ

انہوں نے خود کشتی کر لی۔

ان کی حسیب سے جو

چشمی نکلی ہے اس میں

انہوں نے سات طو

ہد لکھ دیا ہے کہ میں پاگل

ہوں اور ملازمت سے

برطرفی پر خود کشی کو

ترجیح دیتا ہوں۔“

واقعہ اگر عجیب ہے تو

نیا اور انوکھا نہیں۔ خدا

جانے کتنے اچھے غلام

ہوش و حواس والے

پڑے گئے، ہر سال میں

خوبیوں، جوتیوں، تانوں

کے کتنے نئے ہیں، آگیا

ہوئے رنجے ہیں، بیمار

پڑتے رہتے ہیں، یہاں

کب کہ اپنے ہاتھ سے نچا

گلا کاٹ کاٹ کر کھتے ہیں

مسلم صاحب گھنٹوں سے ہاتھ پر دم دہانی (اپنے زمانہ کے مشہور روزنامہ ہندو کے ایڈیٹر) ایسے قاتل و خزانہ کو دوسروں کو سیدھی راہ پر چلا دیں، لیکن یہ اپنا وقت باریا تو ایک جگہ ان جو قتل کے کسے ہیں سمجھتے۔ اس نے کہا غلام زمانہ، غلام زمانہ، تمہاری زندگی کے حق میں بہت بڑا ہے۔ ہنگامی سننے ہی مرحوم پر وحشت سی طاری ہو گئی۔ بتلائے ہوئے وقت کے انتظار میں رہنے لگے۔ اور وقت آتے ہی ایسے بیمار پڑے کہ ہرگز اٹھے۔ اور دیکھے تھوڑے گوارا گئے۔ نہایت شگونی کی، اگر انہوں نے اسے جو دہن کے

نئی کتابیں

(۱) تعقیبات - حصہ اول - از مولانا سید ابوالاعلیٰ صاحب مودودی
 صفحات ۳۵۲ صفحے - تقطیع ۲۰ x ۲۶ قیمت پیر محلہ دار - پتہ
 دفتر رسالہ ترجمان القرآن - مبارک پارک - لاہور
 صاحب "ترجمان القرآن" مولانا ابوالاعلیٰ صاحب کا شمار
 ناظرین صدق سے گرا ناغصیل حاصل ہے۔ انکی دقت نظر، لکھنے سبھی بہترین
 خدمات دین کا ذکر ان صفحات میں بار بار آچکا ہے۔ پیش نظر رسالہ ان کے
 ۳۴ مضامین کا مجموعہ ہے جو اہم دینی عنوانات پر انکے ماہنامہ میں قریب
 نو سو نکلے دیے ہیں۔ عنوانات اس قسم کے ہیں:-

- (۱) ہدایت و خلافت کا راز
- (۲) جہاد فی سبیل اللہ
- (۳) آزادی کا اسلامی تصور
- (۴) ایمان بالرسالت
- (۵) قرآن اور سنت رسول
- (۶) نزول عذاب الہی کا قانون

ان دینیات پر مزید معنی کے بہت ہی سرسری و ناقص اندازہ کے لیے ذیل کا
 اقتباس، مسنون جہاد فی سبیل اللہ سے ملتا ہے:-

"عمرنا لفظ جہاد کا ترجمہ انگریزی زبان میں (جولی وار) مقدس
 جنگ کیا جاتا ہے۔ اور اسکی تشریح و تفسیر مدت دراز سے کچھ
 اس انداز میں کی جاتی رہی ہے کہ اب یہ لفظ "جوش جنوں" کا
 ہم معنی ہو کر رہ گیا ہے۔ اسکو سننے ہی آدمی کی آنکھوں میں کچھ
 اس طرح کا نقشہ پھولنے لگتا ہے کہ اہی دیو انوں کا ایک
 گروہ جنگی تلواریں ہاتھ میں لے کر دھواں مچھانے، غوغا مچانے
 آنکھوں کے ساتھ اللہ اکبر کے نعرے لگاتا ہوا چلا آ رہا ہے۔ جہاں
 کسی کا فرقہ پانہ ہے، پکڑ لیتا ہے، اور تلوار اس کی گردن پر رکھ کر
 کہتا ہے کہ بول لا الہ الا اللہ، ورنہ ابھی سرق سے بھاگ کر دیا جاتا
 ہے۔۔۔۔۔ لفظ یہ ہے کہ اس تصویر کے بنا لئے والے ہمارے

وہ ہر بان میں جو خود کوئی صدیوں سے انتہا درجہ کی غیر مقدس
 جنگ میں مشغول ہیں۔ انکی اپنی تصویر یہ ہے کہ وہ است اور
 اقتدار کے بھوکے، ہر جسم کے اسلحہ سے مسلح ہو کر قزاقوں کی طرح
 ساری دنیا پر چل پڑے ہیں، اور ہر طرف تجارت کی منڈیاں
 خام پیداوار، کے ذخیرے، نوآبادیوں بسانے کے قابل
 زمینیں، اور معدنیات کی کانیں ڈھونڈتے پھرتے ہیں،
 تاکہ اپنی حرص کی کمی نہ بچنے والی آگ کے لیے انہیں فراہم
 کریں۔ انکی جنگ خدا کی راہ میں نہیں، بلکہ پیٹ کی راہ میں ہے۔

جس اور نفیس آواز کی راہ میں ہے۔ (دوسرا)

لیکن حقیقت یہ ہے کہ ہر سب عوامانہ سے نیز اقتصادات سے مباحث کتاب

کی نہ جا سبب کا ارادہ ہو سکتا ہے نہ عین و معنی کا۔ کتاب عشر باعز کے
 ذہریلے اثرات کے حق میں بہترین تریاق ہے۔ اور آج اسلام کے اہم ترین
 مسائل کے باب میں دیر دینی اور اندرونی دونوں قسم کے در اندازوں نے،
 تردد و اضطراب کی جہ نفا پھیلا رکھی ہے، اس سب کا جان اور نفاہیت
 شخصی بخش مل ان صفحات کے اندر موجود ہے۔ اللہ نے دور حاضر کے فلسفہ
 کے باب میں ابوالاعلیٰ صاحب کا سینہ خاص طور پر کھول دیا ہے اور بکھڑو
 گرد کے حق میں انکے قلم کی ایک ایک سطر آب حیات ہے۔ آئندہ مورخ
 جب کبھی اسلامی علم کلام کی مفصل تاریخ لکھے گا، تو کلاسیات ابوالاعلیٰ کو
 یقیناً اس میں ایک ممتاز ذرا علی مقام ملے گا۔ اتنی گرا لکھ کتاب کی قیمت
 کل ڈیڑھ روپیہ، یا بالکل مفت ہے۔ کاغذ ترجمہ ہو کر یورپ بھی یہ کتاب
 پہنچ سکتی!

(۲) تاریخ ادب اردو - مرتبہ ادارہ ادبیات اردو - ۱۶۵ صفحے
 قیمت پیر پتہ، سب رس کتاب گھر، رفعت منزل - خیریت آباد -
 حیدرآباد دکن -

"تاریخ ادب اردو" پر جس مفصل و محققانہ کتاب ہوئی چاہیے،
 وہ تو اب تک نہیں ہو سکی ہے، تاہم دو چار مختصر و محدود کتبیں اس باب
 میں چھپ چکی ہیں، اپنی اپنی جگہ قیمت ہیں۔ اسی سلسلہ کی ایک کڑی پیش نظر
 رسالہ بھی ہے۔ طلبہ کی ضروریات کو سامنے رکھ کر لکھا گیا ہے، اور اسی مقصد
 کے لحاظ سے کامیا ہے۔

کتاب میں حصوں میں تقسیم ہے۔ حصہ اول، زبان اردو کی تاریخ اور ادب
 اردو کے آغاز ہے۔ حصہ دوم میں دہلی، دکن، لکھنؤ اور پھر دہلی کے ادبی
 مرکزوں کی مختصر تاریخ آگئی ہے۔ حصہ سوم، دور جدید سے متعلق ہے، اور
 اسی میں اردو صحافت پر بھی تبصرہ ہو گیا ہے۔ دکن کی ادبی کوششوں کا
 ذکر قدرۃ ذرا زیادہ تفصیل کے ساتھ آیا ہے، باقی دہلی، لکھنؤ، وغیرہ کا تذکرہ
 میں اختصار کی ان حدود و قیود کے اندر تشنہ نہیں رہنے چاہیے۔ زرد
 مصنفین کے کارناموں سے البتہ اسکے صفحات خالی ہیں۔

(۳) صراطِ احمدیہ - جلد اول - از مولوی شاہ محمد الیاس برنی صاحب
 الم - ۱۰۱ - صفحات ۳۵۲ صفحے - تقطیع ۲۰ x ۲۶ قیمت دار
 پتہ، کمال احمد فاروقی صاحب - بیت السلام - سب ۶ آباد -
 حیدرآباد دکن -

برنی صاحب کا یہ وہ مشہور سفر نامہ حجاز و عراق و شام ہے، جو آج
 بار آج سے ۱۲-۱۳ سال قبل شائع ہوا تھا۔ اور اس پرست مفصل تبصرہ بھی اسی
 زمانہ میں آج میں نکل چکا ہے۔ اب مولف کی نظر ثانی، ترمیم اور اضافوں کے بعد
 دوسرا شائع ہوا ہے۔ آخر میں ۳۶ صفحے کا مفصل منہ "تعمہ حجاز و عرب" کے
 کے عنوان سے (مولف اور انکے تینوں رفیقوں کی سرگزشت حیات) بالکل نیا

نئی کتابوں کے پختہ رہے، بہتر سے، اور ناظرین و مصنفین کی طرف سے قدرۃ
 تبصرہ کی عادی ہو رہی تھی۔ دوسرے مضمین، روک کر مجاہد علیہ کائناتوں کو پناہ دینا
 اب کچھ لٹ و خیر و قریب ختم کے آگیا ہے۔ ان شاء اللہ ایک بار دو قصوں کے بعد
 کئی نئے پیر و بابو، یاد و خیال کے پیر و بابو، ان بیانات و مضامین کے لیے جگہ

نہایت

سبب آخرمند ہے کس خبر کا؟ سوال یہاں مولانا کے سیاسی خیالات و اجتہادات کا مطلق نہیں اسرت اسکا ہے، اگر آخرش تک نوازوں کی بھی کوئی حد ہے؟

والہین کی ذمہ داری

”ہو فیئر...“ تیج بین ایک خاص قابلیت کے مالک ہیں۔ لیکن ہمارے ملک کی یہ المیہ کہ جس سے کہ ہمارے اندر جو لوگ قابلیت حاصل کر لیتے ہیں وہ پھر اس زبان اس قریب اور اس معاشرت کو قبول نہ کرتے ہیں جسے انہوں نے اپنی مادہ کے آخر میں اپنا کیا ہے۔ پھر لوگ انگریزوں کے سوا کسی زبان میں لکھتے ہیں، اردو ہی لکھتے ہیں۔ ہر فیئر، بھی ہمارے، ہر فیئر کا ایک قوت نہیں سمجھوں نے صاحب ہمارے زبان میں کتاب لکھی تھی۔ یہ ان کے لیے کہہ رہا تھا... صاحب نے اس ترجمہ کر کے اردو زبان میں لکھ کر دیا۔

ذو صدق نوازوں کے عطیے

ذات مسرت کے ساتھ اعلان کیا جاتا ہے کہ ذی شہادت میں صدق نوازوں سے صدق کے لیے جہاں کی بھی تھی اس کو ایک کے نہیں صدق کے محتاج ہیں۔ محمد وسید مرتضیٰ علی صاحب قلم اور جناب محمد وسید مسعود انجمن... (شاہجہاں پور) نے ہشتادویں فروری اور ۲۵/۲۵ روپیہ کا ایک حصہ ہر دو حضرات نے خرید فرمایا۔ اگر دیگر صدق نوازوں نے اسی طرح اپنی ذمہ داری ادا کرنا چاہا تو ان شاء اللہ بہت عمدہ صدق کی حالت سنبھل جائیگی۔

”جو“ اور چاہد کے ”مساہتا“ نہیں سے لاکھ کی آشتی ہو اور بیچ بچوں عزیزوں سے چھڑا، ہمارے داری تا ستر پٹہ ”زنوں“ کے سپرد ہو گئی۔ ”صاحب کی قلب کی آگ خود صاحب ہی کے چہیتوں سے کیسی سرد ہو چکر رہی ہے۔ ایک شرک نواز دلا نا

تصویر فیض خاصیت پر جو گرفت کی گئی ہے، لیکن تصور اس میں زیادہ نوازوں کو اس شائستگی جو اپنی زبان میں دیکھتے ہیں، البتہ اصل ذمہ داری ان کے والدین پر ہے جو شرف سے حاصل ہی کیا کہ جیسے ہیں کہ وہ اپنی زبان اپنا قریب اپنی معاشرت سب کو قبول کر رہے ہیں۔ ان کے لیے ہی انہیں مان کا آخرش نصیب

ہی کب جوتا ہے جسے وہ آگے چل کر بھلا نہیں دے گا۔ اگر جزا آتا، تسلیم ہی سرکار نے! آنکھ کھلی، تو لا جاتی قسم کی برسے کو دیتے۔ ذرا بے اور بڑے لوگوں کے سپرد ہو گئے۔ اور بڑے پر سے تو اشن، ہیرا، وغیرہ کے اسکول میں داخلہ کے لیے لندن بھیج دیے گئے۔ یا اگر ہندوستان ہی میں رہے، تو انگریزی، وضع و لباس کے ساتھ، انگریزی ادب و معاشرت کے ساتھ کسی اور بین اسکول، بلکہ اسکے بورڈ میں داخل کر دیے گئے۔ یہاں اذان کی آواز تک کا فون میں نہ پڑ سکے۔ پھر بالغ ہونے پر جو صحیح سیرا بن کر نکلتے، انکی تشریح کی جلتے۔ (ان حالات میں تو انہیں سر اسرا بنی ہو جانا چاہیے اپنے بدن، اپنے مزاج، اپنی معاشرت سے۔ معاشرتی مہمت مناسب؟ کچھ اپنی چیزوں سے باقی رہ جاتی ہے، حیرت اسی ہے۔

”حرم سے میری تمنا رہی، اگر حضرت مولانا شیخ الحدیث کی یادگار چاندیہ دہلی میں قائم ہوئی چاہیے اور وہ احباب ہر ملک ہندو، یا دہلی و ملک دہلی یا اجیار ملک (الہ آباد) میں ہوئے۔ (مولانا سندھی) ملک دہلی، جس کا شور و غلبہ اتنے روزے سننے میں آ رہا تھا، آخر اس فن کی شرح میں خود صاحب فن کی زبان سے ہو کر رہی، اگر وہ عزادار ہے، ملک دہلی یا ملک ہند کے، اور غلبہ اس کے امیا کا لاوا چلیا، و سنی اس سے ملک ہند یا ملک دہلی کے امیا کے مراد ہو گئے، اگر انہیں ہی ملن اور ہندوستان کے ملک و فلسفہ کی اشاعت ہے، اور غلبہ اور غلبہ اس کے لیے دلی اند دہلی کو ٹھہرایا گیا ہے۔ اور ایسا آخر ہوتا ہی آیا ہے۔ شاعروں نے بار بار یہ کہا ہے۔

قصایف جناب میر صدق

جن میں سے ہر کتاب انہی جو امرات کا خزانہ ہے۔ اگر آپ نے ایک ملاحظہ کی ہوں تو اب شکلا بیچنے کا پتہ:۔۔۔ بیچو، انہیں، اعظم گڑھ۔

سالہ اگر تحریک و غلبہ ہی تک، تو غلبہ ہے۔ لیکن خدا کے لیے مولانا کی تحریروں کو ذرا غور و تامل سے پڑھا جائے۔ آخر یہ کیا بات ہے، کہ موصوفات تحریک کچھ ہیں، کسی نہ کسی نہج سے دعوت شرک تو ان کے ملک و فلسفہ کی سرور ہی ملے گی؟ تو یہ انت فلا سفی کی غلبہ کا کہ تو مولانا علانیہ پڑھتے ہیں! فی کہیں مدح لیلیٰ یا انیس کی، کہیں روپیوں کی، کہیں لکھ انیس کی، اور کہیں بدینہ قرآن کی، اس وقت مدح پر ذکر لیتا کہیں، اتھوڑا، کہیں اندر پرست کا، کہیں ردا کا، کہیں بائبل کا، اور کہیں حد درجہ اذیت کا، یا کچھ اور کچھ۔

(بقیہ صفحہ ۳)

ہیٹ کی اہمیت

"خوش قسمتی سے اب یہ خیال مٹا جا رہا ہے کہ دھوپ میں نکلنے سے لو لگ جاتی ہے۔ اب اس کا تجربہ ہوتا جاتا ہے کہ موسم گرما میں سپاہیوں کے کنارے رکھنے اور لو کے پچانے کا یہ طریقہ نہیں کہ انھیں بارکوں میں فوجی دن سے پانچ بجے شام تک بند رکھا جائے، یا صبح سے شام تک سردی کے بڑی بڑی ٹکڑوں سے چھپائے رکھا جائے۔ بلکہ سپاہی دن بھر باہر رہ کر بھی معمولی محنت مشقت میں بسر کر سکتے ہیں بشرطیکہ معمولی تدابیر صحت پر عمل آئے۔" (اسٹیشنر - ۲۸ جون ۱۹۴۰ء)

انتخاب فوجی طبی کمیٹی کی ایک نادر رپورٹ کا ہے۔ — نتیجہ یہ ہے کہ ہیٹ کی اہمیت کے خلاف خود "صاحب" کی زبان "کلمہ" و "ذات" "صاحب" سے بڑھ کر صاحب زودوں کی زبان پر ہیٹ کے درجہ کی حب سے بڑی دلیل بھی رہتی تھی کہ یہ گرمی میں "بندوستان بندہ ملک" میں صحت کے لیے بہت ہی ضروری ہے اور صحت صرف سردیوں سے انگریزوں ہی کی نہیں، خود ان کے "کلمہ" کے لیے بھی ایک بڑا دوا ہیٹ کی صحت سے ہے۔ نادانانہ "کلمہ" اور بعد بھی زندگی بھول گئے سے بچے۔

گاندھی جی اور زکوٰۃ

"ہرچیز میں ایک سوال کے جواب میں کہ ہندوستان میں گاندھی جی کا انتظام کیا جانا چاہیے، گاندھی جی اس کا مل یہ لکھتے ہیں:-

"عوام کی مالی حالت میں مساوات پیدا کیا جائے۔ موجود وقت میں جو اونچ نیچ ہے اس کا ایک بھاری سوشل ریلی کی صورت میں مقابلہ کیا جانا چاہیے۔ کسی زندہ سوشلسٹ میں چند آدمیوں کے پاس سرمایہ اکٹھا ہو جانا اور لاکھوں کا بیکار ہونا ایک عظیم گناہ باہر من ہے۔ جس کا علاج لازمی طور پر ہونا چاہیے۔"

پہنبر علیہ السلام سے زکوٰۃ کے متعلق استفسار کیا گیا تو حضور نے فرمایا کہ یہ اس لیے ہے کہ آپس میں لیکر خریدیں کو دی جائے۔" (اکنہ ریلے سرمایہ کے ایک محدود حلقہ میں جمع ہو جانے کے متعلق قرآن حکیم کا یہ فیصلہ ہے کہ والذین یکرہون الذہب والفضہ ولا یفتقون فی سبیل اللہ فبشریم بئذنا پ الیم (یعنی جو لوگ سونے اور چاندی کو خدا کی راہ میں خرچ کرنے سے بچا رہے۔ جمع کر رکھتے ہیں ان کو خدا کا عذاب کا پیام دے دے) دولت کے مجمع معرفت کے متعلق قرآن حکیم کی تجویز یہ ہے کہ یہ فوجی اور غیر فوجی تمام لوگوں میں صرف ہونا چاہیے (ملاحظہ ہو صفحہ ۲۷ کا لم ۲)

اور جو لوگ کفر کر رہے ہیں اور ہرگز خیال نہ کریں کہ ہمارا انکو مہلت دینا انکی لیے بھروسہ ہم انکو صرف اس لیے مہلت دے رہے ہیں کہ انکو جرم میں ترقی ہو جائے۔ اور انکی لیے عذاب ہے ذیل کو سننے والا۔

اور اللہ ایمان والوں کو اس حالت پر چھوڑے۔ لکھا نہیں پاتا جس پر دنیا کی ہرچیز حب تک اللہ نے کر کے انکی کو ایک سے۔ اور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا ہے کہ تم کو اللہ کی کتاب سے لے کر اللہ کے دینے والوں میں سے جس کو چاہے۔ دینا لاؤ اللہ نے اور ان کے رسولوں پر اور اللہ نے ایمان والوں اور تم کو (مختار کرو) تو تمہارا سلسلہ ہے اور غنیم۔

اور ہرگز خیال نہ کریں کہ لوگ جو چاہتے ہیں اس کے لیے کہہ رہے ہیں جو اللہ نے اپنے فضل سے انھیں دے رکھا ہے۔ انکی حق میں کچھ اچھا ہے۔ بلکہ ان کے حق میں ہیٹ ہی ہے۔ انھیں قیامت کے دن حق پہنایا جائیگا اس مال کا جس میں انھوں نے بھی کیا تھا۔ اللہ ہی کا اجر ہے۔ انکی آسمان دہیز۔ اور اللہ کو جو کچھ چاہے کرے۔

- ۱۔ لا سمیعہ الذین یخفون با
- ۲۔ اللہ اللہ سے فضل ہو فی
- ۳۔ ہماری ہر شے تم سے ملے تو
- ۴۔ اسکو دینا ہم اہمیت دے
- ۵۔ بندہ میراث اللہ سے ملے تو
- ۶۔ داندہ با قلمون غیر۔
- ۷۔ اللہ کو جو طریقہ اللہ انکی ارادہ کنی اور شہینا
- ۸۔ اللہ اور اسلام کے دشمن ہیں خود (ملاحظہ فرمادہ) حقیر
- ۹۔ اللہ (ایک آئے آپ ہی نقصان میں رہیں گے)
- ۱۰۔ اللہ (اور دینا) عمر و مہلت کے ساتھ ساتھ
- ۱۱۔ اللہ یعنی مومنین و منافقین لے لے لے
- ۱۲۔ اللہ (طرح طرح کے اسماء اور آزمائشوں کے ذریعے)
- ۱۳۔ اللہ یعنی ایسی بھی ہوئی چیزیں پر شک ہے کہ ان میں کون کون ہے۔
- ۱۴۔ اللہ (اے اللہ) اللہ یہ منافقین کے جواب میں ہے جو کہتے تھے کہ اگر یہ سچ ہے پھر میں تو پہلے بتلاؤ دین انکے کون کون منافق ہے۔
- ۱۵۔ اللہ (بعض امور غیبیہ کی اطلاع کیلئے)
- ۱۶۔ اللہ (اپنے معائنہ و حکم کے اعتبار سے)
- ۱۷۔ اللہ یہاں بھی حکم ایمان لانے کا نام ہوں (بیشک حقا) ہے۔ اس آیت کی تفسیر کسی اور مذہب میں کیگی؟
- ۱۸۔ اللہ (صرف اللہ کے حق پر) اللہ میں ان کا شیوہ نہیں۔
- ۱۹۔ اللہ (سانپ) شل ہیں
- ۲۰۔ اللہ (اور وہی سب اللہ ہی) وہ لوگ جو حقیقت پر کسی کے ان میں کہہ رہے ہیں۔
- ۲۱۔ اللہ (ایک غلام کا) تمام قدم قدم پر۔

ایک حیا سوزو با

کچھ عرصہ سے لاہور کے مغرب زدہ اصحاب اپنی تعلیم یافتہ نوجوان بہنوں اور بیٹیوں کو چاہا کہ میں جو اسے کاشیوں کی ترقی کر رہا ہے۔ اپنی روشن خیالی کے پیش میں یہ لوگ، آرٹ اور وسیع کے نام پر سائنس اور کلب قائم کرتے ہیں۔ ان کے اہل علم ہلے منعقد ہوتے ہیں جن میں اعلیٰ گھرانوں کی دو تینیاں اپنا کپڑا دکھاتی اور گانا سناتی ہیں۔ ان طلبوں میں ہر قسم کا نام کٹ کے سہولتی دیا گیا ہے کہ وہ شرم کے شرمک ہو سکتا ہے۔ کالجوں کے نوجوان طالب اور طالبات تعزیر ہند مرد اور عورتوں اور ان کے ملازم اور بہت و اعلیٰ "تعمیرات کے افراد" ان تعلیمات میں جاتے ہیں اور وہاں سے جو خیالات و جذبات لے کر آتے ہیں وہ محتاج بیان نہیں۔ چند ماہ ہونے لالہ لاجپت رائے ہال میں چند روشن خیالوں نے ایک اسی قسم کے جلسہ منعقد کے انعقاد کا انتظام کیا اور اس کا خوب اشتہار دیا لیکن تین وقت پر بعض ہندو نوجوانوں کے زبردست مظاہرہ کی وجہ سے جلسہ ملتوی کرنا پڑا۔ اس کے بعد کچھ عرصہ سکون رہا۔ اب معلوم ہوا ہے کہ ان لوگوں نے ۲۶ جون کو کوآئی ایم۔ سی ہال میں اس قسم کا جلسہ منعقد کر دیا۔ جس میں تین ہندو لڑکیاں تھیں۔ متعدد ہندو لڑکیوں نے گانا گایا۔ ایک مسلمان کولانی والی فلم ایکٹریس نے بھی اپنا گانا دکھایا۔ (انٹرنیٹ آف ایس۔ ایچ۔)

افسوس ہم مغرب زدہ اصحاب کے اس غیرت کش شوق کو ایک حیا سوز اخلاقی دیکھنے کے لیے مجبور ہیں۔ صحیح الجہال ہندو مسلمان بزرگوں کو اس کے اسناد کی طرف فوراً متوجہ ہونا چاہیے۔ ورنہ ہر من بہت جلد لا علاج اور ناقابل استعاد ہو جائیگا۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ ابھی تک یہ لوگ صرف روشن خیال شریف ہندو گھرانوں ہی کی لڑکیوں کو سچاوتے میں کا سیاب ہے۔ لیکن واضح ہے کہ اس وبا کے اثرات سے مسلمانوں کے "روشن خیال" گھرانے بھی ہمدردی طرح محفوظ نہیں بلکہ ان میں اس وبا کے پھیلنے کے زبردست امکانات موجود ہیں اور اسلامی تہذیب و شرافت کے لیے یہ بات بہت زیادہ ناقابل برداشت اور نقصان رساں ہوگی۔ اس لیے مسلمانوں پر اس وبا کے اسناد کا فرمن سب سے پہلے اور سب سے زیادہ فائدہ مند ہونا ہے۔ (پہلا صفحہ)

(بقیہ صفحہ ۵)

کیلا کون دہشتہ بین الاقوامی سنگم (ناک تھامس) چند سراہ دار اور امرای کے بیچ میں نہ گھسنی رہے) گاندھی جی نے گدائی کے اسناد کا ہنس بخور کر ہے وہ بالکل صحیح ہے اور وہ وہی شخص ہے جو اب سے تیرہ سو سال پہلے خدا کے بزرگ دہتر نے اپنے پیغمبر کی معرفت نوع انسان کو دیا تھا۔ جس قوم نے حیا میں اس پر عمل کیا فائدہ اٹھایا۔ (دوسرا صفحہ)

دشمن ایمان نگار

(۱)

کیا ہندوستان میں ایک ایسا شخص ہو جسے "جو نگار" کے ایڈیٹر نیاز فتح پوری نے مسلمان مجتہدین کو مل کر مسلمانوں کے سنت و عین میں ایک بنارس کے کوئی ایسا شخص نہیں چھوڑی۔ سبکی بنایا ہم اسے مسلمان سمجھ سکیں دلائل پر مبنی نہ ہو۔ (صفحہ ۱۶۰)

"کلام مجید کو یہ کلام خداوند سمجھنا ہوں، انعام ربانی بلکہ ایک انسان کا کلام ماننا ہوں اور اس مسئلہ پر اس نے نہیں کوئی رائے دیکر بچا ہوں"

اسی مضمون میں ایک جگہ یہ شخص لکھتا ہے کہ قرآن مجید میں ان کے جو شخصے "نہ" وہ مغربی نہیں کہ صحیح ہوں۔ وہ بزرگ آج بھی حیثیت نہیں رکھتے کہ بعض نئے گمانیاں عوام کی زبان پر لگیں۔ جن کو وہ اللہ نے کھلی بصیرت کے لیے بیان کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی شاہ مسلمانوں پر اسان رکھنے کے لیے یہ بھی لکھ دیا ہے کہ

"میں رسول اللہ کو جسے ہندو اخلاقی انسان سمجھتا ہوں اور

یقین رکھتا ہوں کہ وہ کبھی جھوٹ بیٹا ہوا نہیں گئے تھے" یعنی اسلام اور ایمان کے علاوہ شیعہ و خرد میں اس شخص سے گناہ نہیں ہو سکتا۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اہل اخلاق اور سچا انسان کہتا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی قرآن کو اللہ کا کلام نہیں بلکہ رسول اللہ کی تعریف بنانا ہے۔ حالانکہ مارا قرآن اور نصیحتات و دعاوی سے بھر ا ہوا ہے کہ یہ کلام اللہ کا ہے۔ کسی ہندو کا نہیں۔

گویا نیاز فتح پوری کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک اہل اخلاق اور سچے انسان ہونے کے باوجود بقول تمدن

(خاکم ہدین) اتنا بڑا تاریخی اور بے شان جھوٹ ہونے کے ساتھ قرآن کو اپنی طرف سے گڑبگڑ کر اللہ تعالیٰ کی جانب منسوب کر دیا۔

نیاز کا یہ قول دیکھ کر بے اختیار اس کے بزرگ "ابو جہل" اور "ابوسب" یاد آ گئے۔ جنہوں نے بالکل ہی کیا تھا جو آج اس کا جانشین کہہ رہا ہے۔ جاہلیت قادیانہ کے ان دو علمبرداروں نے کہا تھا کہ محمدؐ کا شبہ پانی اور امین ہیں۔ لیکن قرآن خدا کا کلام نہیں، محمدؐ نہ تو خدا (اللہ) پر انفریاء نہ رہے ہیں۔

جاہلیت جدید کا یہ فرد بھی جینہ ہی کہہ لے گا (انقلاب)

(۲)

نگار (کھنڈ) کے ایڈیٹر نیاز فتح پوری کو اپنی گمراہی و عقیدے کے لیے خاص امتیاز حاصل ہے۔ اب ان کے متعلق حضرت سائیک نے اکتشاف فرمایا ہے کہ وہ قرآن کو اللہ کا نہیں بلکہ انسان کا کلام مانتے ہیں۔ مسلمان اللہ انسان شکل میں کیسے کہے گئے ہندو افراد ہیں۔ اس پر ایک شرورگینا لکھتا ہے کلام حق کو جو قرآن ہے سمجھتے ہیں خود وہ ان دعاں اس کو دیکھتے ہیں (زمیندار)

وَاللّٰهُ يَجْعَلُ الْفَقْدَ وَمَقَاتِلَ بِهِ (اور یہی اس کے کراہ اور جس نے اس کو سچا امامی لوہ پر ہونگا۔ میں)۔

ایڈیٹر: عبد الماجد

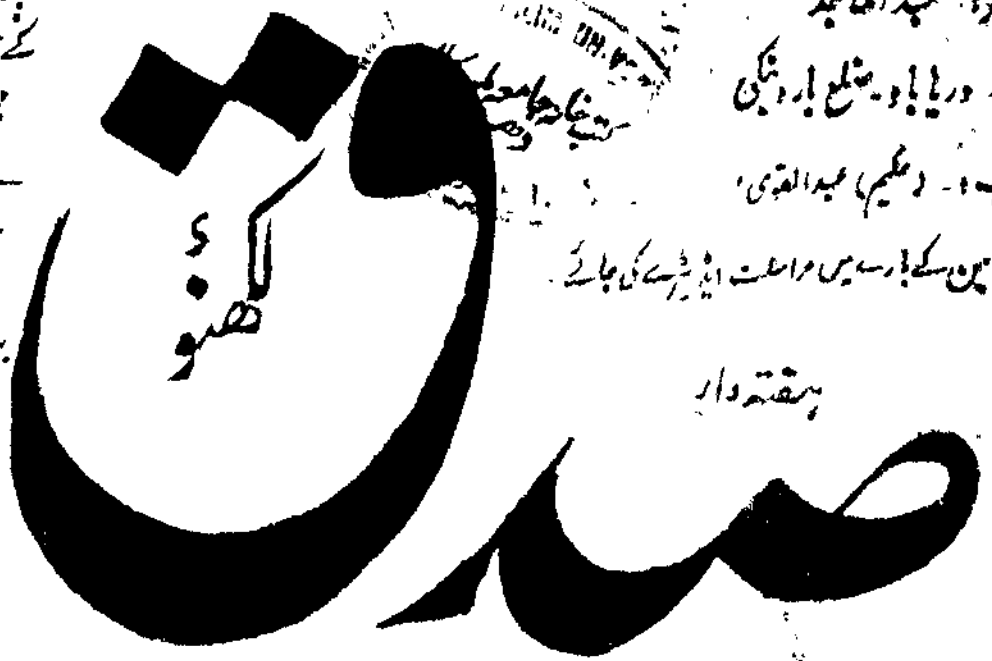
پتہ: دریا باد - ضلع بارہنکی

نائب: (علیم) عبدالقدی

مضامین کے بارے میں مراسلت ایڈیٹر سے کی جائے۔

ہفتہ وار

شمارہ ۲۹۱



چند سالانہ
شعبہ
ہفتہ وار

چند سالانہ
شعبہ
ہفتہ وار

نمبر ۱۱ - دو شنبہ ۱۵ - جمادی الثانی ۱۳۵۹ - جولائی ۱۹۴۰ء - جلد ۶

منکر قرآن کی سزا

حکومت اسلامی میں

(مشورہ محدث کا منی میا من اعلیٰ کا فتوے)

وقال ابن القاسم فی ہلم
اذا قال ان محمد امیر
بنی ادم یسل ادم
یزل علیہ قرآن واما
بہ خشی تقویٰ یقیل -
کتاب الشفاء - جلد ۱ -
قسم الرابع - باب الاول -
فصل وجہ الاثبات

امام ابن تائم عبد الرحمن مصری امام
اکابر کے ایک مشہور رفیق نے کہا ہے
مسلمان کے باب میں کہ جب وہ کہے کہ
محمد معلم نبی نہیں ہیں بار بار یہی کہتا ہے
اللہ کی طرف سے بھیجے نہیں گئے ہیں
بایک کہ ان پر قرآن (اللہ کی طرف سے)
ہر طریقہ بتی نہیں مآثر اہل کفر
لے خود اختراع کر لیا ہے ایسا نہیں
واجب القتل ہے۔

(شارح شفاء علی تاج الدین کا اضافہ)

درجہ اعلیٰ علیہ (علیہ السلام) اور اس سزا پر سب (یعنی مالکیہ، حنفیہ،
شافعیہ، حنبلیہ) کا اتفاق ہے۔

بدعہ مجہم

نیاز کا توبہ نامہ ۱۳۲۲ھ میں

..... اب مجھے یقین ہو گیا ہے کہ میرے یہ خیالات احترام اسلام و
شرعیات کے خلاف تھے۔ جن پر پورا عمل ہوں۔ اس لیے میں اعلان
کرتا ہوں کہ اب میں دن اور رات کے باز آتا ہوں۔ اور وعدہ کرتا ہوں
کہ آئندہ میری طرف سے ایسے مقالات کسی شائع نہ ہوں گے
جن سے مذہبی شکایت کا سبب پیدا ہو۔ مجھے انہوں نے
ذرا تھکے کہ ان مسلمانین سے مسلمانوں کو صدمہ پہنچا۔ اور یہ یقین
دلانے کے لیے میں اب مسلمان کی حیثیت سے یہ سب کچھ لکھ رہا ہوں۔
اپنے ہمسایوں سے جناب باری میں اخبار برأت و استغفار کرتے ہوئے
اعلان کرتا ہوں کہ لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین.....
یہ اعلان معذرت، بغیر کسی تہذیب یا مذہب کے لکھا گیا ہے۔ نیز
یہ چوں میں براہ راست شائع ہو گا کہ کسی شخص سے کسی پرچے طعنہ نہ
ہو سکے اور ساتھ ہی اتنا غایاں ہو کہ ہر شخص سے: لا الہ الا انت
پڑھ لے۔

اس اعلان معذرت کو مسلمانان لکھنؤ یاد دہرے سلطان میں طریقہ
پر مناسب سمجھیں۔ ہندوستان کے مسلمانوں کے علم میں لانے
کے لیے شائع کریں۔
نگار میں آئندہ کسی قسم کے مذہبی مضامین درج نہ کریں گے
و اللہ علی ما نقول شہید۔
تاج فقیری

جابر کا علم

..... مجاہد میں تقریریں سن کر (کا) کیا ہے۔
یہودیوں کی کتاب میں (کا) کیا ہے۔
..... (کا) کیا ہے۔

کرسینے مرداش رہا کی اس روایت اور اسلامی روایت کا پس منظر بالکل ایک ہے ... قرآن میں ابوالہم کے باب کا نام آواز بتایا گیا ہے اور مرداش رہا کی روایت میں قیراہ ہے ... بعد کو لوگوں نے زیب و انساب کے لیے وہ سب کچھ اضافہ کر لیا جو مرداش رہا اور کلام نبوی کے روایات میں پایا جاتا ہے (تکذیب جنت صفحہ ۶۰)

کیا قرآن نام ہے زیب و انساب کے لیے لوگوں کے گھسے ہوئے قصوں کا یہاں پولیس بیسارت اور ایجنسی جہالت سے قطع نظر کیجیے۔ کیا کسی قرآنی روایت کی کہ زیب و انساب نہ کسی تعلیف کی یہ بھی کوئی دلیل قوی نہ کسی دلیل منصف سے کہ وہ روایت پوری یا دھوری یا دوسری قویوں کی عالمی کتابوں میں شمار کیوں میں؟ مشقوں میں موجود ہے؟ کیا اس بائبل کے نزدیک قرآن ہے یہ غولے کیا ہے اگر وہ جو بھی ہو یہ بیان کچھ اس کی تائید نہ کی تائید ہو سکیگی نہ اس کی شہادت میں کوئی کتبہ پیش ہو سکے گا پھر آخر یہ "مرداش رہا" کے نام کی رشت کیوں لگی ہوئی ہے؟

اس کو بھی چھوڑیے۔ خود یہ مرداش رہا آخر ہے کیا پاپا؟ یا ناس منکر کو بار بار اس طرح جب رہا ہے کہ گویا یہ کوئی گروڈ البرز شکن ہے کہ اسکے پڑتے ہی نفوذِ بادشاہ اسلام کا داغ پاش پاش ہو جائیگا۔ لفظ کے سنی تفسیر اعظم یا تفسیر کبیر کے یہاں کتاب عبرانی زبان میں ہے، ختمِ مہلکات میں، ختمِ ثانی و ثانی ہزار سال قبل کی لکھی ہوئی، طلاء اسرائیل و شامین اور بیت کے قریب ہے۔ جناب "ملائکہ" جو بار بار اس بے تکلفی سے اسکا حوالہ دے رہے ہیں اس کتاب کو سمجھ کر پڑھ تو یقیناً پکے ہو گئے۔ سمجھ کر نہ سہی بے سمجھے ہی کئے بار اسکی تلاوت سے مشرتہ دوسے زبان؟ تلاوت کو بھی جانے دیکھ لیکن نہ ایت کب اور کہاں نصیب ہوئی ہے؟ عبرانی زبان میں تھوڑی سی "حرف شناسی" کی ذہنیت بھی کبھی آئی ہے؟ اصل عبرانی کو بھی چھوڑیے، تو جب کس زبان میں مطالعہ شریف میں آیا ہے؟ یونانی میں، لاطینی میں، جرمن میں، فرنگی میں؟ اچھا یہ بھی نہ سہی اگر نڈی میں؟ اگر نڈی کی تعلیم بھی، حضور والے کس پر بھروسہ میں، کس کالج میں، کسے دن کے لیے انجی پائی ہے کہ غلطی کنواری کے مطالب، بے تحلف نہ سہی، بہ تحلف بھی سمجھ سکیں؟ اللہ کے انکار گوار بند! جس کتاب کا نام اس عبارت کے ساتھ ایک بار نہیں، پانچ بار لکھا ہے اور انگریزی اور دونوں حدوت میں لکھا ہے، کم از کم اسکا صحیح اطلاق کسی سے پوچھ لیا ہو گا۔ تفسیر کی کتاب کو عبرانی میں "مرداش رہا" نہیں "مرداش" کہتے ہیں، جکا آدہ "درش" ہے، جنادنت اپنے ہاتھ سے اپنی غلطی کا فصول پیش میں مرتب ہوا ہے کوش اسکا کوئی حصہ واقعی حصول علم میں بھی نہ مرتب کیا ہوا!

جمل مرتب کی مثال

"قرآن کو اس سن میں خدا کا کلام کہنا اسکا ایک ایک لفظ خدا کی زبان سے ادا کیا ہوا لفظ ہے" مدد دہ جہا لہذا عقیدہ ہے، جس سے ایک طرف خدا کے تصور وحدانیت کو مدد ہو رہا ہے اور دوسری طرف رسول کی

غلطی کو! (تکذیب جنت جولائی ۱۹۷۲ء صفحہ ۶۱)

یہ مدد دہ جہا لہذا عقیدہ "آپ سمجھے کیا ہے؟ یہ عقیدہ کہ قرآن خدا کا کلام ہے؟ دلیل یہ کہ جو خدا شکم ہوا، ذرا مدد کیسے ہو سکتا ہے؟ ذرا مدد ہوئے لگے بے قیاسے! حق کا نہیں، خدا سے سادہ و سادہ کا وجود ضروری ہے! دلیل دوسری یہ کہ رسول نے اگر اللہ کا پڑھایا جو اس میں ہر ادا تو اس میں بات ہی کیا ہوئی، بات تو جیب ہے، کوئی خدا اپنے دل و دماغ سے گڑھا کر کوئی تعلیم کوئی دین کوئی قرآن پیش نہیں! — جمل مرتب کی اس سے بڑھ کر حیرت انگیز و عبرت انگیز مثال آپ کی نظر سے کہیں گزری ہو؟ "پچ اپنی جیسے تو یہ رسول کی غلطی کے نشانی ہے کہ جو کچھ وہ لکھے وہ خود اس کے داغ کا نتیجہ نہ ہو نہ اصل!"

"اگر قرآن کا ایک ایک لفظ، ایک ایک کلمہ اللہ کی طرف سے ادا کیا گیا ہو، تو پھر اس میں رسول اللہ کا کیا کمال ہے اور خود اس کے ذاتی اثرات پر اس سے کیا روشنی پڑتی ہے؟" (صفحہ ۶۱)

"کہا جاتا ہے کہ قرآن کی فصاحت، بلاغت، کلامیابی و آواز میں ۱۱۰۰ اگر کوئی خدا کا کلام کہہ سکتا ہے تو واقعی اسکو ایسا ہی فصیح و بلیغ پڑنا چاہیے، لیکن اس سے رسول اللہ کی ذہنی لمبائی یا ذہنیت اخترش کیا ثابت ہوتی ہے؟" (صفحہ ۶۱)

گو ایسا زخاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلطی کے سبب تباہ ہو گئے جب حضور کو سر سے سے منصب رسالت و رفعت ہی سے بہ طرفت کر دیا جائے! — جون کے مہینہ کے متن کفر اور تادیبی شرح و تفسیر جو لئی کے جیسے ہیں آپ نے دیکھی؟

"میں سمجھتا ہوں کہ رسول کی غلطی کا نقصان یہ ہے کہ قرآن کو انیس کا کلام سمجھا جائے" (صفحہ ۶۱)

یعنی نیازِ خاں بھی قرآن، دیکھو مکے ایسی تباہی کی ایت بالآخر ہی سمجھے جو ابولسب اور ابو جہل تیرہ سو برس پہلے ہی سمجھے ہوئے تھے اور جو ہر بار گویں اور سر راہ چالی آٹھ بھی سمجھے ہوئے ہے!

دلیل کا کمال "میں: افسوس! میں: (تکذیب جنت جولائی ۱۹۷۲ء صفحہ ۶۱)

یہ اس نے کہا، جسے اصرار ہے اپنی کفریات کی افاعت پر اور جو ہر بار کہے جا رہا ہے کہ قرآن کلام الہی نہیں، تصنیف محمدی ہے۔ آپ خوش ہو گئے کہ کتنے دالے نے یہ نہاں کسی طرح اپنے مسلمان ہونے کا اقرار کر لیا۔ لیکن ابھی خوش نہ ہوئے، جن کی شرح بھی اسی زبان میں حاضر ہے:

"آپ اب میرے اسلام کی طرف سے عزت، اس لیے شہید ہے کہ میرے عقائد نام عقائد سے عقیدہ ہیں، لیکن نام عقائد کا اختلاف ایک شخص کو اس جماعت یا قوم سے عقیدہ نہیں کہہ سکتا جس میں اس کا نشوونما ہوا ہے۔ اس لیے جب ایک میں، چنانچہ آپ کو مسلمان کہنا ہوا، انبا میں کسی کو حق حاصل نہیں کہ وہ مجھے نبی اسلام کے دائرہ سے خارج کر دے، خواہ میرے عقائد کچھ بھی کیوں نہ ہوں" (صفحہ ۶۱)

اب فرمائیے

ایسے ظالم کا کیا کرے کوئی !

نیا زخمہ خاں صاحب بہادر کے عقائد کو کچھ ہی کیوں نہ ہوں "وہ جو چاہیں کہیں جو چاہیں کریں، جو چاہیں لکھیں، جو چاہیں چھاپیں، بھال بے کسی کی کہ علم منطق، ادب و شریعت کی روشنی میں ان پر گزرت کر سکے؟ وہ یہ پیدائشی مسلمان جو غمگین، اس کے معاملہ میں کفر، ارتداد کے معنی ہی کیا؟ تو وہ کیا کفر، اسلام - سو اب یہ مسئلہ میں بالکل بے معنی نہیں اور صورت مولویوں اور پٹنہ والوں کے رد کی گمانے کا ذریعہ بنی ہوئی ہیں" (صفحہ ۱۰)

اسے چھوڑیے، اگر کنگرا خانہ کی روشنی میں، معاملہ حوں سے ہے اور نیا زخمہ خاں سے "وہی گمانے کا ذریعہ" کون سا اصطلاح میں بنی ہوئی ذریعہ، سوال مرتبہ ہے کہ اسنے، جو پوپ و پل کی مثال نہیں آسانی سے آپ کو دلیگی؟

مدیا کی غلطی

مسلمانوں کی آمد ہندوستان میں شروع ہوئی ہے..... تمام پیرزنی، روزیال ہو جاتی ہیں، نکاحات سمار ہوتے ہیں، اسنے، جن کے اندر ہندوستان کو کوئی سوخ پہنے کسی جید و فن کو نہ تھا دینے کا نہ ملا، اور اس وجہ سے کوئی نوہ ہندوستان کے نئے صورتی یا سنگتراشی کا ہم لوگوں کے سامنے نظر نہیں آتا۔

ایک غیر مسلم صاحب فن، کہ فلم سے حال میں ایک اسلامی ادبی سادہ میں شائع ہو رہے ہیں، اس پر صاحب علم مسلمان ایڈیٹر نے ایک نوٹ دینے کی ضرورت محسوس کی "لایں مسعودی نگار، یہاں یہ اشارہ کرنا چاہیے تھا کہ یہ جنوں کے دور کے آثار کے ساتھ خود، مسلمان سنگتراشی کو سخت مدد پہنچا ہو، یہ کی لاکھوں روپیاں تو آدھی گئیں..... آج ہندوستان میں سے بے پڑھے لکھوں کا طبقہ ان باتوں کی بربادی کا ذمہ دار مسلمانوں کو سمجھتا ہے، ضرورت ہے کہ اس علم اس قسم کے بھی شکوک آئندہ آہستہ دور کریں۔"

آگے جوں کی غیر مسلم آرٹسٹ کے فلم سے بھر یہ الفاظ نکلتے ہیں :-

"اور ایک مذہب کے جو تہذیبی ہوتے ہیں میں میں قوم خنوں پر نہیں آجیں اس ضمن میں میں مسعودی بھی شامل ہو گیا....."

اورنگ مسلمان ڈیڑھ گھنٹہ میں اور ایک مذہب کی طرف سے مسلمانوں کو ہتھی کرنا، فعل کرنا، عداوت سے خالی نہیں۔ ایڈیٹر کی ایک نیت بالکل (صفحہ ۱۰) مسلمان فرماؤ، اداؤں کی شبلی غیرت کی انگڑیاں اسے حلق کر رہی ہیں، اور ان کی توجہ نہ کر دیکھا جاتا ہے کہ مسلمان اپنے کسی اور میں ترقی پانے، روشن جانور سے پہنچے نہیں رہے ہیں۔ لیکن بنیادی غلطی یہی ہے کہ مسعودی کوئی ہے۔ آج کیوں نہیں کر لیا گیا ہے کہ ترقی کا صحیح مدیا روہی ہے، جو غیر مسلم سمجھ لکھا ہے، اور تصویر، موسیقی، نقاشی، وغیرہ کا شمار بھی قابل تہذیب و تمدن اور قابل غرٹ فنون میں ہے؟ اسلام نے انھیں تعلیمات و تصور اور ہندو مت عرب نکالی تھی، اور اپنا غیر سنگتراشی کو نہیں مثبت نہیں کیا، تصویریں بننا

کہ نہیں، تصور شائے کو قرار دیا تھا۔ اور غیر مسلم جب اس قسم کے واقعات تاریخ اسلامی سے ڈھونڈ ڈھونڈ کر نکالیں، تو ان پر سبکسٹریٹ، جیسے، اور غیبت ہونے کے، انہیں تو اور غیر دست کے ساتھ بڑھ کر قبول کرنا چاہیے۔

"صدائے حرم"

کیا وہ قوم بھی آج زندہ قوموں میں شمار ہونے کا حق رکھتی ہے، جو اپنے عقیدے میں مذہب کے مرکز اول میں ایک دینی و مذہبی بنیاد پر مبنی ہیں آج تک قائم نہ کر سکی؟ سوال کی سطح کے مشہور و قدیم درس حدیث کے ان ذریعہ ناظم مولوی محمد عظیم خان نے کیا ہے، اور اپنے نقطہ نظر سے عقل و حسیہ کی "ماہرہ حرم یا کچھ بوز سنی کی خصوصیات، اعراض و عقائد سے مشابہت اپنے جدید سالانہ نمونہ حرم کے تحت غرٹ میں دیا ہے۔ جواب قابل عمل ہو یا نہ ہو، کم از کم یہ وضاحت کے قابل تو ضرور ہے، اور سالانہ ماہرہ آسانی، مستند و غیر مدرسہ حدیث، قرآن و احادیث، و علمی سے دستیاب ہو سکتا ہے۔

فتنہ نگار دس سال قبل

مولانا سید سلیمان ندوی کے مکتوب نور محمد شاہ کے انجمنیات

میں تقریباً دس سال سے اجماع و اہام کے ساتھ، عین اس رسالہ یا اسے ایڈیٹر کا نام ہے بغیر اس کے خیالات کا جواب دیتا رہا ہوں..... میں نے اس روز آئے سے پہلے نیا صاحب اور صاحب سے بچنے کے طور پر خط و کتابت کی، اور ان کے شبہات کو دیکھ کر چاہے، مگر نیا صاحب نے تو ایک خط کے بعد یہ لکھنا چاہا جیسا چھڑا ہوا، کہ میں ہر کہیں اپنے مفصل خیالات کو لکھتا ہوں، مگر آج تک ان کو نہ بہت دل ملے، میں نے نوکریات کی خواہش کی، مگر اس سے اجراض ہو گیا.....

یہ تو ان غریبوں کا حال ہے جو بچنے کے طور پر ہیں، اس فتنہ دار سلسلہ کی طرف سے اب تک میں نہ رہے، بے مضامین لکھے گئے، جن میں کچھ بھی دانش کی تھوہ ہے، عداوت یا سچ سے اسکا جواب ضرور دیا ہے، اور لکھ دی ہے میں خود ایک دفعہ اپنے تمام سنجیدہ دوستوں کے خیالات لکھا، لکھ لکھ میں شریک ہوا، اور اسی میں دو فیروں میں اسکا جواب چھپوا دیا اس سلسلہ کی بعض قسطوں کا جواب کچھ ندوی عزیزوں نے سچ میں دیا، لیکن سیفانہ اور لکھنا محرموں کے جواب سے تم کو کھلا انفرانت ہے کہ ہم سب عاجز ہیں، اور ہاں، اس فن پر عمر بھر کا کمال کیا ہے۔

اسلامی اخبارات کے بعض محرم ایڈیٹروں نے جو غالباً منارت و پتہ نہ خود نہیں فرماتے، ایک نیتی سے ظلم کو یہ مشورہ دیا ہے کہ وہ ان مسائل میں کہ جو اہمیت ہیں، ان کو کہ معلوم ہوتا ہے کہ اس سلسلہ کی ہر قسم کا جواب دیا جاتا رہا ہے، اور دیا جاتا رہے گا، اگر یہ کسی کو تحقیق مطلوب ہی نہ ہو، تو اس مسئلہ کا کیا؟

(سچ - گفتنی - ۱۰) اور اگر ہر مسئلہ

تجدید و ترمیم سے غور و انداز میں محرم کے مکتوب کا جواب لکھ دینا چاہیے گا۔

نئی کتابیں

۱۔ سیرۃ النبی - از مولانا صاحب ندوی - جلد ششم فقہان
ڈبل ٹیکسٹ، صفحات ۳۰۰ x ۱۲۰ صفحات، قیمت نمبر اول
اس قسم دوم اللہ، پتہ: شیخ عبداللطیف، شبلی نزل، اسلام آباد
اردو کی مشہور وزارت، بروز النبی ربیٰ خصوصیات گوشتوں
کے لحاظ سے سب اپنی شان آپ سے - اس کی جیس جلد ہے اور اس کا
موضوع اخلاقیات اسلام میں - یعنی وہ انسانی تعلیمات جو رسول اسلام
معلوم کے ذریعہ سے دنیا کو لیں اور

اسکے اندر قرآن و حدیث دونوں کے
اخلاق آئے - اخلاق سے پہلے نفس
اخلاق کا ذکر ضروری تھا اور پھر کثرت
کے بعد آخر میں جزئیات اخلاقی
تفصیل اور اصول کلیات و جزئیات
تینوں مرحلوں میں چاہا جو دوسری باتوں
کے آئین و قوانین سے موازنہ نہ ہو
اس جامع و ختم مجلد میں یہ سب باتیں
اپنی اپنی جگہ پر موجود ہیں - کتاب کے
موتے موتے عنوانات پر ایک نظر کر کے
پہلے -

اسلام اور اخلاقیات - اخلاقیات
میں اخلاقیات - علم کا اعتبار - اسلام کا
فلسفہ اخلاقی - اسلام کی اخلاقی
تعلیم کا کلیلی کارنامہ - حقوق و فرائض
فہمائل اخلاقی - اذکار و ادب -
بہ صفت علی عنوانات ہیں - ہر
پر علی عنوانات کے تحت میں غرض عنوانات
کی میزان صد ایک پونجی ہوئی کتاب
پر مفصل تبصرہ کے بلے جو ایک مستقل

رسالہ کی صفات رکھتا ہے اور یہ زمین غایت خوش اسلوبی کے ساتھ
مدن کے گرم زمیں سے حاصل ہوا لایا گیا مناظر امن و احباب گیلانی
رسائل سعادت میں اور بھی کر چکے ہیں، وہاں خصوصاً حضرت جہان نواز
ہے - اس جلد کے اندر وہ سارے خصوصیات تحریر موجود ہیں جو اس کی
قبل مجلدات کا طرز لے انبارہ نہ چکے ہیں اور وہ شافی و مختصر ہیں انبارہ

لے وہ دلی کتابوں کا چشمہ و اس نمبر کے ساتھ مجھے شہ قہم ہوتا ہے - بلاشبہ اللہ
آپ و معانی و سخاوت کے بے سب و ستارہ سابقہ کتابیں زیادہ اور اکثر خلق
رہیں - کتابوں پر تبصرے لکھنے میں ایک بار ہم لوگ ہیں گے -

کے ساتھ ساتھ صاحب تصنیف کا رنگ اور گفتار جاری ہے - اور حقیقت یہ ہے
کہ اب اس سلسلہ مجلدات پر مفرد کتاب کا اطلاق ہی دشوار ہے - اب اسے
تعلیمات و سیرت نبوی کی انسائیکلو پیڈیا کہنا چاہیے - کتاب ان سب باتوں
کے کام کی ہے جو "تہذیبیت" کی ذمہ داری کسی درجہ میں بھی شائبہ نہیں -
کاغذ، کتابت، غیر ظاہری و ادنیٰ بن کے لحاظ سے کتاب سچے سچے
قابل ہے -

(۱) سلام understanding سے ترجمہ ڈاکٹر
سید انسی - صفحات ۱۸۲ - صفحہ - مجلد - قیمت نمبر -
ترجمان القرآن - مجلد - دو - دو -

مولانا سید ابوالخدیج نور الدین کے رسالہ
ذہبیات کا تذکرہ تفصیل میں دیکھیں
کئی بار ان صفحات میں آچکا ہے -

اس قابل صدر قدر رسالہ کا اگر کوئی ترجمہ
ہے ڈاکٹر سید انسی سابقہ ڈاکٹر تعلیمات
انسانیت کے قلم سے - نفس و مضمون
ہر طرح صدق سے کچھ کتنا تفصیل حاصل

ہے - ترجمہ کے اعتبار سے بھی - اگر کوئی
کتاب بہت غنیمت ہے - کمزیر و تمام سے
اسے بہتر بنایا جاسکتا تھا - اگر کوئی
خوانوں سے حق میں اب بھی کتاب ایک
صفت غرض قریب ہے - کاغذ، چھپائی
بلند - اگر کوئی صبا کے مطابق ہے اور
بکثرت اخلاقیات کے بارے میں کتاب
خوشنما و بد مزید ہے

(۳) پریم رس - ڈاکٹر محمد عباس علی
صاحب لکھ - ۲۰ - صفحہ - قیمت نمبر
پتہ، کتبہ ابو ایوب - عابد - دو - حیدر آباد
دکن -

نور ان صفت میں خوب مغربی کے
ڈاکٹر، لیکن محبوبت میں شاعری اور

ادبیت غالب ہے - ترجمہ میں اس کے چھپنے پر بڑے ترقی ادبی مدد میں کا
مجدد ہے - مدد میں مولانا بیگم کے رنگ کے - وہاں پر نویس نے بھی لکھا
کہ آمد کی بعض عبارتوں کے سچے لکھا ام کو کمال دیا جائے، خود بیگم
کی تحریر کا شہد ہونے لگے - لیکن اس بیگم کی شریف صفت سے اپنا کمال عقیدہ
بارہ حضرت انہماں کے ساتھ ظاہر کیا ہے اور کتاب کا انتخاب بھی دھڑا
سلام انتخاب کے بجائے "ڈیکشن" اس کے ذوق علم نے کیے گوارا کر لیا اور
انہماں کے نام کے ساتھ ہے - صاحب دل ہونے کی حکمت بہت حد صاحب
میں اچھی خاصی موجود ہے اور اب بھی جا بجا نصرت و معرفت کی جھلکیاں
ظہار ہیں - لیکن معرنا کہ اس منظر مجھ سے بار بار غرضت و انگریزی
کلام دلیا مانا - عبارت عام طور صاف و سلیس، شہدہ و دلاور ہے

بندم ہمدردان صدق

میں صدق ہمدردوں کی خدمت میں جو سروشنہ پیش کیا گیا تھا اور
صدق کی زندگی نام لکھنے کے بعد یہ عملی صورت تجویز ہوئی تھی اس تحریر
کے سلسلہ میں ان صورتوں کی تحریر کے تحت یہ تھا: صاحب، سب تفصیل
ذیل حصہ سے چکے ہیں -

- ۱ - صدق صدق
- ۲ - سید رفیع علی صاحب دلی و شملہ
- ۳ - "غریب" صاحب (دہلی)
- ۴ - "غریب" صاحب (دہلی)
- ۵ - ایک اور صاحب
- ۶ - محمد یونس صاحب (دہلی)
- ۷ - گویا سالانہ خسارہ کی کمی سو کر تم میں سے اس وقت تک اذیت
- ۸ - کی کمی ہو چکی ہے - "غریب" صاحب اور سید رفیع علی صاحب اور
- ۹ - یہ سب صاحب زمینوں، ان کے سر کے چھتے ہیں، ان کے کے صفات ہیں ان کی
- ۱۰ - نواز شمس اور کرم فرمایوں کی تفصیل بیان کرنا اس کے مذہب اخلاقی کی
- ۱۱ - تو بہن کر لے - اور سچ یہ ہے کہ یہ شخص اب یاد ہی کس کو رہی ہے
- ۱۲ - بھگوان اللہ کے فرشتوں کے؟

لے وہ دلی کتابوں کا چشمہ و اس نمبر کے ساتھ مجھے شہ قہم ہوتا ہے - بلاشبہ اللہ
آپ و معانی و سخاوت کے بے سب و ستارہ سابقہ کتابیں زیادہ اور اکثر خلق
رہیں - کتابوں پر تبصرے لکھنے میں ایک بار ہم لوگ ہیں گے -

سکین الفاظ، محاوروں اور ترکیبوں کی سمیت کہیں کہیں نظر ثانی کی محتاج ہے۔
تلم و شرکے جو نئے درج کیے ہیں، اور غرض، زبان و دونوں کے لحاظ سے ایک
شعبان استاد کی مزدورت پکار بجا و درجہ ہے۔

۱۰ اساس انقلاب [از مولانا محمد صاحب قادری]
۱۱ اساس حکومت کی تصویر [نہایت درود علی الزحیب - بندہ]
کشتخانہ غریب - امر وہ نگہب - مراد آباد۔

مولوی ابو محمد عبد اللہ صاحب طرٹ مولانا محمد صاحب قادری
آج سے ۲۰-۲۵ سال قبل، مسلمانوں کے سیاسی اور انقلابی فطن میں پہلے
خام سے شور مچاتے اور ان کے نام کے ساتھ ہی ایک زبردست انقلابی کی صورت
نظر دینے کے لئے پرمجانی تھی۔ اساس انقلاب یا مراد قہار ان کا گویا مہینہ
نکری ہے، جس میں اپنے مخصوص نقطہ نظر کی وسعت، تازہ کوثر کی تازہ کاری
دی ہے اور غار کا مضیق معلوم، اسی انقلاب کی تباہی بنا ہے۔ اس کتاب کی
مکرمات کی تصویر، غار کی رسالہ حکومت الہی کا ترجمہ ہے اور اساس انقلاب
میں جو فلسفہ عمل پیش کیا گیا ہے اس کا قانونی ماحول ہے۔ طرز فکر کی طرح مصنف
طرز انشاء میں خاص ہے۔ ان کے نقطہ نظر کو سمجھنے کے لئے ان کے رسائل
کا مطالعہ ضروری ہے۔

۱۲ پانی کی کہانی [اردو سی نیض محمد صاحب پبلش ۵۰ صفحہ قیمتیں
۱۳ آبدوز سرنگ [۴۰ صفحہ ۲۰ روپے]

نہیں - بندہ - ادارہ ادبیات اردو - خیریت آباد - حیدر آباد دکن۔
ادارہ ادبیات کو حیدر آباد کی مقید ترین مجلس ثبات سے اس کی
مطبوعات شنبہ سائیس ہیں جو عام نظم زبان میں مانی ہیں مگر شرف مولانا
ہیں۔ آبدوز سرنگ میں آبدوز کشیوں کی پوری تاریخ اور اس کی ساخت اور
ترکیب، اس کے طے اور دریافت کے طریقے اور سرنگ اور لٹریچر میں اس کا
کے بارے میں باریات مزید تفصیلات کے ساتھ آگے ہیں۔ سائیس کے
طلبہ کے علاوہ اخبار نویسوں کے حق میں بھی یہ ایک نکتہ ہے۔ پانی کی کہانی
اس سے بھی زیادہ دلچسپ اور آسان زبان میں اور اس لیے دروازہ کارآمد
ہے۔ اس میں پانی کے تعلق، بارے میں سائنسی مسائل خود پانی کی زبان سے اور
کیے ہیں۔ شنبہ سائیس مختلف شکلیں میرے ذہنی منبع، انسانی زندگی سے برتھ
جوانی زندگی سے برتھ، میرا اثر پریم، میرے اجڑنے کی کبھی و فیروزہ وغیرہ۔
سائیس کے بادی سے دلچسپی رکھنے والوں اور ان مسائل کو عام نظم زبان
میں پڑھنے والوں سے بے مثال دونوں رسالوں کی سفارش کی جاسکتی ہے۔
۱۴ محمد حسین آزاد - از جوانان با فہم معاصہ - چھٹی طباعت ۱۹۵۵
قیمت کار ۱۰ - ۱۱ - ادارہ ادبیات اردو - دولت منزل، خیریت آباد
حیدر آباد دکن۔

۱۵ اسکے سوانح اور کلام نظم و نثر پر تبصرہ رکن کی ایک ماقول کے
نظم سے نکلا ہے۔ جس مقام امتحان ام اس کے لیے تیار کیا گیا تھا وہی اب
مستقل کتاب کی صورت میں شائع کر دیا گیا ہے۔ طالب علم دانش کے معیار
سے اچھا خاصہ ہے، لیکن مستقل تصنیف کی حیثیت سے پیش کرنے میں غریب
اشہام کی مزدورت تھی۔ طرز و قریض اور اپنے پزل دونوں کی تحقیر مستند کے

کتاب امجدی "ن کر دگنی ہے۔ غلو کی شاہیں میں کمزرت سے لیکھ - است لانا
اور بیامت میں نمایاں نمایاں ہیں۔ شنبہ سائیس قہار ان کا گویا مہینہ
کتوب ہے یہ فقرہ کہہ کر نکال لیا ہے، اگر آزاد، تحقیق کے میدان کامر و متین
اور پھر اسکی تردید میں سندھیش کی گئی ہے، عالی کے مرتبہ آزاد سے (۱۹۵۱)
۱۶ شنبہ سائیس کی زبان کی داری کے سورج پر عالی اسر سید انزیر احمد کے
علاوہ نقاب و سرائے میں اگر کا نام بھی خواہ مخواہ لے آیا گیا ہے (۱۹۵۱)
زبان میں نظر ثانی کے بعد زیادہ بہتر بنائی جاسکتی تھی۔ نوشتہ الہی نظم کی
سمت، انسانی جینا بہت ضروری ہے، لیکن اسے بھی اردو شائبہ کے
اندر ہی رہنا چاہیے۔ مصنف میں صلاحیت اچھی ہے، اب یہ کہ بغیر پیش
کی پختگی کے ساتھ خیالات میں توازن پیدا ہو جائیگا، اور اس وقت وہ
خود اپنی ان ابتدائی کوششوں پر کچھ زیادہ غور کرے گی۔

(۹) نور ہدایت [از ایم اسلم صاحب ایم صفحہ قیمت ۲۰ روپے]
(۱۰) ساربان [۲۰ صفحہ ۱۰ روپے]
(۱۱) ارمان غرب [۲۰ صفحہ ۱۰ روپے]
صاحب - بارود خانہ - لاہور

تینوں انقلابی و مذہبی کہانیاں، سائیس و عام نظم زبان میں یہاں فہم و ہدایت
میں ایک صحابی رسول حضرت نبیب کی شادی و شہادت کی کہانی
مورثہ از میں درج ہے، ایمان کو تازہ کر دینے والی - ساربان میں عبد
قادر کا ایک موثر واقعہ درج ہوا ہے۔ ارمان غیب میں غلیظہ مقامی
حضرت فاروقی کے واقعات زندگی کے لیے ہے، ساربان میں درج ہیں۔ مینوں
کہاں ہیں اس قابل میں کہ ان کوں لڑائیوں کے علاوہ بڑوں کے بھی مطالعہ
میں بھی رہیں۔ مصنف پنجاب کے ایک کامیاب و مشہور افسانہ نویس ہیں
وہ جب تخیل میں حقیقت کا رنگ بھر دیتے ہیں، تو تاریکی و افات
کو بہر حال واقعات ہی ہیں۔

(۱۱) فلاح مسلم - از جناب غوثی شاہ صاحب قادری - ۲۰ صفحہ
غیر مصنف سے بہت انور چینی گڑھ حیدر آباد دکن
فلاح اخروی و دنیوی پر ایک درود مند صاحب علم قلم سے بات
قرآنی کی روشنی میں ایک بہترین مقالہ ہے، ہر صاحب ایمان کے پڑھنے کے
قابل - علمی اہل باقی سب ہی مباحث میں موجود ہیں۔ اگر آئندہ گنجائش
محل سکی تو اس قابل ہے کہ مکتب میں اس کا بڑا حصہ انتہا شایع کیا جائے۔

رسید کتب

(۱۱) تقویم ہجری و ملیوی - از ابو الغر محمد حامدی صاحب پبل
وہ و غیر محمد و احمد مان - ڈبل ٹیکسٹ ۵۰۰ صفحہ - قیمت دو روپے
۱۲ - انجمن ترقی اردو - دیرپا گنج - دہلی۔
ہجری سن سے ملیوی سنہ نکال لینے کی جہزی سند سے منسلک
تک عینہ و کار آمد - ایک جرس کتاب سے ماخوذ - اردو میں تقویم عام کے نام
میں مولوی محی الدین مرحوم کی ہیکارٹ حیدر آباد دکن کی تیار کی گئی اس

نیا ز اور زبانِ خلق

(۱) موٹر مسلم نوجوانان و عین کی مجلس عالمہ کا طبعی مقام شاہراہ عثمانی
لاہور آباد۔ دکن انڈیا میں مسلمانوں کی مجلس صاحب نفعانی صدر موٹر مسلم
لاہور آباد کی تعداد کثیر شریک تھی۔ مجلس عالمہ نے دو قراردادیں اتفاق
آراء سے منظور کیں جو حسب ذیل ہیں۔

اس کے بعد موٹر نے دارالترجمہ کے مسئلہ پر تبصرہ کیا۔ اب جیکہ دارالترجمہ
کی حیثیت ثانوی ہو گئی ہے، ناظر ادبی کی خدمت کو غیر ضروری قرار دیتے ہیں
یہ قرارداد منظور کی۔ موٹر مسلم نوجوانان دکن کا اعلیٰ اس اذواء پر
اپنی تشویش کا اظہار کرتا ہے کہ دارالترجمہ کے ناظر ادبی کی خدمت پر سطر
نیا ز فقہوری کا تقرر کیا جانے والا ہے جیکہ نہ ہی دھماکے ہر طبقہ میں جذبات
نفرت و عداوت سے دیکھے جاتے ہیں اور کسی طرح اس اسلامی حکومت میں
کسی جگہ حاصل کرنے کے وہ اہل قراء نہیں دیکھے جاسکتے۔ موٹر کی بغور کردہ
رہے ہیں کہ اس مذمت پر جامعہ عثمانیہ کے کسی ایسے فارغ التحصیل کا تقرر
کیا جائے جو اپنی ادبی خدمات کے لحاظ سے اپنی اور جامعہ کے کام کو
روشن کرتے رہیں۔

موٹر عام مسلمین سے بھی پُر زور مطالبہ کرتی ہے کہ وہ رسالہ نگار
کا بالکل مفادہ کر دیں۔ نیز حکومت سرکار عالی سے توقع ہے کہ نگار کے داخلہ
کو مصلحت آصفیہ میں سد و در دیگی جسکی پالیسی مسلمانوں کی مسلسل دل آزاری
کا باعث رہی ہے۔ (دکن نیوز)

(۲) حیدر آباد۔ ۳۰ مارچ ۱۹۳۸ء۔ تاریخ ۲۴ مارچ ۱۹۳۸ء روزنامہ
مسلمانان دہلی پر ایک خط میں جس میں حسب ذیل ریزولوشن منظور کیا گیا
”رسالہ انگلستان اور چین میں شیعہ عقائد میں درج ہے کہ ”کلام مجید کو میں
نہ کلام خدا سمجھتا ہوں نہ اللہ ربانی بلکہ ایک انسان کا کلام سمجھتا ہوں“ اس
پرچہ میں اسی طرح کے اور بھی گزراؤں مضامین ہیں۔ اس سے عام طور پر کم علم
مسلمانوں اور طلبہ مدارس و فیز کے ہر عقیدہ اور گرامر ہونے کا سخت انہی
ہے لہذا یہ علیہ اپنی مہربان اسلامی حکومت سے یہ استدعا کرتا ہے کہ رسالہ
نگار لکھنؤ میں نیا ز فقہوری کا داخلہ ملک محدود سرکار عالی میں بند کیا جائے
اس رسالہ میں غرض سے اس طرح کے دل آزاری کے مضامین تمام مذاہب
کے علماء شائع ہوتے ہیں۔ اس ریزولوشن کی ایک ایک نقل مستحق صاحب
مجلس علماء دکن و صدر الہام ہمارا ہر فریبی دیر مجلس صاحب انجمن طلبہ قدیم
جامعہ عثمانیہ کی خدمت میں روانہ کی گئی اور اس نقشہ کے اندر ان کی طرف
وجہ دلائی گئی ہے۔ (دکن نیوز)

(۳) حیدر آباد۔ ۳۰ مارچ ۱۹۳۸ء۔ تاریخ ۲۴ مارچ ۱۹۳۸ء
بادشاہ عینی صاحب تادی ستر مجلس علماء دکن نے ”سخن زنا ملک
القرآن“ کی تفسیر کی ضمن میں فرمایا کہ ہر زمانہ میں سترین قرآن پیدا ہوتے
رہے اور اپنے اپنے نیکو کردار کو چھو پختے رہے۔ ان حضرات اہل حق کے
غور و بچار سے استدعا کرتا ہے کہ بھلائی اور نیابت تک بچھے گا۔

و عطا کو جاری رکھنے سے مستحق صاحب مجلس علماء دکن نے بیان

فرمایا کہ مسلمانوں میں نہ سمجھنا کہ عمر ابن ہشام کے چیلے دنیا سے مفقود ہو گئے
اور چون کہ رسالہ ”نگار“ میں قرآن حکیم کے خلیق وہ ساری باتیں دوسرائی
گئی ہیں جس کو اسنے پیشروئے کہا تھا۔ تاریخ شاہد ہے کہ کھلے دشمنوں سے
مست بیضا کو اتنا نقصان کہیں نہیں ہو سکتا جتنا کہ ان نام نہاد مسلمانوں سے
جن کے قلوب عمر ابن ہشام کے ہر د اور غیب اور زبید کے رنگ میں ڈوبے
ہوئے ہیں۔ ”مسلمانانہ“ زبان میں یہ بھی فرمایا کہ خدا کیسے یہ غرض ہو
کہ اس دشمن خدا رسول کو سلطنت اسلامیہ آصفیہ میں کوئی خدمت دی
جاسکتی ہے۔ ہر جگہ گواہ فرمیں کہ اس ”رسالہ نگار“ سے قطع غفلت کر کے
اور ارباب حکومت کو چاہیے کہ ایسے دلائل پر چڑھ کر خود راہ ممنوعہ لدا نظر
رہے کہ مسلمانوں کی عام سچپنی کو رفع فرمائیں۔

آخر میں معروف نے وعظ کے اختتام پر کہا کہ مسلمانوں کو آزاد غلام
دل سے دنا کریں کہ جن خالی جلالت الملک آصفیہ صاحب کو بعد جاد و جلال
دیکھا سلامت رکھے کہ جن کے عہد ہیئت میں ہر قسم کے غرور و فتن سے
ہم محفوظ رہیں اور حضور کی ذات گرامی عامل مست بیضا کی (دکن نیوز)
(۴) حیدر آباد۔ یکم شہر پور۔ ایک محضر میں پر مسلمانوں کے حدود و سمط
ہیں ”دکن نیوز“ کے نام بغرضی اشاعت و قبول ہوا ہے۔ محضر میں مسلمانوں
نے حکومت سرکار عالی سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ رسالہ نگار کو ممنوعہ اہل غلط
قرار دے۔ (دکن نیوز)

(۵) حیدر آباد۔ ۲۰ شہر پور۔ معلوم ہوا ہے کہ رسالہ ”نگار“ کو حیدر آباد
میں ممنوعہ اہل غلط قرار دینے کی کارروائی حکومت کے پیش نظر ہے۔ (دکن نیوز)
(۶) مجلس مشاورت و اثر الاملاہ یکم شہر پور کو بعد ناظر حضرت

منزل جیل پورہ مشفقہ ہونی جس میں حسب ذیل قرارداد منظور کی گئی:۔
”نیا ز فقہوری جو اب ہر مسلمان اور مہجرت ایک بیکر ملافت و کفر ہے
اور جسکی تحریر ہی گرازیں آئے دن مذاہبان شریعت مسلمانوں کے ذہنی دلوں سے
جھپٹ جھپٹ کر کرتی رہتی ہیں ہرگز اس قابل نہیں کہ مسلمان ان کے غلی غشوں
کو ایک راحت کے لیے بھی برداشت کریں۔ کیونکہ سادھے تیز و سوسال
کی زندگی اس حقیقت کو اشتکات کرتی چلی آئی ہے کہ امت کو پرانی دشمنوں
نے اس قدر نقصان نہیں ہو سکتا جتنا حیدر آباد دلی اور دغلی غشوں سے نیا ز
کا دوا و دھوکا ہے۔ ابھی تحریریں ابھی دوسری قسم کے غشوں میں شمار کی جاتی ہیں۔
حیثیت غیرت اور ناموس خرمیت بیچا کی حفاظت مسلمان کی زندگی کا تقاضا
ثبوت ہے۔ پرستان دین و حق کا فرمیں ہے کہ وہ اس امر کا ثبوت علیا زجلہ
وہ کہ وہ اسلام اور پیغمبر اسلام یا قرآن حکیم کے خلاف کسی درہم و دین
کے ایک حوت گستاخانہ کے سننے کی تاب نہیں سمجھتے۔ انھیں چاہیے کہ وہ
”نگار“ کا پڑھا اور سکا خیر؟ بکھوت بند کر دیں اور حکومت کو سوجھ بوجھیں کہ خلیسی
اور دین میں گناہ کا داخلہ خود اہل بدکردار یا جائے کیونکہ اس کے معاملہ سے غلہ کے
گرام ہونے کا کوئی اندیشہ ہے۔ آخر میں حکومت کے ارباب سبب و تشدد کی

خدمت میں عرض ہے کہ اگر بازار کو سلطنت اسلامیہ آصفیہ میں کسی خدمت پر مامور
کرنے کا خیال ہے تو وہ اسے بخیال احترام اسلام ترک فرمائیے۔ جو دین دینی
اپنی گستاخوں کی بنا پر دائرہ اسلام سے خارج ہو چکے ہیں۔ اسے ایک اسلامی
کیوں بچاؤ دے جسکا شمار ایک معرفت اسلام پروری ہے۔ (دکن نیوز)

دشمن ایمان نگار

(۳۱) حق - (لکھنؤ)

نیاز صاحب فقہوری کا قلم اسلام اور مستندات اسلامی کے بارے میں آج سے نہیں غرض سے اپنی خرافات نکال رہی ہیں غریب اہل حق و حقاہت کے لئے جو کچھ ہے لیکن جو کچھ ان کے نگارین نے انھوں نے کہا ہے کہ "آتش فروز کے زیرِ عذاب نہیں ہے صاف صریح الفاظ میں قرآن مجید کے الفاظ دیکھو یہاں وہاں نہ تو کلمہ صاف نکال رہے ہیں نہ یہاں یہاں نہ سمجھتے ہیں کہ انسان کا کلام ہے اور اس میں ہر قسم کی سنی سنائی آیات جو تاریخی اعتبار سے غیر مستند ہیں اور ہیں۔ نیاز صاحب کے اصل الفاظ ملاحظہ ہوں۔

"کلام مجید کو میں نہ کلام خداوندی سمجھتا ہوں نہ الہامی باقی بلکہ ایک انسان کا کلام جانتا ہوں۔۔۔۔۔"

نیاز صاحب کے اس اعلان کے بعد ان کے سامنے ایمان کی کیا بیدار پیدا ہوئی ہو گی؟ اور ان کا نام مسلمانوں کی مردم شناری کے جبرتی کس حیثیت سے جانی ہو سکے گا؟ نیاز صاحب کو ہمیشہ سے عدت نگاری کا شوق رہا ہے لیکن افسوس کہ ان کے اس دعوے میں کوئی ذرہ صحت نہیں۔ اسلام کے بچنے والوں کو یہ مسئلہ نہیں گزرے گا، اب وہ جس دہلیز میں آج کے آگے ہیں وہ دیگر متعصب مشرقین سب ہی دعوے کر چکے ہیں کہ قرآن خدا کا کلام نہیں بلکہ ایک انسان کا ہے۔ ان نیاز صاحب اس لحاظ سے غور و خوض فرمادیں کہ انھوں نے اپنے کو مسلمان کہتے ہوئے وہ دعوے کیا کر چکے ہیں کہ وہ بے راہ مسلمان فرقہ کے کسی نام بولنے میں کیا۔

نیاز صاحب کے معنوں میں صبر قبول پیغمبروں کا ذکر ہے اپنی کے ذہن میں ہے کہ میں بھی کوئی تعلیم لفظ آگے بے میں لکھا گیا بلکہ محض رسول امیر اور اہم پر اتفا کی گئی ہے۔ لیکن اس بے ادبی کی اس گستاخی کے مقابلہ میں کوئی حقیقت نہیں جو اس معنوں میں آگے چل کر ظاہر ہوتی ہے۔ نیاز صاحب لکھتے ہیں:-

"میں قرآن کی کسی حکایت کو محض اس بنا پر کہ اسے الہام خداوندی سمجھا جاتا ہے صحیح اور نہیں کر سکتا۔ کیونکہ الہام کا تعلق الفاظ سے متعلق نہیں۔ لیکن ہم کہہ سکتے ہیں کہ رسول اللہ کو ہرے بلند افلاک کا پس منظر تھا اور یقین رکھتا ہوں کہ وہ کبھی جھوٹ نہ بول سکتے تھے، اس لیے قرآن میں واقعہ ابراہیم کا پایا جاتا ہے اس امر کی دلیل تو ضرور ہے کہ رسول اللہ نے اسے جھوٹ میں بیان کیا، یعنی اپنی طرف سے گڑبگڑ کے میں بیان کیا، لیکن میں کا اثر نفس واقعہ کی صحت یا عدم صحت پر نہیں پڑتا۔"

کیا صرف تو جناب نیاز مسلمانوں پر احسان کر کے (یا شاید ان کے جوش سے عروج ہو کر) رسول اللہ مسلم کو بلند اخلاقی کا سارے ٹیٹل نکال کر نہیں اور یہ لکھتے ہیں کہ وہ کبھی جھوٹ نہ بول سکتے تھے، دوسری طرف اس کا وہ بھی ہے کہ قرآن مجید خدا کا کلام نہیں بلکہ انسان کا کلام ہے اور ایسا کلام نہیں ہر قسم کی رتبہ و درجہ اور ان کو درجہ کیا گیا ہے۔ کیا اس سے

بڑھ کر (نورِ باشت) کوئی جھوٹ ہو سکتا ہے کہ رسول نے اپنی حیثیت کو خدا کی طرف منسوب کر دیا اور قرآن میں ایک جگہ بھی اشارہ نہ کیا ہے؟ جہتِ آئے دی کر۔ بری حیثیت ہے۔ اس سے بڑھ کر کذب کی (نورِ باشت) مثال اور کیا مل سکتی ہے؟ معلوم ہوتا ہے کہ نیاز صاحب نے اس سالہ میں بھی اپنے پیشرو ابو جہل و ابولہب وغیرہم کی تقلید کی ہے جو ایک طرف تو حضور قبولِ معلوم کر "امین" میں کہتے تھے اور دوسری طرف ان کے لئے جو قرآن کو سحر، شاعری یا سی قسم کے دوسرے انسانی کمالات کا نتیجہ ٹھہرا کر ان کے الہامی ہونے سے انکار کر سکتے۔ اب وہیں نیاز صاحب اپنے یہی دعوے لیکر آگے ہیں، رسالہ ہی مسلمان ہونے کی بارگاہ نقاب میں چہرہ پر ڈالنے کو ہے پس تا کہ اپنی تحریروں کے ان عواقب سے محفوظ رہیں جو ایسے کشاکش نگاروں کو پیش آ رہے ہیں آج سے چند سال قبل نیاز صاحب نے صاف صریح الفاظ میں اپنی اس قسم کی کشاکش نگاریوں پر اظہارِ راست کیا تھا اور ایک جگہ تو یہ اصرار کیا کہ ان مسلمانوں سے کہہ کر اگر سانی مانگی تھی۔ قوم کے حافظہ کو شاید انھوں نے بہت ہی ضیعت سمجھا ہے یا شاید ان کے نزدیک اب مسلمانوں کے دل سے حسرت اسلامی ختم ہو گئی ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ نیاز صاحب کو اپنے اس اندازہ کی غلطی بہت جلد معلوم ہو گی۔ اور حقائق کا ذکر نہیں خود لکھنے کے مسلمان باوجود اپنے شدید باہمی اختلافات کے اتنے بے حس نہیں ہو گئے ہیں کہ اس قسم کے "نفقہ کالم" والوں کی غیر اسلامی اور بعض غیر اسلامی ہی نہیں بلکہ انتہائی دغا بازی تحریروں سے مبالغہ نہ ہوں مسلمانوں کا ہر فرقہ اور ہر جماعت یقیناً ان کے غلات اظہارِ ناراضگی کر چکا۔

(۴) دینہ
"علامہ" نیاز فقہوری نے جن کے نگارین ایک سوال کا جواب دینے ہوئے تحریر فرمایا تھا
"کلام مجید کو میں نہ کلام الہی سمجھتا ہوں اور نہ الہام ربانی بلکہ ایک انسان کا کلام جانتا ہوں۔"

یہ تحریر نگار کے صفحات اُسٹے وقت سرسری طور پر چلائی نظر سے بھی گزری تھی، لیکن ہم نے اسے حلقِ قابلِ اعتناء نہیں خیال کیا تھا کیونکہ ہم سمجھتے ہیں کہ نیاز صاحب کے مشہور تو یہ نام کے ہیں اب مذہب کے متعلق ان کے "اجتماعات" کی کہیں کوئی کوڑی نہیں اٹھتی ہے اور ان کی کسی بات کا دامن لینا حقیقت میں متبادر وقت ہے لیکن معلوم ہوتا ہے ملک میں ابھی ایسے لوگ موجود ہیں جو نیاز صاحب کے اثر کے متعلق کچھ حسِ ظن رکھتے ہیں یا اپنی غیرت ابا لہ سے مجبور ہو کر مذہب کے متعلق ان کے ہفتوں کا بھی جواب دینا ضروری خیال کرتے ہیں۔ انھیں میں غالباً مولوی محمد اویس صاحب برقی دارالعلوم دیوبند میں جن کا ایک طویل معنون نیاز صاحب کے مذکورہ بالا "الہام" کی تردید میں مناسبت "مزموم" کی دو اشاعتوں میں شائع ہوا ہے اس معنوں کو پڑھ کر کہیں اس لحاظ سے تو خوش مزاج ہو جاتی ہے کہ اس میں نیاز صاحب کے الہام خرافات کی دلیل نہ دیکر دی گئی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ افسوس بھی ہوا کہ انھوں نے خواہ مخواہ اپنا قیمتی وقت ایک ایسے شخص کا جواب دینے میں صرف کیا جو مطلق لائقِ افتاء نہیں ہے اور جواب کے لیے بھی اس کی وہ بات منتخب کی جس کا

کسی کلمہ کے قلب پر ظن اڑ نہیں ہو سکتا ہے۔ نیاز صاحب نے شہید کی زبان میں بہت سے سادہ لوحوں کے نزدیک مصحح دست اور مسجد اوقات تھے لیکن مسلمانوں کی عمومی مطہر عائی کی تاب نہ لاکر اصلاح و تجدید سے انھوں نے گراگرا کر گڑبڑ کر مانی مانگی اور اسکے بعد وہیں اس ہی پیر کا ٹھکانہ بن کر رہ گئے تو ان کے متفقہ میں نیاز مندوں نے بھی اچھی طرح سمجھ لیا کہ نیاز صاحب اپنے اخلاق و عادات کے لحاظ سے کتنے اپنی میں ہیں اور ان کا اصلاح و تجدید کیا غلط کام ہو گا اور اگر کسی بازار کے علاوہ اور کسی مشہد کیلئے نہیں ہے۔ ایسے شخص کو اور اصفیٰ جیسے زوردار کسی شین کو اس پر جو حبیب و نیکو، لکھی کسی تحریک کا جواب نہ دیتے کیا ہائے کسی حال سے مناسب نہیں ہے اور یہ نیاز صاحب کی ایسی قدر افزائی سے مزین ہوتے ہیں کہ وہ ہرگز سستی نہیں ہیں۔ ہر حال اب تو انھوں نے ثابت ہو چکا ہے لیکن ہم امید کرتے ہیں کہ ان سے اور اصفیٰ جیسے تین دہے نظم کی کثرت کے لیے سوغی متعلقان کو اس سے پرہیز کریں گے۔ مناسب ہے اعتراضات کا جواب دینا۔ اسلام کی ایک اہم غرضت ہے اور یہ شہید کی غرضت اور اصفیٰ کے رفقاء ہی زیادہ بے غرض و پر انجام دے سکتے ہیں لیکن فکر اٹھانے سے پہلے یہ دیکھ لیا جائے ضروری ہے کہ اعتراض اور اعتراضات کرنے والے کی نوعیت کیا ہے۔ ہر اعتراض جو اس کے ثابت شدہ باتوں اور ہر طرف سے کوٹے والا قابل جواب ہو اسے ہر حال نیاز صاحب اور ان کے رفقاء کی طرف سے جواب دینا چاہیے۔ شہید کے عقائد کوئی شہید نہ دے دے اپنے ایمان کی خاطر نہیں کرتے ہیں اور نہ کوئی مسجد دار آدمی ان کی تکریدوں سے شہید پر ہمارے۔ ہر طرف سے ان کے پیچھے کیوں وقت نہایت کیا جاساں۔

کیا ہے اگر سلطان اسکو ارتداد سمجھتے ہیں تو میں یہ کہوں گا یہ ارتداد نہیں ہے۔ تجدید ارتداد ہے۔ انھوں تو ہم کو ان پہلے جن کا غیر ہے مسی کے متدی مرض میں مبتلا ہو چکے ہیں جن کی نظریں غلط کے صفحات پر زبیب ابی ذہب غدار اور کلام مذا کے خلاف تو ہیں آئینہ معاین پرست۔ ہرگز زنی زنا کر ان پر ان کا اتنا اثر بھی نہیں ہوتا جتنا اردو سپیدی۔ اگر یہ غلط ہے اور ایسے معاین سے ان کو مدد ہو چتا ہے۔ در ان کا دل بھی دکھتا ہے تین ان سے ہو چتا چاہتا ہوں کہ پھر نیکو کی خواہی سے۔ ہر نیکو کی عداوت و حوصلہ افزائی کیا سنی رکھتی ہے۔ جو اپنے طاقت قلم سے خود غلط گھنٹہ میں آئے۔ ان کا زور معاین کے گندہ لڑیچہ فراہم کر رہا ہے جو نئی پور کے۔ غدار کو تیار اور اسکی معدوم و مہبت کر رہا ہے۔ غدار کے لئے جس میں حبیب اس رہا ہے۔

نکاحی مسلمان اب بھی اس کا احساس کرتا ہے اور ایسے پرچہ کا تبادلہ اپنا فرض اور اس جانب جو ذہنی دن آزارانہ معاین کا حامل ہے اور اس کا غایت سے خزانہ کرتی جس سے اپنی اسلام کی توہین اور خدا اور کلام خدا کی اہانت کی اشاعت میں رو دیتی ہے۔ کیونکہ اس طاقت و رواداری کی گنجائش کی بے قرینیت ہم سے ایک ہے۔ چنانچہ اتنا بتائی فرماتا ہے والا تاوان علی الوتر و اللہ و ان۔

علیہ سید عبدالحی ضیاء۔ حیدرآبادی

(بقیہ صفحہ ۵)

- (۲) نگار - ۱۶ صفحہ - قیمت ۱۰۰۰ باغ بندوں کے لیے کتبہ جامعہ
- (۳) قطعیں - ۵۰ صفحہ - قیمت ۱۰۰۰ دہلی کے رسالے کتبہ جامعہ کی ہر شاخ سے مل سکیں گے۔
- (۴) سلام طین آصف جاہی کی تراویح دو اداری - از مولوی محمد عبد الواب صاحب عذیب - ۱۲ صفحہ -
- موجود نام سے ظاہر ہے - ہر درج میں
- (۵) صلا سے حرم - ۱۰۰۰ سالانہ مدرسہ مولیت کو سلمہ - ۲۱۰۰ صفحہ - پتہ: مولوی محمد سلیم صاحب ناظم مدرسہ مولیت - قریب باغ - نئی دہلی
- کہ صفحہ کے قریب ترین اور مشہور دارالعلم مدرسہ مولیت کی مفصل و پچھ سالانہ روداد - علاوہ مدرسہ کے مفصل سلیقہ آمد حالات کے اور بھی بہت سے سلاطین اور دیکھیوں کا مجرہ - "شکات اعداد سے کہیں زیادہ اور کلام کی باتیں بھی اس میں مل جائیں گی۔

قصایف جناب مدینہ

جن میں سے ہر کتاب گنجینہ جو اہرام ہے اگر لکھو سے نگرانی ہوں جناب طلب فرمائیے

نہجہ دار اصفیٰ شہل منزل - غفلت

مراسلہ

نیاز فتحپوری کا تجدید ارتداد

کلام مجید کو میں نے کلام خدا سمجھا ہوں اور اللہ رب العالمین کا ایک انسان کا کلام بناتا ہوں اور اس سلسلہ میں اس سے قبل کئی بار مفصل گفتگو کر چکا ہوں۔

یہ ہے نیاز فتحپوری کا وہ تازہ کلام جو اخبار صدق لکھنؤ میں شائع ہوا اور جس کے اخبار جہیز کن نے اخذ کیا۔

نیاز فتحپوری طبقہ اسلام میں ایک مرتد کی حیثیت سے محتاج غارت ہے۔ لیکن یہ - بجا تیرہ سالہ مذہب لاداری کا حامل لڑیچہ ہے۔ ان کا تو یہ نام کہ جو انھوں نے بعض حساس مسلمانوں کے محتاج کے باعث شائع کیا تھا اور پھر اس سے سرتابی یہ ایسی باتیں نہیں جن کو مسلمان اصفہان و بلذراوش کر دیتے۔ مسلمانوں کو تو کافی طور پر اذعان ہو گیا ہے کہ مذہب اسلام میں نیاز فتحپوری کا کیا موقف ہے۔ نیاز نے جو کچھ لکھا ہے وہ کوئی نئی بات نہیں۔ خود انکو بھی اسکا اعتراف ہے اور وہ بیاہنگ دہلی کہ ہے نہیں کہ اس سلسلہ میں اس سے قبل کئی بار مفصل گفتگو کر چکا ہوں۔ گو یا وہ اپنے اس لڑیچہ کی طرقت مسلمانوں کو سب سے کہہ رہے ہیں جس میں انھوں نے چتہ اڑا دیا کہ ثابت کیلئے میں ہر روز قلم دکھایا ہے۔ ایسی صورت میں آج جو کچھ امد کے کلام اور اس کے سال کی نسبت نیاز صاحب سے اخذ فرمایا

کی طرف توجہ دلا ہے۔ اور یہ میدان اپنے کنبہ اور خاندان کا ہے۔
 اس کی مشق سب سے پہلے اپنے عزیزوں و کنبہ والوں ہی پر
 ہونی چاہیے۔ اور جب یہ مشق پختہ ہو جائے تو باہر والوں کو
 بھی جہد و خاندان کچھ کرانے کا سانس دینا آسان ہو جائیگا۔
 نیز گھر میں اس کی مشق کیے اور اس مشق میں پختہ ہوئے باہر والوں
 کے ساتھ اس کا پرتنا ممکن نہیں۔ (دہر کی، ۲۱ جولائی ۱۹۷۷ء)
 اس کی تعلیم سب سے خود کس حد تک صحیح ہے، اور اس کے حدود عمل کیا گئی ہیں؟ یہ
 ایک اہم بحث ہے۔ یہاں تعلق اس کے مرتبہ اس پہلو سے ہے کہ کتنا صحیح حی
 اُسے دیا گیا ہے۔ اسے قبل، خاندان اور کنبہ کے اندر پھیلانے پر زور دے
 دیا ہے۔ اور یہ بالکل صحیح طریق کار ہے۔ شریعت اسلامی نے زمین اس طریق
 فطری کے مطابق نیکی کرنے والی دودھ دینے کی عادت کرسنے کی ابتدا کھڑ
 والوں سے رکھی ہے۔ قرآن مجید بار بار زور دیتا ہے قرابت والوں کی ذمہ داری
 اور اولاد اور عوام کے حقوق پر۔ اور احادیث میں ذمہ داری کے ساتھ یہ سنون
 دیکھے کہ بہترین انسان وہ ہے جو اپنے گھروالوں کے ساتھ جہد و پرتی کرتے
 والا ہو۔ شریعت نے دنیا کے وسیع میدان میں تمام رکھنے سے قبل چارے
 اخلاق و دیانت و معاملات کے لیے پہلے فرزندوں کی اصلی تعلیم کا حقیقی فریضہ
 اس کی خاندان ہی کو قرار دیا ہے۔ اور میں سے نکاح کی اہمیت واضح ہو جاتی ہے۔
 نکاح ہی ذمہ داری ہے جو خاندان کو پیدا کرنا ہے۔ باپ اور بیٹے، یہاں اور
 بیوی، بھائی اور بہن، شہر وال اور شہر کے سارے تعلقات محبت کی بنیاد
 نکاح ہی پر ہے۔ تہذیب جدید کا یا جو علم میں نہ نکلتا وہ خوب
 سمجھو کہ یہ صحیح شریعتی زندگی میں وہ سب سے پہلے اس ادارہ پر توجہ دینا چاہیے
 اور سب سے پہلے اسی کی اہمیت کو نگاہوں میں خفیہ کر دکھانا ہے۔ جسے کمال
 اس کے ذرائع، اس کے سینما، اس کے سارے غرض اس کے پرچہ نگار کے سارے
 دیگر مین کا زور، مختلف عنوان اور اصولوں سے اس فطری ہر طرف ہونا ہے
 کہ جس طرح میں ممکن ہو اس تعلق کو خفیہ اور اسے حرث ایک یا کئی ذرائع
 سطح میں نظروں اور محبت پسند دماغوں میں کر دکھایا جائے اس کے بعد
 یہ ان دعوات ہے!

تہذیب کے مرض

”ہم سب کو اس کا جذباتی ہر ہے کہ ہمارے
 نوجوان جو فوج میں بھرتی ہو کر ہندوستان جلتے ہیں ان کے
 درمیان امراتیں خبیثہ کا پھیلاؤ کچھ کم نہیں ہے۔
 یہ بات ستر چرچ میں موجودہ ذہن پر غلبہ ہے۔ یہی ہے کہ کوئی چھ سال نہیں
 باہر نکلتے ایک ایسا ہی کسی ایسی صورت حال میں ترقی کیے جا
 ”اصلاح“ ہونی ہے کہ شہر کی بابت ان ذرائع ہندوستان کے شہر کی
 رپورٹ حال میں شائع ہوئی ہے اس میں اعداد و اہل نظر آتے ہیں۔
 ۱۹۷۱ میں ”گورے سپاہیوں نے لہور میں خبیثہ کے پھیلاؤ کی تعداد ۳۳۵۸۰ فی ہزار تھی
 ۱۹۷۲ میں ”.....“
 ۱۹۷۳ میں ”.....“
 ۱۹۷۴ میں ”.....“
 ۱۹۷۵ میں ”.....“
 ۱۹۷۶ میں ”.....“
 ۱۹۷۷ میں ”.....“
 ۱۹۷۸ میں ”.....“
 ۱۹۷۹ میں ”.....“
 ۱۹۸۰ میں ”.....“
 ۱۹۸۱ میں ”.....“
 ۱۹۸۲ میں ”.....“
 ۱۹۸۳ میں ”.....“
 ۱۹۸۴ میں ”.....“
 ۱۹۸۵ میں ”.....“
 ۱۹۸۶ میں ”.....“
 ۱۹۸۷ میں ”.....“
 ۱۹۸۸ میں ”.....“
 ۱۹۸۹ میں ”.....“
 ۱۹۹۰ میں ”.....“
 ۱۹۹۱ میں ”.....“
 ۱۹۹۲ میں ”.....“
 ۱۹۹۳ میں ”.....“
 ۱۹۹۴ میں ”.....“
 ۱۹۹۵ میں ”.....“
 ۱۹۹۶ میں ”.....“
 ۱۹۹۷ میں ”.....“
 ۱۹۹۸ میں ”.....“
 ۱۹۹۹ میں ”.....“
 ۲۰۰۰ میں ”.....“
 ۲۰۰۱ میں ”.....“
 ۲۰۰۲ میں ”.....“
 ۲۰۰۳ میں ”.....“
 ۲۰۰۴ میں ”.....“
 ۲۰۰۵ میں ”.....“
 ۲۰۰۶ میں ”.....“
 ۲۰۰۷ میں ”.....“
 ۲۰۰۸ میں ”.....“
 ۲۰۰۹ میں ”.....“
 ۲۰۱۰ میں ”.....“
 ۲۰۱۱ میں ”.....“
 ۲۰۱۲ میں ”.....“
 ۲۰۱۳ میں ”.....“
 ۲۰۱۴ میں ”.....“
 ۲۰۱۵ میں ”.....“
 ۲۰۱۶ میں ”.....“
 ۲۰۱۷ میں ”.....“
 ۲۰۱۸ میں ”.....“
 ۲۰۱۹ میں ”.....“
 ۲۰۲۰ میں ”.....“
 ۲۰۲۱ میں ”.....“
 ۲۰۲۲ میں ”.....“
 ۲۰۲۳ میں ”.....“
 ۲۰۲۴ میں ”.....“
 ۲۰۲۵ میں ”.....“
 ۲۰۲۶ میں ”.....“
 ۲۰۲۷ میں ”.....“
 ۲۰۲۸ میں ”.....“
 ۲۰۲۹ میں ”.....“
 ۲۰۳۰ میں ”.....“

لکھ: ”قول لکھ (اور اسی سے اس شہر کے مہتممات انہوں)۔
 ”کوئی حکومت اس سے بہتر انتظامات لگوانی کے کہیں نہیں سکتی جیسے
 حکومت ہندوستان میں گورے سپاہیوں کے لیے رکھی ہے۔“
 (۱۵ جولائی ۱۹۷۷ء)
 عرض سے بڑھ کر عجیب ملاقات عرض نہ کر رہی صاحبین کے حسب شخصیت ہیں۔ رپورٹ
 ہے۔
 ”امراض خبیثہ کی روک تھام کے کام رہنے کا بڑا سبب ہندوستان
 میں یہ ہے کہ فوجی بارگاہوں کے باہر معاشرتی دیکھ بھالوں، رنگینوں،
 خصوصاً زمانہ سمجھوں کا فقدان ہے۔“
 کیا خوب! صاحب نے شاید ویسے ہی صحیح پر اہل تدبیر کی دوا دیا گیا کہ دیکھ کر
 کہا تھا

آپ پر بھی غائبانہ ہوتے ہیں!

مساجد میں خاکساروں کی پناہ گزینی

خاکسار ”ہمارے“ نے حکومت پنجاب سے مطالبہ کیا ایک نیا طریقہ نکال دے کہ
 وہ قانون کی خلاف ورزی کرتے ہوئے باہر ملک اور باہر دیوں میں مارچ کرتے ہیں لیکن
 جب پولیس ان کو گرفتار کرنے کے لیے پہنچتی ہے تو یہ باہر درجہ کا مطلق نام ہمیشہ
 بچا ہے ”خاکسار“ کو مسجد میں دھکی دیا جاتا ہے وہی کھڑے کاٹھ دیکھ کر اٹھا (بھاگ کر کس قریب
 کی مسجد میں دوپہش ہو جاتے ہیں اور محلہ والوں کی دھمکیوں پر گورے اور سفید فاقوں کے پولیس
 سس کے احترام کے خیال سے وہاں ان کو گرفتار نہ کرتے اور اگر پولیس اے ایسا کرتا ہے
 تو ان کو چھوڑ دیتے کہ موقع مل جائے کہ وہ کبھی مسلمانوں ان پولیس والوں نے مسجد میں
 میں گرفتار کر کے ”مذہبیت کی تدبیر“ کر ڈالی۔ خاکساروں نے اس طرز عمل نے ایک
 نیا سکہ یہ پیدا کر دیا ہے کہ اس طرح مساجد کو پناہ گاہ کے استعمال کرنا درست
 ہے یا نہیں؟ اسکے جواب میں خاکساروں کے حایوں نے عجیب طرح علمی و ”فنی“
 روش گمان فرمائی ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ نماز پڑھنا، افکار و اشغال اور ذہنی
 و قلوب قرآن پاک کے علاوہ مساجد کو مصالح اسلامیہ کے لیے بھی استعمال کی جا سکتی
 ہیں لیکن خاکساروں کی ان حرکات کو ”مصالح اسلامیہ“ میں شمار کرنا اس
 قدر من حیوان کی بھی تو نہیں کہتا ہے۔ لیکن ہے کہ حکومت پنجاب کے ساتھ اس کو
 میں ”ادارہ علیہ“ کے کچھ مصالح ہوں! علاوہ شریعت کے سمجھائے اور نکلانے ہوئے
 اسلام کا کوئی فائدہ ہو۔ لیکن ہر سی بصرہ کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ
 محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یہ مساجد اور اس پر ایمان لانے والی
 ”مسلمہ“ اس میں کوئی فائدہ اور مسکنیت نہیں ہے۔ بلکہ کھلی ہوئی مغرور ہیں۔
 ذرا حاضر حواس ہو کر سمجھو کہ ”مسجد“ ایمان انسان کی غلط فہمیاں کر کے اپنے
 لوگوں کو جو تافانی مجرم ہوں یا حکومت سے خود ساختہ دم ہمارے اور قانون شکن کر کے
 گرفتاری سے بچنے کے لیے مساجد کی پناہ لیتے ہوں مساجد کو پناہ گاہ بنانے کی
 اجازت مسلمانوں نے دیدی تو اس کا نتیجہ خدا نخواستہ یہ ہوگا کہ بعض حالات میں مجبور
 ہو کر حکومت مساجد میں بھی گرفتار یاں شروع کر دیں گی جس سے مسلمانوں کو سخت طاق
 دیت بھی ہوگی اور اس میں ہلوں تک کے اڑھائے ہوئے۔ ہر اسکے نتائج پر بھی
 ہو سکتے ہیں کہ حکومت مساجد کی تعمیر یا اس کے محل دروغ کے لیے سخت اور
 ”اس سب روئے اختیار کرے۔“ (ابنی صفحہ ۲ پر غلط فہمی)

رزم فرنگ

نمبر ۲

(از عبد الماجد)

یہ باریاں کیا کر اور کن کن (سبابہ سے پیدا ہوتی ہیں) ان میں جزایات
 و تہنمات کو چھوڑ دینا، اتنا ہر حال میں رازدشت کی تکفیر کے لئے ہے، جس کے
 "سپاہیوں کی میت بڑی اکثریت کو پا پا زنگہ ناما مان غلام و غلام
 آگے ان دو اذان اور تہجد کا ذکر ہے، جن سے حرام کاری کے بعد بھی اس کے
 تہائی کسے نجات ملتی ہے۔ اس لیے کہ نفس حرام کاری سے بچتا تو صفت
 کے تجربہ میں ممکن ہی نہیں۔ اس طرت سے تو وہ مایوس ہیں۔

"بدستغی سے، جنگ کے زمانہ میں غفلت شکاری ممکن ہی
 نہیں معلوم ہوتی۔" (صفحہ ۱)

بلکہ ایک بڑے تجربہ کار فرجی افسر کے زمانہ میں صفت شکاری ممکن
 "ہر کاری و امر میں تہذیب و توجاہ سے پیدا ہی ہو تھیں، اس کے
 لازمی نتائج کے طور پر ہیں۔" (صفحہ ۱)

لیکن جی تو پروردگار و کائنات کی طرف سے مجبور و مجبور ایسے ہی سے ہیں کہ
 یہ ممکن نہیں، اگرچہ غایت سے اس فرض کے لیے مجبور ہوتی ہیں، لیکن یہ بھی
 ہونے، انہی کو کوئی جاہل و غافل نہ بنے نہ پائے؟

"تجربہ سے یہ طریقہ بھی علم ہے، اثبات و حجاب ہے۔" (صفحہ ۱)

البتہ جاری کو دینی صورت دینے اور عام آبادی کے دنیویان کے پھیلنے کی راہ
 میں جو امر ایجاب تجویز کی بنا پر مانع ثابت ہو سکا ہے وہ شراب کی بندش ہے۔ نشہ
 بازی اور ان امر میں خبیثہ کے پھیلاؤ میں گواہی دہن کا ساتھ ہے جو جو
 شراب نوشی پر قید لگتی جاتی ہے، اسی نسبت سے یہ واپس بھی تاویس آتی جاتی ہے
 "یہ حقیقت نزار و غبار سے بالکل بالاتر ہے کہ جاری کی جہت
 کے پھیلاؤ میں دخل عظیم شراب نوشی کو ہے۔" (صفحہ ۱)

شراب کے اب میں قرآن مجید نے بھی دو باتیں کہی ہیں جس میں غرض
 ایک یہ کہ یہ بھاسے خود ایک گندی چیز ہے، دوسرے یہ کہ یہ ایک شیطانی طرح ہے۔
 تجربہ سے بھی یہ خوب ثابت ہو گیا ہے کہ غلام و ان نقصانات کے جو شراب کی رات
 میں آتا ہے، بہت سے دوسرے خاصہ کا ذریعہ پیش خیمہ میں ہیں۔ اور یہ ایک نہایت
 تصدیق و توثیق سے اشارہ و تقریر کی۔

اس کے بعد صفت جبر بھی تہذیب کی بحث میں پڑ گئے ہیں، اور کئی صفتیں ایسی
 کی نذر کو پڑے ہیں۔ ان سب کو نظر انداز کر جائیے۔

امراض خبیثہ فتنہ میں سر سے پیدا ہی کیوں ہوں؟ اصل سوال تو یہ ہے۔
 لیکن جواب میں مانتا ہی موجود ہے۔ ان امراض کی کہیں لینے تو نہیں ہی جائیے۔
 "امراض خبیثہ" حرام کاری کا تو چوٹی کا من۔۔۔
 کا ساتھ ہے، جس طرح جنگ کا حرام کاری لازم و ملزوم ہیں۔ اور
 حرام کی طرف سے اس پیشہ وراز حرام کاری کی روک تھام ہونا
 ایک راجح نہیں، اسٹا جاننی ہتھی قرین مسکت معلوم ہوا ہے۔

بذ گیارہ جزاں گونہ کا بیان ہے، کہ جتنی بڑی فتنہ اسی نسبت
 سے کہیں اور ہوا، اور توں کی لین واری ساتھ ساتھ (صفحہ ۱)
 آگے پچھل جنگ عمومی کے مشاہدات ہیں۔

"فرمانہ میں کہیں ہر ہر جگہ موجود ہیں۔ پیرس خود کو کٹنا چاہے کہ
 بس ایک غلبہ نشان قہر خانہ بنا کر دیا گیا تھا۔ بہت سے اور غمرا
 خصوصاً (روایاں پانچ غمروں کے نام ہیں) تو حرام کاری کے مرکز تھے۔
 اور حرج و مرج میں ناچار حساب بانی ہر شفیقہ اسٹراٹیک اور (۱۳)
 غمروں کے نام (۱۴) ہیں) سب کہیں سے بھرے ہوئے
 تھے۔ قہر خانوں کے۔ وازوں پر سپاہیوں کی نظارہ نگار اپنی
 اپنی باری کی نظر کھڑی، ہتی تھیں، اور فرنگ کے بے ہوشی اور
 دیشتر موجود تھے۔ کلاس کے میز پر جو "بنو" (افسر غلام) سٹے
 آتا۔ مونا یا ہونا کہ اس میں پہلے تو فرنگ کی تھیں، "عاجو تھیں"
 اور پھر ہونا، کہ تو فرنگ کی تھیں اتنے وقت کے لیے اتنی تھیں۔ (صفحہ ۱)
 اور اتنی دیر کے لیے اتنی تھیں۔ (صفحہ ۱)

یہ سرگزشت تو فرانس جرمینی، لجم و غیرہ کی تھی۔ اب فاس انگلستان کا حال
 لحاظ ہو۔

"انگلستان میں حرام کاری اس زور کی پھیلی کہ اس کی کوئی نظیر
 نہ انیسویں صدی میں ملتی ہے، نہ اس وقت تک بیسویں صدی میں
 یہ قول انگلش دیوی (ابن مسعود) "بازاری چھو کر
 مزدور ہو گئی ہے، انگلی چھو کر کی کے۔ جو میسوں سپاہیوں تک
 جہت پھیلاتی پہلی جا رہی ہے۔" (صفحہ ۱)

پھر یہ جہت گمروں کے اندر اتنی پھیلی کہ بازار و دباں شراب گمروں
 "غلام گمروں سے اس سے کہیں زیادہ جاری پھیلاتی جتنی کہیں
 کے ذریعہ سے پھیلی۔" (صفحہ ۱)

برطانیہ کے تو نہیں، لیکن برسی کی بابت تو مستند ہوا، یہی ایک حد تک موجود
 ممدون کا ہے۔ ایک ہزار جاری زور جرمینی سپاہیوں کی بابت تکفیر پہلی، تو پھر
 ہوا کہ ۱۹۰۵ء کی صدی جاری کار خانوں میں کام کرنے والوں کے ذریعہ سے
 پھیلی۔ اور اس لیے کہ یہ سپاہیوں کے اس سے صحت ۱۹۱۲ء میں ہوا
 "تشیہ اسلامی تہذیب کو چھوڑ دینے، ہندوستان کے موجودہ طے جہان کو لیجی،
 میں میں اسلامیت کا حضور صفت کیا صفت، ایک چوغائی سے زیادہ دینا دیا
 بھی اس صورت حال کا تصور کیا جاسکتا ہے؟ آئندہ دس میں بسا یا مملکت انگلینڈ
 غلط حاضرت، بے محابا، اور سینا کی برکتوں سے جو کچھ بھی ہو جائے۔ سو ان
 اس وقت کی بابت ہے۔

آگے مصنف صاحب فرماتے ہیں کہ جاری کا خوف بڑا خوف ہے۔ مونا
 خوف ہے جو لوگوں کو جوش و خروش کی حالت میں کہیں کے پاس جاتے سے
 دیکھ کے ہنسا ہے۔ یہی سب سے آخری اور ذلیل ترین پٹی ہی مٹی میں کہیں جاتا ہے
 کا گھر ہوتی ہے۔

"جنگ کے زمانہ میں جنس ہی سر سے بدل جاتا ہے۔ سپاہی،
 بلکہ نہری سب کے ساتھ ہی ہوا، اسٹاپٹ ہونے میں غم و غنا

سائل و اجابات

ہفتیہ ملکہ

۱۱۔ ہمدرد محنت ۔ روحانی علاج لبر۔ مختصات ۵۲ صفحہ قیمت ۱۲۔
 پتہ ہمدرد خزانہ - لال کوٹس - نرمل
 دینی کا شعور طبی رسالہ ہمدرد صحت اپنے مفید و عالمانہ، خصوصی خبروں
 نے بے خاص شہرت رکھتا ہے۔ اب کی اس نئے ترین صحت سے کام لے کر ایک شخص
 اپنا مزہ بھر سکتا ہے۔ اپنا ڈیم کے طبی پہلوؤں سے متعلق اردو میں بہت کم گویا
 کچھ نہ تھا۔ ہمدرد صحت لے رہی ہے۔ خاصہ ذخیرہ اپنی زبان و ادب میں نیا کر دیا
 ہے۔ رسالہ ڈی ایب میں ششم ہے۔ پہلے کا عنوان ہے "فلسفاتی علاج اور توہم
 تاریخ کی روشنی میں"۔ اور اس کے تحت کوئی پینتیس چالیس سیٹھی خود مزہ لے
 سکتے ہیں۔ سسرو باہلی، پینتیس، ہند سے لے کر یورپ، امریکہ تک کی مادی
 تاریخ خود کا مطالعہ میں آتا ہے۔ باب ۴ میں توہم و نظائر توہم پر سے باہر آج اور خود
 توہم پر آج جو دنیا باقیہ میں کیا جاتی ہے۔ یہ پھر خود توہم پر آج اور خود توہم پر آج
 "ایب" اوقی یہ بعض مقامات صحت پر ہے اور پہلے کا عنوان ہے "توہم کے علم
 طریقے"۔ ساتویں باب "متفرقات" پر ہے اور اس کے تحت - پینتیس
 کیا ہیں "ایب" غم نہ توہم پر ہے۔ ساتویں باب کا عنوان ہے "ذاتیات و مشائخ
 و نواس" ہے۔ "ذاتیات" پر ہے۔ یہ نثر استیلا خود اس انداز کے لیے لکھی ہے
 کہ کتنے مسائل پر چمکے اندر صحت کو دیکھ گئے ہیں۔ اور کی قیمت میں توہم قیمت
 ہے۔ اگر اس سے زیادہ قیمت ہوتی، جب بھی پرچہ کی حیثیت، فادری کے
 مقابل قیمت گروں نہ ہوتی۔ معلومات زیادہ تر مغربی ممالکوں سے سلیقہ
 مند ہیں جس انتخاب کے ساتھ لکھے گئے ہیں۔ لیکن اپنے ہاں کی چیزوں کو بھی
 چھوڑا نہیں گیا ہے۔ "ایب" جہاں اسلام کے نقطہ نظر اور طب ہوتی کا ذکر ہے
 اہاں ہمدرد، اسکے دین کے لیے کی گئی، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "روحانی علاج"
 کے سلسلے میں سارا اذ طریقہ دیا ہے۔ جو خود ایک عبارت ہے اور
 مہلی کے سامنے بند کی التجا اور علاج بالکل مختلف ہے ہمدرد منتظر اور
 "علاجات کے طریقے"

۱۲۔ محنت ۔ (ساگرہ نمبر) مختصات ۵۲ صفحہ قیمت ۸۔ پتہ ہمدرد خزانہ
 صحت - کوچہ چلیاں - دہلی۔

دہلی کا وہی مشہور و عظیم زمانہ سالہ ہے۔ اس سالہ انگریزی مردم ہندوؤں کی
 یادگار ہے۔ یہ ساگرہ نمبر بہت منعم شایع ہوا ہے اور مضامین نفس مختصات و
 کیفیت کے اعتبار سے نہیں، انارہ و کیفیت کے لحاظ سے بھی قابل قدر ہیں۔
 جو بد اثرات سے کسی حد تک متاثر ہوا تو لازمی تھا، جیسا کہ تصویروں کی زیادتی
 سے ظاہر ہو رہا ہے، تاہم رسالہ انگریزی عہد ایک اب بھی اپنے محرم بانی کے دور
 سے تدریج خصوصیات کو قائم رکھنے پر ہے۔ شروعات میں معارف مرحوم کے ایک
 پڑاؤ سے "مضمون کی اگرچہ جذبی سطح پر درج ہیں، لیکن حسب معمول سوز و گداز میں
 توہم پر مبنی کچھ نام غیر الدین، عہد کا مضمون "ہندوستان پر ہوائی حملے کے حالات پر
 رسالہ کے لیے باعث فخر ہو سکتا ہے، اسلوات سے لبر نہ۔ مولوی محمد ظفر صاحب
 نے لکھے جو اہر روزہ "خانہ داری" اور "سیرت" کے عنوان سے۔ جیسے
 سیرت اس خبر میں بھی مفید و قابل رہی۔ مرزا فرحت اللہ ایک کا افسانہ پھر، بالکل

اور زبان کی صحت و شگلی کے لحاظ سے اپنی مثال آپ۔
 ہے۔ ہمدرد مضامین اور بھی کام کے ہیں۔ ہرچہ ہر شریف لکھن سربستی کے
 قابل ہے۔

(۳) بیداری (ماہنامہ) ایڈیٹر لاد امدی صاحب ۵۶ صفحہ قیمت ۱۲۔
 سالانہ - پتہ، دفتر رسالہ بیداری، کوچہ چلیاں - دہلی
 دہلی کے لاد امدی صاحب کی شخصیت خاص معروت ہے۔ نظام اشاعت
 اور سند و عام فہم و عقیدہ رسالے نکال چکے ہیں۔ اب یہ ماہ رسالہ بیداری ہے۔
 نام سے جاری کیا ہے۔ ابھی معروت بلالہ نمبر، مولوی بو لہے۔ انشہاد کی کثرت
 مضامین کو دیکھتے ہوئے ہے۔

یہ بھی جتنے مضامین ہیں، ان کی اہمیت خاصہ مفید ہیں۔ اور عام فہم، اگرچہ تقریباً
 ہر مضمون کے اندر بعض انشہاد بارک غلطیاں اور بے تحقیق باتیں موجود ہیں
 بہ کار کی کا انداز اور لکری اور تعلیم پر کیا خرچ کیا ہے تینوں مضامین شہر بہر
 پر وہ کے مضمون میں خود سے مرادیت کی سبک موجود ہے۔ اسلامی جہل اور
 تجوہ آہزی اور سنجیدگی، احمدہ مضامین سے گزرا، اختراعات ایک میں موجود ہیں
 اور یہ آج کل کے کسی رسالہ اور پھر تھارتی رسالہ کے لیے کوئی نہ لی، اور نہیں۔
 و امدی صاحب کا نظریہ و رجحان، مفید ہو سکتا ہے، بشرطیکہ بعض مسائل کی
 مزید تحقیق کی محنت و کرا، فراموشیا کریں۔

(۴) تعلیم القرآن - ترجمہ مولوی عبدالرحیم صاحب ۵۰ صفحہ جمعیۃ تفسیر
 قیمت ۱۲ سالانہ - لاد امدی پرچہ - پتہ، لاد امدی، تعلیم القرآن، فلیں گڑھ
 ہمدرد - سید آباد دکن۔

حمید آباد اسے یہ جدید غنہ دار سالہ قرآن مجید کی عام فہم تفسیر و تشریح کے
 لیے جاری ہوا ہے۔ اس کے مترجم مولوی عبدالرحیم صاحب ہیں، جس کی قوی و
 لی مذات کے غنائے، یہ سلسلہ انجمن اسلامیہ و دارالاسلام، دکن ایک
 زمانہ میں گویا دیا تھا۔ رسالہ کے مرتبین نمبر ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲
 میں آخری پارہ کی آخری سورتوں کی تفسیر درج ہے۔ عبارت کہیں کہیں شکل میں
 ہو گئی ہے، لیکن عموماً آسان ہے، کام بہ حیثیت مجموعی اچھا ہے اور اعانت و
 حوصلہ افزائی کا حق۔

(۵) نولے وقت (ہفت روزہ) ادارہ، غیر جس صاحب و مدیر نظامی سنا
 ۱۲ صفحہ قیمت سالانہ ۸۰ روپے، دفتر "نولے وقت" لاہور۔

لاہور سے یہ ہفت روزہ حال ہی میں نکلا شروع ہو رہا ہے۔ مٹوش نظر
 ہے۔ پرچہ کا ساک حکیم قلم حضرت اقبال کے اصول کی تبلیغ معلوم ہوتا ہے
 سیاسی روش سلم ایک سے لیتی ملتی ہوئی۔ سیاسیات کے ساتھ ساتھ ادب کی
 چاشنی بھی ہے۔

(۶) ندیم - ہمدرد - ایڈیٹر مولوی ریاست علی ندوی۔ مختصات ۵۲ صفحہ
 کتابت گنگا - سندھ تھانہ، قیمت ۸۰ روپے، رسالہ ندیم، گنگا (صوبہ بلار)
 ندیم کا ہمدرد نمبر خزانہ و ہمدردوں کے گڑھ ہائے ہمدرد ہے، اختراعات
 بہ شایع ہوا، رسالہ کی صورت میں نہیں بلکہ عظیم الشان کتابت مختصات کے ساتھ
 ساٹھ چار سو صفحے اور پندرہ اور وہی ہندی، در آورو دھنیاں کتابت کے ساتھ،
 کون اسے رسالہ کیسا؟ مضمون کے لحاظ سے سب ہی کچھ اس کے اندر موجود ہے۔
 ادب، تاریخ، سیاست، سیرت، مذہب، سولہ، افسانہ، مزاحیہ، علم و فنون،

انگلستان میں قیام لازم

فارمڈ زلی فیکس نے جن میں چاند کو جواب دیتے ہوئے ایک ایسی حقیقت کو اصرار کیا ہے جس کا اثر ان مسائل کے بعد شاید نہیں کیا گیا ہو۔ آپ نے فرمایا:-

"میرے ساتھ امریکہ اور ہاربر ملک کی بنیادیں تھیں۔۔۔ ایمان

اشتبہ۔۔۔ یہ ہیں وہ درجہ جگہ سارے ہمدرد ہیں کہ

سمت کی طبعیت کے لیے یہ مضمون ملک لائی ہوئی ہے

۔۔۔ قطع نظر اس کے کہ جس کے تعلق میں تعلق کیا ہے اور اس کے بعد اس کے بارے میں

انہیں اس کی تفسیر سے احتیاط لکھا ہے، ہم ان قلمبر لائن اور جن خیال کو گزرا

زور نفاذ سے یہ روایت کرنا چاہتے ہیں کہ انگلستان کی سرزمین پر خداوند

نیاز اور زبان خلق

(۱۰) سید صاحب اتحاد المسلمین جرحہ الامام دین محمدی - در شریعت میں

نماز مسجد جامع مسجد کا درمیان میں جرحہ عبد الکرم صاحب مدرس مدرسہ

عربیہ نے رسالہ نگار اور دیگر نگار کے اتحاد و مذمت پر تقریر کی اور اس کی تقریریں ظاہر

کرتے ہوئے حسب ذیل قرارداد پیش کی جسکو حاضرین نے بالاتفاق منظور کیا:-

"نگار اور اسکے حاضری الشریعہ کے مالک ہیں بے دینی نہیں ہے۔ لہذا اس کے

نگار کا داخلہ مالک محمد سعید کارخانہ میں چاہی پیدا ہو تو حکومت طلبہ از طلبہ

بند فرما دے اور نیاز محمدی اور اسکے ہم خیال اشتغال کے اتحاد و مذمت سے

سرشتہ تعلیمات اور جامعہ عثمانیہ کو محفوظ رکھا جائے۔ کیونکہ مالک اسلام میں

اس وقت ملازمہ مالک سلطان العلوم کا بعد سلطنت آصفیہ اسلامیہ کی

ذات شامہ ہی ایسی ہے کہ مملکت

ایک صدق نواز کا عطیہ

نمائت سرست سے اعلان کیا جاتا ہے کہ صدق کی اپیل کا صدق

نوازوں پر رشتہ رشتہ اثر پڑ رہا ہے۔ چنانچہ آج ۲۰ اگست کو ایک

رقم مبلغ ۱۰۰۰ روپے کی جناب عبداللہ اسلمس و نیکو اسکواٹو احمادیہ

محکمہ انگوٹھ نے درج ذیل رقم صدق میں ارسال فرمائی

ہے۔ - - - - -

اور سمیت لایہ کیا شریعت سے ہیں تو

تباہ کیا تھا کہ وہ بے ادب کو تباہی دے

چکا ہے اور وہاں مذہب کو سیاست سے

الگ کر دیا گیا ہے۔ نیز بعض دہائیوں کا

ہر پہلے ترقی ہی اس وقت کی جگہ وہ

مذہب کو اپنے حدود سے خارج کر چکا۔ مگر

اس وقت ہم فارمڈ زلی فیکس کی زبان سے

سن رہے ہیں کہ بخلافی سیاست ایمان

باللہ اور سچی تعلیم پر قائم ہے۔ اور سمیت

ذرائع سے اپنے ملک میں شریعت اسلام

کی اہم اور حفاظت فرمائی ہے" (میردکن)

(۱۱) حیدر آباد - ۱۳ - شریعت

دارالعلوم عثمان پورہ دہلی کا ایک تقریر

طلبہ تبلیغ اور شریعت پر بند است محمد

طلبہ صاحب جو ہر مضمون پر تقریریں

کے بعد انھیں بیابانی صاحب کی پیش

کردہ حسب ذیل قرارداد بالاتفاق آگاہ

نگار کی کسی - - - - -

تسلیم کی گئی ہے کہ رسالہ نگار میں کاسٹ مسلم دل آزادی ہے چنانچہ اس کا ایک

تقریریں - - - - -

رہاں ہے کالیں طلبہ مطالعہ کیا جائے اور حکومت سرکار خانی سے درخواست کرنا

بہت اوقات سرکار - - - - -

نہایت سے ناچاروں کے ذہن متاثر نہ ہوں۔ ہم امید کرتے ہیں کہ ہر ایمان حکومت

اس جناب طلبہ از طلبہ کو کر کے سارے بے چین قلب کا تعلق کر دیگی۔

جو کہن تیرا - - - - -

کی حفاظت کے لیے یہ جنگ لڑی جا رہی ہے آخر مذہب اور سیاست

میں کہاں سے داخل ہو گیا؟ یہ وہی وہی شاہد اللہ روشن خیال ہے ہر ایک

وہی کہ یہ دنیا میں کس میں پینٹ ہو گیا؟ کیا وہی فیکس "لازمہ کا نگار

ہو گئے ہیں؟ کیا وہی ہیں؟ یہی وجہ ہے کہ ایک نہیں - - - - -

اور نفل اور دنیا میں نہ جاتا ہے - - - - -

کی زبان سے نکل جاتے تو پھر کیسے کہ اسے بہت سہولت دینا

کے کس مقام پر پہنچایا جاتا ہے مگر یہ الفاظ فارمڈ زلی فیکس کی زبان

سے نکلے ہیں۔ اس سے ذلیل نفاذ کو دیکھ کر ہر ایک کی حالت

ہو گئی ہے - - - - -

تسلیف جناب صدق

میں سے ہر کتاب تشنگان شوق کے لیے آب حیات ہے۔ اگر آپ

کے ارغی سے اب تک نہ گزری ہوں تو اب طلب فرما لیجیے۔

سننے کا پتہ

منیر دارالمنصفین - اعظم گڑھ

(۱۲) - جولائی ۱۹۳۲ء - اساتذہ دارالعلوم ندوۃ العلماء کا ایک

تقریریں طلبہ بعد نماز عصر زیر صدارت جناب محمد عبدالعزیز صاحب مدرسہ

تلاوت قرآن مجید کے بعد محمد الیاس صاحب تعلیم دارالعلوم نے حسب ذیل

تجوید پیش کی:-

"طلماۃ دارالاساتذہ دارالعلوم ندوۃ العلماء کا یہ طلبہ درنگار

لکھو کہ جو متقدمہ کے اس محمدانہ معنوں پر اپنی سمیت، اپنی

اور شرم و غصہ کا اظہار کرتے ہیں میں انھوں نے کلام عید کے کلام ایسی چنے

سے انکار کیا ہے اور مسلمانان ہند سے شہداء و طلبہ اپنے جواؤں سے انھیں

درخواست کرتا ہے کہ وہ "نگار" کا مطالعہ کریں کیونکہ کفر و انحراف کی دلی

سزا اور سمیت اسلامی کا تیرا ہی ظاہر ہے۔"

اس تجویز کی دھمکتا ہوا تاہم راقم الحروف نے کی اور پھر تمام طلبہ نے تفسیر طبری میں

وَالَّذِي جَاءُوا بِالصِّدْقِ وَصَدَقَ بِهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقِينَ (اور جو سچی بات لے کر آیا اور میں نے اسکو سچ مانا، وہی پرہیزگار ہیں)

ادویر - عبدالماجد

MUSLIM UNIVER

کتاب خانہ جامعہ اسلامیہ

پتہ: دریا پارہ - متلع بارہنگی

نائب: (علیم) عبدالقوی

مطالعین کے بارے میں مراسلت ایڈیٹر سے کی جائے۔

رجسٹرڈ نمبر ۳۹۱

صورت لکھنؤ

چندہ دور آٹھامی مور
ز کے متعلق اس پتہ پر لکھیے:-

مہتمم اخبار صدق "لکھنؤ"

چندہ سالانہ لکھ

"شکاری" پتہ

برائن سندس سالانہ شایگان

نیمت نی پوچھو اور

نمبر ۱۶ - دو شنبہ - ۲۱ - رجب المرجب ۱۳۵۹ھ مطابق ۲۶ - اگست ۱۹۴۰ء جلد ۶

سچی باتیں

"بادشاہ سلامت کا یہ معمولی مذاق تھا، کہ اکثر اوقات جب حمام سے برآمد ہوتے تو اس زمانہ میں جن عظیم صاحبہ پر نظر پڑتا تو ان سے لہاس تبدیل کر لیتے، انجا لبوس انہیں پہنا دیتے اور انکی پوشاک آپ پہنتے، اور وہی پوشاک پہنے ہوئے باہر لوگوں کے سامنے نکل آتے۔ بعض دفعہ یہ بھی اتفاق ہوا کہ رات کے وقت وہ اس گاج کے پردہ کے اندر پہلے جاتے، جو کھانے کے کمرہ کے ایک سوپ پر پڑا ہوا تھا، جبکہ ذکر میں کرچکا ہوں، اور وہاں سے عظیم بنے ہوئے برآمد ہوتے

کپڑے سب وہی پہنتے تھے، اور جب بادشاہ پہنتے تھے تو بالکل عظیم ہی معلوم ہوتے تھے۔" (شباب لکھنؤ - ترجمہ شیخ احمد علی کا کوڑی مرحوم بی بی، بی، علی)

"بادشاہ سلامت" آپ سمجھتے کون تھے؟ آپ کے اودھ کے فرماں روا شاہ نصیر الدین حیدر! "زمانیت" میں اس حد تک ترقی کے لیے، فرمائیے آج کے کتنے سجدہ آب و روغن خیال، حضرت تیا ہیں؟ نصیر الدین حیدر کی بادشاہت کا زمانہ آج سے تقریباً سو سو سال قبل کا ہے۔ انگلستان کے مشہور عظیم دارن سائیت، جان اسٹوڈنٹس سے بھی گہنی کچھ سال پہلے۔ یہ کیا گفتافت ہے کہ تحریک کے بانیوں عالم سناہ کے مسنون کی فرست سکتے، وقت آپ نسب کے نام لگتا جانتے ہیں اور نظر انداز کر جاتے ہیں تو آپے ایک کے اس فرماں روا کو

ہنسے نہیں۔ ترقی نسواں کے آخری مارچ جو یورپ آج کے گرد اور یہاں، اودھ کی سرزمین پر اسی وقت سے ہو چکے تھے، بادشاہ کا یورپین مصاحب اپنے چشمہ یہ حالات کھو رہا ہے۔

"حرم شاهی کے عجائبات و لواذ میں سب سے زیادہ جو جزاں پر پ کے کاؤں کو غیر اونس معلوم ہوگی، وہاں کے زائد سیاحین کی حالت ہوگی۔ میں نے جودان مردنہ سپاہیوں کو اکثر زانیہ ڈیوڑھی پہنتے تھے، اٹھایہ کرتے دیکھا ہے۔ کچھ دھڑکنے عورت ہونے کی ایک عرصہ تک خبر نہ تھی۔ اور میت دن بدھ بڑا اکی محل منبت کا کعبہ کھلا۔ میں ہمیشہ ان زمانہ سپاہیوں کو ہی سمجھتا رہا کہ بہت فدا جان مرد ہیں، ابو ڈھیلے ڈھیلے کرتے پہنے ہوئے ہیں۔ کیونکہ انکی ترکیب سماجی تھی، میر تہ کی بستی اور سینہ کے اچھائے اور کوئی مابہ الامتیا نہ تھا۔ اور چونکہ مجھے ولایت میں سپاہیوں کی ڈھیلے و دی پہنے اور تھا کہ ترکی طرح چوٹی بھائی دیکھنے کی عاد سی ہو گئی تھی، اس لیے جب میں نے انکو دیکھا تو کوئی اچھا نہیں ہوا۔ انکی اصل حقیقت دریافت کرنے کی وہ ہوئی۔ یہ عورتیں اپنے لائے بالوں کا جوڑا باندھ لیا کرتی، اور پھر اسے سر پر رکھ کر گری سے چھپا لیتی تھیں، باقی وہی وہی رہتی تھی جو مولانا ہندوستانی سپاہی پہنتے ہیں۔ فردوں ہی کی طرح وہ ہتھیار بھی اپنے ہتھوں پر سجا ہوتی تھیں، ہاتھ میں شمشیر چڑھائی، انکی کمر میں بی، شالوں پر کارڈوں کا پرتکا، سینہ ہی سپاہیانہ، صغ جو اعلیٰ نظام کی ذی کی ہوتی ہے۔" (شباب لکھنؤ - ۱۰۳ و ۱۰۴)

حرم شاهی کے پر، چمکی کا کام میں زمانہ فوج کرتی۔ درودت کے صحن میں پرے جاکر یہ عورتیں تو امد کرتیں، بندہ دن چٹائیں، آگے بڑھتیں، پیچھے ہٹتیں، شگنیوں پر عاتیں، نشانہ لگاتیں، غرض ہری پر پڑ، سپاہیوں کی کھانہ سازش

کار پر دل وغیرہ انہیں نہیں سے ہوتے تھے۔
 "بادشاہ سلامت بکھران عورتوں کو دیکھ کے محظوظ ہونے اور انکو
 انعام دلایا کرتے۔" (عشتا)

"سجدہ کو مبارک ہو کہ بڑی سی بڑی روشن خیالی کی سہ گہری میں مل گئی
 اور اب نظیر مثال پیش کرنے کے لیے ضرورت نہ لہذا جاننے کی پہلی نہ
 پر سر کی نہ یو بارک کی۔ ان سب کے سب سے پہلو بالکل کافی ہو گا۔ لکھنؤ
 میں احمد نصیر الدین حیدر کا جب ساتھ مجاہد تسمیت ہو رہی تھی تب
 جان عالم اور نگاہ نگار کے تھے اور کے جا رہے تھے اور زور کی جہاد
 اور نڈالوں سازوں اور گٹھوں کا تھا۔ دیا آج کے سینا
 اور ڈالیں آج پر اور یوں کہ بال کا ٹھیک ٹھیک نقش اولیٰ اکیانی میں ان
 اکلوں کے لیے پہنچنے اور پیش کرتے ہیں ان جھیلوں کے لیے وہ لکھے ہو گیا
 خوب تابع اور کیا خوب غور!"

ایک مصری لیڈر کی دیانت

وسط جولائی میں انگریزی روزناموں
 میں لکھا کہ ایک تار منظر سے گزرا تھا کہ مشورہ مصری رہنما اکرم عبد الحمید
 نے کیم جولا کی دیانت پائی۔ "آلہ اللہ والہ الیہ راجعون۔" "میں تعاقب میں
 کلکتہ لاہور اور بنگالی کے بعض باخبر روزنامے اور سے روز منظر میں غریبی
 مخالف کھینچے اور انہیں کا کوئی جزو صدقہ میں منتقل کر دیا گیا۔ حیرت
 ہے کہ تو کسی طرف سے بھی پوری نہ ہوئی۔

خبر و خواتین اور مسیحیت تو مانتا تھا مصر کے لیے نہیں رہا ہے اسلام کے
 لیے ہے۔ یہ وہ شخص تھا فرما کرتے تھے کہ ڈاکٹر عبد الحمید مصر کے گولڈن ٹکٹ
 ہیں۔ جیٹا نہیں اور مٹا بھی۔ مجلس شبانہ اسلامی نے اپنی اور صدر اور روح دونوں
 تھے۔ مجلس زکوٰۃ ایک چھوٹے چارے پر بار کے ہندوستان کی مجلس خلافت مرحوم
 کی بانی ہیں۔ اور اسل شانیں آج مصر کے مابودہ اشام عراق میں حجاز
 فلسطین میں ہیں قائم ہیں۔ مرحوم علامہ مصری کے اہل و فرانس کی شہر میں
 قلم ترین ساروں یونیورسٹی کے گریجویٹ ہی نہیں ڈاکٹر (ڈا) تھے۔ سادہ سی
 دینی جذبہ سے سرشار۔ طبع کو دینیات ہی کے۔ چہ پر رکھتے تھے اسے دینیات
 ملک پونچھ دینے سخت مخالفت تھے۔ مصری پارلیمنٹ کے ممبر تھے۔ کوئی دو
 سال بوسے ہوئے۔ جابہ فواد کے مالانہ طبقہ کے تھے جو علم کی بنیادوں پر کھڑے
 سے سناڑ ہو کر ایک بڑی بوڑھے مفصل تقریر میں بی بی بی کی ارشاد کی تھی۔ اسکا
 ترجمہ بھی ایک مذہبی کے قلم سے رہبر دکن میں نکلا تھا۔ اسے مجلس خادم دین و
 امت کی آمد ہال بال حضرت فرمائے اور درمات ابدا سے بلند تر نہیں فرمائے۔

ایک آیت کا مفہوم

ایک کرم فرما لکھتے ہیں:-
 "خود ہر کے واقعات کو بعد عقیدہ روایات نظم کرنے کا ارادہ
 ہے ان تمام اللہ۔ لہذا آپ سے عرض ہے کہ آپ نے آیت ذیل
 کے جو تحقیقی سنی اپنے ترجمہ میں بعد نظر ثانی و ثالث اختیار فرمائے
 ہو۔ ان سے مطلع فرمائیے: یہ نظم تسلیم والی آیتیں۔ سورہ آل عمران
 ۷۷ آیت ۴۲

خود ہر کے مختصر واقعات سب کو مسلم اور غیر امتیازی سب ذیل ہیں:-
 ۱۔ سلمان کل ۱۴۱۳ھ تھے اور وہ بھی بے سرو سامان۔
 ۲۔ قریش کا لشکر ۹۵۰ سپاہیوں پر مشتمل تھا۔ اس میں سے ۷۰ مختصر
 ۱۰۰۔ اس پر سوار و زور پوش۔

۳۔ پھر سلمان فی وقت سے لڑنے لگے تھے۔ انکا ارادہ تو محض
 کا خاتمہ رسد و سامان کا۔ راستہ کاٹ دینا تھا۔ (میں جنگ پر ایک جنگ
 آمادہ ہو چکا تھا۔ قریش البتہ ہر طرح اسی کے لیے تیار ہو کر آ رہے تھے
 غرض یہ کہ اسباب ظاہر کے لحاظ سے کوئی صورت سلمانوں کی صحبت
 کی تھی ہی نہیں۔ اب پوری آیت کا تشریحی ترجمہ کے لحاظ سے۔ ان آیتوں
 کوئی سوال پیدا نہیں ہو گا۔

تہ کان لکم آیت فی فیکان
 انتقام ذیہ تعاقب فی بھیل
 اللہ و آخر سے کا فرق پر دھم
 تسلیم داسی اللہ و اللہ
 بنصرہ من یقنا و ان فی
 ذلک لبرہن لاولی الاصل
 اور دیکھنا بھی کیا وہم گمان کی بنا پر نہیں گھلی آنکھوں دیکھنا (کلمہ علامہ شاد
 کرنا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ہے اپنی مغرت سے جسکے متعلق انکی متعلق اس کی شہادت
 ہو (چنانچہ میں اسکی شہادت کو سننے سے متعلق رہی)۔ اور یقیناً اس (اللہ
 عظیم میں بڑی سستی (درایت ہے) الہامی عبرت کے لیے (یعنی انکے لیے جو بہتر
 سے کلام بھی سنتے ہوں)

نیا پیٹرا

"قرآن کا کلام خدا ہوا کیا اسمن رکھتا ہے یہ ہے
 اصل بحث جو میرے اور ہندوستان کے بعض مذہبوں کے درمیان
 ماہ الزما ہے۔" (تکبار۔ اگست ۱۹۷۱ء)
 یہ اس لپاٹے نے اگست کے صفحہ میں لکھا جو اسی جون کے صفحہ میں کہ چکا تھا
 "کلام مجید کو میں نہ کلام خداوندی سمجھتا ہوں نہ نامہ ربانی، بلکہ
 ایک انسان کا کلام جانتا ہوں" (نگار و چون ۱۹۷۱ء)
 یعنی اسے اسلامیہ کی پہلی سی ڈانٹ پڑتے اور مقابلہ ہونا الگ دم "مقابلہ"
 کا ام سمجھتے ہیں اور "باب اصول" اور "ابند اخلاق" انسان جو مسرت کے ساتھ پکار
 کر دیا تھا کلام مجید کے کلام خداوندی اور الہام ربانی ہونے سے لگا کر لڑا کر لکھے
 اور جو نے قرآن کے کلام انہی ہونے سے بعد مجال ہے کہ میں انکا کوئی ہیں
 تو مسرت اسکا مفہوم اور اسکی نوعیت متین کرنا چاہتا ہوں اور اس باب میں
 میرا اختلاف شریعت اسلام کے کسی مسئلہ سے نہیں مسرت بعض بولیں سے
 کون کتا ہے کہ شواہد کے پیترے مسرت اور رنگ زیبی کے مخالف ہیں
 تھے اور اسکے بعد ناچید ہو گئے ہ

آریہ کا نیا جنم

"اگر قرآن مجید اللہ کا کلام ہے تو پھر سیم اللہ
 الرحمن الرحیم کے یہ معنی ہونگے کہ وہ خود اپنے نام سے کلام مجید کو
 شروع کرتا ہے اور خود اپنی ذات سے خطاب کرتا ہے جو بالکل پہنچا

نئی بات ہے : (نگار، اگست ۱۹۸۰ء)

یہ اس مرد نے کہا، جو اب بھی صحاح کے ذریعے لڑو براہِ مذہب کے چار جانات کے
 "میں بھی مسلمان ہوں، میں بھی اسلام کی عزت کر سکتا ہوں"۔
 "مجھ اند میں کفار قریش میں سے نہیں ہوں" (روایت)
 کفار قریش میں سے بیشک آپ نہ ہونگے، لیکن ان سے نفی کیسے ذلیل نہ
 مقررین میں سے ہیں؟ بانی فرقہ آور سماج دہانتہ سرسوتی کی کتاب
 سچا دھم پرکشش کارسوا سے عالم باب چارم جس کی کسی کے پاس ہو (کتاب
 یہاں نہیں) اور اس کا جواب حق پرکشش مولانا انبیا اور امام شری
 کے قلم سے تو یہ آسانی مل جائیگا) وہ خود دیکھ لے، کہ قرآن مجید کو جو
 سو اعتراضات، ایک سے بڑھ کر ایک لعل اور گندے، جو اس کتاب
 میں درج ہیں، ان میں سب سے پہلا نمبر بیحد اسی اعتراض کہے جاتے ہیں
 کہ وہ دہانتہ جو مل کا نہ سہی، دہانتہ سرسوتی کا سہی، اب تو سخاوت بھاری
 اپنی آنتا کو بوجھتی! اور تھعل ذہنی کی بدولت اپنے سمجھنے کے ساتھ ہو گئی!
 —————
 استندادوں اور تھعلوں کے سایہ سے بچنے والے اور بکے والے
 کہ ان ہمارے ہمارے اچ کا اچان چارک ہوا

مرد کی جسارت

"اس طرح کی حکایتیں دنیا کے تمام مذاہب
 کے وجود سے قبل انسان کے عہد وحشت میں بھی جن دھم لکھی
 کی وجہ سے رواج پا چکی تھیں، مثلاً قرآن کے ہی اساطیر الاولین
 یا امانی روایتوں سے نمبر کیا ہے" (نگار، جون ۱۹۷۷ء)
 "آتش فرد کے واقعہ کو بھی جناب نیاز نارنجی واقعہ نہیں جانتے
 بلکہ اساطیر الاولین میں شمار کرتے ہیں" (نگار، اگست ۱۹۷۷ء)
 بلی عبارت خود نیاز کے قلم کی ہے، دوسری ایک شارج نیاز یا نیاز سدا کی
 ہاں اس بحث کو تو چھوڑ دے، کہ دنیا کے تمام مذاہب کے وجود سے قبل
 انسان پر ایک عہد وحشت گزرنے کے بعد وہ پوکوں سی دلیل کو جو ہے؟
 عقلی یا نقلی؟ آخری؟ عقلی نہ سہی، نقلی سہی؟ سرورست خوال مرث
 دو ہیں :-
 (۱) قرآن نے "جہل دھم لکھی کی وجہ سے رواج پائی ہوئی روایتوں" کو
 اساطیر الاولین، ان میں پاروں والے قرآن کے کس پارہ، کس پردہ
 کس آیت میں کہا ہے۔

(۲) آتش فرد و ہوا قرآن کی بیان کی ہوئی کوئی سی روایت یا حکایت
 جو اسے اساطیر الاولین میں شمار کرتے والے کون لوگ ہو سکتے ہیں؟
 پہلے سوال کے جواب کے لیے نیاز کو ملت آج سے قیامت کے
 دن تک کے لیے کیا رہا دوسرا سوال اسو قرآن مجید میں یہ فقرہ "توبار آئی ہے اور میرا
 اس مہرحت کے ساتھ کہ یہ عقیدہ کفار کا ہے، اور کفار میں سے ہیں ہرگز نہ
 جو وہ قرآن مجید کے لیے استہلال رہے ہیں! یقول الذین کہوا ان ہذا اللہ
 اساطیر الاولین، وقال الذین کفروا ان ہذا الاکث انفرک... وقالوا اساطیر
 الاولین، پس ملل ہذا ————— الجہل کے اور دوسرے کفار قریش کے
 رٹے ہوئے آؤختہ کو دہرائے، اور قرآن کے مسئلہ بیحد وہی تحقیق ثنائی
 کرتا ہے جو دو سو سال پیشتر سے الیس کے شاگرد پیش کرتے چلے آئے ہیں کا

ہو سکتا ہے مرث سابق الکار دفتر پریس اور حال "صحف قیام محمد خان
 کا! ————— کوئی چور اس تو عثمانی کے ساتھ "چراغ کھفت اس سے
 قبل کہیں: کینے میں آیا ہو گا!

پانی اور حیات

ایک طبی مجلس میں پڑھے ہوئے ایک ڈاکٹر صاحب
 کے مقالہ "پانی" کے اقتباسات :-
 "زندگی کے ہر شعبہ میں پانی کی ضرورت ہے۔ کھانا، پینا، سونا
 ستمرائی، غرض کوئی کام بغیر پانی کے انجام نہیں پا سکتا۔
 کوئی کام کا کام حصہ پانی سے گھرا ہوا ہے۔ ہمارے جسم میں بھی پانی
 پانی ہے۔ خون میں ۸۰ فی صدی پانی شامل ہے۔ ذہنی
 عموماً غذا پر منحصر نہیں جاتی ہے، اور یہ ایک حد تک صحیح بھی
 ہے۔ لیکن پانی کی معاونت کے بغیر غذا کا ہضم ہونا دشوار
 پانی غذا کو نرم بنا کر اس قابل بناتا ہے کہ جسم میں پہنچ کر تحلیل
 ہو جائے۔ اور انشیا غذا کو ہضم کر کے روٹھے کر دیتی ہے
 ایک حصہ ہے جو غذا کا جوہر ہے، خون اس سے بنتا ہے۔ دوسرا
 حصہ فٹلہ ہے جو خارج ہو جاتا ہے۔ خون جو مختلف نغضوں
 اور رنگوں کی چھوٹی چھوٹی ٹاپوں کے ذریعہ ہمارے جسم میں گردش
 کرتا ہے، فٹلہ اعضا کو قوت بخشتا ہے، اگر ہمارے جسم کو کافی
 پانی نہ مل سکے تو خون اس قدر گاڑھا ہو جائیگا کہ ایک سرخ
 سے زگزر سکیگا۔ سچ تو یہ ہے کہ پانی حیوانات و نباتات کی زندگی
 کے لیے سب سے زیادہ ضروری ہے۔ یہ اسی نعمت ہے جسے ہم
 ایک دن بھی زندگی خواہے (انجیر کن امید آباد، شہر پور
 ۱۹۷۷ء)

قرآن مجید میں جو پانی کی نعمت اہمیت آتی ہے، کہ اسے گواہ زندگی (حیات) کا
 سبب قرار دیا ہے، و جلائنا من الماء کل شیء حی، یہ سب اس جہاں کی شرح اگر
 نہیں ہے تو کیا ہے؟ ————— پروٹو پلازم جو سائنس کی تحقیق میں زندگی کا ایسا خیر ہے
 خود اس کی ترکیب کتنا پیار ہے کہ پانی ہی سے ہوئی ہے اور اس پر ایک شذر
 انغص صفحات میں دو ایک سال قبل شلیخ پڑ چکا ہے۔ "اسی" کے لائے ہوئے
 کلام کی تصدیق و تشریح علوم و فنون کی کن کن ہڈیاں، اپوں سے ہوتی رہتی ہے!

دو عطیات

انانت "صدق" کے سلسلہ میں بہتر تمام ذیل کے دو عطیوں کا
 اعلان کیا جاتا ہے۔
 (۱) شیخ سلیمان دانا بھائی پارس (دکن والے) صفحہ ۲۵
 (۲) جناب عبداللطیف صاحب بزرگ بیچ اچ غنی صفحہ ۲۶
 انڈسٹریل ڈسٹریکٹ
 ہزارہ اسلام آباد، انجیر کن

اسے سائنس سے جو کچھ ہم سمجھتے ہیں، سچ ہے

کام چھوڑ دو وغیرہ انہیں نہیں سے ہوتے تھے۔

”بادشاہ سلامت لکھنؤ خواتین کو دیکھ کے محفوظ بن گئے اور انکو انعام دلایا کرتے“ (صفحہ ۱)

”نجد“ کو بناہک ہو کر ٹری سی ٹری روشن خیالی کی سند گھر میں مل گئی اور سب نظیر خیالی پیش کرنے کے لیے مروت نہ لندن جات کی ہر سگی نہ پیرس کی نہ نیویارک کی۔ ان سب نے بجائے طبعی بالکل کافی ہو گا اور لکھنؤ میں احمد نصیر الدین حیدر کا جب فسانہ عجائب تصنیف اور ہی تھی قصہ جان عالم اور نگہ نہر لکھا کے شے اور کے جاریت تھے اور نورنگی گل جانا اور لکھنؤ اور ساہیوال اور گجراتوں کا تھا۔ گویا آج کے سینما اور ڈانٹس آپرا اور سیرک بال کا ٹھیک ٹھیک نقش اول اکی کافی حد تک اکٹوں کے لئے چمکتے اور بس کرتے ہیں ان پچھلوں کے لئے وہ اگلے اگیا خوب تابع اور گویا خوب نمرغ!

ایک مصری لیڈر کی وانات

وسط جولائی میں انگریزی روزناموں میں کلکتہ کا ایک تاریخی سفر لکھنا مشہور مصری ہنر مند اکریمہ احمدیہ نے کچھ جولائی کی وانات لائی۔ ”آئندہ دہائیہ وادیوں“ انہیں تھا کہیں ”کلکتہ“ لاہور اور دہلی کے بعض باخبر وراثت اور دور رس مہر و خزانہ ترقی معاشی کیلئے اور انہیں کا کوئی جزو صدف میں نقش کو با بائیکا حیرت ہے کہ تو فحش کی طرف سے بھی پوری نہ ہوتی۔

خبر وانات اگر صحیح ہے تو شاید تھما سکر کے لیے نہیں دنا ہے اسلام کے لیے ہے۔ ”وہ انھوں نے فرمایا کرتے تھے کہ ڈاکٹر عبد الحمید مصر کے وراثتوں کی ہیں جب تک بھی وہ دنیا بھی انھیں شہان سلطنت کے بانی اور صدر اور روح دوں تھے۔ انھیں ذکر الہیہ چھوٹے چھوٹے ہمارے ہندوستان کی جنس خلافت مروج کی باقی نہیں ہے۔ اور اسکی شانیں آج سکر کے علاوہ اشام ران، یمن، حجاز و فلسطین میں بھی قائم ہیں۔ مروج علوم مصری کے اور اور فرانس کی مشہور ترین قدیم ترین سائنس یونیورسٹی کے گریجویٹ ہی نہیں ڈاکٹر (زات تھے۔ ساتھ ہی دینی جذبہ سے سرشار اور ترقی کو وطنیت ہی کے وہ پرستے تھے۔ اے غایت کا کہ پونچھا و بھٹلے سخت مخالفت تھے۔ مصری پارلیمنٹ کے ممبر تھے۔ کوئی دو سال سے ہونے کے باوجود خواتین کے علاوہ طلبہ کے مروج با علم کی یونیورسٹی کے کلاسروں سے متاثر ہو کر ایک ڈی بی بی کے مفصل تقریر غیرت میں جنرل بونی ارشاد کی تھی اسکا ترجمہ بھی ایک مذہبی کے قلم سے رہبر کن میں نکلا تھا۔ اسے مخلص خادمہ دین و ملت کی اور بال بال مسخرت فرمائے اور درجہات بلند سے طبعی ترقی فرمائے۔

ایک آیت کا معنی

ایک کرم فرما لکھتے ہیں:-

”خود ہمارے واقعات کہ بہ تفسیر روایات نظم کرتے ہیں اور ہے ان تمام ائمہ۔ لہذا آپ سے عرض ہے کہ آپ نے آیت زیل کے جو حقیقی معنی اپنے ترجمہ میں بہ نظر ثانی و ثبات اختیار فرمائے ہر آن سے مطلع فرمائیے۔ یہ وہم شہیم اسی معنی۔ سورہ آل عمران ۷۰-۷۱ آیت ہے“

خود ہمارے محقر واقعات سب کو مسلم اور غیر اختلافی سب ذیل ہیں:-

- ۱۔ مسلمان کل ۱۴ اگست اور وہ بھی بے سرو سامان۔
- ۲۔ قریش کا لشکر ۹۵ سپاہیوں پر مشتمل تھا۔ اس میں سے ۷۰ مختصر ہوا۔
- ۳۔ اس پر سوار و زور پوش۔

۳۔ پھر مسلمان فوجیوں نے کئے گئے بھی دئے۔ انکا ارادہ تو محض قاتلہ اسد و سامان کا راستہ کاٹ دینا تھا۔ انہیں ہنگام ہر ایک چپک آواز نہ جانا پڑا۔ قریش البتہ ہر طرح اسی کے لیے تیار ہو کر آ کر چھتے غرض یہ کہ اسباب ظاہر کے لیے کفایت کوئی صورت مسلمانوں کی حیرت کی قسم ہی نہیں۔ اب پوری آیت صحیح تشریحی ترجمہ کے ملاحظہ ہو۔ ان آیتوں کوئی سوال پیدا ہی نہ ہو گا:-

قد کان لکم آیت فی فیثاتین بیٹے تھا۔ سے لیے جو ہے الیہ نشان اور شکی
اتقوا فتنۃ تفرق فی بین قدرت اور رسول کی صداقت کو، دو گروہوں کے
اشرۃ و اخرۃ کا فرق یہ وہم باس میں (پیدا ہونے والی) ایک گروہ (انہوں میں)
شہیم دہائیہ وادیہ مختار اور سامان میں غفلت) تو لڑ رہا تھا اشرۃ کی
مصر میں یثاق و ان فی روہ میں۔ اور دوسرا کافروں کا تھا (جو) دیکھ ہے
ذاک لبرۃ لاولی الالباب تھے اپنے کو ان سے (یعنی مسلمانوں سے) کئی گنا
اور دیکھنا بھی کیا وہم و گمان کی بنا پر انھیں انھیں دیکھنا (کلکھنا) تھا۔

”قرآن کا کلام خدا ہوا اکیلا معنی رکھتا ہے۔ یہ ہے

اصل بحث جو میرے اور ہندوستان کے بعض عربوں کے درمیان ہوا۔ انہیں اس سے کہہ رہے تھے کہ ”اگست“ (گستاخ) اگست ہے۔ یہ اس اپنا بیٹے لے اگست کے معنی میں لیا، جو اسی جون کے مہینہ میں کہ چکا تھا، ”کلام مجید کو میں نے کلام خدا کی سمجھا ہوں نہ نام ربانی اگلا۔ ایک انسان کا کلام جانتا ہوں“ (گھڑا و جون، صفحہ ۱)

یعنی اسے اسلام کی پہلی ہی ڈانٹ پڑنے اور مقلد ہونا الگ رہا ”مقلد“ کلام کہتے ہیں اور ”ابراہیم“ اور ”ابند اختلاف“ انسان جو سہراحت کے ساتھ پکار کر رہا تھا کلام مجید کے کلام خدا اور مذہبی اور امام دینی ہونے سے الگ کر لیا کرتے اور جو کہنے کے قرآن کے کلام الہی ہونے سے علیحدہ کر دیا ہے کہ میں انھوں کو یہاں تو سرت اسکا معلوم اور اسکی نوعیت نہیں کرنا چاہتا ہوں اور اس باب میں میرا اختلاف شریعت اسلام کے کسی ستر سے نہیں سرت بعض بولیں سے ہے کہ کون کتا ہے کہ شیوا جی کے پتر سے سرت اور رنگ زیبہ ہی کے مقابلہ میں تھے اور اس کے بعد تاپید ہو گئے؟

آریہ کا نیا جنم

”اگر قرآن مجید اللہ کا کلام ہے تو پھر سیم اللہ الرحمن الرحیم کے یہ معنی ہونگے کہ وہ خود اپنے نام سے کلام مجید کو شروع کرتا ہے اور خود اپنی ذات سے خطاب کرتا ہے جو بالکل عجیب

تو کام رنگی یہ چلن کی تیلیاں کینک؟

آج نہیں کل۔ سہالی خود لڑکیوں کی طرف اٹھ کر رہ گیا کہ آخر وہاں سے ساتھ ساتھ کیوں نہیں برتی جاتی؟ ہم سے یہ کھل کھل کر دیکھا جاتا ہے؟ کیا ہماری مصمت کوئی چھٹی سوئی ہے کہ نکلا اس میں مردوں کی منافقت کی برداشت کبھی نہیں ملتی؟۔ غیرہ وغیرہ: وہ تمام نام فائدہ لائق جو آج ہر جگہ انسانیت کی زبان پر ہیں۔

جائے مشرق

”دوپے اکثر سہری، پہلی بار سے کہہ رہے تھے۔
مول میں اگر کسی جنگ کی بار سے برابر عرض میں اس سے کہ۔
یہ دوپے سر پہنچنے کی طرف ڈاڑھ سے۔ اور دونوں زبانوں پر لٹکے
آجکل سے جاتے ہیں۔ اسکے اڑھنے کی وجہ اس کی بیماری ہوئی ہے
کہ یہ صورت سے بد صورت عورت ہیں اور اس کی بیوی سلم
ہوئی ہے، جو جائیداد جو عورت خود ہی بری حال پر اٹھنے سن میں تو
اور جا، جائیداد لگ جاتے ہیں۔“ (شباب لکھنؤ، ۱۹۲۶ء)

یہ قول ایک انگریز صاحب فائدہ کا ہے، زمانہ تہذیب نشینہ ۲۔
آج غیروں کے نفیض پر مہرٹے، اسے اور مہرٹے، البتہ جن کرینگے، کہ کبھی صورت
حال اس کے یکس منہ؟ یہی بیگانے خود ہوتا ہے اس کے زمانہ اور مردانہ نفیض
پر لٹو تھے، اور اپنے ملک میں یاں کے طور طریقوں کو نوٹ کے طور پر پیش کرتے
تھے! مشرق اپنی نگاہوں میں ذلیل، خوار ہمیشہ سے رہا۔ انہماک فرنگ کا
کا ستارہ، معیشت، معاشرت، اخلاق (من و نکر) کے ہر شعبہ میں شرمناک
سے اتنے عروج پر نہ تھا!

ترقی محکوس

”مصر کے ایک ممتاز ڈراما نویس اور اکیٹر
یہ صحت وہی نے شک پر کے ڈراموں کا عربی زبان میں ترجمہ شروع
کیا ہے، اور پلا ڈراما ”مہبت“ مغربی زبان میں پر
تصویر پر آجایا۔ اس طرح اہل مصر پہلے ہی شک پر کا ڈراما عربی زبان
میں سننے کے پودہ پر دیکھنے لگے۔“ (ایک خبر)

ایک زمانہ عطا کردہ زبان سے سلتان اس قسم کی خبریں پس منظر سے ہاتھوں ہاتھ
لی جاتی تھیں اور مغربی زبان سے کون ما بھی ترجمہ ہو بس اسکا اردو میں آ جانا
جیسے خود ایک نعمت اور محنت سمجھا جاتا تھا، پھر یہ معلوم ہوا کہ یہ کیسا
گہرا متاثرہ دور گذرا اور کھار کا تھا۔ اس قسم کے سارے ”لڑ بھر“ سے بھر غفلت
پیدا ہونے اور غفلتوں کے پڑنے کے اور حاصل کیا ہوا؟ روحانی و اخلاقی نہ
سہی اور ہی نفع بھی مصری قوم کو کیا حاصل ہوئے؟ سیاسی آزادی کی منزل
فریب کی بنا کی؟ سماجی مسائل میں جو چاہئے؟ اصلاح معاشرت کی جانیگی؟
سوشلزم؟ ان کے لیے بی بی ایفون ”کام کم، کتنا ہے“ مالانہ ایفون کے نشہ کی آتش
اگر ہے تو اس قسم کے خیالی لڑ بھر ”سینا“ خصوصاً جب وہ بھانڈوں، تقابوں
اور داد کاروں کی راہ سے آئے!

تجدد و دربارہ دم میں

مولوی عبدالمجید صاحب شہر اپنی تالیف

گزشتہ جگہ میں لکھتے ہیں:

”نصیر الدین حیدر بریلوی میں رہتے رہتے اس درجہ زمانہ مزاجی

پیدا ہو گئی تھی کہ عورتوں کی سیاہی میں کہنے اور عورتوں کا سامنا میں پہنچے۔
زمانہ حراجی کے ساتھ نہ ہی عقیدت نے یہ شان پیدا کر دی کہ انڈ
اشنا عشر کی فرمیں تہذیب (اچوتیاں) اور انکی ولادت کی تقریبیں
جو انکی ماں نے قائم کی تھیں، انکو اور زیادہ ترقی دی۔ میانک
کہ ولادت انڈ کی تقریبوں میں خود عاملہ عورت بن کے زچہ خانہ میں
بیٹھے، چہرہ اور حرکات سے منع حمل کی تبلیغ ظاہر کرتے اور

پھر خود ایک فرمیں بچہ بننے، جسکے لیے ولادت، بھیجی اور نہان
کے سامان بالکل اصل کے مطابق کیے جاتے۔“ (۱۹۲۶ء)

لیکن آخر اس پر لاء ل پڑھنے اور جی بھی کہنے کی کونسی بات ہے اور وہیں شہ
میں کمال ہوا۔ ”شہنشاہی“ کا ہوتا ہے زن و بون
تفریق خود زور قدرت کی یادگار ہے! — تفریح خود ایک مردانہ
تجدد کے ہنگام تھے، اور اپنے زمانہ میں ”بے پردگی“ کے بڑے حامی سمجھے جاتے
تھے۔ لیکن پھر آخر خود وہ خیال تھے۔ یہ نہ سوسے کہ ”زمانہ مزاجی“ میں غیب
ہی کیا ہے اور اس میں شرم کی بات ہی کون سی ہے اور وقت سے ذرا پہلے جدا
ہو گئے۔ آج ذرا ہوتے تو سمجھے کہ جن چیزوں کو چہرہ انماں کا اٹا سمجھے ہے
تھے وہ تو عین جن دہال کے خط و خال ہیں!

سیا سیام تعلیم

اس عنوان سے ایک شہزادہ پچھلے نمبر میں سپر قلم وادھا
اس سلسلہ میں ادارہ مذکور کے ایک افسر صاحب نے راجست بھی ہوئی تھی۔ پھر
کہ صاحب موصوف کو ادارہ کے اس غلط اقدام کا احساس ہو گیا، اور مولوی
نے اطمینان دلا ہے، کہ آئندہ رسالہ کے متعلق میں اسی غلطی کا اعادہ نہ ہوگا۔
اور یہ تصدیق کی کہ آئندہ

”ان شا اللہ کبھی ہر نہ ہوگی، کہ آئندہ غلام اہل فن کے
فن پر بھی مہر نہ لگے گا۔“

غرض سے محفوظ رہنا اگر بشر کے بے ممکن نہیں تو غرض پر اسرار سے بچے رہنا تو
یقیناً اسکے بس کی بات ہے۔ اور یہ دلیل انکے نقص کی نہیں، کمال کی اور
”کروری کی نہیں، عین محبت و شرافت کی ہے۔

درد اور اسے درد

مولوی ابو محمد صاحب مصلح، حیدر آباد دکن سے
تحریر فرماتے ہیں:-

”آپ کی محبت و حرارت اسلامی ہر سادہ اسلام کا تیرہ دکن میں
پیر کا کام دیتی ہے۔ جن اکم اللہ خیر احوال، صاحب نگار ہو یا کوئی
اور۔ انکا جواب دہا اور صحیح دہا کے سوا اور کچھ نہیں۔“

دو اسے میری مراد یہ ہے کہ جب تک حکومت الہیہ کا قیام
عمل میں نہ آجائے، اور قوانین قرآن کے احکام و نفاذ کی قوت
حاصل نہ ہو جائے آرام اور چین سے نہیں بیٹھا جاوے۔

اس سلسلہ کی سب سے پہلی و جز قرآن حکیم کی تعلیم کا سنی و طلب
کے ساتھ علوم و ولادہ ہے۔ اور انھوں نے کہ اس گمنام میں جو کچھ
کیا جا رہا ہے وہ تو قلمنا نکالی ہے!

ایک سوئٹ سے

(از عبد الماجد)

نمبر (۱)

اودھ کے ایک عالمی خاندان فوجان جو اپنی سوئٹ سلامت میں ایک
نومہ ولدانہ حیثیت رکھتے ہیں، ان کا ایک طویل کتبہ کھول ہوا ہے۔ جنہ
ناگزیر لفظی زیورات کے بعد کتبہ درج ذیل ہے :-
مولانا محترم - آداب -

میں ان لوگوں میں ہوں جو بچپن سے آپ کے خیالات کو پسند کرتے ہیں
پہلے میں سچ پڑھا کرتا تھا اور پھر منہ قی - اب میں جب کبھی نظر پڑتی ہے آپ کی
سچی باتیں پڑھ دیا کرتا ہوں۔ آپ کے غلوں اور تنبیہ کی کائنات میں ہیں۔ جس بات
سے اب میں مجھے سخت اذیت ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ آپ سوسائٹوں سے ناراض
ہیں مگر ان کے خیالات کو سمجھ کر ان پر تنقید نہیں کرتے۔ اسی طرح میاشی اور
آدارگی پر آپ کی لاطمی بہت زیادہ ہے۔

نام طور پر یہ خیال ہے کہ سوئٹ وہ لوگ ہیں جو اپنی بدعاشی اور
کو جھپانے کے لیے اس نام کا لیل لگالیتے ہیں۔ یاد وہ لوگ ہیں جو آپ کے
ایسے بزرگوں کے پاک خیالات سے واقف نہیں۔ مگر کیا عرض کروں۔ یہ خیال
بالکل بے بنیاد ہے۔ وہ چار نام کے سوئٹوں کو چھوڑ کر باقی بیٹے ہیں سب
کو اس کا پسند رکھتے ہیں وہ غربانیان کرتی پڑتی ہیں جو معمولی آدمی برداشت
میں نہیں کر سکتا ہے۔

آپ اسلامی طور پر دنیا کی اصلاح کو چاہتے ہیں، جہاں تک سب سمجھ سکتے ہوں
زکوۃ خیرات وغیرہ کی بات ہے۔ لیکن آپ نے کبھی مزدوروں اور ملالکوں کے
مسئلہ پر غور نہیں فرمایا ہے کہ اسلامی طور پر ان کے عھد کر کے کیا عمل ہو سکتا ہے؟ طبقہ
کشف کا عمل سوائے اس کے اور ہو ہی کیا سکتا ہے کہ ہر مسئلے مزدوروں کے ہو جائیں؟
اسی طرح کسانوں، زمینداروں اور بھلائی حکومت اور ہندوستانی رعایا کی
کشف ہے۔ انکی تحریروں سے میں صرف یہ سمجھ سکتا ہوں کہ ان عھد کر کے کیا
یوں ہو سکتا ہے کہ اسلامی حکومت قائم ہو جائے۔ لیکن اسے کون قائم کرے؟
اور کیوں قائم کرے؟ یہ ہو سکتا ہے کہ مل مالک زمیندار اور دایاں حراست
باہم مل کر اسلامی حکومت قائم کر لیں۔ ہم لوگوں کے نزدیک ان میں خود ایش
پیدا ہوتا ہے لیکن ہے۔ لیکن اگر آپ کے خیال میں ممکن ہے تو ان کو نصیحتیں کیجیے۔ اپنا
صدق ان کے پاس بھیجیے۔ لیکن آپ تو نصیحتیں کہتے ہیں غریبوں مزدوروں
اور کسانوں کا۔

مزدور اور کسان میں مل کر اسلامی حکومت قائم کر سکتے ہیں۔ مگر ان کے
بے کوئی راستہ چاہیے۔ اس وقت جو راستہ سامنے ہے وہ ہندو مسلم اتحاد
کسان بھما مزدور رہنما، کانگریس، اسٹراک، لگان بندی، سفید گرد، کارہستہ
ہے۔ ان چیزوں کے بارے میں بھی اور نظریہ بہ کثرت جو بات ہیں، لوگ براہِ تجربہ
کر رہے ہیں اور کیا نیا ہو رہے ہیں۔ لیکن ظاہر ہے کہ اس راہ میں کوئی حکومت
قائم ہوگی۔ وہ عام ہندوستانیوں کی ہوگی نہ کہ اسلامی حکومت۔ آپ اگر
اس پر دو گرام کو غلہ سمجھتے ہیں تو کوئی دوسرا پروگرام پیش کیجیے جو ان باتوں پر

ہو اور اس زمانہ سے میل کھانا ہو۔ اور اگر اس پر آپ کو پورا عقیدہ ہو تو پھر اس
میل کر کے دکھائیے۔

عیاشی اور زنا کے بھی آپ بہت خلاف ہیں۔ مگر اس میں بھی آپ کی لگاؤ
ہیں راجہ راجا جہان اور بہت (دیکھی) ہیں انیس ہیں۔ آپ اوسط طبقہ کے فوجانوں
کو بھول گئے۔ جو لوگ کپن سے فوجان اور فوجان سے جوان اور پھر پورے
میں مگر کبھی اتنا پسند نہیں ہوتا کہ شادی کر سکیں، اور ساتھ ہی ساتھ آپ
شہوت کی طاقت کو بھول جاتے ہیں۔ مسواؤں پر غور کرتے وقت آپ ان
کر دڑوں کا ہوس کو بھول جاتے ہیں، جو وہ آئے پر تین تین، چار چار اخسے،
نولے، مکھن، بھانڈا، بوجہ وار مزدوروں کے منقورات بسر کرتی ہیں۔ کیا انکا پیشہ
شہوت اور عیاشی کی وجہ سے ہوتا ہے؟

پس اگر صرف جراثیم خلاف وضع فطرت کے اسباب پر غور کریں تو بھی زنا
کا مسئلہ کافی سمجھ جاتا ہے۔ ان پر غور کرنے کے لیے مناسب ہو چکا کہ زندگی میں
گھٹن کرنا زندگی کے ان طوائف لہروں کا مطالعہ کیجیے جو انسانی جوہروں کو بات
کی بات میں بچھڑا دیتے ہیں۔ جو شخص انسانی اورنگ کی ان بناہوں کو بھگت رہا
ہو یا بھگت چکا ہو، اس کی بھلا میں کیا قیمت ہو سکتی ہے آپ کی نصیحتوں کی۔
میں آپ کو سیکڑوں صحیح واقعات سن سکتا ہوں جن سے شہوت اور عیاشی کا ترس
تعلق مسلم ہو سکتا ہے۔

غریبی کا مسئلہ تو شاید لاناؤں کے ذہن میں بھی نہیں آتا۔ کہو تو کہ فطرت
کا جو ہر ان میں موجود ہے۔ لیکن آپ ان لوگوں کو کیسے سمجھا سکتے ہیں جن کا ذہن
میں ہندوستان کی وہ کردہ آزادی میں سے ۹۹ کروڑ کی برباد زندگی ہو اور وہ محسوس
کر رہے ہوں کہ فطرت کا جو ہر دنیا میں کبھی اتنا نہیں پایا جاسکتا ہے کہ وہ
ساری مخلوق کو خاموش کر دے۔ اور یہ کہ دنیا میں اگر ذرا سی فطرت اور بھگت
بجائے امن اور اخلاق کے اور ہر امنی اور بد اخلاق پیدا ہو جائیگی کیونکہ فطرت
سے معنی زمین خالی ہوگی اس پر فو۔ امل النکان اور زمیندار اور سامراجی قبضہ
کیونکہ۔ میں اب غنڈیل سے کھڑا لیکن مجھے یقین نہیں کہ ان باتوں سے کوئی فہمی
ہوگی اس لیے خط ختم کرتا ہوں۔

مراسلہ نگار صاحب شکریہ کے مستحق ہیں کہ کتبہ الید کے لیے انما فرمایا
کا ایک اچھا اور مناسب موقع ہم چنچا دیا۔ سو شازم سے ضلعی اسکا مطالعہ
ایسے یقیناً نہیں، لیکن جتنا بھی کچھ ہے، شاید ناکافی و غیر دقیق نہ لکھا جاسکے۔
کارل مارکس اور لینن کے خیالات، خود انہیں کی زبان سے جہاں تک انگریزی
میں منتقل ہوئے ہیں سن لیے گئے ہیں۔ ہر نثر و شمار وغیرہ اگر سوئٹوں سے فوجان
کچھ نہ دے ہی واقفیت سے۔ ایسی تجربہ کی حکایت بعض صاحبان تجربہ ہی کی رہا
سے سننے میں آچکی ہے۔ صفیات، شہواتیات سے ضلعی مطالعہ تو ایک عذاب
ایسے میں کیا جاسکتا ہے۔

سوئٹ طبقہ کی قربانیاں نہ پہلے زیر بحث تھیں نہ اب ہیں۔ گفتگو صرف
سو شازم کی قیادت کی صداقت کے باب میں ہے۔ اور قربانیاں جن وعدہ وقت کی
دلیل کسی مسئلے میں نہیں بن سکتیں۔ اہل باطل نے باطل کی حمایت و نفرت میں
ظاہر نہیں غلوں میں۔ ہمیشہ اس میں ہی کی طرح جوش و خروش، حسرت، فطرت، کھلائی
ہے۔ بات پر سوتوں کا جوش و خروش بہت پرستی کی حمایت میں اس سے کچھ کم ہوتا
ہے جتنا اہل و حمید کا حمید کے حق میں ہوتا ہے؟ ابو لوفیورہ (نالی حضرت عمر فاروق)

[illegible]

اس کے علاوہ شوق غزراں مولے صاحب ذوالکین و محمد و سر و عراق و ایران و شام و
فلسین سے شوق ذوالکین (مشہور حسن مشرق) کے انفاذ میں
The Caliph lives as he is intended

مسلمانوں کی فلم نوازی

محسن مہمان صاحب تاج پلے ایسے غایت ادا مزین تجویز فرماتے ہیں کہ :-
 "آخر آپ کا ایڈیٹوریل بند ہی ہندوستانی ہو چکا۔ سب کا طور آپ نے مسلمان
 شیشوں پر انکی ذمہ داری عمار کی ہے اگر آپ ان کے ساتھ ان فلموں کی بجائے
 ذرا مہذب اور آج کل جیت بڑی محبت سے ہندی کی ترویج کا باعث بن رہے
 ہیں۔ غصہ مٹا کر ان کا ساتھ دے۔ جتنے اس سے بہت زیادہ اثر ہے۔ بابے
 کیونکہ ان کا بنیو کے مل مزدور کم از کم مفت میں دیکھ رہے ہیں۔ ان کو (کو) ضرور بائیکوپ
 دیکھتے ہیں۔ اب ایک فرض کی طرح اس کو دیکھتے ہیں۔ اسی طرح دوسری ٹیم
 پکاک کا بھی بائیکوپ کے متعلق ہی ہے۔ یہ ہے کہ یہ ۶ بجے اور ۹ بجے جیکو
 کا وقت ہے۔ ۱۰ لوگ نہ ہاتھ، موٹا بال نا، پیرٹھ اٹیلے پٹا کھسے ٹائی
 ہاؤس کی طرف چل دیے۔ راستہ میں ۱۰ عورتوں کی گشت اور دوسروں نے کھٹا
 کرنے کے بعد ۱۰ لوگ ٹاکنیز ہوس کی طرف چل دیے۔ اب ان کی بکٹ نہیں
 رہی کہ کیا میں ہندوستان کہنی کے کچھ بکٹوں کے خلاف زور نہیں نکال رہا ہے۔ یا "رات
 کی بات" میں مسلمانوں کو بدتمیز بنا رہا ہے۔ یا "آئی کل کے ہندوستان" میں ہر
 جگہ دلکش اور دو الفاظ کے سچے تخیل اور محبت سے ہندی الفاظ کو فلموں یا
 ہے یا کسی نہ کسی میں صاف صاف ہندو دھرم کی تبلیغ اور کوششیں ہیں جو ہمارے
 کو دنیا کا پیدا کرنے والے اثبات کیا گیا ہے۔ وہ لوگ سر جھٹکاتے ہیں جیسے
 ٹکٹ کے دام نکالیں گے اور ہندی پر چاروں دیں گے۔ ان کو ہندوستان کے
 کا پھر کی سٹی مسلم ایکٹ بنا کر فرمیں نہیں کر اس غلط راستہ پر سلمان پہلاک
 کو پلے نہ دے۔ مسلمان مل مزدور شوٹا ان پھر۔ بات سے آئے ہوئے سب سے
 سادے مسلمان ہوتے ہیں تعلیم کی کمی کی وجہ سے وہ لوگ بھی باہر آتے ہی
 اسی ڈھنگ پر لگ جاتے ہیں جو ہمارے ہمارے کا پھر کے آئے سے قبل ان کے دوسرے
 مسلمان مل مزدور بھائی کر رہے ہیں۔

اس وجہ سے مندرجہ اس امر کی ہے کہ شیشی سلم لیگل اس میدان کی
 طرف توجہ مبذول کرے

(۱) مسلمانوں کی اصلاح رسوم

(۲) مسلمان مل مزدوروں میں فضول اخراجات کی بندش

(۳) مسلمان مسلمان تین خرید و فروخت

یہ سبے امور ہیں کہ شیشی سلم ایکٹ اس کی طرف توجہ کرے تو اس کی بنا پر لوگ
 اس کی طرف توجہ دیں۔ اگر وہ کام بھی کچھ بھلا اور بڑھ چکا ہو تو اس سے
 نفیس تو کم از کم مسلمان نہ دیکھیں گے کہ جس میں پیسہ دے کر اپنی پائی اور ہندی
 کی تبلیغ ہو

ہم ذمہ داری کو کر کے مندرجہ بالا خیالات کی پوزیشن کر رہے ہیں۔
 انہوں نے ساتھ اسکا اقرار کرنے پر آمیز رہیں کہ مسلمانوں کا یہ شوق ناش اور
 یہ فلم نوازی صرف کا پھر تک محدود نہیں ہے بلکہ سب کے ہر شہر اور ملک کے
 ہر صوبہ میں جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے وہ اس قسم کے تفریح اور تماشوں
 پر اپنی گھاڑی کمانی سے پیدا کیا ہو اور یہ نہایت ہی سہی کے ساتھ بجا رہے
 ہیں اور اس پر ان کی نظر مطلق نہیں جاتی کہ جو پیسہ وہ اس کام میں دے

الو العریض کے ساتھ اٹھا رہے ہیں۔ وہ اصل پر اور ان کی قومی عبادت
 کی بنیاد کو کھوکھلا کرنے میں کام میں لگا رہے ہیں۔ ان کی زبان ان کی ہم درویش
 ان کی سائنس ان سب کی سنجیدہ اور فطری جارہی ہے اور مجبورے قصوں اور
 من گھڑت ہندوستانوں کو تاریخی ڈاک دے کر مسلمانوں پر ہندو مذہب اور
 ہندو کرکٹ کی عظمت اور جیت قائم کی جا رہی ہے۔ لہذا ضرورت ہے کہ مسلمان
 سلم لیگل اس کام کی طرف اپنی توجہ مبذول کرے اور اپنی کل مانت لیگل
 کو ان کی ہدایت کرے کہ وہ مسلمانوں کے، شیشی شوق کا شے کے حضرات سمجھا کر انہیں
 اس سے باز رکھنے کی کوشش کریں۔ (حق)

اخبار صدق لکھنؤ کا مستقبل

یہ اخبار ہندوستان کے مشہور ادیب اور اسلامی مفکر مولانا عبدالماجد صاحب
 دریا بادی کے زیر اہانت شائع ہوتا ہے۔ یہ اخبار صرف نام کا اجا ہے اور
 حقیقت میں اس کے اسلامی مضامین اور علمی مقالات پہلے حکم کیے البتہ سلم
 بین و خلاق کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اس کا نصاب العین یہ ہے کہ مغربی
 تہذیب و تمدن کے استبداد اور مغرب کی مغربیت سے لوگوں کو محفوظ رکھنا
 اور صحیح اسلامی اسپرٹ پیدا کرنا۔ اگر وہ مسلمان ہندس محلے ذرا یہ
 بقعہ دار پچ خریداروں کی کئی اور مسلمانوں کی ناقدی کی وجہ سے گرد آہ
 پاکت میں آ گیا ہے۔ مسلمانوں کیلئے یہ چیز انتہا درجہ کی خوشامی ہوگی
 اگر وہ اس اخبار کو بند نہ دے دینگے۔ مسلمانان، لوگوں کو ہر ایک مسلمانوں کو
 رہیں اور لائبریری کی نذر کر دیتے ہیں، اگر وہ پچارو روپیہ کی امداد کر کے
 خریدار بنادیں تو کیا مشکل ہے؟ میری مسلمانان ہر اسے بڑا زور دے
 ہے کہ لوگ انہی کا سلاہ کرتے ہیں وہ لکھ جیڈ، بیسیکٹر "صدق"
 ضرور جاری کر انیں۔ (رسالہ التجدد - رنگون)

خریدار اس صدق کی خدمت میں

جن حضرات کی عباد خریداری ختم ہو رہی ہے ان کی خدمت
 میں عرض ہے کہ آئندہ پرچہ کی خریداری کے لیے سال آئندہ کا
 مہینہ بذریعہ سی آر ڈی جلد سے جلد روانہ کر کے دفتر کو شکر گزار رہی
 کا موقع دیں۔ ورنہ ادائیگی ستمبر میں ان حضرات کی خدمت میں
 پرچہ بذریعہ دی۔ بی اس سال ہوگا۔

اس لیے التماس ہے کہ اگر کوئی صاحب ہذا خواستہ صدق کی آئندہ
 خریداری جاری نہ رکھ سکیں وہ براہ مہربانی دفتر کو نقصان سے بچانے کے
 لیے ایک کارڈ لکھ دیں۔ تاکہ دفتر کو انکی ذات سے نقصان نہ پہنچے۔

شیخ شوکت حسین پرنٹر حسن پرنٹنگ پریس میں طبع کرانے دفتر اخبار
 "صدق" گوگن گنج لکھنؤ شائع کیا

کا اجماع بھی دوسری کتابیں بھی ہوگی۔ اس طرح ایک طرف "تعلیم تعلیم" "فہم فہم" "دوست نسیم" کے عربی ذہن سے کرتے رہے اور دوسری طرف علم ہر فرد کو جاں کے جاں رسا دھات سے "ادافت" تر بناتے چلے بسوغات کی افراط اور کثرت اور دانت آزموی کی طرف سے یہ بے انتہائی دقت! کیا جیسے یہ نظام لڑا لڑا

ہی ہوتے ہیں۔ "رجعت غلو" کی سجد میں تو میری جگہ بھی حقیقت نہ آئے نہ کہ عقل و فہم سے شمع غن قائم رکھنا ہے جی بہت کی بات!

ارتداد پر ایک دلیل طلبہ کرام جواب دینا! عزت کس آریہ سماجی یا کسی پادری کے مناظرانہ رشتہ یا پوسٹر کا نہیں بلکہ ان کے شاگرد رشید نیاز منجوری کا ہے! حق شاگردی معنوں کی پیشانی مسکے میں ادا کر دیا گیا ہے۔۔۔ انہیں معنوں میں دس دلیلیں "قرآن کے کلام الہی پر سے نکال کر! اپنے ارتداد پر قائم کر۔۔۔ ایک دلیل حسب ذیل ہے:-

"سورہ فاتحہ میں الحمد للہ سے لیکر الحمد للہ ہم اللہ تعالیٰ کا ارزاں ایسا ہے کہ گویا معادب سامنے نہیں اور پھر فقہ چاک نصیب سے آغاز خطاب بدل جاتا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خدا کو حاضرانہ خطاب کیا جا رہا ہے۔ کیا اس کو ثابت نہیں ہوتا کہ یہ وہاں ہونے والا ہے بلکہ وہاں ہونے والے مختلف موعظوں پر رسول اللہ کی زبان سے سنا ہے۔ اگر اس پر تردد ہے تو اسے اس محفوظ میں شغوش ہوتی اور اسکا اذکار

مخاطب یہ نہ! علامہ دلیل یہ ہے کہ چونکہ قرآن "غیب سات" استمال ہوئی ہے لیکن معینہ قاری سے مسئلہ مخاطب میں "سرت انتقال" ہے اس کے متعلق ذیل پر آ رہا ہے:-

۱) ایک یہ کہ یہ دونوں کتبہ دو مختلف موعظوں پر رسول اللہ کی زبان سے سنا گیا۔ گو اگر رسول خود وہ مختلف باتوں کو کہہ سکتے ہیں لیکن خدا اس پر قادر ہے۔ ۲) دوسرے یہ کہ دنیا کے فرقوں میں دو مختلف باتیں کیا کر کے نکلی جا سکتی ہیں لیکن انقیض الیٰی کا نقش اول لوح محفوظ میں اس طرح لکھا جاتا ہے کہ جس میں فرمایا ہے "اتنے ذہر دست عقلی" امتزاج کا دنیا کے کسی منطق فلسفی "معتولی" سے جو اس پر پڑ سکتا ہے؟ علماء اور طلبہ سب کی زبانیں اور جب کے دماغ اگر ایسے موعظ پر جواب نہ دے سکیں تو اور کیا کریں!

ایک بڑا علمی اعزاز "عبد ربانہ ۲۲ مہر۔ جامعہ عثمانیہ کے ممتاز فرزند اور ریا عیادت کے مشہور پروفیسر ڈاکٹر عثمانی الدین صدیقی کو اس سال "کو انٹیلی ایم تعمیر" کے سلسلہ میں ایسا میں بین الاقوامی نوبل پرائز سویڈن سے دیا جائے والا ہے۔

ڈاکٹر عثمانی الدین صدیقی دنیا میں پہلے مسلمان ہیں جنہوں نے دنیا سے طبیعت میں غیر معمولی تحقیق کر کے یہ بین الاقوامی اعزاز حاصل کیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب موصوفت لہجہ رنگ و نیر و ستی میں پہلے ہندوستانی طالب علم تھے جنہوں نے اپنے اختراع سے زمانہ طالب علمی ہی میں اساتذہ کو حیران کر دیا تھا۔ (دکن نوڈ)

"ڈاکٹر عثمانی الدین جسٹس ہندوستانی اور ساری دنیا میں پہلے مسلمان اور پہلے حیدر آبادی ہیں جنہوں نے یہ انعام حاصل کیا ہے۔ آپ سے پہلے سرگوبندیش میں ڈاکٹر گیارا سرگوبندیش میں پہلے چلے گئے اور اس طرح آپ چلے ہندوستانی ہیں جن کو یہ فخر

کلام کی رفتار اگر کسی ترجمہ و تفسیر قرآن کے ثانیہ کلام اسی دینی زمانہ سے جاری ہے اور ان علوم کی تحریر کے وقت تک سجدہ ۲۲ بار سے ثانیہ پہنچے ہیں

پچھلے سید حسب ذیل رقم یہ تراغاثت قبول ہوئی:-

۲۲۔ آگست سنہ ۱۰۰۰ ایک طاوون (از ہوا پال) مٹا

فلسفہ اور شرک متکلمین سمیت میں حال میں ایک نامور ممتاز شخصیت ڈاکٹر گو راڈی ڈی ڈی سی (ڈاکٹر) ال ال ڈی (ڈی) دیکھ کر دیکھ کر کہتی ہے۔ اپنی کتاب "امان باللہ" میں ایک جگہ لکھتے ہیں:-

"انبیاء اللہ کے اس جمہوریت خدا کے جو دوقاد "شرک" کی عقلی عقلیت کی ہے اس کے بعد خدا اور کائنات (خاطر و غور) کے درمیان التزام کا امکان نہ تھا۔ اس تعلیم نے خدا کا مرتبہ بتا دیا لیکن یہ کہہ سکتے ہیں

انبیاء کو بت پرستی سے جو نفرت ہے اسکی بنیاد بھی ہیں سے واضح ہوئی جاتی ہے۔ بت پرستی کی لغویت اور اس کی عمارت سے تعلیم انبیاء ہماری پڑی ہے۔ فلسفہ کی موثرت پرستی سے صلے و آشتی ہی ہے۔ خدا کی عبادت ہر چیز میں ہے

میں یہ فلسفہ کا نتیجہ ہے اس لیے خداؤں کی بابت انسان نے گئے ہیں غلطی اور خرافاتی ہوں فلسفہ ان کی تائید کرتا ہے کہ یہ سب خدا کی جیسے اور بظاہر ہیں اور تمام کو تو خدا کی معرفت انہیں مظاہر ہی کے ذریعے ہو سکتی ہے۔

بت پرستی کے ساتھ فلسفہ کی اور اس کا یہ میلان نہ صرف تعلیم زمانہ میں ہے بلکہ آج بھی ہندوؤں کے ہاں شرک کے ساتھ یہ ہمہ روی بالکل نمایاں ہے "لگا رکھ" کی تبلیغ ان کا "مکتبہ"

حقیقت نے بات چہ کی گئی، فلسفہ کو حوام کہہ خواہیں تک علوم میں بت اور پادری دیتے ہیں اور اسکی عقلیت کے پوری طرح قائل ہیں۔ حالانکہ فلسفہ حقیقت میں اور حقیقت شناسی کا دشمن ہے اور اس کے اندر بجز الغلط اور مصطلحات کے گورکھ دھرم کے اور کچھ بھی نہیں۔

کوئی پوچھے "مگر فلسفہ کیا؟" (اکبر)

کہ دو اکبر کہ لفظ ہے صلے

گفتہ نے لاکھ دار سے خبر ہے ہوں گل کا فخر سب لکھتے! (اقبال)

یہی وجہ ہے کہ یونان، مصر، ہند کے فلسفی عموماً شرک یا شرک کے پسندیدہ تھے

اخراج حاصل ہوا ہے" (دہرہ گن)

پہلی بار جب اس نے جو بار سب ایک جہانی کے گراں ہوا اور اسے ملنے لگا
سے بلند ہوئی، خدا کا شکر ہے کہ کوئی آزاد تو اس قسم کی آبی اور نہ سب کا
سلام ہو گا کہ گواہ سب کے سبیدہ علمی مشائخ ہاں سب سے سر
سے جس ہی پیشہ اور ہمارے پیشہ سب سے سرسوت و مشاہدات
کے پیشہ کا اپنا ہر ایک کا ان پرستی تھا، اتحاد و ہمنوی کا سب کا ہمنوی مقدر
ہو چکا ہے!

شاہِ افغانستان کا حلف

کم لوگوں کو معلوم ہو گا کہ شاہانِ افغانستان
اپنی تختِ فیض کے وقت مجلسِ شہزادے کی کے روبرو ایک حلف بھی اٹھاتے
ہیں۔ یہ حلف امامِ ملت حضرت شاہِ نادر شہید کا مرتب کیا ہوا ہے۔ اسکی
عبارت ہے: "میں، شاہ، اپنے راجہ کو راجہ کی جگہ پر
قرآن مجید پڑھ کر خدا کے عظیم کے سامنے حلف اٹھاتا
ہوں کہ اپنے تمام اعمال و افعال میں خداوندِ جلّ شاد و کائنات
و اعظم جانتے ہوئے دینِ بینِ اسلام، استغاثہ افغانستان
در حقوق ملت کی حفاظت کریں گے اور شرعِ تین محمدی (ص)
اللہ علیہ وسلم اور رسولِ اساسی ملکیت کے مطابق زمین
کی مساوات و ترقی اور نگہبانی میں کوشاں رہیں گے۔ ہم دوبارہ
گرامِ رحمہ اللہ تعالیٰ نعم کی معیت و رعایت سے اپنے لیے
برکت و در کے معنی ہیں۔"

اللہ تعالیٰ یہ مسلمان بھی کیسی سخت جان قوم ہے۔ اس میں سب سے پہلی
بھی قرآنِ کریم کی عظمت، خدا سے عظیم کے اسم پاک کا یہ احترام دین
میں اسلام پڑھنے کا یہ احترام اور شرعِ تین محمدی پر قائم رہنے کا
اعتراف!

حکومت کے بنیادی اصول

اللہ تعالیٰ شاہِ نادر شہید اپنے
اور اپنے جانشینوں کے لیے جو بنیادی دستور اعلیٰ تیار فرمائے تھے، اسکی بنی
دعائے میں سے پہلی و زود دعائے سب ذیل میں :-

"(۱) موجودہ حکومت دینِ مقدس اسلام اور مذہبِ مہذب

حق کے مطابق سارا کار و بار چلائیگی۔ اس فرض سے پیش نظر

کہ شریعتِ غراسہ محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) حکومت کے نام اور

میں قائم و دائم رہے اور وزارتِ عدلیہ اور میں شورائے ملی کا یہ

فرض ہو گا کہ شعبہٴ احتساب کو حکومت کا لازمی جزو سمجھیں

اور اس شعبہ کو منظرِ صورت میں جاری کریں۔ دینِ الہی کے حکم

کے مطابق افغانستان کے تمام باشندے بلا امتیاز و تمیزیت

دینِ بھائی بھائی سمجھے جائیں گے اور سب کو مساوی حقوق

موصول ہوں گے۔ دین و شریعتِ محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم)

کے مطابق افغانستان میں یہ وہ قائم رہیگا۔

(۲) حکومت کے لازم خواہ کسی درجہ کے ہوں اور درجہ

عدلیہ میں قرآنِ عظیم الشان پڑھا کر کہ حلف اٹھائیں گے

کہ رعایا سے کبھی رشوت یا دیر نہ لیجئے، پاک نفسی اور پاک دامن
کے ساتھ خلقِ اللہ کی خدمت سجا لیجئے۔ آج کے دن سے اپنی
حکومت کے ساتھ تمامانی باعمل خیانت کے ترکہ نہ ہونگے۔ اللہ
کے ساتھ اپنے فرائض ادا کریں گے۔

شراب نوشی کی نوا شریعت محمدی کے مطابق دینی جائیگی۔ شراب

کو ملائیہ یا خفیہ فروخت کرنا سارے افغانستان میں منع ہے۔

کسی باشندے کو شراب بنانے کی اجازت نہیں۔ اگر کسی گھر میں

شراب بنائی یا کسی دکان میں بھی جائیگی تو حکومت کا علم ہوتے

تو شراب ضبط ہو جائیگی۔ اور پھر اس کو شرعی سزا دی جائیگی۔

اگر کسی لازم حکومت کے تعلق ثابت ہو گیا کہ وہ شراب بناتا ہے

تو شرعی سزا کے علاوہ اسے ملازمت سے برطرف کر دیا جائیگا۔

دیرونی رعایا اس حکم سے ششہ ہے۔ (انقلاب - لاہور)

بعد ملازمت راشدہ کو چھوڑ دے، نابین و جمع ۳۰ بین کا زمانہ بھی جانتے

دیکھیں۔ اس میں بھی دینِ دہانت، امانت و تقویٰ کے لیے علمی

و عصمت کا یہ نظام آپ کو کس مذہب پاک کی سول سروس کے نظام میں

میں ملے گا؟ امریکہ و برطانیہ، فرانس و جاپان، جرمنی و اٹلی، سارے مذہب

لوگوں کے تنویر و فائز کو پڑھ دے۔ "پاک ڈیوٹی" کا معیار ان ملکوں

میں بھی پیشاب بہت اعلیٰ ہے، ایک شخص پاکیزگی اور انفرادی اصلاح حال

کے بغیر اگر بالکل صبر ہے، روح میں توازن کیا ہے؟

ترکِ اعظم کے کارنامے

(۱) ترک نے اسلامی قانونِ ترکی قلمرو کے تعلیم منوع کر کے

جرمنی کا تجارتی قانون اٹلی کا فوجداری قانون اور سویٹزرلینڈ

کا دیوانی قانون جاری کر دیا۔

(۲) اراکیت میں عرقوں اور مردوں کو مساوی قرار دیا۔

(۳) قد و انداز کو قانوناً ممنوع ٹھہرایا۔

(۴) مصوری بہت تر بھی اور وسیع کے ساتھ ہی وہ "مذہبی

یا انقلابی نقطہ نظر کے متعلق" اور ترکوں کے واعظوں

سے اس مذہبی خیال کو محو کرنے کے لیے "انہوں نے خواہ اپنے

ساتھیوں کے بہت بڑا کفر و سحر اور مضبوطی میں شاہ سلیمان

پہنچ کر آئے۔

(۵) مصوری کے اسکول اور کالج قائم کیے اور مذہبِ اوقام کے

مختلف طرز کے رقص رائج کیے۔

(۶) "ترقی" سنوں کے سلسلے میں انہوں نے پورے ملک میں

کیا اور ترکی عورتوں کو آزادی کے ٹکڑے سارا تمام پڑا کر کھڑا

کر دیا جس پر انکی نرالی پیشہ اس وقت کھڑی ہیں۔

یہ ہیں جو انکے پیشہ اس عظیم کے وہ چند مذہب و ست کارنامے جو سارا زمانہ

لاہور نے اپنے جون فیر (۱۹۲۳ء) میں اس کے کسی معاملت یا نکتہ میں کی تھیں

ایک مراجعہ اس نے ان کی بار بار سے اندھا و تباہ کر کے پیش کیے ہیں

غریب "موجودہ" مسلمانوں کو سوچنے رہنے دیجیے، کہ جو شخص

قانون اسلام سے بنادیتے ہیں اتنا دیر نہ لگے گا کہ اسے مسلمان بھی تسلیم کر لیں اور اسے تسلیم کر لیں۔ تب تو ان کے فرائض کے لیے یہ کچھ کہے کہ ایک مشرعی نے فرمایا ہے اپنے کو اور تمہارے دکھار دیا اور حقیقت ترقی "آزادی" نام ٹھہرا سکتا ہے اور فحاشیت کا تو مسلک تب تو اس کا حق اس سے بڑھ کر اور کس بزرگ کو حاصل ہو سکتا ہے!

نشر گاہ حیدر آباد سے

حیدر آباد میں جس طرح اپنے اور مختلف سرکاری نام سرکاری غیر سرکاری محکمہ اور اداروں کے واسطے سے اردو زبان و ادب کی خدمت میں لگا ہوا ہے اسی طرح اپنے محکمہ زیریں کے ذریعے سے تقریباً دو تہائی اس میں بھی آتی رہتی ہیں۔ (پیشہ) اعتبار مغز مصنفین ہیں اور یہ لحاظ طرز زبان میں اور اس سے قبل ساز گئی کے پرکاروں کا تقارر کسی زبانی میں ہو جائے۔ لیکن ابھی چیز کی طرف مگر ذرا دور کو تو جہ نہیں ہوتی ہے۔ وہاں ریڈیو اسٹیشن سے کہہ رہے ہیں کہ اس کا سب سے بڑا ریڈیو اسٹیشن ہے! ہندی کے ساتھ ہر ہندو کی مجلس میں قرآن مجید کا ایک ایک صاحب قرآن تائی کی ایک آوازیں، مع سنس، شگفتہ ترجمہ کے آواز ہے! اور ہندو مسلمان! اسے شوق و عقیدہ سے سنتے رہتے ہیں۔ اسے مسلمان بھی جواد کوئی پروگرام نہیں سنتے، اس کے سننے کے شوق میں آگیتے ہیں۔ اور وہی کے علاوہ دوسرے اسٹیشنوں سے بھی کبھی کبھی کلام مجید کی تلاوت ہوتی رہتی ہے جب وہ انتظام اگر کوئی نشر گاہ میں آسان کر سکتی ہیں تو نشر گاہ حیدر آباد تو مسلمان کا حق ہر حال میں زائد ہے۔ وہ اگر ذرا دور تو بڑھ کرے تو اس کے لیے تو یہ انتظام کچھ بھی بخود نہیں اور نہ بلکہ حیدر آباد میں خدا کے فضل سے خوش حال اور صاحب فن قاریوں کا کچھ قطع ہے۔ نشر گاہ کے نقصان کا اس میں کوئی پہلو ہی نہیں اور مقبولیت کی توقع اس سے بہت کم ہے۔ دوسری چیز اسی سلسلہ میں ہے کہ حیدر آباد میں انشا اللہ اچھے مذہبی مقررین کی کمی نہیں۔ مولانا سائفر حسن گیلانی، مولانا بادشاہ حسین و فریم۔ ان حضرات سے ہمیں تقریباً کے توقع پہ تو مولانا اور یوں ہی وہ ذرا مذہبی عزائمات پر عقیدہ و محبت تقریباً کرائی جا سکتی ہیں۔

نسائیت کی صدی میں

اسیر واقعات اور دو کا مشورہ سنت سے۔
بالکل ناتواں رہا۔ صرف ابتدائی دو جلدیں نکلتے پائیں۔ اسکی دین الف مقصود میں ملاحظہ "جہوتاں" کے تحت یہ ہے:-

اجہوتی کی جمع۔ نذیر الدین حیدر بادشاہ کھنڈ کے وقت میں چند کٹاری عورتیں (شاہی چالیس سید انبان) عبادت اللہ حضرت امام محمدی آخرا ان کی عروں کے نام سے ملازم نہیں۔ وہ اجہوتیا کہلاتی تھیں۔ بادشاہ ہر روز صبح کو انہیں سلام کرتے تھے۔ اور ان کو قہر کا ایسا دورہ ہوتا تھا کہ ایک عاذاں اجہوتیوں کا مشورہ ہو گیا۔ اب تک اجہوتیوں کا مکتبہ، اجہوتیوں کا مکان، اجہوتیوں کا باغ وغیرہ کھنڈ میں معروف و مشہور ہیں۔ (جلد ۱)

۱۹۹۹، ۱۹۹۹

عقیدہ و عمل ہو یا جیسا کچھ بھی ہو، اسے چھوڑ دینے۔ جہاں اگر صرف اس کے

اردو کا یہ بادشاہ عورت کے مرتبہ کا قدر دان کہتا تھا! — انشا اللہ اللہ بادشاہ اور وضع کسی کو سلام کرے! یہ مرتبہ کوئی شہوتی ہے؟ نصیب ہوا تو کس کو؟ کسی مرد کو نہیں، اب جس خوش نصیب عورتوں ہی کو!

گندگی کی پوچھا

محل آدم لوہا کے لیے بھرا تھا ابھی تک ہندی زبان میں کوئی نرم و خوش لفظ موجود نہیں۔ اگر بڑی زبان میں ابیس کی فحاشیت لکھے ہے اب لفظ *malam munda*۔ *malam* گندہ کا ہے۔ اسے باب اب کر کے محقق، اپنے دماغ کے پیاسے بن گئے ہیں۔ "یہ کوئی نئی چیز ہمارے تمدن کے ساتھ مخصوص نہیں۔ اس کا جو تو اربعہ کے جس سے ہے۔ اور بعض تہذیبوں کے ان یقین و محبت کا ابتدائی ترین درجہ ہے۔ اور انہیں ڈرامے انسانے سب انہیں تعلقات کی شان میں لکھے جا چکے ہیں۔" (پیشہ کی "کس کرشن") *"see sunam"*، *"pallam"* ملا

"اس ناول کے گرد آدموں کی تعداد ہمارے ملک میں بہت بڑی ہے۔ بہت سے شادی شدہ ہیں۔ اور دنیا کو وہو کے سین ڈالے ہوئے ہیں۔ لیکن وہ اپنے شوق پر اکر رہتے ہیں۔" (رہت) "ڈاکٹر جنین ایک اس ناول کے گرد آدموں کی تعداد بہت بڑی ہے۔ "تعداد انہیں نیا ایک تو ہم لوگوں کے لیے جنت ہے۔" (رہت کے ہر طرف پھیلے ہوئے ہیں، اور ذرا سی وجہ سے اتم آجاتے ہیں) (رہت)

خلافت کا نام لطافت رکھ دینے، گندگی سے لعلت لینے والی، سخنداد و نہایت کو چھوڑ دینے، عجز قرآن مجید کا دیکھو، کہ حضرت لوہا کی زبان سے اٹکی قوم کو مخاطب کر کے دوسرے بہ فقرہ کہلا دیا۔

انکم اتون العاشرۃ اسلمکم تم اسی گندگی میں بلا ہو، نرم سے قبل، دنیا ہمارے اعدائے العالمین۔ (رہت) جہاں والوں میں سے کسی نے نہیں کی

آیت ۸۰۔ حکمت آیت ۱۲۸
غور طلب لفظ *استعظم* ہے۔ یہ نہیں کہ تم سے پہلے کسی نے کیا نہ بد کوئی اچھا بلکہ صرف اتنا ارشاد ہوا کہ اب تک کسی نے نہیں کیا تھا ما پیش و اس باب میں کوئی نہیں ہو ہے۔ اللہ خیر و عظیم ہے ہر کوئی کس پر دوش ہو سکتا تھا کہ اس نے اس بات میں بہت سے پیدا ہوئے، بعد کی بھڑکانہ تہذیبیں اور کھانا تمدن اپنے ان اسکا نہ صرف روح ہی دینے بلکہ اس پر کھنڈ لگے اور اسکی روح و جسم میں ادنیٰ و طبی دلائل قائم کریں گے!

بزم ہمدردان صدق

پچھلے فرسٹ میں ہمدردان صدق کا شمار ایک چوبچ چکا تھا۔ اس کے بعد ایک گناہم رہے نشان کم فرما کے مسئلہ عیسے و نذر کو وصول ہوئے۔ ان میں سے دو فرما دیں کی عزت سے چند تھا، اور ابھی عیسے بزم ہمدردان صدق کی نسبت کی نصحت نہیں! — اللہ اللہ! غفاری نام کا یہ اہتمام اور اعلاص کا یہ مرتبہ کہ میجر ایڈیٹر، فرخنی اللہ کی مخلوق میں سے کسی کو خبر نہ ہو، بیکر اللہ کے فرشتوں کے!

برہمائی: ملا کر بڑے کے مہمان کا شمار ہے، تاکہ پہنچتا ہے۔

نشر گاہ حیدر آباد سے

ایک شوٹلے

نمبر (۲)

سلسلہ مدنی مسائل

(از عبد اللہ بن عبد اللہ)

جس طرح دین اور شریعت سرشت و ذریعہ ہیں، ایک قوم جیسی دوسری قوم جیسی، اسی طرح حقیقت و توحید کی دنیا میں کل دوسری قوم ہو سکتی ہیں، اسی ایک قوم جیسی دوسری قوم جیسی، دین و ملت اور توحید و ملت ایک ہے، جس طرح خاص تقسیم صرف ایک ممکن ہے، اور دین اپنی ایک مخصوص مذہب، مخصوص تمدن، مخصوص قانون رکھتا ہے، جس کے مطابق قوم جیسی، بشا رخصت ہے، جس طرح خطوط متفرق ہوتے ہیں، سو ملت صرف ایک ہے، کام ہے، عدم محنت یا بیماری کی صورتیں ہزار ہا ہیں، قوم جیسی، اپنے اندر باطل کی جملہ باتیں رکھتی ہیں، شرک، اتحاد، تفریق، دین کے تمام مظاہر پر شامل ہے، اسکی مذہب اور اس کے تمدن میں کثیر اور مستند ہیں، لیکن ایک چیز میں مشترک ملتی یعنی اعتدال کے قانون حکمت سے بننا ہوتا، سائل حیات پر نظر، اس کے اندر ہمیشہ کسی تافس اور محدودی پہلو سے ہوگی، ہمہ جہتی نقطہ نظر ان کے نسب میں ہوتی نہیں۔

یہ قوم جیسی یا باطل مذہب میں چونکہ زندگی کی غلط تعبیریں، سائل کاٹا کی غلط تعبیریں ہوتی ہیں، اس لیے ان کے فتنوں اور غنوں کے اسکا اسی سچا دائرہ اور قوی رہتے ہیں۔ یہ ایک غلطی کی اصلاح دوسری غلطی سے کرتا چاہتی ہیں، گویا ایک بیماری کو دہرے کرنے کے لیے دوسری بیماری سلسلہ کوئی ہیں۔ اس سے غلطیوں، اگر اہوں، بیماریوں کا ایک دور و تسلسل قائم ہو جاتا ہے، اور صحت و اصلاح کی منزل جوں کی قوس دور رہتی ہے۔ جسم و ملت کے معاملہ میں بھی بنیادی غلطی یہ ساری باطل مذہبیں کرتی ہیں اور آج بھی کرتی ہیں۔ افراد کے درمیان دولت کی نامادی تقسیم ایک شاہدہ اور واقعہ ہے، اس سے تو کسی کو انکار ہی نہیں، سوشلزم اور کمیونزم کی قوم جیسی مذہب نے اسکا طالع صوبہ سول سلطہ میں سے کام لے کر چھوڑ کیا کہ ذاتی ملکیت کو مٹا دیا جائے، اور دولت کو افراد کے اہل سے نکال کر اسٹیٹ (حکومت) کی طرف منتقل کر کے، افراد کو اسکا سادی حصہ دیا جائے۔ یہ علاج بالکل ایسا ہی غلطیانا ہے، جیسے کوئی غلطی کسی زمین کو شہید، بیمار میں چلتے چلتے دیکھ کر غایت شفقت و ہمدردی سے تجویز کرے، اگر زمین کو خارجی ذرات سے خوب ٹھنڈا ہوا، پتھر، پتھر، ٹھنڈا پانی جسم پر ڈالو، اس سے گرمی مٹ جائیگی!

شریعت اسلام نے اس کے برعکس، مرض کے اس اسباب اور حقیقی ذمیت پر نظر کی اور سب سول ملکیت، ذمت نظر سے کام لیکر نظام معاشرت ہی ایسا رکھ دیا، جس میں ایک طبقہ اجتماع، دولت کی ذمیت ہی ہی الاکان نہ آئے، اور اگر کہیں آجائے، تو اس کے مفاد سے تو ہر حال روٹنا نہ ہونے چاہیے ایک طرف تو اس نے ذاتی ملکیت، شخصی یا مادی کا حق پوری طرح تسلیم کر کے

انفرادی حدود و حدود جاری رہنے کا پورا رواج دیا، دوسری طرف سود و ہمت اور ہر حال میں حرام نفسی قنارہ سے گریز تمام سرمایہ داری کی چڑی کھانسی پھر تو کہ وراثت میں جائداد کی تقسیم عادلانہ رکھی۔ محرم کسی اور شخص کو نہیں رہنے دیا۔ زواروں پر جائداد کی انفرادی فرض کر دی، یعنی یہ افراد زواروں پر کوئی احسان نہیں، جس کے ساتھ کوئی رعایت نہیں، ایسے وہ قبول کرتے مٹرائیں۔ یا اسکی بنا پر زواروں میں کوئی مزید (تفکر پیدا ہو۔ اور ان سب کے علاوہ دولت و ثروت کو ایک امانت الہی کا مرتبہ دیا۔ اسراٹ، غنائش، نفس پرستیوں کو دین و اخلاق کی عداوت میں منتقل جرم قرار دیا، اس طرح دولت کی تساوینہ تقسیم کی غلط کوشش کے بجائے اسکی عادلانہ تقسیم پر زور دیا، بجائے ایک جھگڑے اور مفاہمت کی چوڑی کے اسے غلبہ کے حق میں ایک نعمت اور رحمت بنا دیا۔

اسلام کی عکاسی نشان، مسئلہ دولت و ثروت سے بھی کچھ بڑے کمزور و غریب کے تعلقات، جس کے باب میں نظر آتی ہے۔ مرد کی شوائی قوت کی نمائندگی کو اسلام بھلا کر نہیں ہے، اسکی تو اس نے اپنے قانون میں ہر جگہ رعایت رکھی ہے، اور اپنے نظام معاشرہ میں ہر قوم پر اسکی اہمیت تسلیم کی ہے۔ بلکہ اب تک تو اکثر انہوں کی طرف سے اس پر ابھارم برہم ہے، اگر اس نے اسکی اہمیت ضرورت سے زائد ملحوظ رکھی ہے۔ اصل حقیقت کے اعتبار سے یہ دونوں الزامات بے بنیاد ہیں۔ انراہ نظر کی سرکھی اور کچھ دی سے بچ کر اس نے ایک ایسی نقطہ اعتدال کو اپنا مقام بنایا ہے، جو فطرت بشری اور نظم کائنات کے عین مطابق ہے۔ ایک طرف تو اس کے احکام مردوں، عورتوں و دونوں کو یہ ان کی اپنی نگاہ میں پنجا رکھیں، انجنیوں پر جنی الامکان نظر نہ پڑے دیں۔ باطلی تر نہیں۔ زمین اور کشتی کے تمام مقامات جیسے جیسے ہیں، باضرورت میل جول، خلا مہرگز نہ رکھیں۔ عورت اپنے جسم کا بیشتر حصہ چھپا لے، یہ قریب کے عزیزوں میں طہر کو مستثنیٰ کر کے، باپ اور بھائی تک کے سامنے بھی وضع و لباس میں احتیاط رکھے۔ ضرورتاً باہر نکلے، تو زینت زیبائے کے پورے لوازم کے ساتھ۔ خوشبو لگا کر فیروز کے مجھے گزرا، شوخ رنگ روشن کا رنگ، پاؤں جو بجائے خود جاذب نظروں، زیواروں کی جھٹکا، زینت و غیرہ سب ممنوع۔ غلط تعبیریں، غلط تاثر، غلط فہم کن ہیں، غلط افہام، تاج، گلانا، ہر ایسا کمیل تاٹا میں جس فقرہ کے احتمالات ہوں، انکسارت غرض کوئی انہماک جس سے نفس میں خواہ مخواہ عیوان پیدا ہو، اور عیب بیکاری کی جانب آمادہ ہو، خواہ اس عمل کا غلبہ لاسے سے ہو، سامنے یا ہمزہ سے یا شائد سے، جائز نہیں۔

ایک طرف تو یہ بندشیں اور پابندیاں ہوں، دوسری طرف تو ان سے بڑھ کر اور سویش یہ رکھی گئیں ہیں، بلکہ کھانچ میں دشواریاں کچھ بھی ہیں۔ انتخاب نہایت دین۔ بھروسہ دوسے چند سیکے رشتہ داروں، سلاخان باپ، بیانی بن، چچا، ماموں، افراد کے ہر فرد کا نکاح ہر عورت کے ساتھ جائز۔ نکاح کے وقت عداوت کچھ بھی نہیں۔ عورت کی طرف سے بھروسہ، مرد کی طرف سے رقم ہر دونوں کے لیے واجب ہے، سلاخان

میسویں صدی کا پیکر غلت

جلد دیوبند میں علامہ شبیر احمد خان کی تقریر کا مختصر

اللہ تعالیٰ نے جب سے کائنات کو پیدا کیا اور حضرت آدم کو خلیفہ بنا کر مبعوث کیا اور ان کے لیے جو ضروری قیام کی تعلیم دی اور ان کی اولاد کے لیے جن امور کی تعلیم ضروری تھی وہ انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ آتی رہی۔ اس دنیا میں خبر و اثر حق و باطل کی سرکار آدنی ہوتی رہی ہے۔ ایک طرف ہمیں کائنات کا اللہ تعالیٰ نے جو قدرت و کمال کی علامت ہے۔ ایک جانب انبیاء علیہم السلام کی جلالت و تہذیب و حرمت کا درجہ کا کمال کا گواہ دہی ہمیشہ سرکار آدنی ہوتی رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر شے کو پیدا کیا ہے کیونکہ ان سنت و حکمت کے عقیدہ کے ہم جیسے غیر و شر کا وہی مخالف ہے۔ مگر اس نے غیر کو پسند فرمایا اور شر کو پسند نہیں کیا۔ وہ مخالف غیر و شر کو پسند کر شر کے نزدیک منہ من ہے۔ آفتاب اپنی شاخوں سے جس طرح اجسام کو نور کرتا ہے اور اس کی شاخیں ہر محل کی شکل و صورت اختیار کرتی ہیں۔ جیسے وہ گزرتی ہیں مثلاً مستطیل شکل کے روشنی اس سے پورے پھیلتی ہے۔ مستطیل شکل اختیار کر لگی اور غزلی شکل سے گزرتا ہے غزلی بن جائیگا مثلاً لکھ آفتاب ان اشکال سے بلا توجہ آفتاب کی روشنی ہو سکتے ہیں۔ اشکال پیدا ہوئیں گران اشکال و قطعیات کا وجود آفتاب نہیں۔ پس باوجودیکہ نور آفتاب ہی ہے یہ اشکال پیدا کی ہیں لیکن آفتاب کا مصدر نہیں۔ جس طرح نور کا مصدر ہے کہ نور اس کی ذات سے صادر ہو کر تمام عالم میں تقسیم ہو رہا ہے اسی طرح خبر و شر کی نسبت خیال فرمائیے کہ ظاہر تو اللہ تعالیٰ ہر غیر و شر کا ہے مگر بعد مدح و ثناء منن خیرات و مناسبات کا ہے۔ شر و مہینات کا نہیں۔ شر اس کی مخلوق ہے اس سے صادر نہیں ہوتا۔ حدیث میں ہے "ایم کلانی یدیک و الطریس الیک خیرات تیرے دونوں ہاتھوں میں ہیں اور شر تیری طرف سے نہیں پاتا۔ یہ مسئلہ بہت طویل الذیل اور غیر اہم ہے جو مسئلہ قلع اقبال تک پہنچتا ہے۔ اس وقت کہنا یہ ہے کہ خبر اللہ کے اس مقبول و مرضی ہے اور شر و مہینات جو منن ہیں درجہ درجہ قال اللہ تعالیٰ ان تکفروا فان اللہ غنی عنکم ولا یستغنی لعلوہ الففردان تشکوہ و برہنہ لکم۔ مثلاً میں درجہ میں شرک و کفر جو منن ہیں پھر رانا اس درجہ میں نہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ تمام شر و مہینات جو منن ہیں چھوڑ کر شرک ہے جسکی نسبت اعلان فرماتے ہیں ان اللہ لا یغفر ان یفرک۔ یعنی اودن ڈالک منن نشاد۔ پھر کفر میں بھی مہینات ہیں بعض کفر بعض سے انہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ارتداد سے زیادہ کئی کفر انہیں نہیں ہے۔ اسلام نے کفار سے صلح کا اجازت دی ہے ہر قوم سے صلح ہو سکتی ہے دہریوں سے بھی صلح ہو سکتی لیکن اسلامی نقطہ نظر سے شر کو اس دنیا میں نہیں لایا ہی ماحول نہیں ہے۔ حضرت سادین جبل رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ حضرت ابوہریرہ اشعری سے کائنات کے بے تشریف سے گئے تو انہوں نے کہا کہ ایک شخص ملے جتنا کفر ہے آپ نے ابوبہرہ سے پوچھا کہ یہ کیوں ہے۔ بتایا گیا کہ یہ پہلے یودی تھا اس کے بعد مسلمان ہو گیا پھر مرتد ہو گیا۔ سننے ہی حضرت سادین نے فرمایا کہ جب تک اس کو قتل نہ کیا جائیگا میں سواری سے نہ آؤں گا قرآن کی کوئی نہ فرمایا (وہ الذین آمنوا من ینزلہم من دینہ صوف یا علی اللہ یومعہم و یجوزہ

اذل علی المؤمنین عزة علی الکافرین سیل ہون فی سبیل اللہ و سیماؤن لہم فائم۔ اگر مرتد ہو جائیں تم میں سے کچھ لوگ تو اللہ تعالیٰ ایسی قوم کو کفری کر دے گا جنکو اللہ چاہتا ہے۔ اور اللہ کو چاہتے ہیں جو مسلمانوں کے لیے نرم اور کافروں کے مقابل میں غالب اور سخت ہوں وہ اللہ کے راستہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی ذرا ہوا نہ کریں گے۔ اس آیت کے سب سے پہلے مسلمان حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے رفقاء میں جنہوں نے اسی حالت میں یثرب سے قتال کا فیصلہ کیا جبکہ برس برس صحابہ تنہا تنہا تھے۔ حضرت عمرؓ کے سوال پر بعد میں کہہ کر فرمایا کہ رسول اللہ کے زمانہ میں اگر کوئی شخص ایک رتی زیادہ میں رہتا تھا تو اس کے روئے پر میں قتال کر دیتا۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ کی بھی شرم مہر ہو گیا۔

سب سے زیادہ انہیں ترین کفر ارتداد ہے۔ انہوں کو یہاں اسلامی عقائد نہیں اور اسلامی حکومتوں میں بھی قانون شریعت پوری طرح نافذ نہیں رہا۔ ایک مرتد کی شرمی نر اس سلسلہ کو بند کرنا چاہی جیسا کہ لغت اللہ تعالیٰ کے حکم کے بعد پھر کسی قادیانی کو افغانستان میں وسیع کاریوں کی جرات نہ تھی۔ آپ پوچھیں گے کہ میں کس شخص کے متعلق کہنا چاہتا ہوں ایک نہایت گستاخ مگر بڑا دل انسان جس کا نام آپ میں سے بہتوں نے سنا ہے نہ وہ مکار نہ نیاز فتنہ رسی ہے جبکہ ایک رسالہ لکھا جاتا ہے۔ اس سے قبل اس نے بار بار رب العزت کی نسبت ہرزہ سرائی کی تھی۔ مگر جب ایک میں اس کے خلاف شورش ہوئی تو اس نے عین مرتد قوبہ نامہ شائع کیا۔ اب اس نے پھر سر اٹھا ہے اور قرآن مجید کے متعلق جالانہ کو اس کی ہے۔ اس نے مناسبات اعلان کیا ہے کہ میرا عقیدہ ہے کہ قرآن اللہ کا کلام نہیں ہے بلکہ رسول اللہ کا کلام ہے۔ اور پھر اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے۔ یہ تو بوجہل بھی کہتا تھا کہ قرآن اللہ کا کلام نہیں ہے بلکہ خود محمد صا حسب نے بنا لیا ہے۔ نیاز یہ بھی کہتا ہے کہ اس میں بعض چیزیں بے تحقیق بھی درج ہو گئی ہیں۔ مجھے تعجب ہے کہ نیاز کا اسلام کیا ہے جو کس چیز سے تو تباہی نہیں۔ ہم نے مسئلہ کہ ایک شخص ایک بھی نہیں۔ وہ لہ اور پکا ہاتھ تھا کہ اسے انہوں میری بوجہ ہو گئی اور میرے بچے قیم ہو گئے۔ لوگوں نے اس سے کہا کہ کعبت تو ذرا ہے اور میری بوجہ ہو گئی اور بچے قیم ہو گئے۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ کیا بتو درجہ اور یہ کلام کرنا خود تیرے دھوکے کی تیرے نہیں کر رہا ہے میں مال نیاز کا ہے کہ ایک ہی سانس میں مسلمان ہونے کا دعویٰ بھی کرتا ہے اور یہ بھی کہتا ہے کہ یہ قرآن اللہ کا کلام نہیں ہے۔ قرآن میں فرمایا ہے کہ بغرض کمال خود پیغمبر ہی ایک جملہ ایک خود بنا کر اگر ہمارے طرف نسبت کر دے چہ جائیکہ ہمارا قرآن تو اسکی سنت کی بھی علت نہیں دینی جاسکتی ہم اس کا داہنا ہاتھ پکڑیں گے اور پھر اسکی رگ گردن کاٹ ڈالیں گے اور کوئی تیرے اس مدعی ضعیف کو روک نہیں سکتا۔ ولو تقول طینا بعض الا قادیل لا غناستہ بالین ثم یصفنا منہ الوتین فاما انکم من اعدائنا عاجزین۔ اور یہی معنی ان تو مات سفر تشاد میں بھی موجود ہے۔ قرآن کریم نے دوسری جگہ فرمایا۔ واذنا علی علیہم الایمان ببناء قال المنین لا یجوز لعلوہ انک بقرآن ینزلہ او ید اقل یا لیکن فی ان ابدل من لعلو انہی ان ابنا ان ذی علی الایمان۔ جب ہماری رویش آئیں جو حکمرانی جاتی ہیں تو کفار کہنے میں کہ تم اس قرآن کو چھوڑ کر دہریہ آؤ

وَالَّذِي جَاءَ بِالتَّحْقِيقِ وَصَدَّقَ بِهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ (اے جو سچی بات لیکر آیا اور جس نے اسکو سچ مانا، وہی پرہیزگاروں)

چندہ اور اتھامی امور

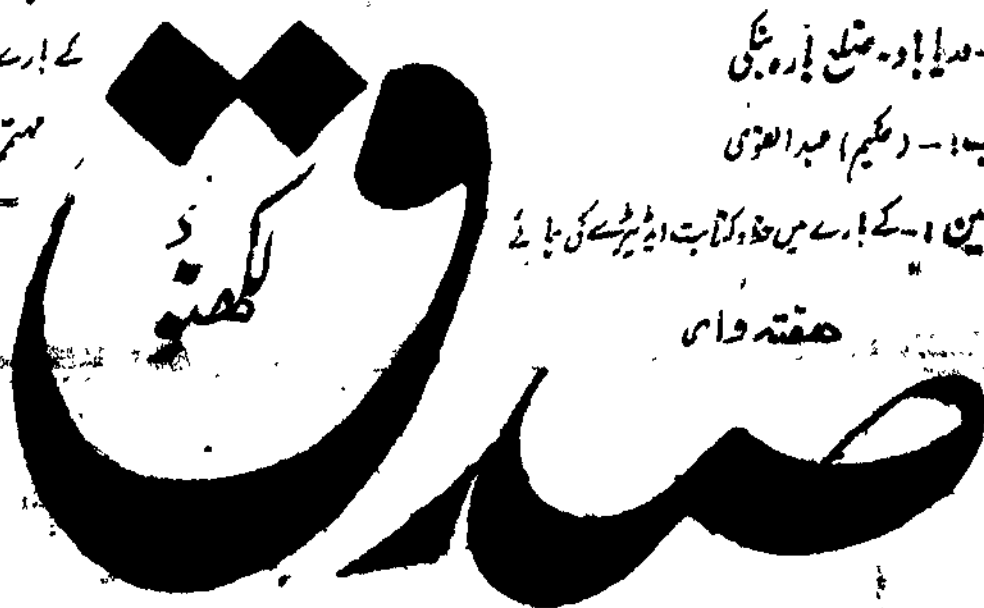
کے بارے میں مراسلت اساتذہ
مہتمم اخبار مسند لکھنؤ

پتہ: - دلیا باد - ضلع بارہ ٹکی

نائب: - (علیم) عبدالعزیز

حصہ میں: - کے بارے میں خط و کتابت ایڈیٹر سے کی جائے

حقیقہ واسی



چندہ
سالانہ
شعبہ
بروز سندھ سلامت
شعبہ
تعلیم فی پورہ

میز ۲۰ - دو شنبہ - ۲۰ - شبان المعظم ۳۵۹ - مطابق ۲۳ - ستمبر ۱۹۷۹ - جلد ۶

سچی باتیں

پچھلے ہمارا جرمیور کا حال ہی میں انتقال ہوا، اور نئے ہمارا جرمیور میں گھر پر بیٹھتے۔ تخت نشین کے حالات اخبارات میں مفصل آچکے ہیں۔ تخت نشین سے ایک دن پہلے لکھنؤ کی مسند پانی کاٹی گئی (یعنی) سے آرا تھا۔ یہ پانی خاص پر ہوتوں! اقدس نامہ جلد کے ایک جواہر، میوہ سے بنارس، جواہر سے شال کا سفر کر کے لائی تھی۔ جب یہ پانی آیا، تو پہلے شاہی بیڈروں اور پورہ ہوتوں نے اس کی پوجا کی اس کے بعد سونے کے کھنڈ اور گروہوں میں اسے ایک ہانڈی کی مرمت پاکی میں رکھ کر شاہی محل میں لایا گیا۔ مسند پانی کا جلوس بالکل شام ۵ ساری کا جلوس تھا۔ گھوڑے، ہاتھی، سپاہی، چوہدار، سب جلازمہ ہمارا جرمیور آج رات سہ سے بیدار کر دیئے گئے، اور پہلا گھم بیگیا، کہ ایک نہی چوکی پر آکر ٹھیکے، اور محل کی بوڑھی نے ہمیں اپنے مقدس سنگ پیسے کے ساتھ، اپنے جسم پر تیل اور پانی اور مختلف فریبوں کا جھڑکاؤ کیا۔ اسکا اصطلاحی نام سنگل (شال) (مسل مبارک) ہے، اس سنگل کے بعد اصل غسل مولیٰ پانی سے ہوتا۔

ظاہر رہیں اور ابویں۔ اس درمیان میں ایک زعفرانی رنگ کا دھانکا ان کی کلائی کے گرد باندھا ہوا لائی تھا۔ اس سے فراغت کے بعد غیر پورہ چائی گئی کہ شاہی گھوڑا اور شاہی ہاتھی، دونوں جلوس سے ساتھ اور دونوں پر حاضر ہیں۔ ہمارا جرمیور نے ان دونوں جانوروں کی پوجا کی اور اس کے بعد یہ دونوں پھر اسی جلوس کے ساتھ، قریب کے ایک سنگل میں بیٹھ بیٹھ گئے کہ شام کو ایک بار پھر انکی پوجا ہوگی۔ اس شاندار دربار میں خلعت سے کھجوا کچھ بھی گیا۔ ہمارا جرمیور آٹھ بجے اور راج کر دیں یعنی پھر کل سنگل کے سوا ہی جی کی ڈنڈوت کی، اس طرح کہ سنگل دوس کو پہنچا۔ اب ہمارا جرمیور تخت کے پاس ایک کرسی پر بیٹھے اور لکھنؤ جلوس کے ساتھ آئے۔ اب مقدس ساز اور دیگر شہرے، اور ویدوں کے مقدس راگ شروت ہوسے پانچ ہند ہوتوں نے آم کے پتوں میں وہ لکھنؤ جلوس کیا اسکا جھڑکاؤ ہمارا جرمیور کے بعد پانچ چھتری آئے اور پھر پانچ ویش اور انھوں نے بھی سچائی۔ جب یہ سب ہو گیا، تو ہمارا جرمیور تخت کی طرف بڑھے اور پورہ ہوتوں کے حسب ہدایت بیٹھے اس کی پوجا کی۔ اس کے بعد ریڈیٹ کی مدد اور ہاتھ کے ہمارے سے تخت پر قدم رکھا۔ اب وہ تخت نشین ہوئے اور بارہوی بیڈروں نے آٹھ ویدیں اور سہ مشن پوسٹنگے۔ مبارک سالامت کا غلہ پانچ رات کو طاب چراغاں اور ہر جرح جرح آتش بازی وغیرہ۔

میں نے یہ سب سنا اور دیکھا اور اسکا غلہ دار خود بھی دیکھا۔ یہاں تک کہ تعلیم یافتہ۔ اس پر بھی آپ نے دیکھا کہ جس طرح کسی کسی شکرانہ، شہر سے آخر تک نہ ہوئی۔ چوہا گھوڑے کی پوجا تھی پانچ پانچ کی، پوجا تھی پانچ پانچ کا غلہ داران گئے تھے ہوس کی وغیرہ۔ اب انھوں نے فریضی اور غلہ داران تھیں نہیں روزمرہ کے عملی دھرم کے شہرے۔ اور انھوں نے غلہ داران پر نیکی کے وجہ سے ان میں انھوں نے غلہ داران پر نیکی کے

اب ہمارا جرمیور نے نکایت پیش قبضہ زور اور سنگل و جاہر سے مراد پوجا تک زب تن کی، اور میوہ کی شاہی خاندان کی پیشین روی چند سیدھی کی پوجا شروع کی۔ اس کے بعد محل کے ایک اندرونی کمرے میں قدم رکھ گیا۔ یہاں پورہ ہوتوں کا ایک گروہ پہلے سے منتظر تھا۔ یہاں ایک خاص بیڈروں کی پیشین روی کی ہوئی، جلیں و کپتی آگ کے ساتھ پوجا کی بعض

تصاحب کی سب کچھ کی زن کو بھی غلط سمجھ کر سر اور آنکھوں پر مگرہ بنی جاتی ہے، اور اب تک برقعہ کنٹرول کا تعلق اس قدر پندار کے لہجہ میں کیا جا رہا ہے کہ گویا وہ وہ اہل علم اور عقل و وقت کا کوئی ذریعہ دست علمی کا رکنہ اور تحقیقی شاہکار ہے۔ فرد علم کا نام آپ نے بار بار مانا ہو گا، خود جمل کے یہ تماشے اپنے گرد و پیش آنکھوں سے دیکھتے چلیے!

اعداد کی زبان

”ترکیب زانیت کے علمبرداروں کو بڑی شکایت اس کی ہے کہ جو وہ جن مرد کا بنایا ہوا ہے، لیکن مرد کا یہ موقع اسی لیے تو لیا، کہ مرد عورت سے زیادہ ملاقات ہے۔ ہجر سے حقیقت ثابت ہو چکی ہے کہ جو مرد اور جو عورت میں جہانی قوت کا تناسب تھا اور شہرہ اشہ کا ہے۔ مردانہ خون میں سرخ زردی تھا اور عورتانہ خون سے بقدرہ لالہ کے زائید ہوتے ہیں۔ سو کاشش تو اس قوت جسمانی کی عدم مساوات کو ٹٹلنے کی ہوئی چلیے، نہ کہ معنوی نزاکت پیدا کر کے عورت اس فاصلہ کو اور بڑھالے۔ (تیسرے - ۹ ستمبر ۱۹۷۷ء)

یہ لکھنؤ بھی آخر مردوں کی کا اخبار ہے نہ؟ پھر یہی باپوں اور بھائیوں اور خوبروؤں کا درباریوں کا سا ظلم اور نصیحت و خیر خواہی کے برابر ہے اور سائنٹفک واقعات و اعداد سے یہ وہیں خود غرضی اپنے تناسب قوت کے اعداد بھی تو آخر مردوں کی کتے بنائے ہوئے ہیں! اور اگر انکی تیاری میں سائنٹسٹ سورتیں شریک ہیں تو وہ بھی یقیناً مردوں کے زیر اثر ہو گئی! اور خود ان اعداد و ارقام سے اعداد کو پلایا گیا، دیا اور قرار دیا یہ بھی تو آخر مردوں ہی کے داغ کی اختراع ہے! اور ”آزاد“ اور آزادادی دوست خواتین کے لیے جہت ہی کب ہے؟

امام اشعریؒ

سراہہ علمائے دیوبند مولانا شبیر احمد صاحب فتاویٰ مظاہر مشہور قرآن اپنے ایک گرامی نامہ میں مہر محمد کو خدمت قرآن کے سلسلہ میں دے مائیں دینے اور سائنس آمیز حسن ظن کے انہماک کے بعد تحریر فرماتے ہیں:-

”امام اہل السنۃ والجماعہ شیخ ابو الحسن اشعریؒ کے حالات تو آپ نے پڑھے ہونگے، لکھے ہونگے سترہ تھے۔ اپنے مذہب کے لکھنے بڑے دماغی اور مناظر۔ لیکن حق سبحانہ و تعالیٰ کو منظور تھا کہ انہیں کو مستر لکھ کے مقابلہ پر دین حق کی حمایت کے لیے کھڑا کیا جائے، اور دین کے علمبردار کو دین حق کا امام بنا دیا جائے۔ کس طرح بدیہہ دینا دشگری فرمائی۔ بار بار خواب میں ہادی برحق مسلم کی زیارت ہوتی رہی۔ آخر حضور اکرم مسلم کی ایک پیغمبرانہ تنبیہ ملے جو عتاب اور لطافت دونوں پر مشتمل تھی، دفعتاً حقیقت سے یہ وہ چٹھا دیا۔ آٹھ کھلی تو خیالات و جذبات کی دنیا بدل چکی تھی۔ برسرِ منبر رجوع الی الحق کا اعلان کیا، اور تمام باطل پرستوں کو چیلنج کر دیا کہ جس میں جہت ہو سیدان قاطب میں اگر قدرت حق کا تماشہ دیکھے۔ پھر دیکھ بیٹھے آج تک اہل السنۃ و الجماعہ کی دنیا اشعریؒ کی آواز سے گونج رہی ہے۔ اس وقت سے آج تک کتنے ہی

آڈیو، بیارہ کوئی ہڈی تپا ہے نہ جھنجھار ہے۔ تو اس پر سب کھاتے ہیں، اور تیغ و داری اور غمخواری کرتے ہیں۔ آپ بھی دوسری کو کام میں لائیے اپنی سوائی ہوئی غفلت و رحمت کو جگا لیتے۔ سال ان ہی سے نہیں آپ سے بھی ہو گا، پرادیوں کے ہنسے حق ہوتے ہیں۔ اندھے سے گھروں میں تو مید کی روشنی پہنچا کر آپ کا حق بھی ہے اور آپ پر فرض بھی! برحق شعلہ (دارالہد) آپ کے پاس ہے۔ آپ بجا اس کے نہیں دیا کرے اور بچا کر بن اپنے دین کے کیشہ چمپاٹے ہوئے ہیں!

نیک نیت و دوری

ناچھو، یونیورسٹی سے مائیت ایک زمانہ کا چ سنٹرل کالج ناروویہ بنائے۔ سہ ہے۔ رنگی خامبات کی موت سے سلسلہ میں لیڈی نو کنٹرول کیا ہے کہتے ہیں۔

”وسط کے نوویں رکھنے والے اطلاعات کی یہ اعداد و ارقام نتیجہ ہے کہ ان کے بنائے ہوئے موجودہ خطہ کا (سلاطین اور پورٹ پورٹ) نوویں انکوارا بنیت، سائنس و تحقیق جو (سلسلہ) بہ حال کیا رہا ۹ ستمبر ۱۹۷۷ء

گو بار بار حضرت دعوے ہیں دوسے مساوات کے حوصلہ اور وہ میں جہانی اور مردانہ مساوات اور اگر ہم دوسے مساوات کے اور دوسری طرف شوق حسن و قبح و تزکیہ و تہذیب کے ہر حق غالب ہے بلکہ شوق روز افزوں! عہدہ سائنس کے معنی ہیں غذاؤں اور دوسرے طریقوں سے ہم کہ لاغز واذک بنائے۔ اور اگر تیری وسائل و اختیارات پڑھے تو اسے جلتے ہیں کہ سائنس کا شوق کس ذریعہ شوق کے ساتھ ذہن سرب و سرب زاد میں ترقی ہے!

درہوشوں کا پوش

لاہور ۱۰ جولائی۔ جاپان کی آبادی میں ۱۰۰ کروڑ کے قریب ہیں۔ اس کے خلاف فکر آبادی کے سرکاری افسر نے ایک جمعہ جاری کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ دنیا کو بتا دیا کہ جو ان بیکوں اعداد میں سائنس کی اکر سے شادی کیے ہیں کیا کیا چیزیں اور لذتیں ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ حکومت برقعہ کنٹرول رخصت منحل! ملے ان کی اپنی اپنی تعلیم کی کمی۔ پراپوٹ کے خلاف سب سے کچا جائیگا کہ یہ کسی سے نہیں کسی مائے کے اولاد ہیں۔ ابو نوک کے لیے خاص و خصوصی قرار کیا جائے۔ اس کے علاوہ دیکھ کر دست زبانی اور بچوں کی حفاظت کے لیے تدابیر عمل میں لائی گئی!

استدعا اب یہ زمانہ گہرا کہ جو ان مردوں کو جو جن انکوں سے شادی بیاہ کرنا اور کنٹرول کے لیے عزت شناس اور پرہیزگاری کی گئی! اور ان کو اور بچوں کو بچہ پیدا کرنے کے لیے بچہ پستان کے لیے اجاڑ اعلام اکرام کی دینی پڑی! سعادت پر یہی ہی ہو گئے نظری!

لیکن غنیمت ہے کہ فرانس کا سچام دیکھ جاپان کب بھی پوش اٹھایا۔ باقی یہ غرت تو ہزارستان میں کی ”رشتہ نواز“۔ درخیز و تیزی کے ساتھ تنہا سر ہے کہ ہزار

نئی کتابیں

(۱) شرادو و پرسرید کے خیالات (انگریزی) *Shradha and Persarid*

لکھنؤ: *Shradha and Persarid* اردو اکثر اس نام سے مشہور ہے۔ ڈی ولس۔ صفحات ۱۸۶ صفحے۔ مجلد قیمت پچیس روپے۔ پتہ شیخ محمد اشرف صاحب ناشر کتب، کشمیری بازار، لاہور۔

یہ مباح نام سے ظاہر ہے۔ اردو زبان و ادبیات پر انگریزی میں ایک چھ کچھ لکھا گیا ہے، اس سے کہیں کم ہے۔ جتنا بنگالی، ہندی وغیرہ وغیرہ لکھی زبانوں پر آچکا ہے۔ اور اس لیے ڈاکٹر عبد اللہ نے اس پر مثنوی انگریزی میں لکھ کر اردو زبان کی طرف سے گویا ایک نثر میں کفایت انجام دے دیا۔

کتاب خاصی دلچسپ ہے۔ اردو زبان میں اچھا ہے۔ جید بشر اردو کی تاریخ، شراد و پرسرید سے کوئی ہی چاہے۔ خود سرسید کا لکھا ہوا ان کے رفیقوں میں سید احمد، عالی، شبلی، ذکا، اللہ وغیرہ کے تذکرے اور ان کی تعریف و تحسین پر مشتمل ہے۔ اس میں لکھنے، خصوصاً مولانا شبلی سے متعلق تو کتنا تفصیل سے لکھا ہے۔ مصنف کی ہر لے اور خیال سے اتفاق ضروری نہیں، متعدد مقامات پر تو ان کا نام نہیں لیا ہے، اور خود بیان شدہ جہان پر مبنی ہے۔ سید احمد کے ترجمہ القرآن کا شمار بہترین تراجم میں کیا جاتا ہے، شیخ الدین اور شاہ عبد القادر کے ترجموں کی زبان کو ناقص و قابل اعتراض بتانا اور مولانا شبلی کو تین سو سال کے احاطہ زمان میں شامل کرنا اور اپنے سامعین سے بدجا لہجہ قرار دینا لکھنے پر سب اس کی تائید ہیں۔

ہر حال مصنف کا یہی اقتدار ہے اور اس سے کہہ سکتے ہیں کہ ان کی تائید و توثیق میں بنگالی اور اصابت سے کی جھلک زیادہ ہو رہی ہے۔ کتاب ہر انگریزوں اور محب اردو کی نظر سے گزرنے کے قابل ہے۔

(۲) ابن خلدون۔ تصنیف ڈاکٹر محمد حسین معری۔ ترجمہ از مولانا عبد اللہ ندوی۔ صفحات ۲۹۰ صفحے قیمت ۲۰ روپے۔ سیرت ندوی میں۔ پتہ اور اسٹیشن منظرہ۔

ابن خلدون کی شہرت علمی حلقوں میں محتاج بیان نہیں۔ لیکن یہ شہرت بہت پرانے تاریخ کی حیثیت سے ہے۔ اس سے زیادہ وہی نسخہ دور رس، باطلہ تاریخ کے اہل کی حیثیت سے ہے۔ کچھ روز پہلے میرٹھ سنہ ۱۰۰۰ میں خیالی ابن قلم لکھنؤ نے ابن خلدون پر کچھ زیادہ مجمع ہو کر لکھا ہے کہ سید ابن خلدون کا ایک مقام فریخ زبان میں ایک فریخ و جوہر کی مانند پیش کیا تھا اور اس پر انھیں ڈاکٹر کی ڈگری ملی تھی۔ پھر چند سال بعد مقالہ مذکور کا فریخ سے عربی ترجمہ ہوا۔ اب اس عربی ترجمہ کا اردو ترجمہ اردو کے مشہور و معروف مصنف و مترجم مولوی عبد السلام صاحب ندوی کے قلم سے شایع ہوا ہے۔

فریخ سے اردو میں کسی سال کی منتقل کرنا جو یہی جسے غیر لائے کم نہیں اور پھر یہ ترجمہ بھی بڑا درست ہے، بلکہ ترجمہ دور ترجمہ والا ہے۔ ترجمہ نے اس میں شہ نہیں، کہ اس مسئلہ کو پانی کرنے میں خوب ذہن لگائے ہیں اور بڑی حد تک اپنے کوشش پر کامیاب ہیں۔ یہ میں تاہم بہتر ہے کہ اس کا سب سے ترجمہ ہوا تھا۔ شہرہ برداشت کیلئے نفس صاحب کی لکھی ہوئی ترجمہ اردو زبان میں لکھی ہوئی

ہوئی۔ کتاب فلسفہ تاریخ لکھنؤ، لکھنؤ، ان کے کام کی ہے۔

(۳) اسلام کیسے پھیلا؟ از عبد الواحد صاحب سندھی جاسی صفحات ۲۰۰ قیمت ۱۰ روپے۔ مجلد ۱۰ پتہ، کتبہ جامعہ لکھنؤ، لکھنؤ، لاہور) پبلشنگ و عام نثر زبان میں آغاز اسلام کی تاریخ اور رسول اللہ کی سیرت ہے۔ محاذ اب اس کی ایک اور کم پڑھنے کے لوگ ہیں اس لیے زبان کے علاوہ کتابت میں ذائقہ و پائیداری رکھی گئی ہے۔ اسلام کی ضروری تعلیمات اور سیرت پاک کے اہم ترین واقعات، تفویضات اس جوہر کے مجموعہ کے اندر لکھے گئے اور وہ بھی ایک انشائیہ پر مبنی ہیں۔ البتہ کہیں کہیں تعلیمات کے بیان میں عدم توازن پیدا ہو گیا ہے۔ یعنی جو مسائل ثانوی حیثیت رکھتے ہیں انہیں اولیٰ مرتبہ پر مگر دیکھیں ہے۔ باب و باب پوری طرح نظر ثانی کے محتاج ہیں۔ آگ، چاند، سورج اور ستاروں کو "اللہ" آج تک کسی نے نہیں سمجھا ہے (مثلاً) بشت نبوی کے وقت تو زبانیں بڑی بڑی جڑیں تھابتہ سلطانین و مومنین، جو وہ عام مفہوم کے لحاظ سے "جوانان" ہرگز جہاں ہوتی نہ تھیں۔ مثلاً کی عبارت پر ہی ہٹنے والی ہے۔

کتاب کا مطالعہ سادہ سے بڑھ کر غیر سادہ کو مفید ہوگا۔ کتاب تبلیغی حیثیت اچھی غامضہ رکھتی ہے۔ اور اگر اس کا ترجمہ گجراتی، ہندی، مرہٹی، بنگالی وغیرہ میں کر کے ہندوؤں، پارسیوں، ذہنوں، اشاعت کی جائے تو ان شاء اللہ بہت مفید ثابت ہوگی۔

(۴) آنحضرت مسلم اور جوانی۔ از ڈاکٹر حمید اللہ صاحب ایٹل ڈی ولس (پریس، وغیرہ۔ صفحات ۱۸۶ صفحے، قیمت ۲۰ روپے) پتہ، جامعہ مسلم، سکندر آباد دکن۔

۲۰ م عجیب سا معلوم ہوگا، لیکن اہل رسالہ کا مطالعہ بہت ہی خوشگوار ثابت ہوگا۔ آج دنیا کے گوشہ گوشہ سے ٹھیکہ زخم امان

کی سند انہیں ملے۔ یہی ہیں۔ اس مختصر رسالے نے روحانیت کے ساتھ دیکھا ہے کہ اس مشیت سے بھی اگر کوئی ہستی بہترین نمونہ کا کام لے سکتی ہے تو وہ ۳۰ سال اللہ مسلم ہی کی ذات مبارک ہے! ذہن آج سے خود کو کوئی نہیں۔ سیرت ندوی کے معلوم و معروف واقعات

یہ مندرجہ ہیں۔ لیکن مذہب اور اسے لفظ لغت میں ایک جان ڈال دی ہے، اور ایک دفعہ شروع کر دیکھ کے بعد پھر ختم کیے بغیر انتہی نہیں۔ قابل مدقتیت اور ہزار رنگ میں قابل مصنف، کہ اپنی اعلیٰ تعلیم، جہنم اور فرانس اور انگلستان اور ہندوستان کی اعلیٰ سے اعلیٰ تعلیم کو دین کی خدمت کے لیے وقف کر دیا۔ کتاب مسلم، تاہم سب کے کانوں میں جانے کے قابل ہے۔ سلطان کا فو کوئی گھر اس سے عالی رہا ہی نہ چاہیے۔ اور ایک آنے کے سال کی اشاعت ہزارہا کی تعداد میں غیر سادہ کے درمیان کر دینا بھی کیا مشکل ہے۔ کئی کتابی نمبر کے لیے ایسی دوسری کتابیں، جلی وادول کھول کر دی جا سکتی ہیں۔

(۵) خواجه۔ از مولانا حسین الدین صاحب امیری مرحوم۔ صفحات ۱۲۰ صفحے، قیمت ۱۰ روپے۔ پتہ، منبر اخبار، حسین حسین پور۔

حضرت خواجہ حسین الدین صاحب امیری کی سوانح حیات نام کے بڑے ڈاؤر

فتنہ نگار

خارجوں نے اس کے باب الاستغفار میں آتش فروز کے عنوان کے تحت میں جناب سید محمد صالح صاحب راوی کی کتاب استغفار نگار کے حضرت ابراہیم کے اس واقعہ کے متعلق لکھ کر دئے انہیں انہیں پیچیدگی اور آگ لے کوئی اثر نہ کیا۔ آپ کا کیا خیال ہے۔ کلام میں اس واقعہ کا بیان مولانا کا بیٹا ہے کہ یہ واقعہ سچا ہے کیونکہ یہ امام غزالی ہے اور امام غزالی کا بیٹا نہ ہو سکتا ہے۔

یہ واقعہ جو جواب دیا ہے اس کا حاصل انہیں کے الفاظ میں یہ ہے کہ کلام مجید کو میں نے کلام خداوندی سمجھا ہوں نہ الہام و بانی۔

۱۔ ایک انسان کا کلام سمجھا ہوا۔

۲۔ کلام مجید کو بھی ذاتی سمجھتے ہیں اس لیے کوئی وجہ نہیں ہے کہ اس کی بھی قرآن کی فہم و فراست سے تعبیر نہ کیا جائے۔

۳۔ قرآن کی کسی حکایت کو محض اس لیے کہ اسے الہام و خداوندی سمجھا جائے منع یا نہیں کر سکتا۔

۴۔ تعلیم مجید میں امرایات کا حصہ کوئی تاریخی حیثیت نہیں رکھتا۔ اور نہ اس کے کلیم میں روح ہونے کی وجہ سے صحیح کہا جاسکتا ہے۔ محمد نبی میں اس قسم کی روایتیں اور یہ کہ انجیل کے جال سے لوگوں کو سمجھانے اور دھارنے کے لیے جو وہ نصاریٰ کی طرف عام طور پر بیان کی جاتی ہیں اور چونکہ قرابت و انجیل کے انما ہی ہونے کا غلط خیال پہلے ہی سے قائم تھا۔ اس لیے رسول اللہ نے بھی ان کو محض اعتبار و بصیرت کے لیے بیان کر دیا۔ اور اس سے کوئی بحث نہیں کہ وہ صحیح ہیں یا غلط۔

۵۔ چونکہ میں رسول اللہ کو بڑے بلند اخلاقی کا انسان سمجھتا ہوں اور یقین رکھتا ہوں کہ وہ کہیں جھوٹ نہیں بول سکتے تھے اس لیے قرآن میں واقعہ ابراہیم کا پایا جاتا اس امر کی دلیل تو یہ ہے کہ رسول اللہ نے اسے جھوٹ بیان نہیں کیا۔ یعنی اپنی طرف سے گمراہی کے بیان نہیں کیا۔ لیکن اس کا اثر نفس واقعہ کی صحت یا عدم صحت پر بالکل نہیں پڑتا۔

نہایت صاحب کے ان احادیث و کلمات کا جو انہوں نے ان چند سطروں میں جمع کر دیا ہے ہم نہ ان پر کچھ دشمنی ڈالنا چاہتے ہیں نہ ان کا جواب دینا چاہتے ہیں نہ اس کے متعلق کسی بحث کا دروازہ کھولنا چاہتے ہیں کیونکہ ان سے ہر ایک چیز پر سلف مساکین کے ظلم سے آگے سیکڑوں برس پہلے منجم منجم کتابیں لکھی جا چکی ہیں اور وہ آج بھی موجود ہیں اور نہایت صاحب نے اس کو سوخ فی الکفر کے انہوں میں ہونی کہ وہ ان باتوں سے بے نیاز ہو چکے ہیں اور غیر اسلامی ماحول نے ان کو اس پر جبری کر دیا ہے جس سے بے انت ہو کر اپنے کلمات کو شائبہ کرتے رہتے ہیں۔

ہمارے پیش نظر سوقت نہایت صاحب کا فتوہ یہ لکھنا کہ فریب ہے جس میں انہوں نے مسلمانوں کو متلا کرنا چاہا ہے کہ میں رسول اللہ کو جسے بلند اخلاق و انسان سمجھتا ہوں اور یقین تھا کہ وہ کہیں جھوٹ نہیں بول سکتے تھے۔

حالانکہ نہایت صاحب کے اس یقین میں اگر ذرا بھی دقت کا تقاضا ہوتا، اور ان کو واقعی اس کا یقین ہوتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صادق و صدوق ہیں تو وہ اپنے اس طحان عقیدہ کے باوجود کہ کلام مجید میں وحی کہتے ہیں اس لیے کوئی وجہ نہیں ہے کہ اس کو بھی رسول کی فہم و فراست سے تعبیر نہ کیا جائے۔ یعنی کلام مجید کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام سمجھا جائے۔ اور اس کے قوانین و احکام کو آپ کی فہم و فراست کا نتیجہ سمجھا جائے۔ اپنے اقرار کردہ یقین کی بنا پر مجبور ہونے کے قرآن مجید کے کلام خداوندی اور الہام ربانی ہونے کا انکار نہ کریں اور قرآن مجید کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام اور آپ کی فہم و فراست کا نتیجہ نہ ٹھہرائیں اور نہ قرآن مجید کے ان واقعات کی صحت کا انکار کریں۔ جو قرآن میں مذکور ہیں۔

۱۔ یہ سب اس لیے کہ نہایت صاحب جس مقدس ذات کی طرف یہ انتساب کر رہے ہیں کہ قرآن مجید ان کا کلام ہے اور اپنے اس یقین کا اظہار کر رہے ہیں کہ وہ کبھی جھوٹ نہیں بول سکتے تھے یہی مقدس ذات قرآن مجید کو الہام ربانی اور کلام خداوندی قرار دے رہے ہیں اور اسکے انسانی کلام ہونے کی نفی کر رہے ہیں اور اس بات کی تبری فرما رہے ہیں کہ قرآن مجید کی عبارتیں ان کا کلام کوئی دخل نہ ہو۔ نیز وہ اس کی تصدیق فرما رہے ہیں کہ قرآن مجید کے اندر انبیاء کے جو واقعات بھی مذکور ہیں وہ سب حق ہیں۔ مگر نہایت صاحب باوجود اسکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمات اپنے الحاد و کفر کی اشاعت کر رہے ہیں۔ لہذا ہر شخص یہ سمجھنے پر مجبور ہو گا کہ نہایت صاحب کا یہ سراسر غرور و فریب ہے جس میں وہ مسلمانوں کو متلا کرنا چاہتے ہیں۔ اور واقعہ کے خلاف اپنے اس یقین کا اظہار کر رہے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا سمجھتے ہیں ذیل میں ہم ان بیانات کو جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم تک پہنچائے ہیں (جنگ ہم الہام ربانی اور کلام خداوندی سمجھتے ہیں اور نہایت صاحب کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نقل کرتے ہیں جن میں نہایت صاحب کے الحاد و کفر کا کھلا اظہار ہے اور اوداد اور افسانہ کے شاہین مسلمانوں کو جنگ دینا ایمان اور دین محبوب ہے ہم متنبہ کرنا چاہتے ہیں کہ اسے تادم وادان بیابطہ ہونے والے دن ہمارے گھر نہیں ہوں اسے دشمن ہے ساتی سیکڑوں دشمن ایمان و انگلی مطرب بہ نذر ہزن تکلیں و دوش ہے (۱) محمد اللہ الامی انزل علی عبدہ ہر طرح کی تعریف خدا کے لیے جس نے کتاب و لم یجعل لہ عوجا اپنے بندے پر کتاب نازل کی اور اس میں قیظ لینڈر یا شاد بدامن لہ نہ کبھی نہ رکھی تاکہ خدا کی طرف سے جو عذاب و میسرانوسین۔ (کتاب ۱۶) شدید نازل ہو نہ وہ ہے ڈرائے ادا ایمان و ایمان کو خوشخبری دے۔

(۲) اتبوا انزل الیکم من ربکم (لوگ) جو کچھ (یعنی آیات قرآنی) تمہاری بات تمہارا من و دل دلیا و کلیا طرف تمہارے پروردگار کی جانب سے آواز آتا کرو۔ (۱۰۱) (۱۰۱) گویا ہے یہی اتباع کرو اور خدا کے سوا اولیاء نہ بنو۔ (۱۰۲) (۱۰۲) کی پردہ کی پردہ نہ کرو۔

(۳) ان القرآن الیم فی کتاب (۳) ان القرآن الیم فی کتاب بنی۔ یہ قرآن مجید ہے جو لوح محفوظ میں ہے ہر فرشتوں کے ہر کوئی اس کو اللہ تعالیٰ کے

نہایت صاحب کے ان بیانات پر ہر دور عالم کی نظر پڑے گی۔

۱۲) احمدمیت ختم مہنوں و کھیلوں کیا گیا ہے کیا تم لوگ اس کلام سے متاثر ہو اور
 روزانہ انکم تکذیبوں (درافتہ) تم نے اپنی روزی یہ بنائی ہے کہ جھٹلاتے ہو
 ۱۳) والدین ایتنا ہم کتاب بیلوں (اسے پیٹر) دو لوگ جھگوہنے رہے (پٹل)
 ۱۴) منزل من رجب باحق فاما کون کتاب وہی ہے وہ جانتے ہیں کہ قرآن ملک
 من المیزین (انعام ۱۲) تمہارے ہمارے دکان کی طرف سے مدد اتنے کے
 ساتھ آنا آگیا۔ لہذا آپ شک کریں تو ان میں
 نہیں۔

۱۵) ما نزلنا علیک القرآن فی
 اماتہ کفرہ لکن یخفی تنزیلہ صریح
 الارض والسموات اعلیٰ (الح)
 ۱۶) ولکلام آدمیا الیکم قرآن
 عزیمتہ لکذرا م القرآن دن ہمارا
 و متذکر یوم الیوم لا ینبئہ کے اور ذکر و رہنے والوں کو ڈرانے اور
 قیامت سے ڈرانے جس میں کوئی شک نہیں
 اس طرح کی بیشمار آیتیں قرآن مجید میں ہیں۔ جو اس امر پر کھلی کھلی شہادت
 ہیں کہ قرآن اللہ کی کتاب ہے۔ اللہ کی طرف سے نازل ہوئی ہے۔ وحی الہی ہے۔
 اور اس پر ہر اس شخص کے لیے مسکت دلیل ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم کو صادق و مصدق سمجھتا ہے کہ وہ قرآن مجید کو کتاب الہی و الہام
 ربانی تسلیم کرے۔

۱۷) وقل الذین کفروا ان ہذا
 ان انکث افزاء و اعانہ عالیہ
 قوم آفرین نقد جانیان
 و ذوالنا و اساطیر الارب
 انکبتہا فی حق علی علیہ کبرۃ و
 حبلا۔ قل انزلہ الذی یعلم
 اسرار السموات والارض
 ان کان غفورا رحیما۔
 (فرقان - ۱۰)

۱۸) ام یقولون افزاء قل ناوا
 ابودہ سن ثلث او عوام من یقتلہم
 سن دن اللہ ان کفر صافین۔
 (یونس - ۱)
 ۱۹) واما کان ہذا القرآن ان
 بغیر من دن اللہ و لکن
 تصدیق اللہ من دن اللہ و
 تغیب من کتاب لاریب فیہ
 من رب العالمین (یونس)

۲۰) واما کان ہذا القرآن ان
 بغیر من دن اللہ و لکن
 تصدیق اللہ من دن اللہ و
 تغیب من کتاب لاریب فیہ
 من رب العالمین (یونس)

۲۱) انکث افزاء و اعانہ عالیہ
 قوم آفرین نقد جانیان
 و ذوالنا و اساطیر الارب
 انکبتہا فی حق علی علیہ کبرۃ و
 حبلا۔ قل انزلہ الذی یعلم
 اسرار السموات والارض
 ان کان غفورا رحیما۔
 (فرقان - ۱۰)

۲۲) واما کان ہذا القرآن ان
 بغیر من دن اللہ و لکن
 تصدیق اللہ من دن اللہ و
 تغیب من کتاب لاریب فیہ
 من رب العالمین (یونس)

۲۳) واما کان ہذا القرآن ان
 بغیر من دن اللہ و لکن
 تصدیق اللہ من دن اللہ و
 تغیب من کتاب لاریب فیہ
 من رب العالمین (یونس)

۲۴) واما کان ہذا القرآن ان
 بغیر من دن اللہ و لکن
 تصدیق اللہ من دن اللہ و
 تغیب من کتاب لاریب فیہ
 من رب العالمین (یونس)

۲۵) واما کان ہذا القرآن ان
 بغیر من دن اللہ و لکن
 تصدیق اللہ من دن اللہ و
 تغیب من کتاب لاریب فیہ
 من رب العالمین (یونس)

(بقیہ صفحہ ۵)

اور اس پر قرآن مجید کی روشنی میں نگاہ کی۔ دونوں رسائل ہر مسلمان کے لیے کارآمد ہیں۔ انجمن خدام الدین کے رسائل اپنی حیثیت اخلاقی کے لیے اب یوں بھی کسی تشکیلی نہایت کے خلاف نہیں رہے ہیں۔

(۱۳) مسند خلیفہ تھانوی والیسلین کی دو سالہ پروجیکٹ - (۱) ابو سعید محمد تھانوی علیہ السلام صاحب علیہ السلام کی ۳۲ صفحہ قیمت ۲ روپے، انٹرنیشنل اسلامک سائنس سوسائٹی، نیو یارک، میڈر آباد رکھیں۔

دکن کی مشہور معروف مجلس اتحاد المسلمین اور دکن کے قابل رشک صدر محترم کے کارناموں کی دلچسپ اور سبق آموز تاریخ - علاوہ اہل دکن کے باہر کے مسلمانوں کے بھی پڑھنے کے قابل۔

رسائل

(۱) مجاہد عثمانیہ (سہ ماہی) ۱۰۸ + ۱۱ + ۲۰۹ صفحہ قیمت ۱۰ روپے

(۲) ۱۱۰ + ۱۰ + ۲۹۰ صفحہ قیمت ۱۰ روپے

سالانہ چند عام خیراتوں سے چھ - بیس - پندرہ - چارہ ٹھانیہ - میڈر آباد دکن - دونوں رسائلوں پر سالانہ سے زیادہ پوری کتاب کا اطلاق بھیج ہے۔ ان کے غیر اول و غیر ہرے یعنی سب غیر بیعت کی گئی ہے کہ اس کے ساتھ معائنہ حالہ کے گزشتہ ایڈیشنوں ہی کے قلم سے لکھے ہیں۔ ایسے غیر کے سیار کا ادنیٰ ہونا ظاہری ہے۔ شیخ چاند محمد کا مقالہ سودا پر تحقیق و کاوش کے لحاظ سے اپنی نظیر آپ ہے۔ غلام بخاریہ صاحب رشید کا مضمون ترقی نسوان پر اور سلیم صاحب کی مختصر نظم - خیر نظام پر دونوں بہت مسن خیر ہیں۔ اور بھی ایسے اچھے مودت و اخوس نام مضمون لکھنا کی فہرست میں نظر آتے ہیں مثلاً ڈاکٹر ذوالکھیر علی صاحب و جدہ بر شکیب صاحب و فیریم - حصہ نگارین بھی مسلمات اور کچھ مردوں کے لحاظ سے اچھا خاصہ باب نظر و جانب توجہ ہے۔

نمبر ۱۱۱ بھی اپنی جگہ پر کچھ کم نہیں لگتا ہر جہے کسب معائنہ کی سزا کیا نہیں ہو سکتی۔ خصوصاً اس حال میں کہ بعض مضمون نگار ایسے طالب علم ہی ہیں۔ سائنس اور ادب افسانے سائنسیات تاریخ و سیاسیات ہر موضوع پر معائنہ کا مجموعہ اس کتاب کے اندر مل جائیگا۔ انگریزی حصہ خصوصیت کے ساتھ دیکھیں۔ یہ حیثیت مجموعی رسالہ کے سوج و کارکنوں کی کوشش ہر طرح جو مسئلہ افزائی کی سعی ہیں۔ اتنی منقاسات اور اس جامعیت کے رسالہ کی قیمت ۱۱ روپے چار کچھ بھی زیادہ نہیں۔

(۱۲) عنظر اب - لاہور - ایڈیٹر سیمت بلوئی صاحب - علیہ اولیٰ فیروز علیہ فیست سالانہ فارسی پرچہ ۳۰ روپے، جاپانک آرٹ - نظیر آباد - لکھنؤ۔

یہ نیا سالہ ایک نوعیت کی اورات میں بھی لکھنا شروع ہوا ہے۔ نہایت ایک رشادت سے کوئی بھی مسئلہ قارئین کا مشکلیہ ہے تاہم جو مضمون ہوتا ہے کہیں کہیں اسے سب کا دلچسپ بن جاتا ہے۔ لیکن اس کے مقابل و دوسری طرف اس قدر قاری کا جھوٹا افسانہ اور رشوت کشانہ کی مسموم قلم شاعر اصلاحی اور تنبیہ دہنی حیثیت رکھتے ہیں۔ اس طرح سے نظم نگار کی فہرست پیش بلوئی صاحب کی فہرست میں محراب بزرگ اور اس قدر ہی ہیں۔ رسالہ اگرچہ روش پر قلم لکھتا ہے تاہم اس کے ادبی رسائل یہ ایک مفید ملاحظہ ثابت ہو گا۔

۱۰۸ + ۱۱۰ + ۲۹۰ صفحہ قیمت ۱۰ روپے

مہار اولیٰ منقاسات ۱۰۰۰ صفحہ - سے سالانہ ۱۱ روپے چار بیرون میڈر آباد سے علی المرتبہ صدر و ادارہ پتہ ۱۰۸ + ۱۱۰ + ۲۹۰ صفحہ قیمت ۱۰ روپے، علی المرتبہ میڈر آباد دکن۔

دنی سرست کی بات ہے کہ قرآن مجید کی تعلیم اور قرآن فہمی کا مذاق بڑھ جائے ہے اور منقاسات معلقوں سے اس باب میں اپنے اپنے ذوق و بصیرت کے مطابق مفید کوششیں ہو رہی ہیں۔ ان میں سے ایک قابل ذکر اور قابل داد کوشش رسالہ تعلیم القرآن کی صورت میں روزنامہ ہوئی ہے۔ سرسری فہرست اس سے قبل ان منقاسات میں ہو چکا ہے۔ حال میں کل فہرست یعنی ۱۰۸ + ۱۱۰ + ۲۹۰ صفحہ قیمت ۱۰ روپے میں سورہ فاتحہ سے لیکر پارہ ۲۰ کی سورہ والین تک کی تفسیر لکھی ہے۔ پارہ ۲۱ سے ابتدا اس لیے کی کسی کرناز میں سورہ ۲۱ کی تفسیر لکھی جاتی ہیں۔

تفسیر کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے شان نزول و تفسیر بیان درج ہوتی ہے اس کے بعد ایک ایک آیت کا ترجمہ، پھر ایک ایک لفظ کے لغوی معنی اور تفسیر نکالت - اس ضمن میں صرفی، نحوی تحقیق بھی آجاتی ہے۔ پھر اس کے بعد تفسیر ہوتی ہے کہیں مختصر اور کہیں خاصی مفصل۔ تفسیر کے مخاطب عام ہیں۔ عام اور دونوں اور کمسن مبتدی حضرات ہیں اس لیے اختصار اور سہولت بیان کا التزام ایک بڑی حد تک رکھا گیا ہے۔ لیکن ہر جگہ یہ نہیں سکتی ہے۔ اور کہیں کہیں مشکل نحوی اصطلاحات اور غلط فہمیاں کلاسیک بحث بھی آگئے ہیں۔ مبتدوں کے لیے مزارت شروع سے آخر تک بالکل سادہ رکھنے کی سعی - سولانا فراہمی کے نظام القرآن کے نظریات مبتدوں کے لیے بالکل ناموزوں ہیں۔ پس اس فرد گزشتہ کے سوا اور ہر حیثیت سے مفسر کی سعی قابل داد ہے۔ اور امید ہے کہ آئندہ ان شاء اللہ اسکی بھی اصلاح ہو جائیگی۔ کوششیں ہر صورت و مصلحت افزائی کی سعی ہیں۔

(بقیہ صفحہ ۶)

تیار صاحب کے الحاد سے تو یہ امید نہیں ہے کہ وہ اس کے بعد بھی اپنے لکھنا خیال سے توبہ کریں۔ لیکن کیا سلطان اس کو برداشت کرتے رہیں گے کہ وہ ان کفریات کو پڑھتے ہیں اور اس کی اشاعت کرتے رہیں۔ حالانکہ اس کے خدا کا علم یہ ہے :- ولا نقادوا علی الاثم و گناہ اور دنیاوی پروردگار کو -

العدد اول (مارچ ۱۹۹۷ء) ولا تگوین علیہ الا لکافریں کا فزوں کے مددگار نہ بنو۔ (نقص - ۱۲)

(تغیب)

شیخ شوکت حسین پرنٹری حسن پرنٹنگ پریس میں طبع کر کے دہرا دھن "صدق" مرشد آباد پبلش - گولڈن لکھنؤ سے شائع کیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ أُولَئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ (اور جو بھی بات لے کر آیا اور جس نے اسکو سچا مانا وہی لوگ پرہیزگار ہیں)

ایڈیٹر: عبدالماجد

پتہ: دریا باد ضلع بارہ بنگی
نائب: (مکرم) عبدالغنی

مضامین کے بارے میں مراسلت ایڈیٹر کے ہاتھ

(درجہ اول نمبر ۳۹۱)



چندہ اور انتظامی امور
کے بارے میں اس پتہ پر لکھیے
عبدالرؤف عباسی ستم مدتی لکھنؤ

چندہ سالانہ لکھنؤ
ششماں
برہن ہندو سالانہ ششماں
قیمت فی پرچہ (۱۰)

نمبر ۲۲ - دو شنبہ - رمضان المبارک ۱۳۵۹ھ مطابق ۷ - اکتوبر ۱۹۴۰ء - جلد ۶

سچی باتیں

کہتے ہیں کہ ہٹلر جس ملک پر چڑھائی کر رہا ہے پہلے ہی سے اپنے آدمی وہاں چھوڑ دیتا ہے۔ دیکھنے میں کوئی تاجر، کوئی سپاہی، کوئی سیاسی کوئی ڈاکٹر، کوئی شہری، ظاہر سب کے الگ الگ، باطن سب کے ایک، دیکھنے میں کوئی کچھ کوئی کچھ، لیکن درحقیقت سب ہٹلر ہی کا دم بھرتے والے، خیر اُسی کی سانپے والے، اُسی کے جاسوس اور گوندھے، اُسی کے اہلکار اور کاغذے اور یہ بات نہیں کہ سب اُسی کے ہم قوم، ہم وطن یا ہم نسل ہیں دوسرے دوسرے ملکوں کے منافق اور غدار۔ اپنی قوم سے غدو و خائن ہوتے، ہٹلر سے رشتہ جوڑتے ہوتے۔ دوسرے ہٹلر کی فوج ظفر مروج پہنچتی کہ دوسرے دوسری فوج بھی اپنی اپنی کھینچاؤں سے نکل پڑتی، اپنے اپنے وطن گونپ پڑتی۔ باہر دلوں کو اُتھاتوں اُتھاتیا، ساری عمر کا قصہ دم بھرتی چکا دیا۔ گھر والے گھبرا گئے، حیران و شہرہ گئے، سر کپڑے بیٹھ گئے، اکڑے، اپنے ہی اُتھ پر جواب دے گئے، اپنے ہی فیروں سے نکلے، اُتھ پر وقار سے گئے! ————— اکثر یوں نے اس ننگی گوندھ کا نام اپنی ننگی اصطلاح میں "نفتخہ کالم" یا "بانجوں دست" رکھا ہے۔ اور اس نام سے ہر اخبار میں خوب واقف ہو چکا ہے۔

چھوڑیے اس جگہ جتنی کو آپ بلی "کے ہوتے آپ کو ان پڑاٹے نصیبوں میں پڑنے کی ضرورت کیا ہے؟
چوں کو یہ درست بہت پیچھا چاہت ہے؟
آج یہ حرکت کن پھیلا رہا ہے کہ "اُدو کے" آن سائنٹسٹک رسم الخط کے سچا

لاطین حروف رائج ہو جائیں، تاکہ انگریزیت کی فوجوں کے لیے راستہ پوری طرح صاف ہو جائے۔ اس تجویز کے کون درپے ہے کہ مسلمانوں میں بینک بازی بینک سازی کا کاروبار پھیل جائے، اور مسلمان عابد سے جلد سود کھائے اور سود کھلائے کی لذت میں مبتلا ہو کر رہیں؟ "جو از سود" پر رسالے اور خطبات ان شایعہ کر رہا ہے؟ فردوں عورتوں کا اغلاط (اور عورتوں میں بے دہی، بے محابائی اور بے مینائی کی تلقین کس کے زبان و قلم کا محبوب اور محبوب بن شام ہے؟ کس کی سرگرم کوششیں ہیں کہ اسلام میں قانون دیوانی، نوعداری کے بجائے است پر غرکوں اور فیروں کے بنائے ہوئے تنواید و عزیمت مسلط کر دیے جائیں؟ کون اس فکر میں گھلا جا رہا ہے کہ مسلمان اپنے تمدنی، تمدنی، اخلاقی، خصوصیات و شعائر کو چھوڑ کر عابد سے جلد سود، دوسرے مسلمانوں میں غم اور ان میں گم ہو کر رہ جائیں؟

یہ ساری کام روایات اپنے آپ کو مسلمانوں کی کہانے والوں کے اُتھوں اور ہی میں یا نہیں؟ ان ساری تحریکوں کو چلانے والے اور پھیلانے والے، بعض مسلمانوں پر بے زور و اوجھول سے آیا ہے زور و اوجھول سے انارل کر کے، والے مسلمانوں ہی کے سے نام رکھتے ہیں یا نہیں؟ ————— ہنر آشوب میں ساتھ آپہنٹے کچھ کہ پال سکے ہیں؟ "تجدو" "رہن خیالی" "آناد خیالی" کے اپنے اندر ان فراوانیوں کے لب، آپ کو ضرورت کیا ہے کہ بانجوں کا لم کی بنیادوں کے لیے آپ فرانس اور پلینڈ اور ہٹلر اور اڈولف ہٹلر کی خاک چھانٹتے پھریں؟

گو ہر چہ درست اور پرہیزگار چاہت ہے؟

ایک مشرق کی وفات

۲۰ - سترہ اکتوبر ۱۹۴۰ء سے شہر بٹھاری

انتقال نظر کرنا ہے۔ اور اسے منصب نائب کا چلا آتا ہوتا ہے، کہ کب بہ کمال اس
مقام کا تقاضا ہوتا ہے کہ نائب کو مخاطب بنادیا جائے، اور عبارت میں
زیادہ پیدا ہو جاتا ہے، فصاحت زیادہ آجاتی ہے، کلام مقتضائے حال کے
زیادہ موافق ہو جاتا ہے، اور مغیروں کا انتقال نائب سے مخاطب بن گیا۔
سے مشکل میں برابر ہوتا رہتا ہے۔ اس صفت کا نام منصب و انتفاع ہے۔
اور اسکی مثالیں شعر و بیان عرب میں شاذ نہیں۔ سورۃ فاتحہ پڑھنے والا
جب یوم الدین پہنچتا ہے تو اپنے الگ ذہنی کی صفت منصب نائب
میں بیان کرتے کرتے، کہ وہ ایسا ہوتا ہے ایسا شفیق و رحیم ہے ہر طرح
الگ و ممتاز ہے۔ دنیا کا دل شفقت و عدالت کے احساس و اختیار
سے از خود اذیت سے اذیت لگتا ہے اور بے اختیار وہ غیبت سے حسد۔
کی طرف منتقل ہو کر مخاطب ہوا جہ ڈھونڈنے لگتا ہے۔ منصب بدل جاتا
ہے اور بندہ "تو" سے "آپ" پڑا جاتا ہے۔ یہ تو عین نظریۃ بشری
کی رعایت ہوئی، منشی نیاز محمد خاں کا اس سے قرآن مجید کے کلام الہی
نہ ہونے چھوٹ لال کرنا، محبوب درغیب، جہل درجہل ہے!

ایک ضروری تحریک

"مزدت ہے کہ قرآنی کلمہ"

تہذیب، تمدن، سیاست اور اقتصادیات کے ساتھ جانیے
مرتب کیے جائیں اور اپنی تنظیم کو نشوونما دینا اسکی اگرانی کیا
کہ تمام مسلمان اپنی زندگی کو اپنے مطابق بنائیں۔ یہ کام
کون کرے۔ ایک ہم ہے مگر تمام دشواروں کے باوجود کرنا
پڑیگا۔ اس کام کے کرنے کا سیدھا طریقہ یہ ہے کہ کوئی
ایک صاحب ذمہ دار بن کر آگے بڑھیں، اسلامی موزنی علوم
کے ماہرین کو اکٹھے لگے جمع کریں۔ علماء کی اس مجلس میں کام
کے عنوانات کا تعین ہو، ایک ایک عنوان، ایک ایک ماہرین
کے سپرد کر دیا جائے۔ ہمارے خیال میں یہ تحقیقات ذیل
کے عنوانات کے تحت میں ہونی چاہیے۔

۱۔ از روئے قرآن و سنت مسلمانوں کا کلچر۔
۲۔ عہد رسالت سے خلفائے راشدین تک کا طرز حکومت، اسکے
اصول اور نظریات کا تعین۔

۳۔ اسلامی اقتصادیات، تجارت کی رو سے اور اسکی روشنی میں جو
عہد رسالت سے عہد خلفائے راشدین تک۔ (۴۔ دستور، دینی)

۵۔ مسئلہ کہ عزت کا احساس، جو دینی گروہوں اور دینی مسلم لگ بھگ
روکڑی انجمن کے ترجمان کو، جو ہر طرح پر معقول اور منور ہو ہی نہیں
نہروں ہے۔ لیکن اسکے لیے مزدت ہے دنت اور سرمایہ دونوں کی۔
۶۔ شد و ماہرین فن کو شہرہ و تہا وکے خیالات، افکار اور مذاہل کار کے تعین
کے لیے جمع کرنا جوگا، پھر ایک عمدہ تک رسالت و ملائمت، ایک دوسرے
کی تحقیق پر خلصانہ فیض، تفہیم و ذہیل وغیرہ۔

۷۔ بہترین مرکز اسکے لیے مسلم یونیورسٹی ہو سکتی ہے۔ حسن اتفاق سے
۸۔ مشتبہ فلسفہ کے مدراء نہ صرف اپنے فن کے ایک مسلم الشیوخ محقق
ہیں، ایک اسلامیات پر بھی مامور دانش مند ہیں اور انکی نظر دیکھتے ہیں

یہ کام کسی سیاسی جماعت کے کرنے کا نہیں، ایک علمی مجلس ہی کے انجام
پا سکتا ہے۔ طبقہ علماء میں مولانا ابوالاعلیٰ مودودی، سی ایڈیٹر "ترجمان القرآن"
لاہور کی ذات، اس حیثیت سے بہت ہی بلند و ممتاز ہیں۔ وہ صحیح معنی میں
مفکر ملت ہیں، اور ان مسائل کا مطالعہ ہر اہل وقت نظر سے کرچکے ہیں۔
ہمارے خیال میں اگر ایک مجلس اراکین ذیل طبقہ مرتب ہو جائے، دانشور
یہ کام بہ آسانی اور کم سے کم وقت میں انجام کو پہنچ سکتا ہے۔

(۱) ڈاکٹر سید حفیظ الحسن ایم اے بی ایچ ڈی، صدر شعبہ مسلم یونیورسٹی لاہور
(کنوینر)

(۲) مولانا بدیع الزمان صاحب مودودی (لاہور)

(۳) مولانا حکیم عبدالرزاق صاحب دانا پوری (کلکتہ)

(۴) ڈاکٹر عبدالستار خیر (دہلی)

(۵) ڈاکٹر عبداللہ ایم اے ڈی اے، جامعہ عثمانیہ (میدرآباد)

دو چار صاحبوں کا اضافہ اور بھی ممکن ہے۔ اب رہا اب اہل صدارت کا، سو
راہ صاحب محمود آباد ایک عرصہ سے خود میں اسی قسم کی ایک کمیٹی کر رہے ہیں
اور مختلف اہل علم کو بار بار اپنے اس اسی غرض سے، بلکہ کہ ہے جس کو یہ آسانی
ان شاء اللہ اس کمیٹی کا بار اٹھائیگی، علیحدہ کمرہ کو مرکز سندھ دہلیوں کے خیال
سے تجویز کیا گیا ہے۔ اگر یہ صورت ممکن نہ ہو، تو پھر مولانا ابوالاعلیٰ ہی کو
ذمہ دار بنایا جاسکتا ہے۔

ایک تیسری مجلس!

"عورت کا معین و جہیل جسم دنیا کی ہے"

ذیل درتیر چیزیں ہیں (۱۔ آپریٹر ۲۔ ستمبر ۳۔)

یہ خانہ کے مشورہ سائنس مشرف فریڈک ڈاروین نے حال میں لکھا اور بالکل صحیح
کہا۔ نظریات و اوقی صورت کے سمجھنے اسکے ذہن کے پیش نظر اسکی
تجربہ نامی رہا۔ اور پھر اپنے وسیع علمی تجربہ کی بنا پر۔

"ذہن مہذب کے جسم کی بناوٹ میں جراثیم موثر اور ناگزیر ہیں جو انکی
بہاؤوں کے اثرات سمات نمایاں ہیں۔ آج اسکے اعتقاد جسم
کے چہرے پر ہیں اسکی موجودہ آزادی کا عکس سمات نظر آتا ہے
۱۔ چنانچہ صنعتی سائنس کے سلسلہ میں میری کوشش یہ تھی کہ
۲۔ بیسویں صدی کی خشن نواہی کا بہترین مرقع جہل کر سکوں اور
۳۔ خشن نواہی سے خشن شہر سے اب تک کے تمام معین عورتوں
کے چہرے، انکے جسم، دوسرے ہونے میں اثرات کے ذریعہ چہرہ
کے ذہن تک پہنچاؤں جس صدی عورت کو غلامیت عین غنی، لیکن
۴۔ شیش کیل سکتی تھی، انکی دونوں پن سکتی تھی، چہا کہ آج کی
عورت کر سکتی ہے۔ اس میں آج کی عورت کی سنی ٹھہری اور آزادی
۵۔ نہیں، میں نے اب پہلے کے سلسلے کو مجھ سے مل کر دیا ہے
۶۔ جو سندھ و ماہرین و معینین کی نظر میں بیسویں صدی کی معینہ ہے
۷۔ گویا اپنے جسم کی فطری پاک سے "آزاد" عورت سے یہ فائدہ اٹھا کر اپنے جسم
کے احوال میں، کھلاوت تبدیل کرنا شروع کر دیا، تاکہ نام کے برتن کے
ساتھ ساتھ اسکا جسم بھی سکے، اذہن اور انجمن کے جسم، ایک ایک شغف ہو گیا
اور انکی خلاقیت و چہرہ انکی ہر طرف منس جی ہے لیکن وہ عورت ہے۔

یہ خانہ کے مشورہ سائنس مشرف فریڈک ڈاروین نے حال میں لکھا اور بالکل صحیح کہا۔ نظریات و اوقی صورت کے سمجھنے اسکے ذہن کے پیش نظر اسکی تجربہ نامی رہا۔ اور پھر اپنے وسیع علمی تجربہ کی بنا پر۔

مصدق کی جبارت

میدرآباد سے ایک صاحب علم بزرگ ۱۲ ستمبر

کے عنایت نامہ میں لکھتے ہیں:-

"مولوی ریاست علی صاحب کی رپورٹ کے بعد سے خود امانت کھل رہا ہے۔ بہرہ اے شایعہ گردا ہے۔ مصدق نے تعجب سے کہ ایک شایعہ نہیں کیا۔ مولانا شبیر احمد صاحب کی تقریر آپ نے شایعہ فرمادی۔ لیکن میرے نزدیک نیاز کو حمید کی سے سنگا لگا لگا اپنے محاذ کو کرنا۔ گردینا ہے۔ اسکا علاج یہی ہے کہ جہاں تک ممکن ہو اور جس پائے پر ممکن ہو اس کے "ہنوت" کا اعلان کیا جائے۔ ڈاک باغیٹ پر ایک کے آئینہ کی نذر دستہ اور اسی سے وہ بہت گھرا ہے۔ سچے معلوم ہو اسے نہ مولوی ریاست علی صاحب کے پاس اس قسم کے سلوات کا ایک فیور ہے۔ ان چیزوں کا چھپانے رکھنا جرم ہے۔ انیس چیزوں کی اشاعت کی حاجت ہے جہاں تک بھی ممکن ہو۔ ورنہ جس بے غیرت کا یہ حال ہے کہ اپنے اتر و اکر وہ اعتزالی اور سلسلہ مغلن قرآن کی بُرائی چادر میں چھپانے کی کوشش ان ہرزہ داروں کے بعد بھی کر سکتا ہو۔ وہ سنجیدہ مباحث میں تو خدا جائے کہاں کہاں نکل جائیگا۔"

مولوی ریاست علی صاحب 'ایڈیٹر' نامہ کی جس خبر کا حوالہ مرسلہ بالا میں ہے، مصدق مغل میں شایع ہو چکی ہے۔ مصدق کے معنائین بہت قبل سے مرتب کرنے پڑے ہیں، اس لیے بعض معنائین کی اشاعت میں روک ہو رہی جاتی ہے۔ رہبرِ مکتب کے ڈاک (القلاب) (لاہور) بھی شایع کر چکا ہے، اور مجھے نہیں کہ حق (لکھنؤ) بھی نقل کرے۔ یو۔ پی میں کم از کم یہ روزنامہ قلمی فنکارانہ حرفت پوری طرح متوجہ ہے۔

اپنے کی بگانی

یہی سے ایک اہل قلم لکھتے ہیں:-

"لکھنؤ کی نقشبۃ المیزان جب شایع ہوئی تو کوئی نہ کوئی بزرگ خانات باخترین کو سالہ کو سوار کے سجاے اور لکھا دیتے ہیں سید فواید علی صاحب کا صفحہ آپ نے لکھا میں ملاحظہ فرمایا ہوگا۔ سچا اُسے راہِ راست پر لانے کے خود اُسی کے آکر لکھنے کے اُسے کچھ ناکہ نہ پہنچا سکے، البتہ ان سے ناجائز ناکہ اٹھا رہا ہے، خدا رحم کرے۔"

جی ہاں ایسے سادہ خزانے اور عجیب مریخ بزرگوں سے تو تاریخ اسلام بھری ہوئی ہے۔ نبی و حضرت عثمان کی خلافت کے زمانہ میں جو کئی تھی اور بعد مرتضیٰ میں، حضور مآ نقشبۃ خوارج کے وقت تو ایسے ایک نفس لوگوں کی کوئی کمی نہیں رہی تھی۔ محرم و مہارت سے یہ تقاضا کہ وہ سیرۃ النبی کی ایک جلد مستقل قرآن مجید کے موضوع پر لکھنے کا وعدہ خود ان فرامی نگار کی وسعت سے کرنا۔ اور اسے اس غرض کے لیے تا حدِ جبارت ہی خوب سے۔ اور پھر کہنے میں اس کیفیت سخی کے کہ

لکھنؤ مصدق اور مصدق کے ایجنٹوں کے انیس خات کی بنا پر

بجمل اللہ جبارت میں کو کے پروا (۱۹۷۷ء) کی حیثیت سے موجود ان مصلحت کے لیے چراغِ ہدایت نہیں۔ لیکن اگر بدستقی سے ایڈیٹری کا یہ ترنگی جذبہ ایک ہی قومی نشانہ بن سکے تو بالآخر

مصدق اپنی اور مصدق دونوں کی طرف سے اس عزت افزائی اور تہ روائی پر شکر و پیش کر رہا ہے۔ وہ ہے سید فواید علی صاحب کے "دلائل" تو یہ قول نیاز:- "ان پر بہت کچھ کہا جاسکتا ہے۔ لیکن..... مجھے جو کچھ کہنا تھا کہ چکا۔ اور اب یہ معلوم کیے مغلن یوں کہ اہل علم کی ایک جماعت اس باب میں میری ہم آہنگ ہے۔" (لکھنؤ، ستمبر ۱۹۷۷ء)

نیاز کی "ہم آہنگی" سید صاحب کو مبارک ہو!

تکلیف الامت کی صحت

دیکھتے (جنوبی ہند) سے ایک کم ذرا لکھتے ہیں

"حضرت مولانا قادیانی مغلزادہ کی صحت سے متعلق جو کچھ بھی مصدق میں کوئی شاذ و غلط آتا ہے تو یا نہایت خیریت سے بصیرت سرورہ جاتی ہے۔ اب کچھ غم سے اس سرورہ صحت اندوزی کا موقع نہیں ملا۔ براہِ کرم مطلع فرمایا جائے کہ حضرت۔ الہی ارشادات عالیہ کس رسالہ میں مسلسل نکلتے رہتے ہیں۔ یعنی خانقاہ اشرفی کا ارگن کون ہے

(۱) حضرت والا کی صحت بعد اللہ اس تحریک کے وقت تک اچھی ہے۔ باقی صحت وغیرہ اس امر کے لازم ہیں۔ ان سے: لی، بی، کسی کو سفر نہیں صنعت جہاں وہ لکھا طوٹے کا ذکر قرآن مجید میں جو حضرات انہما کی زبان سے کرا رہے ہیں اس میں ایک مصلحت بھی تسلیم ہے۔

(۲) رسالہ التورۃ اتمانہ ہون۔ منسلح مغر (یو۔ پی) قیمت سالانہ چار۔ اس میں مولانا کے فتاویٰ و ارشادات طریقت (عقب الدین و سالکین کے خطوط کے جوابات پابندی کے ماقہ ہوتے ہیں) اور اکثر ملفوظات بھی۔ براہِ عطا سلسلہ فائز اللہ علی: وہی میں نکلتے رہتے ہیں۔

ایک مرسلہ نگار سے

تانا در (علی قزوین) سے ایک خرمیاد صاحب تحریر فرماتے ہیں (مغلزادہ):-

"مصدق سورۃ روجانی میں رسالہ اقبال علی گڑھ پر آپ کا یہ تبصرہ دیکھ کر کہ "اقبال و فنہات ۵۲ صفحے۔ قیمت ۱۰ سالانہ) کا مقدمہ علامہ اقبال کے پیغام کی اشاعت۔ ایسے رسالہ کی وسیع اشاعت میں کوشش کرنا اپنی ادوار آپ کر رہے؟ علامہ پشلی سالانہ چند رسالہ ذکر کو بھیج دیا گیا۔ رسولی پندہ کے کمال ایک اور بعد رسالہ ذکر نے اپنا ایک ہفتہ یعنی مہد اول سے متعلق ۲۴ صفحے قیمت ۱۰ سالانہ) دیا، جس کے مفاد مسلم باگ کے منصب الدین کی ترویج و اشاعت ہے۔ مصدق کے تیار سے وہ مفاد اور اس رسالہ کے مفاد میں علاوہ مختصات صفات و قیمت وغیرہ کے نمایاں فرق ہے۔ اس لیے ہر ایہ اخبار ان اختلافات کی تصحیح فرمادی جائے۔"

یہ پورے پیش نظر انہیوں کی بنا پر کیا جاتا ہے۔ اب اگر اس کے بعد کوئی

سالہ! اخبار اپنا سلک بدل دے، انصاف و قیمت و فیرو میں تبدیلیاں کر دے تو اس کا علاج کس کے ہاتھ میں ہے؟ صدق پر اعتماد فرمائو اسے بھائیوں کو تکلیف ایسی حالت میں ہونا بالکل فزائی ہے اور وہ بغیر فرمائیں کہ اس تکلیف میں کرم صدق بھی اسکا پوری طرح شریک ہے، لہذا اسے تو تکلیف کے علاوہ مذمت میں ہوتی ہے، لیکن یزید کے اور ہمارے کیا ہے؟ اور سالہ اقبال تو اس کے بعد موصول ہی نہیں ہوا۔ یہ وہی مسئلہ پر کیا گیا تھا اور اس میں سلک، قیمت، انصاف وغیرہ کو ذرا ہی تصریحات موجود ہیں، اس لیے اس کی موجودہ روش و فیرو پر اپنی ذمہ داری پورے غور سے نہیں کیا جاسکتا۔

”سچی باتیں“ گجراتی میں

ہفتہ وار ہے اسکا ایڈیٹر صاحب اب عنایت اس میں تحریر فرماتے ہیں:-
”ہمارا یہ سلسلہ پیش اخبار کسی قسم کے تجارتی مبالغہ کے مقصد سے جاری نہیں کیا گیا ہے۔۔۔ آپ کے معانی کا جتنا میں اپنے اخبار میں ترجمہ کرتا ہوں اور دیکھتا ہوں اور دنیا میں سچے مقبول ہوتا ہے۔ آج جناب کو ہمارا اخبار روانہ کیا گیا ہے جس میں سچی باتوں کا ترجمہ ہے نشان کیا گیا ہے۔“

یہ سچ موصول ہو گیا۔ گجراتی کرم خزانوں کی یہ عنایت نیا نہیں ہے۔ آج سے ۱۲ سال قبل سچ کے معانی بھی اس طرح ایک گجراتی پوچھ انصاف میں منتقل ہوتے رہتے تھے۔ سچ اور صدق کے کرم فرماں خصوصی کی حیثیت سے اور آج سے نہیں شروع ہے، بعد حیدر آباد کے علاوہ گجرات ہی کا ہندوستان ہے۔ حالانکہ خیال یہ ہوتا ہے کہ صدق کی زبان کو سمجھنے والے گجراتی میں حال ہی حال نکلیں گے۔

ایک معروف کا تعارف

”مولانا محمد علی: ایک معروف کا تعارف“
عنوان ہے گجراتی زبان میں ایک خوش مشاعرہ کتاب کا جو حال ہی میں شائع ہوئی ہے۔ سلسلہ دستار میں سچ میں ”محمد علی“ ذاتی ڈائری کے اوراق کے عنوان سے جو سلسلہ عنایتیں ایک معروف اور ذاتی آثار کے کلمات کے سنو اہل قلم اور صدق کے عاشق ہمارے ”غریب“ صاحب نے اس نام نہاد سلسلہ معانی کو مرتب کرنے کے بعد گجراتی میں ترجمہ کر کے کتابی صورت میں شائع کر دیا ہے۔ گویا جو کام اردو میں اب تک نہ ہو سکا وہ انہی سعادت مند گجراتی میں انجام دے ڈالا! ترجمہ کی اہمیت اسے ذاتی ڈائری گجراتی دہا ہی قائم کر سکتا ہے یعنی اچھا ہی ہوگا! اہل لغت معانی سرورق، ادب اور غیرہ کے معانیات جو ایک مخصوص کاپی میں ”غریب“ صاحب نے اردو میں بھی درج کیے ہیں ان سے یہ اندازہ ہوا کہ مترجم نے کتنی ترجمہ پر انصاف میں کی ہے، بلکہ اپنی حرکت بہت لچھ امانت سے کی ہے۔ مثلاً اردو میں کلمہ ”کافر“ میں سولہ لفظ تفسیر لائے تھے، وغیرہ۔ اور نہیں بچا ہے لغت کے اپنے کو کتنی ترجمہ کر دیتے ہیں صدق اور غیرہ سے کتب زیادہ نقل دیکھا۔ دو تو اہل کتب کے ہوتے ہیں اچھا! جملہ خوشنما تفسیریں متعدد حالت و نسخ میں اور انصاف سے نسخ شدہ

بھی (بیت پھر چہ انصاف بیگ ہلی مرزا صاحب۔ ذاتی محلہ۔ بابر گار کا ٹھکانا)۔

”نیا“ طلوع اسلام

صدق کے ایک بہت مخلص کرم خزانہ گجرات (علاقہ پنجاب) سے لکھتے ہیں:-
”ذاتی لکھنے کے غریب کے ساتھ ذاتی سے اسلام کا نیا طلوع عمل میں آ رہا ہے۔ جس نے اقبال کا نام، روشنی تصور کا تعارف اور ہمارے لکھنے کے چھوٹے سرورق اور طبعین مغرب کے تراجم ہی تھے، جس سے سرورق دودھ، معروفی و اشاعت والے ہی متاثر ہو سکتے تھے گجراتی، اپنی اہل لغت کے چھوٹے تو حافظہ اللہ اور شمس اللہ یا شاید جان بادی قسم کے محبت میں کہ تم ٹھونکے پھٹے آتے ہیں۔ اور دنیا حسب اسلام کی بد میں (یہ ساریہ دوم و بیادشت) تہہ کہہ کر ہی طلوع فرما رہے ہیں۔ مثلاً قرآن کے مقام مسلمانوں کے لیے محمد آسان ہے مگر انگریزوں کا مقام غلام کی سمجھ میں نہیں آتا۔ اس لیے ضرورت ہے کہ اپنی ہی فہمیت میں اس حرکت کو ہر زبان میں۔ اگر جناب المعروف موں تو مولانا مسافر حسن صاحب، کیوں اس عازمت کو بخوبی انجام دے سکتے ہیں۔ انھیں کے بے طلوع اسلام ذاتی دیکھ گزشتہ لکیر مطالعہ فرمائیے جائیں۔“

طلوع اسلام ایک زمانہ نہیں، جیسا خاص مذمت اسلام انجام دے چکا ہے۔ اس لیے اس سے سوا حق نہ لکھتے دل بیت ہی گزرتا ہے۔ لیکن ہاں کو بہر صورت حال ہی کے نقطہ نظر سے دیکھا ہوگا۔ صدق کا اب اس سے بنیاد نہیں۔ اس بلکہ وہ اب اپنی ہی سے مطالعہ میں نہیں آتا، لیکن حال میں اس کے جوہر ایک پوچھ ضرورت کر رہے ہیں۔ اس سے تو تکلیف ہی ہوتی۔ سچا دینی وغیرہ کی عبادت پوچھ نہیں اس میں ہیں، اور اس درجہ سطحی اور بے مغز تھیں کہ انھیں کسی سنجیدہ تعلیم یافتہ انسان کی حرکت نسبت دینے میں شرم آتی ہے۔
بینہ اس قسم کے بنیاد پر، غلط فہمیاں تو آ رہی، قرآن مجید سے بھی نکال کر پیش کر دیا کرتے ہیں۔ غلط لکھنے سے تو غیر اسے کوئی ثابت نہیں، نہ ہم انہیں شہد نہیں کہ اپنی جگہ پر یہ نقد انکار عاریت بھی ہے بہت شدید۔ اہل کتب میں قبل سچ میں انکار ماریٹ کے جو اپنے تہا ناضل، جامع معانی میں کتب پہلے ہیں۔ ہر صاحب فکر کے لیے وہ بالکل ذاتی زبان سے چاہیے۔ معارف سے بھی اس وقت اور عرفان میں ترجمہ کی تھی۔ تاہم اپنی انگریزوں میں ایک راستہ کے ذیل میں طلوع اسلام نے حدیث کے اسباب میں اپنے ملک کی جو تفسیریں ہے وہ بہت قیمتی ہے۔

۱۹۔ سید عبدالعزیز صاحب	کتاب: پنجاب	۲۰ خرمہار
۲۰۔ ایک مخلص	پورہ	۱۰ خرمہار
۲۱۔ ایک مخلص	عبداللہ پور	۱۰ خرمہار
۲۲۔ مولوی محمد بنی امین	پورہ	۲۰ خرمہار

لوگوں کو سنا ہے۔ — تیسرا وجہ جس کا اصطلاحی نام کلام لفظی ہے اپنے وجود خارجی کے لحاظ سے حادث و مخلوق ہے (خداوند وجود خارجی لوح محفوظ میں تعویض کی شکل میں ہو یا رسول یا فرشتہ کی زبان پر الفاظ و حرکات کی صورت میں)

اگر یہ تینوں درجے اور اس کے باہمی فرق آپ کے ذہن نشیں ہو چکے ہیں تو اسی حکم کے تحت اور مستزاد کے اختلافات کی حقیقت کو بھی سمجھ لینا چاہیے کہ اس بارے میں عام طور پر لوگ غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔

نہیں معلوم ہونا چاہیے کہ مستزاد کا خلاف دراصل صفت یہ ہے کہ وہ حق تعالیٰ کی صفت کلام کے پہلے درجہ کے منکر ہیں یعنی ان کو اس سے انکار ہے کہ علم و قدرت وغیرہ کی طرح حق تعالیٰ کی کوئی مستقل ذاتی صفت جاری یا قائم ہو۔ دوسرے درجہ کو وہ صفت جنہیں علم تسلیم کرتے ہیں۔ جن میں وہ "کلام نفسی" کے وجود ہی سے انکاری ہیں البتہ "کلام لفظی" کے وہ قائل ہیں اور اس کے لحاظ سے حق تعالیٰ کی شکل اور قرآن پاک کو کلام الہی کہتے ہیں۔ پس کلام لفظی اور وہ فرق کے نزدیک مسلم ہے کہ کلام نفسی ہوا یا صفت کے نزدیک قدیم و ازلی صفت ہے اس سے مستزاد کو انکار ہے۔

پس مستزاد کلام الہی کو جو مخلوق کہتے ہیں تو ان کا نشانہ یہ ہے کہ کلام الہی تو اولین مصداق چونکہ کلام نفسی ہے اور یہ قدیم ہے اس لیے وہ کلام الہی کو قدیم کہتے ہیں تو اصل اختلاف کلام نفسی کی نفی و اثبات کا ہے اور وہ حقیقی محمل نزائش ہے ورنہ کلام لفظی جو اصوات و حرکات سے مرکب ہو تو ہے اسکا عادت ہونا خود اہل سنت کو بھی مسلم ہے۔ اور یہ کچھ عرض کر دیا جائے کہ انہی خیال میں ہے بلکہ کتب کلام میں پوری توجہ تفسیر اور تشریح کے ساتھ مذکور ہے۔ چند عبارتیں ملاحظہ ہوں۔ "کلام کی مشورہ کتاب موافقت میں بیان اختلاف کے بعد فرمایا: "اذا عرفت اننا علمنا ما يقوله المعترض من موقوف الاصولات والحدوث بكونها حادثا في انفس مخلوق في ولا نزاع في اننا وبهم في ذلك وما نقول ان كلام النفس نعم متكبرون ثم انزلوا سلموهم فبقوا قد صدقوا على النزاع لفظي بالثبات"

اور محقق و آرائی شرح مفاد جلالی میں فرماتے ہیں "لانما بن الشيخ (الاشعری) والمعتزلة في حدوث الكلام اللفظي انما نزاعهم في اثبات الكلام النفسي وعدمه"

اور شیخ شہاب الدین غفاری حاشیہ تہجدی میں فرماتے ہیں "لانما بن مہتمم لا یسئل اهل السنة وبن المعتزلة في حدوث كلامهم اللفظي انما النزاع في اثبات النفسي"

ان سب عبارات کا حاصل یہ ہے کہ اہل سنت اور معتزلہ میں اصل اختلاف کلام نفسی کی نفی و اثبات کا ہے۔ ورنہ کلام لفظی کا حادث و مخلوق ہونا متفق پایہ تسلیم ہے۔

اس تہذیبی گزشتہ کے بعد نیاز صاحب کے ثبات یا مناسط کا بزرگ جواب ملاحظہ ہو۔

"ننگار" قرآن مجید کو خدا سے پیدا کیا ہے یا خدا کے ساتھ خود بھی وجود میں آیا ہے دوسری صورت فرض کرنا ممکن نہیں کیونکہ اس طرح تو خدا بھی خدا کی طرح قدیم و ازلی ہو گا۔ حالانکہ قرآن ذات خدا کا ہے۔

اور اگر اول صورت مانی جائے تو قرآن کو "شے" مخلوق "انتساب" دینا چاہیے لیکن "شے" کے متعلق یہ ارشاد ہے کہ "کل شیء بالکتاب الا حجبہ" اس لیے نتیجہ یہ نکلا کہ قرآن خدا ہونے والی چیز ہے اس لیے وہ خدا کا کلام نہیں ہو سکتا۔ "الفرقان" جواب عرض کرے سے پہلے یہ قبیح عزروی ہے کہ نیاز صاحب

کی مراد قرآن مجید سے کیا ہے اگر وہ "کلام لفظی" مراد ہے جس کا وجود الفاظ و اصوات یا نقوش سے وابستہ ہے اور جبکہ قیام محال مخلوق ہی کے ساتھ ہوتا ہے تو جواب یہ ہے کہ یہ خدا کا مخلوق ہے اور دوسری اشیاء مخلوق کی طرح بابت اس کے لیے بھی "ثبات دائم" نہیں ہے لیکن اس کے باوجود وہ خدا کا کلام ہے۔ دین میں اس کی تالیف کسی کی حرمت ہے اور لوح محفوظ پر ایمان ملک پر اس کا تلقین و ایجاد یا تدبیر رسول میں اس کا تلقین یا تدبیر کسی کے پروردگار اس کی جانب سے ہوتا ہے اور اسی لحاظ سے اس کو "کلام خدا" کہا جاتا ہے اور ہر جو مخلقت اوقات میں اپنے نقد و ارادہ سے اس کی تالیف کرتے ہیں یا اس کا تذکرہ اس کے لکھنے میں تو یہ اسی کی حکایت ہوتی ہے جس طرح کہ جب ہم غائب کا کوئی شعر اپنی زبان سے کہتے ہیں اپنے فہم سے لکھتے ہیں تو وہ شعر ہمارا نہیں ہو جاتا بلکہ غالب ہی کا کہنا ہے کہ میرزا اسکوچ سنا یا لکھا اس کی نقل و ثبات ہوتی ہے۔ ہر حال اگر سوال میں قرآن مجید سے مراد مذکور و ابان "کلام لفظی" ہے تو وہ بابت خدا کی ایجاد و تخلیق ہی کا نتیجہ ہے اور ہم عرض کر چکے کہ دوسری اشیاء مخلوق کی طرح اس کے لیے بھی ثبات دائم نہیں ہے لیکن وہ بھی جب سے اس کے کلام خدا (یا لفظی یا نور) ہونے سے انکار نہیں کیا جاسکتا نہ نیاز صاحب نے اس کی کوئی دلیل پیش کی ہے ورنہ وہ پیش کر سکتے ہیں۔ اور اگر قرآن مجید سے انکی مراد اس کے مطابق و معانی ہیں یعنی "کلام نفسی" اور اگرچہ صحت عامہ کے خلاف ہے لیکن قرین قیاس میں ہے کہ انکی مراد یہی ہو گا۔

کیونکہ وہ سب سلف و قرآن کے بھی مستجاب اللہ ہونے کے متناہیں اور انکو بھی معاذ اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعم و فراست کا نتیجہ قرار دیتے ہیں اور انکی زبان کے نقصان کو غلط اور غیر تاریخی بتلاتے ہیں اور انکا یہ دعا جب ہو ثبات ہو سکتا ہے کہ صفائے قرآن کے بھی وہ من اللہ ہونے کی نفی کریں۔ اس لیے قیاس میں ہے کہ اس سوال میں قرآن مجید سے انکی مراد کلام نفسی ہو گا) تو اس صورت میں ہمارا جواب یہ ہے کہ وہ حادث و مخلوق نہیں بلکہ قدیم ہے۔ رہا اس پر نیاز صاحب کا یہ شبہ کہ قدیم ذات خدا ہے تو یہ محض منالطہ ہے۔ فی الحقیقت حق تعالیٰ کی سندس ذات کی حرح اس کی کمالی صفات میں قدیم ہیں۔ یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے اسی طرح اس کا علم اور اس کی قدرت وغیرہ صفات ہیں ہمیشہ سے ہیں۔ اور کلام نفسی بھی اس کی صفت ہے جو قدیم ہے اور خود نیاز صاحب نے تیسرے شبہ کے ضمن میں "صفات ربانی" کی تفسیر کو تسلیم کیا ہے۔

باقی آئندہ

تفسیر اربع صورتیں کی قدرت میں

من قرآن مجید کی مباحث و تفسیر میں یہ بات اور ذکر شدہ تفسیر میں انکی زبان و لفظ کی جانچ کر کے یہ معلوم ہوا کہ نیاز صاحب کے اسے حادث و مخلوق کہنے کا مقصد یہ ہے کہ قرآن مجید کو خدا سے پیدا کیا ہے یا خدا کے ساتھ خود بھی وجود میں آیا ہے دوسری صورت فرض کرنا ممکن نہیں کیونکہ اس طرح تو خدا بھی خدا کی طرح قدیم و ازلی ہو گا۔ حالانکہ قرآن ذات خدا کا ہے۔

مراد جنت و جہنم

۱۔ سلسلہ صدق سلسلہ انہیں فرمائی مصلی عالم کے علم سے)
 جنت و جہنم کے متعلق مولانا گیلانی کے معنوں کے اس میں مقصد
 "ایراد" تھا۔ اپنے خط میں تو صحت طریقے سے یہ لکھ دیا تھا کہ معنی
 نقشہ ہے اور تشکیلی کی وجہ کہ وہی تھی۔ پھر صدق سلسلہ میں آپ کے قلم سے
 اسکو بطور ایضاد لکھا ہوا دیکھ کر حیرت ہوئی۔ اچھا ہوا کہ خط کا نقیاس شایع ہو گیا
 ہر حال اسکے متعلق مولانا گیلانی نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے اسکے بعد بھی وہ
 تشکیلی سوچ رہے۔ چونکہ مولانا فرمائی مصلی کی اصطلاح میں گفتگو بہت نہیں
 کرتے اس لیے وہ ان اصطلاح میں امر گزشت ہے کہ صفات میں سے بعض
 صفات لازمت الذات ہوتے ہیں اور بعض غیر لازمت الذات۔ اول الذکر ذات
 سے متعلق اور ملحد نہیں ہو سکتے ورنہ لزوم کے کیا معنی۔ اگر تفکک فرض کر لے
 جائیں تو غلات معروض لازم آئیگا یا ذات کا عدم وجود۔ بنا بریں سوال
 پیدا ہوتا ہے کہ "جنت و جہنم" کے سلسلہ میں جن الفاظ کا ذکر قرآن میں ہے
 جنکے مادی مصداق سے ہم آشنا ہیں ان سے مراد اگر کسی مادی مصداق
 ہیں تو جہنم و جنت میں انکے صفات لازمت الذات نیز خدا و خدا کے صفات لازمت
 کے ساتھ پایا جاتا ہے کہ باور کرنا چاہیے۔ یہ اعتقاد اس چیز کی وجہ سے
 جاتا ہے جس پر جن طرح کی گندگیوں اچھائی گئی ہیں اور اگر صفات لازمت الذات
 کے بغیر انکا وجود ان لیا جائیگا تو پھر لفظ کے اس مصداق کا ذاتاً وجود نہ ہوگا
 جبکہ ذکر اولیائے اپنے معنوں میں فرمایا ہے۔ اور وہی استعارہ اور مجازاً
 دوسرے لفظوں میں "ذات" کا وہ لازمت الذات لکھنا چاہیگا جس پر معنوں میں غزالی
 کی بات سے معنی و معنی ہے۔ غلامیہ کہ معنوں سے مبالغہ صحت نہیں ہوا
 مثال سے اسکی وضاحت ہوں اسکی کہ مناسب آگ، باغ، حور عین، خمر یہ
 چیز لانا ظاہر ہے صدقاتوں سے ہم آشنا ہیں تو جہنم و جنت میں کیا ان
 صدقاتوں کے ذاتاً پائے جانے کے افراد سے لازم آتا ہے کہ ذات (جس میں
 مادہ اور آواز کے لوازمات غیر متغایر سب کو داخل سمجھ لیا جائے) اپنے صفات لازمت
 الذات کے انفرادی ہوتے۔ اور اس قسم کی چیزوں میں سے بعض کے مثلاً لازمت الذات
 فی ان قرآن وہ بیشک یہ موجود ہے اس سے قطع نظر عقل خود بھی نقل کی روشنی
 میں ان میں سے بعض صفات لازمت الذات کی نفی پر اپنے کو مجبور پاتی ہے اور
 صفات لازمت الذات کے نہ پائے جانے کی صورت میں ذاتاً وجود کا انفرادی اکیلہ مشتق ہے
 ہمارا خیال ہے کہ ان الفاظ سے مراد انکے وہ مادی مصداق نہیں ہیں جس سے ہم
 آشنا ہیں صرف عقلی اشتراک کا ناخالص ہونا چاہیگا (جسکی غمی معنوں میں ہے) جو
 قابل ہے اور پھر وہ خزانہ لازم ہے جس کی جانب غزالی نے اشارہ کیا ہے۔
 ذات لازمت الذات جسکو سمجھا ہمارا ہے اسکے لزوم کے انکار کی ہی ایک صورت
 اگر اس استعارے بعد یہ کہنا کہ ان الفاظ سے مراد انکے مصداق میں جسکی ذات
 سے ہم آشنا ہیں عجیب و غریب ہوگا کیونکہ ہم ذات سے آشنا لازمت الذات
 صفات کے ساتھ میں انفرادی ذات سے ہم آشنا ہی نہیں اور نہ لفظ سے معنی
 ذات تفکک عن کل مدخل کو کوئی شخص ہی سمجھ سکتا ہے اور نہ یہ مصداق لفظ کا
 مصداق

مسلم کلب لکھنؤ

(نقل سائنہ مدبر صدق)

مسلم کلب کے غریب کارکنوں نے آج شام کو اپنے ہی محلہ ایک غریب کو
 اپنے دارالامداد کی سرادار اپنے محلہ میں شرکت کا سونچ دیا۔
 قرشی صاحب کے لکھے ہوئے اس قرآن کو پڑھتے اور سناتے ہوئے ملا۔
 بزرگ لکھے ہوئے جنت سے پرچوں اور سالوں پر نظر پڑی۔
 دیکھتے ہیں آئیں اسلامی کتابیں اسلامی جہز، سنتے ہیں آئیں اسلامی
 باتیں اسلامی چہرے۔ دل نے محسوس کیا سادگی کی نشانیں انہوں کی
 شان میں انہوں کی خوشبو میں.....
 ہاں یہ لوگ رزادہ توفیقوان اور کچھ بڑے بڑے ہیں (مجمع ہوسکتا
 درس قرآن حاصل کرنے، و غلط نصیحت کی باتیں سننے، اُسوقت جو وقت
 جو وقت ہوتا ہے بارکون میں کائنات کا بار بار اس ہی شرکت کا تماشا
 کے ہجوم کا تماشا گاہوں کی دھوم کا!)
 اس شہر کے ایک معلوم و معروف فتنہ فروش کی اداکاروں پر کلب سے
 جو انوار نفرت و ملامت کیا وہ سب سے خود ایک محبت قوی اور بہادری ملی
 اسکے جوش و خروش کی غیرت ادا کی!
 کلب کے کارکن اور ارکین اپنی ہوج و دہلے بھٹائی سے نہ غبرائیں
 دشمنائیں۔ بڑی بڑی عمارتیں چھوٹی ہی چھوٹی بنیادوں پر تعمیر ہوتی ہیں بہت
 انہوں کی دولت آپ کے پاس ہے اور یہی سرمایہ ہذا سرمایہ ہے۔ ان اشہ
 لا یفیع اجر المحسنین۔ محمد علی جوہر کا شعر ہے۔
 تو میرا باپیل سے ہرگز نہیں کمزور
 بجا رہی ہو اپنی بجا شان خدا کجا!
 مختصر نشست میں ذاتی کچھ مشورے عرض کر دیئے گئے اور ایک خط
 ناچیز کے طور پر تمدن جاری کیا جا رہا ہے۔
 (دستخط) عبدالمجید دریا بادی۔ یکم ستمبر ۱۹۲۹ء

عمر اور مجاز کا علم ہوتا ہے پھر وہی استعارہ اور مجاز سنانے آلیا۔ ان میں ہر
 فعل نظر دوسرے لفظوں میں یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ ان الفاظ سے مراد ان
 مصداقاتوں کی ذات متغایر عن الصفات معلومہ میں با کچھ اور۔ پہلی
 صورت میں یہ الفاظ و معنوں لہا نہیں بنا رہے اسے آدیل ہی کہا جائے گا
 صورت ثانیہ میں صفات معلومہ سے بعض وہ ہیں جن سے انفکاک اور ملحدگی
 ہمارے علم میں ہے اور بعض انفکاک سے ہم آشنا نہیں۔ مثلاً بیع آباد کے آم،
 اور وہ بیگ کے آم میں چند صفات کا انفکاک ہمارے علم میں ہے اور وہی بنا
 پر تفریق ہے اور بعض صفات نہ صرف ان میں خیر کہیں بلکہ آم کی ہر قسم میں پائے
 جاتے ہیں۔ اور اسکے انفکاک سے ہم آشنا ہی نہیں۔ اگر انکے انفکاک کے ساتھ ہم
 مراد ہے تو پھر اسے آم کہنا مجاز و مجاز حقیقت۔ غلطیال۔ مقصود یہ ہے اور
 ذکر وہ بالا کا لحاظ کیلئے ہرے عنوان کے عقلمن معنوں ہونا چاہیے اور اب بھی سبکی
 ضرورت ہے بغیر اسکے مل کے ہرے مادی اور عقلی اشتراک کے ناگزیر
 پر ایسا دشت و مناسب تھا اور نہ مناسب ہے۔ و نسیم

(اس خطکے پس گورج کھنڈ میں با تمام شرکت سہ ماہیہ شریک ہوا)

ہمارے اس موجد کے مقابل کا کوئی اور نہ کسی قوم واسطے موجود نہ کسی اور نسب و ملت میں۔ اور ہم ہیں کہ اس نسبت کی اندر ہی ہر پہلے

اُردو کا ایک خادِم

- (۱) علامہ اقبال خاندانِ پاکستان کی مشترکِ عام زبان اردو کے جو اردو غور و فکر میں آج ہیں
- (۲) ۵۰ ہزار الفاظ عربی و فارسی کے جو اردو زبان میں ہیں۔ اور اردو زبان میں چھ سو سے ہیں۔
- (۳) ۱۵ ہزار الفاظ جدید عربی کے جو عربی ضروریات سے ہیں۔ اگرچہ ہیں۔
- (۴) ۱۵ ہزار الفاظ جدید فارسی کے جو ایک صدی کے اردو زبان میں آج ہیں۔ اور وہ ہیں۔
- (۵) ۱۰ ہزار الفاظ سنسکرت کے جو اردو میں مرتب ہیں۔
- (۶) ۵ ہزار الفاظ انگریزی ترکی وغیرہ کے اردو میں چھ سو سے ہیں
- (۷) ۵ ہزار نفیس کلمات فارسی و اردو کی۔
- (۸) ۲۱ ہزار تاریخی، جغرافیائی وغیرہ خاص اصطلاحیں۔

سب روایت، تہذیب و تمدن، یہ تقریباً ۳۰ لاکھ الفاظ کا مجموعہ ہے جس میں ایک لفظ کی تحقیق لغوی و صرفی و نحوی پر بحث ہو جائے۔ تاہم اردو کے نام سے مصنف کی چالیس سال کی جانتاشی کا قلم در ہے۔ لیکن اردو کی شہرت، کہ قبل اسکے کہ تصنیف طبع، اشاعت یا اسکے کہ مصنف کا سفر آخرت پیش آگیا۔ تصنیف کے نام اور خصوصیات کا اجمالی تعارف ہو چکا۔ مصنف۔ آپ کو یقین آئیگا۔ مسلمان ہیں۔ کہ ایک ہندو تھے! اور نام، اجے راجیشور رائے آصف تھا۔ اردو کے خادموں اور مخلصوں کی آمادی میں اس سرست و نام کا موقع اس سے بڑھ کر اور کونسا ہو گا!

عورت کا مرتبہ

"زمانہ کی غلط روش نے ہماری ذہنی و جسمانی سہولتوں سے ہٹا کر غریب ضروری امور کی جانب مڑا کر دیا۔ ہم عورتوں کو صرف اپنی ذہنی و جسمانی تعلیم اور بے حجابی سے بے سنی سائل میں لپیٹے رہے۔ اور انہیں تعلیم کے ہماری مقاصد میں شہرت کو داغدار بنا دیا۔ مدرس اور جامعہ کی زندگی نے غالباً کوفت سے قریب اور نراکھن سے دور کر دیا۔"

"ہم اپنے موجد و احول میں ذہنی و جسمانی سہولتوں کی کمی اور ذہنی و جسمانی غریبی کے ساتھ تلاش کر سکیں گی۔ لیکن ہم بہت جلد اس اہلی جو ہر کوئی کہہ دیتی ہے طبعاً انسان کا حقدار ہے۔ جو اسات صیانت و عفت، ایثار، احترام، مذہب اور اسلام کے نام پر جان و مال کے ہم میں موجود ہیں، اور صدیوں کی رسد و آبیاری کی پیداوار ہیں اور ملک و قوم کی آبرو ہے۔ انکی حفاظت خود میں کاروبار فرمیں۔" (تقریباً صدات طبعاً و قوم و خاتون) مجلس اتحاد المسلمین حیدر آباد دکن

یہ کسا دنیا کی ہر زبان اور ہر دلی پڑھیں گا زمانہ طبعاً و قوم کے لئے ہے۔

کے لئے ہیں، نہ انھیں چیلنج پر چیلنج دینگے، نہ ہم ٹھوس کر اپنی ہوا کی گئے اعلان کی گئے، نہ پوروں پر آواز دے گئے، نہ شہر اور وطن کی گئی بلکہ تجویزیں جو جلسہ میں منکروں نے دی ہیں کہ عورتیں اپنے سر سے روسم کو ترک کریں۔ اسلامی سادگی اختیار کریں، غیر! اور غلبہ مسدات ارشاد ہوا کہ اسکے اندر میں ہی، عطا کر غلط تعلیم اور بے حجابی "بے سنی" مسائل میں اور عورت کا حقدار امتیاز "بیبا، عفت، ایثار، اور دین کے نام پر جان و مال کی قربانی دینا تو یوں سی ایجوکیشن پر جان و مال کی قربانی ہے اور محترمہ صدر صاحبہ یہ ارشاد فرماتے جاتی ہیں کہ جامعہ کی زندگی عورت کو فیشن سے قریب اور فیشن سے دور کر رہی ہے! زمانہ کا نفس دنیا میں کہیں اس طرح میں ہوتی ہیں، ہر عورت کو صحت کو یا کما یا یہ چاہتی ہیں کہ آج کی دنیا سے نسوان زندگی میں بھلائی ہوئی ساریوں، نیم لباسیوں، بلکہ یہ لباسیوں کو چھوڑ چھاؤں پیراٹ جاتے ہیں۔ یہ دانش اور سیدہ خاتون کے ذہن کی طرف!۔۔۔ ان خیالات و جذبات کی غور و فکر کو کیا حق ہے آج عورتوں کی نیابت اور نمایندگی کرنے کا بلکہ خود عورت بنے رہے گا؟

ایک پیام

دکن کی مشہور و معروف مجلس اتحاد المسلمین کا سالانہ اجتماع ابھی حال ہی میں منعقد ہوا تھا۔ کارکنوں کی طرف سے سب سے مشہور مجلس "پیام" غایب ہوا تھا۔ جواب میں ذیل کا موعودہ بھیجا گیا۔ اور طبعاً میں پڑھ کر سنا گیا۔

"آپ کی مجلس، املاہ اللہ، آپ ان حدود سے گزر چکی ہیں کہ کسی بیرونی مصلحت اور انفرادی کی مصلحت ہو، یا ستوں کی رعایا کو چاہت اور پس انداز سمجھ جاتی ہے، لیکن آپ نے اپنی زندگی میں جس احساس میں، جس دلدادگی میں، جس جوش و ہمت میں، جس اہمیت و ثابت قدمی، جس نظم و ضبط و اطاعت امیر کا ثبوت علامہ ہر پناہ دیا ہے، اور وہ ہم سب بہرہ وادوں کے حیرت انگیز ہیں، ہر سرست نیز ہیں، باعث رشک ہیں، قابل تقلید ہیں۔

ہم آپ کو کیا پیام دینگے، اُسے خود آپ سچے، "مادوں کے مصلحت ہیں۔ اللہ آپ کے جذبہ اخلاص کو مزید ترقی دے، اور آپ کے حب ایمان کو مزید استحکام عطا کرے۔"

فرسودہ خیالات

"کھنڈیو نو رشتی کے شہید قانون کے طلبہ کی مجلس میں کل شب کو سنا سنہ قند و ازدواج پر ہوا سنا (نیم قانون) کی یہ پہلی مجلس تھی۔ موضوع تھا "قند و ازدواج کو قانوناً ممنوع ہونا چاہیے" صدر طبعاً ایک قانون سنر صاحبہ تھیں، تحریک پیش کی، ایک مسلمان طالب علم... نے۔ انھوں نے کہا کہ یہ رسد و دشت کی یادگار ہے، جب مرد و عورت کا طبع تھا، اور عورت کو جیسے اپنا طبع بنانے ہوا تھا۔ اور اگر شوہر کو اختیار ہے کہ ایک سے زائد بیویں رکھے، تو کیوں نہ بیوی کو ایک سے زائد شوہروں کی اجازت ہو، جواب میں تقریباً ایک گزیر برسر مشر... نے کی۔ انھوں نے کہا کہ شوہر کے لئے ایک ہی ہے۔

قرآن جہنیت کلام الرحمن نگار کے مخالفوں کا جواب

(مولا، محمد منظور صاحب نقوی - بڑا شہر سالہ القرآن کے قلم سے)

رجسٹرڈ صریح ۷۸۷

چونکہ اس جواب کی بنیاد کلام نفسی کے قدیم اور کلام فطری کے مابین
و مخلوق ہونے پر ہے اور آمینہ و نذرین میں بھی یہی اصول سے کام لیا ہے
اس لیے یہ واضح کر دینا بھی ہمارا فرض ہے کہ یہ نظریہ ہمارا اپنا اختراع نہیں
ہے بلکہ اہل سنت کے مشہور مسائل سے ہے۔ کتب کلام کی صد ہا تحریکات
میں سے چند لے آئے ہیں۔

شرح عقائد نفی میں ہے "التعقیق ان کلام اللہ ہم مشرک بن کلام
النفس العتیم و منی الامانہ کوئے صفحہ ۱۷۷ تا ۱۸۱ و بین لفظی الحادث
المولع من السور والآیات و معنی الامانہ انہ مخلوق اللہ تعالیٰ
اور سارہ شرح مسطورہ میں اسی کلام کے بارے میں اہل سنت کے
مخالف فرور کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں

"و منهم المعتزلة قالوا لا اله الا الله تعالى و هو حادث عند ثم و ان الله
قائم المعتزلة لا ينكره نحن بل نقول - و نسبه لا قطعاً و لكن ثابت امرآ و اولاً
و هو المعنى القائم بالنفس"

در عبارت چنانچہ کہ کلام نفس کی قدامت اور کلام فطری کے حادث کے اس
سلسلہ کو لباس اور محتاج لباس کی تشبیہ سے حل کیا ہے۔ مثنوی سلسلہ اللہ
میں سلسلہ اہل سنت کی حمایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

کن طرحت کران چون معتزلی لایزالش داس و لم یزلی
حرف و صوتی و نوبہ حادثی و شوق نیست خود ال لایث
باشد آیت پیش مثل خود و شناس مر کلام قدیم و اچو لباس
و بدم چون شود لباس بدل شخص محتاج لباس و اچو غفل
اور حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ اپنے کلمات میں ایک جگہ
لباس کی مثال دے کر سلسلہ کو اس طرح سمجھاتے ہیں

"قرآن کلام خداست بل سلطانہ کہ لباس حرف و صوت درآورد
بر پیغمبر علیہ علی آلاء الصلوٰۃ والسلام منزل ساختہ است و
عبارت را بآب امر و خی فرمودہ چنانچہ کلام نفس خود را توسط
کلام و زبان در لباس حرف و صوت درآوردہ ظاہری سازیم
و مقام خفیہ خود را در عین ظہوری آری ہم چنانچہ حضرت حق
سبحانہ کلام نفس خود را ایسے توسط نام و زبان بقدرت کاملہ
خود لباس حرف و صوت عطا فرمودہ بر عباد فرستادہ است
و ادا نمودہ و اسی خفیہ خود را در عین حرف و صوت آورده
بر نفس بلوہ دادہ است"

دوسری جگہ ایک اور مکتوب میں کلام نفس کی قدامت اور کلام نفس کے

مدونہ کے اسی سلسلہ کو اس طرح سمات فرماتے ہیں۔

"و الحال کہ بتلاحق افکار منقح شدہ است کہ محل نزاع اگر کلام
و عبارات اند کہ دو ال اند و کلام نفسی شک نیست کہ حادث اند
و مخلوق و اگر عبارات مراد باشد قدیم و غیر مخلوق است"

ایک اور مکتوب میں اس سے زیادہ تفصیل اور توضیح کے ساتھ فرماتے ہیں:
حضرت موسیٰ علی نبینا و علیہ السلام کہ از شجرہ مبارکہ
ہام حق شنیہ بل سلطانہ نسبت آں کلام بحق بل سلطانہ کو
نسبت مخلوق بود سبحان و بحق نسبت کلام بہ شکلم و ہمیں کلامیکہ
از حضرت جبریل علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام شنیہ نسبت
آں کلام بحضرت حق سبحانہ و تعالیٰ اچو نسبت مخلوق بود
سبحان غایت مافی الیاب ان کلام نیز کلام حق است بل
سلسلہ و شکراں کافرو ز ندین گو یا کلام حق مشرک است
در میان کلام نفس و کلام فطری کہ بے توسط اسے حضرت حق
سبحانہ و تعالیٰ ایجاد آں فرماید و این کلام فطری نیز حقیقت
کلام حق باشد بل و ملائیس ناچار شکراں کافرو را"

ان عبارات سے مندرجہ ذیل اور بصراحت ثابت ہوئے

- (۱) کلام الہی کا اطلاق کلام نفسی پر بھی ہوتا ہے اور کلام فطری پر بھی
- (۲) کلام نفسی قدیم اور ذات حق کے ساتھ قائم ہے اور کلام فطری حادث
و مخلوق ہے۔

(۳) کلام فطری حادث و مخلوق ہونے کے باوجود اس میں کلام الہی ہے کہ
حق تعالیٰ ہی بلا واسطہ اس کا وجود ہے اور اسکی تالیف و تزیل اسی کی طرف
سے ہے اور اسی لیے جو شخص اس کلام فطری کے بہ این معنی کلام الہی ہونے
کا انکار کرے وہ کافرو ز ندین ہے۔ بلکہ عزت عام اور علیٰ ہذا عام دینی محاورات
میں تو قرآن اور کلام الہی سے مومن "کلام فطری" مراد دیتے ہیں۔ انکلام
تکلیفیت کا فطری اسی سے ہے اور اسی کا کلام الہی ہونا است جماعی مقدمہ ہے
اور اس کے کلام الہی ہونے کا مطلب صریح میں نہیں ہے کہ حق تعالیٰ کا
مخلوق ہے یا اسکی مرضی و رضا اور ادا و نواہی پر اسکی ولایت ہے بلکہ اس کو
کلام الہی اس خصوصیت کی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ اسکی نظم و عبارت کی لہجہ
و ایجاد بھی بلا واسطہ حق تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے۔

علامہ قاضی شریعہ تخریر میں فرماتے ہیں۔

"و نزاع فی اسم القرآن و کلام اللہ تعالیٰ بطریق الاشتراک علی ذلالت
الحادث و ہوا انتہات عند العبادۃ و القرآن و الاموین و العقلاء و اطلاق ہذا
الصفتین علیہ لیس بجدانہ و ال علی کلامہ القدیم حتی لو کان غیر ذلک لافکار
غیر اللہ تعالیٰ لکان ہذا خلاف بجا نہ بل لان لا اختصاصاً آخر بہ تفسیر
و جواز آخر نہ"

پھر یہی علامہ قاضی شریعہ فرماتے ہیں کہ جو شخص اس قرآن پاک
کے جو مخصوص الفاظ و عبارات میں مدح و تحسین میں لکھا جاتا ہے کلام الہی
ہونے سے انکار کرے اور اسکو کسی انسان کی تالیف قرار دے وہ مسلم طور
پر کافر اور خارج از اسلام ہے۔ فرماتے ہیں

"و من انکار کلامیہ ما بین و فی حق الصفات انما کفر و اعتقاد لیس کلام اللہ
تعالیٰ لہذا و ہذا معنی ما بین و فی حق الصفات"

بہر حال نیاز صاحب کے اس پہلے منسلک کے جواب میں ہم نے جو کچھ
 کہا ہے وہ متکلمین کی تصریحات اور اہل سنت کے سننات ہی کی بنا پر کیا
 ہے اور کتب کلام وغیرہ کی جو عبارات ہم نے اس ذیل میں پیش کی ہیں وہ
 صرف اس مقصد کے لیے۔ لہذا کسی صاحب کو یہ منسلک نہ ہو کہ ہم نے
 یہ عبارت نیاز صاحب کو قائل کہنے کے لیے بطور دلیل و حجت کے پیش
 کی ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ علماء و سلف کے ارشادات سے ان کی حجت نہیں
 قائم کی جاسکتی اور جب "قرآن" بھی ان کے نزدیک منشاء اللہ اسما پر لاگو
 ہے تو بیچارے "علماء و سلف" کی کیا حقیقت ان عبارات کے پیش
 کرنے سے ہمارا مقصد صرف یہی ظاہر کرتا ہے کہ نیاز صاحب کے جواب
 میں ہم نے جو کچھ لکھا ہے وہ صرف "دفع الوقتی" اور "جوابی" کے لیے
 بلکہ اپنا انحراف اور ہمارے ذہن کی پید اور نہیں ہے بلکہ طلبہ کلام
 اور ائمہ عقائد پر سب کچھ پہلے ہی لکھ چکے ہیں۔
 مگر اگر :- (۲) "اگر قرآن شریعت نام ہے ان الفاظ یا عرب
 کلام جو کلام پر منقوش ہوتے ہیں جو پس کے ذریعہ سے چھاپے
 جاتے ہیں اور جو انسان کی زبان سے ادا ہوتے ہیں، تو
 کلام مجید کا ہر نسخہ کلام خداوندی ہے اور جو نسخہ ان میں سے
 مناسبت ہو جائے اسے منسلق کہا جاسکتا ہے کہ خدا کا کلام
 مناسبت ہو گیا۔"

الفرقان :- اور پکے جواب میں بتلایا جاتا ہے کہ جو قرآن شریف
 کا تذکرہ لکھا جاتا ہے یا پس میں چھاپا جاتا ہے اور جو تلاوت کے وقت ہماری
 زبانوں سے ادا ہوتا ہے وہ حقیقت نقل و حکایت ہے "س" کلام الہی
 لفظی کی جس کی حقیقت اور ہدایت کی جا چکی ہے اور قرآن کے ان کتبہ
 یا منبہ نہ نسخوں کو اور علیٰ ہذا ہماری تلاوت کو جو قرآن مجید کہا جاتا ہے
 تو وہ اسی حیثیت سے اور یہ بلا تشبیہ ایسا ہی ہے جس طرح کہ ہم دیوان غالب
 کے ہر نسخہ کو خواہ وہ کسی شخص کے قلم سے لکھا یا کسی پر پس کیا چھپا ہو اور
 "دیوان غالب" ہی کہتے ہیں۔ اب اگر دیوان غالب کا کوئی نسخہ
 مناسبت ہو جائے تو اس لیے یہ لازم نہیں آیا کہ غالب کا کلام ہی مناسبت
 ہو گیا۔ اسی طرح قرآن پاک کے کسی نسخہ کے تلف ہو جانے سے "کلام
 الہی" کے مناسبت ہو جانے کا نتیجہ نکالنا نیاز ہی جیسے "ارباب علم و دانش"
 کا کام ہو سکتا ہے۔

"نکاح" :- (۳) اگر قرآن پاک خدا کا کلام ہے تو اس کی وہی
 صورتیں ہو سکتی ہیں یا اس کو خدا کی عین ذات تصور کیا جائے
 یا صفات خداوندی میں شامل کیا جائے قرآن کو خدا کی عین
 ذات نہیں کہہ سکتے، یعنی ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ قرآن خدا ہے
 اور خدا قرآن ہے اس لیے لامحالہ اسے "صفت ربانی"
 ماننا چاہیے لیکن چونکہ خدا کی صفت ایک ذات سے جدا نہیں
 اس لیے یہ بھی تسلیم کرنا چاہیے کہ الفاظ یعنی عربی زبان میں
 خدا کی طرح تدبیر ہے۔

الفرقان :- نیاز صاحب کے آخری خط کشیدہ فقرہ سے ظاہر
 ہے کہ یہاں "قرآن پاک" سے انکی مراد "کلام لفظی" ہی ہے جو عربی زبان میں

دوسرے درجہ کے "کلام نفسی" کی تفسیر ہے اور عرب عام میں اس قرآن پاک
 کہا بھی جاتا ہے۔ اور ہم بتلا چکے ہیں کہ وہ عادت و معمول ہے اور
 "کلام نفسی" جو قدیم اور قائم بذاتہ تعالیٰ ہے وہ از قبیل الفاظ ہی نہیں
 چہ جائیکہ اسکو عربی یا عجمی کہا جاسکے لہذا عربی زبان کا قدیم پرانا کسی
 طرح بھی لازم نہیں آسکتا۔

عقائد کی شہور کتاب مسامرہ شرح سائرہ میں صراحت مرقوم ہے۔
 "ان کلامہ النفسی دلائل و صفت بانہ عبری و لاسودی
 دلا عربی انما العبری و لاسودی : العربی ہوا لفظ الحال علیہ"
 یعنی "کلام نفسی" عربیت یا عبریت یا حبشیت کے ساتھ صورت نہیں ہوتا،
 عربی یا عبرانی یا سواحلی تو وہ الفاظ ہوتے ہیں جو کلام لفظی ہیں، لہذا قرآن
 "نکاح" (۴) اگر یہ تسلیم کیا جائے کہ قرآن کا ہر لفظ لفظی
 خداوندی ہے جو جبریل کے ذریعہ سے آنحضرت تک پہنچا ہوا
 آیا ہے تو اسے سننے پر ہونے کے رسول اللہ نے بھی سن کر
 اسی طرح نطق کیا تھا جس طرح خدا نے لیا تھا یا ہم کہہ سکتے
 اسی طرح اسکو ادا کرتے ہیں جس طرح خدا نے ادا کیا تھا اور یہاں
 طرح گویا رسول اللہ اور ہم سب اس صفت میں مناسبت
 مناسبت قرار پائیں گے جو بالکل محال ہے۔

الفرقان :- جی افسوس آپ سے یہ تسلیم ہوتا ہے کہ قرآن پاک
 ہر لفظ لفظی خداوندی ہے۔ ہم بھی بتلا چکے ہیں کہ الفاظ قرآن یا الفاظ
 دیگر "کلام لفظی" کو "کلام الہی" اس حیثیت سے کہا جاتا ہے کہ اگرچہ لفظ
 متفرق بلکہ واسطہ حق تعالیٰ کی طرف سے ہے اور وہی بنا تو کسی شخص پر
 کہ الفاظ خالق و موجد ہے۔

اور حق تعالیٰ کے لیے جو "صفت کلام" ثابت کی جاتی ہے اس کو
 "مشکل" مانا جاتا ہے تو اسکا یہ مطلب تو کسی کے نزدیک نہیں ہو سکتا۔
 ہماری طرح کام وہ ہیں سے ہوتا ہے اور آلات نطق سے آواز برتا سکتا ہے
 جس طرح اسکی دوسری صفات مثلاً علم و سمیع و بصیر و مخبر و ...
 کہ وہ بالکل ان کے متناہ اور بلا آنکھوں کے دیکھتا اور بالذات اس کے علم
 محیط رکھتا ہے اسی طرح اس کی صفت کلام "بعض کام وہ ہیں کہ یہاں
 سیدنا حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ "فقہ اکبر" میں ارشاد فرماتے ہیں
 و صفات کلاما سجدات صفات الخلقین مسلم لاکملنا و بعد
 لا بعد و تلامذہ لاکملنا و تلامذہ لاکملنا و تلامذہ لاکملنا
 تشتمل بالآلات و الحروف و اللغات سجدات تشتمل بالآلات و الحروف
 یعنی حق تعالیٰ کی تمام صفات حقیقت کے لحاظ سے ہماری صفات سے
 بالکل مختلف ہیں اسکا علم اسکی قدرت اسکا دیکھنا اور سننا ہمارے
 علم ہماری طاقت اور ہمارے دیکھنے سننے سے بالکل مختلف و مختلف ہے
 گو یا کہ اشتراک اسکی کے سوا وہی میں کوئی مشابہت اور مماثلت نہیں
 اور یہی حال "صفت کلام" کا ہے کہ ہم آلات اور حروف کے ساتھ کلام کر سکتے ہیں
 اور خدا کا کلام بالآلات اور بغير حروف ہے۔

بہر حال قرآن پاک کو "کلام خدا" کہنے کی خدا کی وجہ سے جس کا سزاوار
 عقیدہ ہے کسی طرح بھی خدا اور نبی میں بالذات و مشابہت لازم نہیں آتی

نیاز

حال اور ماضی

اداسہ محض! صاحب حفیظی (خیر آباد)

قرآن شریف کی متعدد آج نگار کے صفحات میں جو "سیرت" "ہدایہ" اور "امام" اسی عربی کتاب کے متعلق خود صاحب نگار کا آپ جاننے میں کیا خیال تھا؟
اعمال ۲۰ سیرت طریقیں، لانا ابو الکلام آزاد کی مشہور عربی زبان کی
اصنی، خلیفہ طبری جوش سبکیاں لائے ہوئے نیاز میں اب تو پڑھتے ہیں
"آپ کی نسبت میں کم مصلحت ہے اور ان کی نسبت میں سے نہیں ہے۔"

یعنی اب وہ "سیرت" "ہدایہ" اور "امام" اسی عربی کتاب کے متعلق خود صاحب نگار کا آپ جاننے میں کیا خیال تھا؟
اعمال ۲۰ سیرت طریقیں، لانا ابو الکلام آزاد کی مشہور عربی زبان کی
اصنی، خلیفہ طبری جوش سبکیاں لائے ہوئے نیاز میں اب تو پڑھتے ہیں
"آپ کی نسبت میں کم مصلحت ہے اور ان کی نسبت میں سے نہیں ہے۔"

دعا کی پوری کتاب ایک اور
اس سے بھی زیادہ پڑھتے
مثال مل نظر ہو

"سیرت" "ہدایہ" اور "امام" اسی عربی کتاب کے متعلق خود صاحب نگار کا آپ جاننے میں کیا خیال تھا؟

صفحہ ۲۰ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن شریف کا مصنف

سمجھنے والے صاحب قلم کے کسی

اصول کا یہ پتہ "بھی نظر سے گزرا۔"

"ناشر نے تصانیف ایک نثر

پیدا کردی۔ قرآن اسم ایک انگریزی

... خوشنویسی کی وہی سیرت

مثلاً قرآن و علوم جو قرآن سے

عمران سے قابل فہم بنا کر تقاریر

جیسے سمجھنے کی کوشش میں صاحب

پر بیٹیاں، لکھ رہی ہیں، یہ ش

ہو گیا ہے آپ ہی آپ پڑا گیا۔

جس کی نگاروں کے سامنے یہ خاطر پیش کیے ہوئے ہیں۔ یہ سب تو تھا "خیر"

میں یہ نقد اور اس معروضہ اور ناشر کا نام

... کسی دانا محبوب و کتاب دوست، اور ...

... اور ...

... اور ...

... اور ...

... اور ...

... اور ...

... اور ...

ماہ رمضان المبارک اور خدائی انعام ٹیکس

اجابات و احکامات میں سے ہر صاحب نصاب پر خدائی انعام ٹیکس کی ادائیگی
واجب ہو جاتی ہے۔ اس فرض کی ادائیگی کے وقت آپ

صدق لکھتے

کہ "خدا پر جوش فرمایا تاکہ جو اپنی زندگی کو حق" اور اعلیٰ سے ملے اس حق کے بلند کرنے کے

لیئے وقف کیے ہوئے ہے اور جو کفر و ایمان کے اس طوفانی دور اور شرک و بدعات کے

ان ایمان سوز جموں کو ان میں توحید اسلامی کا سہارا بنی پر ہم لہرا ہوا مسلمان عالم کو نہایت

جرات و بلند آہنگی کے ساتھ ان کے پیچھے چلنے والے کی دعوت دے رہا ہے اس ایمان

پر ہر فرض کی ادائیگی میں اس کی راہ میں مالی مشکلات کے جو کھڑے ہیں انھیں

آپ اپنی ایک نیک و کرم سے بھول نہ سکتے ہیں۔ لہذا اٹھیے اور اس فرض کی

ادائیگی کے وقت اسکو نہ بھولیے کہ جو تعلیمات اسلامی کی تبلیغ کے لئے عمر کر

جی رہے ہیں۔

سب کچھ جان ب زبیر ۱

سربراہ اسے دہر بازو سے نو

عبدالرزاق عباسی

نظم "صدق" لکھتے

جاہل کی بکواس

قاہرین (نگار) اس جاہل مطلق بن کر خجندیہ کی کو فوب جانتے ہوں گے جو

نگار کا اندیشہ ہے۔ اور اپنے آپ کو محبت بڑا اندیشہ اور سمجھتا ہے۔

پیشخص پہلے وہ کہہ کا لمحہ زبیر ہے۔ اور شکل یہ ہے کہ اپنے الحاد و ذلت کا

شاید کو ہے۔ ایک طوط (دعا تھا مسلمانوں کی رعایت سے) کہتا ہے کہ مجھ کو محبت

ہے اور وہ بات کرتے۔ اور دوسری طوط دعویٰ کرتا ہے کہ قرآن ط کا کلام

نہیں بلکہ محمد کی تعصیف ہے۔ لہذا بابت

گو یا اس شخص نے دوسرے فقرہ سے پہلے فقرے کی تردید کر دی۔ وہ شخص

کیونکر سچا اور دیانت دار ہو سکتا ہے۔ جو کتاب خود لکھے لیکن اسکا تعصیف

کسی دوسرے کو بتائے؟

ایک اور سن لیجیے اور اگلیا تمام کر سیکھ گاہ۔ "مترجم کے بہرہ کن"

اور کہاں انجیل کے ناواقف موعود پر ایمان لانا! ایسا
میں تقاریر و ادکھا ست تا چکھا
جناب بناد فقہوری آج دنیا میں ایک نگرار کی حیثیت سے مشہور ہیں
اور بہت کم لوگ ہیں جو یہ جانتے ہوں کہ وہ کبھی "شاعر" بھی تھے اور شاعر بھی
کیسے؟ نفرت گو!!

"مدینہ الرسول" (صوفی ستمبر ۱۹۸۱ء) کے ایک بندہ میں دیکھیے، حیرت اور
محبت کا کیسا طوفان بند ہے۔ (فرماتے ہیں) (اشارہ ذلت کو دینے کے بعد)
انھیں اشارہ سوال کی صورت میں اب اگر نیاز صاحب کی خدمت میں
کوئی مسلمان پیش کرے تو کیا اب بھی وہ اسکا جواب اسی دالمانہ ساتھ ہی
نانا ناز جوش محبت نیز جوش تعصیف کے ساتھ دے سکتے ہیں؟

صوفی کے علاوہ "السلامی" مسئلہ

کا صف میں نیاز صاحب کی

"انقلاب پسند" اور "سلفا پزیر"

طبیعت پر تاسف ہے۔ فرماتے

میں :-

"خدا ز سدرہ ہماری شنگی پر کر نظر

دور بازو گھٹ گیا، وہ گئے پروردگار

جہاں کسے پھر پروردگار کیانی تھے،

پھر دکھا طرہ فضاں شہم ذرا ہوا دے"

آج جناب نیاز فقہوری کی "سیرت"

نگار میں دیکھ کر کوئی یہ کہہ سکتا ہے

کہ یہ "شعر" بھی "رئیس" انگریز کا ہے

وہ رئیس انگریز جو کہیں آکر دین

نہیں تقاریر

نہیں کا غم ہے اور نیکو بکواس پڑا

ہوں مسلمان مگر شہ قرآن" (قرآن)

(۱۹۸۱ء)

مغرب زدوں کے گھر کی آواز

۱۵۔ ریح الاول کو ایک مختصر مقالہ الفتح مفتوحہ اور جہ میں شام
ہو اسے جس کا عنوان فاضل معنوں نگار نے "میت عبیدہ" دیا۔ گواہی دینی
یورپ زدہ تحریکات گوش بہ آواز ہو کر سنیں۔ لیکن یورپ کی آزیت و حرمت
نکے دیوں پر اس طرح بیٹھ گئی ہے کہ اپوں کی انہی کے نزدیک خدا
بازگشت سے کچھ زیادہ اہمیت نہیں رکھتیں۔ اس وقت تک اسے کوئی
نہیں جب تک ان کا امام، عظم فرنگستان ملک نشاں اسکاں است اشد
و کرے اور انکو یہ نہ تھا کہ اسے کہتے چیز نو ہا جسے اپنا بھی خود دہا میں
عمل ہے۔ فاضل معنوں نگار نے: مگر کی کے اور اسطو سے اس وقت کی
مشہور یونیورسٹی کے مشہور پروفیسر لڈا (ڈیٹاؤن) کے عہد پر اسے ہرگز
جرمانوس کا قول نقل کیا ہے۔ آپ نے مصر سے اس وقت کے قسطنطنیہ
کے کسی یوید، اخبار کے نمائندہ سے فرمایا ہے: "تو اللام ہی۔ وہ مذہب
ہے جو اس وقت تمام عالم کو موجودہ سیاسی کشمکش اور انکو اسے نہایت
دے سکتا ہے۔ کیونکہ اس وقت تمام نو۔ پر اوایات کا مذہب اور خدا
یہ یورپ نو اسکے پیش پیش ہے۔ بیونی محاط سے نہاد مذہب ذی گروتا
اور بیونی شیرقی کی لڑت جنگ و جدال کی حرکت پٹی تیزی سے پیش کی ہو رہی
ہے اور ہر ایک دوسرے کو سرنگوں اور زیر بار کوئے اسکے لیے ہمدردت جاری
اسلام بیاؤنگ دہل کہہ رہا ہے کہ کسی کو کسی پر معنی نفیست میں اور
۔ ہادی تنونی ہی کوئی چیز ہے۔ تمام دوسے زمین کے باشندے باہد کہ
بھائی بھائی ہیں اور ایک کو دوسرے پر اس وقت تک بڑی عامل نہیں
جب تک کہ وہ عمل صالح کے جامد میں لباس نہ ہو۔

آپ نے اسلام کے نظریہ کو اپنی زبان سے یوں بیان کیا ہے انسان اور حیوان کے درمیان بس اتنا ہی فرق ہے کہ انسان اپنی اپنی روئے طاققت کی بنا پر حکومت کرتا ہے اور حیوان مادی طاقت کے ذریعہ اپنا سکہ جلاتا ہے اور موجودہ تمدن کی بنیاد تمام تر مادی حقوق اور تلبیہ پر ہے۔ یورپ اور اہل یورپ کا عام نظریہ ہے کہ مادی وسائل کے ذریعہ حکمرانی کی جائے۔ بس یہی چیز ہے جو مغربی تمدن کو عرصہ سے تمدن کی طرح بھانسنے جا رہی تھی لیکن آپ نے اپنے پیش روؤں میں سے ایک قول - واہ رس تمدنیہ نویں۔ کل تک تو صاف اسلام اور اس کے بتائے ہوئے آئین سے اختلاف تھا مگر آج اسی جو جان قبول کرنے کو تیار۔

مقتل الرحمن سيوانی - مدرسہ بدیعہ، انارکلی

گزارش

مین صاحبان کی خدمت میں ختم مباد چندہ کی اطلاع دی جا چکی ہے
انکی خدمت میں گزارش ہے کہ آئندہ سال کے لیے چندہ درجہ سہارا
ارسال فرمادیں تو زیادہ مناسب ہے۔ ورد انکی خدمت میں دی جا
روانہ ہوگا۔

روزانه جوگا -

میں ایل کی چند سطور شائع ہوئی ہیں :

محبوبِ وہ (عینی باز فقیہی) ہندوستانی اکیڈمی الدہ آباد کے
 ایک علیہ بنی شرکت کے لیے لکھے ہوئے تھے۔ کتب خانے
 کی ایک الماری میں قرآن مجید کے ایک نسخہ کو رکھا ہوا، کیا کہ
 انھوں نے تجلدار جاننا غور سے قرآن مجید کی طریت اپنی مغربی
 سے اشارہ کر کے ایک دوست سے کہا کہ اگر اس فرسودہ کتاب
 کے بجائے موسیقی کی کوئی کتاب رکھی جاتی تو وہ زیادہ بہتر ہوتی۔
 ہم اس کلمہ اس پر اس کے سوا کیا کہیں کہ علیہ لستہ اللہ واللہ لکھنا اس میں
 بڑے ہی سہیا ہیں وہ مسلمان جو اس شخص کا رسالہ خریدتے ہیں اور اللہ اور
 رسول کی توہین میں نہاد کرتے ہیں۔ انقلاب

مقاطعة نگار

رسالہ بھکار کھنڈو کے ایڈیٹر نیاز خٹور سی اور ان کی خصوصیات سے کم لوگ واقف ہوں گے۔ اسلامیات کے ساتھ اُن کا تعلق اُن کے ساتھ شیطان کا تعلق میں اکثر حضرات کو معلوم ہو گا۔ ایک مرتبہ آپ ملت کے وائس چیمبر ہو کر اپنی ان حرکات سے بزدلانہ اور منافقانہ تو یہ بھی کر چکے ہیں اور اسکے بعد اگرچہ یہ تو یہ لادھی بھی جا چکی ہے لیکن اور کچھ عرصہ سے آپ نے مذہب اور مذہبیات کو اپنے دائرہ بحث سے خارج ہی کر دیا تھا مگر معلوم ہوتا ہے کہ اُن کے اس حرزِ عمل نے اُن کے کاروبار پر بُرا اثر ڈالا اور جو دشمنانِ اسلام "گلزار" کو صرف اس لیے خریدتے تھے کہ اسلام کے خلاف استعمال کرنے کے لیے ایک مسلمان بھکاری کے قلم کے تیار کیے ہوئے کچھ اسلام اُس سے ملیں انھوں نے اس کی خریداری سے دست کشی کر لی۔ اس لیے اب انھوں نے اسلام کو پھر سختہ سخت ہتھیاروں سے تشکیلی کر دیا ہے اور چون کہ گلزار میں ایک استفسار کا جواب دینے ہوا ہے اپنی اس تحقیق کا اعلان کیا ہے کہ

”کلام مجید کو میں نہ کلام الہی سمجھتا ہوں نہ الہام ربانی بلکہ ایک انسان کا کلام جانتا ہوں“

اگرچہ ایسا خیال رکھنے والے دنیا میں کمزوروں میں جو وہ ہیں لیکن وہ ملایا ہے کہ
مسلمان کہتے ہیں۔ لیکن یہ منافق یا مرتد اس آیت کے باوجود اپنے کو ایسی
نیک مسلمان ہی کہتا ہے اور ہر قسم سے مسلمان سوسائٹی ہی کا ایک فرد سمجھا
جاتا ہے۔ افسوس اس زوردار میں مسلمان آتا ہے جس کے کہ اسلام اور
پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے عقائد اس قدر سخت بنا رہے کہ ان کے
اسلامی برادری سے خارج کرنا بھی اس کے بس میں نہیں چہ جائیکہ کفر کو دار
کو چھوڑنا۔ (الفرقان بریل)

لے، اس معاملہ کی شرح ”گناہ کے اُس اثناء کے“ عقوبتوں کے سامنے ہو سکتی ہے جو کہیں کہیں سچے وغیرہ ہندو اخبارات میں شائع ہو رہے۔

شراب اور افیون

(از مولانا محمد طاہر قاسمی - دہلی ہند)

ملکیشی زمرے نوشی سے جس قدر بے گامی و ہوشی پیدا ہوتی ہے اور نفس کا تزکیہ ہونے کے بجائے جس قدر ایک شراب میں اضافہ ہوتا ہے جس کی وجہ سے انسان میں اور جانوروں میں پہر کوئی فرق باقی نہیں رہتا اس کا اندازہ نہ کر سکیں۔ ہر سال کے حالات بارہ نوشی و انسان کو اپنی ماں اور بہن اور بچہ کا فرق ملحوظ رہتا ہے نہ اس کو فوت و آبرو کا خیال کچھ نہ ہوتا ہے۔ چاروں طرف بکواس کرتے پھرنا اور قسم قسم کی گن گنوں سے لوٹ رہنا ہر ایک جگہ سڑکوں پر لائین یا اسکے آگے روخاں میں ہیں۔ ہمیں اس حقیقت کے تسلیم کرنے میں ڈرنا نہیں ہے کہ بعض اسلامی بادشاہوں کے دور میں بھی بارہ خوار ہوئی ہے اور اس وقت کے بعض امراء میں بھی یہ بری عادتیں موجود تھیں جس کے شراب انہوں نے پیتے لیکن آج تو شراب خوار کی حکومت کی امانت و حاکمیت حاصل ہے۔ بڑے بڑے سفیروں میں شراب خوار کی ترقی بازی، تاج و تخت و فخر و کبر ہے۔ آج کوئی پانچ کوئی ڈھائی کوئی مجلس کوئی ہو مل شراب خوار سے بنائی نظر نہیں آتا۔ اور یہ دوا اگر تیری تمدن کا تمدن کا جزو اعظم بن چکی ہے حکومت کی بنیادیں آج جو سے شراب پر قائم ہیں۔ چنانچہ حکومت ہند کو صرف حکمرانوں کی عمارتوں کے گرد و پیش سالانہ حاصل ہوتے ہیں اور شراب کا ایک مستقل حکمران کی ترقی و استحکام کے لیے قائم ہے۔ اب آپ دیکھنا اگر وہاں گلیوں پر شراب کی دکانیں ہیں تو ان میں سے بھی جو مالے کو وہ شراب کی آمدورفت میں کرتے پھرے اور ہزاروں ہتھیاروں کی اندر کی دکانوں سے شراب کی بارہ خود ہی سے وابستہ ہو جائے تو ظاہر ہے کہ اسکے بعد ترک شراب کا جو کوئی نصیر ہی نہیں کیا جاسکتا۔ یہ آمدنی جو عرصہ کی گئی ہے یہ حکومت کو صرف شراب سے سالانہ حاصل ہوتا ہے۔ بالائی افیون سے جو لا تعداد نفع حکومت کو حاصل ہوتا ہے وہ علاوہ از یہ ہے۔

ایک امر کہیں قانون کا بیان ہے کہ افیون کی تجارت کے ہر سال ہندوستانی خزانہ کو تیس پینیس لاکھ پونڈ روپیہ حاصل ہوتا ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اگر ہندوستان کے سالانہ موت کے گھاٹ پر آتا ہے تو افیون کا بہت بڑا مرکز چین ہے۔ چین میں ہندوستانی کا دروازہ ایسا مہیا ہے جیسے ہمارے ایک شہر میں چائے کے ہوٹل عام ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ چین کی اکثر آبادی ہندو کی ہی عادت کی وجہ سے ہمیشہ مایوسی اور موت کا شکار رہتی ہے۔ اس بارے میں ایک امر کہیں قانون میں سالانہ موت کا بیان ملتا ہے جس نے نفی انہی کی حقیقتات میں ہندو کا دل سے کام لیا ہے۔ وہ کہتی ہے میں شخصیات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ افیون کی تجارت کا ایک کس ملکہ ہندوستان میں نہ کی حالت میں قائم ہے۔ افیون پر ٹیکس لگا کر افیون فروخت کرنا ان سے لاشعور نہیں دھون کر کے مباح حاصل کیے جاتے ہیں اور ہندوستانی اس کا بیکارہ انتظام ہے۔ مغربی مصلحتوں میں تو ایسی سفر اشیا کہ ہر ملک طریقہ سے اس کے کی کوشش کی جاتی ہے لیکن مغرب میں وہ لکھتا ہے اس سے سنتے نہیں

ہاں ہاں اور ہزاروں گلیاں جو افیون و غیرہ سفر اشیا سے اپنی دنیا کی حفاظت

کرتے ہیں۔ وہ چین اور ہندوستان میں افیون کی تجارت کے لیے اپنی ممانعت نہیں کرتے آج کل تک میل آوری پانچ لاکھ ہے وہاں ہندو دکاندار ہیں کی بھی ضروریات کے لیے سالانہ افیون بھی جاتی ہے۔ سوال یہ ہے کہ اتنی افیون کا کیا کام ہے۔ غصہ طور پر افیون بھی جاتی ہے۔ لیکر ایک آوری اشیا ہوتا ہے۔ بیان افیون ایک لاکھ سے میں زیادہ مقدار میں بھی جاتی ہے۔ یہ بھی انہیں غصہ مقاصد میں صرف کی جاتی ہے۔ حکومت ہند نے ایک لاکھ گیسٹ ہاؤس کے حکومت کے انہوں کی کثیر مقدار حاصل کرنے کا ٹیکہ پانچ سال کے لیے لیا ہے۔ جس تصدیق و مبالغہ میں بھی ہو چکی ہے۔ ایک لاکھ کی گورنمنٹ بھی اس مخفی تجارت سے انکار نہیں کر سکتی۔ اس لیے کہ اس کی آمدنی کا انحصار ہی افیون کے ٹیکوں پر ہے جس کا روٹ سنگاپور کے متعلق لکھی ہے کہ سنگاپور ایک بہت بڑا شہر ہے۔ اس کی آبادی تقریباً تین چار لاکھ ہے۔ بیان یہ زیادہ تر چینی لوگ آباد ہیں۔ اس شہر کی گلیاں خوبصورت ہیں گھاٹ اور ہندو لکھتے ہیں شاد دھڑ ہیں۔ لاکھ شریفیہ کے لڑکے پر یہ ایک شاد شہر ہے۔ ہم نے معلوم کیا کہ اس شہر کی زیادہ تر آمدنی افیون کی فروخت، افیون کی دکانوں کے لائسنس اور ہندو خاندان کی شیس سے ہوتی ہے۔ خریداریک زیادہ تر چینی لوگ ہوتے ہیں (راخوڈا زبیر شراب اور افیون کے نقدانات مطلوبہ نظامی پریس پراپر)

اس بیان سے آپ نے اندازہ کر لیا ہوگا کہ ہندوستان میں افیون کی تجارت کس قدر ہے اور اس کے ممالک اثرات کیونکر ہندوستان میں تاریخی طور پر اپنا کام کر رہے ہیں۔ اس سحر خیزت کا حاصل اسکے سوا کیا ہے کہ ہندوستانی خزانہ افیون اور شراب کی تجارت سے بھر پور ہے۔ خواہ ہندوستان کے خزانہ لاکھوں فوجانہ موت کے گھاٹ ہی کیوں نہ آجائیں۔ ایسے پرخطر فائدہ میں جبکہ ہر طرف سے ان ممالک اشیا کی ملکی ترقی جارہی ہے اور ان کے حصول کے لیے ہر قسم کی سولیتیں حاصل ہیں حتی کہ شراب کے پینے والوں کو بھی ہندوستان میں مذہب اور اعلیٰ سوسائٹی کا انسان قرار دیا جاتا ہے ہندوستان میں خود اپنے نفع و فائدہ کے لیے ہر قسم کی ضرورت ہے کہ وہ ہر جا رہے ہیں اور اپنے اپنے گھر کے اس کی حبیب میں ڈال رہے ہیں اور اس کے علاوہ میں کیا کہا جاتا ہے اپنے لیے سولے رہے ہیں۔ اس سے بڑھ کر کبھی تجارت اور کس سی ہوگی کہ ہندوستان کو ہمارا ہے اور اس کے زمین میں مکمل نقصان اپنے ہاتھ آتا ہے۔ دین و اخلاق سے ہمارا ہی ہے مگر اس کے ساتھ دنیا میں آباد ہو جاتی ہے۔ ضرر و فائدہ دیکھو

ذکر ہوا عمران الہین - (وحدت)

"شکر و حسی کے خطاب"

اس عزت سے میں جو نظم لکھی تھی اس سے متعلق یہ تقریر کا بیان صاحب کی عنایت سے درج ہوتے سے۔ لکھی کہ نظم مذکور جناب آفرینے عید آباد دکن کے ایک علیہ میں جبکہ موعود قرون مکرم تھا پلا کر سنائی تھی اور ایک ایک شعر پر ساسین کے مجمع نظم سے فراخ خمیں حاصل کیا تھا۔ شمع شہر میں مستعد زادہ لکھنؤ آجیلی عید آباد نے نظم مذکور کو پیش کر کے ہر مصلحت کی تسلیی صحت تقسیم کھوایا اور انہیں کے حسن و حسن سے نظم مذکور تصدیق کو بھی موصول ہوئی۔ (آب مری)

ساتھ ہی دوسرا ترجمہ یعنی "مسلمان دیکھ رہے تھے کہ ان کے بچے کتنے گناہ کرتے تھے" بھی بالکل صحیح ہے۔ آیت کا جو اصل مقصد و سیاق سے ظاہر ہوتا ہے (وہ اللہ پر بدعبرہ من یشتا، ان فی ذلک لعبرۃ لاولی الابصار) یعنی نصرت الہی کی زبردست قوت اور اہل نبی کے لیے مسلمان ہونے کا یہ دونوں ترجموں سے کیاں حاصل ہے۔

تجدد کی روش

قلم سچا و برقم کا ناز و کلام :-

"آ ترک کے ہزاروں عیب گناہ کے بعد بھی اسلام لایا جو اب ہے کہ انہی مسلمان فرنگی کے ملت اسلامی کے لیے اس وقت "تو از اٹھائی جیونت مند و شان میں ہر قسم کے نئے کلمے جاری تھے یا روز بروز نیا نیا فرما لے جا رہے تھے اور آج بھی ہم ہیں کہ اپنے خدات غافلوں میں صرف "مقدمہ" استیجاخذ کر رہے ہیں۔ اصطلاحات کی ترانہ میں "مقدمہ" کو تو نئے نئے دالے بڑھانے ملت اپنے علم و فضل کی بڑھانے صرف اپنی جائزہ و ترقی کو تیار رہے ہیں۔ وہ میدان جو باداعوں نے کب دیکھا ہے جس میں کب فقر و کلاں فرنگی مسلمان اپنی ملت کے لیے جان کی بازیاد لگا رہے۔

بیشک بیشک - تجدد کی دنیا میں آخر اس پرانی و معرانی رسم کی بجائش ہی کہاں کہ الفاظ اور معانی کے درمیان ربط قائم رکھنے کی بھی ضرورت ہے! کیا ہوا اگر "ملت اسلامی" کا "اسلامی" ہونا ہی نہیں ثابت ہونا۔ "سیدان حماد" کا "جماد" ہونا اسی معنی بحث میں رہ گیا، تجدد کی انشاء و خطابت کے لیے یہ امر پس کرنا ہے، کہ ایک پیرا گراف کے اندر "تو از" اور "جماد" اور "جان کی بازی" کے الفاظ تو اکٹھے کر دینے گئے، اور "جماد" اور "سیح" اور "نقد" اور "فوتی" پر طرز و تہذیب ہونے لگے۔ اور دلیل مقبول و مقبول استدلال و نتائج اُن سے سخت جان اور مقبول دنیاوی مائے ابطال ہیں ان فرسودہ حیلوں سے تجدد کو قائل کہنے لگے، انہیں سوچنا نہیں کہ محرم میں پرجوش تہذیب کو کوئی آج تک قائل کو سکا ہے یا شہید کر لیا کی تعلیم کو، مل کو، شریعت کو ان بدعات و خفایات کے کوئی دوزخ کا میں نکلے ہے۔ یہ ساری جرم اس "پرجوش مجاہد" کے سامنے کیسی لایعنی ہے! وہ ہر قسم کے اصول و فروع سے جو بنگلہ لگا اور اسی وقت سے اپنی جہالتی کوئے کا "از" یعنی "برجائاد" سے پیدا ہونے والے نئے نئے کے سہ پر خفایات سے قلعہ دیکھا!

کون کتنا ہے کہ "ن" و "م" و "ن" اور اسلام کے سب سے حقیقی مجاہدین کے فیض سے "ہندوستان کا آزاد و آزاد خیال تجدد و نوآزمودم ہے؟" رہی مسلمان کی تقسیم فرنگی مسلمان "اور فرنگی مسلمان میں تو یقیناً ایک شاہکار ہے تجدد کا۔ اور جب یہ ان کھل گئی ہے تو کیوں نہ ان میں اور قافیہ میں اور بہت سی قسمیں بھی مسلمانوں کی آریسے ہی جاہل مسلمان، کافر مسلمان، مشرک مسلمان، عیسائی مسلمان، یہودی مسلمان، ہندو مسلمان، غیر مسلم مسلمان، لمحہ مسلمان، اور غرض اچھے مسلمانوں کے لیے رکھی جائے نہ اسلام کی زبان کی "توحید کی قرآن کی" بلکہ صرف تو از اٹھانے کی

ذہب، کس تمدن میں رکھتی ہے؟ اور آج ایس کی ہر تہذیب کتنے مختلف اور خوشگام اس سے! انہی نظم پر ہے! کہ جس وقت کسی فوج کا کام سہل ہوتا ہے تو ادا ہوا ہے اس کے معنی کو نہ دیکھو! کلام ہی کتنی دیکھا جا تا ہے؟

ایک آیت کے مفہوم پر نظر ثانی

صدق مصلحتیں ایک آیت کا مفہوم کے زیرِ ملاحظہ شدہ ہیں سورۃ آل عمران آیت ۱۳ کے الفاظ و آخری کا فرقہ یہ وہم شہیم راہی العین کا تشریحی ترجمہ یہ کیا گیا تھا کہ "دوسرا گروہ، کافروں کا تھا جو دیکھ رہے تھے اپنے کو ان سے (مسلمانوں سے) کئی گنا" اس پر مولوی شاہد احمد خاں صاحب شروانی (مصلح علیہ السلام) نے اپنے دو خطوں میں توجہ دلائی ہے کہ آیت کا یہ ترجمہ یعنی "یون کا قائل کا فروع کو فہم کر منیر ہم سے بھی کافر ہی مراد لینا مشہور، مفسرین میں سے کسی کے قول کے مطابق نہیں۔ لہذا تصحیح طلب ہے۔ مفسرین نے یہ کہنا کا قائل تو مسلمانوں کو فہم لایا ہے اور ہم سے مراد کفار ہیں۔ اور یا اگر قائل کفار کو قرار دیا ہے تو منیر ہم سے مراد مسلمانوں سے لی ہے۔ ایک قول کے مطابق قائل یہ ہیں۔

موصوفت قابلِ شکر یہ ہیں کہ اس ترجمہ سے صدق کی خداست قرآن کا لالہ کو لے ہیں۔ اور پھر اس باب میں انکی تلاش و تحقیق اور کوشش اصلاح مزید شکر کی مستحق۔ لہذا یہ فرمایا بھی صحیح ہے کہ مولانا مفسرین و ترجمین دوسری طرف گئے ہیں۔ اور اس لحاظ سے تاخرین صدق کو حق پر پہنچا تھا کہ وہ عام استدلال ترجمہ سے واقف ہو جائیں۔ لیکن دوسری طرف یہ بھی غرض ہے کہ کوئی ترجمہ جب تک تو اعداد زبان کے مطابق ہے اور یہی نقص قرآنی یا حدیثی کے خلاف نہیں ہے، نقص اس بنا پر نہیں کیا جا سکتا ہے کہ وہ پہلی بار کیا گیا ہے (اور ترجمہ کی شخصیت تو بالکل ہی ناقابلِ توجہ رہنی چاہیے)۔ نہ صدق کی فہم تائیس میں بعد خود تلاش اب بھی ترجیح اسی ترجمہ کو ہے۔ فصل یون، قائل کا فرقہ سے بالکل متصل ہے۔ اسے وہاں سے ہٹا کر "نہ" تعارض فی سبیل اللہ سے جوڑنے میں کچھ نہ کھٹکتا کرنا ہی پڑتا ہے۔ اور پھر کم از کم ایک طبع پاپہ و محقق زندہ رہے۔ مفسر کی آیت تو اس ترجمہ کو بھی حاصل ہے۔ حضرت مولانا تھانی و مظلہ العالی تفسیر بیان القرآن میں لکھتے ہیں :-

"اور دوسرا گروہ کافر لوگ تھے (اور کافر اس قدر زیادہ تھے

لہذا یہ کافر اپنے گروہ) کو دیکھ رہے تھے کہ ان مسلمانوں سے

کئی حصہ زیادہ ہیں"

اور "فائدہ" میں لکھتے ہیں :-

"یہ آیتوں میں آیا ہے کہ اس روز مسلمان تین سو تیرہ تھے۔

دوسرا گروہ ایک ہزار تھے۔ گویا کفار مسلمانوں سے تین حصہ تھے۔

اس آیت میں اسی کمزرت کو بیان فرمایا ہے کہ کفار آٹھ گھنٹوں

سے شاید دیکھتے تھے کہ ہمارا گروہ زیادہ ہے۔ مگر پھر بھی انجام

دیکھ لیا!

”جان کی ازی“ لگانے کی ریت اور جس مقصد کے لیے بھی ہو اور سب سے بڑھ کر ”جان نذر نیسج“ پر غلڑ بیٹھ کر کی!

دنیاے شرک کی دست

بے شرک کی وسعت
میرا دعویٰ ہے کہ امریکہ شامی
جنوبی کے قدیم تمدن ہندوستان ہی کی قدیم ہندو تہذیب سے اخذ ہوتا
ہندو اپنے زمانہ میں بڑے سیاح بڑے جہاز گرد اور بڑے تاجر و دہلے
ویرے۔ اور اگر اسے مانا جائے تو کوئی تہذیب ان واقعات کی کہیں
ہی ملتی، کہ امریکہ واسطے بھی معتقد ہیں ہندووں کی طرح جانوروں (زناواں)
کے۔ یہاں بھی ہندو گرد و گل کے نونہ پر ایک نظام تعلیم موجود ہے،
ہندو طرز کی بنیاد پر موجود ہے، چڑھاے میں سوم اور ایک قسم کے
نشتہ) کا وجود ہے۔ انڈرگنیش اور دوسرے ہندو دیوتاؤں کی
پرستش ہوتی ہے، ہندوؤں ہی کی مذہبی رقاصہیں اور بچپن کی شادی
اور جنمو کے مراسم یہاں تک کہ سنی کا رواج، اور بودا سیموں کا
وجود پایا جاتا ہے، نیز اور بھی بہت سی ملائف اضافوں میں

اور سیاسی و معاشری (اداروں میں) -
 (تقریبات مشہور ہند، اہل قلم اور سیاسی، مشرقی چین لال کی کارڈ انگریزی کتاب
 ہندو امریکہ کے میں اور یہاں اُس کے متعدد مندرجہ اشتیہین (دور انگریز) سے
 نقل ہوئے ہیں۔ مصنف کا دعویٰ محض اتنا ہی نہیں بلکہ باب اول دوم و تیسرا
 عنوان ہی یہ سوا ابہ مجاہد ہے، کہ امریکہ کس سے دریافت کیا؟ اور سوال کا جواب کیا؟
 چڑھا دے کی داد؟ آج جو ہمارے مورخوں سے خیال و خیال (ملاحظہ کریں)
 میں جلائی تھی، آج ہم لاکھوں کروڑوں امریکیوں کے سینہ کے
 اندر روشن ہے، اور وہ دن دو نہیں جب آزاد ہندوستان امریکہ
 کو اپنے تہذیبی حلقہ کے اندر سمیٹ لے گا۔ کتاب کے عقبی ابواب
 میں اس پر سبب و تفصیل سے بحث ہے۔ ایک باب امریکیوں
 ہندو انسانوں کے لیے، نفع ہے، کیسے، پروردگار لایا ہے
 متحدہ کی دینی آبادی، سب ہی مثالیں اور نظریات پیش کی گئی ہیں
 اور اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ مشرقی چین لال نے اُن قوموں اور
 ملکوں کی علامتوں اور آبادیوں کی جو تصویریں دی ہیں، وہ بالکل
 ہندوستان اور ہندوستانیوں سے ملتی جلتی ہوئی ہیں۔

سارا دلفریز تحقیق با معنی ہوا یا بے معنی ہو یا غلط، یہاں بحث اس سے نہیں۔ اس سے ثابت آتا تو ہر حال ہو جاوے کہ شرک کی فکر و گفتنی و بت ہوا یکساں رسوم شرک کا نہ کس طرح سات سمندر پار ساری دنیا کو گھیرے ہوئے ہیں۔ اور جو حید کے نقطہ نظر سے امریکہ کا مذہب اور ہندوستان کا وحشی دونوں کس طرح اکب دوسرے کے ہمدوش و ہم سطح ہیں!

سرقات نیاز

سرفات نیاز

”نفتہ نگار کی تردید و تفسیر یہ متعدد مراحل کو وصول ہوئے،
لیکن انکی اشاعت سے اس لیے پرہیز کیا گیا کہ ان میں سے کچھ
گیارہ کہ اس نفتہ کا سرشتہ کلانی پیش ہیں۔ حالانکہ اسکا نشاء
عیسائیوں اور آریوں کے اعترافات کا سرشتہ بعض ہے۔ انہوں

صحیح ترتیب

محرمیت

”نظامِ محرمیت (ڈیبا کرسی) کی حفاظت کی خاطر سیدان جنگاں میں جانوں کی بازی لگانا پڑیگی، لیکن یہ فریض ادا کرنے والے کون لوگ ہونگے؟ وہ جو نکلے، جھوٹے اپنے بوسہ کا زمانہ و ٹیڑھ پوی، فسانے سن سن کر اور اپنے تعلق سے تصویریں بنا بنا کر گزارا؟“ (ریڈرس ڈائجسٹ، نیویارک)

ستبر ۱۹۶۰ء

نصیحت و موعظوں پر پختہ کے سعدی کی نہیں اس لئے ان کے اور کئی ڈاکٹر قبول ہو کر
پائے ہوئے نامور ماہر سائنس ڈاکٹر نیل انٹیٹیوٹ کے شعبہ نباتیات ملے
ڈاکٹر، ایس کیس کیس ایم ڈی کی ہے۔ کہتے ہیں کہ نظام جمہوریت و علمیت
کی حمایت میں جان لڑا دینا غرضمندانہ و واجب، لیکن اس فوج کے سپاہی بہترین
کون سے ثابت ہو سکتے ہیں ؟ وہ لوگ تو یقیناً نہیں جن کی فوجا بنایا اس عالم
میں گزرتی ہیں کہ وہ "جنت عکاد" کے لیے اور رہتیں فردوس گوش کے بلے
وقف رہیں با اور پھر کہتے ہیں کہ

ہمیں با اور پھر رکھے ہیں انہیں
 بچہ کو شرعاً ہی سے اپنے کام خود کرنے کا عادی ہو جانا چاہیے
 چار برس کے بچہ کو اتنی عمر میں اپنے ہاتھ سے کپڑے پہنا سنے
 ہاتھ دھونا، غسل کرنا، سب سیکھ لینا چاہیے۔ اگر کچھ خود
 یہ نہیں کر سکتا، تو اسکے والدین اسے ساتھ نہ لیں یہ صحیح ہے
 حاصل کرنے کی تعلیم نہیں دے رہے ہیں۔ بچے جو جوں
 بڑے ہوتے جاتے ہیں، انہیں اور زیادہ ذمہ داریوں کا
 نوکر بناتے۔ ہونا چاہیے۔ اور برس کا بچہ اگر کھڑکی کا شیشہ
 توڑ ڈالے، تو یہ نہ کہیجئے کہ شیشہ نہڑا تو ہمارا کرو دوسرا لگا رہیجئے
 بلکہ اسی بچہ سے کہجئے، کہ خود اسی آپ کا شیشہ خراب کر گئے
 اور خود ہی لگائے۔۔۔۔۔ بارہ برس کی لڑکی سے پورا اکھا لیا۔
 کر ایسے تیر (جلد)

نہیں۔ نیز۔ ناگہی اور عاشق کی زندگی سے سلف مارا ہی ہے۔ عین اس قسم کی
 ہیں۔ ہمارے نوجوانوں کی قسمت میں لڑکوں اور لڑکیوں کے
 نصیب میں امر کی سے سلف فلم اور سینما کا ڈور اور اب اس کا بیانیہ
 ہے۔ چنانچہ اسراٹھ و فائش ہی کا تحفہ لیا ہے یا اس قسم کے خشک و خوار
 رسالے پر بس کبھی غور ہو گا ؟

جہاد و تہذیب

جزم پر ورتہ ذیہب " میں اسے نہایت کر چکا ہوں کہ میرے مقصد اور دعویٰ یہ نہیں کہ ہندوستان اپنی آبادی کے تناسب سے کوئی بڑا برائم پیشہ نکلسے۔ بلکہ یوں کہ اور شکاگو دونوں اس باب میں غلبہ نہیں کہ اس کے استاد چھٹیں اور مستظم برائم میں تو یقیناً اسے -

الفاظ کسی فرنگی یا امریکی تہذیب کے مخالف یا کسی غیر مذہب دارن مبالغہ پسند صحافی کے قلم سے نہیں لے آئے بلکہ یہ محض ایک نامور دانشور کا حتمی اور

3

قرآن بحیثیت کلام الرحمن

تککار کے مخالفوں کا جواب

(مولا ابوسعید خدریؓ، جامع افغانی، زیر عنوان الفرقان کے قلم سے)

پہلا سلسلہ بحث :-

تککار :- (۱۵) قرآن شریف میں سلسلہ سے نازل ہوا تھا اور موجودہ ترتیب سے بالکل مختلف ہے۔ اس لیے قرآن جو اترتا ہے

ہمارے سامنے موجود ہے اس قرآن سے یہ لحاظ ترتیب مختلف ہے جو لوح محفوظ میں پایا جاتا تھا۔ سنہ ۱۱ھ میں جو قرآن میں تغیر پیدا ہوا اور تغیر پذیر چھ حادثات تھے۔ چنانچہ خدا کی

حرج اس کے کلمہ کو بھی غیر نفاذی ہونا چاہیے :-

”الفرقان“ :- یہ آیت پہلے قرآن شریف میں مخصوص عبارت تھی ہمارے سامنے موجود ہے وہ حادثہ ہی ہے۔ اور ثابت کر چکے ہیں کہ اس حادثہ ہونے کے بعد جو وہ ”کلام خدا“ ہے۔ اس لیے نیاز صاحب کے اس استدلال پر شک کی ساری جگہ تضحیٰ ملط ہے۔

لیکن میں عجیب و غریب ”تجربہ“ کے ذریعہ ”لوح محفوظ“ سے قرآن شریف کا صورت ہوا ثابت کیا ہے۔ اس سے ان کے علم، فہم، دلائل، مطلقاً کی درست کا بھی حرج نادرہ کیا جاسکتا ہے۔ اگرچہ یہ ثابت ہونا

بہار ہے تاہم ایک ایسی ہی نظر اس پر بھی ڈالی جائیگی :- نیاز صاحب نے اس خبر میں قرآن کو حادثہ ثابت کرنے کے لیے جن مقدمات کے کام لیا ہے ان میں سے ایک مقدمات یہ ہے کہ قرآن کے نزول کی جو ترتیب ہے وہی ”لوح محفوظ“ کی ترتیب ہے اور ”لوح محفوظ“ بطور ایک سلسلہ اس کے پہلے لیا ہے حالانکہ یہ سلسلہ ان کا عقیدہ ہے اور اس پر نیاز صاحب کوئی دلیل پیش کر سکتے ہیں۔ جو اہل اسلام کا عقیدہ یہ ہے کہ آیات قرآن کی موجودہ ترتیب لوح محفوظ میں مطلقاً ہے اور یہی

امدادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ نیاز صاحب نے بالکل غلط طور پر یہ فرض کرنے کے بعد کہ موجودہ قرآن کی ترتیب لوح محفوظ کی ترتیب سے مختلف ہے تاہم اپنی ”مغنی“ اور ”مستقولیات“ کے تحت اسے کہنے کے لیے اس مشہور منطقی تصدیق لکھ کر بھی کام لیا ہے کہ ”تغیر پذیر ہر حادثہ سے“ اور اس سے پھر یہ نتیجہ نکالا ہے کہ قرآن پاک حادثہ ہے۔۔۔۔۔ حالانکہ یہاں یہ لکھ چکا ہے کہ قرآن کی ترتیب لوح محفوظ میں مندرج ہے خود اس میں تو اس قدر پر بھی کوئی تغیر نہیں ہوا۔ ہر حال اگرچہ یہ صحیح ہے کہ موجودہ قرآن جو زبان عربی ہے وہ حادثہ ہے لیکن اس حادثہ کے اثبات کے لیے جو دلیل نیاز صاحب نے پیش کی ہے وہ بالکل علمی حیثیت کا اندازہ کرنے کے لیے اہم چیز ہے۔۔۔۔۔ علیٰ ہذا اس حادثہ کی بنیاد پر انھوں نے ”قرآن پاک“ کے کلام خدا ہونے سے جو انکار کیا ہے وہ بھی محض بے دلیل ہے اور اس سے پتہ چلتا ہے کہ اگر یہ بھی منکر نہیں ہے کہ مسلمان اس ”قرآن“ کو اپنی جان کی سی

”کلام خدا“ مانتے ہیں یا وہ اپنے جرم کو لٹکانا بہت کرنے کے لیے جان بوجھ کر اسے جان بوجھتے ہیں۔

تککار :- (۱۶) ”کلام خدا“ ہے کہ قرآن شریف مجسم تھا نازل

ہوا ہے یعنی اس کی ہر آیت خاص وقت اور خاص جگہ

میں جناب رسالت نے نازل ہوئی ہے جس کو اصطلاح میں

”شان نزول“ کہتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب تک

وہ وقت نہ آیا تھا نہ آیت میں موجود نہ تھی اس لیے یہ کہنا

کہ پورا قرآن لوح محفوظ میں نازل سے درست تھا بے معنی

ہو جاتا ہے۔

اگر یہ کہا جائے کہ خدا کو معلوم تھا کہ فلاں وقت فلاں

وقت میں آیت نازل ہوگی تو اس کی جگہ پہلے ہی سے تمام آیات نازل

موجود تھیں لکھ لی گئی تھیں تو پھر ان واقعات و حالات کے

متعلق کیا کہا جاسکتا ہے کہ کلام مجید میں اس انداز سے بیان کیے

گئے ہیں گویا وہ قرآن کے وجود میں نہ آنے سے پہلے ہو چکے ہیں

”الفرقان“ :- جس میں قرآن پاک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اترت

واقعات میں مجسم تھا نازل ہوا ہے لیکن اس سے یہ کہیں رسالہ نازل ہوا

کہ اس نزول سے پہلے ”لوح محفوظ“ میں بھی موجود نہ تھا کیا ان

دو باتوں میں کوئی عقلی لزوم ہے؟ یا اس طرح بے دلیل باتیں کرنا

بھی ”آجکل کی“ عقلیت کا کوئی شہ ہے؟

یہ آپ کا یہ سوال ”پھر ان واقعات و حالات کے متعلق کیا جاسکتا

ہو کہ کلام مجید میں اس انداز سے بیان کیے گئے ہیں گویا وہ قرآن کے وجود میں

آنے سے پہلے ہو چکے ہیں“۔۔۔۔۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ نہ اس ”لوح محفوظ“

کا کلام ہے جس کے لیے ”معنی“ عامل اور مستقبل بالکل کیسا نہیں آتا اگرچہ

ان ”واقعات“ کے وجود خارجی سے بہت پہلے ”لوح محفوظ“ میں یہ

”کلام پاک“ ثبت ہو چکا تھا اگر اس وقت بھی اسکا تعلق محمد نبوی صی سے

تھا گویا ”لوح محفوظ“ میں جو مرقوم تھا وہ ایک سفین نقل معنی اس قرآن مجید

کی جو جیٹی بندھی تھی میں غائب الایمان حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

پر مجسم تھا نازل ہو کر ایک مرتبہ ہو رہے تھے اور انہیں۔۔۔۔۔ اب جو شخص جس کا

علم کو اور اس کی قدرت کو اپنے علم و قدرت کے برابر بالک بگاڑ سکھے تو

اسکو تو اس میں استبعاد ہو سکتا ہے لیکن جن کے دل کی آنکھیں اندھی نہیں

ہوتی ہیں اور جو خدا کے علم و قدرت کی بے پایاں وسعت کا یقین رکھتے ہیں

انکے لیے اسکے سمجھنے اور اس پر ایمان لانے میں کوئی بھی مشکل و استبعاد

نہیں ہو سکتا۔ واللہ اعلم بالصواب اعلیٰ درجہ منعم۔

تککار :- (۱۷) :- اگر قرآن مجید پہلے سے لوح محفوظ میں موجود

تھا تو پھر ان آیات کے متعلق کیا کہا جائے گا جو لفظ قل

سے شروع ہوئی ہیں یعنی جن میں رسول اللہ سے خطاب کر کے

کیا جاتا ہے کہ ”ایسا کہہ“ اور ”خدا کیے“ اس وقت رسول اللہ کی

ذات دنیا میں موجود نہ تھی اسی طرح ان دعاؤں کی کیا ادائیگی

کی جانتی جن کی تعلیم رسول اللہ کو دی گئی ہے کیا رسول اللہ

کی سبدا پیش سے قبل یہ تمام دعائیں مرتب کر لی تھیں۔ اور

اور اس کی کیا ضرورت تھی؟

"الفرقان" :- اس کا جواب وہی ہے جو اوپر عرض کیا جا چکا۔ احادیث کی حاجت نہیں۔

تنگار (۸) :- اگر قرآن مجید خدا کا کلام ہے تو پھر سہ ماہی اگرچہ "الرحیم" کے یہ معنی ہوں گے کہ وہ خود اپنے نام سے قرآن مجید کا شروع کرتا ہے اور خود اپنی ہی آیت کا خطاب کرتا ہے (۹) جو بالکل بے معنی سی بات ہے۔

سورہ فاتحہ میں محمدؐ سے لیکر مالک بن نویدؒ تک دعا کا انداز ایسا ہے گویا خطاب سامعین میں ہے اور پھر "فہ" (اے اللہ) نصیب سے انداز خطاب بدل جاتا ہے اور ایسا سلام ہوتا ہے کہ خدا کو حاضران کو خطاب کیا جا رہا ہے کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ یہ دونوں ایک ہی علم و علم و دو مختلف موقعوں پر رسول اللہؐ کی زبان سے نکلے تھے۔ اگر سورہ فاتحہ چنتے سے لہجہ محفوظ

میں متغیوش ہوتی تو اس کا انداز خطاب یہ ہوتا۔
 "الفرقان" :- نیاز صاحب نے اس تہذیب قرآن مجید کے کلام خدا ہوئے پہچان دیا۔ "طیلس" پیش کیا ہیں اگر وہ انکی "معصومیت" اور بے لاپرواہی ثابت کرسکتے ہیں۔ "تجارب" علامہ نے انہیں یہ تو یہ اس امر کا دلائل ثابت ہے کہ "اسلامیات" پر انہوں نے جو بھی صحیح لفظ طے قسم کے عنوان کبھی لکھے ہیں وہ سب کہیں سے سہ ماہی میں لکھے ہیں ان کو ان کو معلوم ہے کہ یہ بھی نہیں ہے۔ یہ نہ تو ان کا خیال ہے کہ ان کا خیال ہے "قرآن پاک" سے متعلق نام اور معنوی کتابوں کے درمیان فرق نہ ہو۔ حاشیوں تک میں مذکور ہے۔

"بسم اللہ الرحمن الرحیم" کے متعلق قرآن مجید کا فرقہ ہے۔ حاشیوں میں قرآن پاک کے ساتھ فرقہ "نہیں فرمایا ہے بلکہ تاریکیوں کے لیے لکھا گیا ہے۔ و نیز فرمائی ہے اور ہم کو حکم دیا ہے کہ ان بات کو کلیتہً سے ہم قرآن پاک اور اپنے دوسرے اپنے کلام شریف کیا کریں۔ اور یہ اسلام نامی ہے کہ اس نے ہماری عقلوں کے تصور کا حوالہ رکھتے ہوئے ہمارے رہنمائی فرمائی اور نہ ایسا بیان اور پڑھائی اور پھر اتنا مقرر ہو کہ جملہ کلام قرآن پاک اس کی ابتدا نہ تھی۔۔۔ اس میں تکرار جملہ "بسم اللہ الرحمن الرحیم" کی تہذیب مجاہدیت اور معنوی دست معلوم کر کے بے نیاز صاحبہ ہندو اہل مذاہب میں صرف "تفسیر کبیر" ہی ملاحظہ فرمائیں۔ اور یہی حقیقت محمد شریف کی ہے اس میں بھی جن قبائلی نے ہم کو اپنی مدد دینا اور اس میں عربی طریقہ دعا کی نصیحت فرمائی ہے جبکہ ہم خود اراکین نہیں رہ سکتے تھے۔ لہذا ہم لکھتے تھے "تلاوت علیک انت کما انشئت علی نفسك"۔

نیاز صاحب نے سورہ فاتحہ میں طریقہ خطاب کی تہذیبی سے قرآن پاک کے "کلام الہی" نہ ہونے پر جو "استدلال" کیا ہے۔ تو اس قدر جاہلانہ اور "جوگس" ہے کہ کسی نیاز جیسے شخص سے اسکی ذہن اور لوگوں کو بھی نہ ہو سکتی تھی جو اہل علی حقیقت کے میں قائل نہیں ہیں۔ آخر وہ ادب سے کچھ نہ کچھ لکھا تو دیکھتے ہیں۔ پھر انتقام جیسی عام صفت سے اہل علی علیہ السلام کو اس نہایت غلط فہمی پر غور و فکر فرمائیں۔ "بسم اللہ الرحمن الرحیم" حقیقت کا انداز اور نہیں۔

تا واقعہ دے بہرگی کیا سنی؟

صفت التفات "یعنی کلام میں کسی خاص مقصد اور جذبہ کے تحت غیبت سے شکار خطاب کی طرف یا خطاب سے غیبت کی طرف متکرم کا انتقال" :- یہی کے علاوہ اردو اور فارسی ادب میں بھی پایا جاتا ہے اور خاص کر عربی میں تو اکثر استعمال ہے چند نظریں ملاحظہ ہوں۔
 زائد جاہلیت کا مشہور شاعر "ساف بن مزینہ" بنی عمر کے مرثیہ میں لکھتا ہے

ابو بنی عمر اتر مقبل من العیش او اسی علی اثرہ
 (ترجمہ) کیا بنو عمر کے اس دنیا سے جانے کے بعد عیش و راحت کی آرزو کی گھڑیوں کی کوئی سہرا یا گزر جانے والے لمحات پر کوئی رنج تجھے ہو گیا جو
 یعنی اب تجھے عیش و راحت لینے کی خوشی ہوگی اور نہ اس کے جانے کا غم
 دیکھیے اس پہلے شعر میں بنی عمر "کا ذکر شاعر نے غائبانہ کیا ہے۔
 اس کے بعد وہ "بنی عمر" کو مخاطب کر کے لکھتا ہے

سلام بنی عمر اتر مقبل من العیش او اسی علی اثرہ
 (ترجمہ) اسے بنی عمر (جن سے بھلیں کی زینت تھی اور نیرے اور ہتھیار بن پر بستے تھے) تم پر اور اس سرزمین پر جہاں تمہارے سروں میں اسلام ہو۔
 سخن شناس سمجھ سکتے ہیں کہ دوسرے شعر میں طریقہ خطاب کی اس تبدیلی نے

استدلال بیان ڈال دی ہے
 عرب کا ایک اور مشہور شاعر "ابن العشر" لکھتا ہے
 عقابہ انما طاعت اور اب
 یعنی میری محبوبہ عقابہ بنی عقل میں سے ہے اسکی سرخیں بڑی پر گوشت ہیں
 اور اسکی پیٹیاں ہیں کہ گویا کوئی ہوئی ہے۔

دیکھیے اس شعر میں شاعر نے اپنی محبوبہ عقابہ کا ذکر ناہنجار طور پر کیا ہے۔ لیکن اس کے بعد وہ التفات کر کے لکھتا ہے اور کیا خوب کتاب
 جہاں تکلیف لغز ان نظر تھا الیک ولا تلیس ملک تلیل
 یعنی میری یہ قوت و اسرار و دیدار جسکے نصیب ہوتا ہے کیا لغز نہیں ہے؟ (پھر خود ہی اس خیال سے توجہ کھٹکتے ہوئے لکھتا ہے کہ میں ہرگز نہیں بڑی خوش سے ہو رہی ہے وہ قوت و اسرار نہیں ہے۔

صرف دو مثالیں میں درج عربی شاعر ہیں اس قسم کی صفت لکھ کر ہر اہل نظر و بینائی کی جاسکتی ہے۔ اور عربی ادب سے معمولی ذائقہ رکھنے والا بھی جانتا ہے کہ "صفت التفات" اگر جو محفل ہو تو وہ کلام کے اعلیٰ محاسن اور لطافت میں سے ہے اور وہ نہایت عمدہ میں جس طرح اسکا استعمال ہوا ہے اسکی اعتراف ایک صاحب ذوق عالم کے لیے اس میں نہ صرف اعلیٰ درجہ کا حسن و لطافت ہی ہے بلکہ وہ عجز و سرسختی کا بھی پورا سامان ہے لیکن آج وہ کم و کم اسکی نظر کی دیکھتے۔ وین لم یجمل اللہ۔ انما لہ من نور۔

اگر خطاب نہایت بابرگوئی صاحب اس "التفات" کے لطافت و لطافت معلوم کریں۔ چاہیں تو لکھیں کہ یہ یا تفسیر تفسیر العزیز میں ملاحظہ فرمائیں اور خالاکر کو تو وہ در نہ بہ میں عام طور پر لکھا ہے

"نگار" (۹) :- قرآن شریف میں کثرت ایسے واقعات اور ایسی شخصیتوں کا ذکر پایا جاتا ہے جن کا تعلق بالکل قدوسی سے ہے مثلاً ابولہب یا کفار کہ اور ان کے استقام و غیرہ۔ پھر اگر قرآن مجید ازل سے یا خلق عالم کے وقت لوح محفوظ میں منقوش تھا (جیسا کہ عام عقیدہ ہے) تو اس کے پس منظر کے کہ سب کچھ بصورت معارفات ملے ہو چکا تھا اور قرآن مجید کی حیثیت ایک ایسی تاریخی کتاب کہ ہو جاتی ہے جس میں واقعات کے ظہر سے پہلے صورت ان کے وقوع کی پیشگوئی کی گئی ہے دراصل ایک ایسی مسلمان کا یہ عقیدہ نہیں ہے۔

"الفرقان" :- اس کا جہاں اب بھی وہی ہے جو ہم نے پہلے کے نمبر میں عرض کر چکے ہیں، جبکہ ماحصل یہ ہے کہ "نزل قرآن" سے پہلے "لوح محفوظ" میں جو قرآن درج تھا تو اس کا بھی متن و انشاء بعد میں آئے والے اس وقت اور اس احوال کے ہی لحاظ سے ہوا تھا جس وقت اور جس ماحول میں وہ بعد میں "نزل ہوا" اور جیسا کہ ہم سترہ عرض کیا وہ گویا ایک پیشینی نقل تھی اس قرآن پاک کی جو چھٹی صدی مسیح میں حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے علم محیط اور اپنی قدرت کاملہ سے وقت نزول سے ہزار بار سے پہلے لوح محفوظ میں ثبت فرما دیا تھا۔ ہماری عرض کی ہوئی اس حیثیت اور پیشگی یوں والی "تاریخی کتاب" کی حیثیت میں جو فرق ہے اس میں ہے کہ جناب نیاز اور ان کے مقلدین اگر فوراً کرینگے تو اس کے سمجھنے سے محروم نہ رہیں گے۔

"نگار" (۱۰) :- "خدا کو سب سے بعید بھی کہتے ہیں، لیکن اس کی سماعت و بصارت کا ان اور ان کے محتاج نہیں" پھر کیا وجہ؟ کہ جب اس کی سماعت نطق کا ذکر کیا جائے تو اس سے مراد وہ "نطق" ہو جو الفاظ کا محتاج ہے۔ جس طرح اس کو سننے والی جگہ کے لیے کان اور آٹھ کی ضرورت تھی، اسی طرح کلام کے لیے زبان یا الفاظ سے اسے بے نیاز ہونا چاہیے اور اس صورت میں الفاظ قرآنی کا "خدا کا کلام" کہنا گویا یہ کہنا ہے کہ وہ زبان و الفاظ کا محتاج ہے۔

"الفرقان" :- نیاز صاحب نے اس نمبر میں نہ صرف یہ کہ خود ہی عرض کر لیا ہے بلکہ اپنے "اظہار" کو بھی یہ یاد کر لے کر لکھا ہے کہ قرآن پاک کو "خدا کا کلام" کہتے ہیں تو وہ اس عقیدہ کی بنا پر ہے کہ جس طرح ہم قرآن کو اپنے کام و دین سے جدا کرتے ہیں اسی طرح مسلمانوں کے نزدیک سادہ اللہ خدا کے بھی اپنی زبان "اپنے آواز" اپنے جملے اور اپنے ہونٹوں سے اس قرآن کو ادا فرمایا ہے حالانکہ جو غیر مسلم بھی مسلمانوں کے عقائد سے کچھ واقفیت رکھتے ہیں وہ بھی بتلا سکتے ہیں کہ یہ نیاز صاحب کا محض انفرادی ہے، جس کو کسی طرح انکی نادانگہی یا سادہ لوحی پر مجبور نہیں کیا جاسکتا۔ ہر بتلا چکے ہیں کہ اس قرآن عربی میں "کو مسلمان ہیں اس حیثیت سے کلام الہی" مانتے ہیں کہ اس کی تالیف و تنزیل اور محال سلوہ میں اسکی بیکار و تخلیق بالادب کسی نے آخر کے حق تعالیٰ کی طرف سے ہوئی ہے۔ نہ مانے کہ اس کے لیے کام و دین اور جملہ زبان کا کیا ضرورت ہے؟

در اصل جو حضرات نیاز صاحب اور انکی گرامیوں سے واقفیت رکھتے ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ نیاز خود بھی اتنے جاہل اور مسلمانوں کے ایسے مشہور عام عقیدہ سے ناواقف نہیں ہیں بلکہ وہ صرف اپنے خیرم کو لکھا کرتے کہ یہ اس "جاہل" کا مظلوم ہے کہ وہ ہیں اور لوگوں کو یقین دلانا چاہتے ہیں کہ قرآن پاک کے "کلام خدا" ہونے سے ان کا انکار نہ صرف خداوندی کے نیک بندہ کے ماتحت ہے۔ حالانکہ انکو خدا کے ساتھ جتنی "بہرہ رسی" ہو سکتی ہے وہ معلوم ہے۔

علامہ ازس اور انکی انکی انکار کی بنا پر وہ اسی نثر میں یہ بھی تو وہ صرف خدا کے علم یعنی "تلقا" "نطق" کا انکار کرنے والا کہ انھوں نے اپنے ذہانت صفائی اور ڈھٹائی کے ساتھ قرآن پاک کے جناب اللہ پر نے سے بھی انکار کیا اور اس کو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعم و فراست کا نتیجہ قرار دیا۔ پھر اس سے بڑھ کر یہ کہ انھوں نے ان کے بیان کردہ قصص و واقعات کو غیر تاریخی غیر متحقق اور یہ وہ نصاریٰ کے بیانات سے مانوڈ بتلایا اور اسی بنا پر ہم نے انکو مرتد یا "منافق" کہا ہے۔ "وسیع الشرح" کے مدعی نیاز صاحب کے ایک حامی نے شکوہ کیا ہے کہ جب نیاز صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور بلند اخلاقی کو تسلیم کرتے ہیں اور چون ہی کے پوچھ میں صباغت لکھتے ہیں کہ "میں رسول اللہ کو ٹرسے بلند اخلاق کا انسان سمجھتا ہوں اور یقین رکھتا ہوں کہ وہ کبھی جھوٹ نہیں بول سکتے تھے۔"

تو ان کو مرتد یا "منافق" اور خارج از اسلام "کیوں کہا جاتا ہے؟ ایسے حضرات کو معلوم ہونا چاہیے کہ صداقت اور "بلند اخلاق" کا ایسا اقرار ابوجہل بھی کرنا تھا۔ صریح شہاد اور مستند کتاب خارج ترمذی میں ہے "اس نے ایک دن ہوں اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا یا محمد یا لا الہ الاکبر وانا سے محمد ہم تم کو جہنم میں بھیجتے ہیں ان میں لکھنا ہے۔ قرآن کو آپ لائے ہیں ہم انکی تکذیب کرتے ہیں تو قرآن پاک کی یہ آیت نازل ہوئی انہم لا ینذونک وکن انظلمین۔ بلکہ یہ لوگ آپ کی تکذیب میں کہتے ہیں یا ایات اللہ یحجہ دن بلکہ یہ ظالم" آیات اللہ کا انکار کرتے ہیں پس نیاز صاحب کا خیرم اس اقرار صداقت کے باوجود وہی ہے جو "ابوجہل" کا تھا اور اس لیے ہمارے نزدیک اس کا حکم اور ان کا مذہب بھی دین ہے جو اس قدیم دشمن ابوجہل کا تھا۔

اگت کے "نگار" میں خود نیاز صاحب اور ان کے بعض اعضاء جیسے حمایتیوں نے نہایت "معصومانہ" اور "مظلومانہ" انداز میں ملامت کی کہ غیر کا بھی شکوہ کیا ہے۔ سلام نہیں ان عقائد، جاہلین کے نزدیک "کفر" اسلام کی کوئی متین حقیقت بھی نہیں ہے۔ ہم انشاء اللہ کسی قریبی ہی فرصت میں اسی پر "منوع" کفر اسلام کی حقیقت پر بھی منسلک کلام کریں گے۔ اس سے "اظہار" کرام کو معلوم ہو جائیگا کہ یہ مدعیان علم و عقل و ذہانت میں کس قدر جاہل اور بے بصیرت ہیں۔ وہ مسلمانوں و دو مسلمان -

التماس کی پذیرائی

۱۹۱۹ - اکثر خلیفہ سید محمد صاحب
۲۰ - ایک مخلص
۲۱ - مولوی عبد الحمید صاحب
۱۹۲۰ - ایک خدیوار
۲۱ - ایک خدیوار
۱۹۲۱ - ایک خدیوار
۲۲ - ایک خدیوار
۲۳ - ایک خدیوار
۲۴ - ایک خدیوار
۲۵ - ایک خدیوار
۲۶ - ایک خدیوار
۲۷ - ایک خدیوار
۲۸ - ایک خدیوار
۲۹ - ایک خدیوار
۳۰ - ایک خدیوار
۳۱ - ایک خدیوار
۳۲ - ایک خدیوار
۳۳ - ایک خدیوار
۳۴ - ایک خدیوار
۳۵ - ایک خدیوار
۳۶ - ایک خدیوار
۳۷ - ایک خدیوار
۳۸ - ایک خدیوار
۳۹ - ایک خدیوار
۴۰ - ایک خدیوار
۴۱ - ایک خدیوار
۴۲ - ایک خدیوار
۴۳ - ایک خدیوار
۴۴ - ایک خدیوار
۴۵ - ایک خدیوار
۴۶ - ایک خدیوار
۴۷ - ایک خدیوار
۴۸ - ایک خدیوار
۴۹ - ایک خدیوار
۵۰ - ایک خدیوار
۵۱ - ایک خدیوار
۵۲ - ایک خدیوار
۵۳ - ایک خدیوار
۵۴ - ایک خدیوار
۵۵ - ایک خدیوار
۵۶ - ایک خدیوار
۵۷ - ایک خدیوار
۵۸ - ایک خدیوار
۵۹ - ایک خدیوار
۶۰ - ایک خدیوار
۶۱ - ایک خدیوار
۶۲ - ایک خدیوار
۶۳ - ایک خدیوار
۶۴ - ایک خدیوار
۶۵ - ایک خدیوار
۶۶ - ایک خدیوار
۶۷ - ایک خدیوار
۶۸ - ایک خدیوار
۶۹ - ایک خدیوار
۷۰ - ایک خدیوار
۷۱ - ایک خدیوار
۷۲ - ایک خدیوار
۷۳ - ایک خدیوار
۷۴ - ایک خدیوار
۷۵ - ایک خدیوار
۷۶ - ایک خدیوار
۷۷ - ایک خدیوار
۷۸ - ایک خدیوار
۷۹ - ایک خدیوار
۸۰ - ایک خدیوار
۸۱ - ایک خدیوار
۸۲ - ایک خدیوار
۸۳ - ایک خدیوار
۸۴ - ایک خدیوار
۸۵ - ایک خدیوار
۸۶ - ایک خدیوار
۸۷ - ایک خدیوار
۸۸ - ایک خدیوار
۸۹ - ایک خدیوار
۹۰ - ایک خدیوار
۹۱ - ایک خدیوار
۹۲ - ایک خدیوار
۹۳ - ایک خدیوار
۹۴ - ایک خدیوار
۹۵ - ایک خدیوار
۹۶ - ایک خدیوار
۹۷ - ایک خدیوار
۹۸ - ایک خدیوار
۹۹ - ایک خدیوار
۱۰۰ - ایک خدیوار

فخر و رست ہے

دختر کو سہ ق کی گزشتہ سالانہ جلدوں کی ضرورت ہے۔ اگر کسی صاحب کے پاس نہ ان جلدیں ہوں یا کوئی صاحب اپنی کوئی جلد فروخت کرنا چاہیں تو براہ کرم ذیل خط کتابت فرمائیں۔

ہم تم کو صدقہ دے رہے ہیں۔

رحمت عالم

بندہ ہی طالب علموں، کم پڑھے لکھے لوگوں، بچوں اور عورتوں کے لیے
سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایسی مختصر سادہ اور آسان کتاب کی ضرورت تھی جس کے
بیان میں کوئی الجھاؤ اور عبارت میں کوئی دقت نہ ہو۔ میری یہ بیان مستند اور
واقعات صحیح ہوں۔ اسی ضرورت کو سامنے رکھ کر سیرت نگار نبوی سید سلیمان ندوی
نے یہ مختصر سیرت لکھ کر شائع کی اور اس کا سارا انفاق دارالعلوم ندوۃ العلماء لاھور
میں چھوٹے بچوں کے دارالافتاء کے لیے وقف کر دیا ہے۔ یہ کتاب پانچ ہزار کی
تقدیر میں چھپی ہے۔ ضرورت ہے کہ ہر مسلمان بچہ کے ہاتھ میں اس کا ایک نسخہ ہو
اہل خیر کے اسکی خریداری سے انشاء اللہ تعالیٰ دو ہزار روپے حاصل ہو گا۔ قیمت
فی نسخہ یہ ہے لیکن ۲۰ نسخوں کے خریدار سے ایک روپیہ فی نسخہ کے حساب
سے لیا جائیگا۔ کتاب کی قیمت ۲ روپیہ نسخہ زاد ہو گی

شیخہ دارالمنصفین اعظم گڑھ

۱۰۰ کا ایک مقصد

”اگر وہ زبان کی لذت اور ملک کے فخر پر کو آئیوں تو اس کے مطابق بابا“
 گفتہ جاسکے۔ اس عقیدہ کو پیش نظر رکھ کر ایک معمولی دکان کی حیثیت
 سے قائم کیا گیا تھا۔ شاہکار یہ کہ آج یہ ہندوستان کا سب سے بڑا دارالاشاعت
 ہے۔ روز بروز ترقی کر رہا ہے۔ چنانچہ اس نے اپنے وقت کی تکمیل اور
 ارباب ذوق کی آسائشوں کو مد نظر رکھ کر دہلی، الہ آباد، کھنؤ اور پٹیالہ
 شاخیں کھولی ہیں۔ حیدرآباد اور پشاور میں اپنی سوانحیں لکھیں،
 قاضی کی ترقی۔ اسی لیے کہ ارباب ذوق اس سے فائدہ اٹھا کر ہر قسم
 محنت و غنائی فرمائیں گے۔

خریداران صدیق

کی خدمت میں گزارش ہے کہ جن اصحاب کی میلاد چہند ختم ہوئی
ہے وہ براہ کرم آج اپنے خریداری کے لیے چہند بازار میں سستی آ کر دروازہ
فرمائیں۔ ۔۔۔ دینی و ملی ارسال خدمت ہو گا۔

ہو: میں چاہیں تو ہندو نہیں ہو سکتے کیونکہ تم اچھوت کو نہیں ملا سکتے نہ بچے
کیا مایہ زخمی ہے؟

اپنی تقریر کو ختم کرتے ہوئے چودھری صاحب نے فرمایا کہ "پاکستان کی اسکیم پر ہمیں اعتراض کیا جانا ہے کہ اس سے اقلیت کا مسئلہ کھڑے ہو گا؟ اسکے جواب میں یہ کہیں گے کہ ہندوستان میں گیارہ صوبے ہیں چار ہیں مسلمان اکثریت میں ہیں اور سات میں ہندو۔ اس لیے ہم چاہتے ہیں کہ ہندو اکثریت کی حکومت الگ ہو اور مسلمانوں کی الگ۔ ایک بڑے اکثریت میں نواب اور اہلکرم۔ اور اس طرح ہر قوم کو اپنا الگ بہ چڑھیں گے اور انہیں کوئی نہیں جو سیاسی شعور رکھتے ہیں۔ ہم کو ہندو خدشا مانتے سیاسی عقل و حق پر ہم ہندوستان پر حکومت کب تک ہیں۔ ہم نے دیکھا ہے حکومت کی ہے۔"

آخر میں جو دوسری صاحبِ شہ فرمایا کہ "اے آزاد دینی کے چاہنے والو! اس وقت ہندوستان میں سولہ آٹھ انگریزی حکومت ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ سورج کو ویرا اور ارقم لے لے اور ہم تم پر نہ انگریز کو کھالی دیں۔ مگر تم اس چوتیار نہیں کہ تم چاہتے ہو کہ سولہ آٹھ ہندوستان پر انگریز کی حکومت رہے۔" (رحمن گھنوی)

(تقریر صفحہ ۲۴)

رسول اللہ کے ہیں (ملاحظہ فرمادیں) کی کتاب جہنم ہفتیں
The Seven - 9 - (مقدمہ)

جس کو تہذیب و تمدن کا یہ نقشہ چکاؤں اور مٹا لٹوں کے نہیں اڑھوں
اپنی اور ہمدردوں کے قلم سے کھینچا ہوا اور نیا پکھنچا ہوا، اس کی جانب
ہم آج کا بیان متہ کھینچا جائے اور اسے کواہنی اولاد کو اپنے لڑکوں
لڑکیوں کو اپنے ملک و قوم کو اس تہذیب کے سانچہ میں ڈھالنے میں لگے
رہنا۔ آج ہی وہ جو بچے کہ اپنے ساتھ کہاں تک حق دوستی اور کڑا ہے !

منسوخ ورق تصحیح

(۱) (ب) (ج)

تہذیب و تمدن میں مضمون قرآن کو مثبت کلام الرحمن میں اذیل کی تسبیح
 "افزون کر اہم فرمائیں۔"

(۱۱) ”سغیمہ! کلام کی آخری سے پہلی والی سطر میں اس نغمہ کے بعد کہ ”عالم بھی فرشتہ کی زبان پر جاری فرماتا ہے“
 قبل کی نمائندگی ہو گئی ہے۔“

(۲) صفحہ ۱۰ کلام (۱) میں عبارت ذیل کے بعد:

”پس سقزہ جو کلام الہی کو ٹھانق سکتے ہیں ان کا نشانہ ہے“
یہ عبارت روگنی ہے :-

ان کے نزدیک کلام الہی صرف کلام لفظی نہیں سمجھا اور وہ
مخلوق ہے اور اہل سنت کے نزدیک "کلام الہی" کجاوئی "مصطفیٰ
پر کلام نفعی ہے"

1951

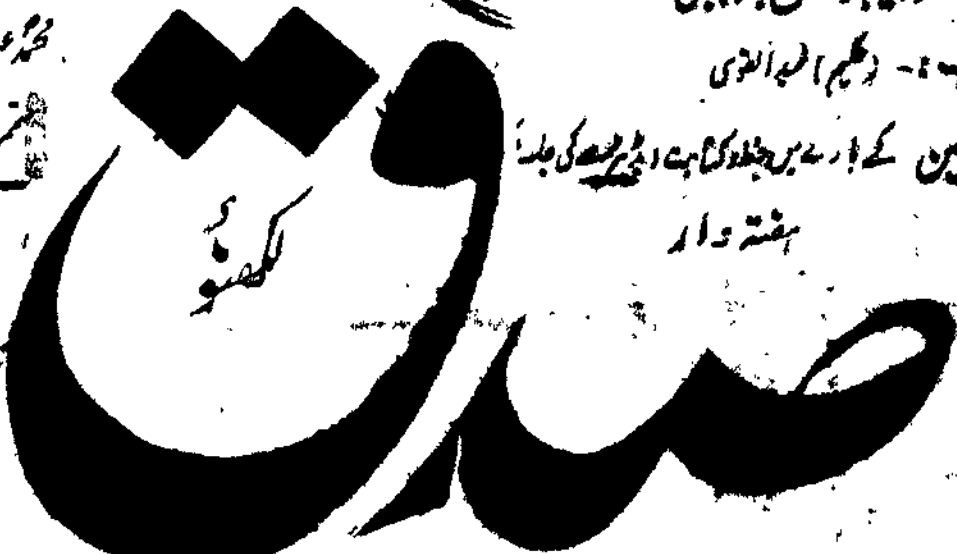
10/10/1944

پیش کشی

پیش کشی جامعہ اسلامیہ سندھ اور پاکستان (اور جو بھی بات لیکر آیا اور جس نے اسکو پچانا وہی ہر گز نہیں)
 چندہ اور انتخاباتی ادارے کے متعلق
 مرسلہ اس پر ہو۔

See Page

محمد عبدالغفور عباسی
 محترم انجمن مدنی - گورنمنٹ - کھڑو
 چندہ سالانہ لکھنؤ
 ششماہی
 سپریم ہندوستان
 قیمت فی ہجہ ۱۰۰



ایڈیٹر: محمد الماہدی
 سرکار جامعہ اسلامیہ
 سٹی
 پتہ: دریا باد - منٹل بازار، ٹنکی
 نمبر: ۱ - (مکمل) الماہدی
 مضمین کے بارے میں جلد کتابت اور پیرے کی جلد
 ہفتہ وار

(۲۱۱)

سورہ ۲۵ - دو شنبہ - ۲۵ رمضان المبارک ۱۳۵۹ھ مطابق ۲۸ - اکتوبر ۱۹۴۰ء جلد ۶

سچی باتیں

روایات کے عالم میں موسم بار ختم ہونے کو آگیا۔ امت کے رفیقین
 کو رش کے غم کو ایک ہفتہ رو گیا، سپاہیں کے قدم کی رفتار تیز سے تیز
 ہو گئی۔ آخری فرصت کو غنیمت سمجھ، سیکھنے والوں اور حاصل کرنے والوں
 کی ہمت اور مستعدی بڑھ گئی، طلب اور ٹیپ دو چند ہو گئی۔ رمضان کا
 مہادک حیدر، سستی اور کامیابی پڑے، رہنے اور انگریزوں کیلئے رہنے کا مہینہ
 کہیں بھی نہ تھا۔ آخری ہفتہ میں حق اور مستعدی اپنے مذکمال کو پہنچ گئی
 مہینہ کا چلا مشرہ رحمت کا تھا (ادلاعت) تمام نیکی کے قوی کو تحریک
 ہوتی رہی۔ دوسرے مشرہ سے نتائج ظاہر ہونے لگے، دلوں سے ڈمک ڈمک
 ہو گئے، روح میں چلا آگئی (ادسلا صغرف)۔ تیسرا مشرہ پنجو کا ہے، یہی
 سہی کٹا فقیں میں دور رہا جائیگی، ایک ایک فرد اور ساری کی ساری امت
 گھر جائیگی، سوز جائیگی، سحر جائیگی (اد آخر صغرف من الالہ)
 حدیث میں آتا ہے کہ اس فوج کا سردار خاتم، آخر مشرہ میں تاسرے دفع
 عبادت ہو جاتا تھا۔ تعلقات مطلق سے دقیق انقطاع کے ساتھ معرفت
 و کیسوی بدو، اسد، خان و قاع کے ساتھ ہو جاتی تھی!

پیش کر رہے ہیں کہ رحمت کے فرشتے جس وقت میں انہیں ہڈیوں سے
 ہوئے آئیں، غافل نہیں ہوشیار، دستہ اپنی ہا کمری پر کمر بستہ اپنی
 ڈپٹی پر مسلح پائیں! ———— جو امت ہر سال اس مہینہ کی منزلوں
 سے گزرتی ہے، دنیا کی ہر وجہ میں اسے کسی قوم سے بھی جھگڑنا چاہیے
 بلکہ عمل میں کسی سے بھی پھڑپھڑانے اور بھڑکانے کا خطرہ اسے ہے؟

تیسویں دن یا اکتیسویں دن خوشی کا دن ہو گا۔ سالانہ جشن کی تیاری
 ہو گی۔ اللہ کے دربار میں اللہ والوں کے سلسلے کی گھڑی آئیگی۔ یہ
 ان کے مہینہ والے گھروں سے نکلیں گے، فحش گیت گاتے ہوئے نہیں،
 ایک دوسرے پر زنا کی کچڑا چھاتے ہوئے نہیں، پاک صاف ہو کر
 نماز ہو کر دلوں میں اللہ کا نام بھیجے ہوئے، زبانوں سے توحید کی بڑائی
 پکارتے ہوئے، شہر کے باہر یا محلہ کے مرکز میں حج ہونے کا تاج، ان کا
 سوا گھم دیکھنے نہیں، گھوڑوں میں بازی لگاتے نہیں، کاروبار میں
 پانسہ ڈالتے نہیں، حمد و تسبیح کے لیے، رکوع و سجود کے لیے، توحید کی
 گواہی، رسالت کی شہادت کے لیے، آج نہ کوئی بڑا ہو گا نہ کوئی چھوٹا۔
 نہ کوئی آقا اور نہ کوئی رعا، نہ کوئی شریف نہ کوئی ذلیل۔ محمود و ازار
 ایک صف میں کھڑے ہونگے، صلہ کے دھوبی، بھشتی، نائی، جوڑیوں
 کی ڈیوڑھیوں اور حلیوں پر گھنٹوں کھڑے، اور پردوں پر بٹے رہتے ہیں
 اور پھر بار بار یہ نہیں ہوتی، آج بے تکلف اور بلا جمہورک انہیں نہیں
 امیروں و اہلوں کے شانہ و شامہ کے لیے کھڑے ہوں گے، ایک ساتھ آئیں گے
 ایک ساتھ جھکیں گے، ایک ساتھ دعاؤں کے لیے ہاتھ اٹھائیں گے۔
 ان میں ایک ہو گی، ہاتھ پر ایک ہونگے، نقاب ایک ہونگے، محبوب کیا
 ہے جو اس ظاہری اور غائبی پرکھی، کب جیتی، کب سوئی ہے دل اور
 رو میں بھی ایک ہو جائیں!

خبر دی ہے اس نے جسکی دی ہوئی خبر غریب اور سچی ہی تھی ہے، کہ اسی
 مشق دریا صفت دے مہینہ (شہر العبر) اسی جم و جہودی والے مہینہ زشر
 المومنان کے آخری مشرہ میں کوئی بات ایسی ہی آتی ہے، جو سال کی ہر بات
 عمر کی ہر بات سے جود کر فیض اور قابل قدر ہوتی ہے۔ دھونڈو اسے آخر کی
 پانچ طاق راتوں میں۔ اللہ والے اس تلاش میں ساری ساری رات
 جاگ کر گزارتے ہیں۔ اور ان بھر کی بھوک، پیاس کے ساتھ ساتھ رات

ایکیت کی تشریح

ایک صاحبِ علم مذہبی لکھتے ہیں:
 سورۃ انفال ختم ہے ایک رکوع قبل یہ آیت ان کی مکمل تشریح
 مابعد بن بلبلو المؤمن الخ اسکے مابعد دوسری آیت ہے اَللّٰهُ
 خَفَعْتُ لَكَ عِلْمَکَ وَاَعْلَمَ اَنْتَ عِلْمَ صَفَا قُلْ کِنْ عِلْمَ اَنْ مَابِدَ
 بَلْبُو اَلْاِیْن الخ معنی ہے دوسری آیت کو اللہ کے محمد کریم
 سے قبیر کیا ہے لیکن مجھ کو صفا کا لغزہ رکھ لکھا ہے کہ
 جب زائد جو ہے ہی بن مسلمانوں کے ذکر کا عقدا وقت ایمانی
 نہ معنی حکم پر اور گار عالم نے ان عظیم صفا سے قبیر کیا ہے
 تو بعد دوسرے وقت کیا توغ ہو سکتی ہے اور ہر جب زبان
 وحی سے یہ صراحت اس کا یقین دلایا جا رہا ہے ان کی مکمل
 عذر ان کا ذمہ صفا کا ہونا کیا دل میں یہ دوسرے نہیں پیدا کرنا
 کہ اس وقت میں مسلمانوں کو وحی پر اور ان کا ذمہ تھا؟

چھ آجوں سوال ہے اُن کا سب سے ابتدائی فقرہ ہے اَلْاِیْن یعنی قرین
 المؤمنین علی اللہ الخ اس سے صراحت جا رہے کہ ایسی مکمل مومنین، مملکہ
 قتالی کے خور نہیں ہوئے تھے، اسی تک قرین زندگی سے ایمانی اور ایمانوس
 تھے اور جنگ کے احکام اب پہلی بار مل رہے تھے۔ خطرہ اور ہلاکت سے بچنا
 بالکل ایک مطلب ہے جس طرح ہر ک اور پاس ہے بلکہ شاید اس سے بھی
 کچھ بڑھ ہی کہ کوئی قوت ایمانی، معانی حیثیت سے کسی ہی زبردست ہو
 اس میں جہاد کہ قتل نہیں کر سکتی، صرف مغلوب کر سکتی ہے اور یہی تو
 کوئی حربی تربیت دینی میں نہ تھی بلکہ ترغیب و تحریک سے جوش پیدا کرنا
 اور بہت دلائی جا رہی تھی۔ ایسے سورج پر ارشاد پہلے تو ایک عام قاعدہ
 ہوا کہ حقیقت حال کے اعتبار سے ایک ایک مومن کامل بن دس دس
 کا فرد سے مقابلہ کی بہت ہوئی چاہیے لیکن ابھی تو اس سخت دہشت کا
 آغاز ہے۔ ابھی تم کمال ایمان تک پہنچے کہاں ہو۔ سزا اس قدر کہانی
 ہے کہ ایک ایک مومن دودھ کا فرد سے مقابلہ وقت تک کی بہت رکھے۔
 آفریقہ میں بھی تو یہ طریقہ کے ہوتے ہیں ایک ایک اعلیٰ ایک ادنیٰ۔ اور
 نشتیوں کا یہ سب ہی کہیں بندوں سے مختلف ہوتا ہے۔ آزمودہ کار اور جنگ
 دہرہ چھتہ کاروں کے لیے نہیں بلکہ نئے نگرہوں کے لیے یہ چنے سے دو گئے
 کی فکر کی بہت کوئی مولیٰ یا بلکا دیا ہے؟

قرآن مجید میں اسی قرین تعلیم کی نظیریں اور بھی جا سکتی ہیں۔ ایک نمایاں
 مثال سورہ فرق کے رکوع دوم میں نجد گزاری اور شب بیداری کی ہے۔ اہل
 علم تو نشت شب و نصف شب اور دو لٹ شب کا ہے لیکن ساتھ ہی
 تخفیف و تسہیل دیکھ رہے۔ علم ان لمن قصوه ذاب علیکم جنسی میں قرآن
 خواہی کی توفیق ہو جائے وہی قیمت اور قابل قبول شمار ہوگی۔ فاروق، امین
 القرآن۔

اور ہر صنعت (غلات، عتوق) کا لفظ تو عام ہے ہر قسم کی کڑی اور
 کم ہمتی کو مثال۔ یہ لازمی نہیں کہ اس سے مراد قوت ایمانی ہی کی ہی مل جائے۔
 سامان ظاہری کی کمی، تعداد کی کمی، تجربہ و تربیت کی کمی، آخر یہ سب نامی ہل
 بھی تو بہت شکست کے ہو سکتے ہیں۔ اور آغاز احکام قتالی کے وقت ان سب

میتوں سے کسی ایک تاریخی حقیقت ہے۔ سوجب کہہ رہے کہ اپنی انسانی
 کمزوریوں پر نظر کر کے بہتوں کے دل میں خود اعتمادی و بہت درجہ اعلیٰ پر
 خیالی رہی ہو۔ نفس بے اعتمادی یا فقدان بہت کا قیاس کیا
 سوال ہی نہیں ہوتا۔ سوال صرف درجہ بہت کا ہے بہت
 ہو گئے سے مقابلہ کی باہر گئے سے مقابلہ کی۔

آخری گزارش یہ ہے کہ جہاد مومنین کے لیے (وہ مہذبوں کی کے لیے)
 کیاں درجہ بہت و قوت ایمانی کا نوکری مرئی ہے میں نہیں نہ بلحاظ عقیدہ
 نہ بلحاظ اقدار تاریخی۔ عصمت و عورت انہما و کراہت کے ساتھ مکمل ہے۔
 محمد نبوی ہی میں آخر مومنین کو دوسرے سخت سخت جرائم کی سزا دی لیکن
 حدیں جاری ہوئی ہیں قرآن مجید ہی میں بارہ مختلف مواقع پر ہذا از جانب
 میں ارشادات آئے ہیں۔ جب غلیظوں اور لغزشوں اور حقیقتوں تک
 سے نفرت بشری کو مغز میں انہما کی کوئی حسدیت تھی ہی نہیں صرف
 تفاوت درجہ بہت کا سامان تھا۔

مشکلات راہ

مدنی ملا میں ایک مہذبہ کی تحریر کے ذریعہ
 ایک شذریہ اسلامی نظام حکومت کی مفصل ترویج کے باب میں سپردِ علم
 ہوا۔ کام کے لیے جو مجلس تجویز ہوئی تھی اس میں ایک نام جامعہ غنائیہ
 دکن کے ایک اور استاد ڈاکٹر احمد صاحب کا بھی تھا۔ بصورت
 اس شذریہ کو پڑھ کر لکھتے ہیں۔

"مصدق کے ایک عالیہ غیر بی عزت و فزونی دیکھی کہ محمد نبوی
 اور خلافت راشدہ کے نظام حکومت پر کچھ لکھنے کے لیے کچھ بحر
 میں آپ کی سلسلہ میں جو دوچار لوگ ہیں اس فہرست میں ناچیز
 کا نام بھی خراب کیا گیا ہے۔

اکثر ایسا ہوتا ہے کہ فراموش کنندہ کو اس کا انداز نہیں ہوتا کہ
 تعمیل کتنی مشکل ہے۔ اول تو محمد نبوی اور خلافت راشدہ دونوں
 کی کیاں عبادت و کفایت میرے نزدیک ممکن نہیں پھر تو نظام
 حکومت کے بنیادی اصول و معانی کی تعمیل کیجیے۔ رہی درمیان
 کے لیے دستوریات اور سیاسیات جاننے کی ضرورت ہے۔
 عدل گستری اور شریعت کے باب پر کچھ لکھنے والا قانون دان
 نہ ہو تو وہ کیا لکھے گا؟ نظام کو کون کے اصول، اساسات کا بنیاد
 لکھنے ممکن نہیں۔ پھر اس اساسات میں ناگزیری اور خراج
 الگ چیز ہے۔ سود، مالک تجارت، مالک اسوہیں، ایکس، اندازی، مالک
 مالک ہے، فوجی تنظیم اور مدافعت سرحدات کے سلسلے میں
 ہندوں کی طرح صرف لٹ باری سے کیا کام چلیگا۔ نظام تعلیم کے
 لیے تعلیمات کے سبب دی علوم ہوں، تاکہ ان کے متعلق مواد تلاش
 کیا جائے۔ نظام حکمران کے اندر کتنی ہی ایسی اور چیزیں
 ہیں۔ نفس، اصول، مکران، قانون، بن مالک، وغیرہ (خود ان کا
 صرف شمار بھی جہاں ممکن نہیں۔

پورے ہندوستان میں آج کتنے لوگ ہیں جو ایمان داری سے

ان شاء اللہ ہر تبصرہ جانی ہو کر رہے گا۔ پھر یہ بھی ہے کہ جو اصل آئینہ میل (مسلمان) شکیل ہے، اس سے تو عملی کام ہر حال اور ہر صورت میں بہت ہی رہے گا۔ اس سے چارہ نہیں۔ کون ایسا ایمان دار اور اپنی ذمہ داری محسوس کرے کہ جو اس صنعت ہے، جو اپنی کسی تصنیف کو اپنے خیالی سیارہ کے مطابق لاسکا ہے؟ خصوصاً قرآن مجید کی کوئی بھی خدمت آج تک ایسی ہو ہی نہیں سکی ہے اور نہ آئندہ ہوگی، جو اپنے موصوع کا پورا حق ادا کر دے۔ بس متناہی بن جائے، اس کو کیفیت اور سبباً طور پر کیفیت سمجھا جاتا ہے۔ آخری گزشتہ مراسلہ لکھنے کے مرتبہ علمی کے احترام و احب کے ساتھ یہ بھی ہے، کہ جن اصطلاحی جزئیات اور تفصیلات کو آج یورپ نے لازمی بنا لیا ہے، وہ حقیقتہً لازمی تھی بھی نہیں۔ ہر فن کے اندر، بلکہ ہر فن کی شاخ اور شاخ اور شاخ کے اندر اصطلاحات کا ایک سمندر ہے نا پید انکار۔ حقائق علوم کو بصیرت و الفہام میں، بنیر ان اصطلاحات کے جھل میں گم ہو سکتی جا سکتی ہے۔ اسلامی نظام حکومت کی تدوین میں مرکز و معرفت قرآن مجید کو رکھا ہو گا اور اس کے بعد تعالیٰ صحابہ، تو معرفت شرح و تفسیر کا کام دینگے۔

کہہ سکتے ہیں کہ ائمہوں نے حدیث کی سند اول کتاب میں صحاح ستہ اور سند احمد بن حنبل ہی شروع سے آخر تک پڑھی ہیں۔ خود سیرۃ ابن ہشام اور تاریخ طبری وغیرہ کے متعلق حصے کا دل پور سے پڑھے ہوئے لوگوں کی تعداد ایک نہیں تو دو یا تین کی انگلیوں پر گن لی جا سکتی ہے۔ اب تو ایک ہی شخص سرے علم میں نہیں ہے جو مذکورہ بالا علوم کا بھی ماہر ہو اور ادبیات سیرت پر بھی مہارت ہو۔ پھر یہاں تو سوانح حبیبہ کھنی نہیں ہے بلکہ اس کے مختلف موضوعوں اور حوالوں کے متعلق جزئیات اور تفصیلات فراہم کر دی ہیں۔ حدیث و سیرت بنویہ پر گزشتہ دو صدیوں کے کام کے باوجود دو معتبر دارالوادع حاصل کرنا خاص کر نظام حکومت کے متعلق آج بھی اتنا ہی ممکن ہے جتنا پہلے کہیں تھا۔ بعض پندوں کے متعلق سیکڑوں کتابیں بلا سیغاب پڑھ لینے کے بعد بھی مشکل سے چند سطریں لکھی جا سکتی ہیں۔ آج کل جو طرہ ملک میں بیت المال کا ذکر ہو رہا ہے کتنے لوگ جانتے ہیں کہ خود عبدالنبی میں کبھی قرقری سینوں کا فرق وصولی لگرائی و زکوٰۃ میں کیا کیا مسائل نہیں پیدا کر چکا تھا۔ یہ بھی چھوڑ دیے۔ ساشیات کے ایک نہایت مختصراً بعض متضامین سے مخصوص بات یعنی آیات پر مہر کے بغیر عبدالجباری کے اصول موازنہ (بحث) پر کیا گواہاں ملتا ہے۔ کتنے لوگ آیت انما الصدقات للفقراء کی الیاتی تشریح کر سکتے ہیں۔ اور اس اجمال کی توضیح کے لیے جس قسم کے تفصیلات و مسلمات کی حدیث و سیرت سے ضرورت پڑے گی صرف اسی کی تفصیل بیان کر سکتے ہیں؟۔۔۔ اسی سوا کا کیا لانا تو جو سے خیر لانا ہے۔

یہ چند چیزیں بدوانتہ قلم سے نکلے ہیں۔ اس پسندیدگی سے کام شروع کرنے کے لیے خاکہ تیار کرنے سے پہلے تو یہ معلوم اور کیا کیا سوالات پیدا ہونگے۔ مجھ میں تو اس کتاب کی اکیس فیصد کی ذمہ داری لینے کے لیے ایک ہی ہمت نہیں۔ خدا آپ کے نامزدگوں میں ملاقات و ہمت دے !

مراد حب مرا سادہ نے مشکلات راہ کے باب میں جو کچھ تحریر فرمایا اپنی جگہ پر بالکل صحیح ہے اور ایک سنجیدہ اور اپنی ذمہ داری محسوس کرنے والے حقیقی طالب علم کے غم سے بھی الفاظ نکلتے ہیں چاہے۔ لیکن! ایسا بھی ہوتا ہے کہ کام ہاتھ میں لے لینے اور شروع کر دینے کے بعد آتا مشکل نہیں رہتا، جتنا شروع کرنے سے قبل عالم غفلت میں نظر آتا ہے۔ غم، راسخ و اخلاص نیت کی برکتیں بھی تو آخر کوئی چیز ہیں 'واللہین جہاد' و 'غیاہ لہند نہم سبنا' کو شعل کرنے والوں کے لیے تو راہِ اہلِ کار و راہِ الہی موجود ہے، دشواریات کی سیلیں محبوبِ محبوب اسی غفلت آتی ہیں کہ پہلے انکا وہم و گمان میں نہیں ہوتا، ویرہم من صفت لا یجب اسوچے اور دیکھنے کی بات صرف یہ ہے کہ کام آیا کر لے کے قابلِ امان میں بے جا لے گئے قابلِ ہے بھی یا نہیں؟ اگر ہے تو ہم اللہ - غم و ہمت کے آگے

۱۰ سوالوں کے ۴۰ جوابات

نیا زکوٰۃ قرآن کریم سے منقل ہے

جن دس سوالوں پر ناز تھا، اُنکے جواب میں ایک نہیں، بعض مضامین ایک جناب غوثی شاد، صاحب (دکن) اور ایک مولانا محمود منظور صاحب لغمانی (بریلی) کے قلم سے لکھوایا۔ دس سوالوں کے میں جوابات تو ان صفحات میں شایع ہی ہو چکے ہیں۔ مزید سرت کا مقام ہے کہ محترم سامعہ تجارت دہربان نے بھی اس طرف توجہ فرمائی اور دونوں کے اکتوبر نمبر میں دونوں کے محترم ایڈیٹروں کے قلم سے نام لکھا: جوابات نکلے ہیں۔ بشرط گنجائش دونوں ان صفحات میں بھی نقل ہونگے۔ برآں کا معنون نسبتہ مختصر و جامع ہے۔ تجارت کا مقابلہ علاوہ اصل جوابات کے مترجم کی شخصیت کو بھی بے تحاش کرنا گیا ہے۔ اور سوجودہ حالات میں یہ کام بھی کس نے ہی لکھا۔

ایسی حربے
 "ہمارا طریق جنگ" ہلنے سے نہیں ڈاکٹر
 ہر ان دانشمندی سے کہ دیا تھا "یہ ہے کہ ہم دشمن کو اندر ہی اندر ہلاک کر دیتے
 ہیں۔ اُن کو خود اُس کے ہاتھوں ختم کر دیتے ہیں۔ انکی صفوں میں انتشار
 و بے چاری اُسکے جذبات میں تناقض، تذبذب، غلط فہمی، خوف و ہراس، یہ
 ہمارے خاص الخاص حربے ہیں۔" (ریڈرس ڈائجسٹ، نیو یارک،
 ستمبر ۱۹۵۷ء صفحہ ۱۰)

ہٹلر کا یہ طریق جنگ ہو یا نہ ہو، بہر حال ایسی کامیابی کا یہ طریق جنگ اسلام کے مقابلہ میں تو ضرور ہے۔ وہی مسلمانوں کو باہر کے علماء سے نہیں، اندر سے ہلاک کرنا، فرزند ان اسلام کے دلوں اور دماغوں کو متاثر کر دینا، خود انہیں میں شکوک و شبہات پیدا کر دینا، سچے ایمان، اعتقاد کے تھکنا، ارجحیت، اعتراض اور دشمن خیالی کی وجہ پیدا کر دینا، سچے دلوں، عمل اور عمل میں مشاغل کے خیالی مشغلوں اور تہذیب، ترویج، تعلیم، افسردگی و بے عملی میں مبتلا کر دینا، اور سچے خود اعتمادی کے احوال پر

نئی کتابیں

(۱) تفسیر سورہ عبس - ایت مولانا حمید الدین فراہی - ترجمہ از مولوی ابن امین صاحب اصلاحی - ضخامت ۱۰۰ صفحے قیمت ۱۰ روپے کتبہ حبیبہ - سولہ سر - منسلک انگلہ ۱۰ - (۲۰ پی) سورہ عبس کی ابتدائی آیات قرآن مجید کے مشورہ شکل مقامات میں سے ہے - مشورہ ہر قرآنیات مولانا حمید الدین فراہی نے ساری سورہ کی تفسیر اپنے عام حکیمانہ انداز میں اس خوش اسلوبی سے کی ہے کہ اقربان کو لب لبوب کی گنجائش ہی نہیں رہ جاتی - اور معنی لطافت و نکات جو سب تکلف پیدا ہونے چکے تھے وہ اصل سورہ کے علاوہ اور اس پر مستزاد ہیں - فصل دوم جو عصمت انبیاء اور ان کے سوانح و مناقب پر ہے - خاص طور پر قابل مطالعہ ہے -

البتہ ایک بات مولانا کے تفسیری مقالات میں عرصے کے گزرتے ہی جہے اور وہ اس میں بھی موجود ہے - مسخر موصوف ذہن بہت ہیں اور بڑے نکتہ دس - لیکن اس نکتہ آفرینی کی رو میں اتنا بڑھ چکے ہیں کہ بلا ضرورت بھی قدیم اہل تفسیر کا تھکے کھنکھاتے ہیں - اور بار بار ایسا ہوتا ہے کہ جہاں ان کے اور ان کے درسیان کوئی بھی حقیقی اور معنوی اختلاف نہیں مولانا وہاں بھی اختلافات محسوس کرتے ہیں اور انداز بیان ایسا اقبیاء کہتے ہیں کہ گو ایہ پاپی بار کہ ہے میں حالانکہ وہ بات انھوں کی زبان سے بھی ادا ہوتی جاتی ہے - چنانچہ یہاں بھی مولانا کے الفاظ میں اہل صورت واقعہ یہ ہے کہ

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سادات قریش بیٹھے ہوئے تھے آپ انکو بلیغ و دعوت فرما رہے تھے اس بیچ میں ام کتوم آگئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اندیشہ ہوا کہ اب یہ بک جاسکے اور کھینکے، تم نے مجھ اندھوں اور غریبوں کو طبع والا کر اور بیوقوف بنا کر معینا رکھا ہے اور اب ہمارے لیے دام بچھائے ہو۔ تو ہم اس وقت تک تمھارے پرہیز نہیں ہوتے کہ جب تک تم انکو اپنی پروپیگنڈا سے غافل نہ کرو۔ ہم اثرات و دھوکاں اور اڈال کی سطح پر نہیں اتر سکتے۔“ (صفحہ ۱)

لیکن اس میں اور حضرت مجاہد ابلیسی کی روایت ذیل میں بھی تشریح و توضیح کے اصلاً و سداً فرق ہی کیا ہے؟

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سرداران قریش میں سے کسی سے غلبہ میں آتے کہ آپ نے آپ کے سامنے اسلام پیش کیا تھا اور توفیق ملی کہ وہ قبول کیے گا، کہ بیچ میں حضرت عبداللہ بن ابی کتوم آگئے۔ آنحضرت کی نظر پڑی تو آپ کا اٹھا ایسے وقت میں آگیا کہ وہ ہوا کہ یہ قریشی کیسا کہ محمد کے پرہیز اسی قسم کے اندھے اور ہرے او غریب و بے فو لوگ ہیں۔ اس پر یہ آیت اتری۔“ (صفحہ ۲)

یا مثلاً مولانا کے ان اشارات میں کہ

”اس سورہ میں یہ بتا دیا کہ پیغمبر ایسے لوگوں سے اصرار و لجاجت پر

فیروں کی ضرورت نہیں، غیروں کی تہذیب و تمدن، علم و فضل، حکمت و فن، سیاست و مراثت کا رعب چھٹا جانا، یہ سب کرتب اور کوششیں ہیں اسلام اور نوع انسانی کے اسی تقدیم و خمین کے بعد بدترہوں کے!

”طلوع اسلام“ - نئی دہلی سے ایک گریجویٹ کرم فراتر پور ملتے ہیں:

”مصدق“ مورخہ راکٹر میں جناب کا شمار طلوع اسلام کے فتنہ انگیز حدیث سے متعلق نظریے کے گزرا - بدگمانی کرنے کو تو واقعی کسی اسلامی رسالہ کے بارے میں بھی جی نہیں پاتا مگر جہاں عن اور گمان کی کوئی گنجائش نہ ہو اور صراحت اور وضاحت کے ساتھ ہر حدیث کیا جائے وہاں کیا دلیل کی جائے - طلوع اسلام کے اکتوبر و نولے پرچہ میں دو مسائل کی توضیح کی گئی ہے اس کو جناب نے غصہ و خمار فرمایا ہے کیا براہ کرم اس امر پر مزید روشنی ڈالیں گے کہ وہ کس حدیث سے غصہ و خمار ہے - طلوع اسلام نے خود یہ اعتراضات نہیں کیا کہ اس مسئلہ پر جواب سے متاثر ہو کر اس نے اپنے مسائل کے جسکی اشاعت پہلے شماروں میں ہو چکی ہے کسی درجہ میں بھی رجوع کیا ہے - کیا یہ گیا ہے کہ ہم احادیث کے اسکل ہی منکر نہیں ہیں بلکہ دین کے معاملات میں ان کی محبت و تسلیم نہیں کرتے پھر اگر احادیث دین میں محبت نہیں ہیں اور خود آیات قرآنی کی رو سے ان کا اتنا ضروری نہیں تو قبول اور عدم قبول میں کیا فرق رہ جاتا ہے - محض وجود کا اقرار تو غیر مسلم بھی کرتے ہیں اور وجود قرآن کا اقرار نیاز فقہوری بھی کرتے ہیں - رہا ان احادیث کا نہ اتنا جو بعض قرآنی کے خلاف ہوں یہ تو تمام علمائے اہل سنت کا مسلک ہے - اس میں کسی بات کیا ہے - سوال تو صرف یہ ہے کہ جبکہ ماننے ہیں انکو کس حدیث سے ماننے ہیں - والسلام -

اکتوبر نمبر کو غصہ و خمار سے کیا گیا تھا کہ پڑھ کر دل کو وہ تکلیف نہیں پاتی جو اس کے قبل کے بعض فیروں میں عقیدہ حدیث پڑھ کر ہوئی تھی - پرچہ کی بعض دوسری اسلامی مذاہب (اور اٹکا لہذا اس اکتوبر نمبر میں موجود ہے) اس کی تحقیق ہیں کہ اسکے معاملہ میں زیادہ سے زیادہ رعایت ہوتی جائے اور نرم سے نرم مکن تاویل کی جائے - گو اس میں ذرا شبہ نہیں کہ فتنہ انگیز حدیث وقت کے اہم ترین فتنوں میں سے ہے - اصول دین بیشک سب کے سب قرآن مجید سے بنا دیے ہیں لیکن آخر انکی تفصیل و تشریح کے بغیر اسلام - بحیثیت ایک عملی نظام کے بل ہی کیونکر سکتا ہے؟ اور یہی کام سنت رسول کا ہے - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بے جان مشین نہ تھے - محض واسطہ نقل و حمل نہ تھے - آپ کے دل و دماغ کی، عقل و فہم، بینش و شعور، اور ترجمان بھی تھے - آپ کے دل و عقل سے قطع نظر کر لیا، برگ و بار پر نہیں شاخ و بھی نہیں دین کاں کی جڑ پر غریب لگا ہے - غصہ و خمار احادیث کو قوی و صحیح سے الگ کرنا اظہار ہے کہ چیز ہی الگ ہے - اس سے کسی کو انکار نہ پڑے -

جنگ کریں۔ عورتوں کے دماغ پر بحث کرتے ہوئے ستر کو نکالنے لگا۔
"عورتوں کو مردوں کے برابر مروج حاصل ہونے چاہییں۔ سیرامیاں
نہیں خیال ہے کہ اعلیٰ تعلیم کے لیے لڑکوں سے لڑکیاں زیادہ موزوں ہیں۔
میرے خیال میں عورتوں کی ممکن ترین اعلیٰ تعلیم دی جائے۔"

معاشری اصلاح پر بحث کرتے ہوئے ستر کو نکالنے لگا۔
پڑھ پڑھو دیا اور کہا "پڑھ، مذہب، معاشرت اور تہذیب جہد کے
سنائی ہے۔ پڑھ حفاظت نہیں کرنا بلکہ شرم و عیا کو مار ڈالنا ہے۔ ایک
قوم یا ایک ملک کا اندازہ اسکی عورتوں کے مروج سے کیا جاتا ہے۔ کوئی
وجہ نہیں ہے کہ عورتیں محض گھر کے کاموں میں لگی رہیں اور سوسائٹی کو
آگے بڑھنے میں مدد نہ دیں۔" (عصر جدید)

ہندوستانی عورت

(ہندی تہذیب کا روشن جلوہ۔ مس بھول کمار کی چوہان آت و دلت
بٹیا لہ گورنٹ۔ متلہ اسپٹل ٹریننگ کلاس گورنٹ گرلز ہائی اسکول
بارنہ مہر کے قلم سے)

ہندوستان کی پڑھیں عورتوں میں یہ خیال پھیل چکا ہے کہ
کہ خیال پیدا کیا جا رہا ہے کہ عورت مرد کی غلام نہیں ہے۔ انھیں وہی
حقوق حاصل ہونے چاہییں جو مردوں کے حاصل ہیں۔ ہندوستان میں
کچھ سیاسی حقوق ملے ہیں۔ مگر سیری والدہ مردہ جو ہر ادنیٰ
سرور بائی باج و دیگر خود تعلیم یافتہ اور ملک کی مشہور ادیبہ ہونے کے
عزت کی حقوق بازی کی جدوجہد کے تحت برکھلات تھیں۔ ان کا
خیال تھا کہ جب سے ہندوستان میں عورتوں کے دلوں میں مساواتی
خیالات کا پھیل چکا جا رہا ہے۔ ہندوستانی عورت مغربی عورت کی
طرح آزاد اور بیناک ہو رہی ہے اور گرجہستی جو بنیاد ہو رہا ہے
انھوں نے انبالہ کے صنعت کے ایک صاحب کا اور اسکی عورت کی مقدمہ
بازی کا سال اخبارات میں پڑھا تھا۔ وہ کہا کرتی تھیں "ہندوستان
مغرب کی تقلید کر رہا ہے۔ کہیں وہ مثال نہ ہو کہ

جو کہ تقلید خسرو کی تو کار کو کہ کن گڑا

جلا جی جالی کو آہن کی کڑا چلن کرلا

انھوں نے ہم سب کو کئی بار دیکھا کہ انھوں نے سنی جو ایک دل پاس
ہندوستانی لالہ کو صاحب بار کھلائے کا ٹون چرایا تھا اور اسے
لالہ کو لیڈی بنانے کا خط لکھا تھا۔ اسے خود کو صاحب اور گھر
کی عورت کو لیڈی اور لڑکے کو بھرا لگ کھلائے کا سودا چرایا تھا۔ اور
آخر کار ذلیل و خوار ہو کر اس راجہ واپس آنا پڑا تھا۔

والدہ محترمہ کا خیال تھا کہ مغرب میں عورتوں کو حقوق کی ضرورت
ہو تو ہو مگر ہندوستانی تہذیب اور عبارت ارش کے بنی اور پتی کے
رشتہ میں آج دھائی اور خود غرضی کی ضرورت ہی نہیں پڑتی۔ ہندوستانی
عورت اپنے حق کو دنیاوی ایشیاء اور مجازی خدا سمجھتی ہے۔ ہندوستانی

باہلیت قدیم کی بازگشت

دہندوستانی دنیا میں بے پردگی کے لیے بیقرار ہی۔ مسلمان
پہ درخشیں خواتین کے لیے سامان عبرت)

کلکتہ ۱۰ ستمبر۔ آج سینچر کے روز ستیا نارتھ پارک بازار میں ہندو
عورتوں کی انٹی پروڈکشن ہوئی جسکی صدارت سرزادہ احماد یوسی
گوٹھ (انگلو) نے کی۔ کلکتہ نرس کے لیے ایک جیت ہی ضرورت
پتال بنا لیا گیا تھا۔ تقریباً ساڑھے تین ہزار عورتیں شریک ہوئیں۔ یہی
دہلی، لکھنؤ، ناگپور، دہلی اور دوسرے مقامات سے ڈیلیگٹ ہوئیں
شریک ہوئیں۔ پتال میں عورتوں کا اتنا اذہم ہو گیا کہ بعض مردوں
کو جنہیں شرکت کی اجازت تھی، عورتوں کے بے جا چہرے دیکھ کر
ایسی عورتیں بھی کانفرنس میں شریک ہوئیں جو سختی کے ساتھ پردہ پہن
کرتی ہیں۔

پریسیڈنٹ کانفرنس سرزادہ احماد یوسی نے کلکتہ سینچر کی صبح کو ناگپور سے
ہوڑہ اسٹیشن پہنچیں تو انکا بہت ہی پرتشاک خیر مقدم کیا گیا۔ انھیں
جلوس کی شکل میں ہر سین روڈ سے زکریا اسٹریٹ لایا گیا، جہاں وہ ستر
ڈی ای کی گھنٹان کے مکان میں قیام پزیر ہوئیں۔ جلوس زیادہ تر لڑکیوں اور
عورتوں پر مشتمل تھا۔ البتہ مردانہ کار کچھ تعداد میں جلوس کے آگے آگے تھے
ایک درجن نوجوان عورتیں جو ہندوستان کی مہر تھیں گھوڑوں پر تھیں۔ انکے
پیچھے سیکو عورتیں تنگی سوار ہیں۔ تھیں۔ نیشنل یوتھ لیگ کی لڑکیاں
باجے سوار ہیں تھیں۔ ان لڑکیوں نے پیچھے ہندوستان کی دوسری عورتیں
تھیں جو چہرے گھما رہی تھیں۔ آریہ لگیا ہمارا دیا لے کی لڑکیاں اپنے کندھوں
پر نقلی رنٹھیں لے رہے ساری کائنات کو دعوت نکارہ لے رہی تھیں۔

اسکے بعد اردو می بائیکاٹ و لڑکیاں زعفرانی ساریوں میں لباس قومی
جینز یاں لے رہے تھیں۔ اخیر میں بالکاسکتی شکلا کی جنگلی لڑکیاں سرخ
ساریوں میں پڑی جلاہ بکھار دیاں افشاں چھڑک رہی تھیں ان کے
پیچھے دھب پر نقاب ڈالے ہوئے اردو می جو تھیں تھیں۔ انی شان و شوکت
کے ساتھ پریسیڈنٹ اسٹریٹ کانفرنس کا جلوس ہوڑہ اسٹیشن سے چل کر
زکریا اسٹریٹ آکر ختم ہوا۔

کانفرنس کا افتتاح کرتے ہوئے صدر مجلس ہندیا لپہ ستر گئی دہلی بٹیا
نے اپنی تقریر میں کہا "میں خود پردہ میں رہ چکی ہوں اور پردہ کے نقصانات
پر مہر کی ذمہ داری کے ساتھ بول سکتی ہوں۔ بزرگ سوشل ایفادر (معاشرتی)
اصلاح کی دلالت کرتے ہیں میں ان سے اپیل کرتی ہوں کہ اسے اپنہ وہ کو
اپنے پردہ گرام میں سب سے آگے رکھیں۔ یہ بہت ہی شرم کی بات ہے کہ جہاں
دوسری جماعت کی عورتیں قومی جدوجہد میں حصہ لینے کے لیے ایک دوسرے
سے آگے بڑھ رہی ہیں وہاں اردو جماعت کی عورتیں پردہ کو بٹانے کی
ضرورت پر بحث کرنے کے لیے جے جے ہوئی ہیں۔

پریسیڈنٹ سرزادہ احماد یوسی کو نکالنے کو جو وہ جنگ کا ذکر کرتے ہیں
کہا کہ یہ آزادی کی جنگ ہے عورتوں کو چاہیے کہ اپنی آزادی کے لیے جنگ

مذا کے حوالہ کر دیا کرتی تھی۔

اسلام کی دنیا میں بھی اُسے خاندانِ خلان دینے کا خیال نہ کیا۔
اُس نے اپنے مجازنی مذا کو کبھی خلان دینے کا خیال نہ کیا۔

آج دنیا والے دیہات سدھار کا شور بلند کر رہے ہیں۔ کوئی مذہب
سدھار کے لیے جرح پکا کر دیا ہے۔ مگر بہت سی مرتیں گزر چکیں (اکٹی گٹ)
تجربہ ہو گئے کہ مذہبی ستانی عورتوں نے سن سدھار کا گڑھیو رکھا تھا۔

آج ہندو ستانی عورت کو جو حقوق دینے گئے ہیں یا دیے جا رہے
ہیں وہ مردوں کے سن کی توجہ ہے۔ وہ مغربی فلم کا کھیل دیکھنا چاہتے
ہیں اور کھیں، شوق سے یہ اُنکے سن کی توجہ ہے۔

آج عورت کی زبان سے کچھ بولا جاتا ہے وہ دراصل مردوں کے
ہیں۔ دراصل عبارت ورش کی دیوی کی دنیا نرالی دنیا ہے۔ وہ جہاں
حسد نہیں، بیزاری نہیں، پریم ہی پریم ہے۔ اُسے نہ غم کی ضرورت ہے نہ
تنخواہ کی حاجت۔

(گڑھی - لہریاں)

بزم ہمدردانِ صدق

ارکانِ بزم ہمدردانِ صدق کی تعداد پچھلے ہفتوں میں ۱۰
تک پہنچ چکی تھی۔ اس ہفتہ میں بیوہاں کی ایک مخلص خاتون
(صدق اور سچ کی قدیم کم فراہم کے اس سے ایک حصہ کی تزیین) کی
کے ساتھ اور وصول ہوئے۔ گویا اب کل تعداد ارکانِ بزم
ہمدردان کی ۱۳ تک پہنچی۔

التماس کی پذیرائی

۲۳۔ جناب محمد باقر صاحب (کوہ نور مدراس) ایک خدیوہ
۲۴۔ جناب مانتظ محمد عثمان صاحب (پشاور) ایک خدیوہ
۲۵۔ جناب عبدالرحیم صاحب (فیروزپور) ایک خدیوہ

اعلانِ تعطیل

مید کی سالانہ تعطیل صدق کا قدیم دستور ہے۔ اس کی بھی
حسب معمول یہ تعطیل ۲۴ نومبر کو لیکر آئندہ ہر چار سالوں کا
۱۱۔ نومبر کا حاضر خدمت ہو گا۔

شیخ شاکت حسین پر مرنے میں ہر مذہب پر میں نے کرا کے دفتر اجنا
صدق۔ مرشد آباد پولیس گارڈنگ کلف سے شایع کیا۔

عورت سچی کی محبت اور شوہری عشق کی دیوانی تھی۔ وہ سچی کی مردہ لاش کے سنا
زخمہ جل جانا ایک کھیل سمجھتی تھی۔ پھر وہ اپنے سوا کسی سے یہ ادھر اسکا
اسکا تیرا میرا تمہارا ہمارا کی گردان کیوں کرے۔ وہ جانتی تھی کہ گڑھیو
کر دینا وی دولت تو لپکا سکتی ہے، محبت یا پیار بڑھنے کے ذریعے یا ہاتھ
گنا مذہبی کی ستیہ گری کو سے نہیں خرید جاسکتا۔ عورت کی محبت کے ہستہ
میں سماج کا بنا ہوا قانون تو کیا، کوہ ہمالیہ بھی سترہا نہیں ہو سکتا۔ اندھیر
راست کی تاریکی آندھی کا زور طوفان کا شور اور بڑے چناب کی خوفناک

تشریح بدن کرتی ہیں مگر بانی دکانیں
ہر س کے یہ بازو ہیں یہ قبور کی ریش

چلیں ہیں یہ تیرا اور یہ ابرو بن گاتیں
آئینوں میں آئینہ ہیں جو بن کی اٹھائیں

یہ جلوہ مذمت نہ ستائش کے لیے ہے

بڑا پار کی خاطر ہے غائبی کے لیے ہے!

مگر ہندو ستانی عورت تو محض پریم کی دیوانی ہے۔ وہ سمجھتی ہے کہ پریم ایک
شریلا ساز ہے جو وہ مختلف دلوں کی تاروں کے کچا ہو جاتے پرندہ کو
بھنا شروع ہو جاتا ہے۔ پھر وہ مغربی عورت کی جرح مردوں کی دنیا سے
سیاسی اور تمدنی حقوق کے لیے اٹھتا پائی کیوں کرتی۔ وہ سمجھتی تھی
کہ ہر کام اس دنیا میں محض ایک ہی مرد سے ہے وہ جسکو قدرت نے ہر
خاندانیا شوہر بنا دیا ہے۔ اور اس کے لیے وہ اپنے آپ کو بالکل قدرت یا

چوک - لکھنؤ

مجھے اچھے اشیاء اپنے ذائقہ کے صحیح کرنا صاحب ذوق لوگوں کا شہرہ تدریجاً آ رہا ہے۔ اور ایسے مجموعے آ رہے ہیں جن کی بکثرت شائع ہونے لگی ہیں۔ انہیں نظر گذرنا مستلزم ان میں تازہ ترین اضافہ ہے۔ مرتبہ کے حسن ذوق کے لیے یہی نسبتیں بن گئی ہیں کہ وہ خیر آباد کے ہیں۔ دیا من مروجہ کا وطن، سولہ و مدفن۔ شاعری وہاں کی آب و ہوا میں رچی ہوئی۔ سوز و گداز میں بچہ کی گھٹن میں پڑی ہوئی۔ حسن و عشق ان کے ذوقِ سلیم کا آئینہ۔ ایک خاصہ خاصہ دلچسپی ہے۔ ہر رنگ کے اچھے شعرا اس میں نظر آ رہے ہیں۔ بجز زبان و رنگ و نثر کے اشارے کے۔ الیہ سوز و گداز کا رنگ مرتبہ پر غالب ہے۔ اور یہی غلبہ اس مجموعہ میں بھی نمایاں ہے۔ نہایت نمایاں اس لیے کہ یہ تو ایک ذوقِ ادبی صحیح و فاضل ہے۔ دوسرے یہ کہ بجا سے عزائم کے بڑھنے کے سبب اس کا خیر و یا ضرر ہی تھا۔ عزاں "حد" کے تحت میں بعض اشارے کی محنت (مثلاً اس معرکہ "تو شلا شین انجمن میں" "شلا" شمع کی محنت) اور بعض اشارے کی شادمانیت عزاں کے اب میں خاصا ہی گفتگو ہو سکتی ہے۔

مرتبہ کا مجموعہ مالی بھی شستہ و فصیح آ رہا ہے۔ الیہ ایک آدھ لفظ نظر ثانی کا محتاج ہو گیا۔ مثلاً دوسرے پر اگر کتب شروع میں بجا سے "بیکہ زندگی" کے "آئینہ زندگی"۔ بہ نسبت مجموعہ سالہ ہر ادبی ذوق رکھنے والے کے لیے لطف و دلچسپی کی چیز ہے۔

(۶) یادگار - از مولانا سید محمد بادشاہ حسین صاحب - ۱۲ صفحے قیمت ۲۰ پتہ۔ جینیہ مسلم بورڈ ان - سکندر آباد لاہور

مولانا کا ایک پرانا مقالہ جو غالباً شہرہ میں صدق کے تین نمبروں میں نکل چکا ہے اب جینیہ کے زیرِ اہتمام تقسیم عام کے لیے شائع ہوا ہے۔ بڑے بچے سب کے پڑھنے کے قابل۔

(۷) روح اسلام یا جیل و اذان - از سید حسن آرزو صاحب - ۱۶ صفحے - قیمت ۲۰

میں نے پہلے ہی سے "جیل و اذان" کا ایک مصنف ہی سے "میلواری شریعت" میں اپنے کے پتہ پڑے۔

رسالہ کی بنیاد مصنف کے ایک ذاتی واقعہ سے۔ جیل میں اذان سے متعلق بری اور بکثرت پہلے پہلے ساتھ پار سے اصول اسلام پر تیار ہو گیا۔ کتاب کے دو نام کتاب کی اسی حیثیت سے لگانے کے نظر میں۔ سید حسن آرزو صاحب کو دنیا اب تک ایک پرجوش قومی سیاسی کی حیثیت سے جانتی تھی اب معلوم ہوا کہ وہ صاحب فکر اور علم کا ایک بزرگ ہیں۔ اس کتاب صلت پر غور ہو گئی ہے۔ اس کے بارے میں یہ ہے اور پھر شمس (شام) کی تقریبات میں میں نے یہ تقریبات دیکھیں کہ غم سے بھی ہے۔ انہیں ہے کہ آیت و سنت و معنویت کی سمجھ میں نہیں۔

حاجہ پر "جہالت" کا جو نقشہ ان الفاظ میں کھینچا گیا ہے: "اب زمین کے جس بزرگ ذہانی فوٹے کا نام ہے تاریخ گزشتہ کا جس دعو کا میں دیتی تو یہ جانتا ہی ہو گیا کہ سکی مٹی اور شریعت کی کوئی بھی دستور کبھی موجود ہی نہ تھا اور نہ جو کچھ نظام کا کبھی کوئی پتہ ہی نہ تھا۔ جاہل، نامتدب،

دعویٰ خوشنودار عالم اور سخاک انسان کا ایک نکل تھا۔ یہ صحیح نہیں۔ تفصیلی تدریج کا یہ سوغ نہیں۔ قرآن مجید کے "آی" اور "جاہل" دو لفظ ایک ایک موضوع استعمال کیے ہیں اور دونوں کے مفہوم میں بڑا فرق ہے۔ یہ میری کسی فرق کا لحاظ ضروری تھا۔

کتاب مسلمانوں کے کام کی توہنی ہے۔ لیکن اس سے بڑھ کر غیر مسلموں میں تعلیمی اغراض کے لیے مفید ہو گی۔

رسید مرتب

- (۱) ترک احمدیت - ایک انگریز نوسل کے قلم سے - ۲۲ صفحے
- (۲) اتحاد دین المسلمین - از خواجہ عبد الغنی - ۱۶ صفحے
- بلاتیمت، دفتر دو گنگ مسلم شریعت عربی منزل، برادر تھروڈ لاہور سے ملیں گے۔
- خواجہ کمال الدین مروجہ کے دو گنگ شریعت اور انگریزی جدید اسلام کا ریڈیو ہے
- بڑے لکھنؤ میں کن وقت نہیں۔ دونوں سالے اسی ترکیب کی توضیح و تشریح میں ہیں
- پہلے رسالہ میں قادیانیت کی تردید بھی غامضی میں
- (۳) ہندوستان میں ہندو مسلم مسئلہ کا احوال (انگریزی) ۲۴ صفحے پتہ
- دفتر رسالہ "پیام حق" غلڑ منزل، کاجوروہ - لاہور
- ایک اسلامی تعلیمی رسالہ

کے ہوتے ہیں۔ ایک قسم کے وہ، ہلکے سرگول ہوتے ہیں اور ان سے زانی جنین کی تکمیل ہوتی ہے۔ دوسرے، ہلکے سرگول دار ہوتے ہیں، ان سے جم ہونے میں نہیں مرداتی تیار ہوتی ہے۔

یہ سب سے سائنس دانوں نے بھی شاید قسم کھا رکھی ہے کہ جو بات کہیں "تجدد" کے خلاف ہی کیے، ایک "تجدد و ہندو" کا دعویٰ صرف انتہائی ناکام تجربہ اور بھی، اگر کرا اور لوکی اپنے وقت پیدا ہونے سے ایک دوسرے سے الگ اور تازہ ہوتے ہیں اور اس لیے وہ ان کے قتلے کا نشہ دنا بھی الگ الگ خطیہ ہوتا ہے اور قدرے دونوں کے دائرہ عمل میں بھی ایک دوسرے سے الگ ہوتے ہیں۔ بیاہوجی کا یہ نیا قتلے کہاں سے مل آیا کہ وہ ان میں سے انفران و انبار کی بنیاد پیدا ہونے کے وقت سے نہیں اس سے بھی قبل سے نہ ملتی ہے اور ان کی جنین بھی جدا گانہ ہوتی ہے اور ان میں امتیاز رحم اور سے نہیں ملتا۔ یہ سب سے شروع ہو جاتا ہے!

سکاٹ اسکالر حدیث

کیس پور (پنجاب) سے ایک کرمز تحریر فرماتے ہیں:-

"۲۸ اکتوبر کے مدق میں، سارے مسلمانوں پر بھی دہلی کے ایک کرمز کوٹ کر خیر کی تحریر اور اس پر آپ کا نوٹ نظر سے گزرتا ہے۔ انہوں نے کہ آپ کا نوٹ اطمینان کا باعث نہیں ہوا بلکہ آپ کی تحریر کی روشنی میں جو اعتراضات پیدا ہوتے ہیں وہ انہوں نے ثابت نہیں۔ آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ "فطرت اس لحاظ سے کہنا چاہیے کہ پھر کر دین کو کہ وہ تکلیف نہیں ہونی کہ جو اس سے قبل کے بعض نمبرز میں تعجب حدیث پڑھ کر ہوئی تھی۔ سکاٹ اسکالر نے مطالبہ کیا ہے کہ آپ کے اسباب کے رتبہ کے اعتبار سے دل کو کم تکلیف دے جو وہ دین میں شیخ رعایت دے رہے۔ یہ تو مسلم ہے کہ وہ وہ اصلاح عمل کے بعد انسان جو رعایت کا مستحق ٹھہرتا ہے اگر یہ معلوم نہ تھا کہ انسان تکلیف کے باعث بھی انسان رعایت و اجر کا مستحق ہو جاتا ہے پھر آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ "آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و عمل سے نقل نظر کرنا چاہیے۔ بارہا نہیں شاخ و پیچ نہیں دین کا بل کی جڑ پر ضرب لگا دے۔ کیا اس ضرب کے بعد بھی کسی کی اسلامی خدمات رعایت و اجر کی مستحق نہیں ہونا چاہیے؟ اور جب عمل کا کام ہوتا ہے اگر ایسی حرکت نہیں ہوتی تو پھر اس کا دین کس وقت آتا ہے؟"

وہ چیزیں الگ الگ ہیں۔ اگر سب پر عقیدہ کی روشنی میں سکاٹ اسکالر نے تحریر کیا ہے۔ دوسری چیز سے یہ "ذاتی" شکال انگریزی ابلہ قیصری۔ انہوں نے حکام میں لکھا ہے کہ "انہوں نے عقیدہ کی پوچھا ہے اور ان کے بعد ہے۔ فتنہ زبان و دینی پوچھا ہے۔ سب میں اور ان کا رتبہ بولی اور ان کا چرچا ہے اور ان کے خفیہ سے اپنی فتنہ اور بیعت ہوتی ہے انہوں نے اس فرق پر خوب لکھا کہ وہ لکھتے ہیں کہ

اصولت انہوں نے کام کیوں چھیڑ دیا ہے؟ اور یہ لکھتے ہیں کہ انہوں نے ان کے بعد لکھتے ہیں جن میں غلبہ کے آثار لگے اور زبان کے جو معذات چلے انہوں نے حیرت کی بات ہی کو کارہ جاتی ہے؟

ترقی کا معیار

"لندن ۲۰ نومبر۔ امریکی میں انتخابی مہارت کا جوش جنوں اپنے پورے ذہن پر ہے۔... سٹر وڈ لوٹ کے فرق میں فرق مقابل کا "انہوں نے دم کر لیا ہے۔ سٹر وڈ لوٹ میں ہینگ بن جو ہلکے، اٹھا استقبال گندہ "انہوں" ٹائٹروں اور اسی قبیل کی دوسری گاہوں سے کہا گیا۔... سٹر وڈ لوٹ ۲۰ ہزار میل کا دورہ کر چکے ہیں۔ ۵ ملبوس ہیں تقریب کر چکے ہیں اور اندازہ ہے کہ ایک کروڑ ۲۰ لاکھ انسان ان کی تقریب میں چکے ہیں۔" (رپورٹر)

سیاسی حریت کی تقریب کے وقت اس پرگن سے انڈوں اور ٹائٹروں اور نسل کے دوسری "گوہوں کو لوں" کی بوجھار کا اندازہ کے ہزار ہا ملک کی تہذیب کا کمال ہے! غریب ہندوستان ترقی کے اس معیار سے ابھی کتنے پیٹ ہے؟ اور پھر اپنے ہی انتخاب کے لئے جس میں ہزار میل کا سفر کرنا، اور ہر غریب کے موصوفہ پر پانچ پانچ سو مجلسوں میں تقریب کرنا، انہوں نے غریب ستر ترقی و بہت اور یہ جو ملے کہاں سے لاسکتا ہے!

پروردہ کی ناگزیر خیر

عورتوں کے حقوق کے سلسلہ میں ستر نے کہا کہ پروردہ کی رسم جو اب تک باقی ہے اس کے ذمہ اور جو ہنگامہ ان کے لئے ہے۔ زبان سے تو وہ لوگ مجلسوں میں پروردہ کی ہزاروں ہزار باتیں کرتے ہیں، لیکن عمل سے پروردہ کے دستور کو ذمہ کیے ہوئے ہیں۔ ابھی کل کی بات ہے کہ ان شہر میں سو شیخ فاضل نقل ہوئی تھی وہاں ہر کسٹرم کی دکان پر جہاں اور کوئی لڑکی چوہنچی بس اور جسے نوجوان لڑکوں نے بھی اسے آگیا اور دکان پر لڑکیوں کا اپنی عزت و آبرو بچا کر ٹھہرا تا کہ انہوں نے پروردہ کو بخود اس وقت ٹوٹ جائے گا جب عورتوں کو اطمینان ہو جائے کہ ان کی عزت محفوظ رہے گی۔

تقریب کرنے والے یو۔ پی کے مشہور ہندو قومی کارکن تھے، اور یو۔ پی تقریب انہوں نے کی ایک مشہور ہندو رگد کا سالانہ انہوں نے تھا، ستر پروردہ کے نامی و سہارہ نہیں لکھا۔ پروردہ شگن ہیں۔ لیکن کہنے میں کہ پروردہ انہوں نے انہوں نے کا طرز عمل عورتوں کو پروردہ پر مجبور کیے ہوئے ہے۔ سال صرف اتنا ہے کہ پروردہ کی عزت، نامی و مقامی ہے؟ فردوں کی یہ فطرت کیا کسی خاص شہر کی آبادی کے ساتھ مخصوص ہے؟ "آزاد" نے غلط "کے" نامی و مقامی نامی و مقامی کے اندر محدود ہیں؟

علم الحیات کا قیام

لکھنؤ یونیورسٹی کے ایک غیر مسلم اسکالر ہیں، ایک "امور مغربی محقق" مینا تیا (یا ساہوجی) پڑھتے ہیں۔ انہوں نے لکھا ہے کہ پروردہ کے مادہ میں یہ ہیں جو انی و قیام، انہوں نے لکھا ہے کہ

تو یہ کہ آیت و معنی دینی و لفظی کے ضمن میں ان شاء اللہ اسکی وضاحت کر دینی جائیگی۔ یہ کہ ایک شخص عقیدہ کی غلطی میں مبتلا ہو رہا ہے۔ لیکن پہلی تحریر میں کالافہ و درخشاں طرز بہد کو بدل دے۔ اسی صورت میں اسکی سوانح کو کیا جاسکتا ہے کہ بعد کی تحریریں غنیمت اور نسبتاً کم تکلیف دہ ہیں؟

بطل اصل کا غلط اور اندیشہ بقضا قائم ہے۔ لیکن میں کاموں پر ہونا دوسرے دلائل و ثبوت سے ثابت ہوا اسکے لیے تاویل اگر وہ انہی میں سے ہے۔ میں غنیمت کی گنجائش ہر حال اپنی ہے۔ بطل اصل کا دور دورہ کا ذکر یہاں رہے اور انہی میں سے کسی میں غلطی ہو سکتی ہے۔

خلافت کیسی کی یاد

مسلمانان ہند نے ایک اور نام کر لیا تھا۔ جسکے ذریعہ ان مالک اسلام کے پیش قدمی کے منہات انجام دی گئی تھیں۔ یہ شاندار ملک کی پیٹ میں آگئی تھیں۔ ضرور سے کہہ سکتے ہیں۔ اور اسی جامعیت یعنی توحید خلافت کا احیاء کر کے اسے اس قابل بنادیں کہ وہ ایک ایسی ہی خوش و خروش کے ساتھ مالک اسلام کی خدمت کرے۔ گو علی بابا جیسی عظیم المرتبت ہستی میں میں موجود نہیں ہیں۔ لیکن اسلام تو زندہ ہے، اور ان شاء اللہ وہی دنیا ملک ایک زندہ اور خدائی قوت کی طرح باقی رہے گا۔ (ایک اخباری بیان)

(اسر محمد سعید)

اسلام کا بنی الملی تعلق قائم رکھنے کے لیے خلافت کیسی کی ضرورت اور اس سے تعلق اور برابر قائم ہے۔ حیرت اس ہے کہ اسکا احسان سرحدوں کو اب جا کر ہو رہا ہے۔ البتہ سرحدوں کو بیان دینے وقت یہ خیال نہ آیا کہ خلیفہ، خلافت اور خلافت کیسی کے نام سے خود انہیں کے دامن میں کس درجہ نفرت، بیزاری ہے اور اس قسم کے الفاظ سننے ہی قلم جو دم عزت، توہین کے کس بے پناہ جوش سے بھر جاتا ہے۔ مراد آباد کی خلافت بیزاری کے جواب میں احیاء خلافت کی ہمت مراد آبادی کی سرزمین کر سکتی تھی! سچ کہا ہے کہنے والے نے کہ یہ ہے کہ ہماری کلاٹ سکنا ہے۔

خزائن نیاز

غائب کے ایک مشہور صاحب نام بزرگ لکھتے ہیں "نیاز کے خزائن مشرق، پڑھنے کا مجھے خود موقع ملا نہیں لیکن اب صدق ہی میں تردید کے ضمن میں اسکے حالات بڑھ کر پیش ہوئی کہ یہ تو وہ یہ انداز ہے یا یہ بھی اس کا نسخہ ہے۔ ایک لطیف یاد آگیا۔ جب میں شریعت کی ابتدائی تعلیم پڑھا تھا اور خلافت عاصم الوردی تقریر پڑھیں تو تھیلہ میں نے بھی مشغول نہ ہوا بنائے تھے۔ اور لوگوں پر اس کی مشق کیا کرتا۔ راجتا اگر تم یہ کہتے ہو یا تمہاری آغوش اگر یہ کہتے ہو کہ تم نہیں لکھتے لکھنا ہی ہو کہہ، لیکن تو تم اپنے سر سے اس سے ثابت ہوا ہے کہ جو نہیں لکھتے

بہتے ہو کہ تم ہی دیکھتے ہو تمہاری آنکھ نہیں دیکھتی اسی کو تو اندھا کہتے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ نیاز میں مسطورے کلام اللہ کا کلام اللہ ہونا چاہتا ہے۔ اس سے تو خود نیاز کے لیے سرکار سے اختیار کیا جاسکتا ہے۔ مثلاً یہ کہتا تو ہوتا ہے اور نیاز نہیں ہے۔ پس جو کچھ نیاز کے نام سے لکھا ہوا ہے، یا لکھا لکھا ہوا نہیں ہے، اگر اس سے زیادہ امن تو اس کے مستفیدین ہیں۔ اور مولانا حالی کا شرح ہے

دنیا طلب کو چاہیے البتہ فریب ہو
دنیا پر جب ملک کہ مسلط ہے البتہ

آپ نے آخر میں مولانا سید سلیمان سے بھی لکھا ہے جو انہیں لکھیں کیا یہ خرافات کسی جواب کے بھی مستحق تھے؟ اگر دینا اپنی امن ہو چکی ہے کہ نیاز کے خرافات کو صحیح لفظ انسان کا کلام سمجھتی ہے تو "تالطہ سرگرمیاں" کہ اسے کیلکے!

قمار بازی بطور عبادت

"آج روہالی کے دن جو کہیلا سبک ہے۔ روہالیوں میں آج ہے کہ آج ہی کے دن نیو جی نے اپنی پوری پابندی سے جو اٹھایا تھا، اور اپنی ساری ایک ہفتے کے اندر آج ہی تمام دیوانوں مثلاً نیو جی، پابندی، کوٹک، گشت، اور ان دوسروں نے قمار بازی کر کے روہالی نیو جی آج ہی ہفتہ کے قلاب میں ظاہر ہوئے ہیں اور اپنی اپنی آج کے دن جو کھیلنے والوں کو کامیابی کی بشارت دی ہے۔ انسان کی نیو جی زندگی کے اعمال و مشاغل جو کچھ کرے اور میں کیا؟ اور آج کے دن جسے کو مبارک قرار دینے کے معنی یہ ہیں کہ انسان اپنے اعمال اور خیال میں زیادہ محتاط رہے۔

انتہا میں ایک ہندوستانی منٹل کے ایک شخص سے ہے جو دیوالی اور سکھتلفہ پر ۱۹۰۱ء کو بڑے ایک اگر نیو جی ہندوستانی شلیں ہوا تھا۔ اپنے پیسوں، ہفتوں کی "مذہبی" زندگی آپ نے دیکھی؟ قمار بازی بار بار ہی نہیں۔ فلاں سالانہ تعزیر کے تحت پرتیکرستمن ہے اور سند یہ ہے کہ جسے بک رشی اور سادھو اور ہوتا تھا کس گنتی میں ہیں، خود بڑے بڑے دیوانوں، دیویوں اور خداؤں نے اس دن جو اٹھایا ہے! اور اس تعلیم کو برحق ماننے والی کتنی بڑی تعداد پڑھے لکھوں کی آج بھی موجود ہے! یہ اسلام ہی کا قانون ہے جس نے اس مقبول، مطبوع رسم کو بے دھڑک حرام قلم قرار دیدیا۔ اس مثال اور اس ذیل کی بیسیوں اور چالیس دوسری مثالوں کے بعد بھی یہ کہنا کچھ غلط ہے کہ اسلام ایک منٹل جہاد ہے اور ایک ستر فوج انقلاب ہے دنیا کے تمام دوسرے مذاہب دادان کے خلاف؟

بزم ہمدردان صدق

جناب مجید علی صاحب دہچہ تو کھادی نہیں، نام بھی منٹا رہا نہیں گیا۔

انکسٹن انجاء، انجیب توبیہ یہ فیصلہ کی خبریں ہیں ہے ہم اسکو بخاری
ایک روایت لکھتے ہیں انجیب توبیہ طرہ دہی کرتے ہیں اور تم یہ وہ لوگ اپنے
انکسٹم (آل لوان ۵) قلم (قرعہ کے لیے) ڈال رہے تھے اس کے
پاس نہ تھے۔

دیکھا کہ قرآن پاک نے اپنے قصص کا اخذ انسانی ذہان کو نہیں کیا
بلکہ اس پر مشیہ علم و فیصلہ کی طاقت کو بتایا ہے۔

آخر میں ہم ایک مسلمان کی عبرت کے لیے سولانا شجائی مرحوم کی کتاب
سے ایک بیان نقل کرتے ہیں جس سے یہ معلوم ہوگا کہ ایک زبردستی کے
مسلمان "سنے" جو بات کہی ہے وہ حرت بخت عیسائیوں سے ملوڑ ہے
اور اس کا جواب ایک جزم کے مسلمان سے بہتر ایک نو مسلم فرخ نے دیا ہے۔

"عیسائیوں نے اس بات کے ثابت کرنے کے لیے بہت کوشش
کی کہ آنحضرتؐ نے اپنے لکھے سننے و دانت اور انجیل سے اتفاق
تھے اور یہ ہمیں نام ایک عیسائی سے تعلیم حاصل کی تھی۔

اگر یہ صحیح ہے تو خدا کی نسبت آنحضرتؐ کا یہ خیال پیدا ہوا
اور ہمیں زیادہ بعید ایک محال تھا، کیونکہ اس زمانہ کی قدرت
و انجیل اور عیسائی معلم اسی خدا کی تھیں کہ کتنے تھے جو خود

انکسٹم خدا تھا۔ فراموش کا شہر نامہ سنل کا انتہائی ہنری بنی کاستری
اپنی کتاب اسلام میں لکھا ہے "ان روایات کا تہ نگار جن
سے یہ ثابت ہو کہ محمدؐ نے عیسائیوں کو جو دوس اور ستارہ

پر سقر کے عقائد لایا، ان پر حاصل کیے تھے تاکہ اسے خالی
نہیں کیا۔ کیونکہ اس سے ہم عقائدات کی تشریح ہوتی ہے جو ان

قرآن و روایات کی آیتیں ہم معنیوں میں۔ لیکن پھر ہمیں یہ وجہ
و دم کی بحث ہے۔ کیونکہ کوئی فرض کر لیا جائے کہ قرآن آسمانی

کتابوں سے ملوڑ ہے۔ لیکن یہ عمل عمل نہیں ہوتی کہ کچھ میں یہ
مذہبی روح کیونکر پیدا ہو گئی، اور وہ انیت کا اور یا مضبوط

اعتقاد کیونکر پیدا ہوا جو اس کے جسم و روح پر بالکل چھا گیا ہے
یہی صفت آگے نہ آ رہا تھا ہے۔

"یہ محال ہے کہ یہ اعتقاد و رسالت اور انجیل کے مطالعہ سے پیدا ہوا
اگر محمدؐ نے ان کتابوں کو چڑھا ہوا تو انکو لٹا کر پھینک دینا کہو۔

وہ انکی نظرات اور وجدان اور مذاق سے مخالفت تھیں۔ اس قسم
کے اعتقاد کا کچھ کی زبان سے ادا ہوتا، انکی زندگی کا سب سے

بڑا منہر ہے اور وہی اس بات کی دلیل ہے کہ وہ رسول و مادی
اور رسول مانو نہ تھے۔" (انکسٹم ۱۳)

آخری سوال یہ ہے کہ خود محمدؐ رسول اللہ معلوم نے جو مخاطب کے نزدیک سادہ
اور استہزا رفتہ اس قرآن کی نسبت کیا دعویٰ کیا ہے؟ آیا یہ کہ یہی کہہ کر
سیرت بنائی ہوئی انسانی کتاب ہے یا یہ کہ اسے کہہ حرت بخت اللہ تھا

کا فرمودہ ہے جو محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ انسانوں کو ملا ہے۔ اس بحث
کے فیصلے کے لیے خود قرآن پاک کی طاعت و رجوع کرنا کافی ہوگا۔

قرآن پاک کا دعویٰ
کہ وہ خدا کا کلام ہے، سورہ بقرہ میں بود کے تذکرہ
میں ہے کہ وہ خدا کا کلام سننے کے بعد اس میں تحریف

کرتے تھے۔

و خدا کا ان فریق ستم سیمون یہودیوں میں ایک گروہ ہے جو اس کے
کلام اللہ فرم کر دینا منہا کلام کو سن کر پھر اس میں تحریف کرتے ہیں

معلوم وہ ہم معلوم (بقرہ) اس کے بعد کہ وہ اسکو سمجھنے کے لئے کہتے ہیں
"کلام اللہ سے مراد ظاہر ہے کہ قرآن پاک ہے" جبکہ سن کر دیکھ کر یہودی

کا ایک گروہ اس کے لفظوں اور سنوں میں تحریف کرنا تھا اور اسکو یا
اپنے قلم سے تصدیق کے مطابق بنانا چاہتا تھا یا اس کے مطابق تصدیق سن کر

اس پر اعتراض کیا کرتا تھا۔
کوئی یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ یہاں کلام اللہ سے مراد ذرا ہے۔ یہودیوں کے

مطالب میں تحریف کرتے تھے۔ مگر اس سے مسلمانوں کے استدلال میں کئی
فرق نہیں آتا۔ کیونکہ کلام اللہ جو ہے اس میں تواریک اور قرآن اور تمام دوسرے

صحیف الہی برابر کے شریک ہیں۔ جو معنی ایک کے کلام اللہ ہونے کے
ہیں وہی سارے صحیف الہی کے کلام الہی ہونے کے ہیں۔

سورہ فتح میں اللہ تعالیٰ اپنے ارشاد مبارک کو کہ جو قرآن پاک میں
وعدہ کی صورت میں وارد ہوا تھا کلام اللہ فرمایا ہے۔

پر یرون ان بیدو کلام اللہ وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے کلام کو بدل
دیں۔

یعنی انہیں جو غزوہ سے پیچھے رہ گئے تھے وہ چاہتے ہیں کہ ارشاد الہی
کو بدل دیں۔

۳۔ انکار جو کرتا رہا میں انکو قرآن سنا کر تبلیغ کا فرض ادا
کرنا چاہیے

قادر جمعی سیم کلام اللہ (توبہ) تو تم اسکو پناہ دو یا تمنا کہ وہ اللہ کا کلام
سن لے۔

۴۔ قرآن مجید کی نسبت بار بار اعلان ہے کہ وہ خدا کی طرف سے
تفزیل من رب العالمین (واقفہ) پروردگار عالم کا انعام ہوا۔

و انہ تفزیل من رب العالمین (شعرا) یہ قرآن ہنس پروردگار عالم کا انعام ہوا
تفزیل الکتاب من اللہ العزیز العظیم غالباً و صلی اللہ علیہ وسلم انعامی

(زمرہ - مائیدہ) ہونی کتاب
تفزیل الکتاب من اللہ العزیز غالب و انعام الہی انعامی ہونی
اعلیٰ

تفزیل العزیز العظیم (نبین) اس غالب رحم والے کا انعام ہوا۔
تفزیل من الرحمن الرحیم (صلی اللہ علیہ وسلم) رحمت والے رحیم کا انعام ہوا۔

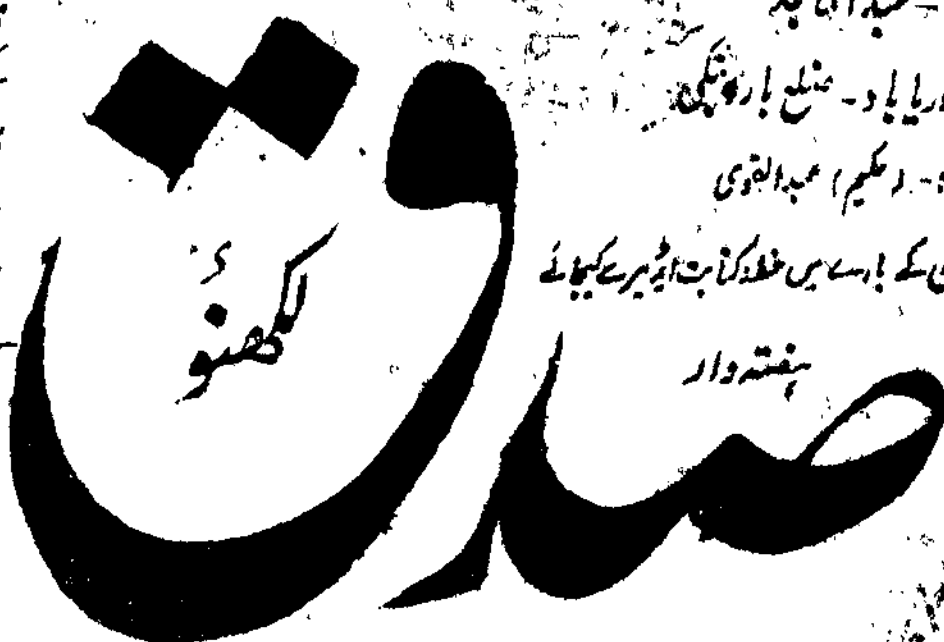
تفزیل من حکیم حمید (ص) حکمت والے حکیموں سے جو ہے
کا انعام ہوا۔

گزشتہ

خطہ کتابت کے وقت ہوا کہ نمبر فرمایا ہی حوالہ فرما
دیا کیجیے۔

والذی جاء بالبینات وحکم الخیر (اور جو وحی آت لے کر آیا اور جس نے اسکو سچا اور ہیروک پر ہرگز نہیں)

چند روز پہلے
کے متعلق اس پر پورے دل سے
محمد عبدالرؤف عباسی
مفت مدظلہ العالی
گورکھ پور - گھنٹہ



ایڈیٹر - عبدالمجید
پتہ :- دریا یاد - منیل بارہنکی
نائب - (علیم) عبدالقوی
مضامین کے بارے میں غلط کتابت ایڈیٹر سے کی جائے
ہفتہ وار
(۱۶۹۱ء تا ۱۳۹۱ھ)

چند سالہ
شادی
حاکم فیروز خان
مشتاق
نی پوچھو

نمبر ۲۴ - شوال المکرم ۱۳۵۹ھ مطابق ۲۵ نومبر ۱۹۴۲ء - جلد ۶

میں وہ پوری بات کہی یعنی یہ اعلان ہو گیا کہ حکومت ترکیہ آج سے جو
جمہوری ہے قومی ہے عمومی ہے انقلابی ہے اور اس خاص و عمومی یا غیر مذہبی
(مذہب سے) ہے اس لیے اس کے حامیوں کے دامن پر جو کچھ
لگا کر رکھی گئی ہے وہ سب کچھ سب سے پہلے ہی کی تبلیغی دنیا اس صورت حال
کا استقبال کس سرست و شادمانی سے کر رہی ہے اسکی خبری صاحبان
فرماتے ہیں :-

"اسلام کے قیود سے آزادی حاصل کرنے میں ترکی نے جو قدم
اٹھائے اعلیٰ کوئی اور نظیر نہیں ملتی اس نے حقیقتاً انحراف
کردی کہ چاہے فرد یا خاندان یا مادی قوم ہو اس پر
خود اندرونی حرکات کا اثر میں زور و قوت کا پڑ سکتا ہے
وہ بیرونی اثرات ترغیب بلکہ جبر و قوت کا نہیں پڑ سکتا
اسلام در لاء یو یارک - جولائی ۱۳۵۹ھ

اور پھر فرماتے ہیں :-
"اسلام سے یہ انقلاب آفرین فعل تعلق دینا کے کسی
دوسرے ملک میں نہ اتنا کا جن ہوا ہے نہ اتنی غیر متوقع
طریقہ سے (۱۳۵۹ھ)

حریف کی سرست آپ نے دیکھ لی - حزب صلیبیہ (کریسٹین)
کی جنگی فوجوں کی سرکشی عین کا بدلہ آپ نے دیکھا کہ اس نے کس طرح
اسن و آشتی کے تعادلوں سے آپ سے لے لیا ان ظاہر میں نگاہیں
کھینکی کہ اسلام کی گردنت و تبلیغی پڑ جانے سے سب سے پہلے کی طرح کچھ
ٹھیک ٹھیک رہے یہی کہہ کر انہی جی نہیں کر سکیے لیکن حریف ہمارے آپ
کی طرح نادان نہیں وہ دیکھ رہا ہے اور مدیوں سے اسے ہمارا ہے
کہ اس کی راہ کلمہ اصلی پھر نہ دہرت ہے نہ بدویت نہ ہندو دھرم

اس کچھ ایسی بہت زبانی نہیں کہیں اس میں ۱۹۴۲ء ہی کی وجہ کہ
فرمانی میں "اسلامی" حکومت میں غیروں کی زبان پر نہیں خود اپنی نظریں
'خلافت' بیٹھی تو سنی یہ کچھ کہ تھا کہ ترکیہ اپنے کو "اسلامی" حکومت کہہ رہی تھی
۲۴ اپریل ۱۳۵۹ء کو مجلس ملی نے جو دستور اساسی منظور کیا اس کی
دفعہ ۲ میں :-

"حکومت ترکیہ کا مذہب اسلام ہے"
اسی قانون کی دفعہ ۲۶ میں :-

"مجلس ملی ذمہ دار ہے قانون شریعت کے نفاذ کی"
اور اسی قانون کی دفعات ۱۶ و ۱۷ میں یہ تھا کہ صدر جمہوریہ اور اہلکاران مجلس
مجلس ملیہ اور اللہ کے نام کا ہو گا۔

دو ہی سال کے عرصہ میں یہ حال امنی بن چکا تھا اور یہ حقیقت انسانہ
۱۳۵۹ء میں "ترقی" کے نقیب سے بکا کر کہا کہ آج سے دیوانی عدالتوں سے
قانون شریعت فروغ پا اور اسکے سب سے سوزر لینے کے فرکیوں کا قانون جاری
دو سال اور گزرے ۱۹ اپریل ۱۳۵۹ء کو قضا و قدر نے سجدہ کی زبان
سے یہ اعلان کر دیا کہ

- (۱) دستور کی دفعہ ۲ فروغ - (یعنی اب حکومت کا مذہب اسلام نہ رہا)
- (۲) دفعہ ۲۶ میں ترمیم - (یعنی اب مجلس ملی کو نفاذ شریعت سے کوئی واسطہ نہ رہا)
- (۳) دفعات ۱۶ و ۱۷ میں ترمیم - (یعنی اب مجلس ملی سے اللہ کے اسم کے
صرف اپنی عزت نفس کا حوالہ دے دیا جائے)

جوتے ہوتے ۱۳۵۹ء آیا - اور اب (ارادہ روشن خیالی کی عین میں جو کہانی

ایسی قوم ہے جن کی نسبت شریعت ہے کہ ان کا نظام تعلیم نہایت ترقی یافتہ اور علم و فن کے میدان میں ان کے کامات سزاوارتہ ہیں۔

”فرمان کی جڑ یہ ہے کہ ہمارے ہنسون کے ظاہری مقاصد کے پس پروردہ فنی اقتدار کا بڑا ہر کار فرما ہے۔ ہر پلینڈے کی شدت سے زمین پرستی کا چوش انھیں نے خوب دکھایا ہے۔ اور وہ اپنی فنی ذہنیت بدل رہی ہے اور مذہب کی شمع نکل چوکی ہے اور فنی ترقی کی تلکھش میں وہ اخلاقی آفتیں کھڑی ہو چکی ہیں جن کی نشوونما ہدایت کے ظہور اور ان کی ثابت قدمی سے ہوئی۔“

”جب تک ہم ایک نئی سے علم کی تلاش میں لگے ہیں گے مذہب کی ہدایت اور باہمی دوست و محبت شائستگی کے راستہ پر چلتے ہیں گے اور جب تک جذبات اور فحاشیات پر قابو نہ ہوگا اس وقت تک ہم اپنی کوششوں کی ناکامی کا اندیشہ نہیں کر سکتے اور انھیں خدا ہمارے قدم میں دھرت کی جانب پڑھتے رہیں گے۔“

اقتباسات درخشاں و بلند ہمارے ادب و ہنر میں آتے ہمارے ایک آوازہ تقریر کے ہیں۔ تقریر جامعہ عقائد کے سامنے موجود کھلم کھلائی کی آویزی و مگر سنے کے معنی پر ہوئی۔ تقریر کی اصل کئی اقتباس کے پہلے ہی لفظوں میں مل جاتی ہے ”خدا کا نام، و مخلوق“۔ جس نے اس نکتہ کو اپنا ”کلمہ ایک انسان کی نہیں خدا کی ہے“ مخلوق درحالیہ کسی بادشاہ و ملک کی نہیں صرف رب الارباب بلکہ اللہ کی ہے اور ہمیں کوہ اپنا گیا!

نیا نقش فرنگ

مراد آباد (اپنے جنموں کے کالم میں)

”۱۰۔ نمبر۔ استنبول۔ آج کشتہ کو اہل ترکی نے ایک مکتبہ لٹرایا

لوگوں کا جھوم، خصوصاً جو اہل علم و ادب اور مردوں کے جھوم نے

چمک ادا کر دیں کہ بابت کی اور جمہور کے اپنی آواز کی

پہلوں سے آراستہ تصویروں کے سامنے کھڑے اپنے اس نظم کی

توشیح کی کہ وہ صمد و افون کے اس راستہ پر گامزن رہیں گے

جو ترکی کے ”لانہ ال سردار“ کی داشت ہے اور طبیب فاجر

ملک کی آزادی و عزت اور جمہور کے اصولوں کے لیے اپنی

جانیں قربان کر دینگے۔ یہ بوق جھوم کی ترکی کی برسی کا سوغ فنا

جو غلام ملک کی سوگ کا دن سنایا جاتا ہے۔“

مراد آباد۔ (اپنے ایڈیٹوریل کے بین السطور میں مذہب و فتنہ کے ساتھ)

پسے ری نامہ فتنہ اور استنبول کی آواز دینے کا بھی طریقہ نہیں ہر جگہ دی

ایک الپ!

آج پر بھی حنا اندھتے ہیں!

ہر جگہ ذکرہ ہی تصویریں اور مجسموں کا، ان جوان مردوں اور عورتوں کے مخلوط جھوم کا ایک کی آواز دی اور عزت اور جمہور کے اصول کے لیے جانیں قربان کرنے کا! ہندوستان میں جو خبریں بھی تھیں کہ ان میں تو نام کہیں قرآن اور اسلام کا خدا اور رسول کہلے آنا تھا! ان ترک کی لانہ ال سردار ہی ”تین ہمارا دینی ایمان لیکن سلطنت انارکھش ترکوں نے ہر بھی خواہ مخواہ ”ترکی“ کی ملگدی این بخت

ہندی مسلمانوں کا منہ اندھ کیا اگرچہ جنکریں جھلکے جو دکا با عالم ہے کہ اپنا ”لانہ ال سردار“ اکبر و دار الشکوہ کو تو خیر کیا بناتے اور ملک مذہب کے لیے اس نقیب کے دروازہ نہیں بلکہ آج ملک اپنا ”لانہ ال سردار“ عرب کے ایک آدمی کی کو آئے پہلے پہلے ہیں!

جواز و عدم جواز

”ہم تعداد یہ اور مجسموں کی نقاب کشائی کی انادیت کے قائل نہیں اس واسطے کہ ان میں ایک شریک ان پر مشدد ہے۔ اور ہمارا خیال ہے کہ کسی کی شریعت و امام کے لیے اسکا اپنی مقوس خدات کے ذریعہ زور انسانوں کے قلوب پر مسور ہو جائے گا کی ہے۔“ (تہجد رکن)

ایک روزانہ میں یہ شریک، بہت کی بیکش، گناہ اور اب کی تمہیں سننے کی ناپ اس میں صدی میں کوئی کہاں سے لائے! بعد ہی کر دی دنیا و نیست اور تاریک خیالی کی! حاکمیت، حرمت کا اختیار اپنی طرف سے، انارکھش و شافعی کو، مذہب و قانون کو نہ تھا۔ نہ کیا ترکی کے ”لانہ ال سردار“ اور ابدان کے رہنما ہمارے کو بھی نہیں! — حیرت و دلیل الہیہ ہمیں ہیں اہل سعادت کے کسی حرد عمل پر گرفت کرنے!

اسحاو کی دوکان

رسالہ نگار

ایڈیٹر نیا نقش فرنگ

”ہندستان میں اسے ایک کا پتلا رسالہ ہے جو برسوں سے اسلام

پر بے لاگ تنقید کر رہا ہے اور جس کے ایڈیٹر کے خلاف

مسلمانوں نے توہین مذہب کا مقدمہ چلانے کے لیے ایک ذریعہ

ہنگامہ بنایا تھا۔ اس کے علاوہ بلند پایہ علمی مضامین، ادب و

انشاء کے خوبات، باکیز و مقالات، عام فہم و مفید معلومات،

بہترین لطیف اور تفریح، عالیہ کے نونے بھی آپ کو پیش کیے۔ حجم ۱۰۰

صفحات چند سالانہ پانچ روپیہ

نیچرنگار، لکھنؤ

اب کی تو خبر نہیں لیکن آج سے پانچ سال قبل تو یہ اشتہار ہندو پر پس ہی

رسالہ کے نیچر کی طرف سے علامہ شاہجہاد تھا، جسکا دعویٰ آخر کے ساتھ ہے

کہ میں برسوں سے اسلام پر بے لاگ تنقید کرتے والا ہمارا رسالہ ہوں! مگر

۱۱۔ اکتوبر ۱۹۰۶ میں (اشتہار بارہ روزانہ حق (لکھنؤ) کے تبصرہ ذیل کے ساتھ

نقل ہو چکا ہے:-

”یہ اشتہار غیر مسلم اخبارات میں انھیں نیا صاحب کی طرف سے

شائع ہوا ہے جو ابھی کچھ دنوں سے قوم کے سامنے فنی عزم کی

طرح آئے تھے اور مسلمانوں سے غیر شرعہ سمانی مانگ کر اپنی

جان بچانی تھی، مگر اسکے بعد اگلے سال کا کیا طرز عمل ہوا

اسکا انوارہ ہندو جہاں اشتہار سے ہو سکتا ہے۔ مگر اب آپ

جز سطور کو دعوت دے رہے ہیں کہ آؤ مجھ خدا را سلام کے

سر پر ہاتھ رکھو اور ہماری حوصلہ افزائی کردہ کہ میں کسی عیسائی

کا غم اس سے زیادہ کب برداشت کر سکی تھیں۔ تجویز یہ پیش ہوئی کہ دفن مرشد ہی کی تربت میں کیے جائیں۔ احترام شریعت غالب آیا۔ باقی کی جانب چند گز ہٹ کر قبر بنی۔ اہل دل اپنا حجب یہ پہنتے ہیں کہ اسناد سلطان المشائخ سے پہلے اگر اس کشتہ عشق و محبت اور محبت سوز و گداز کے مرتد پر غنا سمجھا جاتی تو دل کی انگلیش کی چنگاریاں اور تیز روشن ہو جاتی ہیں!

بقیہ صفحہ ۳۲

کے ساتھ اپنے مذہب پر حضرت تمھاری خاطر ملے کر رہا ہوں۔
"ایمان" قریش کی شاہیں کم از کم شاعروں کی زبان سے تو آپ بہت سی سُن سکتے ہونگے، بے محابا "الحاد" قریش کی ایسی مثال اس سے نہیں کہوں دیکھنے میں آئے ہوگی!

نعتہ "شکار"

ریاست راہور سے ایک بار نامہ تصدیق ملے تھا ہے۔
سب سے فائدہ نگار کا مسلسل ذکر کر کے لکھتا ہے:-

"دنیا میں ہمیشہ اس قسم کے آدمی رہتے ہیں۔ یہ آزادی دے دے نہیں بلکہ منسل انسانی کی تباہی کا راستہ ہے جو آپ نے اختیار کیا ہے اور آپ کی یہ شرانگیز و سنگان باطنی حالت کو صحت طور پر ظاہر کر رہی ہے۔ کیا بیجا ہو گا، اگر آپ اچھی باتوں کا عقب دیا جائے، یعنی اسلامی، آپ میں آپ مسلمانوں کو گوارہ کرتے پاتے ہیں۔ ایسے مندر بار اور بار کا علاج زمانہ کے موافق اب بھی ہو سکتا ہے۔ اگر مسلمان اسکا ہڈوری سے غارت کریں اور کمال عدم تعاون، برتیں اور ہر جگہ کے سلطان، مار گیار کے باغی کی تحریک، پاس رہنے کے بعد سوچ کی حکومت سے اسکو ضبط کرادیں۔ حکومت راہور سے ہماری استدعا ہے کہ میں آپ پر اس تمام کے سلسلے میں نگار کا، اخلہ محبت کیلئے ریاست راہور میں بھی بند کیا جائے، جیسا کہ اور جگہ ہوا ہے۔ امید ہے کہ مذہبی دلائل کی کا لحاظ کرتے ہوئے ایسا حکم ضرور نافذ کیا جائیگا۔ (صلوات)

تیار زمانہ محترم معاصر ستارٹ اپنے تازہ نمبر میں لکھتا ہے:-

"ہماری بددیواری اور سعادتمندیوں کے سب سے بڑے قسیمی خزانہ کا نام قرآن پاک ہے۔ جس پر یہ اختلاف فرق تمام مسلمانوں کا اتفاق تمام اور اجماع عام تھا اور ہے کہ یہ انسانی اہل دنیا لالت اور خیالی قصص و حکایات سے بلند تر مذہبی حقیقت سے آتی ہوئی صداقت کا نام ہے اور اسی لیے ہم ہر خطا سے پاک اور ہر غلطی سے ستر ہے۔ میں ہر وہ شخص جو اسکی عصمت کو داغدار بنانے کی کوشش کرے گا، جس کا کٹ ڈالنا ضروری ہے۔"

بقیہ صفحہ ۳۲

سخن سخن دشمن گستاخ شاہ کے حضور میں مغل سماع گرم ہے جب اس شر پوچھا تو شبانہ می نہائی، برکہ بودی اشب کہ ہوز چشم سنت اثر خمار داردا
بادشاہ کا ذہن قدرے خور کے ظاہری مفہوم کی طرف گیا، اور غریب تعارف کی بے میاہی کا خیال نہ قال غریب کہ کتاب سلطان کی شکل میں اٹھا اڑتا کہ ایک مزاج داں دواپ شناس غم پر تے جھٹ ہاتھ بانڈہ عرض کی کہ "ہیر و مرشد! غزل خسرو کی ہے، تصویر کھینچ رہے ہیں اپنے تعجب گرداغ شب بیدار محبوب، محبوب الہی کی، کہ سارے رات کن کن اڑکھ، کن کن بشمال میں گزری، کون کون سے احوال، معائنہ سطر کیے، کہ جانے کا اثر سنت دن تک! قی ہے! معائنہ صواب لطیف ہیں اور انگوڑی دانتیں تبدیل ہو کر مٹی دشت کی عدد و گنجائش کی رعایت سے سرت ایک خسرو کے مور پر نہیں کہ دیا گیا، در نہ غزلوں کی غزلیں نہیں، وہاں سے وہاں لہریں ہیں انھیں مقامات و احوال کی تلخ سے، و ہوز خمار مارنا نہ کی توضیح سے، بندی کے وہے اورد غمیں ہیں، ایک دہائی تعداد میں نہیں پچاسوں اور سیکڑوں۔ سب میں ہی نقشہ جہا ہوا، میں رنگ بھرا ہوا۔ حد یہ ہے کہ مرشد خود فرمایا کرتے تھے کہ خدا قیامت میں پہچنے گا، کیا لائے ہو، جواب میں عرض کرو، چکا خسرو کو، گریو سنا بات میں ہوتے تو عرض کرتے، کہ الہی میری مغفرت اسی ترک کے سوز دل کی منیں کر دے! — بڑوں کا اور مرشد کا وسیلہ کوٹھم سے رہنے دیکھا ہے، چھوٹوں کے اور مرید کے وسیلہ بننے کی مثال حضرت امیر خسرو کے نصیب میں آئی!

سوز دل اور ذاتی عبادت کا عالم یہ تھا کہ پچھلی رات نماز پڑھنے کھڑے ہوتے تو سات سات چارے قرآن مجید کے پڑھ جاتے۔ جب تک دل ایسا درد و خشیت سے چرچر نہ ہو، اتنا پڑھا، ہر کسی کے میں کی بات؟ اور وہ میں ایک پڑھ رہیں گے، و بار میں تھے، ماں سے دلتی میں یاد لیا۔ معقول شاہرہ پر لالت دار ماں کے پاس ہو پہنچے۔ ان کی دنیا ت پر پورور مرثیہ لکھا۔ نہ قول مولانا شبلی، اور اسیں سال کی عمر میں ماں کی یاد میں اس طرح آنسو بہاتے ہیں، کہ گویا کوئی کم سن بچہ باک بک کر رہا ہے۔ یہ سب پر تو ہے اسی سوز و گداز کا، جیسا کہ اسلہ دلا دلا کر خود مرشد علیہ الرحمہ اپنی بھائی کے صاحب رہتے تھے!

مرشد کا نام و ریح انسانی تھا کہ حضرت محبوب الہی جنت کو سدھار امیر اہل سنت جنگاں میں تھے۔ خبر حشت افزائی تو بھگتا بھگتا دلتی یاد پئے۔ مراد پر حاضر ہوسے تو باقی اہل اداوت کی، بیت ہے کہ ہندی کا شرا اسی وقت پڑھا ہے

گوری سونے بیچ پڑکھ پڑا لے کسیں
ہیں خسرو گھر آئے سانچہ یعنی چودیں
باقی اباس ہیں اباس سب کچھ لٹا دیا، غالی اتم ہو بیٹھے، غم کی آگ میں جلتے، بھر کی بیٹی میں توڑ پتے، خود اپنے وقت کا انتظار کرتے تھے، اور مرتد بھیض کی دت پوری دلتی، کہ اور مرشد ۳۵ء سلطان ۳۵ء کے خود بھی اپنے محبوب سے جاتے۔ حضرت خا جہ میرزا بھی مرشد

ہماری شاعری کی خرافات

جناب شیادہ صاحب مدنی ایم اے کی ایک تقریر

مال ہی میں ایک شاعرہ میں شریک ہونے کا ماز پیش کیا جس میں غریبا نعمت مدنی پہلے کے غزل گو شعرا بھی موجود تھے اور وہ شعرا ہیں جو غزل گوئی کے ذریعہ عید کی پیداوار سمجھے جاتے ہیں ان پر غلوں سے ایسے ایسے شاہکار پیش کیے جیسا خیال کر کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں میں غزل گوں کا بڑا دلدادہ ہوں میں سبب ہے کہ گھٹیا غزل گو ہوں سے مجھے بڑی کوشش ہوتی ہے۔ محمد اور لغوی سنوں میں غزل گو آپ پر چاہے سمجھ رہے ہیں۔ اور سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ ان کے دل چاہے جو بلا کہ ہے۔ لیکن میں تو ان سے تیسرے درجے کو غزل گو غزل گو سمجھتا ہوں جو کہ ان کے قلم کا حاصل اس کے ہونے والوں سے مزاج کا ترجمان اور انسانی جذبات کے رقص و حرکت کا آئینہ دار ہو۔۔۔

لیکن میں شاعرہ کا میں نہ کہہ کر ہاں اس کے شاعرانہ تصور ہی کے لیے بھی یہ خیال چلنے والی نہیں آئے دیا تھا کہ ان کے اشعار مستعمل ہوں گے۔ اور یہ کیا اثر پیدا کرے۔ ان شاعروں کے قلم سے دو اشعار منسلک کر کے پوچھتے ہیں وہ عشق و مراد سے اس دور پر سنا اور بدست کے الفاظ یا فقرات کے اس درجہ عاری ہو چکے تھے کہ زندگی تنوع رنگی و تیز و تیز یا مرثیہ و ہجرت کا احساس کب نہیں کر سکتے تھے۔ اس قسم کے اشعار کو میں خرافات کہتا ہوں۔ الفاظ یا فقرات سے بچوں یا بزرگوں کی طرح کھینچا جتنا دل اور دیکھ ان الفاظ و حرکات کے بے چہرے اور اپنے جذبات کو بے زبان بنانا۔ بندھن کی تشبیہ استعاروں کے ذریعہ اپنی ذہنی بے مائی کو چھپانا۔ اپنی مروت کا رکھ رکھاؤ نہ دوسروں کی محنت و مہنت کا لحاظ نہ کرنا۔ ہوسے نہیں بلکہ دلوں کے سرسے لگے عقروں کو بار بار مرے لے کر چھپانا اور دوسروں کو خریک ہونے کی دعوت دینا۔ شاعری کے انہار میں یہ بھول جانا کہ حاضرین و سامعین میں کیے باؤں اور اپنے دلوں اور آبرو پر ہاتھ فوجاؤں کے علاوہ پڑھے لکھے شعرا بھی موجود ہوں گے۔ مشکل تو کیوں بلند آہنگ فقرات یا زبان و بیان کے چٹھاؤں سے ثابت کرنے کی کوشش کرنا کہ لوگ انھیں غالب احمد اقبال سے اونچا سمجھنے لگیں۔ بے وفائی اور کور باطنی نہیں تو اور کیا ہے؟

بعض چوٹی کے شعرا سے قطع نظر دوسرے عام اور بد شعرا ایک ہی دلیل ایکڑ میں بھٹنے یا ٹھٹھے نظر آئیں گے۔ زبان و بیان، ہجرت و حال کو کھنچ کر ادھن کا قافیہ و زبوں حالی، سب بستم رشک و رقابت، عشق و دہلی ایسا معلوم ہوگا جیسے ہر شاعر یا شاعر سے اپنے تئیں مبالغہ بیان کر رہا ہے۔ پولیس میں پٹ لگنا رہا ہے یا کسی مافقا۔ اس کے ہر سر عام میں جتا ہے۔ باہر ان سب کے جوہر میں کسی شاعر میں شعر چھپا ہے اور وہ شاعری کی خرافات کا اساس سب سے پہلے مالی ہے کیا وہ پہلے شخص میں جھوٹے شاعری کو بزرگوں کے ہاتھوں پر بڑوں یا بزرگوں کے نقطہ نظر سے نہیں بلکہ شعرا، صلحا، کے نقطہ نظر سے دیکھیں۔ انھوں نے

شاعری کا مقصد ہی رنگ و با۔ اور شاعری کو اصطلاحات کے غلبوں سے بچاں کر اصطلاحات کی زندگی بخش فنکارانہ سے روکنا اس کرنا۔ ان کے افلاس و اجنبیت سے اور شاعری کی آبروریزی۔ اس سلسلہ میں میں نے تقریر اکثر آبادی کا بھی نام لیا ہے۔ لیکن بڑی دانی پہلے سے ہے (تقریر حالی کا ایک دور سے سے ہوا زور کرنا درست نہیں۔ تقریر زیادہ تر پہلے گرد و پیش کی زندگی میں، ایک اور دور کی دیکھا ہی کہتے تھے۔ وہ زیادہ سے زیادہ فوٹو گراف تھے، پتھر تھے۔ ان کی اکثر نمایاں اسی ہیں جن میں وہ خود منسلک ہو گئے ہیں۔ لیکن اس طور پر کہ ان کی شخصیت ان کی شاعری کو اور ان کی شاعری ان کی شخصیت کو۔ ان کی نظر آتی ہے۔ حالی ایک طرف احوال کو نظر انداز نہیں کرتے تھے۔ دوسری طرف اس کا سچا مقام نہیں کہتے تھے۔ "ہی سال کو بعض اہستہ اہستہ کے کئی برسوں سے اس طرح دابہ رکھنا چاہیے۔ ان کی شاعری کا

مستحق (Mansur) سچ اور سب حال تھا۔

ان دونوں کی پروری کرنے والے آئینہ میں بچوں میں مرثیہ فوٹو کی دور تک بدل گئی ہیں۔ حالی شاعری، نقاب سے آواز میں نوازاں ہیں۔ اس سے وہ بھی شراچہ پیدا ہو رہا ہے۔ اردو شاعری کے طبعی اداسی۔ حالی سے تاثیر پر، تقریر کے ہر ذرہ لوگ ہیں جو یہ ایک اور خیال کو قلمی و انشائیہ کا مراد قرار دیتے ہیں۔

شاعری جو اس کے لیے ایک بکلا بنی "طریقہ کار ہو گیا ہے جس میں تجربات یا محبتات ذہنی کو کوئی دخل نہیں ہے۔ ہماری جدید شاعری میں اس نفس سے خالی نہیں ہے جیسا بھی سچاں اور نقیبوں ہی کا دور دورہ ہے۔ انقلاب، مزدور، سرمایہ، بھوک اپنی اپنی جگہ پر قائم۔ لیکن شاعری میں انکو دخل اس لیے نہیں ملتا ہے کہ ہماری زندگی یا تمدن کے یہ مطالبات ہیں بلکہ ان کے سناچے ہوئے ہیں۔ ہر کوئی سچے کی ضرورت نہیں مرنے والے کا بولنا چاہیے۔ اور نہ لے کر تھانا چاہیے!

حقیقتہً جدید شاعری کے بیشتر طبع داروں کے محرکات بھی وہی ہیں جو قدیم: انسان کے پردوں کے ختم۔ قدیم داستان کا سلاقی تھا یا ذہنی و اندلی کا۔ جس کا اظہار اس کے پیر، سیکھنے کی طریقہ شاعری سے کرتے تھے۔ نئے انسان کا بھی میلان جنسی ہی ہے۔ البتہ ذہنی و اندلی کی جگہ "آشفہ سرے نے لے لی ہے۔ اول الذکر اگر ایک محدود دائرہ میں گردش کرتے تھے تو موزوں کے جہاں نہ دائرہ ہے نہ حدود، صرف گردش ہے۔ زندگی کو سدھارنے، سوناٹے کی ان میں استعداد تھی۔ ان کو فکر نہیں ہے۔ ایک سزا جزا کا خاکل تھا دوسرا سرت قیامت کا مسمیٰ ہے۔

قدیم اور جدید اور شاعری دونوں سے نزدیک سخن بیکر تھی شاعری ہے۔ اگر ایک طرف شمع پر دانہ، جسے شمع سحرانہ رنگ و دھنزل، خام ابد، کو دیور، منچہ دین، ہوسے کر چشم آبرو پنچہ خالی، رنگ و رقابت، غرض اسی طرح کے نزدیک سخن کہے ہیں تو دوسری طرف مزدور، بھوک، غنا، سرمایہ دار، زمین

تحقیر و تحقیری کی فتنہ نگاری

نیاز تحقیری ایڈیٹر گلزار کے حالات سے ہندوستان کے مسلمان اپنی طرح واقف ہیں۔ کتنے کو قیدیہ حضرت اپنے کو مسلمان کہتے ہیں لیکن بیٹھ انکار دیتے اسلام کے خلاف رہا۔ کبھی تو یہ صحابہ کرام بھی مقدس ہستیوں کے ایک حصے کیا کرتے ہیں۔ اور کبھی اسلام کی تعلیمات پر سبھا اور نا جائز اعتراضات کیا کرتے ہیں۔ لیکن اس مرتبہ ان سے ایک ایسی ناقابل عفو حرکت سرزد ہوئی ہے جس سے ہندوستان کے مسلمانوں میں بید ہنر اب اور بیچینی پیدا ہو گئی ہے۔ انھوں نے گلزار بابت ماہ جون میں لکھا ہے "کلام مجید کو نہ میں کلام خدا سمجھتا ہوں نہ الہام، بانی بلکہ ایک انسان کا کلام جانتا ہوں۔ اور اس مسئلہ میں اس سے جس کوئی بے مصلحت تشکو کر چکا ہوں۔"

نیا کی اس حرکت کے خلاف تمام لب لباب احتجاجی خطے ہوئے اور نفرت و عداوت کے دھبے اس کے گئے ہیں۔ لیکن اس سے کام چلے گا نہیں۔ ضرورت ہے کہ ایسا عمل فوشل بائیکاٹ کیا جائے۔ ورنہ اس کے سارا کافور سقا لہ کیا جائے۔ ان کی سرشت اسی گندہی ہے کہ نہ صرف بنیاد پر سے راہ راست پر نہیں لائے جاسکتے ہیں۔

نیاز نے آج ہندوستان کے مسلمانوں کے سامنے وہی مسئلہ پیش کر کے رکھے نہ ہی جذبات کو برا لگھو نہ کیا ہے جس کے لیے ہزاروں مسلمان اپنا سر کٹا چکے ہیں اور آج بھی اس کی خاطر وہ ہر ممکن قربانی کے لیے تیار ہیں اگر انھوں نے جلد اپنی اس ناشائستہ حرکت سے توبہ نہیں کی تو قوم کے جذبات سے معلوم ہوتا ہے کہ انجام بہتر نہیں ہو گا۔ لیکن سوال تو یہ ہے کہ مسلمانان ہند ان کی توبہ پر اب اعتماد کب کرینگے جبکہ آج سے پہلے انھوں نے انبیاء کرام پر رکیاب اور کفریت چلے کیے تھے۔ لیکن مسلمانوں نے جب کدات ملامت کی تو توبہ کی اور عہد کیا کہ آئندہ اس قسم کی تحریریں لکھنے جس سے دنیا سے اسلام کو مدد پہنچے۔ آج تو سال بعد انھوں نے عہد شکنی کی ہے اور اسلام پر ان کا یہ حملہ گزشتہ تمام حملوں سے بڑھ چڑھا کہ اس لیے ہم حکومت برطانیہ سے بھی درخواست کوہنگے کردہ جلد سے طلبہ کے خلاف تادیبی کارروائی میں ملے لائے ورنہ عوام کی بھیجی روز بروز بڑھتی جا رہی ہے جس کی آئندہ روک تھام بہت مشکل ہوگی (مجید مغلہ، دیہنگ)

الحار ع

جن اصحاب کی سیاد و خبری اس ماہ میں ختم ہو گئی ہے ان کی عزت میں یہی پی روا نہ کر دے گئے۔ براہ کرم وصول کرنا کہ دغیر کو شکرا گزار خرابیں۔

شوکت حسین پڑھنے میں پڑناک ہیں میں خیر کر کے دغیر

(بقیہ صفحہ ۵)

جواب میں ہر گز مسلمان نے کہاں حصہ لیا اور یہ دکھا دیا کہ ہر قسم کے اختلاف کے باوجود ہماری وحدت کی یہ شہرگ آتی ہے نہیں کٹ سکتی۔ سنی، شیعہ، عقائد، غیر عقائد، دیوبند، برہمنی، مذہبی، امت مسلمہ یا اہل قرآن، یہاں تک کہ قادیانی و اموی ہر ایک شخص کو اس کے عقائد پر غصہ ہو سکتا ہے اور اپنے اپنے خیال کے مطابق اس کی پوزر تو دیں گی۔

ہماری کے زمانہ کا مثل ادیب مولوی راجہ من حسن خاں صاحب خیال نہیں نظر پڑا ہے ایک مذہب نامہ میں لکھتے ہیں کہ پچھلے پرچہ سے کلام اللہ پاک کی وحی پر جو مضمون شروعا ہوا ہے اس قابل ہے کہ اس کو شیعہ، سنی، سور سے میں چھوڑا جائے۔ اگر سور سے احباب بھی اس تحقیر کو نہ سمجھیں تو انی قبل اس وقت کیا جیسے کہ کیا ہو گا کہ جس سے ان کا دست نہ خیر ہو گا لکھا کر دیا جائے جو اس کا خیر ہے اب اس کا اب اس قسم کے فلم سے علی بنی

مذاہب لائے وہ دن کہ اس نیا نامہ کی شامت انھیں سے جائز نہیں ہو کر ہے!

پاکستان کا تحلیل

بنارس، ۱۰ مارچ ۱۹۴۷ء۔ کل مسرہ منہج تاد آباد میں صوبہ مسلم پاکستان کی سیاسی کانفرنس کے سرے اپنی تقریر میں انہوں نے "ہمارا مقصد تاترا میں حکومت کا قیام ہے جو کسرا اسلامی اصول پر ہو۔ ہماری پاکستانی حکومت کو ایران اور ترکی کے لوگوں سے کوئی سروکار نہ ہو گا اور نہ ہم کو کوئی شخصی یا شاہی نام لرا چاہیے ہیں۔ ہم نہ صرف یہ چاہتے ہیں کہ ہندوستان میں شریعت اسلام کی حکومت ہو۔ اور ہمارے ساتھ ہے کہ ساری دنیا کی حکومتوں پر ہماری شریعت مقرر ہو۔" ترکی اور ایران کی سلطنتیں ہرگز اسلامی طرز کی نہیں اور ان لوگوں سے اسلامی حکومت کی بابت ہرگز مدد کا نہ کہنا چاہیے۔

تقریرت قول پر لکھتے اقبال کی شخصیت کو نہ دیکھتے۔ نہ ہم کہ بہت سے "ملا سے کرام" کو شرمندہ ہونا پڑے!

تحفہ خسروی

(جناب میر صدق کی ایک قیم تالیف)

حاکم و محکوم کے باہمی تعلقات و فرائض پر قرآن مجید و حدیث کے حکام اور علماء اسلام و علماء ہونان کے بہترین افواں کا مجموعہ۔ بیشتر اقتباسات اصل فارسی میں۔ مصفاست ۷۷ صفحہ۔ اشاک ختم کرنے کے لیے قیمت میں غیر معمولی رعایت۔ سین مرت ۴۰ کے کٹ بھیجے پر روز کر دی جائیگی۔

المشتر: محمد نقی خاں۔ قصبہ دریا، ضلع اربنلی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

واللہی سجاہ بالیقین وصدق ہم اولکاف صحتہم

چندہ اور آٹھامی امور کے بارے میں
خط کتابت و فیرو اس ہند پر ہوا۔
محمد عبدالرؤف عباسی مستم "مفت"
مرشد آباد میں گولہ گنج لکھنؤ

ایڈیٹر:- عبدالمجید
پتہ:- دریا باو۔ ضلع بارہ ٹکلی
نائب:- (حکیم) عبدالقوی
مضامین کے بارے میں مراسلت ایڈیٹر سے کی جائے
ہفتہ وار

ادھر پڑھو گئے (۱۹۱۹ء)

چندہ سالانہ لکھنؤ
شمارہ ۱۹
برون ہند سالانہ
۱۹۱۹ء
فی ۱۰ چہ ۱۹

نمبر ۲۹ - دو شنبہ - یکم ذیقعدہ الحرام ۱۳۵۹ مطابق ۱۳ دسمبر ۱۹۳۹ء

ایک ڈراما

جس پر پردہ اٹھنے سے قبل ہی پردہ پڑ گیا!

ایک خبر:-

"حیدرآباد اور دہلی - معلوم ہوا ہے کہ بروز شنبہ ۱۲ دسمبر کے بجائے کلید انٹ جاسد عثمانیہ کی طالبات حیدرآباد میں ایسی مشین کلاب میں ٹینس کا "پرسن" نامی ڈراما ایڈج کر ٹیبل میں ہیں اور اب حکومت دہلی نے تعلیمات اور ان طالبات کے والدین جو اس ڈراما میں بیٹھتے اور اکادمی سے لے رہی ہیں اس کو چکے گئے ہیں۔ یاد ہو گا کہ انھیں طالبات نے اس ڈراما کو ۱۳ دسمبر کے دن تین بجے ڈراما کے سٹیج پر کیا تھا۔"

ایک مراسلہ - ہیرنگن میں:-

دہلی رسالہ ایڈیٹر صاحب - السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ "مجھے یقین ہے کہ آپ اس خبر کو بڑے ہی رنج و اندوہ سے سنیں گے کہ بروز شنبہ ۱۲ دسمبر کو کلید انٹ جاسد عثمانیہ کی طالبات جن میں کم از کم دہلی اسلام لڑکیاں بھی شامل ہیں تھیں "پرسن" نامی ڈراما ایڈج کر ٹیبل میں اور کر ہی ہیں اور اس موقع پر انہیں اب حکومت اور ان اداکاروں کے سرپرست۔ اس طرح کلید انٹ ۱۳ دسمبر کو ۱۱ بجے مجھے معلوم ہے کہ آپ نے ہمیشہ لڑکیوں کی اداکاری اور ان کے نفس و عہد کے شوق کی بڑی سختی کے ساتھ غلطی اور مذہبی بنیادوں پر مخالفت کی ہے اور مجھے کوئی حیرت نہیں ہوتی کہ آپ کی بار بار کی معقول اور مدلل مخالفت کے باوجود بھی ہمارے زمانہ تعلیم کا یوں ہی ذوق اداکاری پر اب پیدا اور بڑھایا جا رہا ہے اور فوجت جہاں تک پہنچ گئی ہے کہ کلید انٹ کی طالبات ایک شوق اور معزز گرد ہوں گے۔ آگے بھی ایڈج کر ٹیبل اور مشرقی اور اسلامی غیرت کو برباد کر رہی ہیں۔"

مراسلہ - ہیرنگن کا ایڈیٹر ٹیبل نوٹ:-

"واقعا اس رسالہ کے مضمون نے جس جبر و رنج پر پہنچا ہے۔ ہم اب اب حکومت سے اتنا عرض کرنا چاہتے ہیں کہ مسلم رسالے عامہ اپنی قوم کی فوجان لڑکیوں کی اداکاری اور بے پردگی کی سخت مخالفت ہے اور قبل ازیں کہ بہت دیر ہو جائے۔ اس مظاہرہ کو بند کر دیں اور نہ تو خود شریک ہیں اور نہ اب طالبات اور سرپرستوں کو شرکت کی اجازت دینا اس واسطے کہ سن بیٹ اکل دہ سب نامور ہیں اور زمانہ اداکاروں کو جن سے حکم ہے دین کہ ڈراموں کی مشین کو دہلی سے نکال دیں۔"

مستند صاحب مجلس علماء کی فوری اور بھل کا مذہبی:-

"معلوم ہوا ہے کہ اس ضمن میں حضرت مستند صاحب مجلس علماء دکن نے اشو منوری میں مدد صاحبہ کلید انٹ سالانہ تعلیمات دہلی کی قادی - مدد غلامی کے نام و ولادت جاری فرمائے ہیں اور ان میں مسلمانوں کے جذبات اور لے نامہ کا اظہار کرتے ہوئے تحریر

کیا اب بھی اس باطل بھار کے اس دعوے کی

”اس صورت میں امام یا وحی سے مراد صرف وہی ثابت ہو سکتا ہے کہ ایک انسان یا رسول کے دل و دماغ میں پیدا ہوتے ہیں اور جنہیں وہ مردودہ زبان میں نہایت کامیابی و خوش اسلوبی سے ادا کر دیتا ہے۔۔۔ قرآن مجید میں اسرائیلیات کا حصہ کوئی تاریخی حقیقت نہیں رکھتا اور نہ اسے کلام مجید میں درج ہونے سے پہلے صحیح کہا جاسکتا ہے۔ محدثوں میں اس قسم کی دو اہم قوتوں اور انجیل کے حوالہ سے یہود و نصاریٰ کی طرف سے نام طور سے بیان کی جاتی تھیں اور چونکہ قرابت و انجیل کے الہامی ہونے کا غلط فہم سیٹھی ہی سے قائم تھا اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی انکو محض بتیاد و اہمیرہ کے لیے بیان کر دیا اور اس سے بحث نہیں کہ وہ صحیح ہے یا غلط۔“

سچائی کا، فی نہ، نصیب ہو سکتا ہے۔

مشرکین کا تو دعویٰ ہی یہ تھا کہ قرآن خدا کا کلام نہیں اور نہ فرشتہ سکولواتا ہے بلکہ عمر اپنے جی سے گھڑ کر اور پڑا لے نصوں (اساطیر) اور کوشن کر بنا لیتے ہیں اور جھوٹ خدا کی نسبت کر دیتے ہیں۔ اب اگر یہی بات ایک نام کا انسان کہتا ہے تو اس میں اور ابولسب اور ابوجیل وغیرہ میں فرق کیا ہے۔ اگر ان مجید نے ان کے اسی اعتراض کو انفرادی علی اللہ (خدا پر جھوٹ یا نہ ماننا) کہہ کر ادا کیا ہے اور اسکی جابجا تردید کی ہے، کفار کہتے تھے، ان جو اتار میں نازل ہوئے علی اللہ محمد اکبر ایسا شخص ہے جو خدا پر جھوٹ کرنا (کفر) ہے۔

ام یقولون انزلہ علی اللہ کیا یہ کافر کہتے ہیں کہ پیغمبر نے خدا پر جھوٹ کرنا۔ (شوری) بانہا ہے۔

اس کے جواب میں خدا فرماتا ہے ”اے پیغمبر قل ان انزلیہ فنی اجرامی کہہ دے اگر میں نے خدا پر جھوٹ بانہا ہے تو اس کا گناہ مجھ پر ہے“

قل ان انزلہ فلا یفلکون لی کہہ دے کہ اگر میں نے اس قرآن کو خدا پر جھوٹ سن اور شکیلا (حقائق) بانہا ہے تو تم اسکی طرف سے میرے ساتھ ملو گے۔

سو، ہذا امام میں ہے اور اس سے بڑھ کر کون ظالم ہو گا جو اللہ عز و جل و من اعظم من انزلہ علی اللہ جھوٹ بانہا ہے اور جو اتارنا ہے کہ مجھ کو با اذلال ادھی الی دم یوم نہ دھی بھی گئی ہے۔ حالانکہ اس کو کوئی الہی شئی (خاتم) دھی نہیں آتی ہے۔

کیا عجیب بات ہے کہ قرآن پاک تو انفرادی کو نفعی کرتا ہے اور نام کا مسلمان اسکو رسول کے لیے ثابت کرنے کی جرات کرتا ہے۔ کفار کے اس دعوے (انفرادی علی اللہ کے جواب میں بتیاد آئیں میں جکا جان نسل کرنا بھی مشکل ہے۔

قرآن پاک میں لفظ وحی آسمان و زمین اور بعض جانوروں اور دیگر شئی کی شان میں بھی آیا ہے، اس سے اس غلط فہم کرنے پر توجہ کمال ہے، ”وحی کے لغوی معنی اشارہ و سرچاپ امام باقر علیہ السلام کے ہیں“ اور وہ میں اسکا صحیح مفہوم بر محل سوچو جو ”کے لغوی معنی ظاہر کیا جاسکتا

ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ قوت کسب و کتاب سے تعلق نہیں رکھتی، بلکہ فطری و ولایت ہے، اس لیے ہم کہہ سکتے ہیں کہ وحی ”خدا کی دین“ اور تفسیر ہے اس ذہنی قوت کا جو فطری انسان میں ولایت کی گئی ہے اور چونکہ یہ قوت انبیاء میں زیادہ پائی جاتی تھی، اور انکا ہر قول و فعل نوع انسانی کی خدمت کے لیے ہوتا تھا اس لیے یہ کہنا درست نہیں کہ انکی ہر بات وحی کا نتیجہ تھی اور انکے سنہ سے جو کچھ نکلتا تھا وہ اسی اشارہ خداوندی کے تحت ہوتا تھا۔ (جولائی ص ۵۹)

لیکن حیلوں میں جو کچھ کہا گیا ہے وہ وہی ہے جو گذشتہ پرچہ میں دیکھا گیا تھا، ان کے غلط فہم سے نکلا تھا۔ ”اس“ گذشتہ، ”الواصل“ گناہ سے ظاہر دیکھیے، کہ مسلمان کی گرفت سے گھبرا کر کہاں سے کہاں پونچھا ہے اسکا اصل دعوئی توبہ تھا

”کلام مجید کو نہ میں کلام خداوندی سمجھتا ہوں نہ امام ربانی، بلکہ انسان کا کلام جانتا ہوں اس صورت میں امام یا وحی سے مراد وہی اثرات ہو گئے جو ایک انسان یا رسول کے دل و دماغ میں پیدا ہوتے ہیں اور جنہیں وہ مردودہ زبان میں نہایت کامیابی سے ادا کر دیتا ہے۔“

آپ نے دیکھا، پہلے اس نے وحی و امام کے معنی انسانی تاثرات کے بتائے تھے اور اب ترقی کر کے قرآن پاک کی ان باتوں سے جس میں وحی کا لفظ ایک خاص معنی میں استعمال ہوا ہے، یہ نتیجہ نکالا ہے، کہ وحی کے معنی بر محل سوچو جو چھ کے ہیں۔ حالانکہ ان دونوں کے دو بیان انسانیت کا فرق ہے تاثرات خود فکر کے بغیر واقعات کے تغلیبی نتائج کا نام ہے جو شاعر کے کام کی چیز ہے اور جس کی قرآن نے اپنے معنی کی ہے، جو بقول شاعر ”یسی قرآن شاعر کا کلام نہیں“ یا ”یسی کہ تاثرات شاعرانہ کا نتیجہ نہیں“ اور ”سمجھو جو چھ“ انسانی غور و فکر کا ارادہی نتیجہ ہے، اگر قرآن پاک سمجھو جو چھ اور انسانی غور و فکر کا ارادہی نتیجہ ہوتا تو اسکی نسبت خدا کی طرف کر کے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کیا اسے انفرادی علی اللہ کے مرتکب نہیں ہو سکتے جس کا الزام کفار آپ پر لگاتے تھے۔

بہر حال اپنے معنوں کی دوسری منزل میں دھی نے بیان تک ترقی کی کہ کسی نہ کسی معنی میں وہ قرآن پاک کو وحی و امام ماننے پر آمادہ کیا اور جسکے قلم سے ایک مہینہ پہلے یہ نکلا تھا کہ

”کلام مجید کو نہ میں کلام خداوندی سمجھتا ہوں اور نہ امام ربانی“

اسکے قلم سے ایک مہینہ کے بعد یہ نکلا،

”اس لیے یہ کہنا درست نہیں کہ ان کی ہر بات وحی کا نتیجہ تھی اور انکے سنہ سے جو کچھ نکلتا تھا وہ اسی اشارہ خداوندی کے تحت ہوتا تھا۔“ (جولائی ص ۵۹)

اشارہ خداوندی کے تحت جو چیز ہے کیا وہ غلط ہو سکتی ہے؟

(باقی آجندہ)

بعد طمانیت ہوئی۔ اسکے قبل اکثر ڈیفٹ بایانس (سی آئی ڈی) کی نسبت
خارج ذیادہ ہو کر آٹھ ماہ سے دفتری بار فرمن ہو کر آٹھ ماہ - احمد شد کہ
اب حالت بدل گئی اور نمایاں ترقی حاصل ہوئی ہے۔ چنانچہ آٹھ کی تاریخ
یعنی سب سے کم اکوڑ پڑھنے میں تقریباً بارہ روپیہ قاذن غلات
کے بیابان موجود ہے۔ ایکٹوں کے ذمہ ڈھائی ہزار روپیہ بجا ہے اور
دفتر کے ذمہ رقم واجب الادا تقریباً ۱۸۰۰ (ایک ہزار آٹھ سو اسی)
روپیہ ہے۔ ایکٹوں کی باقی بقیہ قیاد وصول ہو کر رہی ہے۔

مطیع غلات کی حالت یہ ہے کہ گویا اسکی گایا بیٹ گئی۔ اسکا
پایا جاتا ہے کہ گویا جدید پس خرید گیا ہے۔ اخبار کی چھاپی اور
صفائی ایسی ہے کہ زمانہ اور ہفتہ دار اور غلات پڑھنے کے لیے
دلی رحمت پیدا ہوئی ہے۔

مردار اخبارات کے اسے انگریزی زبان میں بھی ایک ہفتہ وار اخبار
جاری کیا گیا ہے۔ گویا کہ اخبار مذکور میں گویا شیر خوار بچہ ہے لیکن
اسید کی جاتی ہے کہ وہ شش بخش طریقہ پر لغو نہ جائیگا۔

الغرض ادارہ غلات پس اور دفتر کے ہر شعبہ میں عزیزی راہ ملی محنت
نے نمایاں ترقی کی کہ اس بات کا ثبوت دیا ہے کہ اولد سراسر بالکل ٹھیک ہے
سیرت دلی دعا ہے کہ خدا سے تعالیٰ انکی بہت اور عظیم خدمت
قومی میں انجام دے اور انھیں دارن میں سرخند بنائے۔ آمین
سید تقی خضر۔ صدر مرکزی غلات کمیٹی۔ ۲۱۔ اکوڑ پڑھنے

بقیہ صفحہ ۳

تو فیض نہ ہو جائیوں اور بیٹوں سے فک جھوک نہ ہو، بلکہ اسکے برعکس
اس کے خطبات میں تذکرہ بار بار "رحمانیت" اور "شرافیت"
اور "حیا" کا ہوا ایسے پھیلے اور بے شک مجلسوں اور جلسوں سے آخر
حاصل کیا۔ عقیدہ کہ اب بھی غصہ نہ آئے اب بھی جھنجھلاہٹ اس پر
طاری نہ ہو تو آخر کیا ہو؟ سجدہ و بجا رہ بھی آخر کیسے درگاہ تک
غم کھائے؟ اور اب کیا ایسے موقع پر بھی اسکا قلم رنگ جانی کے
بجائے شان جانی کا مظاہرہ نہ کیٹھے؟

تحفہ خسروی

(جناب "رہمدق" کی ایک قدیم ایت)

حاکم و محاکم کے باہمی تعلقات و ذرائع: قرآن مجید و حدیث
کے احکام اور علمائے اسلام و حکماء جو ان کے بہترین اقوال
کا مجموعہ۔ بیشتر اقتباسات اصل فارسی ہیں۔ مختصر، صفا، سیرت، صفحہ
اسٹاک ختم کرنے کے لیے قیمت میں غیر معمولی رعایت۔ یعنی
صرف ۴۰ روپے کے ٹکٹ بیچنے پر روانہ کر دی جائیگی۔

المشتہر

محمد تقی خاں - قصبہ وریا باد - ضلع بارہ ٹنٹی

تاریخ عبرت

(پنجاب کے دو ہندو اخباروں کے شہادت)

دیوانی ہندوؤں کا ایک شور
توڑ ہے۔ چنانچہ دھرم

(۱) لاہور میں دیوالی کی تقریب

پہلی ہندوؤں نے اس سال بھی سب معمول دیوالی پر دیپ لٹائی۔ لاہور
میں اس تواریکی رونق دیکھنے کے لیے دور و نزدیک سے ہندو اور کھمٹے آئے
تھے۔ بازار کی بازار میں جہاں اس تواریکی غیر معمولی رونق تھی۔ ہندو اور
سکھ دیوانی بھاری تعداد میں دیوالی کی رونق دیکھنے کے لیے آ جا رہی تھیں۔
میں موقع پر بھیر بھاڑ اور ٹریفک کی مشکل سے ناجائز خاکہ اٹھاتے ہوئے
نندوؤں نے ان دیوؤں سے شخص مذاق کرنا اور آواز سے کٹا کرنا کر دیا۔
چنانچہ تنگ آ کر دیوؤں کو دکاؤں میں پناہ لینا پڑی۔ پولیس سے اس موقع
پر ان غصہ وں کے غلات فوری کارروائی کی توقع تھی مگر پوری نہ ہوئی۔
میں اپنے ہندو اور سکھ بھائیوں سے کہوں گا کہ اگر وہ اپنی مائیں اہلوں
اور استریوں کی رکشا کرنے کے قابل نہیں تو کیوں وہ انھیں ایسے سوتوسا
اکیلی بازاروں میں بھینے دیتے ہیں؟ اکثر دیکھا گیا ہے کہ رات کو سینا سے
آنے وقت غصہ سے انھیں شش ذائقہ کرنے لگ جاتے ہیں۔ کیا ہی بھلاؤ
اگر ہندو اور سکھ دیوانی اس طرح اکیلی باہر نکلنا چھوڑ دیں۔ اساتھ ہی
غیر معمولی اور پختہ ایل بن کر بازاروں میں نہ بھٹک کر رہیں۔

(۲) لاہور میں دیوالی
دیوالی کی رات کو اسکے پھرنا رکھی لاہور
میں شرمناک نظارے دیکھنے میں آئے۔

قوم کے فوٹالوں نے؟ اپنی بہنوں کی بے عزتی کی۔ تہا نابیوں کی بھیر میں
دھنکے دینگے۔ ذائقہ کو سمجھائی بات سمجھا گیا۔ وہ رہ کر سوال پیدا ہوتا
ہے کہ ہمارے نوجوان کہ مر جا رہے ہیں؟ کیا یہی تعلیم ہے جس کے لیے قوم
کا روپیہ بے ادبی کے ساتھ بنایا جا رہا ہے۔ اگر تعلیم حاصل کرنے کے بعد
ہمارے نوجوانوں کا اخلاق اس قدر ہی پست ہوتا ہے تو ایسی تعلیم کا کیا
فائدہ؟ کیا ضرورت اس امر کی نہیں ہے کہ اس سوال پر سنجیدگی کے ساتھ
غور کیا جائے۔ کالجوں کے پرنسپل و منتظان دیکھیں کہ انکے کالجوں کے
نوجوان کس درجہ پر جا رہے ہیں۔ جس قوم کے سپوت؟ بلکہ تقریباً
پندرہ اپنی بہنوں کی اس طرح بے حرمتی کرنے میں ذرا بھی جھجک محسوس نہیں
کرتے وہ ناک ترقی کر سکتی ہے۔ تجربہ نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ لاٹوں
کے بیوت باقوں سے نہیں آتے۔ اگر ایک دفعہ دیوالی کے موقع پر ایسے
لاہور پذیر آزاد نوجوانوں کی اچھی طرح مرست ہو جائے تو یقیناً انھیں دھرم
بارکسی دیوالی کی بے عزتی کرنے کی جرأت نہ ہو۔

دفتری غلات کی نظر میں

لاہور سے ترجائی (مدرس) جلتے ہوئے غلات دھرم بن گیا۔
دور اساتھ استریوں دفتری غلات نے آواز و خراج کے گوشوارہ لاہور کو بھیجے

کلام الہی

(از جناب یحییٰ شہاہ نظامی مداح)

۱۔ ۲۷ سے ۲۸ صحتی مرتبہ نے وحی کی حقیقت، دو لفظوں میں بیان فرمادی قیل لی قل فقلت (نہادی) اور قرآن سننے وحی کا لفظ ہونا (نہادی) قرآن عربی سے اور کہ کتاب اور عینا ایک سترنا عربی سے ثابت کر دیا ہے۔
گفتہ اور گفتہ اللہ ہو۔
گرچہ از مطلق مبداء ہو۔

آیات احکام حدیثا یغفر لی (یکسی) کہ بنائی ہوئی باتیں نہیں احکام ہذا القرآن اس بغفر لی من دون اللہ (قرآن غیر خدا کا بنایا ہوا نہیں) اور عینا ایک قرآن عربی سے ثابت ہے کہ قرآن کو خدا نے عربی میں وحی کیا ہے۔ اسی پر سلمان قرآن کو از آتم سارا الناس لغفلا یعنی کلام اللہ ماننے میں۔ اسکے بعد بھی کا: اتنا اسکے ماننے کو متاثر نہیں کر سکتا۔ بلکہ سلمان ہر زمانے والے کو ان ہذا الا قول البشر کہنے والے کا ہمنوا تصور کر کے ہر مجاہد اور آج کی مدللے ان ہذا الا قول البشر کو اس اگلی آواز کی مدللے بازگشت سمجھنے پر مدد دے۔

(۱) قرآن خود معرفت کہ قرآن
! لفظ کلام اللہ ہے۔

نزل علیک الاناب الحق (قرآن)
وہذا کتاب انزالہ مبارک

(انعام ۲۰۵)

- | | |
|---------------------------------------|--------------------------|
| کتاب انزل الیک | (اورات) |
| کتاب انزالہ الیک | (ابوہم) |
| یا انزل الیک الکتاب لا یفتین ہم | (مخل) |
| محمد اللہ الذی انزل علی عبدہ الکتاب | (کشف) |
| واتل ما وحی الیک من کتاب ربک | (کشف) |
| والی ما وحی الیک من الکتاب | (عکلم شرا) |
| تنزیل الکتاب لا رب فیہ من رب العالمین | (سجدہ) |
| تنزیل الکتاب من اللہ العزیز الحکیم | (مومن و مجاہدہ و افتخار) |
| و انزل اللہ علیک الکتاب والحکمۃ | (مشاورہ) |

قرآن سے قرآن کا کتاب اللہ ہونا ثابت اور مسلم۔ مگر عقل پر ہی کا اس میں اتنا معرفت کہ کتاب تو خدا کی گمبارت نہیں۔ یعنی خدا سے کتاب وحی مگر سادہ چمک دے دیا اور آنحضرت نے سنائی اس کی تائید پر ہی کرنی۔ نہ تو اللہ۔ اتنی ہمت بانسان کتاب کا سولے علی الباری ہونا اور عبارت کا معنی عن اللفاظ ہونا کسی ذہن یا دماغ میں نہیں آ سکتا ہے؟ کیا تصور محال خود محال نہیں ہے؟ قرآن کتاب اللہ ثابت ہے تو اس کی عبارت بھی خدا کی اور عبارت عن الفاظ سے بھی وہی لامحالہ خدا ہی کی شہری۔ کتاب اللہ اور محل تصرف اختیار ہو یا قرآن تک کو کیتون الکتاب بابوہم تم بقولون ہذا من عند اللہ کا مصداق بنانے کی مشربانہ سنی! مگر اس خیال سے محال ست وجہوں۔

(۲) قرآن معرفت کہ قرآن خدا کا۔
صنوبن خدا کا۔ اور امر و نواہی خدا کے
اور قصص و امثال خدا کے۔

ولقد صرفنا فی ہذا القرآن لعلہ
(یعنی اسرائیل - ۵۷) قرآن
میں ساری باتوں کے بیان ہو۔
انزل من القرآن ما یشتاق

و حمتہ (یعنی اسرائیل - ۹) شفا و احوالی اور رحمت بھی۔
ولقد صرفنا فی ہذا القرآن لئلا یس من کل مثل (یعنی اسرائیل - ۵۷) (کشف ۵)
قرآن میں الگ گنت تمثیلیں بھی ہیں۔
و کلا نقص نایک سے نایک و اصل و بدو (۱۰) قرآن میں الگ پندرہ کے نقص بھی ہیں۔

تتلوا لعلکم من نبالہ و فرعون الحق (قصص - ۱۷) قرآن میں حضرت موسیٰ اور فرعون کا اصلی قصہ ہے۔

حق۔ و القرآن ذی الذکر (دس - ۱) قرآن میں پندرہ و نہاد بھی ہیں۔
فما حکم شیخہ یا انزل اللہ (ماکہ - ۷) قرآن کے قرآنین و عنو ابط بھی ہیں۔
سنقر لک فلا تنسی (اعلیٰ) ہم آپ کو قرآن الیسا پڑھا سکتے کہ کسی بھی نے پانچ
اما انزل علیک القرآن تزلنا (دہر - ۲) ان علینا حبہ و قرآن تم ان علینا یا
(قیامہ) آپ کے سینہ میں قرآن کا حج کرنا۔ آپ سے پڑھا ہوا۔ اذہ ہے۔
جب آپ کو ہم پڑھا دیں آپ ہمارے پڑھانے کے برابر پڑھا اور آپ سے
اس کا بیان کر دنا بھی ہمارے ہی ذمہ ہے۔

قرآن کے الفاظ اور معنی خدا کے نہیں آنحضرت کے ہوتے تو نقص ان علینا حبہ و قرآن ناذا قرآنہ خارج قرآن کی عزت نہ ہوتی۔ آنحضرت کو آنحضرت ہی کے الفاظ بار بار یاد کرنا پڑے اور روزہ کے پڑھانے کی ذمہ داری سنقر لک اور ناذا قرآنہ خارج قرآن کے رسد سے عذاب تو نہ ہوتی۔ آنحضرت کو آپ ہی کے الفاظ اور سب سے بار کرنا پڑے کی عزت کیا؟ اور یہ ہم بانسان اہتمام کیوں؟ کیا یہ بھی یہ بے لگت کی عزت ہے کہ یہ سارے اہتمام آنحضرت کو خدا کے الفاظ یاد کرنا پڑے گئے تھے۔ کیونکہ قرآن خدا کا کلام۔ نہ کہ کا بیان (اور خدا کا مخلوق تھا اور اس کو آنحضرت کے سینہ پر بار کرنا یہ منوط کر دنا تھا۔

(۳) قرآن کی سورتیں خدا کی
قرآن کی عبارت خدا کی
قرآن کی آیتیں خدا کی

بنائے اور اسکی عبارتیں یا آیتیں ہم نے مرتب کیں۔
و اذا انزلنا سورۃ نظر منہم الی بعض (توبہ - ۵)
و اذا انزلنا سورۃ محکمۃ (احقاف)

تک آیات اللہ تبارک علیک بحق (بقرہ - ۲۲۵) آیات اللہ فرمایا
آیات الہی نہ فرمایا اور آیت کے معنی ہیں سارے پورے ٹکڑے کے
تک آیات الکتاب الذی انزل الیک من ربک بحق (دہر - ۱)
و اذا قرأنا آیت مکان آمین اپنی مجلس کے تحت کسی عبارت کو بلکہ
اللہ اعلم بما نزلنا تو دوسری اس کی جگہ رکھ دینے ہیں تو
انما انت مفتر۔ (مخل ۱) لوگ باوجود اعلیٰ سے کہنے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ
قرآن کے الفاظ کو الفاظ رسول تصور کرتے دانتے ٹھنڈے دل سے

خوبی کی قرآن کی جابجائی اور آیتیں خدا کی زبان پر آنحضرت کی جب خدا کے
کی عبارت کو اپنی عبارت فرما ہے تو الفاظ خدا کے کیوں نہیں اور کیسے نہیں؟
تاک آیت القرآن (یوسف)
تاک آیت القرآن (یوسف)
تاک آیت القرآن (یوسف)
تاک آیت القرآن (یوسف)
تاک آیت القرآن (یوسف)
تاک آیت القرآن (یوسف)
تاک آیت القرآن (یوسف)
تاک آیت القرآن (یوسف)
تاک آیت القرآن (یوسف)
تاک آیت القرآن (یوسف)

تاک آیت القرآن (یوسف)
تاک آیت القرآن (یوسف)
تاک آیت القرآن (یوسف)
تاک آیت القرآن (یوسف)
تاک آیت القرآن (یوسف)
تاک آیت القرآن (یوسف)
تاک آیت القرآن (یوسف)
تاک آیت القرآن (یوسف)
تاک آیت القرآن (یوسف)
تاک آیت القرآن (یوسف)
تاک آیت القرآن (یوسف)

تاک آیت القرآن (یوسف)
تاک آیت القرآن (یوسف)
تاک آیت القرآن (یوسف)
تاک آیت القرآن (یوسف)
تاک آیت القرآن (یوسف)
تاک آیت القرآن (یوسف)
تاک آیت القرآن (یوسف)
تاک آیت القرآن (یوسف)
تاک آیت القرآن (یوسف)
تاک آیت القرآن (یوسف)
تاک آیت القرآن (یوسف)

(از غزل)

تم رہی (رب) اسکو بخوبی کہو

دکھ لک اور جیسا ایک قرآن اور اسی لیے ہم نے قرآن آپ پر علی بن
عربی (شواہد) وحی کیا ہے۔ (پھر قرآن کی عربی سند ملی ہوئی
یا آنحضرت کی)

عربی زبان میں قرآن کے نازل فرمانے کا خدا کو بار بار اعتراف کرنا ان کو
اسی اعتراف عقل انسانی اس پیش میں کہ کلام مطلق منزہ من الفاظ
والعبارات کیوں نہیں؟ خدا کو اسرار قرآن کا عربی متن میرا اگر عقل جوی
اشیاء الا قول البشر کہنے پر مضرباً دیکھ لک اور جیسا ایک قرآن عربی کے
بعد بھی وحی تنکو سے اعتراف اس شخص عربی کے بعد بھی الفاظ قرآن کو
نعم خداوندی کہنے میں عار یا جس عقل و دانش بیا دیگریت (دہر و کون)

کمرہ القاس

(از حکیم عبد القوی اسٹنٹ ایڈیٹر)

صدقہ ملک سو خ ۱۹۔ آیت میں اس نیاز خدا کا ایک وسیعہ آپ
سب کی خدمت میں شائع ہو چکا ہے۔ اور اسے بندہ وسیعہ نقاد میں کلک
اور مصداق ڈاک برداشت کر کے جلد خریدار ہجرات کے پاس فردا فردا
ہیں روانہ کر دیا گیا۔ درخواست آپ حضرات کی بہت کے لحاظ سے کچھ
بڑی نہ تھی۔ صرف یہ تھی کہ ہر صاحب دو نئے خریدار ہم ہونا دیں۔
صدقہ خریداروں میں سے اگر صرف سو سو اس نے بھی اس گزشتہ ہجرت
فرمادی ہوئی تو صدقہ کا مالی مسئلہ حل ہو گیا ہوتا۔ اور آج خریداری کی
میزان چھ سات سو کے درمیان ہوتی۔

افسوس ہے کہ قریب کے غلات پورے ٹوکرم فرماؤں نے بھی اس پر توجہ
نہ فرمائی۔ تیار کیا سنی، سچاس میں ابی عمر توجہ نہ ہوئے۔ صرف ۸۰ ہجرات
نے عملی ہمدی کی عزت کا احساس فرمایا۔ ان میں سے ۱۳ صاحبوں نے
ایک ایک خریدار و صاحبوں نے دو دو اور دو دو صاحبوں نے ۱۰۰ اور
۴۰ اور ایک بزرگ نے ۵۰ اور ایک نے ۵۰ خریدار و مست فرمائے۔
ان سب کا دلی شکر یہ۔ لیکن میزان ان خریداروں کی کل ۵۰
ہوتی ہے اور کئی ایک کے ای بی ان میں سے بھی وہ بھی آگئے!
وہ تو کچھ کہ خود اپنے بڑے صاحب کی آواز پر بلبل گئے۔ دے کچھ مالی حیل
حضرات عمل آئے، اور صفحہ، نقیبے شرکت کرنے والے ہجرت ہمدی
صدقہ کے ارکان کی تعداد کا غلط پل ۱۳ ایک اور عملاً ۱۲ ایک (اس لیے
کہ ایک صاحب کی رقم ابھی تک فرموصول ہے) پورے گئی اور متفرق حلالا
یہی حصہ کے وصول ہوئے۔ ورنہ میرا احساس تو کیا چاہیے کہ بے خبری
سارا۔ کیا ان ۸۰ خریداروں کے علاوہ باقی حذر و تدابیر صدقہ اب بھی
اپنی عملی ہمدی و توجہ سے خریداری رکھیں گے؟

شیخ شرکت حسین پڑنے میں پڑھنے پر جس میں ایک ایک دفتر خباہت

وَالَّذِينَ جَاءُوا بِالْبَيِّنَاتِ وَهُمْ كَاذِبُونَ

ایڈیٹر: عبدالماجد
پتہ: دریا باغ، منگل پور، دہلی

نائب: (مکرم) عبدالنور
مضامین کے بارے میں مندرجہ ذیل آڈیٹر سے کی جائے

سرخ لکھنؤ

دور دور سے بھی پاتے، لے کر آیا اور جس نے اس کو پہچانا وہی لوگ پہچان گئے
چندہ اور انتظامی امور کے متعلق
مراست اس پر کی جائے گی۔
محمد عبدالرؤف عباسی قلمی اخبار احمد
شد آباد پٹنہ۔ گاندھ گنج۔ لکھنؤ

چندہ سالانہ
مشتوی
بروز شنبہ ساکنہ شعلہ
آہستہ آہستہ

شمارہ ۳۰ - دو شنبہ - ۸ - ذیقعدہ الحرام ۱۳۵۹ - ۹ - دسمبر ۱۹۴۷ء

سچی باتیں

مناظرین کا فریق
و جہاد جہاد
کثیرا (فرقان)
آیت (۲۷)

ایسا نہ ہو کہ کافروں کے کہنے میں آمادہ انکی بات
ان لوگوں کے آگے جھک جاؤ، بلکہ ان سے تو بڑا
مقابلہ کرو ان کے مقابلہ میں اس قرآن کے ذریعہ
سے جہاد اختیار کرو انہیں اسی قرآن کی لگجھوت دیا
ثبات کے ساتھ لڑو اور لڑو۔

ماہر ہم میں ضمیر قرآن کی جانب ہے، یعنی قرآن کے ذریعہ
سے جہاد کرو، مقصود اور مطلع نظر قرآن ہی کے قانون کو لکھو۔ قرآن ہی کو
ایمان میں لے کر اٹھو قرآن ہی کی راہ کا سب کو بلادادو اور قرآن ہی کی منزل
کی طرف سب کو بلادو۔ اس راہ پر لے آؤ اور اس طرف نہ جانے میں جہاد
بغیرا بہت سخت کرنی پڑیگی، جان کھپانی پڑیگی، لیکن راہ ہے ہی۔ حکم ہے
اسی کا۔ اور اُسید ہے اس سختی کے ساتھ مسکین قرآن کی راہ پر نہ چلنے کی۔
ان کے ہلکے کے افواج نہ کر سکتے، انکی بات میں نہ آجائے گی ان کے
حور طریقے انکی روش و سلک اختیار نہ کر سکتے گی۔ آیت ایک بطور
نمونہ نقل کر دیتی تھی۔ درہنہ اسی سنوں کی مختلف پراپیٹوں، اور مختلف
عنوانات سے اوکھنے والی تھیں جو وہ چاہتیں، بیجا سوں بلکہ سیکڑوں میں

قوانین کے پس پاس، چھپا جائے، فتنائیں بس جالے، انکی
غیر قرآنی معاشرت، سیاست، اخلاق سے بناوت کی نہیں، یہ کیا ہے کہ
آپ زندگی کے ہر شعبہ میں ہر شعبہ کے ایک ایک جزئیہ میں اپنے ایمان
اور اپنے قرآن کو حاکم بنائے کے سب سے اعلیٰ انہیں تابع و محکوم بنائے
ہوئے ہیں؟ تابع و محکوم کیوں ایمان، انکی ہندو متھن انکی فرنگستان
کے مشیر کوں کے ناسخ کے، ایمان کے مزدک، اس کے یقین کے اہم
و خیالات پریشان کے، سچی عقل آپ نے سپرد رکھی ہے ان
سے، عقول کے جن میں اتنا فہم نہیں کہ توحید کے خالق ہو سکیں، خدا کو
ایک اور کیا ان میں، اپنے اخلاق کی بات دے رکھی ہے آپ نے ان
سے، غیر قرآن کے، ان میں، بچنے نہ سیکھ سیکھ، و سفارتیں کوں فرق ہی
نہیں اور جنگی نظریہ، مرد و عورت کے رشتہ دار، و کولی سنی ہی نہیں
بھرت و مادہ کے جوہان و شہوان، و انقی خلق کے، اور انقی تمام پر فخر
مہا اہست کے ساتھ آپ چلنے لگے ہیں ان قوم کے، جیکے مخالف عقل میں
نہ شراب پیئے سے فتور عقل لازم آتا ہے، نہ جنس، اپنے محسوس کا خون
چوسا چوس کر سو دہے سے کوئی یقین آتی ہے، جس میں جو سے کی بڑی بڑی
بازیاں لگاتے ہیں کوئی بات دہتا ہے، محض اس لئے کہ کام آوے
و مہلا میں شادمانی محسوس ہے کہ غریبوں اور دیووں اور دانشوروں نے
اپنے جہروں پر نقاب پیوے کے ڈال سکے ہیں!

ایک حرکت سے مدد آتی ہے کہ فلاں لیڈر نے سود کو جائز قرار دیا
ہے، اور سودی کاروبار کو ترقی دینے کے لیے بینک کھلوادیے ہیں، دوسرے
لکھتے ختم آتی ہے، کہ عورتوں، بچوں، و سب میں رونا، حجاب کے ساتھ
بہر کلنا تو ناجائز قرار دیا گیا ہے، نیز حرکت سے آزاد اٹھتی ہے کہ
ملاں لکھتے شراب بخاری کی عام اجازت ہو گئی ہے، شراب کو دکانیں
عامیہ کھول گئی ہیں، ایک اور سمت سے اصلاح ملتی ہے، کہ اس ملک

یہ علم اگر عارضی اور پہلی صدی ہجری یا چھٹی صدی عیسوی کے ساتھ
مخصوص تھا، جب تو خیر، لیکن اگر آپ کے سمجھ میں ہر ملک ہر قوم ہر زمانہ
کے لیے ہے، تو آج آپ کیوں قرآنی حکومت کی بے سیل و تدریج کے لیے مضطر
نظر نہیں آتے؟ آپ کو یہ کیا ہو گیا ہے جو اتنی آپ کے دل میں تڑپ
قرآنی حکومت کی مالگیری کی نہیں؟ قرآنی نظریات قرآنی اصول قرآنی

قرآن کے مادے قوانین دیوانی و دنیوی ہر قسم کے رکن دینے گئے ہیں۔
آپ ان سب چیزوں پر ناخوش ہونے کے بجائے دل میں چین اور کھنکھاس
کرنے کے بجائے انہیں ارتداد کا پیش خیمہ بلکہ یہی ارتداد کھینے کے بجائے
انہیں پر خوش ہونے میں ذکر اور چچا اس طرح کرتے ہیں کہ گویا کوئی بڑی
نصرت مل گئی ہے اور سارا دہ قلم اور زور زبان ان خداداد اسلام کی
حمایت و نصرت میں صرف فرمائے گئے ہیں اور دل سے دے کے پیش
کہتے ہیں کہ فلاں دینی کا بیانی تو عامس ہوگئی! بندہ غور فرمائیے کہ کس
قسم کا تمدن کس طرح کی اسلام دوستی ہے! اسلامیت اگر اسی کا نام ہے
تو آخر یہی کیا ہے کس کو کہا جائیگا؟

گورہ شاہی شکنجہ موت

اسمیت ہیں، ”تربک بولات“ کے ذائقہ شباب میں ہندوستان سے۔ بلایا اٹالاغ
اور سر کا سانہ خود جا کر کیا

ہر پارٹی اور ہر ملک کے لوگوں
نے مجھ سے ملنے میں سرفرازیہ
کا اور میں نے بھی ”آسٹریلیا“
وغیرہ کا کیا اور ہر جگہ ہندوستان
ہی کے کھوج میں رہے۔ غلام۔ یہ
۱۸ سال تک ہند اور اہل ہند ہی کا
ملا لہ کرتے رہے۔ میں نے تقریباً
۲۰ صفحات کی ضخامت کا کتاب
(Nationalism
and Reform in India)
رأیت اور اصلاحات ہندوستان کے
نام سے امریکہ کی پبل (Yale)
یونیورسٹی پر سے شائع کی اور اپنے
نزدیک کاوش و تحقیق کا کوئی دقیقہ
اٹھائیں نہ کیا۔ سلسلہ کے شہر

گمار کے داخلہ کی ممانعت

(اسکلت ۳ صفحہ دکن میں)

”آخر ہماری گورنمنٹ نے ”گمار“ جیسے مسلم آزار مادہ نامہ کی بندش
کا حکم جاری فرما کر مسلمانوں کو منونیت کا نوٹ دیا۔ گمار کے
بہت سے نسخے بڑی حیرت کی بات ہے۔ اسی اسلامی سلطنت کے
مسلمانوں کی ایمان سوزی کا کام کر رہے اور صاحب گمار کو اپنی
مرزا نگستاخیوں پر لیر کیے ہوئے تھے۔

اب اسکا یہ ذریعہ مٹ گیا۔ اس اسلامی حکومت نے اپنا
فرض ادا کر دیا۔ اب امید ہے کہ ہندوستان کے مسلمان اپنے فرس
کے ادا کرنے میں بھی کوئی اڑل نہیں کریں گے اور گمار کی خریداری سے
بندھا ٹھاپیں گے۔ (رہبر دکن)

کائنات میں نفاص۔ کوشل بھوپال بھادراپور، ٹونکٹ غیر جتنی جھوٹی بڑی
مسلمان ریاستیں ہیں سب مملکت دکن کے نقش قدم پر چلیں!

حرف کی سر

”مستطیع کمال پاشا، انازک،

صدر جمہوریہ“ ان الفاظ انکی زندگی کے ذائقہ کے گھر ہوئے ہیں۔
ایک جدید ایمان اور حقیقت میں شخص ہیں۔ ادارہ خلافت کے
نزدیک رحمت ہندی کا ایک نشان اور جمہوری تھات کے
لیے ایک ممکن خطرہ ہے۔ سلسلہ میں جب ہندو سلطان مسوفا
ہوا، خلیفہ کا لقب، ندیم شاہی خاندان کے ایک مہم جو عبدالمجید
کو دیا گیا۔ ہندی مسلمانوں کے لیے جکا دعوی تھا کہ خلیفہ
کرمطلق اختیار اور ممانعت مہم جو کا محافظ ہونا چاہیے
اگرچہ یہ بھی ایک سخت صدمہ کی بات تھی تاہم وہ اس
دھتکار کو ملی گئے، البتہ ہر سلسلہ ۲ جنوری ۱۹۱۱ء میں طوفان

واقفہ مظلومیت ہو جائے سرگزشت ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:-

۱۹- ذہیر سلسلہ کو تلو کی تعداد میں قیدی (۹۱) پہلے اور ۲۰ ہندی
ایک اسباب کی گاڑی میں مہم جو چڑھتے کنبور روڈانہ کیے گئے۔
سفر کی گھنٹے کا تھا۔ موسم بہتر ہی تیز گرم تھا۔ جھلیوں کی جاہوں
پر آواز و دھن بھرا تھا اس لیے ان میں سے ہر ایک کا کان بھری
تھی۔ جب گاڑی اپنی منزل پر پہنچی ہے تو معلوم ہوا کہ تلو
سے ستر قیدی دم گھٹنے سے ریلوں میں بچے ہیں۔ ایک درانی
ایشیٹن پر انگریز پولیس سرجنٹ اینڈ ریوڈ کو جو بطور محافظ بھرا
تھا، اطلاع دی گئی کہ سافر فرم رہے ہیں لیکن اُس نے کچھ پروا
نہ کی۔ بلکہ اُس سے اقبال کیا کہ میں اور وہ کیسے کھوڑا قیدی
بچھے نہ کر لیتے اور خود نکل جاتے۔

بے دینی کا راز

(از حضرت ابن آدم)

آپ کے بے نظیر معنوں کو ذمہ فرمگے، مگر وہ صدقہ صلاحتہ سے
بے علائقہ ہے، اچانک مجھے یہ محسوس ہوا کہ بوب میں اللہ روزِ نود کا جو درجہ
اس میں غلبہ اور جلال اور شرافت کے بہت زیادہ وہ اصل غزلی سنوں کے
غیر قانونی یا غیر دینی ذوالدست و ناسل کا بھی معلوم ہوتا ہے، مسئلہ نکاح کو یوں
تو ایک قسم کا سنا، سمجھ جاتا ہے لیکن بہرے خیال میں وہ صرف معارف
ہی نہیں بلکہ کچھ لائق سوچا بھی ہے۔ وہ اناروم کا نظریہ سے ذوالدست و ناسل سے
صحیح خیال پیدا ہوتا ہے اور صحیح خیال و دلائل وصال ہوتا ہے، لیکن بات
صرف لغت و حلال تک محدود نظر نہیں آتی بلکہ وہ اعلان سے آدم کی ہر
نسلیں دنیا میں آتی ہیں اپنے ساتھ صحیح خیال کی استعداد اور صلاحیت کو
ساتھ لاتے ہیں۔ آخر جس کی تخلیق میں حق تعالیٰ کی مرضی ملائی گئی وہ زمین
کی مسرت و خوشی و دہائیوں اور پاک جانوں کی طاعت و سبکدوشی
ہو۔ جس بچہ کے والدین بچہ کی تعلیمی جدوجہد کے وقت اس خیال میں جو
ہوں کہ ہمارا بچہ بھی ہم سے خوش ہے، وہ فرشتے بھی خوش ہیں جیسے تو
انسانی اعمال کی نگہ رانی ہے، پوری سوسائٹی بیکہ ہر قسم پر غلبہ پکڑنے پر
ایسے بچوں کے آنے کا منتظر، انکی تربیت و تعلیم کے لیے آواز دے گا۔ افادہ
ہو سکتا ہے کہ ایسے بچوں کے غیر میں سادہ رشتہ روی، صحت مزاجی رنگ
ازلی کا کتنا سرمایہ قدرتی طور پر محفوظ ہو سکتا ہے۔

لیکن اسکے بالمقابل بچہ کے والدین ٹھیک وقت حیثیت میں پیارا
کو عدم سے وجود کو برکت دے رہے ہوں، اس خیال سے سمجھوں کہ محمد پر اللہ کی
لعلت، لکھنا کی لعلت، "انسان" انسانیت، منیر، سوسائٹی کی لعلت
مسلک برس مہر ہے بلکہ خود وہوں کے دل اس لعلت، نفرت و لامعت
کے زہریلے بخارات سے بہوتے چلے جاتے ہیں، لعلت کی ان آریکیوں
اور نفرت کی ان اندامیروں کی سمجھنا، ایسے لمبے درجوں سے
جسکا وجود تیار ہو گا، کون کہہ سکتا ہے کہ ایسی سچی اپنے اندر کس کس قسم کی
خباثتوں و شرارتوں کی جھلکے کو دنیا میں نام لکھنی ہوگی، اگر والدین کے
جسمانی، ذہنی اور قلبی صفات و مميزات کا اثر بچوں پر پڑتا ہے اور
درخبرہ، اشارہ، سبب، سبب اسکی استعداد میں ضرور پڑتا ہے اور جب
بیک شدہ ذوالدست و ناسل کے خاص قانون کے تحت قدرت اسے قانون کو
دے دے، عقائد، سوسائٹی میں ہونا چاہیے، تو پھر آج لوگوں کو بوب کے
عدیان و سرکش، غمراہ، شکار، حیرت پرست کیوں ہے۔ اس لمبے درجوں
کے عام گھروں میں آدم کی جو نسل میں رہا ہے، آج کہہ رہی ہے، بوب کے
راز، معارفہ، ذمہ فرمگے، جن واقعات سے نقاب کشائی کیا جس میں بوب
کی میں اللہ انہوں کی اور بار بار یوں سوچیں کی نہیں، بلکہ جن اعتقادی ستونوں کو
شیخ متبع حدیث میں سے لے کر جو وقت تک کہتا ہے، تو رفتہ رفتہ اسے غافل
ہو جاتا ہے، تو انہوں کی غیرت، اشارہ، ضربت، باطل مردہ

صاف اور صریح لفظوں میں گواہیاں دیں، ایسی مغربی گواہیاں جن میں مغرب
ہی ادا کر سکتا ہے، مگر مشرق میں بھی نہیں سکتا۔ مغرب انکا خود مرکب
ہے لیکن مشرق کی آنکھیں کتنا ہی حجاب میں ہیں پڑھنے سے تنہائی میں
جیسیتی ہیں، لیکن ہے نکاح کے مسئلہ کو دنیا کی دوسری قوموں میں
صرف ایک سادہ، انکی حیثیت حاصل ہو، لیکن اسلام نے نکاح
تو نکاح، نکاح کے بعد بھی اس مسئلہ کی نزاکت کا احساس میں نہ
تاک کیا ہے، ارمیج مدنیوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر
دانہ اور ابھار، حال سہل، کہ جب ہمیشگی کا کوئی دوا دے کہ تو کسی
اللہ، نبی اللہ، شیطاں، حجب، وقت کے سے اللہ غیبی شیطاں سے
شیطان مار، وقتاً (بخاری) سچا رنگ اور جو چیز (الاد) بکھلا
رہے (غیر) کرے اسے بھی شیطاں سے بچا کر
بخاری میں ہے کہ ان کلمات کے بعد اگر کسی کو اولاد ہوگی
لم یسره (شیطان) شیطاں اسکو نقصان نہیں ہوگا، کتنا
سچا جائے کہ نکاح کے بعد جب اسلام کی نگاہ، اس باب
میں، تو ہر دین و دنیا میں ہے کہ اس وقت بھی وہ انسان اور
اسکی نفسیت کو ہر دور سے سرچشمہ خیر کے ساتھ وابستہ رہنے، علم و تہذیب
سے اور پیشگوئی فرمائی جاتی ہے کہ اس حال میں جو وجود دنیا میں
غیب سے منتقل ہو، شہادت میں آجکا، جس میں شیطانی مداخلت
سے اثر پذیر ہونے کی، لعلت، اشارہ، اشارہ، اشارہ، اشارہ، اشارہ
دوسرے معنی یہ ہے کہ ہر سبب، بالکل بالکل صورت میں اگر کسی کی
اپنے (اور شیطانی نزاعات کے قبول کرنے کی استعداد ساتھ ساتھ
اس پر حیرت نہ ہونی چاہیے، مختلف درجوں میں اسکی تشریف آوری
وجود ہے جس کی نفس میں کا یہ موعظ نہیں ہے، غالباً ایسی چیز ہے
کہ قرآن میں یہاں زمانہ سے نہیں بلکہ زمانہ کے غریب ہونے، ان
گناہوں میں زمانہ کے متعلق وہ باتیں فرمائی گئی ہیں، یعنی انیت
الانفروا (انما انانہ فاشیہ) زمانہ کے گرد بھی نہ چٹکاؤ، نہ سیدھا رہے
و سادہ سادہ، اور چوبی ہے رو کے حساب سے۔
رہتا ہے کٹی (انرم) و زنتی، انکی ہر ہی ہے، لیکن دوسری
بات کہ وہ "بیماری" سے، قابل غور ہے۔ کیا اس راز سے آدم
کے جن بچوں کو انسانی سوسائٹی میں شریک کیا جاتا ہے، شیطانی
عوام کے قبول کرنے کا ان میں میں جو، اشارہ، اشارہ، اشارہ، اشارہ
برائی کی طرف اشارہ ہے۔ قرآن کی عورت میں تلک پیدا کر کے
نہرت نہیں، خبر، اشارہ، اشارہ، اشارہ، اشارہ، اشارہ، اشارہ
ان قرآنی آیات کے دن، بلوں پر کیوں نہ تو بد نہ کی جائے، جس
آپ سے سچ عرض کرنا، ان کو کہ "ذمہ فرمگے" کے پڑھنے کے بعد
نہ سادہ کیوں اس نظریہ کے متعلق میں اپنے اندر شدت محسوس
کر رہے ہیں، مجھے اب اس معلوم ہوتا ہے کہ بوب کے علاوہ دوسرے
اس (ان لعلت) کی ذہن باطنہ نظروں کی اس غیر قانونی دانگی کی بھی
اصل ہے جو ان ذہنی خلقات اور ذہنی ناسل کے سلسلہ میں
انکھوں کے دور کہ جب وہ ہے، بوب کہہ کر انکا عدم کہہ کر

جو بھروسہ اس وقت سے بہت کم ہو چکا ہے اس میں کبھی کبھی اگر قزوین و طبرستان کا طوفان بعض انگوں سے اٹھتا ہوا دکھائی دیتا ہے تو کون کہہ سکتا ہے کہ جہاں اسکے دوسرے اسباب ہیں ان میں اس سبب کو بھی دخل نہیں۔ پھر سے ایک یہ کہ محترم عمر بزرگ اپنا ذاتی مشاہدہ بیان فرماتے تھے کہ ایک صاحب جو انکے درست تھے انکا اپنی منادہ بڑی سے کوئی اولاد نہیں تھی، ہر حال انسان ہی تھے، پانچویں پھل ریا اور ایک مسعودہ داشتہ سے بچہ پیدا ہوا۔ محبوبہ اس بچہ کے باپ بن گئے۔ اور اس لیے کہ اس بچہ کے غیر شرعی وجود سے خباثت حتی الوسع کھڑی ہوئی تھی اس لیے کہ وہی تعلیم دلانا ضروری تھی، اچھے اچھے اہل دین و علم کی صحبت میں رکھا۔ جب لوگ ان سے پوچھتے کہ آخر طفل کے اس رخت سے ناز کی توقع کس امید پر کرتے ہیں تو بچا کر سے بہت اس مصرعہ کو دہراتے تھے۔

نیک نشید سچاے گویا کس

ان بزرگ سے معلوم ہوا کہ گویا کلی جبرئیل علیہ السلام کے نام مبارک کا حفظ ہوا ہر حال باپ کی کوشش ناکام ہوئی اور زہر لے دیا جو دین کا جو ضرر بھی اُترا وہ زہر بیخ ہلا گیا، تاہم ایک جہت گویا کلی کا دہی جانٹیں "سگ" "پتلے" ہونے کی حیثیت سے آگے بڑھ کر "سگ" کے مقام تک ترقی کر کے ہو گیا، یعنی جوان ہو گیا، تو ایک دنیا کی بھونک سے چیخ اُٹھی اور جیسا کہ قرآن نے خود خاصیت بیان کی "مادہ فاسدہ" (زکوٰۃ) والی نظروں میں رہیں گا امانت ہوتا چلا جائے ہے سین گندگی میں گندگی بڑھتی چلی جاتی ہے۔ اور ٹھیک اُسکے غیر آئینی باپ نے "سگ" کا خطاب جو اسکو دیا تھا "وہ سگ ہی نہیں بلکہ" کلب غیبی "کلب غیبی" کی شکل میں نمایاں ہوا۔ ہمارے محترم بزرگ کا بیان ہے کہ میری نگاہیں اب اسے کہ آخر میں اسکا حال دیکھ دیا ہوا ہے تو اسے کما تھا کہ

ابا کہ نے تیرے مہینہ چھوڑا زمانہ میں

تو پہلے ہے مرغ قباہ نما آسنا ناز

وہ فرماتے تھے کہ اسے شاعری نہ خیال فرمائیے فی الواقع اُس نے قباہ پر بھی مل کر قباہ دے دی تھی اس نے نہ مارا۔ اسکے حلوں سے نہ رسول بچے ہوئے تھے۔ ہوں کا کلام اسکی کہ آخیں تو اُس کی دیوانگی میں نہ کوئی نہ پہنچی ہوئی تھی کہ علانیہ خدا اور اُس کے کلام کی توہین کرنا تھا اور ٹھیک اسکا مالی اُس پر ہوا نہ کہے گا سا ہو گیا تھا کہ جس کسی کو کاٹ لکھا تھے اس بت اُس کے کتبہ اخلاص پر لکھا جاتا تھا۔ "سگ گزیر" اسی کی بولی بولتا تھا اور اُس کی طرح بولتا تھا۔ اور اسکے لٹے ہوئے بیچا سے ایسے "سگ گزیر" تھے جنکا علانہ کسویں میں ممکن تھا اور کسی اور پتال میں ہر حال آپ کے معنوں "زم زم رنگ" کے لغوی معنی میں خوب لکھی ہیں اور بے اختیار قلب سے جو چند سطریں نکلتی چلی گئیں ایک خیال بارخیز آیا جس کا ایک آپ تک پورے ہوا۔ والہام

مصدق۔ فاضل معارف کا نظریہ بعض خیال میں۔ شاعرانہ

واقعات اکثر سے اسکی زندگی میں لی جاتیں گے۔ یورپ میں خفاشات اور

عراقیات کے چرے اور بکثرت (3000000) سے زائد

گوندے ہیں، پہلی کتاب "ذی کچھن" (3000000) اور دوسری

"ادب لطیف" میں بے مثل سمجھی جاتی ہے۔ یہ بزرگوار پہلے باپ کی آمد اور غیر قانونی اولاد تھے۔ اسی طرح ایک اور بزرگ، انیس فون لطیف کے امام کیسا نوادہ (مستوفی شہزادہ گورکھپریا جی کے ذکر) کا جواب آج تک نہیں پورے گشت میں بھی کچھ ایسے ہی خوش نصیب تھے۔

ان مثالوں کو بھی چھوڑیے۔ قرآن مجید میں ذکر ایک دشمن دین و دشمن رسول کا آتا ہے۔ اسکے ذاتی اور مانت خبیثہ کو کھانکر شاد ہوا ہے۔ بعد از ایک زہر (فصل) علاوہ ان سب مصائب کے وہ زہر بھی ہے۔ اور "نیم" اللہ نے اس شخص کو دے دیا جو کسی خاندان یا تبار سے نہ ہو مگر ان میں ملا لیا گیا ہو۔ اور نیم الزام القوم و یسیر ہنم و مغرور کے ہیں۔ پس کسی کا کوئی خاص اور گہرا رشتہ اگر ہے۔ یعنی وہ اپنی ذاتی کے ساتھ نہیں ہے تو قرآن مجید کو اس بدیہی کی سزا کی سزا ہی کیا تھی؟

(بقیہ صفحہ ۵۸)

اب اس بھی ذمہ دار پڑی ابھی ذمہ دار صفا کی معنیوں سے نہ بچے پڑے یہ خرافات تین سنگینی اور ثقافات ہے۔ شرح نگار میں بڑھ کر اور قسارت ہے کہ جب غریب ہندی سلطان اپنی ابا و استقامت کے مانت اپنے حدود کے اندر انتظام است۔ و قباہ خن کے کمرے جو باغ پر مارے تو سجدہ کے فہموں اور ایوں کے ہفت قرار پائے، جو اس لیے کہ ان پکار کی زبانی کوئی کوئی زبانی پائے، اور کم خود وہ ہیں۔ تیار ایک اور دین اور نیم فاضل کے نہ حال میں اور جب سرگرمیوں کا رخ ڈھکنے کی چوٹ اور ایک پکار دین سے لادینی کی طرف پھیر جائے۔ جب کعبہ معیت سچاے حجاز کے بزرگین میں جائے، جب قرآن کا رسم الخط ایک متقل جرم و مکاری کا بن جائے اور انارک بلور اپنی متبہتی سماجی دوی کے ساتھ ٹیک مغربی انداز سے دھن کرتے ہوئے تصویریں بن لکھنے لگیں تو سجدہ سنا علی انسان ہوسے کھٹک جائے اس لیے کہ آج سارہ کجا اقبال پر ہے!

"... ایک ایڈر اور ایک سلطان کی حیثیت سے کہتے ہی

گنی بکھار یا بے اعلیٰ ہوں گار کے کارنامے ایسے تو بکر نہ تھے..."

گویا کوئی نام کا سلطان اور دینی سلطان اپنے اعمال اپنے حاکم کے لحاظ سے کیا ہی اسکا نام ہو، اسلام کشی ہو، اسلام بزدل ہو، لکھنا تو اُس کے حاکم کے اعمال سے قطع نظر اسکے "کارناموں" کو ہر اہل معارف کے پاس بے جیسے بھی ہے۔ تاہم تو مکیسے کہ چلتی ہوئی دینوں کے ساتھ چلتی ہوئی چھپوں نے ساتھ اُس سے فکر حسین کا سپاہ دشمنی کا قلع خق کر ڈالا۔ خدا کے لیے تجدد اپنی بین افشاویں نہیں ہم عاریں کے مقبورا ستاد کی رہا ہے۔ عام نعم زبان میں یہ نوادہ فرار سے کر عتد الزامات سے قطع نظر کرنے کے بعد یہ "کارنامے" آخر میں کیا ہوا؟

مصدق۔ جن صاحب علم و نظر بزرگ کے مکتوب پر اسٹاٹسٹکس ایسوسی ایشن
نے دکاندارانہ اصرار کے ساتھ اسکا جواب اس پر تنقید و تبصروں کے ساتھ

دو ہفتے پہلے "جوائے" کے قریب "روزنامہ جوائے" کے ایڈیٹر نے

مسلم یونیورسٹی میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ

ملیگڈ ایک خاص اسلامی فنکارانہ تنظیم کے لیے جو سماجی مسائل کے اعلیٰ ترین حل کے لیے سفراتِ اساتذہ اور طلباء کی جانب سے ۱۹۳۳ء سے عمل میں لائی جا رہی ہیں ان کا ایک خاص پہلو یہ ہے کہ ہر علم و دین کو یہاں تشریف آوری کی تائید دی جاتی ہے تاکہ وہ ہمارے دینی اور ملی مسائل کی گتھیں کو سلجھا کر ہم کو اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی جانب دعوت دیں۔ اس سال ہم کو اس باب میں جو کامیابی ہوئی ہے اس پر ہم جس قدر مسرور ہوں کم ہے۔ ماہ ستمبر ۱۹۴۱ء کی ہفتہ کے سلسلہ میں متعدد علمائے کرام تشریف لائے۔ حضرت مولانا ابوالاعلیٰ مودودی نے "اسلامی نظام حکومت" پر اپنے بصیرت افروز مقالے سے نیز پرائیوٹ صحبتوں میں اپنے بیش قیمت افکار سے ہم کو استفادہ فرمایا اور ہم میں ایک نئی روح بھونکی۔

دوسری زبردست کامیابی جو ہم کو ہوئی وہ یہ کہ ہم حضرت مولانا محمد عبدالحلیم صدیقی میرٹھی کو یہاں تشریف آوری پر مجبور کر سکے۔ مولانا موصوف اور عربی، انگریزی کے زبردست محقق ہیں اور پچھلے سال سے دنیا کے بہت سے اسلامی ممالک کی اسلامی آبادیوں کی اصلاح و تنظیم اور غیر مسلموں میں تبلیغ اسلام کا فرضیہ نہایت کامیاب اور شاندار طریقہ پر انجام دے رہے ہیں۔ پچھلے دو تین سال سے ہماری مجلسِ اسلامیہ مولانا کو دعوت دے رہی تھی مگر میرین ہند مولانا کے مجلسِ اسرارہ میں آڑے آئے تھے۔ اب بھی تشریف لائے تو صرف ایک تفریح کے لیے مگر یہاں آئے ہی اس قدر فرائض شروع ہوئیں کہ گویا اس سال ایک اور اسلامی ہفتہ "ترتیب پا گیا۔ پہلی اور بصیرت افروز تقریر تو انہیں نظرت اور قوانین اسلام پر اسلامی تاریخ و تمدن کی انجمن کے اسٹنٹ اور پروفیسر جانر صاحب کے زیرِ صدارت ۱۰ نومبر کو ہوئی۔ اپنی جامع اقتصادی تقریر فویر میں صاحبِ صدر نے نہایت شاندار الفاظ میں مولانا کے علم و فضل پر انکی ان بیش قیمت خدمات دینی کا تذکرہ فرمایا جو انھوں نے جاپان سے افریقہ تک مختلف بلاد و اصناف میں انجام دی ہیں۔ یونیورسٹی یونین کال کچھ کچھ بھرا ہوا تھا۔ طلباء کے علاوہ اساتذہ کی بھی ایک بڑی تعداد بھی موجود تھی۔ دوسری تقریر جس کے لیے مولانا خاص طور سے تشریف لائے تھے "مجلسِ اسلامیات" کے ماتحت "تبلیغ اسلام" کے عنوان پر اور نومبر کو ہوئی۔ اس تقریر میں مولانا نے فلسفہ تبلیغ، منصب امت اسلامیہ طریقہ دعوت و تاریخِ عامرہ اسلامی پر گراں قدر افکار پیش فرمائے اور اس میں گواہی بلند پایہ خلافت اور وسعتِ علم سے سوراخ کر دیا۔ تقریر کا شکریہ ادا کرنے کا فرض ڈاکٹر امیر حسن صاحب مدظلیٰ نائب صدر انجمن تائیدِ تمدن اسلامی اور ڈاکٹر افضال حسین قادری سکریٹری مجلسِ اسلامیات نے ادا کیا۔ دو خزانہ ذکر نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ مولانا کی تقریر یونیورسٹی کی تاریخ میں ایک نئے باب کا افتتاح ہے۔ کرسی صدارت سے ڈاکٹر محمد

صاحب نائب صدر مجلسِ اسلامیات نے مولانا کو بعض دلائل اور علیحدہ ان کی تبلیغی اسکیم میں ہر انداز میں کر بجا۔ ۱۲ نومبر کو یونیورسٹی یونین کے تحت مسلم طالب علم کا نصب العین عنوان تقریر فرمائی۔ اس تقریر میں صاحب کی مختلف تحقیقات پر ایک عالمانہ اور محققانہ تبصرہ فرماتے ہوئے مولانا نے عرفانِ ذاتِ باری تعالیٰ کو بطور نصب العین پیش کیا۔ چونکہ تقریر کے سبب عنوان کے لیے وقت کم مل سکا تھا اس لیے دیگر اہلکمال یونین کی جانب سے ڈاکٹر انیسٹ مسین صاحب صدر یونیورسٹی نے امر کیا کہ ۱۳ نومبر کو اسی موضوع پر وہاں تقریر ہو جائے کہ وہاں کرنا گیا۔ اپنی تقریر میں مولانا نے اسلامی نظریہ علم کی مزید وسعت فرمائی تقریر کے بعد مولانا نے بہ شرم صاحب ناظم و بنیاد شیعہ نے کرسی صدارت سے مولانا سے کرسی صدارت سے مولانا کے کلمات ملی پر تبصرہ فرماتے ہوئے نہایت پر زور الفاظ میں شکر یہ پیش کیا۔ تقریروں کی فرمائش اس کے بعد بھی جاری رہی وہیں اور یہاں کے حضرات نے مولانا کو ملیگڈ ست رخصت ہونے کی اس وقت تک اجازت نہ دی جب تک کہ وہ وہاں سے نہ نکلے کہ وہ پھر عنقریب تشریف لا کر اپنے بیش بہا افکار سے ہماری اسلامی روح کو غذا بہم پہنچائیں گے۔

تقریروں کے علاوہ حضرات اساتذہ اور طلباء سے پرائیوٹ علمی صحبتیں رہیں جن میں تقریباً ان تمام اعتراضات کو ذرا بحث لایا گیا جو یہاں تصورات کے ماتحت اسلام اور نفس مذہب پر کیے جاتے ہیں حضرات مولانا نے ہر اعتراض کو نہایت عالمانہ اور سکتہ انداز میں حل فرمایا۔ ایک مقام طبعی شخصیت، ایک جامعہ و بیان سطر ایک صاحب کمال و متبحر عالم، جدید ذہنیت کا بغض شناس۔ یہ سچے وہ اثبات جو حضرت مولانا تشریف لیجانے کے بعد یہاں چھوڑ گئے۔ طلباء میں ایک نئی اسلامی روح وجود میں آئی اور متعدد طلباء نے اپنی زندگیوں کو تبلیغ اسلام کے واسطے وقف کرنے کے لیے پیش کیا۔ مختلف جانب سے یہ تحریک نہایت پُر زور انداز میں جاری کی گئی کہ جس طرح طلباء و معر میں انقلاب پیدا کرنے کے لیے سید جمال الدین افغانی جامعہ ازہر کے باہر خیمہ لگا کر بیٹھ گئے تھے، حضرت مولانا بھی ملیگڈ کو مرکز بنائیں تاکہ ایک مستقل انقلاب پیدا کیا جاسکے۔ مولانا نے وعدہ فرمایا کہ وہ ملیگڈ کے طلباء کے دینی و ملی جوش کو اسلام کے لیے زیادہ سے زیادہ ناخن بنائیں گے کوئی ممکن کوشش اٹھانے رکھیں گے اور جہاں کہیں بھی رہیں گے طالبانِ علم کی رہبری اور رہنمائی فرمائے رہیں گے۔

محترمہ ائمہ انصاری سندھ سارن مجلسِ اسلامیہ
مسلم یونیورسٹی ملیگڈ

الطالع

برادرِ کرم خط و کتابت: حیرہ کے وقت اپنا پتہ
خزیداری مقررہ تحریر فرمائیے
منہج

خبردارانِ محمدیہ کی خدمت میں

مذکورہ ذیل خریداریوں کی سیاد اسی جیسے میں ختم ہو رہی ہے۔
 ہر ماہ کرم سال آئندہ کا چھ ماہ ارسال فرمائیں۔۔۔۔۔ آقا محمدی علیہ السلام
 میں دی۔ پی۔ او۔ اور جو کچھ اگر کسی صاحب کو چاہے اسے آئندہ خریداری
 مشکور ہو تو براہ کرم دفتر کو اطلاع دیجئے تاکہ وہ اسے اس کی جگہ
 کے ساتھ میں دفتر کو ذیل جی موصول ہو۔
 ۱۔ ۱۲۹۔ ۱۲۸۔ ۱۲۷۔ ۱۲۶۔ ۱۲۵۔ ۱۲۴۔ ۱۲۳۔ ۱۲۲۔ ۱۲۱۔ ۱۲۰۔ ۱۱۹۔ ۱۱۸۔ ۱۱۷۔ ۱۱۶۔ ۱۱۵۔ ۱۱۴۔ ۱۱۳۔ ۱۱۲۔ ۱۱۱۔ ۱۱۰۔ ۱۰۹۔ ۱۰۸۔ ۱۰۷۔ ۱۰۶۔ ۱۰۵۔ ۱۰۴۔ ۱۰۳۔ ۱۰۲۔ ۱۰۱۔ ۱۰۰۔ ۹۹۔ ۹۸۔ ۹۷۔ ۹۶۔ ۹۵۔ ۹۴۔ ۹۳۔ ۹۲۔ ۹۱۔ ۹۰۔ ۸۹۔ ۸۸۔ ۸۷۔ ۸۶۔ ۸۵۔ ۸۴۔ ۸۳۔ ۸۲۔ ۸۱۔ ۸۰۔ ۷۹۔ ۷۸۔ ۷۷۔ ۷۶۔ ۷۵۔ ۷۴۔ ۷۳۔ ۷۲۔ ۷۱۔ ۷۰۔ ۶۹۔ ۶۸۔ ۶۷۔ ۶۶۔ ۶۵۔ ۶۴۔ ۶۳۔ ۶۲۔ ۶۱۔ ۶۰۔ ۵۹۔ ۵۸۔ ۵۷۔ ۵۶۔ ۵۵۔ ۵۴۔ ۵۳۔ ۵۲۔ ۵۱۔ ۵۰۔ ۴۹۔ ۴۸۔ ۴۷۔ ۴۶۔ ۴۵۔ ۴۴۔ ۴۳۔ ۴۲۔ ۴۱۔ ۴۰۔ ۳۹۔ ۳۸۔ ۳۷۔ ۳۶۔ ۳۵۔ ۳۴۔ ۳۳۔ ۳۲۔ ۳۱۔ ۳۰۔ ۲۹۔ ۲۸۔ ۲۷۔ ۲۶۔ ۲۵۔ ۲۴۔ ۲۳۔ ۲۲۔ ۲۱۔ ۲۰۔ ۱۹۔ ۱۸۔ ۱۷۔ ۱۶۔ ۱۵۔ ۱۴۔ ۱۳۔ ۱۲۔ ۱۱۔ ۱۰۔ ۹۔ ۸۔ ۷۔ ۶۔ ۵۔ ۴۔ ۳۔ ۲۔ ۱۔

صرف تین ماہ کے لیے

حاصل شریف (خورد)

یہ سب کے کتب خانے مشرقی جواہرات علیہ سے الال میں۔۔۔۔۔
 علم اور ادب کے لیے اس طرح کی اور بھی کتابیں کے لیے
 ایک بھٹ اور اور اشاعت قائم کر دیا ہے۔ یہ سب شریف میں ہیں
 کی مطلوبہ ہے۔ کا اندازہ جو اپنی مکمل کتابیں آئندہ شمار کی جلیو
 تھی ہے۔ سب سے پہلے ہے۔ چھ ماہ کے لیے۔ یہ سب کے لیے
 تاکہ زیادہ مسلمان فائدہ اٹھا سکیں۔
 ملنے کے لیے

مدرسہ دینار۔۔۔۔۔ سب سے پہلے قرآن مجید۔۔۔۔۔
 شریف۔۔۔۔۔ سب سے پہلے سیدہ دلی اور سب سے پہلے سیدہ
 لاہور۔۔۔۔۔ سب سے پہلے سیدہ دلی اور سب سے پہلے سیدہ
 کتاب نامہ عابد شاہ۔۔۔۔۔ سب سے پہلے سیدہ دلی اور سب سے پہلے سیدہ

انجیل مسلمان لاہور

ایک کتب خانہ انجیل مسلمان لاہور۔۔۔۔۔ انجیل مسلمان لاہور
 انجیل مسلمان لاہور۔۔۔۔۔ انجیل مسلمان لاہور
 شریف۔۔۔۔۔ انجیل مسلمان لاہور
 شریف۔۔۔۔۔ انجیل مسلمان لاہور

منہج احیاء مسلمان۔۔۔۔۔ لاہور

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی

بہشت مجدد دین شیخ طریقت شامریا

اسلامی زندگی سیاسی تاریخ میں سب سے اہم اور ہم مسلمانوں
 کے لیے ناقابل فراموش دور شاہ مہتممی نامہ
 شاہ صاحب کی زندگی میں
 پرکے ہیں۔ دگر سے بڑا شاہ بیٹھے
 سنائیخت پر دشاہ
 جیسے نام با اثر توبہ ہیں۔۔۔۔۔
 بیاد شاہ۔۔۔۔۔ سید الدین جہا زار شاہ فرخ شاہ۔۔۔۔۔
 محمد شاہ (العدوت بہ رنگبار) اور انشا اللہ شاہ۔۔۔۔۔
 اس دور کے سیاسی نقشے
 ان لاطین کے ہمیں ہندوستان
 اور خلیج انکساریات
 کو جن سبب اور فونی واقعات اور
 تاریخی انقلابات سے گزرنا پڑا تاریخ داں طبقہ ان سے ابھی طرح واقف
 سارے لیے نہ کا نقشہ۔۔۔۔۔ شہزادہ فرخ سیر کاٹنے ہاتھوں نیر میں عسکری
 دربار کے قوانین اور اس کے ہاتھوں دن سادات کا زوال۔۔۔۔۔
 کا اتھانی عروج۔۔۔۔۔ سکھوں کا فنی نقشہ۔۔۔۔۔ اور شاہ کا قتل عام اور شاہ
 ابدالی کا اپنی پت کے سیدان میں ایک انبیاء کن جنگ کے ذریعہ
 ہندوستان کی تاریخ کا رخ بدل دینا۔۔۔۔۔ روہیلوں کا ہندوستان کی سیاست
 میں حصہ لینا۔۔۔۔۔ مغربی فوجوں کا بتدریج ملک کی سیاست میں داخل
 ہوتے چلے جانا۔۔۔۔۔ پھر پنگال اور اس کے معین علاقوں پر انگریزوں کا
 اتن اور قائم ہونا۔۔۔۔۔ تقریباً یہ سارے واقعات شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ
 کی زندگی ہی میں پیش آ گئے تھے اور شاہ صاحب ان سب سے پہلے نقشے
 لکھ ایک خاص پروگرام کے تحت وہ ایک مخصوص نقطہ نگاہ سے لکھ کر
 اپنی مجددی میں مصروف رہے۔ اور اسی مجددی کا نتیجہ ہے
 کہ عادت کی ناسازگار سے کے لیے جو ہندوستان میں اسلام اکھتر
 نذر رہا۔ ان تمام تاریخی واقعات کی تفصیلاً معلوم کرنے کے لیے

ابن امیر العزفان بریلی کا ولی اللہ نمبر لا خطہ فرمائیے

و ان تمام تاریخی معانی کو سامنے رکھ کر تقریباً ایک سال میں بڑی محنت
 و کوشش سے تیار کیا گیا ہے اور اس کی تیاری میں ادارہ العزفان کے علاوہ
 سندھ شاہر ذیل علم دار باب نجف نے بھی خاص نصرت فرمائی ہے۔
 پہلے نسخہ است کا اندازہ فرمایا
 شجاعت اور قیمت میں سنانہ۔۔۔۔۔ بین سرسنت کا تعداد پھر
 یہ کتاب کا عنوان کیا گیا تھا اب نمبر فرمایا چار سو صفحات پر پورچ
 اس کا نام جو حضرت نمبر کی اشاعت سے پہلے جو یہ سنی اور دراوی
 ہندوستانی فرمائیے ان کے لیے قیمت اب بھی ڈیڑھ روپیہ ہے
 لیکن جو حضرت سی جی سے طلب فرمائیں گے اشاعت کے بعد انکو
 اور دس روپیہ سے زیادہ نہ لگے گا۔ اسکوٹ فرمائیے
 اعلیٰ، مام و دفتر العزفان بریلی پٹی

[illegible]

حضرت حضرت خرم، دیا، کھاج، تھر، ہمدیعت میں اہل دین سنی
انفاق کی حرکت میں ہیں۔ باب بنامہ کے لیے اور ان بنامہ
کے لیے بزم قرار پا چکا ہے۔ بچہ بچوں اور شیون کے ذریعہ سے پیدا
ہوئے اور حکومت کے خراج سے ملتے ہیں، مادہ تولید تو ان کو ان شیون
میں جمع رہتا ہے۔ خلاصہ ہے ایک انگریزی اضافہ
کے ساتھ ساتھ کے پلاٹ کا۔ معصیت وقت کے ایک مشور
انگریز انسانہ نویس ایلیٹ کی ہے، مشور انسانہ نویس سے زیادہ اپنی
روشن خیالی کے لیے۔

اس فرمیں اور روشن خیال دنیا کی شخصیتیں دنیا کو مذہب اور
اخلاق کے پنجے سے نجات دلانے والی نئی دنیا کے لئے دیونا اور نئی
دیوایں، تمام تر معنی ذاتیں، ہمارے آپ کی جانی بچانی دینی شخصیتیں
تو صرف وہ ہیں، نگہ بیا کرنا گاہ ہے۔ سنہ کارخانہ معیات کے
عہدہ دار صنعت ہیں، کوئی نیچے، کوئی ڈاکٹر، کوئی پتہ
کوئی کچھ اور۔ کسی کا نام ہے مارکس، کسی کا ٹرائسکی، کسی کا فروڈ،
دوسرے علی ڈا۔ لیکن اس نئی خدا کی کا جو رب الہیاب، سردار اعظم
"کسٹروڈ" ہے، وہ کوئی انگریز نہیں، روسی نہیں، فرانسیسی نہیں، بلکہ
ہکاڑی نام ہے "مسیحی"۔ ہے اب بھی تہجد کو گارہ و گوارہ کا ہوتا
کہ مردم شناس صنعت نے ترکیب کے لئے ذوال سردا کے کارناموں کے اثر
اور داد میں نیک سے کام لیا ہے؟

تجدد کی قدامت پرستی

"ہندی وورگ بہترین زمینہ"

یہ ہے کہ وہ کھاج میں آجائے۔ شادی، انسانی زندگی کی خوش

آرند ترین حالت کا نام ہے۔ اور اس کا اہم ترین خیالی پہلو

ہا ہے کہ زندگی میں اپنے مقصد کو دکھا کر اسے لادہ

مقصد وجود خانہ داری اور بچائی کی ذمہ داری ہے۔

یہم چاہتی ہوں کہ عورت میں آزادی تو عزتی ہو لیکن شرم

میا مشرقی" (مہندو - مدراس - ۸ - دسمبر ۱۹۱۸ء)

کسی ظالم مرد نے نہیں، پنجاب کی مشہور "روشن خیال" خاتون بیگم

شاہنواز پارسائی سکرٹری حکومت پنجاب نے فرمایا۔ اور پھر فرمایا:

"میں اگر ڈکٹیٹر ہو جاؤں، تو تمام موجودہ ذرائع کا

یکدم بند کروں۔ اذ میرے کہ ان میں نصاب درس، ٹرکوں

اور لڑکیوں کے لیے ایک ہے۔ میں نہیں چاہتی کہ میری

بچہ ہی پڑھی لکھی بے روزگاروں کی فوج میں داخل

ہو جائیں جیسا کہ سبزی ملکوں میں ہو رہا ہے۔ یہ تو یہ چاہتی

ہوں کہ وہ ہندوؤں کی ایک بہترین نسل کی پرورش میں

ہو۔ یہی ذمہ داری کے ساتھ حصہ ہیں۔ انکی اصلی جگہ

ہے۔ اسی کے لیے انھیں خوب تیار ہونا چاہیے۔

اس سارے فیلن کیمرے سے آخر حاصل کیا، جب موت

کو دتا میں دیا، کہ کھانا اچھا تیار کر کے اور کھانا

معاشری، سیاسی، اخلاقی قوانین، منوالہ خود اپنے عقل و تجربہ سے
اندکرت شروع کر دیے اس لیے مسلمان میں جب تک اپنے قوانین کو خود اپنے
تجربہ کی روشنی میں، منہ نہ کرتے تھے، ان کی کہیں نہیں کر سکتے۔ ہندو
میں لفظ "رتی" کے اندر چھپا ہوا انسان مخالف موجود ہے اس سے قطع نظر ان
کو نہیں پتہ کیا کہ کیا ہی کب اور کسی سنی میں بھی صحیح ہے؟ کیا انہیں میں بھی
سیاسیات، اخلاقیات، معاشیات کے قوانین قرآن کی اور میں ہا تعالیٰ
تفصیل کے ساتھ مدون ہیں؟ کیا سوچ، وہ نہیں جانتے ہیں، دنیا انہیں تسلیم
کرتی ہے، کسی معنی میں بھی کلام الہی ہے؟ لفظ "سہی" معنی میں اسے کون
کلام الہی سمجھتا ہے؟ کیا سبھیوں کے ہاں اس کا وہ مرتبہ ہے جو مسلمان
احادیث قدسیہ کا ہے؟ بجز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے چند فرستادہ اقبال و
عالات کے کچھ کے۔ اور مجھ میں، سب جو اسلام انہوں کا ماننے والا ہے، وہ
ہے کیا؟ بائبل پر قرآن کو قیاس کرنا اور ان کے لیے وہ نیچے کا لٹا جو
دوسرے کے لیے تھا، اس سے بڑا کرنا، دین پرستوں کو عقل پر
اور کیا ہو گا؟

عجیب دینداری

"میں اس کی اصولی طور پر مخالفت
کرتا ہوں۔ پنجاب کے علاوہ دہلی، جہلم اور ہندوستان کے دیگر
کئی مقامات پر یہ لگانے کا سلسلہ مدت سے چلا آ رہا ہے۔ میں عورتوں
کے حق میں نہیں، لیکن میں کسی شخص کو نہ کہنے دیتا ہوں کہ وہ
روکنے کے حق میں نہیں ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب اسمبلی کو
ایک اسلامی معاملہ میں دست اندازی کرنے کا کوئی حق نہیں ہے؟

پنجاب اسمبلی کے ایک مسلمان ممبر پر... صاحب نے ایک مسلمان ممبر کی

اُس تحریک کی مخالفت میں فرمایا، کہ درگاہوں اور بزرگوں کے مزادات پر

بازاری عورتوں کو لگانے سے بچانے سے روکنا، کیا جائے اگر پیر صاحب

سے نزدیک نامہ عورتوں کو بخش نہیں سے روکنا، انکی آزادی میں غفلت

ڈالنا داخلت فی الدین ہے اور "اسلامی معاملے" یہ ہے کہ فرستہ مسلمان

جانتے ہیں وہ سب کچھ دیکھتے اور سنتے رہیں جو انکے دیکھتے اور سنتے پلٹے

ہیں۔ داخلت فی الدین کی یہ اچھوتی قبر آج تک کسی انسانی

ذہن میں آئی ہوگی؟ دست ہوئی، دست ہوئی، عالی نے کہا تھا

پس کما کوئی حد سے گزرا دیکھے!

وہ اسی وقت ہستی کو حد سے گزرا ہوا سمجھ رہے تھے، ہستی کی ان حدود تک؟

ان غریب کا شاعرانہ ذہن میں کماں ہو پنا سکتا تھا؟

نئی عمارتی

ایک نئی دنیا قائم ہے، اور اس کے لیے نئی زمین ہے

اور نیا مسلمان۔ سائیس کی ترقیوں نے کائنات کا ہر شے بالکل بنا کر دیا ہے

غربت، امت کا فرق مٹ گیا ہے۔ خیالات میں جو خیال آچکا ہے، مذہب

کا لفظ آٹا قدیم کے سلسلہ تہا کیسے بننے میں آج جا رہا ہے۔ ایک

نیا پتہ دیا آ رہا ہے۔ عقائد، اخلاق، معاشرت، ہر اعتبار سے بالکل

نیا پتہ چلتا ہے حضرت مسیح کے، عمارت کے، عمارت کے نام سے مذہب کا

کوشش کر چکے ہیں۔ قرآن اودھا قبائل میں اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔
سارہ کے ابتدائی، ۳۳ صفحے، مصلح صاحب کے نوے اقبال پر یہ طور
مقدور کے وقت میں۔ مصلح سے ملا تک اقبال کی نثر کے نمونہ
تقریبات میں قرآن ہی سے متعلق، انونہ کے طور پر موت ایک اقبال
ملاحظہ رہا۔

”قرآن کا ترکی زبان میں پڑھا جانا تاریخ اسلام میں کوئی نئی
بات نہیں۔ انکی چند مثالیں موجود ہیں۔ ذاتی طور پر میں
اسکو نیکرہ نظر کی ایک سنگین غلطی سمجھتا ہوں کیونکہ عربی
زبان و ادب کا مکمل اچھی طرح جانتا ہے کہ... اگر کسی
زبان کا مستقبل ہے تو وہ عربی ہے۔ ہر حال اب غلامیں
کہ تو کون نے ملی زبان میں قرآن کا پڑھنا ترک کر دیا ہے۔“
(صفحہ ۱۰)

صفحہ ۱۰ سے آؤں، اقبال کی مقامات تاریخی اور مذہبی عقائد کے تہمتا
میں، سب کا تعلق کسی نہ کسی صورت سے قرآن کے ساتھ ہے۔ صاحب
مختصر شرح و توضیح بھی مصلح صاحب کو سن گئے ہیں۔ کتاب دیکھ کر یقیناً
ہے اور محاذ آراء کے مرتبہ کے نشا کے مطابق معینہ و موثر ہیں جو ایسے
وجود میں اقبال ہی کے واسطے سے ہی قرآن کا ذوق پیدا کر دے۔
(۱۵) غلامان اسلام - از مولانا صدیق احمد صاحب اکبر آبادی -
ایڈیٹر ”الہام“ سنہ ۱۹۳۴ء صفحات ۲۶۸

”اسلام میں غلامی کی حقیقت“ کے نام سے اس کتاب کا حصہ آیا۔
عصر ہوا شاہد ہوا تھا۔ اور حقائق میں اس پر تبصرہ بھی اسی زمانہ میں
نکل چکا ہے۔ اس میں نفس سلو غلامی کی حقیقت اسلامی کا بیان تھا،
اس میں تاریخی حیثیت سے، زمانہ ترین مسلمان غلاموں یا آزاد شدہ غلاموں
کا بیان ہے۔۔۔ دنیا میں بڑے بڑے سائیلے محض لفظی اشتراک
کی بنا پر ہمیشہ آتے رہے ہیں۔ لفظ ”غلام“ بیشک مسلمانوں اور مسلمانوں
میں مشترک ہے۔ یہ کتاب اس حقیقت کے انکار کے لیے کافی ہے کہ مسلمانوں
کے اندر غلامی باعزت ٹینگ ہونا الٹا ہی، باعث شرف و فخر ہے
ہے! لیکن اصل صحابہ ان ہی غلاموں میں سے ہوئے ہیں، اور ۳۳
اثبات تابعین اور اُن کے بعد کے دور میں تو غلاموں کے طبقہ میں سے
آئے وائے مشاہیر و اکابر کا کوئی شمار ہی نہیں!

معدنہ کے بعد کتاب کے بڑے مزاہات پانچ ہیں۔
(۱) صحابہ کرام - اور اُن کے ماتحت ۱۵ صحابہوں کے مفصل ہند
حالات و وجہ ہیں۔ حضرت زبیرؓ کا نام قرآن مجید میں آیا ہے
حضرت بلالؓ، حضرت صہیبؓ، حضرت سلمان فارسیؓ وغیرہم
(۲) تابعین - اور اُن کے تحت ۳۰ ایسے مشاہیر کا ذکر آیا ہے
جیسے حضرت عمرؓ، حضرت عائشہؓ، حضرت سجادؓ، حضرت سید
بن جبیرؓ، حضرت حسن بصریؓ، حضرت ابن سیرینؓ وغیرہم۔

(۳) اتباع تابعین - اور اس فہرست میں اس مرتبہ کے ۶۰ صحابہ
کے تذکرے ملتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن جبارؓ، ابن دینارؓ

پیش کر رہے ہیں۔ یہ تو اشراف و اکابر کے نام ہیں اور اصل انفرادی
تفسیر وغیرہ کی حالتوں کے متعلق تھیں۔ مصلح صاحب نے یہ کہہ دیا کہ
آدھار کو ذبح شدہ، اصل کر کے انہیں قرآنی قرار دیا ہے۔
اس قسم کے خرافات کتاب میں جا سکا کہ جسے اسے چاہئے۔
(مولوی حاجی محمد علی خان شریانی) الہیہ مصلح صاحب نے اس کو انھوں نے
سارے مقامات پر جو یہ شرمناک و لادینی ہے، اور سب کی معصیت و شامہ
ہے اور صغیر و سطر گزرتی ہے۔
تفسیر موصوفہ، یعنی بشارت نبوی کے بعد، اس کتاب قابل ملاحظہ ہے
ہے اور حسن قلمی، کاغذ کتابت وغیرہ کے لحاظ سے کتاب آدھار
بہترین مطبوعات میں شمار ہونے کے قابل ہے۔

(۳) خنداں - از رشید احمد صاحب صدیقی - صفحات ۱۰۰ - جلد چہتم
قاریہ - جامعہ دہلی (لکھنؤ لاہور بمبئی)

یہ اردو کے مشہور طبع و شوق نگار رشید احمد صاحب صدیقی کے
چالیس ریڈیائی مضامین کا مجموعہ ہے۔ یہ عناہیں عرصہ تک دہلی ڈیپوشٹ
سے نشر ہوتے رہے اور اب مکتبہ جامعہ کے صحن انتہا سے کوئی شکل میں ملنے
ہیں۔ رشید صاحب کی پُر لطافت طرز نگارش اب پڑھنے لکھنے میں لگتا ہے
کسی سفارشی کی محتاج ہے نہ نفاذ کی۔ ایک ایک خاص اپنا رنگ سے
دوسروں سے ممتاز اور، پختہ ہو چکا ہے۔ بہر کسی کی آزاری اگر دشمنی کے
بالغش و اجتہاد کے شاہد کے اوج اور تباہی سے پاک وہ چھوٹے بڑے اپنے
پائے سب کے خاکے اس بچپ کیسے پہلے جاتے ہیں کہ پستے والا
ہر سطح پر لطافت لہتا جائے، مسکراتا جائے، جھومتا جائے، اور کہیں کہیں
بلے اختیار کھلکھلا کر ہنسی پڑے۔

تشریح تیار کرنے میں مصنف کا قلم آزاد نہیں ہوتا۔ ریڈیو بہر حال ایک
نیکواری محکمہ ہے اور محکمہ کی طرف سے طرح طرح کی قیدیں اور پابندیاں
عائد ہوتی ہیں۔ طرائف کی بے تعلقی مبدل ان جو دکھل کھل کماں کر سکتی ہے
لیکن رشید صاحب کی سحر نگاری نے ان پابندیوں میں بھی اپنے کمال کو
پر فرار رکھا۔ اور اس منعم مجموعہ کے ہر صفحہ کو زعفران دار بنائے رکھا ہے۔
بھرتی کا مصنف و شاہد کوئی نہیں ملے، اور بعض خاکے تو خاص طور پر کسب
و چلعت ہیں، ایسے کہ پڑھنے والے انہیں بار بار پڑھیں گے۔ کتاب عام
اور کم استعداد سواد خوانوں کے کام کی جنس۔ یہ عیب ہو یا ہنر، بڑا
واقعہ یہ ہے کہ ”تشریحات“ سے لطف اٹھانے کے لیے پڑھنے والے
کو اچھا خاصہ پڑھا کھا ہونا چاہیے، ادبی اور نفسی تعلیمات پر کثرت ہوتی
ہیں۔ کتاب اس قابل ہے کہ ادب اور دوسرے ہر صاحب ذہن شائق
یا طالب علم کے مطالعہ پر نظر آئے۔ مکتبہ جامعہ نے اس مجموعہ کی اشاعت
سے اردو کی ایک خدمت انجام دی ہے۔

(۴) قرآن اور اقبال - از مولوی ابو محمد مصلح صاحب - صفحات
۱۹۱ صفحے - قیمت غار پتہ، اورادہ عالمگیر تحریک قرآن مجید
میدر آباد دکن۔

مصلح صاحب کی تحریک قرآن مجید، خاصی مقبول و معروف
ہو چکا ہے۔ لاہور، میدر آباد وغیرہ مختلف مرکز نام کر کے، سرگرم تبلیغ

مسلم تنظیم کی بنیاد کا ر

اسلم دیکے ایک مخلصانہ گزارش

(حضرت مولانا عبد الرؤف صاحب قادری داماد پوری)

مسلماؤں میں سب سے بڑی خرابی پیدا ہو گئی ہے وہ یہ ہے کہ اگر اگلے سال اس وقت کوئی خاص قومی مقصد باقی نہیں رہے گا تو قیامت کی شیرازہ بندی ہو۔ یعنی ہمارے سامنے اس وقت کوئی اشتداد یا کوئی عمل ایسا نہیں ہے جس کی مخالفت یا جس کا ترک کر دینا ہم پر بد اثرات نہ کر سکے۔ یا جس کے لیے ہم جانی، مالی قربانی پر آمادہ ہو سکیں۔ دنیا میں ایسے عوام ہند کی وجہ سے قومی بنیادیں اور پھر جب ان مقاصد کی اہمیت کو ترک کر دیتی ہیں تو ان کی عزت و حرمت ہر جگہ ہوتے ہیں اور وہ فنا ہو جاتی ہیں۔ اسلام دنیا میں آیا ہے یا تو اس کے دو مقصد تھے۔ اول یہ سیدانِ مذاہب پرستی قائم کرنا اور دوسری دینی و بت پرستی کو مٹانا۔ دوسرا مسلمان بننا یا جانا۔ ہر رسول کو دنیا میں منوالا اور اسکو دوسرے تمام احکام پر غالب کرنا جن قوموں سے ان دونوں باتوں کو قبول کیا اور انہیں دو باتوں کو اپنی زندگی کا مقصد بنا یا وہ مسلمان کہلائے۔ اور انہیں حضرات سے مسلم قومیت کی بنیاد پڑی۔ اگلے چل کر عظیم الشان مسلم قومیت پیدا ہوئی اور جس سے سالہا سالہ بعد میں غیر معمولی انقلاب پیدا کر دیا اور ان کا نقشہ بدل دیا۔ اس کے باقی چند غریب مسلمان تھے۔ جن میں کچھ غلام تھے کچھ کھنسن ایک غلام بھر بکس ایک۔ ایک مالدار کھنسن کو تو کوئی اعتبار نہ تھا۔ کسی کوئی ایرانی کھنسن۔ ان کے پاس کھنسن کا سامان تھا۔ انہیں پختہ کا کپڑا نہ تھا۔ قوت تھی نہ لڑائی کے لیے سامان حرب، لیکن اعتقاد اور عقیدے سے ہر گز نہ گھٹنے کو خود ناک قومیں اور مصائب کا ہجوم آنکھوں کے سامنے نظر آ رہا تھا۔ اول تو خود ان کے آقا، بچکے یہ غلام تھے۔ اور ان کے سب سے بڑے دشمن بنی مخزوم اپنی اسلحہ اور بی ذہر کے بڑے رئیس اور سردار ہشت بدو تھے۔ لیر اور محارب لوگ تھے۔ جن میں کا ہر ایک اپنے کو شیرازی سمجھتا تھا۔ غزوہ ہند کا عاشق 'مندی' اور صرمت بات کی پچ میں خون کی ندی بہنے کے لیے تیار تھا۔

قوت کے اس بے جوڑ تعاقب کے باوجود اسلام کیوں سرسبز ہوا۔ اور مسلم قومیت کیوں بڑھی اور پھیلی۔ اس کا جواب ان سابقین اولین کے حالات ہی سے معلوم ہو سکتا ہے۔ یہ لوگ بلاشبہ غریب، مفلس اور بظاہر بالکل بے دست و پا تھے مگر اسکے ساتھ ان میں وہ چیز درجہ اتم موجود تھی جو ہمیشہ جیت و قیامت کی بنیاد رہا کی ہے اور جس کے بغیر کوئی قومیت دنیا میں زیادہ دیر تک قائم نہیں رہ سکتی۔ یعنی ان کا ایمان، اعتقاد اپنے مقاصد کے ساتھ بجا تھا اور اپنے مقاصد پر قربان ہو جانے کی استعداد ان میں پوری طرح موجود تھی۔ انہوں نے توحید کا اقرار کیا اور رسول اللہ کے احکام کی اتباع کا عہد کیا۔ یہ افراد اور یہ عہد ان کا اتنا سچا تھا کہ بڑی سے بڑی لالچ اور بڑا سے بڑا خوف، انتہائی مصیبت و تکلیف میں ان کو ان دو باتوں سے ستر لال نہ کر سکی جس کا عہد و افراد وہ کر چکے تھے۔ حضرت جناب ابن اللات کو کہتے ہوئے کو لہجہ بولنا یا گیا کہ توحید کا

کا انکار کریں۔ ساری دنیا میں گئی۔ جس کی اس کے فوجی اور دہلی سے آنکھیں جلتی۔ جلتی آگ پر کباب کی طرح بن جاتا، ہر گز زبان پر توحید ہی جاری رہی حضرت بلال اور حضرت مسیب کو لہجہ کی ذرا ہٹا کر گروہ ریت پر سٹاپا گیا اور اوپر سے بھاری پتھر کھینچا گیا۔ بن جلا۔ پیاس سے زبان نکل آئی مگر زبان سے توحید کے سوا کچھ نہ نکلا۔

حضرت عمار بن ابی اسرار انکی اس حضرت مسیب کے ساتھ اس سے بھی زیادہ وحشیانہ حرکت کی گئی۔ حضرت مسیب کا اسی تکلیف میں انتقال ہو گیا۔ حضرت عمار کی حالت خراب ہو گئی مگر خدا کی توحید اور رسول کی اتباع میں ثابت قدم رہے۔ خود انہیں سردارانِ قریش کے رولے جو مسلمان ہو چکے تھے ان کو ناقابلِ بیان تکلیفیں اسکے لیے برداشت کی جا سکتی تھیں۔ اس اقرار پر استقامت کے ساتھ موت کا آنا بھی ان کے نزدیک دنیا کی سلطنت سے زیادہ قیمتی تھا۔

سچا ایمان اور مقصد پر اتنا استحکام وہ چیز تھی جس نے آخر انقلاب پیدا کیا۔ ان مردانِ خدا سے جو دنیا کا عہد بھی صداقت اور نڈانیت کا کانونہ بن جاتا تھا۔ آخر چند ہی روز میں ان کا غلام ہمارا اور ہوا۔ ان کے مقصد کے ساتھ ایک جماعت پیدا ہو گئی جو اگرچہ مختصر عرصے میں غریب و مفلس تھی لیکن اس کے لیے ہر لمحہ۔ مگر ہر ایک ایمان میں سچوتہ اور توحید و رسالت کے لیے ہر لمحہ کی تکلیف برداشت کرنے پر آمادہ ہر قسم کے امتیاز و قربانی کے لیے تیار و آمادہ۔ یہ وہ جماعت تھی جو توحید کی اشاعت اور اعلا و کلمۃ اللہ کے لیے اپنے کو وقف کر چکی تھی۔ خدا کا حامی اور خدا کے فرشتے ان کے مددگار تھے۔ آخر نتیجہ کیا ہوا۔ ان کے نام سناتے دالے ملوں جو مسلمان نہ رہے اس طرح ملے دیے گئے کہ ان کی ہستی کا کوئی نشان بھی باقی نہ رہا اور وہی غلام دنیا کے سردار بن گئے۔ زمین انکی تھی، آسمان ان کا تھا، حکومت انکی تھی اور دین و دنیا کی ساری عزتیں ان کے لیے مخصوص تھیں۔

خدا اب بھی وہی ہے۔ خدا کا قانون بھی وہی ہے۔ سابقین اولین کو خدا کی عزت سے جو کچھ انعام ملا۔ خدا کی حمایت اور خدا کے فرشتوں کی امداد ان کو حاصل ہوئی وہ ان کے ذات کے ساتھ مخصوص نہ تھی۔ ان کے ایمان اور انکی صداقت و استقامت کا نتیجہ تھا۔ جب اور جس وقت مسلمان توحید الہی کی تائید میں کھڑے ہونگے، اعلا و کلمۃ اللہ کے لیے جب قدم اٹھائیں گے، ہر لمحہ ان کی تعلیمات کو دنیا میں سرخرو کرنے کے لیے جب وہ قربانی پیش کریں گے، ہمیشہ نصرت الہی کو اپنے ساتھ پائیں گے اور دین و دنیا کی ساری عزت انہیں کے حصہ میں آئے گی اور وہ اپنے مقاصد میں کامیاب ہو گئے۔ خدا اپنے اس وعدہ کی ضرورت کو اگر کچھ۔ اگرچہ دنیا کے تمام کافرانہ ایمان کا نام شیطانی طاقتیں اس کو پسند نہ کریں اور مفسدین ہو کر اسکی مخالفت کریں۔

مگر انوس تو یہ ہے کہ اسلام کا دعویٰ کون سے دالوں میں ایمان کی پہلی شرط پائی نہیں جاتی۔ جو لوگ کفر و اسلام کو برابر سمجھیں، کافرانہ مسلم میں سادات کی تعلیم دیں۔ جن کے نزدیک احکام اللہ پر عمل کرنا حلال اور ان احکام کی پرواہ نہ کرنے والا ایک درجہ رکھتا ہو جو مشرک اور کافر کے مراتب کے خزانہ کو نہ سمجھ سکیں، ان کے غلبہ اسلام اور توحید کی عزت کے لیے کیسے مستعد ہو سکتے ہیں ان کے اندر اتنا وہ قربانی کے وہ جذبات ہو کر

درسہ صولتہ مکہ معظمہ

ہذا کے گھر کا کچھ حق سمجھنے والے نیک دل مسلمانوں سے خطا
 اذولانا محمد سلیم صاحب ناظم درسہ صولتہ مقیم قذلیا دہلی
 دارالعلوم حرم درسہ صولتہ ہند یہ کہ معظمہ بنا کر دہلی اور اسلام حضرت
 مولانا محمد رحمت اللہ صاحب کیرانوی (رحمۃ اللہ علیہ) کتبہ سب سے
 بنکدلی و اجیت مسلمانان ہندوستان کی یہ وہ مذہبی اور علمی یادگار ہے جو
 تیسرے سال سے مشترکہ طور پر آپ کی اعانت و ادارہ سے عذا کے گھر میں
 قائم ہے اور اہل حرم و مہاجرین بیت اللہ کے لیے آپ کی طرف سے اور
 آپ کے نام سے یہ بہترین علمی فیض جاری ہے۔

دنیا کی سوجھ بوجھ و نفاس میں مسلمان جہاں مذہب اور اس کے احکامات
 سے لاپرواہ ہوتے جا رہے ہیں اور دینداری کا جذبہ کم ہو رہا ہے۔
 دہلی چند سال سے زائرین بیت اللہ اور حاجیوں کی تعداد میں بھی
 برابر کی ایک انوسناک صورت حال ہے جس سے اجزاء اور برسر
 مسلمانوں کو بے خبر نہ رہنا چاہیے۔ گورنمنٹ کے ان مجید کن حالات
 کا ناگوار اثر آپ کی اس دینی و علمی درسگاہ پر بھی ہوا۔ جس کی تمام
 امداد کا ذریعہ اب تک دہلی اہل خیر مسلمانان ہند رہے ہیں جو
 ماحضری حرم کی سعادت کے ساتھ اپنی اس قومی و دینی تحریک کو کچھ
 خود دیکھنے اور اسکی اہم ضرورت کو محسوس کرنے کے بعد اسکی امداد
 و سرپرستی فرماتے تھے اور جس نے ۶۷ سال تک اپنی گراں قدر
 علمی خدمات سے اہل حرم اور مرکز اسلام میں اسلامی دنیا سے آنے
 والے ہزاروں شاہین علم کو سیراب کیا۔

درسہ صولتہ حجاز مقدس میں تمام مسلمانان ہند کا واحد
 قومی ادارہ ہے اس لیے ہندوستان کے بلند حوصلہ اور نیک دل مسلمانوں
 سے قومی امید ہے کہ وہ عذا کے گھر میں اس دیرینہ علمی و مذہبی
 یادگار کو اپنی مالی ہمتی اور توفیق کے مطابق سوجھ بوجھ مالی مشکلات
 سے نجات دلانے میں اپنی فیاضی اور ہمدردی سے کام لیں گے۔

تحفہ ضروری

(جناب درصدق کی ایک قدیم نالیٹ)

حاکم و محکوم کے باہمی تعلقات و فرائض پر قرآن مجید و
 حدیث کے احکام اور علمائے اسلام و حکماء و دہان کے
 بہترین اقوال کا مجموعہ۔ بشرط اقتباسات اصل فارسی میں مندرج
 ۷۷ صفحہ۔ اشاک کے نمبر کرنے کے لیے قیمت میں غیر معمولی بڑھتی
 یعنی صرف ساتھیے چار آنے کے ٹکٹ سمجھنے سے، وہ ان کو دی جائیگی۔
 الشہز

محمد نعفی خاں۔ قصبہ دریا بادی۔ ضلع بارہنگی

پیدا ہو چکے ہیں جسکے بغیر کوئی قوم سر بلند اور سرفراز نہیں ہو سکتی سر بلند ہونا
 بڑی بات ہے کوئی قوم ان مذہبات سے خالی ہو کر اپنی نہیں رہ سکتی۔
 جب مسلم لیگ کا جدید دور شروع ہوا تو اس نے لکھنؤ کے جلسہ
 میں اپنے دو مقصد قرار دیے۔ ایک مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت
 اور دوسرے مسلمانوں کی اصلاح۔ اس میں پہلا مقصد حقیقت و درست
 عقیدہ کا اظہار ہے۔ یعنی جب تک مسلمانوں کو اس قابل نہ بنایا جائے کہ
 وہ اپنے حقوق کی خود حفاظت کر سکیں، حفاظت ناممکن ہے۔ کوئی چیز
 کی جائے کوئی قانون بنایا جائے اور حقوق کے لیے کتنا ہی لڑا جائے،
 حفاظت ناممکن رہ سکتی۔ جب تک خود مسلمانوں کو اپنے مقصد
 کے ساتھ شیعہ اور اسکے لیے اشیاء و قربانی کا جذبہ نہیں ہے اور نہ ہی خود
 چیز پڑے انوس کے ساتھ محسوس کی جا رہی ہے کہ مسلم لیگ نے
 اب تک جو کچھ کیا ہے، صرف مقصد اول سے تعلق رکھتی ہے، یعنی خیر
 سے اپنے حقوق بنانا۔ اگر سب سے اہم کام خود مسلمانوں کی اصلاح ہے اسکے
 لیے نہ غیروں سے لڑنا نہ کسی وقت سے مقابلہ کرنا تھا۔ یہ چیز خود ہمارے
 کرنے کی تھی۔ اگر ساتھ ساتھ اصلاح کا کام جاری رہتا تو شاید مقصد اول
 میں بھی آج ہر زیادہ کامیاب نظر آتے۔ تحریک کے اس حقہ کی طرف
 قطعاً توجہ نہیں کی گئی۔

کہا جاتا ہے کہ مسلمانوں کی تعلیم ہوتی جا رہی ہے۔ اور اسی سے اصلاح
 ہوگی۔ مگر یہ سمجھ نہیں ہے۔ آئندہ نیکو کے ہر عمری اسلام کو شامل کر لینا تعلیم
 نہیں بن سکتی ہے۔ اس سے فائدہ نہ ہوگا نقصان ہوگا۔ جس قدر نام کے مسلمان
 اب تک لیگ کے ارکین اور علماء دین چکے ہیں انکی تعداد جناب رسول اللہ
 کے تمام صحابہ کرام کی مجموعی تعداد سے بہت زیادہ ہے۔ مگر اس سے اتنا بھی
 اب تک نہ ہوا کہ مسلمان خرابیوں کی قیاد کچھ کم ہو جاتی، مسلمان ذاتی مردود
 عورت کچھ گھٹ جاتے، مسلمانوں کی اخلاقی حالت کچھ بلند ہو جاتی، کچھ
 مسجدیں آباد ہو جاتیں، حکومت کے درباروں کی رزائے حالت کچھ بدلتی،
 با اختیار مسلمانوں میں کچھ ایسے بھی نظر آتے جنکو کہیں عدا یا آنا، اور کہیں انکی
 زبانیں مذا کی تسبیح و تہلیل سے تر ہوئیں۔

اگر لیگ میں اسلامی تعلیم ہوتی اور لیگ کے ارکین غیروں سے ایک
 سے ایک گھر میں اسلام کی حمایت میں نہ لگتے۔ اسلامی حقوق کے محافظ اور
 اسلامی تہذیب کے حامی محض اپنی اصلاح کر لیتے تو آج ہندوستان میں
 اسلام کی مسلم قوم کی اور مسلم قوم کی وقعت و اقتدار کی حالت دوسری ہوتی۔
 یاد رکھو، مسلمان اور کافر میں اصل فرق یہی ہے کہ کافر اپنے ہمنام سے
 قانون کی مخالفت برداشت نہیں کر سکتا، اور مسلمان عدا و رسول کے احکام
 کی مخالفت برداشت نہیں کر سکتا۔ مسلم لیگ کا آئین فرض ہے کہ وہ
 حقوق کی جان مرد و شاہ کا قتل کے ساتھ احکام الہی کی ناسخ کو اپنے ہر و گرام
 ہر و گرام کا مزدوری جز قرار دے۔ کیا یہی عدا کے ہمنام ہے!
 (عصر صبر)

انوار شکر

میدر آید - ۱۲۰ - علوم جو اہم ہے کہ وہاں سید محمد بادشاہ جیسی صاحب نے صحابہ مسلمانان دین مستودہی بخیر و برکت فرمائی اور اس میں پیر کیسافسی ذاب مدد اعظم ہمارا اور آپ کے شکر و کارنامہ لکھ کر اور کتب کو دفع نماہر فرمائی کرانیدہ سے اس عظمت اسلامیہ مصنفہ میں ہفتونما کا دائمی استعمال میں آج بھی آج بھی ہمارا بلا غایت ہے۔

دست زیر لایہ عافیت المصنفہ شاد ذی جاہ آسمانی ہوں کہ اس سے مشہد ستفیض ہوتے ہیں۔ (اردکن یونہ)

(بقیت نمبر ۵)

۱۴۱) داندی انہری وغیرہ۔
 ۱۴۲) باب کشف وکراہات۔ جیسے معرات کرخی، ذوالنون صری، دور و اور صاحب۔

۱۴۳) علماء و شعراء اب۔ بیچے ابو ولادہ، یا وقت حموی، اور دہ اور۔
 یہ لکھ نہیں ہرگز نہ ہونی چاہیے کہ اس منہج مجاہد کے اندر مسلمان غلام یا غلام زادوں کی مکمل فرست نہ سہی اُس کا آدھا، جو حقانی و لکھ دسواں صد میں آیا ہے۔ نامہ منی مصنف اپنے مقدمہ میں لکھتے ہیں:-
 "مکمل تاریخ و سیرت کی آجوں کا مطالعہ کیا گیا تو معلوم ہوا کہ اسلام و امرا و کا ذکر اور ان کا ایک ضخیم جلد میں تمام محدثین و فقہاء کا ذکر بھی نہیں آ سکتا۔ چنانچہ اس کتاب میں بہت ہی منتخب اور نمایاں اور اب علم و فضل کا تذکرہ کیا گیا ہے، اگرچہ اس میں کیا جاتا تو انھیں کے حالات میں کئی جلدیں ہو جاتیں۔ پھر غلام سلاطین و امرا بھی اس کثرت سے ہیں کہ ان کے ذکر کے لیے ایک جلد کافی نہیں ہو سکتی تھی۔" (مستط)

اسی حالت میں بہتر یہ تھا کہ سرورق پر جلد اول ڈال دیا جاتا اور باقی تبدلات کی تیاری کی بہت تو مصنف تو مصنف اپنے دل میں کر لیتے۔ کیا جب کہ اس نیت ہی کی بہت سے حالات تفسیل کے سامنے ہو جاتے اور خود مصنف کی بہت فوری ہو جاتی۔

کتاب کی ادنیٰ حیثیت و ناخیر ہی ہے، لیکن اسکے علاوہ کتاب بہت ہی سے بھی بڑے کام کی ہے۔ چالیس چالیس سال اوپر کیا معنی، اس میں بہت سی باتیں بھی چارے اس کے ناقص منکھن "فلانی" کے مدح و ثناء کے ساتھ لکھے گئے ہیں۔ اس سے اس طرح اس داغہ کو غربیت اسلام کے دامن سے دور کر کے لکھیں کہ ہے تھے! استغنی مداجر میں وہاں علم اپنے غم سے باوجود حقیقت ہی اس صورت میں ہے نقاب اور بے شمار صاف نظر آ رہی ہے۔

۱۶۱) الامتدال فی مراتب الرجال۔ از مولانا محمد زکریا صاحب کا معلوی۔
 منجات ۴۴۸ صفحے۔ قیمت ۱۱ روپیہ۔ کتب خانہ مجیدی، درہنہ شہر عالم سارنہ۔
 مولانا محمد زکریا صاحب شیخ الحدیث درہنہ سارنہ ایک بڑے دانا و

استغنی زندگی جی۔ جو بہت بڑے علم کا مالک ہیں۔ یہ مولانا محمد زکریا صاحب کا معلوی۔
 منجات ۴۴۸ صفحے۔ قیمت ۱۱ روپیہ۔ کتب خانہ مجیدی، درہنہ شہر عالم سارنہ۔
 مولانا محمد زکریا صاحب شیخ الحدیث درہنہ سارنہ ایک بڑے دانا و

۱۶۲) الامتدال فی مراتب الرجال۔ از مولانا محمد زکریا صاحب کا معلوی۔
 منجات ۴۴۸ صفحے۔ قیمت ۱۱ روپیہ۔ کتب خانہ مجیدی، درہنہ شہر عالم سارنہ۔
 مولانا محمد زکریا صاحب شیخ الحدیث درہنہ سارنہ ایک بڑے دانا و

۱۶۳) الامتدال فی مراتب الرجال۔ از مولانا محمد زکریا صاحب کا معلوی۔
 منجات ۴۴۸ صفحے۔ قیمت ۱۱ روپیہ۔ کتب خانہ مجیدی، درہنہ شہر عالم سارنہ۔
 مولانا محمد زکریا صاحب شیخ الحدیث درہنہ سارنہ ایک بڑے دانا و

۱۶۴) الامتدال فی مراتب الرجال۔ از مولانا محمد زکریا صاحب کا معلوی۔
 منجات ۴۴۸ صفحے۔ قیمت ۱۱ روپیہ۔ کتب خانہ مجیدی، درہنہ شہر عالم سارنہ۔
 مولانا محمد زکریا صاحب شیخ الحدیث درہنہ سارنہ ایک بڑے دانا و

۱۶۵) الامتدال فی مراتب الرجال۔ از مولانا محمد زکریا صاحب کا معلوی۔
 منجات ۴۴۸ صفحے۔ قیمت ۱۱ روپیہ۔ کتب خانہ مجیدی، درہنہ شہر عالم سارنہ۔
 مولانا محمد زکریا صاحب شیخ الحدیث درہنہ سارنہ ایک بڑے دانا و

انوار شکر میں ہرگز نہ ہونی چاہیے کہ اس منہج مجاہد کے اندر مسلمان غلام یا غلام زادوں کی مکمل فرست نہ سہی اُس کا آدھا، جو حقانی و لکھ دسواں صد میں آیا ہے۔ نامہ منی مصنف اپنے مقدمہ میں لکھتے ہیں:-

استعمال سے چند روز قبل، عبادت کا اتفاق چند منٹ کے لیے ہوا۔
 ہجر، ہندو اور زیادہ آگیا تھا۔ گھٹلے جاتے تھے اور اُٹھتے جاتے تھے۔
 لب برابر رہے تھے۔ غازی کی پابندی ساری عمر کی، اوتا خرمس جی و زیار
 آخر بے نتیجہ تھوڑے ہی رکھ سکتی تھیں؟ اور میرا پس آخیں موت سے
 کچھ ہی روز قبل، ایک دلی کال کی نظر عنایت و شفقت اور اسکے امانت پرست
 عبادت کا بڑا وقت اس بہت پر مبارکباد دینے میں مرت ہوا۔
 ستھارا اور سمیت ایسے وقت میں کہ اب سمیت میں بنگلہ بولے گا کہ کی ہو
 ہی نہیں اور عبادت انتظار ہی ہیں کہ ساعت بہ ساعت ملے ہونے لگا
 ہیں! اور رشید کال کی نوید خاص اس پر سنزاد احسن انجام کی پیش خبری
 اس سے بڑھ کر ادر کیا ہو سکتی ہے؟ اَللّٰم اغفرہ وارحمہ۔

شکر اے ہرے۔ اور طاغوتی ملافتیں ہیں کہ ان کی ہی بھولی پر خوش و خرمی ہے

پاکستان کا نعرہ

ایستان کا لغو "مسلمان کہنے والے اسلام سب پر مقدم ہے" اور ہندوستان کا مغاد کا سب پر مقدم تصور کرنا مسلمان کہنے والے قابل قبول ہے۔ مسلمان کسی تصور اور عقیدہ کو گوارا نہیں کر سکتا۔ جو اسلامی جذبات و حسیات سے متصادم ہو۔ (مسلم لیگ کے ایک اراکہ روز ویلوشن کا اقتباس)

رسید کتب و رسائل

(۱) نامہ موران سیاست - از عبدالمجیب و محمد نسیم صاحبان

۶۶ صفحہ - قیمت ۶

(۲) یامان میکر - از اب الشکور صاحب ایم اے - ۱۱۵ صفحہ

قیمت درج نہیں - پتہ، کتبہ جامعہ - نئی دہلی (لاہور - گلشن - بھلی)

نیلوا - آج کل کے اخبار میں ناظرین کے کام کی چیز ہے - ۲۲ - مختلف

شخصیتوں کے - جنکے نام کثرت سے اخبارات میں آتے رہتے ہیں، انکا تذکرہ

و تعارف اس میں موجود ہے - پتھر، سولہین، چرچل، ایڈن، اسٹان

ابن سوریہ وغیرہ - نمبر (۲) بارہ مزاحیہ کرداروں پر طبع آزمائی کا مجموعہ ہے

(۳) کاغذ کی ٹاؤ - از میکش صاحب حیدر آبادی دیوانہ سیدرس

۱۱۲ صفحہ - قیمت غیر پتہ "کتاب گھر حیرت آباد حیدر آباد"

۶ - ریڈر یاٹی مختصر ڈراموں کا مجموعہ -

(۴) اردو پڑھے کا تادمہ - ۱۶ صفحہ قیمت ۱۶

(۵) غار " " "

(۶) مکتبہیں و قصہ اول " " "

(۷) " " (دوم) " " "

(۸) حبیب مندا " " "

(۹) نفیس " " "

(۱۰) سونپٹ " " "

(۱۱) صدیق ابتر " " "

(۱۲) خند و کتابت " " "

(۱۳) نعل کا پتھار " " "

(۱۴) قومی گیت " " "

(۱۵) غزلیں " " "

(۱۶) چارونستان " " "

(۱۷) نامی پڑھنے کا " " "

(۱۸) عمر فاروق " " "

ایک جلدوں کے لیے کتبہ جامعہ کا شایع کیا ہے اور مختلف شخصیات کے

نظم و نثریں و مکتوبات و سی کتابوں کا سلسلہ - ملا دہلے متنبوں کے اور

بھی لوگ نامہ - اٹھاسکتے ہیں - چیزیں سب کے کام کی ہیں - صورت و شکل

و محلا - قومی گیت کی آخری نظم "سنہ و سلمان" اعلیٰ اسلامی فنکارانہ

قابل گرفت ہے -

(۱۹) تحفہ عید الاضحی - از مولوی شاہ فریدی ذوالوسی صاحب - ۱۱۲

ار کے ٹکٹ ۶ - دفتر دارالحدایت، جامعہ مسجد، غلہ آباد (دہلی)

سے مل جائیگا -

موضوع نام سے ظاہر ہے - عبدالفرمان کے مولوی مسائل کے علاوہ

فضائل مشرقی و مغربی اور اسرار حج و قربانی وغیرہ پر بھی گفتگو ہے - موسم

کی چیز ہے -

بلکہ جذبہ جدوجہد کا بین اقتضائی ہے - اور اس صورت حال کے اسباب اسکی
 زندگی محض میں یہ ہے کہ اسکی فزیکس کی تربیت پر سببیں دلوں سے رغبت
 برپا ہے - دوسرے وہ کہ جب حکومت پر محبت سے اپنے کو راکے سادی قرار
 دے چکی ہے تو اسکی اپنی کیا کردہ بدچلنی بدکاری میں بھی مرے دب کر
 گھٹ کر رہے ؟ اور پھر اسکی اسکی آواز اور اس کے بعد از دانش
 جو پڑنے لگا بھی خیر، یا قی نہیں - پھر آخر کپس : دعوت اپنے کو بازار کی
 سٹائی بنا کر رکھ دے - اسکی کھلی اور اسکی کھلی - اسے دقت
 اور سبب دقت - مرض اور نفس میں مرض اور اسکی آپ پر ہی کی زبان سے
 سن چکے - اب ارشاد ہو کہ یہی راہ اور یہی منزل ہیں اپنے ہمک دہشت کے لیے
 بھی آپ انتقام کر چکے تھے ؟

پنجاب میں آمد - پنجاب میں کئی اخبار اور سالے ۲۵ - شین

ہوتے ہیں ان میں سے ۵۰۰ اردو ہیں اور صرف ۲۰ ہندی ہیں !

اسی وجہ سے جنوری سے ستمبر تک ایک ذمہ داری کی مدت میں لکھنؤ

۱۸۲۱ - ۱۸۲۲ میں شایع ہوئیں اور ۱۸۲۳ - ۱۸۲۴ ہندی میں !

مطرحہ لکھنؤ کے امتحان میں جو طلبہ ایچ ڈی اے میں شریک ہوئے وہ کئی

۲۶۹۶ تھے ۲۶۹۶ تھے ۲۶۹۶ تھے ۲۶۹۶ تھے ۲۶۹۶ تھے ۲۶۹۶ تھے ۲۶۹۶ تھے

اعداد لاہور کی آواز اور دکانوں میں میان پتھر احمد پتھر ڈائریز پنجوں کی

تقریب سے اخذ ہیں ! - ہندی کی حمایت میں اسنے مسلسل اور بدست

پر - بنگالہ کے ہی اوروں کی یہ قبولیت حیرت انگیز بھی ہے اور امید افزا بھی

ایک مفید خدمت - آصف اے اے فیضی صاحب اسکرپٹری

اسلامک ریسرچ ایسوسی ایشن، انٹرنیٹ لاکاچ، بھٹی (دہلی) کی ایک طبقہ

انگریزی تحریر سے یہ معلوم کر کے بڑی سرت ہوئی کہ انکی انجمن قرآن مجید کے الفاظ

کا مفصل انٹیکس (اشاعت) تیار کرنا چاہتی ہے اور اسکی لیے دو

مختلف نمونے طلب کر رہی ہے - جن صاحب کا نمونہ قابل پسند نہیں لگا انھیں

نام کے لیے اس سے دو سال کی مدت ملے گی، یعنی آخر ستمبر ۱۹۹۳ تک -

مدیریت (ایسی صحاح ستہ ازین اور کتابوں) کا انٹیکس تو انگریزی میں ۱۹۹۲ء

میں تیار ہو چکا ہے - قرآن مجید کا کوئی ایسا انٹیکس انھوں اور حیرت انگیز

انگریزی میں درج نہیں - کسی ہندی مسلمان کے ہاتھوں یہ خدمت انجام پا جائے

تو یہ سب کی عین سعادت ہوگی - کام کا سوا منہ انجمن نے انشورنگ قرار

۱۰ - انگریزی خواں، اہل علم اس کی اہمیت اور بہت رکھتے ہیں اور

سکرٹری صاحب کو صوت سے نوہ امراسات شروع فرمادیں -

برطانیہ اور فرانس - ۱۹۹۳ کے بعد سے برطانیہ کی تعداد ۱۰

لاکھ سے زائد کا اعلان ہو چکا ہے اور ۱۹۹۳ کے بعد سے تفریح

پیدا ہونے لگی ہے - بیانات کے اس پر بننے والی کتابت اور

یہ علم لگا دیا تھا کہ ۱۹۹۳ میں شرح پیدا ہونے لگی - لیکن پھر ہزار

سے اوپر چکے ہر ہفتہ برطانیہ میں پیدا ہو رہے ہیں !

(مذکرہ اکبریں - لندن، ۱۹۹۳) (تو برطانیہ) اس دیکھ سچہ م

کے ایک ہی ہفتہ غیر سچہ کے کہ بہ فرانس اور برطانیہ دونوں کے جو مختلف مفر

پتہ، کتبہ جامعہ - نئی دہلی (لاہور - گلشن - بھلی)

انہوں نے کہا کہ اگرچہ کسراقی بھی تو اس پر مبنی ہے، لیکن

۱۰۰۰. علی بابا و اژدها

ماہرین کا ہونا اور چنانچہ انسان کے چوں کا رد و ردہ پناہ کی کے چوں کا شمار
 کرنا۔ شہد کی کسی نہ کسی طرح اور بیان کی جس جو سنا اور اس کے ہونے
 پر درختوں اور پھاڑ پر سے جتنے جتنا آواز کی جگہ پر سے آواز کے حکام
 احکام کا دعویٰ افتضا ہے جو اول پیدائش میں خدا نے انکی طبیعتوں میں
 دھن کر دیا ہے جسے سنتے ہو وہ مجبور ہیں اور جو محبت کے لئے ہیں اور
 جن کا دھن کرنا دعویٰ ہو جس کی بنا پر آیت ان کا احکام ظہور کے ہیں،
 اور جن کے لئے کہ یہ کہیں گے کہ احکام ظہور نہیں پیدا ہوئے ہیں بلکہ
 طاق ظہور کے وہ دعویٰ احکام ہیں جو انکی اولیٰ پیدائش کے پہلے ہی
 دن سے انکے دھن گئے ہیں

اس سنی کی اصل نظر رکھ کر اس آیت کو چھپے جو ہمارے دھن کے لئے
 فعل کا سرچشمہ ہے۔
 اور اسے رکب الی اصل ان
 انھدی من اجمالی برادون
 الیہ و ما یرشون۔ تم کی من
 کل الفرات فاسلی سلی رکب
 اولا، یفرج من بلوہنا شراب
 مختلف الوانہ شفا لکنا
 ان لی اذک انہ لغوم فیکون
 اصل

آپ نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس نظری حکم کو دعویٰ کے نقطہ سے ادا فرمایا ہے
 جبکہ تابداری شہد کی کہیں کے ہرگز پر واجب ہے۔ یہ شہد کی کہیں پر حکم دعویٰ
 ہے جبکہ وہ اپنے آغاز خلقت ہی میں اس پر واجب ٹھہرا دیا ہے جس سے
 تا فرمائی شہد کی کہیں کے بس کی بات نہیں۔ لیکن یہ حکم شہد کی کہیں پر نہیں
 سوجھ بوجھ "نفسانی تاثرات" یا غور و فکر اور تجربہ و استدلال سے حاصل
 نہیں ہوا ہے

انسانوں میں پیدا ایش کے آغاز ہی میں نیکی و بدی، خیر و شر، نور و مضموی
 دونوں کی صلاحیتیں طاق ظہور کی طرف سے درستی دکھائی گئی ہیں اور
 یہ وہ حکم ہے جو اول روز انکو ہو چکا تھا جسے خدا نے اسکو اپنا امام فرمایا ہے
 فاما فخر و تقوا

دیکھئے کہ انسان کے اس عقلی استعداد میں جو عقل سوجھ بوجھ اور غور و فکر اور
 تجربہ و استدلال کا کوئی دخل نہیں
 آگے پہلے۔ اللہ تعالیٰ کی یہ ہوشی بے جا نہیں کہ بھی جو بھی ہے۔ زمین کو بھی
 ہے کہ اسکی چیم پر قیامت تک جو کچھ ہوگا اور اپنی زبان خالی یا زبان حال سے
 اسکا سارا افسانہ ایک دن وہ خود دہئے
 ماسخہ محدث اخبار ہائے
 رکب الیہ تانا و تولا
 جو قوت میں جانتا ہے کہ یہ شہادت زمین کی بر محل سوجھ بوجھ "نفسانی
 تاثرات" غور و فکر اور نظر و استدلال کا نتیجہ نہ ہوگی۔
 آیت میں دعویٰ ہوئی کہ وہ اپنے کاروبار کو اس طرح انجام دیتا ہے

جس طرح خدا نے اسکو حکم دیا ہے اس طرح خدا نے اسکو حکم دیا ہے، چنانچہ
 اسی طرح چلتا اور چلتا ہے اور ساتھ ہی اسی طرح چلتے ہیں جس طرح آغاز
 خلقت میں انکو حکم دیا ہے، فرمایا
 دعویٰ کی کل حکمت اور علم
 اور خدا نے ہر آسمان میں اس کے کام کو دھن
 (فصل ۱۵)

اسے اسی حکم میں کہ مطبق ہر آسمان میں اس کے کام کو انجام دے رہا ہے اس میں
 آسمان کے چرخوں سوجھ بوجھ "نفسانی تاثرات" غور و فکر اور تجربہ و استدلال
 کا کوئی دخل نہیں۔

دعویٰ کی دوسری قسم وہ ہے جو خواہیں است کو اور وہ ہیں
 اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں
 ہے اور اسکا دوسرا اصطلاحی نام القاد الیہ الامام (اصطلاحی معنی میں) اور
 محدثیت اور خلقت ہے، ایسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں کو دعویٰ ہوئی کہ
 بچہ کو صندوق میں دھن کر دیا میں ڈال دو اور تم یا پناہ پر ہو مومن اسکو
 ہر زمین پر پناہ کیس گئے اور ایک دن میں اسکو پناہ دیا، فرمایا

اور میں نے اس کو موسیٰ ان کے پاس دیا اور ہم نے اس کی طرف دعویٰ کی کہ اس بچہ
 اور خدیجہ و خدیجہ علیہ القیہ
 فی الیہ و لا تخافی و لا تحزنی
 اور اودہ الیہ جا علیہ
 من المرسلین و انصحبہ الخ

ہر حضور دھن دیر کے لئے ان بیٹے ہیں کہ یہاں حضرت موسیٰ کی ماں کی دعویٰ
 انکی بر محل سوجھ بوجھ "نفسی" لیکن کیا "بر محل سوجھ بوجھ" سے یہ بھی پہلے بچہ
 کے متعلق انکو معلوم ہو سکتا تھا کہ یہ لڑکا دھن دیا ہے اور یہ نہیں جانتا اور
 پھر میرے پاس آجائے گا اور ایک دن پھر پناہ دے گا۔ یہ غیب کی خبر غیب
 کی اطلاع ہی سے معلوم ہو سکتی تھی اس لیے یہ بر محل سوجھ بوجھ "نفسانی
 تاثرات" یہاں بھی دعویٰ کا تہ جان نہیں، یہاں تصور دعویٰ کی وہ قسم ہے جسکو
 اصطلاح میں امام کہتے ہیں، خداوند روایے حق کے ذریعے سے جو یا بیداری
 میں القاد الیہ القلب کی صورت میں ہوا اور کوئی شکل ہو۔

اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا امام حواریوں کو ہوا۔
 اور شادی

اور اجمیت الی اکو امین
 ان استوا لی و برولی قالوا آسمنا
 و انشد با تاسلمون۔
 (۱۵۰)

یہاں بھی اسی شخصی دعویٰ کا ذکر ہے جو امام و القاد الیہ اسے حق کی شکل میں
 حواریوں کو ملی۔ حدیثوں میں آیا ہے کہ وہ دیا و حق نبوت کے بہت سے اجزاء
 میں سے ایک جز ہے جو مردوس کو عطا ہوتا ہے۔ یہ بھی آتا ہے کہ نصب
 نبوت کے پھر کچھ خواہیں است ہیں جو بعض حالات کے متعلق غیب سے
 خبر پاتے ہیں۔ یحییٰ بن خیران کو ہوا انبیاء۔
 (باقی آئندہ)

(اور جو جس بات نے کر دیا اور جسے اس کو چاہا تو وہی لوگ ہرگز ملامت میں)

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ أَجْرٌ كَثِيرٌ

چندہ اور آقا می امور
کے لیے مرامت ہوس پتہ ہ کی جائے
محمد عبدالرؤف عباسی مہتمم اخبار
مرشد آبا بلیس گوہر گنج - کھنڈو

چندہ سالانہ
نشری
پیردن ہندیہ سالانہ
قیمت فی پرچہ ۱۱



نمبر ۱۱ - دہ خنبہ - ۲۱ - ذی الحجہ المکرم ۱۳۵۹ - مطابق ۲۰ - جنوری ۱۹۴۱ء - جلد ۶

بچی باتیں

دہلی - ۶ جنوری صبح کھڑا غیب پڑا ہے۔ دن کلی آیا۔ آفتاب
بلند ہو گیا۔ فضا اب بھی جھوٹا دھندلی۔ لیکن ریل اور چارواہم الی جہاز
جہاز گھیس ان سوس اور فضا کی قبرات سے ڈک سکتے ہیں۔ اسے وقت طور
پر "برٹش آڈرینز ایرویز" کا چارہ آڈرینز اور ہوا میں بلند ہو کر اس نے
کامل سے خبر دی کہ اپنی فضا بالکل صاف ہے، اگر سے کی دہات کھڑ
ایک ہزار فٹ کی ہے۔ اب باری دوسرے چارہ کی آتی ہے۔ یہ طین
"انڈین ٹین ایرویز" کی ہے۔ چارہ پرو دوسا فرسار، اور دونوں اعلیٰ
انگریز اسر۔ چارہ ہی ایک اہرن آرموہ کا سامان۔ چارہ آرموہ
لیکن آڈرینز ہی ہر زمین پر آرموہ کی نیت سے چکر کاٹنے اسٹولانے گناہ
برائی اسٹیشن دور کچھ بھی نہیں۔ لیکن قبل اس کے کہ ادا کسی قسم کی پہنچ سکے
طین دھما کر کے ساتھ زمین سے کراتی ہے اور مٹا آگ لگ جاتی ہے۔ دم
کے دم میں طین میں کر خاکسرا اور تینوں زلہ ہستیاں مردہ!

اور پھر سفر ہی انکا کوئی بڑا اور لمبا نہیں کل ایک گھنٹہ کا ارادہ۔ پٹرول
احتیاطاً اتنی مقدار میں لے لیا، جو بجائے ایک گھنٹہ کے پلے پانچ گھنٹے
کے لیے کافی ہو سکے۔ اب ڈری کیا۔ لاسٹل تھارزین موجود ہی۔ شیش
کی خبر زمین والوں کو مل سکتی ہے۔ سس صاحب زمین سے بلند
ہوئیں اور اسے ہول گئیں، سمت نہ پہان سکیں۔ گھنٹہ کی جگہ دو
گھنٹہ، تین گھنٹہ، چار گھنٹہ، چار گھنٹہ کہ پلے پانچ گھنٹہ پورے گزر گئے۔
پٹرول ختم ہو گیا۔ اور سیم صاحبہ والی جھپڑی کے سارے دیسے نہیں
میں کو دیں، ایک انگریزی کشتی نے دیکھا، اور وہ مدد کے لیے تیزی سے پہنچا۔
فرشتہ فضا کی رفتار اس سے بھی تیز تر تھی۔ قبل اس کے کہ انسانی امداد
پہنچ سکے، سو صوفہ دریا کے آغوش فضا میں پہنچ چکی تھیں! —
کشتی کے کپتان جو مدد کے لیے دڑے تھے، خود گرا داپ قنا میں آگئے۔
ایک سو تھپتی خود ان کی امداد کے لیے پہنچی، لیکن کپتان صاحب ہتھالی
پہنچنے پہنچنے ختم تھے!

ایک ہی تاریخ میں لندن اور دہلی دونوں جگہ ایک ہی قسم کے عجرتا
واقعات، چشم بصیرت کے لیے کوئی مولیٰ ہیں؟ اور عبرت کے لیے تو ہوں
دکا فر کی کوئی قید نہیں۔ سین اپنی بے بسی کا اور تادریطن کی قدرت
کا لکھا، سلم و فریر مسلم سب ہی کے واقعات موت و ہلاکت سے لیا جاسکتا
ہے۔ اور یہ شام سے تو ان لوگوں کی بے بسی اور بے کسی کے ہیں، جو
ہر طرح اور دے مملکت والے عقل والے اور مکت داسے ہیں، فرض
اگر فروع میں ہیں تو "باسان"۔ جو جانیکی ہم لوگ جو درد و طاقت سے محروم
اور تدبیر و مکت سے محروم ہیں! ہم اگر اپنی ظاہری تدبیروں پر ذرا بھی
غور کرنے لگیں تو ہم سے بڑھ کر صحیح معنی میں فروع بے سامان" اور کون ہوگا؟
دنت موعوہ کا آکھو حق، لہو و قیدہ کم پانڈی کے ساتھ آنا موعوہ، سب ایک
ہیں جو اس اٹل گھوڑی کا پانڈی ہیں! اپنے ہر قول اور ہر عمل میں، ہر نصیب میں

لندن - ۹ جنوری۔ موسم خوب ہے۔ لیکن آج آڈرینز والی ہیں تو
دنیا سے ہوا ڈی کی وہ ٹھنڈا آفاق ٹھنڈا سہا سہا ایسی جاسن دیکھو ورمٹک
"سنز" اسین ہنے کے بعد جھٹ مس" جاسن ہو جائے والی ہیں، جو لندن
سے آسٹریلیا گئے۔ لندن کے کپ "آڈرین" ٹک، لندن سے امریکہ ٹک لندن
سے ڈیکو ٹک، آڈرین کے "دیکارڈ" پر کلاڈ "کام کر چکی ہیں، اور فضا اسلوم کہتے
اہرن موعوہ کی ات دسے چکی ہیں۔ انھیں موعوہ کی غریبی کی کیا ہندا۔
گھنٹہ ہی آڈرین کے "میں ایہ، باؤں کو پار کر کے لئے اور پہنچ جاتی ہیں!"

یورپ شراع کر رہا ہے سیاست کا مطالعہ تو اس عینیت سے کہ اور ان
اکب سیاسی حیوان ہے۔ آگے چل کر وہ نظریات بعض ہی قائم کر رہا ہے، نقد
غائر اس کا ہر حال میں ہی مفید رہتا ہے اور مشترک ان سارے نظریات پر

شرعیات کی ہے

۱۰۔ اگرچی ۶۰ جنوری - پندرہ ہزار دو پندرہ سالانہ کے فرق سے سندھ کے اسکولوں میں جبری موسیقی کی حکیم نافذ ہونے والی ہے، مگر اور اختلافات میں تربیت گاہیں قائم کی جا چکی ہیں اس فرض کے لیے ۲۸۳۹ اسکولوں کو تربیت دینے والی ہیں۔ اس سلسلے میں اسکولوں کو تیار کر دیا گیا ہے تاکہ جو بے تربیت کوئی اعتراض دے نہ سکے (غیر مرادہ جو ہندوستان کے ساتھ) اور اب نشاط کو کہہ کر اس کے دن بھی جرم اور عیب اب گناہ بنائے ہیں، بلکہ شرم کی بات اس پر قرار چکی کہ شریعت زادہ و دوم دعا گاروں سے اور فلاں شریعت زادوں اب وہ منہوں سے پیچھے ہے! ہندوستان پر ہم نے بھی کبھی شکوک نہیں کی ہے اور وہ سال نہیں، صدیوں تک۔ سنی اور متناظر فرماؤ انڈوں کو جو بیٹے بیٹے، شوقین نوجوانوں کو لپیچے، انھوں نے بھی کبھی "جبری" تعلیم پر حسد و انتقام کی تھی؟ شریعتوں کو زبردستی تعلیم دے دے کہ دوم دعا گار بنائے گئے، لاپرواہی، قدیم جاہلی زمانوں اور مذہبوں کا بقیہ نہ کہ جڑو ہے۔

چونکہ جاہلی اور تہذیب جاہلی عیب کوٹ رہی ہے ان کو لگا ہر ہے کہ اپنے

بہت دور کا بھی تشبہ پیدا کر کے ابراہیم خلیل سے۔ مبارک تر ہے وہ قرآن کا باؤ
جو برائے ام سے کون تو نسبت قائم کر کے اللہ کے ذبیح الخلیل سے !
سکھ پر چھری پھیرنا مایکھا اور کٹنا بایکھا اتنی وجہ سے وہی اللہ ہی فطر السموات
اور الارض حنیفا والا من الشکرین۔ میری ساری توجہ کا مرکز، سب سے بڑی ساری وجہ
کا تشبہ تو اسے قبلہ حاجات صرف آپ ہی ! زمین اور آسمان کے پیدا کر دینے والے !
مجھے اور کس سے خرم کیا ؟ میں اپنا دفتر و سب سے توڑے ہوئے ہوں صرف آپ سے
نہ ہوں۔ اس وقت بھی نہایت صرف آپ سے تقرب کی ہے۔ قبیل آپ کی
عید قرباں ! اچھا رہے دنیا کے اولیٰ المسلمین کی۔ اب تک ہم
زمین و قد کے آثار کی حق ہے کہ تو عید ہی کا رنگ مجھے اکیل ایک ایک شان سے
اکیل ہر پران سے۔ اسلام کی جنوری میں تین صرف دو ہیں، عید اور بغیر عید۔ اللہ دونوں
کا مقصد ہے امت کی مرکزیت اور شہداء بندہ کی۔ ایک یادگار ہے نزول قرآن کی اور دوسرا
دور دلاتی ہے کب کی تعمیر کو کب کے حمار کو !

(التفسير المغزى)

اور خود سے روپ کی عیاشی تو اس کو ملان خزانے میں اعلیٰ بنی قائم
 رہی اس لئے ظاہری شکل میں اگر مہینوں یہ نظر آئے کہ لوگ
 اپنی زبان حالت کو خود ہی بدل دے ہیں اور روپ کے رنگ سیا
 رنگے جا رہے ہیں اعلیٰ منافرت ترکوں سکھ ہو جائیگی ۔
 یہ سر بیخ عید القادس نے اردو کا نفوس (کاچور) کے خلیفہ مہدات میں انشا
 فرمایا : (ہماری زبان) اعلیٰ کیم جزوی مسئلہ) — گستاخ و دزدان
 ہندی سلمان اہل بیت غازی مجاہد "لانا اہل سردار" یہ اعتراض کی زبان
 کھوئے ! کہتا ہے اُنھوں نے عربی حدوت کو شاد دینے اور لاطینی حدوت
 کے رواج دینے میں غلطی کی گویا اس عظیم المرتبت فوق البشر انسان کو
 اتنی بھی سمجھ نہ تھی جتنی ہندی علماءوں کو ہے ! اور پھر فرنگی وضع قطع
 بجا بیٹے پر اعتراضوں سے تشبہ اختیار کر لینے پر بھی نرمین ! گویا ساتویں صدی
 عیسوی آج پچیسویں صدی پر بھی مکران ہے۔۔۔۔۔ تو کیجئے خلیفہ مہدات
 کا پورے پٹھان یا گیا اور زہرہ سکون سے سنایا گیا ، ایسا نہ ہو کہ اس
 شان سے خوش ہو کر انجمن ترقی اردو والے کہیں خدا نخواستہ ایسا ہی محبت
 پسند منقلب کر کے آئینہ اعلان مراد آباد اس کو ڈالنے کی ہمت کر کے یہاں

(بقیہ صفحہ کالم ۱)

خدا کی طرف، رسول کی طرف، اور عوام، منافقوں کی طرف لین کن سوزن میں ہوئی ہے۔
 دیر پہنچا رکھی خدمت میں آخر میں گزارش یہ ہے کہ دنیا بہت
 جہلی کا فذی سکتا! آج سے بھی چلی ہے، علم بہت کچھ نہیں چکا ہے، ان کو
 تجربہ ہو چکا ہے، کہ کاذب کا جہلی سکتا بنا آسان، اگر اسکا چارنا بہت مشکل ہے۔
 اس تجربہ سے انکو سبق حاصل کرنا چاہیے۔
 والسلام

نصف

ملہ پیرازات ۳۔ سطر میں "بلے جلتے تھے" غلط، دیکھتے جاتے تھے "صحیح۔
انٹاس کی پذیرائی

(۱۱) حکیم محمد رفیع صاحب (۱۲۸۱) ق. ۱۰۰

کہ جس طرح ایک کئی آپ سے بیوی تھی ؟ اور ابراہیم مرتضیٰ عشق و محبت کے بہت
 دوست تھے کہ بہت اور کئی ان عیدیت و عہدیت کی بہت سی جیلے ہوئے استخوان
 لایا جاتی کے ساتھ بہت سے دیکھ ہوئے تھے۔ یہ یہ آزارش سب سے بڑی سبب سے
 کرائی تھی۔ ایسا استخوان و صرمت و مودہ ہی کا ہو سکتا تھا۔ یہ محبت ایہ جیوش
 یہ جو صلہ صرمت و مودہ ہی کے ملکتا تھا۔ اللہ اللہ ! قیامت کی تھی وہ کھڑی جواب
 دہ تھی۔ ایسا انوقت کے اور صلہ جو کے حساب سے۔ میر عمر کے باب نے اگلوتے و نظر
 گاہ و جوان و سبز و آواز و صفت جگر کو زمین پر لٹا یا اپنی آنکھ پر چڑی باز صحن اور چوٹ
 پانہ دی۔ ابراہیم نے پشے و حوسے کا اعلان کیا تھا، کہا تھا اور جب کائنات
 کی ساری فضا مشرکانہ تھی کہا تھا اگر میں مودہ ہوں میں مسلم ہوں میں ایسا
 سب کچھ سوچ چکا ہوں اپنے الکتے ہی کے۔ اپنے کو تار کھچا ہوں۔ میرا پتا
 کچھ بھی نہیں نہ جان اپنی نہ اولاد اپنی نہ سب کچھ اسی پاک بے نیاز کی بہ خان
 اسی دعوے کا تھا !

جہری مٹی - لیکن اسٹیل کے معلقہ پائینس ایک ڈبے کے گھگہ - امتحان
 عاشق صادق کا - بندہ مسلم دفرا نیرہ کا ہو چکا تھا - ایک ڈبہ فریست لاکر
 اسٹیل کی جگہ پر رکھ دیا گیا تھا - بشارت ملی کہ تمہاری قربانی قبول ہو گئی - س
 مقبرہ بیت کی یادگار دنیا میں مستقل اور یادگار کردی جائیگی ۔

جس آج کہہ چکا ہو اسے - یہ مفتہ مفتہ کتبہ بنایا جا رہا ہے - کیلئے
 ممکن تھا کہ یادگیر کتبہ کی دہائی جاتی اور علامہ کتبہ کو بھلا دیا جائے ! ابراہیم قریشی
 اور قرآن و حدیث کی زبان میں اللہ کے دوست اور غلیل اور شعلے کے انیس نے
 اور ان کے انیس جابر محمد شہ اسماعیل نے اس کو کہہ دیا - ہمارے بنائی انیس بنیادیں
 اعلیٰ انیس بنیادوں کی اعلیٰ انیس کی بنیاد کی تھی - ساریت حبیب کا ذرا
 ہے سارا بھی مرد و نہ ہونے پانچگانہ اسکا کام نہ اسکا نام - درایوں میں آئے
 کہ واقعہ قربانی کے وقت حضرت اسماعیل کی عمر ۱۳ سال کی تھی اور یہ تعریک تو قریش
 میں سوچا وہ کہ حضرت اسماعیل کی پیدائش کے وقت حضرت ابراہیم کا برس
 ۸۶ سال کا تھا - یہ دونوں حساب اگر صحیح ہیں تو سنہ ۹۶ سال
 گھٹا دیجیے - اور واقعہ قربانی کی تاریخ اگر سنہ ٹھہرتی ہے - یعنی آج سے
 چار ہزار ایک سو سال قبل !

[illegible]

ایک معروف کاتھارت

دیکھو اتنی سیرت محمد علی کا دیا چہ ترجمہ کے قلم سے صدق علی میں
 درج ہو چکا ہے۔ ذیل میں "تہارت اور سعادت" کے عنوان سے ایک اور
 متنازعہ گجراتی اہل قلم کا مقدمہ درج کیا جا رہا ہے۔
 سعادت کا بھی کہیں تہارت ہوتا ہے؟ اگر ہو تو پھر تہارت کا
 تہارت اور اسی طرح یہ سلسلہ ختم نہیں ہوتا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ اس
 "تہارت" کو کسی اور کے تہارت کی حاجت ہی نہ تھی کیونکہ یہ ہندو
 کے ایہ نام محمد علی کا تہارت ہے اور مسلم ہند کے اور محمد علی کے سعادت کرم
 عبداللہ صاحب دریا یا دی کا کھینچا ہوا تہارتی نقشہ ہے۔ اس میں غرض
 ہے ہی کوئی یا کیا یا کہاں کا اسکو ایک دیا چہ کی صورت میں تہارت کی
 ضرورت پیش آئے؟ لیکن رسم تو یہی بلا ہے اور مسلم گجرات نے درجی ہر
 اب تک نہیں سمجھوڑا ہے۔

غیر مجھے یہ تہارت نامہ لکھنے کی خوشی اسی لیے ہے کہ علامہ دریا بادی
 کی طرح میں بھی اس مقدس مروجہ کا ایک ادنیٰ اور بڑا سعادت ہوں اور
 انکے سوانح حیات کا ساری قوم میں پہلو مصنف ہوں۔ اور غرض کہوں
 تو قومی کاموں میں انکی رفاقت کے ساتھ مذہبیت کا لطفت بھی حاصل
 کر چکا ہوں۔

مولانا محمد علی اور علامہ دریا بادی علی گڑھ کے ایک ہی وقت کے دول
 ہیں۔ ایک ہی وقت میں فرنگیت میں ڈوب کر ایک ہی وقت میں اسلام
 کے دریا میں تیرنے والی خوش بخت اور سعادتیں وہ شخصیتیں ہیں۔ نسق اور کفر
 سے لے کر ایمان اور ایمان تک اور اس طویل جہت میں ہر منزل پر ج
 رفاقت قائم رہی۔ چلی اور پھولی ہوا سکے وازد اور اور سعادت ان
 دو درویشوں سے بہتر کون ہو گا؟ اسی وجہ سے اس کتاب میں جو خطرو
 کھینچی گئیں اور جو مناظر پیش نظر لائے گئے ہیں انکے ہوتے ہوئے نہیں کے
 شبہ ہو سکتا ہے؟ یہ کیرا وہ ہے جو نہ سبالتہ کر سکتا ہے اور غافرا۔

اسکے بعد "غریب" صاحب نے جو مضمون پسند کیا ہے اسکے متعلق ہیں
 کچھ کہنا باقی رہتا ہے؟ الا اسکے کہ ایک ذاتی تجزیہ قارئین کرام کے سامنے
 پیش کر دوں کہ اس غریب میں مل چکے اور دیکھیں بعد میں آئی ہے۔ ان کے
 معنائیں میں بیش مل چکے نظر آتا ہے مل سے آراستہ ہو اسی دیکھی کو وہ
 دور ہی سے سلام کرتے ہیں۔ میرے بعض قارئین عزیز اس حقیقت کو سمجھنے لگے
 مادی کا ایسا متنازعہ یا رسد علی کی توفیق ہی ہے ہو سکتا ہے۔

غریب صاحب نے دیکھا کہ عبداللہ صاحب کی یہ ڈاکوئی گجراتی
 مسلمانوں کے لیے جتنی نئی ہے اتنی کارآمد بھی ہے۔ گجرات کے مسلمان
 محمد علی کے ادا وقت تو نہ تھے لیکن انہوں نے محمد علی کو دوسرے دور میں سے
 باغریب سے ملنے کا ایک پانچ سے دیکھا تھا۔ دوسرے الفاظ میں کہوں
 تو غریب کہ یہ احساس ہوا کہ دریا بادی صاحب نے اس تہارت کے
 جو مروجہ قوم کے سامنے ایک انوکھے محمد علی یعنی اس محمد علی کو پیش کیا ہے۔

ایک معروف کاتھارت
 دریا بادی علی گڑھ کے ایک ہی وقت کے دول
 ہیں۔ ایک ہی وقت میں فرنگیت میں ڈوب کر ایک ہی وقت میں اسلام
 کے دریا میں تیرنے والی خوش بخت اور سعادتیں وہ شخصیتیں ہیں۔ نسق اور کفر
 سے لے کر ایمان اور ایمان تک اور اس طویل جہت میں ہر منزل پر ج
 رفاقت قائم رہی۔ چلی اور پھولی ہوا سکے وازد اور اور سعادت ان
 دو درویشوں سے بہتر کون ہو گا؟ اسی وجہ سے اس کتاب میں جو خطرو
 کھینچی گئیں اور جو مناظر پیش نظر لائے گئے ہیں انکے ہوتے ہوئے نہیں کے
 شبہ ہو سکتا ہے؟ یہ کیرا وہ ہے جو نہ سبالتہ کر سکتا ہے اور غافرا۔

ایک معروف کاتھارت
 دریا بادی علی گڑھ کے ایک ہی وقت کے دول
 ہیں۔ ایک ہی وقت میں فرنگیت میں ڈوب کر ایک ہی وقت میں اسلام
 کے دریا میں تیرنے والی خوش بخت اور سعادتیں وہ شخصیتیں ہیں۔ نسق اور کفر
 سے لے کر ایمان اور ایمان تک اور اس طویل جہت میں ہر منزل پر ج
 رفاقت قائم رہی۔ چلی اور پھولی ہوا سکے وازد اور اور سعادت ان
 دو درویشوں سے بہتر کون ہو گا؟ اسی وجہ سے اس کتاب میں جو خطرو
 کھینچی گئیں اور جو مناظر پیش نظر لائے گئے ہیں انکے ہوتے ہوئے نہیں کے
 شبہ ہو سکتا ہے؟ یہ کیرا وہ ہے جو نہ سبالتہ کر سکتا ہے اور غافرا۔

ایک معروف کاتھارت
 دریا بادی علی گڑھ کے ایک ہی وقت کے دول
 ہیں۔ ایک ہی وقت میں فرنگیت میں ڈوب کر ایک ہی وقت میں اسلام
 کے دریا میں تیرنے والی خوش بخت اور سعادتیں وہ شخصیتیں ہیں۔ نسق اور کفر
 سے لے کر ایمان اور ایمان تک اور اس طویل جہت میں ہر منزل پر ج
 رفاقت قائم رہی۔ چلی اور پھولی ہوا سکے وازد اور اور سعادت ان
 دو درویشوں سے بہتر کون ہو گا؟ اسی وجہ سے اس کتاب میں جو خطرو
 کھینچی گئیں اور جو مناظر پیش نظر لائے گئے ہیں انکے ہوتے ہوئے نہیں کے
 شبہ ہو سکتا ہے؟ یہ کیرا وہ ہے جو نہ سبالتہ کر سکتا ہے اور غافرا۔

ایک معروف کاتھارت
 دریا بادی علی گڑھ کے ایک ہی وقت کے دول
 ہیں۔ ایک ہی وقت میں فرنگیت میں ڈوب کر ایک ہی وقت میں اسلام
 کے دریا میں تیرنے والی خوش بخت اور سعادتیں وہ شخصیتیں ہیں۔ نسق اور کفر
 سے لے کر ایمان اور ایمان تک اور اس طویل جہت میں ہر منزل پر ج
 رفاقت قائم رہی۔ چلی اور پھولی ہوا سکے وازد اور اور سعادت ان
 دو درویشوں سے بہتر کون ہو گا؟ اسی وجہ سے اس کتاب میں جو خطرو
 کھینچی گئیں اور جو مناظر پیش نظر لائے گئے ہیں انکے ہوتے ہوئے نہیں کے
 شبہ ہو سکتا ہے؟ یہ کیرا وہ ہے جو نہ سبالتہ کر سکتا ہے اور غافرا۔

ایک معروف کاتھارت
 دریا بادی علی گڑھ کے ایک ہی وقت کے دول
 ہیں۔ ایک ہی وقت میں فرنگیت میں ڈوب کر ایک ہی وقت میں اسلام
 کے دریا میں تیرنے والی خوش بخت اور سعادتیں وہ شخصیتیں ہیں۔ نسق اور کفر
 سے لے کر ایمان اور ایمان تک اور اس طویل جہت میں ہر منزل پر ج
 رفاقت قائم رہی۔ چلی اور پھولی ہوا سکے وازد اور اور سعادت ان
 دو درویشوں سے بہتر کون ہو گا؟ اسی وجہ سے اس کتاب میں جو خطرو
 کھینچی گئیں اور جو مناظر پیش نظر لائے گئے ہیں انکے ہوتے ہوئے نہیں کے
 شبہ ہو سکتا ہے؟ یہ کیرا وہ ہے جو نہ سبالتہ کر سکتا ہے اور غافرا۔

ایک معروف کاتھارت
 دریا بادی علی گڑھ کے ایک ہی وقت کے دول
 ہیں۔ ایک ہی وقت میں فرنگیت میں ڈوب کر ایک ہی وقت میں اسلام
 کے دریا میں تیرنے والی خوش بخت اور سعادتیں وہ شخصیتیں ہیں۔ نسق اور کفر
 سے لے کر ایمان اور ایمان تک اور اس طویل جہت میں ہر منزل پر ج
 رفاقت قائم رہی۔ چلی اور پھولی ہوا سکے وازد اور اور سعادت ان
 دو درویشوں سے بہتر کون ہو گا؟ اسی وجہ سے اس کتاب میں جو خطرو
 کھینچی گئیں اور جو مناظر پیش نظر لائے گئے ہیں انکے ہوتے ہوئے نہیں کے
 شبہ ہو سکتا ہے؟ یہ کیرا وہ ہے جو نہ سبالتہ کر سکتا ہے اور غافرا۔

ایک معروف کاتھارت
 دریا بادی علی گڑھ کے ایک ہی وقت کے دول
 ہیں۔ ایک ہی وقت میں فرنگیت میں ڈوب کر ایک ہی وقت میں اسلام
 کے دریا میں تیرنے والی خوش بخت اور سعادتیں وہ شخصیتیں ہیں۔ نسق اور کفر
 سے لے کر ایمان اور ایمان تک اور اس طویل جہت میں ہر منزل پر ج
 رفاقت قائم رہی۔ چلی اور پھولی ہوا سکے وازد اور اور سعادت ان
 دو درویشوں سے بہتر کون ہو گا؟ اسی وجہ سے اس کتاب میں جو خطرو
 کھینچی گئیں اور جو مناظر پیش نظر لائے گئے ہیں انکے ہوتے ہوئے نہیں کے
 شبہ ہو سکتا ہے؟ یہ کیرا وہ ہے جو نہ سبالتہ کر سکتا ہے اور غافرا۔

ایک معروف کاتھارت
 دریا بادی علی گڑھ کے ایک ہی وقت کے دول
 ہیں۔ ایک ہی وقت میں فرنگیت میں ڈوب کر ایک ہی وقت میں اسلام
 کے دریا میں تیرنے والی خوش بخت اور سعادتیں وہ شخصیتیں ہیں۔ نسق اور کفر
 سے لے کر ایمان اور ایمان تک اور اس طویل جہت میں ہر منزل پر ج
 رفاقت قائم رہی۔ چلی اور پھولی ہوا سکے وازد اور اور سعادت ان
 دو درویشوں سے بہتر کون ہو گا؟ اسی وجہ سے اس کتاب میں جو خطرو
 کھینچی گئیں اور جو مناظر پیش نظر لائے گئے ہیں انکے ہوتے ہوئے نہیں کے
 شبہ ہو سکتا ہے؟ یہ کیرا وہ ہے جو نہ سبالتہ کر سکتا ہے اور غافرا۔

ایک معروف کاتھارت
 دریا بادی علی گڑھ کے ایک ہی وقت کے دول
 ہیں۔ ایک ہی وقت میں فرنگیت میں ڈوب کر ایک ہی وقت میں اسلام
 کے دریا میں تیرنے والی خوش بخت اور سعادتیں وہ شخصیتیں ہیں۔ نسق اور کفر
 سے لے کر ایمان اور ایمان تک اور اس طویل جہت میں ہر منزل پر ج
 رفاقت قائم رہی۔ چلی اور پھولی ہوا سکے وازد اور اور سعادت ان
 دو درویشوں سے بہتر کون ہو گا؟ اسی وجہ سے اس کتاب میں جو خطرو
 کھینچی گئیں اور جو مناظر پیش نظر لائے گئے ہیں انکے ہوتے ہوئے نہیں کے
 شبہ ہو سکتا ہے؟ یہ کیرا وہ ہے جو نہ سبالتہ کر سکتا ہے اور غافرا۔

تعارف میں محمد علی کا دل ہے۔ دل کی تصویر اور داستان ہے۔ دل کا آئینہ اور تابرخ ہے۔ دل کا غول اور نخل ہے۔

درغیب میں یہ بات ایک طاقت سی ہو گئی ہے کہ جو چیز خود کو اثر کرے وہ قوم کے موثر بننے کی کوشش کرتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ "غنیف" صاحب کے "میں بولیشن" میں گجرات کے مسلمانوں کے قومی احساس اور علم کی غرض سے یہ ممتاز اور انوکھی ڈائری یعنی تعارف گجراتی لباس میں شائع ہوا۔ ایک فلمی خدمت ہوئی جو سخن جزا اور لائق شکر تھی۔

بلا مبالغہ قاسم بیگ مرزا صاحب کی آواز میں اور خوب بولنا چاہی میں داد دی جلتے کہ غریب نے جو اخباری دنیا پر روشن کیا، وہ گناہی صورت میں شائع کرنے کی انکو سوچیں اور یہ بھلاؤ ٹکری جو اب بھی اپنی اس خوش پسندی کی بنا پر گجراتی مسلمانوں کی دلی داد کے مستحق ہیں۔

زمانہ پر نظر کرتا ہوں تو یہ کتاب کی اشاعت بالکل بے عمل ہے۔ ہر چیز کی اہمیت اسکے وقوع پر اور مسلمانوں کی اثر کی ضرورت پر مشتمل ہوئی۔ ہر دو پہلو سے مرزا قاسم بیگ کا یہ کام بے عمل اور بے اثر ہے۔

سطور بالا میں ہم دیکھ چکے کہ ایک آئیڈیل مسلمان کیا ہو سکتا ہے۔ کا یہ نظری مطالبہ ہے اور مطالبہ نگار بھی اپنے فن میں اہر اور ہستہ سعادت و دست کا رفیق ہونے کے اتفاق سے مطالبہ بھی بلا شک و شبہ آئیڈیل ہوا ہے۔ بہترین انداز کیا ہونا چاہیے۔ دو بہترین طریقے سمجھنے کے لیے ان اوراق میں بہترین نمونہ دیا گیا ہے۔

آج سے پچیس سال قبل کا زمانہ مسلمانوں کے لیے سخت مہینوں کا وقت تھا۔ جس وقت کہ شہزادہ محمد کے بعض جاگے والوں کو انکا اسکا ہوا تھا کہ وہ قوم کو اپنی خیر سے ہوشیار کریں۔ ہوشیار ہونے والے بہت کم تھے اور بہت ہی کم تعداد میں جگہ لے گئے۔ آداب اس سے بھی بہتر اپنی قوم کی "آج" ہے کہ جب قوم جاگ چکی ہے اور گامزن ہونے کو تڑپ رہی ہے تو جگہ لے دالے سو ہے جس "آہ" وہ "کل" جب رہنا ہے تو پر دہاتے اور آج جب ہر وہاں قوم ہر شے ہے۔ یہ دونوں تعداد اسیوں کے درمیان کا امید افزا زمانہ جو تھا اس میں تبدیلی نے کامیاب کیا۔ یہی وہ تبدیلی تھی۔ اس زمانہ کے رہنماؤں کی اسکے پروردگار کی اور ان کے کاموں کی یادداشت آج کی ہے جس کی پرستی کی حالت میں ہم کو اور بہتر دکھائے اور ہم میں مزارعی رہنمائی کی روح ہو کہ دین کے لیے کافی ہے۔ یہ باتیں ہیں جس وجہ سے میں نے کتاب کو بکھل اور باوجود کنا ہے۔

اں! یہ آئیڈیل رہنمائی بے نقاب ہے اور اپنی سب آراؤں کے ساتھ چمک رہی ہے۔ قوم کا کامیاب اور متاثر لیڈر اپنے تمام مقبوض اور خوجوں کے ساتھ وہاں حاضر ہے۔ بہت سی خوجوں والے محمد علی میں کچھ عیب ضرور تھے، مہلت، بیصری، غنیمہ، اور منہ، مثال کے طور پر ان کے اعلیٰ خیالات کا ترجمہ تھے اور عیب بھی۔ اراپڑے لیجیجے بننا چاہے داغ لگے یا ثابت قدمی نہ ہے وہ کبھی گوارا نہ کر سکتے تھے اور ایسے وقت نہ کہنے کی باتیں کہنے اور نہ کرنے کے کام کر جاتے۔ سچ تو یہ ہے کہ عاشق کا عزم ایسے ہی دھمکی میں لگا ہوا ہوتا ہے۔ جسکے بغیر اس سے شہنشاہ کا سنا

لیڈر کی ایک سی خوبی ہیں جو سکتا ہے۔ اور وہ اسکا غلوس سر ناپا غلوس تھے۔ عشق کا ایک جزو غلوس ہے اور جہاں عشق ہو وہاں غلوس کا ہونا ضروری ہے۔

جہاں اخلاص ہو وہاں کے عیوب بھی قوم کو اپنے لیڈر کی طرف تقاطع کی طرح کھینچتے ہیں اور قوم میں لیڈر کی حرمت سے ایمان پیدا کرتے ہیں کیونکہ عیب یعنی ادھور اپن انسان کی غلو محبت ہے۔ قوم سمجھتی ہے کہ انکا سردار انکے عیبا میں ایک بشر ہے انکی فرشتہ نہیں ہے تو وہ بلا کسی عیب کے اسکی طرف دوڑتے ہوتے چلے گئے ہیں اور بلا کسی چون و چرا کے اسکی پیروی کرتے ہیں۔ اور اسے اپنا سردار و سرپرست سمجھتے ہیں کیونکہ عیب کی غرض عافیتی اور اس کے ساتھ ہی میرے گزری ہوئی بڑی اور مصنوعی عیب و محبت کی بھی غرض عافیتی ہے۔ جہاں اس قابل تقلید ہوتا ہو وہاں قوم رہتا ہے اور ہناتہ قوم میں جذب ہوجاتے ہیں۔ یہ نتیجہ ہے کہ محمد علی کے عیوب کی وجہ سے محمد علی قوم کی طرف سے طے زنی بھی ہو کر تھی تھی۔ لیکن یہ گناہ بھی ضروری ہو گا کہ قوم کی اس طعنہ زنی سے محمد علی کا قوم کے ساتھ جو خیر و برکت تھا وہ کبھی ٹوٹنے نہیں پایا۔ ان عیوب کے ساتھ دلی اور داغی، غلی اور زبانی، قومی اور دینی قافیت اور شہریت کا یہ سمجھ کر جب قوم کے لیے اگر حیدری صلاح ثابت ہو اور اس پر اطمینان کی بات ہو تو کسی بھی؟ محمد علی نے اپنی ان تمام عیوب کے ساتھ قوم کو اپنی زندگی کی ایک آس بنائی اور قوم کی وہ مستقبل کی آس بنے۔ قوم کے اور ان کے درمیان ایک کامل اور مضبوط رشتہ قائم ہوا اور دونوں ایک دوسرے کے پوری دامن کا ساتھ ہو گئے۔ یہ حق محمد علی کی قابل تقلید لیڈری جو قلمی اور دانی ہو سکتی تھی۔

اس لیڈر نے حسب توقع نہیں اپنے پیروکاروں کو کبھی شاعر و مصنف ہو کر کبھی صدر کی کرسی پر بیٹھ کر تو کبھی جیل جاکر کبھی خادم (کپہا) ہو کر تو کبھی غلامی بکر کبھی آزاد و آزاد ہو کر تو کبھی برباد و پریشان ہو کر خفہ قوم کو اسکے شاؤں سے کپڑا کر جھینڈا اور جھکا یا کھڑا کیا اور ثابت قدم بنایا اور اٹھکائی اور منزل پر گامزن کر دیا۔ جیسا کہ ایک شخص لیڈر کو ہونا چاہیے۔ میرے ہی محمد علی رہبر تھے اور رفیق بھی، معلم بھی تھے اور رہنما بھی، مختصر اُچھے تو گفتار بھی تھے اور کردار بھی۔

اتفاق کی بات ہے کہ آج بھی قوم ایک محمد علی کے پیرو ہو کر رہی ہے ابے سوتے پر یہ دعا مانگنی بھل ہو گی کہ خدا یا! محمد علی کا زمانہ اس محمد علی کا عیوب محمد علی کے عیوب اور اگلے محمد علی کی دیوانگی اس محمد علی کو بخش دے! زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں اس کتابی لباس کی کامیابی چاہتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اسی کتاب پڑھ کر کل پرانے کی بورد کا قد فین عطا فرمائے۔ ایک گزارش ضروری معلوم ہوتی ہے وہ یہ کہ کسی طور پر یہ بیان کتاب کی ابتدا میں لگایا جائیگا لیکن پڑھنے والے اس رواج پر عمل نہ کریں۔ انہا میں ان سے چاہتا ہوں۔ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ میں نے جو کچھ لکھا ہے وہ اس کتاب کے پڑھنے والے کے لیے بڑا چھوٹا ہے تو معذرت ہو جائے۔

خاکسار سادہ

مسلم گجرات پریس۔ بنالکھ ناٹوب روڈ۔ سورت

شیخ الحدادی

1957 JUN 14
 DEL I.

عبدالمجید
دولت علی خان
علی بیگ

میں نے اپنے اساتذہ کرام سے کہا کہ اس کتاب کو پڑھو اور اس سے استفادہ کرو۔

چند ساله
نقاشی
سیرت
قبت فی پرچم

卷

זכר

سچی باتیں

”جیسا کہ اوپر معلوم ہو چکا ہے اوایاتِ قدیم کو بجا سہجیوئے معتقدات و مسائل کے ایک رواج یا دستور رکھنا زیادہ صحیح ہوگا۔“ قدیم مذاہب ایک جزوِ مذاہماتھا اسی نظامِ معاشرت کا جسکے ماتحت اسکے پیروں کو کرتے تھے۔ اس لیے قدیم مذاہب کے ساتھ لفظ ”سistem“ کا استعمال بہت اسی معنی میں درست ہے جیسے کسی ”سیاستی سistem“ کا ذکر کیا جاتا ہے نہ اس معنی میں کہ ان مذاہب کے کچھ مخصوص عقائد اور اصول تھے۔ عام طور پر یہ سمجھے کہ مذاہب نام مذاہبِ جنہ احوال و رسوم کا جسکے صحیح ادا کرنے پر مبادیعا و قواعد کی خوش اور ناخوشی کا۔ اور ان مراسم میں شرکت پر ہر شخص اس بنا پر مجبور تھا کہ وہ پیدا اسی خاندان یا اُس قبیلہ میں ہو ہے یا یہ کہ اُسے فلان مرتبہ یا منصب حاصل ہے۔ اپنے ارادہ اور پسند سے مذاہب اختیار کرنے کے کوئی معنی نہ تھے۔ مذاہب تو گویا درختوں میں سے بنے ہوئے تھے اور خاندانی رسم و رواج سے تھے۔ اور ہر فرد کو کم و بیش مذہبی ہونا ہی پڑتا تھا۔ جیسے آج ہر شخص کو کم و بیش بین کا خیال رکھنا ہی پڑتا ہے۔ (۱۵۱)

میرہ سو برس کے بعد تو اچھر دی چل ہے۔ "روشن دنیاؤں نے دین کو ایک "سورتنی" "آبائی" جیز سمجھ لیا ہے۔ اور دین کی زندہ حقیقت کو "قوم" کی مردہ رعیت کے اندر گم کر دیا ہے۔ مذہب کا جاہلی تخیل نے سر سے زخم سما ہے بس سحان کے گھر میں پیدا ہو جانا اور مسلمان کا سام رکھ لینا بالکل کافی ہے۔

قانون اسلام کے بہترین شارحین اور **مستند** برہنہ کھول کر مضحکہ کیجیے، احادیث رسول و رجال کی چابرخ پر زل میں عربی صرف کر دیتے والے محدثین بلکہ رسول کے صحابیوں تک پر بازاری زبان میں پھینکیاں کیے، اقوال رسول کی حجت سے انحراف کر دیجیے، قرآن کی تعلیمات سے بے گنتے انکار کر سکتے ہیں، بکتے جاتیے کہ اسلام کا قانون سوز قابلِ ترمیم ہے، شریعت کا قانون وراثت قابلِ نسخ ہے، مضابطہ و فیہ اسی ناقابلِ حل سے، قرآن کے زبان کو آخر ان کے رسم الخط کو جس طے جو رسم خراج دیدیجیے، رسول کی زبان میں اذان اور نذر و نسی کی ممانعت کر دیجیے، گھر کی عورتوں کو بے نقاب اور بیجا باہر بھیجیے، اب اس نفیس نیم پر ہنہ ہونا کیے، ہنکاسم کی سوتا لوڑن سے

ایک نام کے ندوی کا دوسرا پیام

ندوہ کی برادری کے نام

(خطبہ مبارک طلبہ انجمن طالبانہ ندوہ - ۲۱ - ستمبر ۱۹۷۷ء)
 آٹھ سال بعد یادوں کی طبیعت پھر لہرائی اور انکی زندہ دلوں سے
 اس سے جس بڑھ کر دلی کی ٹھہرائی - جو اردی محض نام کا اور جسکی ترویج
 زری (ازاد) اندر اللہ! اس کے نصیب میں یہ سرافزادی اسلئے دیکھو
 نسبت تھا کہ سہارنہ کھنڈ استقبالیہ کی رہی، مسئلہ میں آپ ہی مدد
 اصل طلبہ کی - - - ایک نام چیز کو اپنی ستم طریقہ کا ہوت - - -
 ان بنگ بندوں نے اتنا نہ سوجھا کہ باہر کی دنیا اس کے اس میں تنہا ہے
 کھل کھل کر کہیں نہ چسے تو آؤ لہذا کیا کرے؟
 بڑوگو اور عزت دہشے اور چھوٹے بھائیو!

آج آپ وہ دن کے بد پھر ہیں اس کے ہوسے ہیں جہاں آپ
 عمر کے بہترین اور خوشگوار سچے گزر چکے ہیں کسی کے عزت جہنم سے اور کسی کے
 سالہا سالہ کوئی پہچن میں آیا ہوگا اور جوان ہو کر بھلا ہوگا - کوئی ہندی کی
 حیثیت سے داخل ہوا ہوگا اور عالم و فاضل ہو کر رخصت ہوا ہوگا - آج
 بے اختیار یاد آ رہے ہونگے وہ پراسے ہم نشیں اور انکی محبتیں - وہ زمانہ
 مصوبیت کے خون اور لوج ان کی ہمیشیں اور بھڑکی کی سنہی اور پچھے
 وہ نو عمری کے عزم و ولے! وہ طالب علمی کی راتیں اور آج میں بدایاں
 وہ آپس کی ذک جھونک اور پھر ہمدردیاں اور نگہاریاں! وہ میاں کے سخن
 اور میدان کے کھیل کو وہ میاں کی سجدوں کے کوہ و سجدہ اور ہمتی ناست
 کی کاسیا بیاں اور کبھی ناکا بیاں وہ اشاروں کی شغفیں اور کبھی جھکیاں
 دنیا کے جمیلوں میں پڑ کر علی زندگی میں قدم رکھ کر انکرماسخ کی دلہلی میں
 پہن کر! اب قدر ہو رہی ہوگی بیاں کی آوازوں کی بھکاریوں کی خوشنویس
 کی! آہ! کہیں مٹھاس مٹھاس کی آسوت کی لہجوں میں اور کتنی لذت تھی اس
 سین کی! بڑگیوں میں! - کاش وہ زمانہ پھر آتا! کاش بس یہ ہوتا
 پھر لانا گئے ہوے سین کا بگڑے ہوے دن کا! کاش ممکن ہوتا زمانہ کی
 گھڑی کی سوئی کو اڑا لگتا دینا!

یہ حسرتیں تو اب زندگی کے ساتھ ہیں، لیکن برادران کرام! اسکیساری
 خوشگوار ہو، اسکی یاد کسی ہی پر لطف سے فکر کی چیز تو ماضی نہیں، حال
 مستقبل ہے، اور اصل دولت خوشناسی کی دولت ہے
 روزگار گرفت گو رو باک نیست،
 تو جان لے آکر جزو پاک نیست!

نہ ہو کہ جب یہ حال بھی ماضی میں جیسے اور آئندہ گزشتہ میں تبدیل
 ہو جائے، تو ہم آئندہ بھائیں اس ریت کی فرستوں پڑ اور سینہ کوئی کریں
 آج کی باتوں پر! ساری خدایاں تو پیدا ہوئی ہیں اپنے کو بھلا دینے،
 اپنے کو پہچان لینے، اپنے مقام کو جان لینے، عرفان نفس کا سبق حاصل
 کر لینے، تو ابھی ساری مشکلیں حل ہونی جاتی ہیں

لے ویلا بنام دیکھتے ہو کہ گشت ندر استقامت، اما ماکلا سے۔

ندوہ یاد اور اعظم ندوہ نام درود و یاد کا نہیں، انٹ اور چہنگی آثار
 کا نہیں، دفتر نظامت کے کاغذات اور رجسٹروں کا نہیں، کتب خانہ یاد
 خانہ کا نہیں، نام ہے چند مقام کا، ایک تین ہزار گرام کا، ایک بلند
 نصب العین کا - آپ اگر ندوی ہیں، تو اس کے یہ سبق ہیں کہ آپ سے
 ندوہ کے اس پیام کو قبول کر لیا - اس آواز کے آگے اپنا سر جھکا دیا -
 ندریت کوئی ندوی ڈپلا یا کاغذی سند نہیں، نام ہے اس نسبت کا،
 اس رشتہ کا، اس رابطہ قلب کا، جو آپ نے مقام ندوہ کے ساتھ
 قائم کر لیا ہے - ندوی ہونے ہی آپ کے جزو ندوی بن گئے یہ مقامہ ذرا
 اور غرض یہ لگیا آپ یہ ان مقامہ پر اعتقاد و مس، انکی تبلیغ و ترویج،
 انکی نشر و اشاعت - اب آپ لوگوں سے ایسے ایسے بے ربط لگے کہ
 کھینٹے، انکے بے جھکے، انکے بے تھکے، غرض یہ کہ جھکے، انکے چلے
 مقامہ کی ندرت کچھ بہت طویل نہیں - پھیلانے کی جگہ جیسے پڑا اور بس
 کے سب سے اسیکا نہ پڑ آئے - تو کئی دو لفظوں میں ادا کر سکتے ہیں - اسلام کی خدمت
 اور دین کی ندرت - توحید کی زارت اور ناسوس رسول کی فہرت - اسی کی شان سے
 بینا، اسی کی آن پھرنا - فلا توتق الا ذاتہ مسلون - یہ مقصد ہے اور یہ دعا
 ہیں قبلہ مقصود اور یہی نظر کا سنتی - باقی جو کچھ ہے سب اسی متن کی شرح اور پھر
 شرح کا حاشیہ - درس و تدریس کے شغل، علم و ادب کے سلسلے، نصیحت و تلبیہ
 کی الماریاں، غلط و نیک کی سرگرمیاں سب اسی مقصود کے ماتحت اور اسی کے
 تابع، سب اسی مطلوب کے وسائل اور اسی کے ذرائع -

دین کی نفس خدمت میں یہ نہیں کہ ندوہ نفرو ہو - دین کی خدمت کے وجود
 میں آنے سے پہلے ہی ہو رہی تھی اب بھی ندوہ کے مدد سے باہر ہو رہی ہے - دلی
 کھنڈ، دو بند، سہا، چوہ و غیرہ وغیرہ کی دستگاہیں پہلے ہی معلوم نہیں اب
 بھی خاموش نہیں ہیں - کہیں تجویز سکھانی جا رہی ہے، کہیں رجال پر جرح
 تہذیب ہو رہی ہے، کہیں سے نقد کے مفتی نکل رہے ہیں، اور کہیں دیہات کے
 بے مبلغ و مناظر داخل رہے ہیں - یہ سب خدمتیں اپنی اپنی جگہ اہم ہیں اور
 مستحق اجر ہیں، تاہم قدر میں - لیکن ندوی کا دائرہ عمل ان سب سے کچھ الگ
 ہے - اسکا مقابلہ ہے وقت کے سب سے نفوت اور سب سے پوشوکت فتنہ ہے!
 رات مار کر تڑپا دینے، لے بھجھووں سے نہیں، بلکہ سلم نکل جانے والے ڈوہے
 سے! اسکا تعیلیم میں گڑھی ہوئی چٹائیں اور نمودوں میں پیچھے ہوسے کانٹے
 نکالنا نہیں اسکا کام ہے جسم ناست کو محفوظ رکھنا سب کے مدد سے قلب کے
 ادھ حملے سے! فتنہ کا نام و تجارت رکھے یا فرگیت، ہر حال ہے، فتنہ ناست!
 ترکی اسکا شہید، ایران اسکا قاتل، مصر اسکا شکار، ہندوستان میں اس کے پھیلنے
 کے رستے بشار - کہیں وہ آ رہا ہے یونورسٹیوں، کالجوں، اسکولوں کی دہائے
 کہیں تدم کا، اسے مختلف کانگرسوں، کانفرنسوں کے مجلس میں - اخبارات اور
 رسالے اس کے نقیب - سینا اور یو ایس کے اکیل - کہیں وطن پرستی کا نقاب
 اس کے چہرہ پر پڑا ہوا، کہیں وہ نجد کے پردہ میں جلوہ نما، کہیں مالیتی حودت کا
 پردہ بگھڑا - کہیں شور شائیت اور بے پروگی کا پرہا - غرض خدا اسلام کتنے اسکے
 ام میں اور کتنے مظاہر - سچہ ندوی کی زبان سب کھلیں اس حملے کے جواب میں
 اسکا قلم جب اٹھیں، اس حریف کی تردید میں - مقابلہ جب ہوگا اس وقت میں سے
 اسی آئندہ انحصار سے!

نمودہ کنایہ، دیکھ جلیسے۔ قدیم ترین نظم مولانا شاہ محمد علی بریلوی نے۔
 بیعت کی تریاویں، نذر کے، نذر اُس وقت گھڑا اے جب دل درازا مراد
 تھے دانا یان فرنگ کی دانائی اور حکمت سے اور بہ اشتنا و شاذ کسی میں
 بہت تھی نہ جو ملے فرنگیت اور فرنگیوں کے مقابل میں آئے یہاں آفریں آپ کے
 اس قدیم ترین مذہبی کے اس عزم بجا ہوا ہے، اس ہمدردانہ
 شہلی مرحوم کے دور میں سمجھے۔ اچھا تو اور دیکھنا بھی دانی تھا، اسی عرصے سے
 ذرا دانائی کرنا۔ سوال میان شہلی کے جوابات کی قوت و ضعف کا نہیں، مرث
 اُن کے علم نظر کا ہے۔ ایچ ہو، سوانح عمری ہو، ادب ہو، اور تو اور شاعری ہو۔
 کوشش ہر جگہ ہے کہ سلام کا دل بالا ہو اور دین کا ہر دوش سے
 روشن تو نظر آئے۔ کہیں اور ناک زیب سے ہو گویوں کا لہو ڈر کر رہے ہیں کہیں اور شکر
 کا دربار سجا رہے ہیں کہیں کا وقت عظم کی آستان ہوس کی تیاریاں ہیں، کہیں
 غزالی، نغان ابلی منیعہ اور مولانا نسو، روم کے سوانح حیات سنا رہے ہیں، کلاں
 رنگ سب سے جھلکنا ہوا، حد یہ ہے کہ جب فارسی شاعری اور شاعروں کے ذہن
 تذکرہ شعر العجم پر قلم اُٹھاتے ہیں تو اسکی نمیدیں یوں دمر نہ سنا ہوتے ہیں۔
 "اسلام ایک بزرگرم تھا اور سچے خاک کے چپے چپے پر بسا، لیکن فیض
 بہ قدر استعداد پہنچا... جس میں میں قسم کی قابلیت تھی اسلام نے
 اُسکو اور جگا دیا۔ ترک شجاع تھے، شجاع تر ہو گئے۔ ایرانی سبھی
 متذہب، سناشرت اور علوم و فنون میں ممتاز تھے اسلام نے اُنکو
 ممتاز کر دیا۔"

اور آخری تعینت سیرۃ اپنی، جسکی قوت باخبر سے قبل خود مصنف کا خاندان
 ہو گیا، اسکی کلامی حیثیت و اسکی تاریخی حیثیت سے زیادہ نمایاں ہے۔
 مولانا شہلی ہی کی لپیٹ میں اس کے عزیز قریب مولانا حمید الدین فراہی اور
 اُن کے رفیق و حبيب مولانا شروانی کو بھی لیے چلیے۔ فراہی مرحوم مصنف، تو زندگی
 بھر قرآن مجید ہی میں لگے پڑے، نیکان خود شروانی مناسب کے بھی دینی کارکن
 اور اسلامی مذاہات کب محتاج ہیں کسی تبادلت جوہر اور توفیق مزید کے ہاں
 دونوں کے گہرے تعلقات، وہ اور اس مذہب سے باہل ظاہر و باطن ہیں۔ پھر
 پھر ملاذ شہلی ہی کی فہرست فطری رکھیے۔ تو خدا اسلام کتنے برس میں
 بیسے اعزاز دی مذہبی قلم کے صفی اور خالص اسلام کے حق میں، امیرانہ جری
 نکل آئیگی۔ سراج الدین، مصنف سادہ و دیرہ کے مصنف سید ذوالشہلی الم
 اور کمریہ کے مشہور نامور حق گو ایڈیٹر مولانا محمد علی، یہ دو نام اس سلسلہ میں کافی
 ہونگے۔ دونوں کی صاحبیت مذہب اور دونوں کی دیکھیاں جاری جماعت کے
 ساتھ محتاج بیان نہیں۔

اباب پڑا، ترقیب زالی کے لحاظ سے ایک نام مولانا شہلی سے بھی پہلے آتا
 چاہیے تھا۔ سو بے بہار میں ایک مشہور اور پرانا نصیب ہے، پٹھواری۔ پڑے گھروں
 میں کون تو واقف ہے اس چمن کے بیبل ہزار داستان سے مولانا گھدی شاہ سلطان
 سے؟ کانفرنس کے مجمع میں مذہب کے جلسہ میں، جہاں کہیں یہ اعظما سحریاں کھڑا
 ہو گیا، سننے والوں کا شہو گلاب گیا۔ ہجوم ہونٹوں سے بڑھ کر جو ان کا عربی دالو
 سے کچھ بڑھ ہی کر انگریزی دالوں کا۔ اب حضرت سلیمان ہیں کہ خدا جانے کتنے
 پیچھے جوں کو غیب میں بند کرتے جلتے ہیں، کتنے عورتوں کو جان سے مارنے جاتے
 ہیں اپنے بیٹے ہاں سے، شہزی کے ٹریٹے ہنوں سے۔ گپے ہوں کے بیان

سنبھلے جاتے، از غلبت اور دینی کے داغ اور دہتے دلوں سے اُٹھنے جاتے
 شاہ صاحب مرحوم و مغفور آپ ہی کے مذہب کے رکن خاص، خاص خاص تھے۔
 آپ کے قدیم ارکان میں کا کوئی کے شہی المرحلی مرحوم نے سب سے بہت و پامردی
 صوبہ کی طاقتور حکومت کا مقابلہ کیا، اسکی نظیر اُس وقت کی ایلیہ بنی آسان میں
 بعد کے ارکان میں ایک ام امی شیخ شیر حسین خدائی مرحوم کا ہے۔ انگریزی میں
 رساوں، پٹھانوں، کتاہوں کا ایک بنارنگا گئے ہیں، سب کے سب سائن اسلامی
 ہی کی حمایت و نفرت میں۔ اور آخر عرب و الشریعہ اور اسلام پر ایک نظم و
 سرکہ اللہ و کتاب کلمہ کر اپنی مذہبیت کا حق ادا کر گئے، اور پھر آپ کے ایک سانی شیخ
 مولانا امیر علی مرحوم و مغفور کے خدات دینی کو بھلا نا چاہے بھی، تو کیا ہو سکتا ہے
 ہادیہ اور عالمگیری جیسی عظیم کتابوں کا نہ صرف کمال ترجمہ بلکہ شرح بھی اور فتح آبادی
 کے تنظیم سجدات کے بیشتر حصوں کو، دین منقول کر جانا، اور پھر جس عہدہ کی
 طویل اور عظیم و عظیم تفسیر و تفسیر اور اس کے متعدد میں مدد رسا شدہ و مذہب سے
 تخلص ہو کر راستہ ایسے ہیں کہ مجاہد ایک فرد کے اگر ایک جماعت پر تسلیم کر یہ بیاب
 قہامت بھر کے فکر کے بے کاخی ہیں۔

(بقیہ صفحہ ۲)

حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی زندگی میں اور ان کی وفات کے بعد بھی ان کے
 اہل قدرتش اس آج تک کیوں ملا ہوگا! انا مشہور انا مشہور۔ اور آٹھ پیچے
 آج کے دور انقلاب میں مقام صاحب کو حاصل کرنے کے لئے
 ہر اگر ام ہم پر آپ سے سیکھنا ضروری سمجھتے ہیں، مجھے عام مشرقی
 طالب میں ہو رہا ہے۔ جاپان، ترکی، اور کھیل جنگ کے میدان
 افغان نشان اور تمام عربی ممالک اور آفریقہ شیل کا گزرتے کے۔ اور
 آپ پر آپ سے سیکھتے رہے۔ سب سے ہم فوجیوں کو اپنے
 نظریات کے راقہ عملی شہار سکھانے کے لئے انھیں پورہ بین بننے
 کی دعوت دیتے ہیں۔ (۱۵)

یہ فقر لیکن جاس تھارت ہے اس" ایچا شیخ اللہ کہ جو کتا ایک ستر نذر جاس ملیہ
 بن قائم کر رہا ہے اور مکمل خاکہ ہے "دلی اشفاقا دمی باذل انھی بیت ننگہ دار۔
 "تجد اور "تند" کا اباب مجید غریب ہون رکب اس سے قبل کیوں کسی کے ذہن
 میں آیا ہوگا!

کسی پجری اسجد و ایڈیٹر کے قلم سے ایسی جنرینال جانیں تو عجیب نہیں گرفت
 دینی سے قوم جنیش میں آجاتی، لیکن چونکہ تحریک پیش ہو رہی ہے ایک مولانا "یا م ازلم
 "سابق مولانا" کے قلم سے اس لیے
 جو گنہ کیسے جواب ہے آج!

شعبہ ہنوں کا ادب، احترام اپنی جگہ، باہل صبح، لیکن آخر اسکی بھی بے ہودہ
 ہونی چاہیے! خود احترام کی بنیاد ملی تو مذہب اسلام ہی ہے۔ یہ تو مولانا کا
 تحریک دین پرش جاتے اور ہم میں کہ جس اسکی شہ عہدوں ہاں ہونے
 "جانیں! — دین تو صرف اسلام ہے شہ سوا مسلمان کو انی۔ غیر
 داندی اسلام سے اور مذہب اسلام سے انہیں کہ
 بلکہ مذہب ان اجازت کو

قرآن

حیات انسانی کا بہترین دستور العمل

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 جو پہلے یومِ اربعہ میں پڑھی گئی
 دین الحق تفسیر کا علی المرتضیٰ رحمہ اللہ
 ولایت یحییٰ علیہ السلام کے تفسیر میں سبیل

بہترین مسلمانوں سے وعدہ فرمایا ہے کہ دین اسلام جلد مزاج عالم پر غلبہ کرے گا اور اللہ تعالیٰ کچھ مومنوں پر کافروں کو غلبہ پانے کا موقع نہ دے گا اس سے میں زیادہ صاف اور واضح الفاظ میں دعویٰ کیا ہے۔ بشرطِ امکانہ اتنی آیت تو مردوں، نفع اولیاء و کفری احمقہ الدنیا والی آخرت۔ مسلمانوں کو نسبت کائنات سے درجہ حرارت جنت کی نشاندہی ہے اللہ ہم دنیا اور آخرت دونوں میں ملے گا۔ مسلمانوں میں۔ تو تمکین۔ دیکھنے کی اور کان پر سننے کے منتظر تھے کہ دنیا کی مانی مسلمان ہی کر رہے ہونگے لیکن اسکے برعکس آج مسلمانوں کا۔ میں ہر جگہ مذکور اور غیر ان کے مسلط نظر آ رہے ہیں۔ کس قدر حیرت و تعجب کی بات ہے کہ ان بظاہر اور دھند کے باوجود مسلمان سچے اور نیک کی ضرورت میں۔ آج تو رہے ہیں۔ غیر حاکم ہیں۔ محکوم، غیر غنی ہیں۔ ریاکار، غیر نیک ہیں۔ یہ تمام غیر مایہ نازت ہیں یہ نفس و نادار۔ آخر اس انقلاب کی وجہ۔ اللہ کا وعدہ جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ مسلمانوں کی موجودہ ذہنی حالت کی وجہ اسکے سوا اور کیا ہو سکتی ہے کہ عریان اسلام احکام اسلام پر حال نہیں ہیں اور وہ اپنے دستور العمل کو فراموش کر چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جو اس مسلمانوں کی سرپرستی و سرپرستی کا یہ وعدہ فرمایا ہے وہ ان کے ہمیشہ کی شرط بھی مان کر دی ہے اور ساتھ ہی فرمایا ہے۔ یا ایہا الذین آمنوا بین یدیکم عن یدئیںہنوت الی اللہ تعالیٰ بجمہ و یقوتہ اسے ایمان والی اگر تم دین سے انحراف کر دے گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے سردوں پر مسلط کہنے کے لیے ایک ایسی قوم لے آجگا جو اللہ سے محبت کرے گی اور اللہ اس سے محبت کرے گا۔ ایسی شاہد ہے کہ جب تک مسلمانوں نے قرآن کو اپنا دستور بنائے رکھا تو فی الواقع وہ دنیا کی آفتابی کرتے رہے اور جب اسے فراموش کیا فردوس میں جا کرے۔ آج مسلمانوں کی ذوال اسقاط کی جو گستاخاں ہیں وہ اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے تسک القرآن سے اعراض اختیار کر لیا ہے فی زمانہ ایسے مسلمانوں کی تعداد نفی کے برابر ہے جو قرآن سے روشنی و تربیت حاصل کرنے میں اور مٹا دیکھتے ہوں کہ انہیں قرآن کی روشنی میں قدم اٹھانا چاہیے اور اس کی اپنا دستور عمل بنانا چاہیے۔ اگر آج بھی مسلمان اس طرف متوجہ ہو جائیں تو اللہ کے وہ حوصلہ افزا وعدے اس طرح ہر سے مل سکتے ہیں جس طرح فردن اولیٰ میں ہر سے ملے ہیں اور جن کی نگین نے ایک دنیا کو حیرت زدہ کر دیا تھا۔

قرآن مجید ایک ایسی بڑا ان کتاب ہے جسکے لیے قرآن کی حاجت

بیان کرنے کی ضرورت کہ اس میں کیا ہے اسکی کس طرح پڑھا جائے اور اس سے کس قسم کا استفادہ کیا جائے اس بڑا ہی کتاب میں نہ صرف جملہ علوم و فنون اسرار و نیز اور انوس بشریت کی تخلیق و ترقی کے راز اسے سب سے کائنات کیا گیا ہے جو اسکے ماننے اور داننے والوں کے دل و دماغ میں اسکے معلق پیدا ہو سکتے ہیں۔ اس پر انسانی ہی اس امر کی وضاحت کر دی گئی ہے کہ وہ کیسے اس سے اس طرح بہرہ و نفع حاصل ہو سکتی ہے۔ کن افراد کے لیے یہ باعثِ نفع و برکت ہے۔ اس پر کس حد تک غور و خوض کرنا چاہیے اور اسکے اور مرد و عورت کی فائدہ و نفع کے سوجھ بوجھ۔ اور ان تمام کے علم و سولات کا مٹی اور قبول جواب قرآن ہی میں مل جاتا ہے۔ قرآن اپنی ماہیت اور نوعیت پر خود روشنی ڈالتا ہے اور اپنے اور مرد و عورتی کا فائدہ خود ہی بیان کرتا ہے۔ وہ اپنے تمام میں سے بہتیں بنا سکتا ہے اسکے احکام کی تعمیل بلا سوچے سمجھے نہ ہو دھندل کر جیسے لکڑیہ بنا جاتا سوچنے سمجھنے اور فتنہ و ترسے کو مٹانے کا حکم دیتا ہے۔

قرآن درحقیقت قرآن میں اور پڑھنا عبادت ہے جس سے شخص بلا تباہی کسب دنیا و عبادت کر سکتا ہے۔ یا ایہا الذین آمنوا ہم پر ان کی دوزخاں الہم نور انہما۔ تاویظ خلق آیت مذکور۔ قرآن میں تو حید ہی پڑھیں لکھنا جن نوع انسان پر احسان جتا رہا ہے کہ اس کتاب ایک بڑا ہی کتاب ہے جس سے گراہی و خلافت کی گدائیوں۔ عمل برحقہ حیات حاصل کر سکتا ہے۔ ہر دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے۔ انہ انشر علی من رب العالمین۔ فی الحقیقت یہ قرآن اسلئے نازل کیا کہ تمام عالموں کا پروردگار ہے۔ اس مختصر آیت کے ذریعہ یہ واضح کیا گیا ہے کہ قرآن اتنی عظیم اور عظیم الشان آیت کی طرف سے نازل ہوا ہے جسکا غنیمت سانسور ہی ذہن انسانی میں نہیں آ سکتا اور اسکے ساتھ ہی فرمادینا ذلک الکتب لاریب فیہ۔ یہ وہ کتاب ہے جسکے کلام الہی نے جس کسی کو شبہ کی لٹا لٹا نہیں۔ یہ نہ صرف اس لیے فرمایا گیا کہ ابتدائیں کہار و مشرکین مند و مخالفین کی وجہ سے اسکو خود بخود سمجھتے تھے بلکہ آج بھی ایسے افراد موجود ہیں جو اس پیام ربانی کو رسول خدا کی تعریف قرار دیتے ہیں اور اسے یزدانی کتاب تسلیم کرنے سے احتراز کرتے ہیں۔ گویا اس مختصر و بجا آیت سے اللہ تعالیٰ ہر زمانہ اور ہر فرد کے لشکر کا شک و رنج خزاں ہے اور صاف طور پر واضح کر دیا ہے کہ یہ یزدانی کتاب۔ یہ دو اشتہاد سے برہم ہے اور یہ کتاب اللہ نازل ہوئی ہے اس سے بھی زیادہ تفصیل کے ساتھ ارشاد ہوتا ہے۔ واما کان ہذا القرآن ان نفیر سے من و لا اللہ وکن تصدیق الذی بین یدیکم تفصیل الکتب لاریب فیہ من رب العالمین یہ قرآن اس قسم کی کتاب نہیں ہے کہ نہ اسکے سوا کوئی اسکو اپنی طرف سے نازل وہ تو یہ دور کا عالم کی طرف سے ان سب کتابوں کی تصدیق کرتی ہے جسے نازل ہو چکی ہیں اور اس میں انہی سب کتابوں کے احکام کی تفصیل ہے۔ پس اس کتاب کے آسمانی ہونے میں کوئی شک نہیں۔

تاویظ خلق نے جو کتاب قرآن کے نام سے نازل کی وہ ایک بیڑہ بنا کر نازل کی اسکا سب سے بڑا بیڑہ ہی ہے کہ وہ ہر زمانہ اور ہر عہد میں حیات انسان کا دستور عمل ہے۔ اسکے نازل سے آج تک تقریباً چودہ سو سال کی

حکومت کو پہلی چیز اور اس طویل مدت میں زمانے میں ہرگز ایک پہلے انقلاب کی
بیشمار گہری آفتیں و زبیریں اور غصیلوں میں قہر اسے عظیم پیدوار سے لیکن کبھی
اس قانون اعلیٰ کے نفاذ میں کوئی دقت و دشواری پیش نہ آئی حالانکہ مدت
میں بیشمار انسانی قوانین وضع ہو کر کھٹ گئے۔

آج دنیا میں جتنی قومیں موجود ہیں انہیں ہی قوانین موجود ہیں۔ برص
برصہ میں یونان اور سیاست داں سرور و گران قوانین کو وضع کرتے ہیں لیکن تصویر
دست بھی گزرتے نہیں پانی کو وہ قطعی پیکار رہ جاتے ہیں اور ان کے نفاذ میں
صد ہا دشواریاں پیش آتے لگتی ہیں۔ مگر اسلام کے سیاسی - معاشرتی - تمدنی
مالی اور کلی تمام قوانین اس حد تک مکمل ہیں کہ گزشتہ تیرہ صدیوں کے اندر ان کے
نفاذ میں سے کائنات انسانی سے کوئی سخت محسوس کی اور نہ آئندہ قیامت
تک محسوس کر سکیں گی۔

اگر وہ مذہب عالم پر سروری نظر ڈالی تو یہ امر بخوبی واضح ہو گا کہ حققت
دنیا کا کوئی مذہب انسانی جو اپنا مکمل قانون رکھتا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ مختلف
مذہب کے قوانین میں ضروریات کے مطابق ترمیم کرتی پڑی اور یہ سلسلہ
آج تک برابر جاری ہے لیکن اسلامی قانون ہر زمانہ اور ہر نفسا میں انسانی
تغیرات سے بے نیاز رہا۔ اس کے بزرگانی اور عالمگیر قانون ہونے کا یہ کتابین
فیوض ہے کہ اس میں آج تک شورش کی تبدیلی نہیں ہوئی۔ مختلف آب و ہوا
اور مختلف فضا میں مختلف اسلامی حکومتیں قائم ہوتی رہیں۔ مسلمانہ سے لیکر
چین تک متعدد اسلامی خاندان عرصہ دراز تک حکمران رہے تمام حکومتوں کا
قانون ہی قرآن ہوا۔ اور سب نے پوری کامیابی و کامرانی کے ساتھ حکومت
کی۔ قرآن کا ڈیڑھ سو برس کا زمانہ ایسا گزرا ہے کہ دیکھنے اسلام میں صرف
قرآن کے سوا حدیث و فقہ کی بھی کوئی کتاب موجود نہ تھی۔ محمد رسالت و مہدی
خلفائے راشدین، احمد زہری، احمد امیر صادق اور عبد بنو امیہ میں اسلامی
سلطنت کے حدود و ملک عرب سے تجاوز نہ ہو کر نصرت کردار میں تک وسعت
پذیر ہو چکے تھے اور باکھفہ میں بنو امیہ کی حکومت و سلطنت تو اتنی عظیم الشان
اور وسیع حکومت تھی جس سے بڑی حکومت آج تک دنیا میں قائم نہیں ہوئی
اس وقت بھی ہی ایک قرآن دستور اعلیٰ تھا۔ اس کے ساتھ تک مسلمانان کھ چاہیں
سیاسیات و معاشیات، مذہب و تمدن - تاریخ و ادب جو کچھ تھا وہ صرف
قرآن تھا۔

دنیا میں لاتعداد کتابیں معرض وجود میں آئیں اور ان میں سے بڑے بڑے
تقدس کا درجہ بھی حاصل ہوا مگر جو جامعیت اور کمال و عظمت قرآن کریم کو
حاصل ہوئی وہ اور کسی کتاب کو حاصل نہ ہو سکی۔ ابتداء سے آخر تک اسے
اس وقت تک جملہ کتابیں مل کر صرف اس ایک کتاب کی ہمسری نہیں کیں۔ اللہ
نے دنیا والوں کی اصلاح و ہدایت کے لیے جو کتاب نازل کی تھی وہ یہی
قرآن ہے جو کہ یہ آسمانی کتابوں میں آخری کتاب ہے اس لیے اس میں وہ
تمام چیزیں پورے کمال و جامعیت کے ساتھ مرکوز کر دی گئی ہیں جو آخرت
تک انسانی خلوع و بیہودگی کیلئے ہیں چنانچہ ہر دور سے قدم سے ملے ایوم
اکملت لکم دینکم کے الفاظ میں اس حقیقت کو واضح فرما دیا ہے کہ اس کے بعد
ہدایت و عمل کے لیے انسان کو کسی اور کتاب کی ضرورت نہیں۔ اسی کو
دستور العمل بنایا جائے۔

یا ایہا الناس قد جاءکم موعظہ من ربکم۔ شام
قرآن اور رحمت ربانی | اللہ و روحہ و رحمتہ لا یغفلون۔ اسے تو گناہ
پروردہ مکار سے۔ ایک ایسی کتاب نازل کی ہے جو حکمت و موعظت ہے اور
دلوں کی بیماری کے لیے شہید بننا ماننے والوں کے لیے مریض ہے۔

ماہرین نفسیات بتائیں گے کہ دل کی بیماریوں سے انسان ہر کس قدر
مملکت اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ یہ امراض نفسی ہی کا نتیجہ تھا کہ انسان سجد
نما نہ ہو اور اثرات الخلقات ہونے کے باوجود کائنات کی اذلی ترین مخلوق کے
آگے سر سجد ہو گیا۔ کائنات کے ہر حصہ اور ہر گوشہ میں علم و رسم - ہر وجود کا
بازار گرم اور عشق و خور کا دودھ روا تھا۔ انسانیت پسندی و دولت کی انتہائی
گہرائیوں میں دم توڑتے لگتی تھیں۔ گناہ - جہنمی - بددیانتی - بدکاری - کینہ
حب - بغض - عداوت - کبر و نخوت و غیرہ انسانی دلوں میں پھر کر پکے
تھے۔ عدل و انصاف - حسن و رواداری - نیکی اور بھلائی کا جذبہ سے نام
و نیاز سے مٹ چکا تھا اور اس تاریخی حقیقت سے بھلا کوئی بچ کر نہ رہا
کہ اس وقت اسی شہید شفاء سے تمام امراض دور ہو کر قلب انسانی کو شفاء
حاصل ہوئی اور حب قلب انسانی کو شفاء حاصل ہوئی تو گویا ہدایت
مل گئی اور اللہ کی رحمتیں نازل ہونے لگیں اور ہر پروردگار کی رحمتیں نازل
ہوں کیا کوئی اسکی کامیابیوں اور فائز المریضوں کا صحیح اندازہ کر سکا جو
قرن اولیٰ میں جو بزرگ اس شہید شفاء سے استفادہ کیے ان کے قلب آئینہ کی
طرح پاک ہو گئے اور امراض قلبی کا دور جو نا تھا ان کے قدم سرکار شفیق پر
جم گئے ان میں وہ ساری خوبیاں پیدا ہو گئیں جو انسانی ترقیوں کی صفات
ہیں یعنی ان میں جہاد بالنفس و المال کا انتہائی جذبہ پیدا ہو گیا۔ اتفاق و احوال
کی بے پناہ قوت و ذکر آئی صبر و استقلال کے ہر پیر پڑ گئے اور استد پر وہ
میر و سہ کرنا محنت و کوشش عقل و خود سے کام لینا سیکھ گئے گناہ کی توبہ
توبہ و جوئیں اور وہ راہ ترقی پر گامزن ہو کر حکومت و اقتدار کی ان بلند یوں
پر پہنچ گئے جسکا رب العزت نے ان سے وعدہ کیا تھا۔ یہ رحمت الہیہ
تھی تو اورد کیا تھا کہ وہی غلامان نبی جنگے پاس نن بٹھانے کے لیے پشرا
میر نہ تھا، دیبا و حریر کے پوشہ خانوں کے مالک بن گئے جنگے کعبہ میں رہا بت
چٹائی نہ تھی ایران کی پیش ہا قالیچیں اُنکے جوتوں کی جلاں بٹھائیں۔ حسن
اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو رب کعبہ

قرآن اور اس سے عظمت کے نتائج | سمجھا کر اور ہر ایہ: ہے کہ قرآن ہی
کے اتباع کا حکم دیا اور دافع فرمایا و من اعظم من ذکر ابایات و معانی
عہنا۔ میں نے قرآنی احکام و آیات سے انکار کیا اس سے زیادہ ظالم کوں گا
یعنی قرآن ہی نوع انسان کی نجات و مہر و کی کے لیے نازل کیا گیا پھر بھی اگر
اویٰ ملی نہ کرے تو وہ دنیا میں بھی ان تمام سر بلند یوں اور سر فرازیوں سے
محروم ہو گا جو اتباع قرآنی کی صورت میں اسے حاصل ہوتیں اور آخرت میں
بھی جہلا سے نڈاب ہو گا۔

من اعرض عن ذکر ی فان لم یستشع عنتک و عسفرہ یوم القیامۃ املی۔ جس نے
باری یا ترک کی اور قرآن کے امداد و امداد ہی سے بے پردان برقی اسکی جانزداری
جہنمیوں اور سیرا میں گزر گئی انکے سچے و غلطی انکے سچے و غلطی انکے سچے و غلطی
اور دنیا قیامت میں ہم اسے اندھا مٹائیں گے۔ (باقی آئے)

پیشہ ور مسلمانوں کے

آج ہم ہمارے پرنسپل جیتے انسان کے اجلاس میں مدد و توجہ ماننا چاہتے ہیں۔
 یہاں پہلے غلط فہمی سے بھرپور آواز دینا چاہیے کہ اس کی ضرورت ہے کہ احساس کمتری کے خلاف
 بہ فراطہ جدوجہد کریں۔ ہم یمن بھائیوں کی حرکت کو حیرت و تعجب کے ساتھ ایک
 رسمہ و راز سے دیکھ رہے ہیں۔ وہ خواہ مخواہ بعض ذیل قسم کے مسلمانوں کے گروہ
 غرض سے متاثر ہو کر یہ شور مچا رہے ہیں کہ ان میں عام طور پر ذیل سمجھا جاتا ہے:
 اور خود یہ بھی کہتے ہیں کہ ہندوستان میں پارچہ پارچہ کی تعداد ساڑھے چار لاکھ سے
 ساڑھے چار لاکھ تو ان کی تعداد ہے۔ ان کی زبانوں، تنہا، دونوں زبانوں، دھرم، یوں
 - جس کی تعداد بھی سب کو لاکھ لاکھ ہی ہوگی۔ پھر وہ کہہ رہے ہیں کہ یہ مسلمانوں کے گروہ
 مسلمانوں کی تعداد پر حال اتنی ہوگی کہ ان میں انگریزوں پر یوں بیانیہ کے اکثریت
 و پیشہ و اقوام، ان میں چھین طرح تباہ کر سکتی ہے۔ اگر اکثریت ہے تو
 انصار بھائیوں کے اقلیت ذیل سمجھتے ہیں کہ "تعداد زیادہ ہونے سے کہ اس سے
 چند "سیدوں" کی ذہنیت پر عام کرنے کے فیصلے ہیں داخل کر لیا ہے۔ اقلیت
 کی ذہنیت پر عام ہوائی کی ذہنی قسم ہے۔ میں کی ایجاد کو غیر منصفانہ سمجھا جائے
 کہ حاصل ہوا ہے۔

ایک دفعہ احساس کمتری کے جذبے نے آہنگروں کو بھی احتجاج پر ابھارا
 تھا۔ تجویز یہ تھی کہ ایک عام جلسہ میں آہنگروں اور بھائیوں کی شرکت سے
 عام مسلمانوں کی ذیل ذہنیت اور ان میں ایک روش کی درست کی جائے۔ وہ اہم
 کہ اس قسم کی تجویز بنائے اور اس پر تقریر کرنے کی ہدایت کی گئی کہ میں جلسہ میں
 جب سب آہنگروں اور بھائیوں پر تقریر کرنے کے لیے چشم براء تھے تو اہم اکھوت
 نے ان الفاظ میں ماضی کو مخاطب کیا:-

"اسلام کے خلاف پروپیگنڈے کا ذریعہ مسلمانوں کو بدنام کرنے کی
 مختلف چالیں چلی جا رہی ہیں، اسلامی خصوصیات کو مٹانے کا دشمنان اسلام
 نے عزم کر لیا ہے! آریوں اور عیسائیوں سے جب اسلامی مساوات کا مقابلہ
 ہو سکا تو انہوں نے مسلمانوں میں بھڑک اٹانے کی نئی چال اختیار کی۔ انہیں
 نے کہا، دیکھو عام مسلمان آہنگروں اور بھائیوں کو ذیل سمجھتے ہیں۔ پارچہ پارچہ
 اور رنگا رنگوں کو کھینچ لکھ پکارتے ہیں۔ اب دیکھاؤ کہ کیا ہے اسلام کی مساوات
 میں مسلمانوں کا عمل ہے! یہ ہے حق تعالیٰ کی چال جس کا سمجھنا مسلمانوں کے
 لیے ضروری ہے۔ ہاں عام آہنگروں اور بھائیوں میں۔ وہ دانتا نہیں تو۔ انہیں
 کو ذرا مسلمان ذیل سمجھنا ہے؟ دیکھو تمہاری مسجد کے امام ایک بھائی ہیں اور
 سب لوگ ان کی عزت کرتے ہیں۔ ہاں دیات اور تعصبات کا معاملہ، سو اب یاد رکھا
 سے بناؤ کہ اس ہندو نہیں ذیل سمجھتے ہیں! مسلمان؟ (آوازیں) ہندو ہندو!
 اگر کسی کاؤں کے مسلمان ہندوؤں کی دیکھاؤ کہ انہیں آہنگروں اور بھائیوں کو ذیل
 سمجھتے ہیں تو وہ قابل رحم ہیں۔ جس طرح انہوں نے تقریر پستی، قبر پرستی
 مزارات پرستی اور اولیاء پرستی ہندوؤں سے کی ہے یا جس طرح یہ ذیل
 ذہنیت میں انہیں سے مستعار لی ہے۔ تم انہیں کہتے ہو کہ فلاں رسم کو چھوڑو
 کہ میں کا تعین ہندوؤں سے ہے۔ اسی طرح تم یہ بھی کہتے ہو کہ اہل حرمہ کو
 ذیل سمجھنا تھا غیر اسلامی حرکت ہے اسے فوراً ترک کر دو۔ لیکن ہاں

کو ذرا مسلمان ہے جو پیشہ کی وجہ سے کسی مسلمان کو ذیل سمجھا ہو (آوازیں)
 کوئی نہیں، مسلمان سب بھائی بھائی ہیں!۔

ان الفاظ کے بعد ہندو اسی بدل گئے۔ آہنگروں اور بھائیوں کو بھی اطمینان
 ہو گیا۔ ورنہ اگر انداز بھائیوں کی طرح غلطی کے احساس کمتری کا بھڑک پٹیل
 کر دیا جاتا تو جیسے کے بے ایک اور غصہ کھڑا ہوتا۔ اور آہنگروں
 اور بھائیوں میں میں بہت سے ایڈر مل جاتے جو ہاتھ گرم کر سلا کی خاطر اس
 خطرناک خرابی کو انہیں نے بچے اور ہر سال جلسے اور کارنیشن
 کر کے مسلمانوں کے خلاف کارروائیاں کرتے رہتے۔ (زورم)

غیر مسلم شوہر

پچھلے دنوں کلکتہ اینکوارٹ میں ایک نہایت خوش و فخر فیملی بنا گیا
 جسکی حرت مسلمان علی، سائینس اور انجینئر ڈیپن کی توجہ دہندگی کے لئے
 کلکتہ میں ایک غیر مسلم عورت نے جسکا شوہر ایک ہندو میں ہے مگر غیر ہندو
 مسجد نماز کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا۔ اس کے بعد اس نے اپنے شوہر کو گھرا
 کہ میں مسلمان ہو گئی ہوں۔ اگر تم بھی اسلام کے سایہ عاطفت میں آ جاؤ تو میرا
 اور تم مجھے آزاد سمجھو۔ اس پر شوہر نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اور
 دعوئی کیا کہ تم بدستور میری اہلیہ ہو۔ سالہ عداوت تک ہو چکا۔ سو ہندوؤں کو
 سٹر جسٹس ایجلی (کلکتہ اینکوارٹ) نے فیصلہ دیا کہ درجہ کا نکاح منع نہیں
 کیا جا سکتا۔ حالانکہ اس سے پیشتر اگر بری عدالتوں نے ہندو مسلمان کا یہ
 یہ حق تسلیم کیا ہے کہ وہ اپنے قانون شریعت کے مطابق عمل کریں۔ لیکن سٹر
 ایجلی یہ کہتے ہیں کہ اگر اس قسم کا حق تسلیم کر دیا جائے تو یہ تساوی عام قانون
 اور پابک پالیسی کے خلاف ہو گا۔ اس کے ساتھ ہی نا منسل نے یہ بھی لکھا کہ
 ہندوستان میں اسلامی حکومت نہیں ہے۔ اسلامی شریعت نافذ ہے۔
 اس لیے جہاں تو برطانوی ہند میں اس کے ذہن پر عمل کیا جاتا تھا۔

ظاہر ہے کہ جو صورت حال اس فیملی کے بعد پیدا ہو گئی ہے وہ بے حد
 خطرناک ہے۔ یعنی ایک مسلمان عورت کو ایک دنیوی قانون مجبور کر رہا ہے کہ
 وہ شریعت قرآن کے بالکل خلاف ایک غیر مسلم شوہر کی بوی بنی رہے۔
 جہاں خدا کی قانون اور سرکاری قانون کا تضاد ہوا ہے۔ ایک ہندوستان میں
 اگر بری کی عدالت کے تحت مسلمانوں کے پرسن لا پرسی ہوتا رہا ہے۔ اور نکاح و طلاق
 وغیرہ کے مسائل میں کبھی قانون ملک کی طرف سے اور غلط نہیں کی گئی لیکن جسٹس ایجلی
 کے اس فیصلے کے بعد ہیں انہیں یہ کہ ایک کے دوسرے حصوں میں بھی ایسے فیصلے
 دئے گئے۔ اس لیے ہم حضرات علماء اور رجائیں شیخ فوہمیں ہندو مسلمان ہندوؤں کی
 تو یہ اس ضروری امر کی طرف متوجہ کر رہے ہیں۔ وہ جلد سے ملے ہوئے ہوں اور شریعت
 اسلامی میں قانون اگر بری کی اس نا اہل و شرعناک اور غلط کو سہیہ کے لیے، اگر یہ
 کی فکر کریں۔ اگر ممکن ہو تو وہ جہاں ہم (ذکرہ ذیل) کی طرف سے اس مسئلہ
 پر پوری کوشش تک ہو چکا ہے۔ اور عورت اس شریعت کش فیملی کو بددعا
 جانے لگا۔ آئندہ قانون سازی کے ذریعہ سے اس قسم کے تضاد کو غیر ممکن
 بنا دیا جائے۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ أَجْرٌ كَبِيرٌ

(اور جو بھی بات لے کر آیا اور میں نے اسے سنا تو جانا، وہی بڑا بڑا ہے)

1981 JAN 17

ایڈیٹر: عبداللہ ماجد

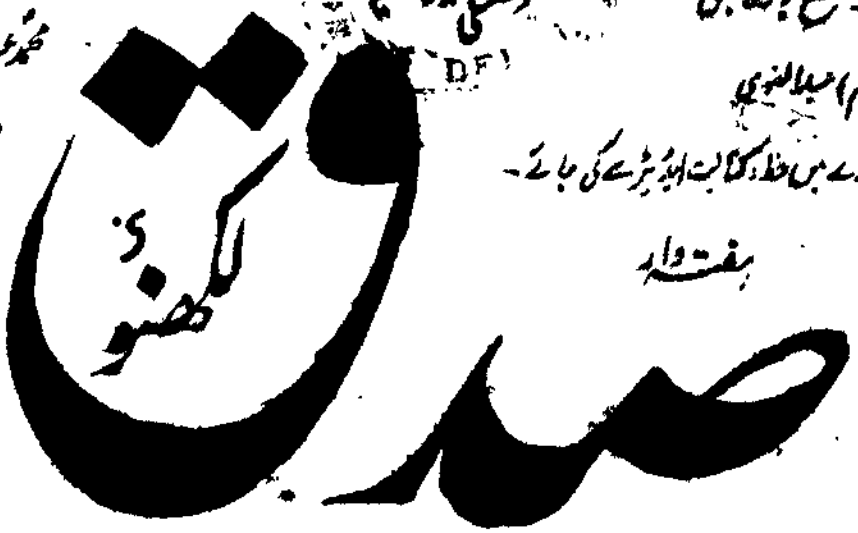
پتہ: دیار آباد - ضلع اہلہ بنگلہ

تاج: رحیم (عبداللہ)

مضامین کے بارے میں خط و کتابت ایڈیٹر سے کی جائے۔

ہفت روزہ

پیشہ ورانہ



چندہ اور اجتماعی امور
کے متعلق مراسلت اس پتہ پر کیجیے
محمد عبدالرؤف عباسی مہتمم اخبار و صدق
مرشد آباد پلس - گولہ گنج - لکھنؤ

چندہ سالانہ ملحد
شعبہ ہی کی
بروز پندرہ سالانہ
مفت
تجربہ فی پرچہ ۱۰

نمبر ۳۷، دو شنبہ ۶ - محرم الحرام ۱۳۷۱ھ مطابق ۲ - فروری ۱۹۵۱ء (جہلم ۶)

پہلی باتیں

۱۔ داد و ستاد ہوسے ہیں کہ امریکہ میں تو یہ ایک سے سین فرانسسکو تک
یعنی ستر فی ستر سے لیکر ستر کی ایک کل رفاقت پہ ۲ ہزار میں کی ہے۔ اس قاصدا
کے طے کرتے ہیں ۱۱ سال کے اندر ترقیاں سب ذیلی ہوئی ہیں۔
۲۔ امریکا میں یہ قاصدا سبیل گاڑوں کے ذریعہ ہمارے ۶ پھینے میں ملے ہوتا تھا۔
۳۔ امریکا میں یہ گھوڑا گاڑی اور ریل کی ۱۰ سے سیکڑھینوں کے ۲۲ دن پر چلے ہوئے
۴۔ امریکا میں یہ گھوڑے کی ٹاک اور ریل سے کل ۱۲ دن میں
۵۔ امریکا میں یہ گاڑی اور سلسلہ قاصد ہو گیا۔ اور یہ سفر ٹھیک ۱۰ دن کا ہو گیا۔
۶۔ امریکا میں یہ سبیل ریلنگ دونوں کو گھٹا کر گھٹے بنایا اور مدت کل ۱۰ گھنٹوں کی ہو گئی۔
۷۔ امریکا میں یہ سبیل اور ریل کی در سے دت صرف ۲ گھنٹوں کی رہ گئی۔
۸۔ امریکا میں یہ سبیل رات اور دن چلنے لگے اور مدت گھٹ کر ۲ گھنٹوں تک رہ گئی۔
۹۔ امریکا میں یہ سبیل اور ریل کے لحاظ سے دت ۲ گھنٹوں کی رہی۔
۱۰۔ امریکا میں یہ سبیل اور ریل کے لحاظ سے دت ۱۰ گھنٹوں کی رہی۔
۱۱۔ امریکا میں یہ سبیل اور ریل کے لحاظ سے دت ۱۰ گھنٹوں کی رہ گئی۔

دو آگے یا پیادہ نہیں ہے؟ زندہ بھی ہے یا مر گیا ہے؟ جانیں کہاں کہاں محفوظ ہیں
تقل دن و ہارے ڈاکے لوٹ اڑے کا دھواں کھڑا سا کھڑا مانا اور مانا
کیا ہے؟ واقعات خود کشی کے اعداد کیا ہیں؟ اسباب خود کشی کیسے بنتے
روستے آتے ہیں! نقل و حرکت کی جو تہہ جو تہہ جو جو طریقے ہوس رہی کے
مہذب انسان نے ایجاد کر لیے ہیں! انگوں کے کبھی خواب و خیال میں بھی آئے
تھے؟ مال ایک انسان کا دوسرے انسان کے انگوں کس حد تک محفوظ رہا
ہاں مذہب ایک کی دوسرے کی طرف خواہ مخواہ جھپٹ کر خواہ کر دیا تھا اور
جھپٹا ہی ہے اس شرف سے نقل ہو رہی ہیں! انگوں ایک بھائی کا دوسرے
بھائی کے ہاتھوں کب محفوظ ہے؟ اس باب بھائی، بہن، عزت کسی کی بھی
محفوظ ہے؟ شہوت پرستی اور ہوس والی کے جو طریقے آج ہر کالج، ہر اسکول
میں عام ہو چکے ہیں! پہلے اوھر کس کے ذہن رسائی میں رسائی ہوئی تھی؟

اور حقائق امریکہ ہی پر کیوں دیکھیے۔ یورپ کے ایک ایک ملک کا کیا حال
ہے۔ برطانیہ اور فرانس اور جرمنی اور اطالیہ اور روس، سیاسی حیثیت سے
انعام حکومت کے اعتبار سے ایک دوسرے کے کیسے ہی مند ہوں، نازی ہوں،
شکستے ہوں، اسپرٹیکٹ ہوں، کوئی ہیں، اور انہیں کے شمول میں جاپان کی بھی
دیکھ لیجیے۔ تہذیبی امراض اور روحانی وباؤں میں کیا امریکہ سے بہت کچھ یاد رکھ
میں مختلف ہیں؟ اور پھر یہی ترقی "خود کشی" میں تہذیبی جنگیں ہوتی ہیں۔
نوکری جو ایران، مصر، یا شام، عراق، یا خود ہندوستان، وہاں کیا حال ہو رہی؟
چاک رہی، اور جی رہی، کون سی چیز ہے؟ اور سو ہی اور مری کون سی چیز ہے؟
انسان اپنے انسانیت سے کچھ غرض حاصل کیا کیا؟ بعض جو انیت اور انیت
میں بھی جو ان "پونڈی" سے بھی بڑھ کر جو ان کی دہنگی اور آدمی سکون اور سونگی
س جو بھی شہیت نہیں! بلکہ مہذب دنیا ہے کہ عیش و راحت کی جنت بننے کی جگہ
مادہ روز بنی جا رہی ہے ہاتھوں کا ایک جسم زاد!

خلاصہ ترقیوں کی اس راند کا یہ ہے کہ مہذب و ترقی یافتہ انسان ہمارے
اگر جاہو بننے کا تعلق ہے اپنے باپ دادوں کا تو خیر ذکر ہی نہیں ہوا میں اڑتے
دھننے، دے پڑدوں سے بھی آگے نکل گیا ہے۔ اور ترقی کے اس ورڈ میں چل اڑتے۔
۱۔ کہو تو اور باز اور گد۔ اور عقاب کا اپنے سے کہیں پیچھے چھوڑ گیا ہے۔
لیکن اسی امریکہ میں اسی ترقی یافتہ و ہوا باز امریکہ میں، کہیں یہ سوال نہیں اٹھتا
یہ امریکا ہے کہ خود انسانیت کے لئے جو کچھ ہے۔ انسان کی۔ انسانیت۔

اور نسبت اور نسبت کا ہرگز خالی نہیں ہو سکتا جو عرب کو عجم سے ترک
کواہیک سے، یا افغانی سے، یا بلخ کو جدا کر دے۔ (مجموعہ ۱۲)

ابو یوسف (۱۶)

ان کا یہ مسلمانان ہند کے سب سے محبوب اور محترم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ (اور ہندو کے
آپس میں جو ہیں۔ جس کے بعد کئی پرچہ متعدد کا نہ نکلا۔ بار بار پوچھا جاتے کے بعد
ایک بار میں ششدر بن گیا۔ پھر پوچھ گئے تھے۔ بار بار کہ اپنے نالاج کے لیے۔
اور بعضوں کو پوچھا میں رو کر ٹوٹی شام اور عراق کی۔ اور سے دیکھیں ہندوستان
وہیں آئے تھے۔ اذہ ترین تجربہ و مشاہدہ یہ ہے۔ جو حالات و دوزخوں کے
یہ محض خبر اور طالع کا درجہ رکھتے ہیں۔ ان کے یہ چند ہوتے۔ یہ ہیں ششدر ہیں
تہذیب و عیش کے لیے ہند کیا (اور اس کے بعد یہ ہیں۔ کتنے دن؟ کوئی پوچھے اور پس)
اور اسی کے: خزانہ فرہاد الوداعی صفحہ ۱۲۰ میں ملے۔ یہ الفاظ سپرد ظلم فرما گئے
اور آخر میں بہت کچھ لکھا ہے۔ کتنے دن؟ کوئی پوچھے اور پس)
کے بعد آخری عزم میں قائم کیا تھا، کہ باقی حد عمر و عفت کے ہی نقد لمبوں کو
جس نے ٹوٹی اور شام اور زمان کو تو تباہ ہی کر رکھا تھا، اور پھر ہندوستان افغانی
پس کوئی شروع کر دی تھی اور پھر ہی وہیں کرتے ہیں اور تہذیب و عفت کے خلاف، جہاد کرتے
میں گزار دیں۔ شدید بیماریاں اور پھر موت سے مملت باقی نصیب ہیں: حق تندرست
اور زندہ ہو گئے ہوتے۔ تو عجیب کیا کہ ہندوستان یا کم از کم اسلامی ہند کا نقشہ آج
کچھ اور ہی ہوتا!

جو نصف فی الدین اور توہنی القرآن کی منتہا سے سرفراز ہیں۔ منتہا و تباہ ہر قسم
کے اہل علم سے لگا جاسکتی ہے اور لی جانی چاہیے۔ مقصود و گزارش نہ رہی ہند
سے کہ (۱) اور خیر اور پھر خیر اور خیر کے درمیان فرق مراتب ہر صورت ملحوظ
رکھنا چاہیے

لڑکوں کا بڑا معاملہ

محمد آباد ہوشل یونین (گھنٹہ پورہ ریلوے)
کلاسٹر مہر زبیر خان بونہوٹی کی کلامات سوسائٹی کے حق میں
ایک فنڈ ہیں بہت و محبت ثابت ہوا۔ زمانہ ہوشل کی دوا میں
سزا و سزا۔ اس زمین میں حبیب اللہ اور نور الدین چانسیا شیخ محمد علی
نے ترکیب کی مخالفت کی ہے۔ دوسری۔ زمانہ ہوشل اور زمانہ
رازا ایسا معاہدہ، کالج کی لڑکیوں کی بڑی تعداد میں اخلاقی ملک
کے لیے لگنی تھی۔ (اس میں اکثریت کے دوش انہیں نہ حاصل
ہو سکے اور اہل تحریک منظر ہو گئی۔) (آجیہا)
بہترین۔ کے بعد یہ کچھ درج تھیں کہ "دنیائے نسبت" اور "رجعت پسندی" کے
اس منظر پر "شرم شرم" کے نعرے لگنے لگے۔ اور پھر "تحقیق کے اواز سے
لگنے لگے۔" سلا سے عام ہے اسٹیڈیا میں "یونیورسٹی چورس" اور
خیان "تجدد و نوازع حلقوں سے ہمارے کے لیے اور شاہ جہاں کے ہی!

شیطان آواز

"وہ ایک شیطانی آواز ہے جو فانیوں کو
بنا لے کے بے ہندوستان کے بعض حلقوں میں اٹھائی جا رہی ہے
کہ جو لوگ انہیں گھر میں، سنے کی تعلیم دے رہے ہیں اپنے مردانہ
دندان کو تو تم سنے کی کتابیں ایسا کر رہے ہیں انہیں کو یاد رکھنا
چاہیے کہ مردانہ انداز فطری ہے اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ
جب کبھی مردانہ انداز و غرض اور ناخوشین بن گیا تو اس نے
خواتین کے حقوق اور ان کے مردوں کے ساتھ برابری کی صدا بلند کی
اور انہیں اپنا "ہمدوش" کر لیا۔ اور جب اس میں تقویٰ اور
طہارت پیدا ہوئی تو اس نے ان سے پردہ کرنا چاہا اور انہیں
گھروں میں بھیج دیا۔ خواتین نے اپنی مرضی و اقتدار سے گھروں کے
باہر آئیں اور اپنی مرضی و اقتدار سے گھروں میں گئیں انہیں
مرد کی شیطانی آواز اور اسے بچنا اور معنی موفقت پر قائم رہنا
چاہیے۔ انہیں اپنی عقل سے محسوس کرنا چاہیے کہ وہ مردوں
کے برابر بنائی نہیں گئیں اور جان بٹھا چاہیے کہ جو آواز انہیں
براہ کرم یہی ہے وہ ظاہری ہے"

یہ سدا سے سمجھو کہ شیطانی اور ظاہری قرار دینے والی آزاد کہیں اور سے نہیں
جائیں حیدر آباد میں سے بلند ہوئی ہے۔ میں سمجھو کہ پڑوس سے!۔ پرانی
برفروغے اور سنی کا کوئی مصداق اس سے بڑھ کر دیکھنا اور کیا ہوگا؟ اشد نے پھر
ایک بار سچ کر دکھائی عادت و دم کی بات ہے۔

ہر کجا در دے وہ آجھا درد ہر کجا نعرے نو آجھا درد
ہر کجا شکل تو اب آجھا درد ہر کجا پستی مست اب آجھا درد

اسلامی نظام حکومت کی تردید

ایک صاحب نام حیدر آباد سے تعلق
کو پڑھ کر اسلامی نظام حکومت کے سلسلہ میں لکھتے ہیں :-
"ڈاکٹر حیدر اللہ صاحب سے تیار و خیالی سے آگاہ صورت اختیار کرنی
ہے۔ اس پر وضاحت پر جدید علمی کتابوں سے حالات و تحقیقات قائم کرنے
میں درمیان تو لازمی میں معلوم ہوئی ہے۔ لیکن یہ ضروری نہیں کہ ان کے
اختلاف نہ کیا جائے۔ آپ نے خود میں جدید ماہرین فن اور امرین
علوم دین کے تعاون سے کام لی گئیں کی تجویز پیش کی تھی۔
خلاصہ بحث سے بچنے کے لیے یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ وہ مقصد الگ الگ ہیں۔
ایک تو ہے مسلمانان کی سیر، مدد سالہ خصوصاً حالات راشدہ کے اور عبادت
کی سیاسی، معاشی و معاشرتی کھل و بکھل۔ اسکے لیے ضرورت ہے کہ ہر مسئلہ سے
کوتاہانہ کی بڑی جہان بین بڑی دیدہ و بین کی اور نسبت سے اہل علم کے تعاون کی۔
لیکن اس سے جو چیز افق آسانی اور موجودہ دور کے "علمی" ذہن کے سیار سے
کیسی ہی قابل تہذیب و تہذیب اسلامی نظام حکومت کی تفسیر و تفسیر نہ ہوگی۔ دوسری
چیز یہ اصل اسلامی طرز حکومت کو سمجھنا۔ اس کے لیے صرف قرآن مجید میں خود
دیکھ کر کافی ہے اور نسبت میں اس سے اسل ٹھیک و تفصیل کے۔ جب تک کتاب اللہ
اسی موقع کے لیے ہے۔ کتاب و سنت نے جن مسائل سے بحث ہی نہیں کی ہے
وہ عقیدت اس قابل ہی نہیں کہ انہیں مسائل کا درجہ دیا جائے۔ یہ تو آج کا نالط
اجل، ناقص فہم ہے، جس نے انہیں مسائل کی اہمیت سے محسوس نہیں کیا۔ اصل
کام تو اسی تھا کہ بولنا اس ماحول میں انقلاب پیدا کرنا ہے۔ جب صحیح فہم
ظاہر ہو جائیگی تو آج کل کے منہ بالٹان مسائل خود اس وقت قابل مضحکہ نظر
آجائیں گے۔ اسلامی نظام حکومت کی تدوین کا حکم اللہ ان لوگوں کے کرتے ہے،

ایک نام کے ندوی کا دوسرا پیام

ندو کی برادری کے نام

نمبر (۱۲)

محرم ہندوں اور امتدادوں سے نفع نظر بپا، درست اپنی ہمت کی جوت
 آئے۔ طلبہ ندیم بارڈر ہونا، بااثر اسکا تعلیمی تجربہ ہندو "ہوئے لائے۔" وہ بپا
 سیرمیش اپنے جاتے چھانے سیدہ لکھنؤ سلطان کو لائے۔ وقت کے ہر تہذیب کا
 متاثر آج ان سے بڑھ کر کس نے کیا ہے؟ اور لکھنؤ میں ہر اجتماعی ضرورت کے لئے
 ہر ان سے بڑھ کر کون کام آیا ہے؟ سیرت سرور کا نامت میں اپنے شخصیت کلامی
 میں دھڑکے دھڑکے نئے نئے کرڈالے۔ فتنہ انگارہ عارف کے مقابل میں لکھنؤ
 آج تک شہر نافع۔ اسلام کا پیام بڑا ہوا ہوا جو ان کے دل و دماغ میں
 انھیں نے پھونپا۔ شکوک و شبہات کی دلدل سے غذا معلوم کئے اگر بڑی ذرا
 کو انھوں نے کھلا۔ خود آپ کے اس غریب تعلیمات کا جو ایک علوم و دسوات
 نوا ہے، اسکے مترن کا تو سب سے بڑھ کر انھیں نے کیا۔ اور ہر اسکے ساتھ
 اسکے رفیقوں، شاگردوں کی جو سرگرم اور کارکن ایک ہی جماعت ہو رہے،
 قابل فخر بھی اور قابل قدر بھی۔ وہ بھی آخر سب ندویوں ہی کی ہے، یا کسی اور
 کی؟ دارالعلوم کے کارنامے ہندوستان ہی سے نہیں، امثالہ اللہ ہند
 سے بھی داد حاصل کر چکے ہیں، لیکن خودی اور اگر اور ندویوں ہی کا سامنے ہونا
 اور ندو ہی کا ایک پوتہ نہیں تو اور کیا ہے؟ اور ان کے شعور و دسوات غیر متا
 جیکے "دود" سود" سے ہم اس وقت بھی سرفراز ہو رہے ہیں، یہ حیثیت "قابل" میرے
 بھی کچھ ہوں، اسکے "قابل" ہونے اور فنی حالات میں انکی زبردست عقلیت سے
 کس جگہ کو بھی انکار ہے؟

مفکرانہ ہی کے ایک گروہ میں ایک چھوٹے سے منصب میں خدمت فرما کر جو
 کام انجام دیا چکا باب انجام پام ہے، اور اس کی زندگی قابل رشک معانی
 اور سادگی، یہ سب آپ کے ندو ہی کا فیض ہے۔ اور اسکے پڑوس کلمہ تعصب و کلام
 میں کس طرح آپ کے ندو ہی کی عقلیت و انیت سے جھلکا رہا ہے۔ میدان آباد کی ام
 ملی دینی، تصنیفی زندگی میں ندوہ کا جو ہر ہر ہے وہ کس سے پوشیدہ ہے؟
 جو ان مرگ عبدالرحمن مگر امی مرحوم جیسے جو ان صالح اور صالح علم و عمل فرزند
 کیا ہر مدرسہ کے نصیب میں ہر روز آتے رہتے ہیں؟ وکن، یہی، دہلی، پنجاب
 ہمارا، پوہلی، بنگال، ہندوستان کے مختلف علاقوں کی تعلیمی اور دینی زندگیوں
 میں آپ کے دارالعلوم کا سفر کس سو غرضیں؟ صحافت جہاں کہیں بھی ندوہ
 کے نام میں ہے، خصوصاً طلبہ ہر اور یہی اپنی تسانت، خرافات کا انہاد قائم
 کیے ہوئے ہے۔ جامعہ ازہر مصری دنیا سے اسلام کی سنا ترین درسگاہ، جو گھر
 اور عظیم الشان نقش آپ کے ایک بھائی ابھی حال ہی میں چھوڑ گئے ہیں،
 وہ ہمارے اور آپ کے فکر کے لیے ہیں، وہ دن کی تڑپ اور تبلیغ دین کی ذمہ داری
 محسوس مثال دیکھنی ہو، تو اللہ انھیں نظر سے محفوظ رکھے اور انکی اخلاقی
 صلاحیتوں کو پختہ سے پختہ کرے، یہی مجمع کے اندر ملی میاں کو دیکھ لیجیے
 دارالعلوم اور مجلس ندوہ کو کہنا چاہئے کہ سوقت لکھنؤ سے آپ کی رہائی

کے ایک چلا رہے ہیں، انہیں ندوہ ندوی مسند تعلیم ندوی، محرم دارالعلوم ندوی
 دقت ملے ہذا۔ پھر مدرسہ "ج" کی جگہ "ج" طلبہ کا جگہ طلبہ، انڈین کالج
 انڈین، غرض اجتماعی زندگی کا کون سا شعبہ ہے، جہاں آپ کے بھائی ہندوں
 کو ایک نمایاں اور اتنی ازادی حیثیت حاصل نہیں؟ اور ندویت ان سب میں
 مشترک۔ بہت سے ایسے ہیں جس میں بپا اور راستہ اسلام کی ضرورت کے
 موافقہ حاصل نہیں۔ یہ اپنے مختلف محرمات اور شعبوں سے اپنی اسلام کی
 خدمت کر کے بااثر اسلام ہی کے خادموں کی فوج میں داخل ہیں، بعض
 ان مثالوں کے پیش کرتے ہیں، ان ناموں کے باوجود اس سے (اپنی ہمت کی
 بڑائی جتنا "انہیں" اپنا کو چھلکا "انہیں" سیدہ نبوت اور ختم کے واسطے شکر
 کے ساتھ اپنے کون فراموش کی طرف اور زیادہ تو بڑھ کر ہے۔

کوئی کماں تک گناہ ہے، کوئی کماں تک متا ہے، ایک ایک نام کو،
 ایک ایک کے کلام کو۔ بھلا اللہ آپ ہی کا خاتم کیے ہوئے وہی ماحول کی پخت
 اور تعلیمی فضا کا اثر ہے کہ یا جو جہوں اور تجاہیوں کی ذرا آج جہاں بھی اوجیب
 بھی دین پر پڑتی ہے، یہ آپ کا ندوہ ہی ہے کہ سب سے پہلے تڑپ اٹھتا ہے،
 اور پہلی ہی آواز آپ کے ارکان، اساتذہ، طلبہ، سب کے سب اور سب کا فضا
 کیے بغیر جو افراد نہ ہر گز آتے ہیں، اور جہاد مان ڈٹ جاتے ہیں، لاکھ بیاں ہر
 کے "معدان" اساتذہ و اولادوں کے رتبے سرفراز! اس کا حال کوئی اس
 فتنہ فروش کے دل سے پہچھے، جس کی مرتکبانہ فتنہ نگار، یاں اب ریاست عالم
 ہو چکی ہیں، اسکے ہر حریہ کا گندہ کو دینے والی جماعت سب سے بڑھ کر، یہی ہے
 ندوہ کے فرزندان قدیم و جدید کی غلی۔ ایک فضل اللہ و تیر من یتا،
 اپنے چھوٹے بھائیوں، یعنی موجودہ طلبہ کی شکوک کا انڈاز کیجیے۔ انکی
 کڑی آڑا بیٹوں کو نظر میں رکھیے، شہری زندگی کے عام فتنے اور لکھنؤ، جو
 ہر شے مرکز کی طرح، اس شہر پر بھی مستعد ہیں، انھیں چھوڑ دیے۔ صرف یہ سچ ہے،
 کہ کس میں اور کہاں وہ رہے ہیں؟ اسکے پڑوس، یعنی پڑوس میں ان کی
 عمارتیں، عظیم الشان، اتنی دینی عمارتیں ہیں؟ میاں کے دن گزرتے رہتے ہیں،
 اسٹراٹوں، ملاہوں، مظاہروں کے ندوہ میں اور آپیں ہر پوتی رہتی ہیں دنیا
 اور گراسون اور ریڈیو کے ندوہ میں؟ آپ کے عزیز اگر اس فضا اور اس
 ماحول میں بھی اپنا تعویٰ اور اپنی خرافات قائم رکھے ہوئے سکون دیکھنی
 کے ساتھ اپنی تعلیمات میں مشغول ہیں، تو اسے اللہ کی رحمت اور فیض و
 کرم کے بعد اور کس چیز پر بھول گیا جائے، بجز آپ حضرات کے اسوہ حسنہ کے
 بجز آپ حضرات کی قائم کی ہوئی روایات اسلامیت و خرافات کے؟

خطبہ "اولاد و ام" کے طلبہ کے مدد سے پام چلا۔ سامعہ ندوی کی جگہ
 سامعہ خراشی و پرہیز ہو چکی، اور محجب نہیں کہ سامعین کی جبین عقل پر پل پڑنے
 لگے ہوں۔ ساری فتنہ جلی ملی اس پر کہ خود شامیں پیدا کیجیے، اپنے بھائیوں
 کو تہیجیے۔ اپنی اس ندوی کو قائم رکھیے، انداز رکھیے، اپنی اس روش کو درم
 نہ رہنے دیجیے۔ اور وہ خود ہی ہے کیا؟ فلسفہ خودی کے شعور اسرار ستایش
 انبال کے الفاظ میں۔
 خویشی اور باب از ترک فرنگ!
 ندوہ کی خودی، ندویت، میں اسی ترک فرنگ کا دوسرا نام ہے۔

در گزر از جلو پاسے رنگ رنگ

خویش را در باب از ترک فرنگ

مانشی و حال کا سرری جائزہ ہو چکا۔ "بیتقی کے لیے پیام مختصر نقول میں ہیں
سیچے" اور یہی مطلع کا بند ہے۔

سب سے پہلی عرض یہ ہے کہ زور آپ کا ہے آپ بھی مذہب کے ہو جائیے۔
اسے اپنا سمجھیے اسے اپنی زندگی کا ایک جز بنا لیجیے۔ کارکنوں پر نگہ تیرنی
سے بڑھ کر آسان اور نفس آ خوش کرنے والا کوئی مشغلہ نہیں۔ کیا اچھا ہوتا
کہ ہم سچا ہے اسکے خود اپنی ذمہ داریوں کی فکر میں لگ جاتے۔ خود ہم نے
آج ملک کا کنوں کو کیا درد دی؟ اپنے وقت عزیز کا کتنا حصہ مذہب کے کاروں
کے لیے نکالا؟ اپنی آرائی تیر سے اپنے اس عزیز دار العلوم کو کس حد تک
شریک کیا؟ اپنے صاحبِ عمر عزیزوں دوستوں اور ملنے والوں کو اس کی
اعانت پر کہاں تک قہر دلائی؟ غرض یہ کہ اپنے مذہب کو ملنے کے فرائض
کمان تک ادا کیے؟۔۔۔۔۔ "جوسنی جوسنوں کے لیے" "بندستان ہندوستان
کے لیے" ان دونوں کے نعرے آپ نے بار بار سننے ہونگے۔ آپ کا سرحد اسی
روایت و تاقیہ تیر یہ ہونا چاہیے "ذہر مذہبوں کے لیے" یہ لحاظ حقوق
بعد کو۔ یہ لحاظ فرائض پہلے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اپنی اس انجمن پر دل سے توجہ دیجیے اس میں از
سر نو روح پھونکیے۔ اسے فعال بنائیے۔ کوئی انجمن اس طرح ذہر نہیں ہو
سکتی اگر میں سال میں ایک طلبہ کر ڈالا اور سال میں ایسا جو کبھی ہو بیٹھنے
کے بعد آیا کبھی ۳۶ مہینے کے بعد اور کبھی اسکے بھی بعد! اس باب میں سب
سے بڑکا ذمہ داری عائد ہوتی ہے ان طلبہ پر جو مرکز میں مقیم ہیں ادا ادا العلوم
یا دتر مذہب سے کسی حیثیت سے وابستہ ہیں۔ ان میں بعض بیکر عمل میں ہیں
اور انکی سہولتی سے توجہ و مستندی اس شکل کو مل اور اس داغ کو انجمن کے
دامن سے دور کر سکتی ہے۔

تیسری چیز یہ ہے کہ انجمن کے با منابہ نظام سے قلیل نظریوں میں ہر مذہبی
کو دوسرے مذہب کے ساتھ ایک کھل نو نہ پونچا ہیے اخلاص و مہروری کا
شفقت و رحمت کا عزیز راوی اور بھائی چارہ دکا۔ موافقہ و یکجہی کے لیے
رشتہ ایوانی خود کیا کہ ہے۔ اس دستاویز پر تو مذہب کے بعد ایک حکم مقرر نہیں
لگ جانا چاہیے۔ شہرہ کہ فرسین ہرادی کی ہر فرد ایک دوسرے کے من
میں اپنے نفس سے بڑھ کر ہوا خواہ و غفلت ہوتی ہے۔ اپنے اخلاص و یکجہی
کے ایسے کھل نوئے پیش کیجیے کہ فرسینوں تک کو آپ پر رشک آنے لگے۔
اور دشمنی کے اس معرکہ

موشاں آئینہ یکدگر اند

کی قرأت آپ کے نسخہ میں

نہ: یاں آئینہ یکدگر اند

ہو جائے۔ طالب علمی کے زمانہ میں مصیبت و غم و فیرہ کی کچھ نہ کچھ مزہد ہوتی ہے۔
اور کہیں تو مستقل صورت دار ترقیاں قائم ہو جاتی ہیں۔ اولاد ہوتی ہے جو کوشش
کیجیے کہ ہر مصیبت گم ہو کر رہے مذہب کی مصیبت ہیں۔

ترتیب کے لحاظ سے جو شخص اور آخری لیکن اہمیت کے اعتبار سے
سب سے مقدم گزارش یہ ہے کہ اپنی خودی کو خود راوشی سے نہ پیچے۔ اپنی خودی

کو عزیز، اپنی مذہب کو جہر وقت بیدار رکھیے۔ مذہب نام ہے علم زبان سے
قلب سے جمادی نبیل اللہ کا، انفرگیت سے کوکا اپنے پر ایمان و افتاد کا۔
لے اسیر رنگ پاک از رنگ شو
رومن خود کا فر از رنگ شو
دانی از ان رنگ و از کار رنگ
تا کجا در قید زنا رنگ

آپ کے درس مذہب کی با سہم اللہ ہی ہی تھی اور اسے تسلیم ہی ہی
سہر اور یہی تھا۔ چاہیے کہ یہی آپ کا مقصد ہو جو رہ جائے۔ یہی اسکی قابلیت
زندگی بن جائے۔ زبان پر جاری ہی ہی قال رہے اول پر طاری ہی حال ہے۔
اللہ کی وسیع دنیا میں چلے پھرے، چلے چلیے، لیکن خیال پر چار ہے۔ چلے
بیٹھے، چلے پھرتے، کہ آپ میں اللہ کے سپاہی۔ چلے بن جائیے فریب
دینی کے، پکر ہو کر وہ جائیے حرارت ایوانی کے۔ گزر جائیے اس سے ہر ایک
امین کے ساتھ مسخر و استراہ کا قصد کرے۔ لا پڑے اس سے جو آپ کے
آقا و سردار کے ناموں سے گستاخی کی جرأت کیسے۔ آنکھیں کھال لیجیے اس کی
جو آپ کے قرآن کی طرف تکیں نظروں سے دیکھیے۔ تعلقات عمر بھر کے تو لیجیے
اس پر محنت سے جو ارداد کی راہ کوٹنا چاہیے۔ یہی آپ کی جامعیت کا سب
بڑا نقطہ امتیاز ہے اور سب سے بڑا شرط و افتاد!

کریم و کار ساز! مالک و مولیٰ! چلا اپنی مرضیات پر ہم سب کو، ہمارے
بڑوں کو اور چھوٹوں کو، ہمارے دوستوں کو، عزیزوں کو، ہمارے رفیقوں کو،
شرکیوں کو۔ ہر بزرگے ہمارے سینوں کو اپنے دین کی مصیبت سے پہنچے خود
کے نام کی غیرت سے! دنیا کش جائے تجھ سے نہایت پر خدا ہی پر ہم کو
استوار رکھ اپنے رسول کی اور اپنے کتاب کی وفاداری پر! جس تیرن غفلت
کے نعرے لگاتے ہوئے دم توڑیں تو تیری توبہ کی شہادت دیتے ہوئے بھی کر
مٹھیں تو تیرے نام کا کلمہ پڑھتے ہوئے! رفیق اور ساتھی ساتھ چھوڑنے نہیں
ہٹتے رہیں، کھٹے رہیں، ٹوٹ ٹوٹ کر دشمنوں سے ملے رہیں، پر ہمارا قدم نہ
ڈگ جائے، ہماری ہمتوں میں وفاداریوں میں فرق نہ آئے۔ جب وہ ناگزیر ہو
آئے کہ سارے سارے ہار دے نکلیں اور سارے آسے وفادے چائیں تو
اُس وقت بھی دل کے اندر سبب تیرے قرآن کا بتا یا ہو اور دین اور روح کی گراہیوں
میں۔ جا ہو تیرے رسول کا لایا ہوا آئین اور اب زبان پر آخری سانس کے
ساتھ و آخر غولٹا ان اکھ رتدوب العالمین۔

دو استغفارات

رشید احمد صاحب براداشن (مہدی ہند) سے

لکھے ہیں :-

(۱) "صدق علیہ جلد ۱ میں آپ نے تفسیر سورہ النفس مصنف مولانا حمید الدین
فراہی پر مبرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ
"حضرت حبیب کے نام کے ساتھ لقب "ام" کا ہونا نہ مصنف
کے علم سے ہو یا ترجمہ کے دونوں صورتوں میں حیرت انگیز ہے۔
لیکن حضرت حکیم الامت مولانا غلامی مدظلہ کے غلط حقیقہ البصر میں
سے منہ ایک حضرت حبیب کے نام کے ساتھ اس کے پاس منہ و ذہن تھا۔

(۲) مولانا غلامی مدظلہ کے غلط حقیقہ البصر میں

ایمان کی پے پناہ

(ایک مصری اہل قلم نسیم آفندی کے قلم سے)
حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ ہم نے جنگوں میں کبھی کثرت تعداد یا جنگی ساز و سامان کے بل پر کامیابی حاصل نہیں کی بلکہ ہماری ساری کامیابی اُس بات کی بنا پر ہے کہ جو ہمارے دلوں پر چھا گئی ہے۔ (آپ کا مطلب اعلانِ خدا) حضرت عمرؓ نے اُنکے اصرار پر فرمایا کہ آپ کو یہ جرات ہے کہ آپ کھن چار ہزار فوج سے مصر کی ہم کو سر کر لیں۔ آپ نے فرمایا کہ گو ہم چار ہزار فوج سے ہر ایک کو اپنی فتح و نصرت کا یقین تھا۔ آخر چونکہ کامیابی حاصل ہو گئی اور اللہ تعالیٰ نے بہت سے ملک ہمارے ہاتھوں فتح کر دیے۔ حضرت خزار بن اذہ بنی اشدود نے فتح شام کے موقع پر جو ہندو قوم کے تھے ساتھیوں میں سے کسی نے کہا کہ خدا اپنے کو سچا ہے۔ حضرت خزار نے فرمایا: کبھی کہا اپنے کو جنت سے بچاؤں؟

جنگ بدر میں یہ کچھ مسلمان کارن بڑا ہوا تھا ایک صحابی نے ایک چکر تلوار کا قبضہ پکڑ لیا اور خیزد اڑانے سے کہتے ہوئے آگے بڑھے۔ افسوس کا مقام جو گا اگر یہ جانتے ہو کہ یہ مسلمان جنت کے درمیان میری زندگی میں ہے میں اپنے کو جنت میں نہ پہنچاؤں۔ یہ کہہ کر آپ قبروں اور یزیدوں کی بازو میں کل پڑے اور سینہ کو سامنے کر دیا۔

جنگ قادسیہ میں مسکی بولنا کی سے کون واقف نہیں ہے پناہ ایرانی فوجیں سخت گہر و جہم کے بیچ لڑ رہی تھیں اور ان کے آگے اسلام پوش ہاتھی کی ایک قطار تھی جس نے مسلمانوں کی پیادہ اور سوار فوج کو ہال کرنا شروع کر دیا۔ لشکر پر رعب و ہیبت چھا گئی۔ گھوڑے بھڑکنے لگے۔ نیزے اور تلواریں ان ہاتھیوں کے مقابلہ میں کچھ کام نہ آتی تھیں۔ اس موقع پر جنگ قادسیہ کے نامور سردار حضرت قنقاز بن عمر (رضی اللہ عنہما) نے بلند آواز سے کہا: کون ہے جو اپنے آپ کو خدا کے حوالہ کرنا چاہتا ہے؟ یہ سنتے ہی ہر جانب سے شہسوار جھپٹ پڑے اور ہر سمت کے ہمارے دے اپنے آپ کو پیش کیا حضرت قنقاز اور ان کے ساتھی پیادہ ہو گئے۔ تلواریں سکوت میں ہاتھیوں کی کوہ پیکر و ہار کے سامنے سیدہ سپر ہو گئے۔ اور آگ آگ کر اکی سوڑاؤں اور لشکروں پر اڑ کر پڑ گئے۔ پھر کہا تھا۔ جو وہ چاہتے تھے وہی ہوا۔ اُنہوں نے ہاتھیوں اور فیلانوں میں ایک ٹکڑا اور نالہ ڈال دیا اور ان میں آگ لگی۔ لگا دی کہ اس میں سارے ایرانی میں بھیج کر محسوس ہو گئے۔ رستم آیا گیا۔ اور اسکا لشکر نہ شے نہ دانی اسلامی روح شجاعت کے سامنے تباہ و برباد ہو گیا۔ یہ بھی اسلام کی اُس روح منوی کی تابانی اور نور ایمان کی برقی فشان میں سے مسلمانوں کے مسلمانوں کے دل میں ہونے جو غلبہ اور بے آب و گیاہ جزیرۃ العرب سے نکل کر دنیا کے ہر چہرے تک پہنچ گئی تھی۔

مروم ہے اس لیے آپ کا شمار حیرت کجہ میں نہ آتا۔
(۲) تکرار کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے۔ یہی اس پر مسلمانوں کا عقیدہ رکھنا چاہیے یا نہیں؟

۱۱۔ عدم التقات اس چیز پر جو اکابر کے ساتھ بھی لگی ہوئی ہے۔ بظاہر معلوم ایسا ہوتا ہے کہ اس وقت حضرت سیدنا کا مابین اور حضرت علیؓ نہیں ہوا۔ اس لقب کے استعمال میں فی نفسہ کوئی غالی ہے یہی نہیں، صرف التباس کی بنا پر اشتباہ ہے۔ اس لیے کہ شیعہ عقیدہ میں لفظ امام کی اصطلاحی معنی رکھتا ہے (امامت شیعہ فرقہ کے) اس ایک متعلق ہذا اور منصب ہے مثل نبوت کے، گو اس سے کسی فرقہ (گٹھ) اور سیدنا حضرت سیدین کے نام کے ساتھ اسے لگایا اس معنی کے ساتھ التباس و اشتباہ پیدا کر دیتا ہے۔ ورنہ اگر التباس کا اندیشہ نہ ہو اور قریشی نظام سے مراد صرف تعلیم ہو تو ظاہر ہے کہ یہ لفظ حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے کہیں کمزور ہے حضرت کے لیے بھی بالکل جائز ہے۔ مغربی سنی کے لحاظ سے ہر واجب الکرم شخص امام (سردار، پیشوا، استاد) ہوتا ہے۔ لہذا اس لحاظ سے حضرت کا مرتبہ محض امام کیا معنی امام امام کا ہے۔

(۲) تکرار سے متعلق حدیث آثار میں متعدد روایات ملتی ہیں۔ قرآن مجید کی میں بعض آیتوں میں اشارے اس جانب ملتے ہیں۔ مثلاً سورہ یوسف میں جہاں حضرت یعقوبؑ اپنے فرزندوں کو مصر کی شہر پناہ میں طریق داخلہ کی نصیحت فرماتے ہیں۔
مراسلہ نگار کا تیسرا سوال ان شادا اللہ آئندہ پرچہ میں درج ہوگا۔

خریدارانِ صدق کی خدمت میں

مندرجہ ذیل خریداریوں کی سیبدا اسی ماہ فروری میں ختم ہو رہی ہے اگر براہ کرم ختم ماہ سے پہلے پہلے چندہ ارسال فرمادیا جائے۔ ورنہ ادھار کا پتلا پرچہ دی۔ ہنسی ارسال ہوگا۔ اگر خدا نخواستہ کسی وجہ سے آئندہ خریداری منظور نہ ہو تو اطلاع کر دیں تاکہ دی ہنسی نہ بھیجا جائے ورنہ بلا وجہ دفتر کا نقصان ہوگا۔

۲۶۵	۲۶۶	۲۶۷	۲۶۸
۲۶۹	۲۷۰	۲۷۱	۲۷۲
۲۷۳	۲۷۴	۲۷۵	۲۷۶
۲۷۷	۲۷۸	۲۷۹	۲۸۰
۲۸۱	۲۸۲	۲۸۳	۲۸۴
۲۸۵	۲۸۶	۲۸۷	۲۸۸
۲۸۹	۲۹۰	۲۹۱	۲۹۲
۲۹۳	۲۹۴	۲۹۵	۲۹۶

(اور جو جی بات لے کر آیا اور میں نے اس کو سچ مانا وہی لوگ جو ہر گار میں)

وَالَّذِينَ جَاءُوا بِالْبَيِّنَاتِ وَهُمْ كَاذِبُونَ

ایڈیٹر: عبدالعزیز

پتہ: دریا باد، منہج بارہ شکی

نائب: (دیکھ) عبدالغنی

مضامین کے بارے میں معاون نائب ایڈیٹر سے کیا جائے

(درمیان میں ۱۳۹۶ء)



جنت ۱۰ اور تنقادی امور
کے بے مروت اس پر ہوا
محمد عبدالرؤف مہدی ترمذی صاحب
رشد آباد پلس پورہ علی - لکھنؤ
چند سالہ سالہ
ششما ہی پور
برون سندھ سالانہ شادی
قربت فی پور

نمبر ۳ - دو شنبہ - ۱۳ - محرم الحرام ۱۳۹۶ مطابق ۱۰ - فروری ۱۹۷۵ء - جلد ۶

سچی باتیں

- (۱) دور حاضر نے ترقی یافتہ مرد اور عورت کے درمیان تحقیق جدید کی ہے۔
- کچھ فرق ہے؟ اگر ہے تو کس قدر؟
- (۲) فرق اگر ہے تو طبعی اور فطری کس قدر، معاشری حالات کی بنا پر کس قدر اور
- تعلیم و تربیت کی بنا پر کس قدر؟
- (۳) ان طبعی، معاشری اور تعلیمی اختلافات میں تحقیق امتداد کی کس حد
- تک گنجائش ہے؟
- تجربات پیدا کیے ہوئے کسی جو دہ پندرہ فریق کے نہیں عصر حاضر کے ایک کوارٹر
- اور شور و شین خیالی و الحاد و فساد کا، پروفیسر جو این کسکے کے میں۔ جوابات
- میں انہیں کے قلم سے ملانے ہوں:-

"عمل قرار پانے ہی مرد و عورت دونوں کی بناوٹ الگ الگ شروع ہو جاتی ہے۔" کوہ نوزوم کی تعداد کے لحاظ سے، یعنی ان ذرات کے لحاظ سے پہلی اہمیت پچھلے دس سال کی تحقیقات سے ثابت ہو گیا ہے کہ وراثت کے حامل اور صفات و امتیازات پیدا کرتے والے بھی ہوتے ہیں۔ (مجلس المدینۃ العلمیۃ ۱۹۷۴ء)

فرق بہت بڑا ہے۔ اتنا زیادہ کہ دونوں جنسوں کے نفس مساوات کے کوئی سنی ہی نہیں ہے۔ (۱۹۷۳ء)

۱۹۷۳ء میں پورٹ آف ایجوکیشن کی طرف سے کیٹی مقرر ہوئی تھی تاہم اسکولوں میں لڑکیوں لڑکوں کے نصاب درس کی تحقیق کے لیے اس کیٹی کی رپورٹ میں یہ تھا کہ مرد و عورت کے فوارے داخلی میں بہت ہی کم فرق ہے، لیکن "داخلیوں پر عام آزمائش ہو آہے اور مزاج کے لحاظ سے دونوں جنسوں میں بنیادی فرق نہ صرف آج موجود ہے بلکہ موجودہ بیگانہ دنیا تک نہیں ہزار ہا ہزار لاکھوں سال تک" (۱۹۷۳ء)

اتنا ہی نہیں بلکہ آگے اور پیچھے:-

"میں تو سبیلگوئی کی جراثیم کہہ دوں جنسوں کے درمیان فرق اور تضاد تھا یہی ہمیں کم نہ ہو بلکہ بیساکہ امنی میں ہونا چاہیے اور حال میں جاری ہے مستقبل میں رسم و رواج کے ذریعہ یقین نمایاں ہونا چاہیے۔" (۱۹۷۳ء)

ان دو خیالی پرفرکسے والی جنس اور معانی پہلے خداوند کریم کو تم جہت پسند اور "جو دہ پرست" اس سے زیادہ کچھ سمجھتے ہیں بنانا اس نامور بڑا ذہنی سائنسٹ سٹے کو دیکھو؟ اور یہ شہادت کوئی مفروضہ ہے؟ کتنی اور شہادتیں کتنی بار انہیں صفحات میں دوسرے شہر کی جنس پیش ہو چکی ہیں۔ تاریخی کے فاضلوں کی بیاہوجی کے امر جن کی سوشلوجی کے محققین کی؟ غلام ریسہ کاہی کہ مرد و عورت کو انسانی حیثیت سے مشترک ہیں (اور اسی بنا پر شریعت نے انسانی حقوق دونوں کے کساں تسلیم کیے ہیں) لیکن وہ الگ الگ جنس ہیں۔ دونوں کے قوسے الگ، سیالات ملندہ، صلاحیتیں جدا جدا۔ اور اسی بنا پر دونوں کے سید ان میں ایک دوسرے سے مختلف، دونوں کے فرائض، عبادات، زچہ و بیہوش، اور باپ و بیٹے، اپنی جگہ پر اپنی چیز اور غیر دونوں کے شریک نہیں۔ مرد میں نہیں ہو سکتا۔ اور دوسری طرف اس کی پرورش، تمام بچہ

مذاہب الہود والفرس اور اسی مسئلہ پر کلام الہم کیا۔

نمبر (۱)

احمد شہ و کفی و المسلمون والسلام علی ثانیہ الذین اسلموا - یہ بھی ہے
 کہ معراج اور معراجی تجربات و شانہدات کا چرچا اب صرف مسلمانوں میں
 پایا جاتا ہے - ہر سال وہی اس وقت کی یاد آتا کہ ہے - (دن اس کی
 حکو متیں اس دن ٹھیک رہتی تھیں) - اسلامی محاکمات میں غنائیں سنائی جاتی
 ہیں - مگر جیسا کہ معراج و اسے ملحقہ شایعہ و سلم کی زبان سے لایا ہوا
 کہ "ما نزلت بہ فیما من الہدای" (ان لوگوں میں سے نازل نہیں ہوا) - لہذا یہ
 بنا کر بھیج دیا ہوں - یعنی خدا کے برگزیدہ دن کے ذریعہ سے جو غیر خدائی سمجھا
 اور لاؤ الہدای میں تقسیم دنیا میں تقسیم ہوئی تھیں - انکی تردید
 و تکذیب نہیں - بلکہ ان پر تصدیق کی - بخوبی ٹھہرتا کہ ان کے محفوظ کر دینا یہی
 آخرت میں علی الشہادۃ و سلم کیا ایک اہم کام تھا -

سچ پا پھیلے تو معراجی مشاہدات میں اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے
اس راہ سے جو میں گزرے تھے انھوں نے جو کچھ دیکھا تھا حسب حق و حقیقت
علیہ وسلم کا وقت آیا اور آپ کو بھی اس راہ سے گزرنے پڑا تو ظاہر ہے کہ
جو کچھ پہلوں کے سامنے آیا تھا پہلے انگریز تھا کہ وہ آپ کے آگے میں آئے۔
مگر جس طرح بہت سے دینی خبریات اور مذہبی عقائد جو پہلے لائے
گئے تھے یا قریب تھا کہ پہلے لائے جاتے وہ میسوں کے خاتم مصلیٰ علیہ السلام
کی بدولت آج زندہ ہیں۔ تعجب نہ ہونا چاہیے اگر مذہبی ماہر و کارہ حیرت انگیز
تجربہ مسکنا نام معراج ہے وہ میں آج محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس
نام ہی سے زندہ ہے اور اللہ تعالیٰ اب تک زندہ رہیگا۔ شاہد عوام
کو نہ معلوم ہو لیکن جاننے والے تو جانتے ہیں کہ مغربی ممالک میں یا شرقی
ان میں میں قسم کے ہیں جو مذاہب و اہل پائے جاتے ہیں ان کے بولے سرے
مذہبی ذہن سے کسی نہ کسی شکل میں اس تجربہ کے ذکر سے اب بھی خالی نہیں
ہیں۔ عیسائی و یہودی ادبیات میں اس طرح کی کتاب "توحہ" کے
نیک شفا "پولس کی روایا" کتابوں کے سوا دعوت نامہ ابراہیم جیکے
معلق قدیم ہی نہیں بلکہ جدید محققین بھی حضرت میں کہ سچ علیہ السلام سے
صدیوں پہلے کی کتاب ہے۔ اس میں تو کلیات ہی نہیں بلکہ معراجی واقعات
کے جزئیات کا بھی ایک ذخیرہ پایا جاتا ہے۔ فرشتہ کے ساتھ بارہ نامی
سوار ہی حضرت ابراہیم کی آسمانی سیاحت اس سلسلہ میں گذشتہ دو جلدوں
خصوصاً آدم علیہ السلام سے لافات آدم کا اپنی اولاد کی نیک و بدوں کو
دیکھ کر خوش ہونا اور بدوں کو دیکھ کر کڑوا ہونا بخیر و ہونا ان تمام چیزوں کا ذکر
سوجو ہے۔ اور یہ تو مغربی ممالک کے مذاہب کا حال ہے۔ انہما کا کائنات نامی
کتاب ہندو میں لائی جاتی ہے۔ اس میں بھی کچھ اسی قسم کی آسمانی سرکوار دنیا

لہذا جانتے زور و ہمت کی روح اور دلیرانہ ارادے اور جوش و خروش سے
ہوتی ہے وغیرہ۔ کما جاتا ہے کہ بوجہی طرح بچ رہا ہو اس قسم کی اسٹیج پر
دستور کا ذکر کیا جاتا ہے۔

ہر حال ایک ایسا واقعہ جس کا ذکر قرآن کے سواتمیں چالیس صحابہ کے حدیث کی صحیح و معتبر کتابوں مثلاً بخاری، مسلم وغیرہ میں ہو اور سنا بہد منسل سورہی طور پر یہ تو ازہر میں ملک ہو سکا، وہم تو اس کے لسنے، پانے مجبور ہیں لیکن مسلمانوں کے سوا دنیا کی دوسری قوموں کے بے ہمیں یہ واقعہ کم اہمیت نہیں رکھتا۔ اور ایک معراج کیا تمام اسلامی حقائق کا یہی حال ہے کہ سب سے نئی باتوں کے زیادہ تر لوگوں کو ان کے بزرگوں کا یہی تذکرہ واپس دیا جاتا ہے جبکہ یقین سے محرم، مذکر، شمس، ایک معنی و منہ تو اس پر ایک کے لوگ شکار ہو چکے ہوتے۔

مگر جہاں معراجی واقعات کا ذکر ان ادیان و مذاہب میں پایا جاتا ہے۔ جہاں تک میرا علم ہے سرت اہل حقیقت ایک واقعہ کی ہے۔ بات کہ "یہ واقعہ" آیا اچانک یا نہیں بلکہ جس کے ساتھ پیش آجاتا ہے یا اسکا یہ تعلق قدرت کے کچھ مغرور قوانین سے ہے، اور یہ کہ یہ کوئی لازمی واقعہ ہے یا دوسرے بھی اس سے اپنی زندگی کی سلاموں میں نفع اٹھا سکتے ہیں۔

مشاہیر قرآن کے سوا اور کسی دوسری کتاب میں ایسے علم کی ہر مذہب اسکی طرف اشارہ نہیں کیا گیا۔ میرا مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید کی جس مشہور آیت میں اس واقعہ کا ذکر کیا گیا ہے اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس واقعہ کا تعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی منصب رسالت سے زیادہ و عبدیت اور بندگی کے پہلو سے ہے۔ یعنی نبی و پسری و عزت کے حق و درناک مصائب سے کہیں

میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گزنا پڑا اور جو سن میں ایک مہینہ تکہ تھوڑا
 چلے ہوئے بچوں کی موت کا داغ، لوگوں کا اس پر "اتر" یا بے نسل ہونے
 کا آپ پر طعنہ، ان سے قتل نظر نبوت کے بعد آپ کو، اور آپ کی وجہ سے
 آپ کے ساتھیوں کو مسلسل، مکہ میں فوس۔ مال تک جن حالات سے گزرا
 پڑا اسی کی بنا پر اس کی انتہا شغب الی طالب کے واقعہ پر جو اس شکل ہوتی
 ہے کہ مہینہ دو بیٹھے نہیں، کامل و معافی تین سال تک کہ دلوں نے آپ
 سے اور آپ کے ساتھیوں سے کھلی مقابلہ کر لیا۔ زندگی کے تمام ذرائع بند
 کر دیے۔ پھر اسکے بعد آپ پر اور آپ کے رفقاء پر انکی عورتوں اور بچوں پر
 جو کچھ گزرا، یہی تھی اور ان لوگوں کے کرب و بے چینی کا آپ کی نرم و چمکند
 رویت و رحم و غفلت پر جو اثر پڑا تھا، لیکن مسکلی عزت سے یہ واقعات پیش

آرے تھے اور بنی کسی انتہاء کے پہنچا۔ ایک مسلسل پیش آہٹ تھی
جس سے بچنے کے لیے ہر روز آپ کا بڑھتا ہوا بٹھنے ہی چلا جانا ہر چہرے کو
جو کمرہ زینت کے اپنے کوڑوں دینا
اگر اس سبت کی نسبت میں آپ کے سامنے "معراج کی بندی پیش ہوئی اور
ہر سب سے زیادہ اگر آپ کو سب سے زیادہ ادب کیا گیا تو
آخر سوچا چاہیے کہ اس کے سوا دوسری صورت کی گنجائش ہی کیا تھی۔ ایک
نیا سمجھتا ہوں کہ معراجی مشاہدات کا اگر معذور ذکر بھی نہ فرماتے تو یہ
آپ کے حالات سے واقف ہیں انگوٹوں میں اس واقعہ پہ یقین کرنا چاہیے
تھا۔ خود قرآن نے جن الفاظ میں اس واقعہ کی تفسیر کی ہے اس کا
ماصل میں ہے کہ جس نے سب سے الگ ہو کر "الامم الامم" کر رہے
(اڑے) کے آگے نہیں بلکہ "السمیع البصیر" شنوا دینا کے آگے پہنچا ہوا
دانتا۔ اور دیکھنے والے سننے والے انسان سے جب اس وقت نہیں
دایہ گرنے والے کو، یوں ہی بڑا ہونے لگا۔ تو عام رحم کرنے والوں
سے جو سب سے زیادہ رحم فرماتے والا "رحم الراحمین" ہے یقیناً اس کی
ذات ایسی شگفتہ اور بے دردی کے الزام سے پاک ہے۔ بلکہ اپنے بندے
کو سب حرام سے سجدہ قطعی تک اس نے رات کو اس لیے سیر کرائی کہ
اپنی نشانیاں اُسے دکھائے۔ (باقی آئندہ)

(بقیہ صفحہ ۳)

منامین محرم

سید قمر الدین صاحب مجاہد پور سے لکھتے ہیں :-
"صدق ۲۰ فروری میں عبدالامنی پڑھا۔ اللہ اس سے
زیادہ توفیق عطا فرمائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ۱۰ روزی کچھ
اور ۱۰ محرم کے واقعات میں فراخ برداری اور اعتقادی
ثالثت کے علاوہ جزائی ثالثت بھی ہے۔ ہر بانی فرما کر حضرت
سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے متعلق بھی کچھ تحریر فرما دیں تاکہ
مسلمانوں کو فرماں برداری اور اصول کی خاطر حضرت ممدوح
کی طرح ایثار قربانی اور صبر کرنے کا سبق ملے۔ اور اس واقعہ
کے متعلق جو غزوات جاری ہو گئی ہیں انکا ازالہ ہو سکے۔
انہیں ہے کہ یہ مراسلہ دیر میں بھی آخری کچھ نہیں وصول ہوا۔ تصدیق
کے معنایں بہت تیس سے مرتب کوئے پڑے ہیں۔ اس لیے ابھی مامور
محرم پر لکھنے کا کوئی موقع نہیں ملا۔ ان شاء اللہ آئندہ اگر خیال ہوا تو
نزد اس موضوع پر بھی کچھ گزارش کر دینی چاہیگی۔"

منامین حدیث

مولوی غلام دستگیر صاحب رشید ایم اے استاد نظام کالج
عبد آباد سے تحریر فرماتے ہیں :-
"مدنی ملت میں انکار حدیث کے سلسلہ میں آپ نے
حدیث شریف کی محبت دینی اور تاریخی ہر پرانے معانی

میں بعض کتابا کرتے کارادہ فرمایا ہے۔ اس سلسلہ میں
مولانا سید سلیمان صاحب ندوی کا معنون "صفت"
دوبارہ اشاعت میں لازماً ہو۔ لیکن میرا خیال ہے کہ
کچھ مدت تک ایک مستقل عنوان قائم کیا جائے اور
بعض محرکات آثار معانی کا انتخاب شایع ہو کر اسے
جو معلو پہلوؤں پہ حاوی ہو۔ وہ حصہ ان معانی
کے نام سے جمع ہوں۔ جدید معانی میں مولانا مناظر حسن
کی لائق کا ذکر، ممتاز معنون ہے جو عثمانیہ یونیورسٹی کے
نوسین گھنٹہ میں زبان کے باغ و بان میں پڑھا گیا۔ اسکا گریجویٹ
نکلا۔ یہ بھی یونیورسٹی ریسرچ جرنل میں شایع ہو گیا ہے۔
حیرت انگیز آثار میں بھی پچھلے سال معانی کا ایک سلسلہ
شایع ہوا ہے۔

ان مناسب مشورہ کا دلی شکریہ۔ حسن اتفاق سے اس کتاب کے بعد ہی مولانا
گیلانی کا اصل مقالہ ترجمہ حدیث رسول ہو گیا۔ اب جابجی ہے اور
دیکھتے ہیں اور پھر حقائق میں۔ غرض ہر اعتبار سے اس قابل ہے کہ غرض
تصدق کی خدمت میں تمام زبانیں پیش کر دیا جائے۔ ان شاء اللہ ایک ڈائری
کے بعد سے میں مولانا ممدوح کا دوسرا مقالہ مقالہ ترجمہ "رجوان شاد اللہ
آئندہ نمبر میں ختم ہو جائیگا" ختم ہونے ہی شروع ہو جائیگا۔ انہیں ہے ادب
انہیں بہت زیادہ رہتا ہے کہ حدیث اپنی بہت سی محدود و مختصر نمائش کے باعث
بہت سے قابل قدر معانی و مقالات کی اشاعت کی سداوت سے محروم ہی رہتا ہے۔

ایک عیسائی مبلغ کا قبول اسلام

لکھنؤ۔ ۱۰ جنوری۔ ریورنڈ ایم جی نے جو ایک مشہور و معروف عیسائی مبلغ
میں مسلم کلب نذر باغ لکھنؤ کے دفتر میں اسلام قبول کیا۔ اور آپ نے تقریر کرتے
تو فرمایا۔ میں ایک پُرانا عیسائی مبلغ ہوں اور میں نے اپنی زندگی میں بہت
سے مسلمانوں کو دائرہ عیسائیت میں داخل کیا ہے۔ میں قرآن کریم کی تلاوت اس
نظریہ سے کیا کرتا تھا کہ اسکے نقائص مسلمانوں پر ذمہ کر دیں لیکن قرآن کریم کے
گھر سے مطالعہ سے میں محسوس کرنے لگا کہ میں اسکے مطالعہ میں خاص کسی لے رہا ہوں
آخر کار اسکی حیرت انگیز تعلیمات نے میرے دماغ کو روشن کر دیا۔ اور میرا روحانی تخیل
بہت بلند ہو گیا۔ اہم میں اس شش و پنج میں مبتلا رہنے لگا کہ کس طرح اپنے
مسلمان ہونے کا اعلان کروں۔ لیکن آج رات کو خدا کے مقدس کلام نے میرے
اور جرات پیدا کر دی کہ آپ حضرات کے سامنے انتہائی مسرت و انبساط کے ساتھ
قبول اسلام کا اعلان کر رہا ہوں اور میں آپ سے کہتا ہوں کہ آپ میرے دائرہ
اسلام میں شامل ہونے اور عیسائیت سے تائب ہونے کے گواہ رہیں۔ میں
اپنی گذشتہ زندگی پر انتہائی مذمت کا اظہار کرتا ہوں کہ میری سابقہ زندگی
کے قیمتی لمحات ضائع گئے۔

آپ نے اعلان فرمایا کہ وہ ۲۰ فروری کو پھر مسلم کلب نذر باغ میں
اپنے اسلام لانے پر تقریر کریں گے۔

(اورینٹ پریس آف انڈیا)

مراسلہ

تجدد کا رجز

۱۔ جناب تمام اعلیٰ علیہ السلام صاحب مراد آبادی بی بی لمے اور طرہ درخانہ پیام (مکن) نمبر (۲)

اس رجز آپ نے۔ غالباً بطور تنبیہ۔۔۔ نیاز فقہوری کا بھی وہ لکھ دیا ہے تاکہ انکا مشرور کچھ ہوا سکود کچھ کر میں بھی کاتب جادوں۔ ترکی اور اتانہ کی کا نپا اگر کچھ اتنا عرض کہنے کی اجازت۔ کیجیے کہ مجھے اس منزل تک پہنچانے میں ابھی بہت سی لگائی۔ تو یہ دیکھی اس لیے دوسری ہے۔ کہ "تجدد" کا قدیم اہم ارتداد سے پیچھے بہت پیچھے ہے۔ بہت کی بڑا کار تیز ہو جائے۔ تو پیام کو نکال کر دیکھیں جانتے دیکھیں کیا لکھ سکتی ہے؟ صدق ما البتہ اس تشدد کا یہ کارنامہ ہر وقت میری نظر کے سامنے ہے کہ آپ کی مصیبت شہنشاہت کی "خشکی" اور سخت گیری ہندوستان کے مسلمان جو ان کو ہزار ہزار قتلہ ارتداد کی گود میں ڈھالیں رہی ہے! مبارک ہو تجدد کو۔ اپنے ہزار ہزار ملیغوں کی فوج ظفر و نعل!۔۔۔ یہ اپنی اپنی قسم ہے۔ کسی کے حصہ میں نہ رہے۔ دین کی عقلی آئی وادور کسی کے نصیب میں "تجدد" کی تری! اس میں آپ کی عقل کی کیا بات ہے!

۲۔ درادور رسم ظہر دی خود جاہ و لکھ سکندری

اگر یہی خوش است تو ہر خدی اگر ان دست مرا سزا! صدق! مگر جو آپ کی شکست ہے اسکو آپ اپنی فتح سمجھ رہے ہیں! (اداذیل امر الاعتدال فی الامن قالوا انما نحن معطلون۔ صدق! مطلق انسان اقتدار ہمیشہ یہ دھوکا کھایا کرتا ہے! میں جانتا ہوں کہ آپ اس بات کا یقین کر لے کے لیے تیار نہ ہوئے لیکن یہ بھی کہتا ہوں کہ میں شخص طور پر ہمیشہ آپ کے علم و فضل کا احترام کرتا رہا ہوں اور ہمیشہ کرنا رہوں گا لیکن اسکے پس منظر میں نہ رہے کہ میں آپ کے آپ کے دوستوں کے خیالات اور آپ کی آراء پر تنقید کرنے کے حق سے دست بردار ہو جاؤں۔ علم و فضل کی یہ جاہز شہنشاہت۔۔۔ جواب ایک ٹریڈوین کی شکل اختیار کرتی جاتی ہے۔۔۔ نہ میں نے کہیں گوارا کی نہ گوارا کر سکتا ہوں۔ اگر آپ کی عدالت مجھ پر یہ چلے جائے تو میرا دینہ پڑی ہوئی ہے تو محض گڑھے مڑھے لکھا ٹھٹھ سے یہ کام انجام نہیں پاسکتا! لیکن دین تجدد کی تبلیغ بھی تو محض منہ سوز و مقبول تجدد دین کی شہرت سے ناکہ نہ اٹھانے سے پوری پوری نہیں ہو سکتی۔ وادو خطرے یہ خست و ہراس اور بددعا و عیاذ آخرب تک نیم سلگی؟ صدق! لغو و اہمیت "ماضی" ہر شخص کے ساتھ ہوتا ہے اور اگر اجزاء نہیں کا داراب اسی بات ہے کہ مراد برکے امنی کو سراہے بحث بنایا جائے تو مجھے بھی حق ہے کہ میں یہ عرض کروں کہ

"جس نے کوئی گناہ نہ کیا تو وہ بہلا ہوا ہے"

۳۔ کچھ برس پہلے میں ایک جگہ "دروحد خود سیکر" کے موقع پر یہ ارشاد ہوا تھا کہ "لوگ نہ اتنے نفی" انکی ترقی کر کے فلمیں شہر کی ترش اور خنکی روانی دکھائی صدق! میں نے اس موقع میں تمام اسی باتیں کہ دی ہیں جو مختصر کرکے دی ہیں۔۔۔ یہ انداز تو کچھ انڈین کا سا ہے کہ پہلے خود ہی غصہ سے چور ہو گئے۔

یہ بھی کوئی فن پہنک رہی ہے کہ اپنے دام کے زور میں خود اپنا ہی جسم نہیں سے لگ لگ جاتے! صدق! میں جانتا یہ ہوں کہ "دیکس سرکار" خود تو "صفائی" بن جائے! لیکن "عالمیہ حب خود" انبانی مجرم ہے تو اب مسئلہ کا سوال ہی کواں! یہ ہے؟ صدق!

آپ صدق کے صفحات پر لکھے جائے اور میں ہر جگہ کے ڈاکاٹکے وسیلے سے اپنے مسودات پیش کر رہا ہوں لکھنا نقطہ بہت بڑا ہے "تجدد" کے "سرودستان سلامت" رہنے کی ترشاعری تو کس دن کیلے کی؟ مجھے صدق "تجدد" کی انشا نے اردو میں جہاں اور ہی مضامین پیدا کر رکھی ہیں ان میں سے ایک نئی صفت "گربہ" بھی ہے اور قاضی صاحب اس میں "خاکستری" اگر اس فن میں امام وقت میں "سالی نہیں طور پر کیا گیا تھا کہ آپ نے جو ہندی لیدروں سے متعلق تحریر فرمائی ہے کہ انھوں نے آپ کو تربت کا فی سبب جوابات دیے تھے سو یاد کر میں میں صحت دوسے مقام پر آپ کی ایک گفتگو کہ عدت میں سے زیادہ رہے ہیں یہ ارشاد ہو جائے کہ "انھوں نے کب انکھیاں کواں یہ جوابات دیے ہیں۔ اس مطالبہ کے جواب میں ارشاد ہوتا ہے کہ شوکت علی نہ سہی "کے ذرا لگائی جو اجازت نکلتا تھا اس نے تو انکی انکھیاں (مالا کہ شہنشاہت کی بارش ان پر) جیت جیت ڈیڑھ غلانت اسطرح نہ تھی بلکہ تھوڑا سا پلک لیدر کی جیت میں تھی! اسے ظفر طحان! تو وہ میری شہر و قلعہ میں! (گویا انکی اہمیت و بڑا جیت میں زیر بحث تھی!)۔۔۔

نئی صفت گربہ کی اس سے زیادہ دیکھ پ مثال اس سے بڑا کو اور کیا ہوگی! غیر یہ تو جملہ سرحد تھا۔ اصل بحث شرع و ایمان سے ہوئی تھی کہ آپ کے "لاذال" سردار کے آخوند کیا کلام ہے "ہیں جن پر ملت اسلامیہ کسی درجہ میں بھی انکی شکر گزار ہو سکتی ہے؟ کیا یہ کہ خلافت اسلامیہ اخیرہ رسال کے بدلہ دی طرف تو داکر دکھائی گئی؟ کیا یہ حکومت کا دین سچا ہے اسلام کے لادینی قرار پایا؟ کیا یہ کہ ساری قوم کے مہموں سے رسول کا اور صدیق کا اور ناز و کائناس اترا کر نرنگیں اور فرنگوں کا لباس پہننا دیا گیا؟ کیا یہ کہ محض اور بھکاری کی اشاعت عام ہو گئی؟ کیا یہ کہ شراب خوری جرم نہ رہی؟ کیا یہ کہ تہذیب وادب کا ناسخ ہو گیا؟ کیا یہ کہ نماز کسی مسجد قرآن کی زبان میں نہیں پڑھی جاتی؟ کیا یہ کہ ذوق غریب میں دی جا سکتی؟ کیا یہ کہ تقسیم جائداد اب شرع بن گئی؟ یہ سب نہیں ہو سکتی؟ کیا یہ کہ "لاذال" سرحد نے اپنی تعلیمی سماجی کے ساتھ مل کر اپنا شرع کر دیا؟ کیا یہ کہ سارے عالم اسلامی کے لیے جو شرعہ سمجھا تھا اسکا کھانا جوم قرار پایا؟ کیا یہ کہ ضابطہ وادان اور ضابطہ وادان ان سارے کے سارے قرآن کے توڑ کر جس اور سوزا بند سے لے لیے گئے؟۔۔۔

کیا نرنگیت کے سر نقال اسلام کو اگر بولان علی مردودی صاحب ترجمان القرآن نے اسکے اجتہاد فکری سے محرومی کی بنیاد اور قیام کی بے پناہ قوت ملزوم تفریق سے بے نیاز ہو کر فقر و کسادی لکھ دیا تو بجز جرم جن کوئی کے اور کسی خطا کا ارتکاب کیا؟ پیام کا دلیر دلاور اور انشائے ہرگز ہرگز اس قسم کے سوال نہ کوئی پایا۔۔۔ گویا یہ بحث کبھی جھڑپی ہی نہ تھی۔۔۔ اور جزیرہ پڑھنا شروع کر دیا کچھ نیا نچھوڑی نہ سمجھ رہا! میں دوسروں کے امنی کے سرور و خفا سے واقفیت رکھتا ہوں شوکت علی کی یوں خبر لے چکا ہوں "ظفر طحان" کی سہی ہی کیا ہے وہی نہ ایک ہندوستان بیدار حقیقی کہ ظفر علی خاں یا محمّد درود نے اپنی اپنی راہ پر۔۔۔

تقسیم دولت اور اسلام

اور چنانچہ مولانا ابوالبرکات محمد عبد الرؤف صاحب دانا پوری،
اسلام کا اقتدار کی قانون اس بنیاد پر قائم ہے کہ ہر مسلمان پر فرض ہے،
ٹھیکہ۔ اسی طرح سب طرٹ نماز، روزہ، حج فرض ہے۔ کوئی مسلمان زکوٰۃ کی نیت
سے غلام نہیں کر سکتا، اور جو غلام کرے وہ مسلمان نہیں رہ سکتا۔ اور اسی
حکومت کا اور اس فرض ہے کہ بیت المال قائم کرے اور زکوٰۃ کے اموال کو
ایسے مجبور لوگوں پر خرچ کرنے کا انتظام کرے، اموال غلامہ کی زکوٰۃ اسلامی
حکومت بیرونی و داخلی کر لگی۔ اموال باطلہ جس کا مال حکومت کو معلوم ہو سکے
یا کسی شخصیات کا ذمہ ہو سکے، اس کے اموال کی زکوٰۃ اگر نااہل ہر مسلمان پر
فرض ہے اور نیز اس فرض ہے اور ایسے نجات نہیں ہو سکتی، البتہ اموال کا نذر
مالک نصاب کو ہے، خود مستحقین کو دے یا وہ بھی بیت المال میں داخل
کر دے۔

سلامی تعلیم کی رو سے ملک کے کل احوال نامید کیا جائیں گے اور
کل پیداوار کا دواں حصہ اور کل جائیدادوں کا ایک مقررہ حصہ ہر سال ایسے
لوگوں پر تقسیم ہو جائے گا جتنا اسے آفرینش سے ملے۔ اب تک دنیا کے مقلدین
کسی قوم یا کس ملک کو مستلے کہیں کوئی قانون یا کوئی تائید ایسا بنایا ہے جو
ایسے موجد انسانوں کے لیے اس بڑے کام کو یا اس کے مثل مفید ہو اور قابل
قبول بھی ہو ؟ چھ مہینے اسلام کی خصوصیت ہے ۔

ہمیشہ ہر لوگ وہ ہر قوم کی حالت یہ رہی ہے کہ ملک کا مخمفر طبقہ دہشتہ اور سرائیہ وار ہوتا ہے اور اسی ملک کا بڑا حصہ غریب اور مفلس ہوتا ہے۔ سرائیہ وار دولتہ کی طاقت سے غریبوں کو ستاتے ہیں، مجبور رکھتے ہیں ان کے جہنم کش اور محنت کا کام لیتے ہیں، لیکن ان کے اور ان کے اہل و عیال کی ضرورت ہوتی ہے، ان کے قابل بھی ہونا وغیرہ نہیں دیتے، انہیں غریبوں اور محنت کرنے والوں کی محنت سے بے لگہ کچھ نفع حاصل کرتے ہیں اور ان کا جائز عیش و عشرت میں مصروف رہتے ہیں، لیکن مزدوروں کا حق المحنت کبھی اہل نہیں دیتے۔ کبھی پشعل بہت کم دیتے ہیں۔

اسلامی مطلب یہ نہیں ہے کہ سرمایہ دار سب ایک طرف سے ہوتے ہیں نہ یہ مطلب ہے کہ سرمایہ داری فی نفسہ بُری چیز ہے۔ تمدن و معاشرت کی ترقی کا ایک ضروری جزو سرمایہ ہے۔ علمی اور معنوی ترقیوں میں ذہن و دست جمع سرمایہ دارین کا ہے۔ اسلام نے مال کو حیات و دنیا کی زینت کہا ہے، سرمایہ داری کو خدا کا فضل بتایا ہے، دو ممتاز عباد کی ایک نعمت ہے اور حبکو چاہتا ہے دیتا ہے۔ لیکن واقعہ یہی ہے کہ سرمایہ داروں کے ساتھ کبر و غرور اور ظلم بھی سمرنا ساتھ ہی ساتھ آتا ہے، جو دنیا کی بدترین لعنت ہے۔

ہمیشہ اور ہر زمانہ میں سراپہ داری اور دوستداری کے اس عاج ستا کا کوہ و کئے
کی عقل اے کوشش کی اگر عقل کوئی خبیثہ برآمد ہو اسی کی پڑے پڑے طور و
انکر کرنے والے یہ کہنے لگے کہ "تو بنا غریبوں کے رہنے کی جگہ نہیں ہے"۔ یعنی ان
مستفاد کلاسیک باب نامکون ہے۔ روز مظہرین ہی کی ایک جامع اس خبیثہ پر

مکمل ایک ہی داستان میں پھریں ہیں اور انہیں انہیں۔ پستیوں کی دلدل میں گرنے پر
 کہہ کے انہوں نے یہ کہیں سے بھی بنائے۔ باقی دو حکایاں تو آپ اطمینان رکھیں ان شاء اللہ
 ہر حال میں جو بہت ہی اچھے اور دل سے دل کے کارناموں کی شریک ہیں یہ مضمون ایسا
 بہت اور مجموعہ اسلوب۔ انشاء ہے کہ کبھی غامض کبھی زندہ کی مثال اس سے بڑھ کر
 بہت ہی اچھی اور کیا ہوگی۔ نہ یہ غمزہ و شغفی و چاکلی!

[illegible]

صاحبِ پیامِ امانت و سلسلے اُردو لکھتے لکھتے اپنے ہر مراسلے میں کچھ نثر بھی
 لکھنا شروع کر دیتے ہیں۔ چنانچہ ابھی اس آخری نمبر میں "نمائش" اور "تخلی" اور
 "صفت گیری" "مطلق امانت و قدر" "تشدید" "ثرثرینہ" وغیرہ کے الفاظ کا مجموعہ
 اس نثر میں ہے۔ ساتھ ہی اپنی خلوصیت اور صداقت کی شدت و قدرت کا افسانہ بھی
 درج ہوتا ہے۔ "اور کھیل" تو ہر حال ہے، مگر وہ سناتے لکھتے ہیں۔ اور
 اُس دلیلی چور کسے پانے نقدے کی تازہ نقدیں ہو جاتی ہے، جس نے لوگوں کو تباہ
 کئے دیکھ کر نہ بھی چور چور پکارا شروع کر دیا تھا !
 اس کو کتے میں محفل آرائی !

خوب ہے یہ اصولِ سخاوت : طریقِ دیانت و کمروت لائسنی اور دینِ مادی کی حمایت میں "جان جیسے گڑی کمان کا تیر" کے پیمانہ پر جس لمبڈ آنگلی سے بھی پروں پکڑا ہو مارے اسے انت نامت : "وہ گیس اور سنا کرے کوئی" کا عالم طاری رہے۔ ان زیادہ سے زیادہ اجازت اٹکی ہے کہ اس معرکہ کو ذربالہ اور جیسے نرزن بن گنگنا بیجے، ایسے غلام ہوا کرے کوئی ! لیکن اگر کہیں یہ معرکہ یاد پڑ گیا کہ ہم بھی سنہ زبان کہتے ہیں : تو بہت بازی کو پیشہ کے لیے قطع کرے کوئی، بات پرداں زبان کشی ہے !

استاد امیر

امرت سر میں ایک بندرہ۔ وہ اخبار "پاکستان" کا ڈیپلومیشن وائل کیلے
 یہ اخبار سنٹرل پاکستان فینڈیشن کا آرگن ہو گا۔ جسکے قیام کیلے
 دو زبانوں کی ایک سفید جماعت آباد ہر عمل ہو چکی ہے۔ پاکستان ٹیلی ویژن اور
 مسعودی نیوٹیشن کا پیکر ہو گا۔ اور تمام باشندگان پاکستان اسے اتحاد اور حریت
 کے خون سے بھرنا چاہیں گے (انشاء اللہ) سالانہ چندہ ۲ روپیہ۔ نوٹ کے بلے
 ار کے اٹھتے ہیں۔

(۱) خیر و برکتی که در این کتاب است

ہمارا رائے بات اصلاً بالکل صحیح کسی - حیرت اُنکے اس خیال پر نہ اس کی جہت میں
البتہ اس پر کسی قدر حیرت ضرور ہے کہ بنارس ہندو یونیورسٹی نے بھی اس تجویز کو
اصل کیا - مشترک ہندوستانی تہذیب کا جو جذبہ حق - سوال ہمارا اب یہاں تک غفلت
میں ادب کے ساتھ یہ ہے کہ آپ کے ہم قوموں میں کتنے اسکے اردو کو تسلیم کرنے
والے نکلنے گئے ؟ اردو زبان کچھ یا ہندوستانی زبان 'اُس سے بڑھ کر اس سے
زیادہ نمایاں ' اس سے زیادہ پختہ اور نکھوس ' شہر اس مشترک ہندوستانی تہذیب
کا اور ہے کیا ؟ پھر کتنے غم پرست برادران وطن اس کا وجود بھی بدوشت کہنے
کو تیار ہیں ؟ بیچ بادر سپرد اور جو برہمن ناتھ ذات پر اور دیا نرائن گم ادانتہ نرائن
مثلاً شتیات ہیں جس سوال عام "نیشٹ" ذہنیت کے باب میں ہے -
"آدابِ عرض" جسے عام فہم اور شہری زندگی میں برٹے چھوٹے ہندو کو زبان

معراج و اسرار معراج

نمبر ۲

وہ سجدہ و سلام اور سجدہ نفس سے کہہ بھی مراد اس لیکن میں ذرا سمجھتا ہوں کہ میں بندہ کی مرکز میں سجدہ کیا وہ کسب نفس اسکو بے بندی طاعت کی ہے تو عالم شہادت و محسوس کے اہل مقابل عالم غیب و نامحسوس عہد میں مرکزی سجدہ و کما جو بنید ترین آخری نقطہ تھا جسکی خبر قرآن ہی میں مدسری مگر "ادنی الاعالیٰ" سے کی گئی اور بتایا کہ "لان الاطاعت کے بعد پھر کائناتی و کائناتی سوچ و بات سے نہیں ملے پھر اس سلسلہ کے در (رب کا سنا) شروع ہو جاتا ہے اور شہادت و غیب کے ان ہی دو ذیل مرکزی نظریوں کے درمیان بندگی کی بڑی اور چھٹی شانیاں یا آیات سترہ (عالم نماز) محسوس اور آیات کہیں (عالم غیب) واقع ہیں اور وہی آپ کو قرآن کے عوام کا سرکار کی گئی اگرچہ سورہ "اسری" میں فرمایا لیکن "انہم میں آپ کے ان عوامی معانات کو بھی بیان کیا گیا ہے جہاں ملکوت سے آگے بڑھ کر "ان لندانی" ان غیب و زمین اور ان ملک آپ پہنچے۔ ہر حال اس سلسلہ میں کچھ سے واقعات آئے ہیں وہ واقعات بھی آپکو ایک خاص میں دیکھائے گئے۔ اور اس عالم کے پیچھے تو ان قدرت سے بہ فروری اور تہذیب و ثقافت میں انکا بھی ساتھ کر لیا گیا (جیسے عالم سے بھی کرب و بلاء میں دنیا کی چیزیں صفات کے رنگ میں نظر آتی ہیں وہاں کسی شخصیت و ہر ایک لیکن وجہ کی شکل اختیار کر لیتی ہیں۔ اسی دنیا پر چھوٹا جاتا ہے کہ انسانی قدرت جو ملکوتی اور حیوانی صفات کا مجموعہ ہے جب اپنے الہی جلو کو بھی جلو پر غالب کر لیتی ہے تو غیب کے اس عالم میں جسکا مسئلہ ہی امام شان ہے یہ صورت نظر آتی ہے کہ وہی کسی (اب و چاہیہ) پر بڑھتا ہو اسے ازلی کی جو ان صفات غالب ہوتی ہے وہ دیکھتے ہیں کہ خود کوئی جاؤ ان پر ہے۔ یہ حضرت علیؑ اللہ علیہ وسلم اسی سے مثال ملک برحق کی سواری پر گئے۔ آگے برحق میرزا باگشا اور معراج (میرزا) آئی۔ اس پر آپ نے دوسرے غیبی علامات کی سرکئی اور گراہے ہوئے پتھروں سے ملاقات ہوئی بعض آئے دوسرے حادثات مثلاً دجال وغیرہ کو بھی آپ کو دیکھا یا گیا۔ جنت و دوزخ کی بھی آپ نے سرکئی۔ اسلام آپ کی قدرت میں دور کی شکل میں پیش ہوا۔ جسے آپ نبی گئے۔ اور رنگ کسی مذاہب اپنی کی شکل میں۔ اسی معراج شروع میں جو پتھر کہیں جو خوش و خوش سے آتی ہیں اور آخر میں بنے نتیجہ ہو کر وہ جاتی ہیں غریب کی شکل میں نہیں ہوئیں۔ آپ نے دونوں سے اٹھا کر کیا۔ آپ کے سامنے وہ درخت بھی آیا مگر ذکر دوسرے مذاہب میں جیسا کہ فرما میں عرض کیا گیا تھا اپنا جانے ہے۔ یہ کیا تھا۔ یہ فرماتے ہوئے کہ اس درخت سے جنت کی ٹہریں اور اسی سے دوزخ نہیں۔ سلطان بجان کو بھی میں نے کھلے دیکھا۔ اور اب تحقیق نے لکھا ہے کہ یہ اشارہ ہے کہ محسوس و نامحسوس عالم کا رشتہ اتحاد میں اشتراک و جو کے ساتھ جاری ہو رہا ہے یہ بھی شجرہ الکوثر یاد دلاتا ہے جس سے کسی نے جو متن و برکات برحق جو کھل کر ہمیں ثبات کے سرچشمہ سے ہر نعمت سامنے لایا

تقسیم ہوا ہے میں انکو دیکھا رنگ و بون و قلم و شکار میں اسی وقت دیکھتا ہوں کہ آپ نے کیا کیا۔ مختلف پرتوں اور رنگوں کی شکل میں وہ آپ کو نظر آ رہی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ میرزا ابن نے اس حد تک آپ کا ساتھ دیا۔ آگے جب کائناتی اور آیات سلسلہ ختم ہو گیا تو جب کہ کہہ چکا ہوں صرف وہ اور اسکا بنا دہ گیا تھا۔ ہر حال اس ستر کے واقعات چھوٹے آپ کے ساتھ متعدد بار پیش آئے۔ اس لیے شیخ اکبرؒ ان پر ہلے تو میں اور امام شہرانی نے جنسین تک فقہاء بیان کی ہے۔ عموماً محدثین کی اکثریت کم از کم دوزخ کی مثال ہے۔ اس لیے کہ یہ واقعات مختلف شکل میں مختلف زمانوں میں پیش آئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ میرزا نے ایک تاریخ نوشتہ بیان کے اجزا کا اختلاف۔ پھر یہ کہ خواب میں عوامی بیداری میں یہ دو حقائق کیفیت میں باہمی اسالات ہیں اس میں شریک ہونے پر سب بے سہم اختلافات ہیں۔ بلکہ اللہ یہ ہے کہ سرچشمہ میں کمال تھا اور معراجی شہادت کے سلسلہ میں تمام پیغمبروں کا امام بنا کر آپ کے اسی مقام محمدؐ کا اعتراض کیا گیا تھا) جو کہ اس راہ والوں کے آپ امام بن اس معراج کے سلسلہ میں اپنی آپ پر ہر ساری کیفیتیں گزریں جو اس راہ میں گزرتی ہیں۔ آپ کو وہ سب کچھ بھی دیکھا گیا جو دوسروں نے دیکھا تھا۔ اور وہ بھی جس میں دوسروں کا حصہ تھا۔ اس سے بچھا جاتا ہے کہ وہ حوالی اور دنیا کی ایسی خواب والی یا قدرت دوزخ والی سوا میں تو دوسروں کو بھی ہو سکتی ہیں لیکن عالم محسوس سے نامحسوس عالم کی طرف کسی سر میں دیکھنے سے کھلا وجود اسی عالم کا رنگ اختیار کر لے۔ گھوٹوں کی مٹی کی بن کر آگہ میں آنکھ۔ مگر میں جلد گوشت میں گوشت، ناخن میں ناخن بن جاتی ہے۔ روزمرہ کا شاہد ہے تو تجھدار و احبار تروح اجساد کے نظریہ کا ان لوگوں کو بخیر نہیں کرنا چاہیے جنہیں کسی ایسی راہ کے تجربات سے سابقہ نہیں پڑا ہے۔ سہی کا یہ غیر محدود نظام اور ان کے مختلف حقائق و عوام کے مختلف آثار سے جو واقعات ہیں انکو ان لوگوں پر امتزاج من کرنے کا کیا حق ہے جو اس راہ کے محرم اسرار ہیں۔ ہر مرحوم نے چاہا ہے

جہاں ہستی ہوئی بعد دلائل کچھ چ پڑتے ہیں
عقیدہ عقل و غریب کے سب آپس میں لڑتے ہیں

جیسے۔ یہ یوں کہ قوانین کا تجربہ نہیں ہے اسکو مہملہ مانہ چاہیے اگر لکھا جائے کہ حیدر آباد والے لندن والوں سے ہوں گئے ہیں۔ غیر یہ سب تو حضورؐ علیؑ اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گزرا۔ اور سلطان عموماً ان کی تفصیلات سے کم و بیش واقف ہیں لیکن جو ہر جلو کے حساب سے ہمارے لیے نوہ اور اسوہ ہیں۔ دانش میں جلو کوئی اپنی زندگی کی ان لمحوں کے متعلق جنہیں عقلی ذہن میں شام نہیں سکتیں ہم نوہ بتائیں اور سچاے پاس و اما سید کے اکتادوں پر لامتناہی طور پر دھتے رہنے کے۔ ان لمحوں کو اپنی عبادت و تسلیم و رضا کا ذریعہ بنا کر دنیا کی ہر سچائی کو اپنی بندگی و عروج کا ذریعہ بناتے ہیں تو معراجی انہیں غلط کہہ جن قوانین کی طرف اشارہ کر رہی ہیں ان کوئی وجہ نہیں کہ حضورؐ کے ظاہر

روح کا جبرئیل علیہ السلام کا راز و راز کیا تھا۔ اسی کی خبر ہے

مراسلہ

ایک بزدل دہری

دہریہ "گلزار" ہیں، ایک صاحب نیاز فتنہ پوری سے روایت کرتے ہیں:

"آپ کی طرف سے سلاموں یا کم از کم طلبہ اسلام کو سب سے زیادہ نکلیتے رہے کہ جب آپ مسئلہ عقائد اسلام کے قائل نہیں مانتے، اپنے کو مسلمان کیوں کہتے ہیں؟ کیوں نہ آپ۔ اس کا اعلان کر دیں کہ آپ مسلمان نہیں ہیں؟ اسکے بعد غالباً پھر کوئی شکایت باقی نہ رہیگی۔ سید سلیمان ندوی اور

مہد علیا ندوی یا دوسری فتنہ کی برہمنی کا زیادہ تر سبب یہی ہے کہ آپ "گلزار" کے ذریعہ جواب دینے کی جھلک دکھانا چاہتے ہیں۔

نیاز فتنہ پوری استفادہ بالا کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں: "سید سلیمان اور ان کے شرکاء نے ہانک کر میرے خلاف ایذا کے لیے جس قدر کذب و فریب سے کام لیا ہے اس کا اندازہ ان بات سے ہو سکتا ہے کہ انہوں نے مجھ سے وہ ایذا جو انہوں نے مجھ پر ہی رہی، ان کے ذہنوں میں نہایت مساوت بنا دی۔ رسول اللہ کو میں بہت بڑا انسان سمجھتا ہوں۔ ان کے اخلاق کی منہدی کا قائل ہوں لیکن سید سلیمان صاحب فرما رہے ہیں کہ یہ میرے دل کی بات نہیں....."

حیکم میں عذاب اور رسول کا اتنا ہی احترام کرتا ہوں جتنا وہ "ان کو یا کسی کو کیا حق ہے کہ وہ مجھے مسلمان نہ سمجھے؟ اور میں کیوں ترک اسلام کا اعلان کروں، حیکم میں عذاب اسلام کو ان سے بہتر سمجھتا ہوں" (گلزار، ستمبر صفحہ ۶۶)

اپنے الفاظ میں نیاز صاحب نے عذاب اور رسول کے احترام کا اعلان کیا ہے۔ اب آپ "گلزار" کے اسی پرچے کے ایک عنوان "عذاب کا ماحولیاتی اور عقلی کی چند سطریں بھی ملاحظہ فرمائیے:-

"دوسری دنیا کا ذکر تو عذاب کے ان پر تاروں کے لیے چھوڑ دو، جتنے لیے، ہاں محلات کوڑے کے لئے ہیں..... ہم تو حیرت یہ کہہ سکتے ہیں کہ اگر عذاب کوئی وجود ہے تو وہ سید عالم ہے...."

آج معلوم ہوتا ہے کہ عذاب نے اپنے تئیں کواد میں چھپا رکھا ہے لیکن خدا کی عدم موجودگی میں ہر چیز اپنی جگہ پر دستور جاری و ساری ہے۔

کتاب تخلیق ہم کو بتاتی ہے کہ انسان کو عذاب نے اپنے خون پر بنایا، حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ خدا کو خود انسان کے جذبہ خوف نے پیدا کیا۔

کیا عذاب کوئی وجود ہے؟ بہت سے مسند: ارغ آج بھی اس کا جواب انبات میں دیتے، لیکن سب سائنس کی ایجادیں ذہن انسانی کا گوشہ گوشہ اپنی روشنی سے منور کر دیتی ہیں۔

کو بھی اپنے اپنے طرف، عقائد کے مطابق ان میں مصائب و آلام سے نہیں بچ سکتے۔ دام عذاب کر رہے ہیں ہم بھی اعلیٰ قیمت نہیں حاصل کی سکتے۔ لیکن کے عظیم الشن (حضرت امجد) پر یہ حقیقت کھلی ہے کہ

نہایت سب سے لطیف خاکساری

تزلزل میں ترقی کر رہا ہوں۔

خدا کرے ہم سب پر کھل جائے اور زندگی کے وہی حادثات اور نام و ادب ہو آج ہماری برادری کا ذریعہ بنی ہوئی ہیں اگر اسکے مصلحت مبر اور مصلوہ سے درو حاصل کرنا ہو، یہی یوں کی سوانح کا سلسلہ بن سکتی ہیں۔ بہر حال نہ سچا سچا کے تو انکو اسے ترانہ ہے وہ آواز بد شکستہ، تو عزیز تر ہے مگر وہ آئندہ سائنس

(بقیہ صفحہ ۳)

مولانا عبدالقدوس صاحب مدنی مولانا محمد حسین صاحب مولانا انور حسن صاحب مولانا گلشنی، ان بزرگوں سے مصلحت کہہ کر تفسیل نہ کر سکتے ہیں۔ عذاب و عذاب و عذاب و عذاب بعض ایسے ہیں جو ان امور سے گہری گہری بنتے ہیں۔ ان میں بعض ایسے ہیں جن میں اسلامی زندگی میں کچھ بھرت حاصل ہے۔ اور بجز عذاب سے بچنا نہیں چاہئے۔ چند نام اور چنے لگتا ہوں:-

چنانچہ آگے چار نام دیتے ہیں۔ ان میں سے دو تو اچھے غصے سے جانے ہوئے ہوئے لوگ ہیں۔ اللہ انکی جہنم میں برکت عطا کرے۔ کام کا اصل مصلحت مولانا سید سلیمان صاحب ندوی سے ہے۔ سید نے کہنے و فتنہ کی اور دشت میں یہ سب نام ضرور انک بے جا تیں گے۔

خوش فہم کی نام فہمی

"لاہور کیم فروری۔ بہت کی تقریب میں

ملیہ کے ایک مشرقیہ میں تقریب کے ایک سرسند رعایت ان اور عظم پنجاب نے کہا کہ پاکستان، خاندان، وغیرہ ہندوستان کی تقسیم کی ساری تجویزیں مولانا میں ہیں۔ یاد رہے پنجاب کو کوئی دوسرا حکومت نہیں قائم ہو سکتی بجز پنجابوں کے۔" (ایڈیشن ایڈیشن) سرسند کی خوش فہمی بے شک مشہور دستاویز تھی۔ تقریب کی رپورٹ اگر صحیح ہے تو اسے اس شہرت کے ساتھ کہہ کر مصلحت دی جائے؟ اس آئینی اور قانونی بحث کو چھوڑ دے، کہ کوئی مسلم لیگ کی پیش کی ہوئی حکمت کو کچھ کر سکتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ پاکستان قائم ہو یا نہ ہو۔ یہ مسئلہ کہاں سے چھوڑ دے، کہ پنجاب پر حکومت پنجابوں کی ہو یا پر بیسوں کی؟ کیا کوئی زمین اعلیٰ کارآمدی ہے کہ پنجاب پر حکومت وکن کے مرٹوں کی، مذہب، اس کے در اسوں کی کارآمدی کے آسائوں کی قائم نہ جائے؟ اور پھر پاکستان کے بعد پنجاب اپنی موجودہ بہت کے ساتھ باقی کی سب رہے، جو سوال اس پر ابھڑا یا بگاڑوں کی حکومت کا پیدا ہو؟

گزارش

براہ کرم عذاب و مصائب کے دشت لہر خدایا ہی منور و خیر فرمائیے۔

نہج

”میں کوئی دماغ اسکا جواب اثبات میں دیکھا؟“

اپنے دل کی بات ہیں۔
 دہریت انہی بڑی نہیں، جتنی ملنا نقت، اگر جب یہ دونوں چیزیں اپنے
 ہو جائیں تو اسلام کے نزدیک بھی سب سے بڑا جرم ہے۔ ایک منافق
 شخص کسی سوسائٹی یا مذہب کو جو نقصان پہنچا سکتا ہے، پہلے محاضروں
 سے ممکن نہیں۔ علماء اسلام نے آپ سے یہ سلامیہ مسئلہ ا میں
 کیا تھا، کہ آپ "مرا آئیں"۔ جنہیں "مکملہ" طور پر ترک اسلام کا اعلان
 کر دیں۔ مگر اس زمانہ میں آپ نے بڑی ہی ہنر و ذکاوت کے ساتھ یہ عند کیا تھا۔
 "آئندہ میری طرف سے ایسے مقالات کبھی شائع نہ ہوں گے جس
 ذہنی شکایات کا سبب پیدا ہو۔ مجھے افسوس ہے اور نہ بات
 ہے کہ ان معنابین سے مسلمانوں کو صدمہ پہنچاؤ رہے یقین دلا
 کے لیے میں ایک مسلمان کی حیثیت سے یہ سب کچھ لکھ رہا ہوں
 اپنے سامعین سے جناب باری میں انہما رب اوت دا ستغفار
 کرتے ہوئے اعلان کرتا ہوں کہ لا الہ الا انت سبحانک انی کنت
 من الظالمین"

یہ تو بہ منافقت کی توجہ تھی، مسلمانوں کی آنکھوں میں خاک جھونکنے کا ایک ڈھنگ تھا۔ دس برس گزرنے کے بعد اب وہی نیاز ہے، وہی نگار ہے، وہی قرآن کی توجہیں اور وہی مذاکات انگار!

رسالہ "ساروت" سے یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی کہ شہر یار دکن نے ایک بیس کے لیے اپنی ریاست میں "نگار" کا داغہ بند کر دیا ہے۔ نذر نہ ہے کہ دوسرے مسلمان دلیان بھی اپنی اپنی حدود میں اس زہریلے پرچہ کا داغہ ممنوع قرار دیں۔ اس امر کی شدید ضرورت ہے کہ مسلمان اس منافق اور بزدل دھڑی کے رسالہ کا مکمل بائیکاٹ کر دیں، ورنہ یہ مسلمانوں کا خون چوس چوس کر پردہ زلی بھی پانگیا، اور ان پر نیش زنی بھی کر گئی۔

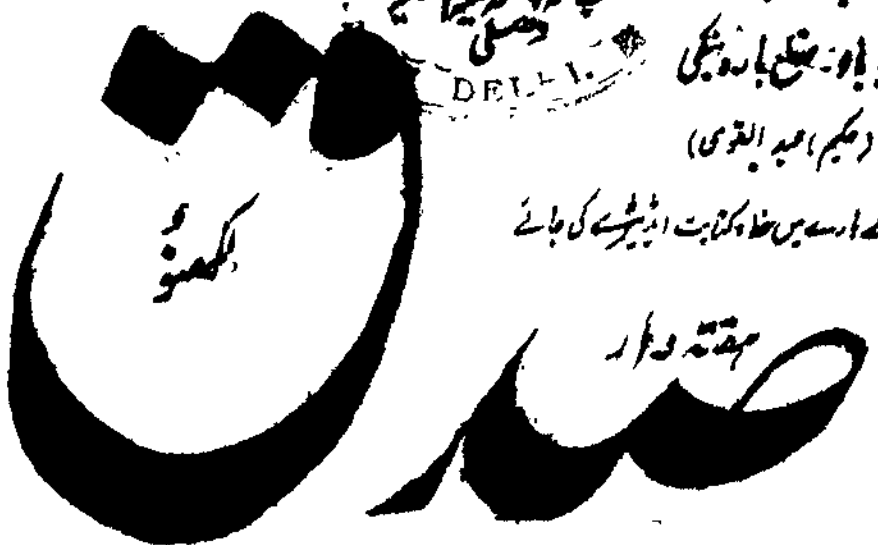
محمد اقبال سلمانی - امرتسر

نہ ہے، البتہ وہ ہندوستان کی حفاظت کو اپنا فرض سمجھے گا اور جاہل قوم پرستی
 قوم پرستی کے حلوں سے اسے بچائے گا۔ کیونکہ ایسی حالت میں وہ ہندوستان
 کو غلام سمجھئے گا۔ اور غلاموں کی حمایت و مدد کرنا اس کا مذہبی اور اخلاقی
 فرض ہو گا! (ترجمہ: لاہور) ۱

مسلمان بلاشبہ وطن پرور ہے۔ "وطن پرست" نہیں ہے۔ وہ تو خدا کے سوا اور کیا اور پرستگار کی پرستش کو بھی کفر اور شرک سمجھتا ہے۔ وہ آفتاب و چاند، کواچھا آفتاب سمجھتا ہے کہ ساری مخلوق اور تمام انسان عزت اکبر اللہ کے غلام ہیں اور بنی ساری کائنات انسان کی خادمہ اور غلامہ ہے۔ کائنات کی ہر چھٹی بڑی چیز انسان کے لیے بنائی گئی ہے، انسان کائنات کے لیے نہیں بنایا گیا ہے۔ اور یہی وطن پرستی اور وطن پروری کا دو بنیادی فرق ہے جنہاں سے ہندوؤں اور مسلمانوں کی راہیں مختلف ہو جاتی ہیں۔ اور جن سے اسلام کے نفس و معیات اور دنیا و آخرت کا کمال نظر آتا ہے۔

۱۷۱۰ء کو تہیّے اپنی تقریر میں فرمایا کہ ہر مہاجر کا رہنے والا ہندوستانی ہے، پنجابی یا جٹ، یا نہیں ہے۔ پنجابی، بنگالی، مرہٹی گجراتی، اور اسی سب ہندوستانی ہیں۔ اگر ہندوستان کو تقسیم کر دیا گیا تو ہندوؤں کے مقدس عقیدے پر ایک زبردست طغیان چلا جسے کوئی ہندوستانی برداشت نہیں کر سکتا۔

کرمی نے بدکچہ فرما دیا، ایک عام بات ہے جو عام طور پر بلا غور و فکر کہہ دی جاتی ہے۔ سوال یہ ہے کہ ایک بنگالی ہندوستانی کیوں ہے؟ جواب یہ ہے کہ ہندوستان اسکا وطن ہے، لیکن وطن سے مراد کیا ہے۔ کیا زادبوم اور پیدائش کی جگہ؟ اگر ایسا ہے تو ہندوستان کا کوئی شخص چار گزرین سے زیادہ کو اپنا وطن نہیں بنا سکتا کیونکہ اسکی پیدائش زمین کے اتنے ہی حصہ پر ہوئی ہے جتنی آری ہے اگر وہ اسیر قناعت نہیں کرتا.... تو اب سوال کشادہ فطرتی اور بلند ہمتی کا رہ جاتا ہے۔ وہ جس طرح گھرتا، چلتا اور کھڑے ہو کر اپنا سچے لنگاہ ہے اور شہر بھی قناعت نہیں کرنا بلکہ پورے ہندوستان سے اپنا رشتہ قائم کر لیتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ یہ رفتار ہندوستان کے، وہ بجا کر دکھائے۔ وہ کیوں نہیں کہتا کہ ساری دنیا اسکا وطن ہے اور تمام انسان اسکے بھائی اور ہم وطن ہیں.... میں اسلام بھی کہتا ہے کہ ساری دنیا انسان کا وطن ہے اور سارے انسان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ جغرافیائی حدود انسان قائم کر لیتے۔ اور جب اس تقسیم کی بنا پر خونریزی ہوتی ہے تو سرکڑ کر دیتا ہے! رادھا کرکھی نے نہایت صفائی کے ساتھ فرمایا ہے کہ "ہندوؤں میں مادہ ہند ایک ایسی کی طرح ہو جاتی ہے۔ تمام ہندوستان کی وہ باجیڈو لائٹنگ کی حیثیت سے ہندو مذہب کا ایک لازمی جز ہے۔ جس ملک کو عام ہندو اور ہندو گھبر کر کہتے ہوں اس میں مداخلت کا کسی کو بھی اختیار نہیں"۔ اگر ایک مسلمان ہندوستانی لکھتا رہے "ہندوستان مجھے محبت کرتے ہوئے ہیں اس شکر کا نہ نظریہ کا فاعل نہیں ہو سکتا۔ جو زمین کو اپنا خاوم سمجھتا ہے مخدوم نہیں سمجھتا۔ اور اس کے نزدیک ہندوستان اور یونان کی نسبت زیادہ ذوقی فرق نہیں ہے۔ کیونکہ زمین کا ہر حصہ خالق کر دگا۔ ہی کی قدرت



چندہ اور انتظامی امور
کے متعلق مراسلت کیجیے
محمد عبد الرزاق
مرشد آباد
چندہ سالہ
شعبہ
بیرون منہ سے ملالہ ملک
نہت نی پوچھ اور

نمبر ۴ دو شنبہ ۴ صفر ۱۳۶۷ مطابق ۳ مارچ ۱۹۴۷ء جلد ۶

سچی باتیں

"تعلیم کا دل بالا" جماعت کا نئے کالہ! نرسے لگاتے ہوئے اسکل سے
رکتے تھے۔ غول کے غول آگے پیچھے اسٹر سافٹ ساتھ۔ ۱۶ فروری۔ آج
لڑیسی ڈس ہے۔ "یوم فرائڈگی" ہے جماعت کی تاریکی دور کی جائیگی، علم کی
روشنی پہلائی جائیگی، ملک کے بچے بچہ کو حوت شناس بنا دیا جائیگا۔ جیسے
ہو رہے ہیں، جلوس نکل رہے ہیں، ریڈیو تقریریں ہو رہی ہیں۔ دیہاتی اور
شہری سب شریک۔ گورنمنٹ اور کانگریس ایک دوسرے کی حربت نہیں مٹتے۔
لڑکوں کا جلوس آگے بڑھا۔ نرسے بدل گئے۔ اب "تعلیم" نہیں،
بلکہ "انقلاب" نعرہ بولا، برطانیہ برباد، اسپرٹیزم سہا برباد۔ اسٹر
تقریب آگے۔ پہلی سی ڈانٹ، نرسے بڑھ چل گئے، ابھی ہی تعلیم کا دل بالا
جماعت کا نئے کالہ! کیا خوب ہے تعلیم اور سچی روشنی! کیا خوب
ہے یہ علم اور اسکے عالم! اعلیٰ میں علم سوتوں کو جگا دیکھا، لوگوں کو گرا دیکھا، دانوں
کو روشن کر دیکھا، ملک کو آزاد کر دیکھا!

تعلیم کا فیض عام ہو رہا ہے۔ یہ فلسفہ قوم کے افلاس کو دور کرنے
کا نسخہ بنا جا جا رہا ہے! ان تمام ادھارتوں کے اندر تعلیم دی جا رہی ہے،
قوم کے ذہنوں کو اعلیٰ اخلاق کی، سادگی کی، کفایت کی! اسرا یہ راہی سے
نفرت کی، دولت سے عداوت کی! اسرائیل کی زبست کی!

یوٹرپ ہو رہا ہے، ہیں "یوٹرپ" کے سانچے میں رنگ بہہ ہیں۔
اُترتے ہیں ان تے "یوٹرپ" کے ساتھ۔ یہ صاحب تاب کے پرنسپل
ہیں اور وہ صاحبات کے ماہر۔ نلاں غلغلی کے پرنسپل ہیں اور نلاں
ادب کے گہر۔ یہ ابھی کل پانسو اہوار پار رہے ہیں اور وہ سات سو اہوار
کے گریڈ میں ہیں۔ انکی ترقی ابھی بارہ سو تک ہوئی ہے اور انکا شمار
اس وقت ڈیڑھ ہزار ہے۔ یقین کے گراں قدر سامنے اپنی یوٹرپ سے
اور (تین ڈیڑھ سو گروہ) تمام حاکم کو نکلے اصول پر) دوسری یوٹرپوں
سے اسکے علاوہ! لائن کے ڈی، اس، سی، پیرس کے ڈی، لٹ، جرنی
کے بی، ایچ، ڈی کی تنخواہیں آخر اس سے کم ہو بھی گیا سکتی ہیں! اعلیٰ تعلیم
میں جو ۵۰-۵۰ ہزار آئے ہیں، آخر انکے نکلنے کا بھی کوئی سبب ہونا
چاہیے! خود یہ ڈگری دار، میں بعض اس بے ڈگریا رہیں کہ انکے
والدین انکی تعلیم اور لاجی تعلیم پر بے دھڑک دولت خرچ کر کے! —
یہ امور ہیں آپ کے لڑکوں اور (اب تو) لڑکیوں کی سیرت سازی پر! یہ
فرنگی ہل اور فرنگی داغ رکھنے والے، اونچی اور شاہدار کو ٹھیکوں میں پہنے
والے، اپنے گریڈ کی ترقی کے لیے اپنی ملازمت کی توسیع کے لیے اپنے دوستوں
رفیقوں سے لڑھکاتے والے، اور گہر دم میں کام دن بھر میں دو دین تین
گھنٹوں کے لیے کھانے والے، ماہرین علوم و استادانِ فن تعلیم دے رہے ہیں
آپ کے بچوں کو ان کی دیانت کی، صداقت کی، انصاف کی، اخلاص کی،
بے زبانی کی، حب وطن کی، قومی جہد و جدی کی، قناعت کی، دولت سے بے نفرتی
کی، سہولیت داری کی توڑنے کی، مساوات عام کی!

سامنے غلیم انسان اور فن و فنِ عمارت آپ دیکھ رہے ہیں؟ اور پھر
اسکے ارد گرد ایک سلسلہ شاد و رنگت عمارتوں کا، فرلانگوں تک پھیلا ہوا،
سیلوں کا رقبہ گھیرے ہوئے۔ یہ کیسے؟ کس ایر کیس کی کوٹھیاں ہیں؟ کس
بڑے راجہ، ہراجہ، رئیس، ذاب کے محلوں کا سلسلہ ہے؟ جی نہیں۔ یہ یوٹرپ
ہے اور اسکے لطافت، کینکاز، تجرہ گاہیں، اقامت خانے، ذخیرا۔ ہر
عمارت کے اندر لڑکوں کا سامان، آلات، کتابیں، فرنیچر وغیرہ۔
فیسوں پر فیسیں بڑھتی چلی جا رہی ہیں۔ عمارت تعلیم گراں سے گراں تر ہوتے جا رہا
ہیں۔ گناہوں کی قیمتیں ستر اور۔ سائیکل رکھنا، گویا طبعی کے لازم میثاق۔

دشمن کا افسوس

ایر فیصل کا طریقہ یہ تھا کہ اپنے
نے پردوں کے اندر میں قرآن دے کر ان سے طعت لیتا کہ
جب تک کہ وہ کہیں گے ہم میں سے کسی کو بھی نہیں
آپ بڑھتے ہیں میں بڑھتے۔ آج سے کسی ترک کی اجازت
کوئی۔ ہر عربی بڑے واسے سے غور و جہد اور یا ملیں
یا شامی یا خالص عرب دوست کیلئے اور آزادی کے جان
ان، قاذون سب پر مقدم رکھتے: (دشمن کی جہالت سمجھا)

in the desert

وقت دو تھا جب پہلی جنگ کے خوف پر مشہدہ میں ناخن
گوشت جدا کیا جا رہا تھا جب عربوں پر "آزادی" اور قوی آزادی
کا افسوس بنایا پھر کر پھینکا گیا تھا اور "عربی قومیت" کی تشکیل
قومیت کی ضد میں اور اس کے جو پر غور و جہد اور قوی آزادی
کا افسوس کا مایاب ہوا۔ اسلامی اخوت کے پکے سے انہوں کی تعمیر و
دینی، لسانی، بنیادوں پر غور و جہد ہوئے گئے، عرب "آزاد" ہو گیا۔ ترکہ
کی ترقی تمام ہو کر رہی، شریعت حسین اور شریعت زادن کا دور دورہ
قام ہو گیا اور وحدت امت پارہ پارہ ہو کر ایک خواب پریشان
نمبر ہو کر رہ گئی!

ایک خوش آئند خبر

"مید آباد سے یہ اطلاع موصول ہوئی
ہے کہ آئندہ سے عیدین اور دوسرے شہرک اسلامی ایام کے
متعلق مید آباد تمام ہندوستان کو مطلع کیا کریگا۔ مید کے
دیکھنے میں جو سوانح مائل ہیں انکی وجہ سے اکثر عیدین میں
دونوں کا اختلاف پڑتا تھا اور تمام ہندوستان ایک ہی دن
عید منانا کوئی یقینی چیز نہیں تھی۔ اس دشواری کے مد نظر یہ
انتظام کیا جا رہا ہے کہ مید آباد جو سب سے بڑی مسلم ملکیت
ہے پانڈے کے متعلق صحیح خبریں حاصل کرنے کے لیے تمام ہندوستان
کے مرکزی مقامات سے بڑے بڑے اکابرین کیلئے ایام اور بڑے بڑے
وصول ہو کریں اور صحیح تاریخ عید کا اطلاع بذریعہ مکمل
مید آباد بروقت کیا جائیگا۔ معلوم ہوا ہے کہ یہ تحریک
آزاد میل شریعت حسین اور شریعت زادن اور مذہبی و عدالت
نے پیش کی ہے اور اسکو عملی صورت میں لانے کے لیے
کوشش کر رہے ہیں۔"

خبر یقیناً بڑی مبارک اور خوش آئند ہے۔ اور اگر احکام و بیت ہال کے تمام
شرعی اور فقہی جہلوں پر غور کر کے ملک کے معتبر علماء و فقہاء قبول کر لیں
تو اس سے بہتر انتظام اذکر کیا ممکن ہے؟ اور اس تحقیق کے لیے ملکیت اصفیہ
کے مکمل اور مذہبی خود ہی مائے اللہ کیا کہے۔ مسئلہ اگر لے پا گیا اور مید آباد
کو اب بھی سارے اسلامی ہند کے ساتھ جو ربط و مرکزیت و محبت حاصل ہے وہ
بدرجہ زائد اور محکم و پابند ہو جائیگا۔

صحافت کی محبت ذمہ داری

یوشی ایشیہ پریس کی اطلاع

ہندوستان ٹائٹس اور اکثر انگریزی روزناموں میں درج شدہ ہے۔
"ملیکہ"۔ معلوم ہوا ہے کہ مشرعتور حسین نے مسلم یونیورسٹی
کے طالب علم ہیں، ساتھ ساتھ اس سے ستیہ گروہ کرنے کی اجازت
موصول کر لی ہے۔

مسلم یونیورسٹی کے طلبہ میں کانگریس کی تائید کا ذرا اندازہ
جاتا ہے۔ چنانچہ ملکہ ملکہ میں طلبہ کے طلبہ کانگریس کے
بدرجہ زائد ہیں تائید کی

خبر کی تردید، ڈاکٹر اطلاعات مسلم یونیورسٹی کی طرف سے ہے۔

"اس نامہ کا کوئی لایا نہیں ہے مسلم یونیورسٹی میں نہیں۔"

طلبہ نے کوئی طلبہ اس قسم کا نہیں کیا نہ طلبہ میں ستیہ گروہ کی
تحریک میں حصہ لینے کا کوئی ارادہ نہیں مطلقاً موجود ہے۔"

صحافت اور فیلڈ سے نفع نظر، اصلی مطلب یہ ہے کہ ملکیت اور تربید شایع لکھاں
روٹی ہے۔ یقیناً ہندوستان ٹائٹس میں اور نہ اور انگریزی روزناموں میں!

اس لیے کہ ایرونی ایڈیٹر اس کے صدر دفتر دہلی سے اس قوم کی اجازت
سے انکار کر دیا اور مجبوراً یونیورسٹی کے ملکہ اطلاعات کو بعض اور اخبارات

کی فوارش پر اجازت کرا پڑی! — ذرا اپنے ذہن میں ایک لمحہ کے
لیے یہ فرض کوئے تو کیجیے، کہ غلط خبر کو شہر کرنے والی نیز انجینیئر سائنس کی

ہو اور انور سٹو سب سے ملکہ ملکہ کے بنارس کی ہوئی!

آؤ دو انسانیکلو پیڈیا

اور نیٹ پریس کی ایک اطلاع مید آباد

سے حسب ذیل شایع ہوئی ہے۔

"آؤ دو کے مطالعہ کے دوران میں ہر وقت حوالوں اور ضروری اور

اہم معلومات کے لیے ایک آؤ دو انسانیکلو پیڈیا کی ضرورت

محسوس ہو رہی تھی اسی مقصد کے تحت ادارہ ادبیات آؤ دو نے

اسکا پروگرام بنایا ہے اور اس کے ابتدائی مراحل طے کر لیے ہیں

اور ترتیب کا آغاز ہو گیا ہے۔ اس کام کے لیے ادارہ کی مجلس انتظامی

نے حسب ذیل اصحاب کا مختلف جیشنوں سے انتخاب کیا ہے،

صدر۔ ڈاکٹر سید محمد امین صاحب قادری آؤ دو

مستند۔ مسٹر محمد رفیع محمد بی آؤ دو

راکین۔ پروفیسر فضل حق ایم اے ڈاکٹر، امت اللہ خاں

صاحب ایم۔ اے۔ بی۔ ایچ۔ ڈی۔ پروفیسر عبد المجید صدیقی

ایم۔ اے۔ ایل۔ ای۔ بی۔ پروفیسر عبد القادر سردار ایم اے۔

ایل۔ ای۔ بی۔ پروفیسر محمد ایم اے۔ (دکنیہ)

یقیناً آؤ دو کے ہر خواہ کے لیے خوش آئند ہے۔ لیکن اگر مجوزہ انسانیکلو

بڑا کو آؤ دو کے شایان شان و کفایت تو یقیناً ہے کہ لاکھوں نے کام کی

جست و دست کا بھی پورا اندازہ کر لیا ہوگا۔ جن حضرات کے نام اوپر شایع

ہوئے، یقیناً ان میں سے جتنی آؤ دو کے پراسرار قادم اور آؤ دو کے کامیاب

میں اس قدر انکسار ہو چکی۔ لیکن کامیاب رہا انکی ہمتوں سے بھی کچھ بڑی ثابت ہو

وقت، سرمایہ، محنت، سب کی سب بڑی مقدار میں خرچ ہوئی۔ مید آباد نے

اس میں شہرہ نہیں کر آؤ دو کے سلسلہ میں چند سال کی قلیل مدت میں وہ کارنامے

(۳۴) حاذق ، اہ نامہ - گراں ، مجید من صاحب مالک مدنی وہ خانہ
دریغ نزل - بیہوش (پانی) قیمت سالانہ نہرانی پچہ ار
اخبار تہذیب کی کامیابیوں سے کون واقف نہیں - اس کے مالک ڈی گراں
میں ایک پانانی داخانہ میں کچھ عرصے مکمل گیا ہے اور اب اسی کا آئین
یہی سالہ میں کلنا شروع ہوا ہے - اس پہلے نمبر میں شذرات کے علاوہ حسب
ذیل ابواب ہیں :-

امر امن و امانیات - حفظ صحت ، آنجا زنیات - لکھی انکس ، اشکات
و تحقیقات - تجربات - تنقیدات ، تعلیمات الامراض - اشکات اور ہر باب
کے تحت ایک یا سند دسنا میں - معانی عام انظرین کے نسخہ و کچھ کے
توبر مال ہیں اور محب نہیں کہ طبیوں کے بھی کام کے ہو گا -

پچہ کے حسن کتابت و طباعت سے دینہ پریس کا نام خود ایک ضمانت
ہے - اور جو کاروباری طبقہ اسے مالک کا حاصل ہے اس کے لحاظ سے اس
کارنامہ کے مستقبل کی طرف سے عہدہ بھی نہیں ہوتا -

(۳۵) اضطراب (لکھنؤ) خاص نمبر - مجوزی سلسلہ قیمت - ار پتہ -
دفتر اضطراب - تقیر آباد - لکھنؤ -

نکوں کے علاوہ اس کا بیشتر حصہ اضافوں کی ذر ہے - علی عباس حسینی
جو اصری محمد علی سلطان مہر جوش حیات اشد انصاری کے اضافے بہت
نیزت ہیں - لیکن خدا معلوم بعض اور اضافوں کو ختم نہ کیا گیا ان کے
کچھ ہر اضافہ کو حضرت جگر مراد آبادی کے "گراں" رسالہ ہونے کے باوجود
کیسے جگہ مل گئی - امید ہے جگر صاحب آئندہ انتخاب معامین میں اتنی مروت
کو دخل نہ دینگے - بحث و نظر کے زیر عنوان بعض معامین اسے فاسے ہیں -
مثلاً فیاض علی صاحب کا مختصر معنوں آجکل سے - غراں کے حصہ میں اسے
نہر دہی مرحوم ، جگر مراد آبادی ، مجذبا ، دخی مدنی ، اہر ناری کے نام
پر اسے خود ایک کٹش رکھتے ہیں -

خریداران صدق کی خدمت میں

مندرجہ ذیل خریداریوں کی سیاداد مارچ سلسلہ میں تمام ہو چکی ہے
دفتر شکر گزار ہوگا اگر آپ حضرات ایسے دقت میں سنی آرڈر لیجیں کہ
غیر ماہ سے پہلے پہلے پہنچ جائے - ورنہ اپریل کا پہلا پر پتہ بڑھ دینی پانی
روداد ہوگا - اس صورت میں اگر کا زیادہ خرچ ہے - اگر کسی صاحب کو
آجہ : خریداری منظور نہیں ہے تو براہ کرم ایک کارڈ لکھیں تاکہ دفتر کو
مصارف دہی پانی کی ذمہ داری نہ ہو -

۱۹۴۷	۲۹۱	۲۹۲
۶۱۳	۶۳۸	۶۵۶
۶۵۰	۶۵۵	۶۵۹
۶۵۹	۶۶۰	۶۶۱
۶۶۲	۶۶۳	۶۶۴
۶۶۵	۶۶۶	۶۶۷

(صاحبزادہ ذیلی) مولوی سید امجد علی صاحب (صاحبہ اللہ) لکھنؤ مولوی
مولوی محمد اویس ندوی وغیرہم - اور معنایں سب کے پڑھنے کے قابل - لیکن اگر آپ
کے معنایں تو اس کے وہ مرتبہ کے ہوتے ہیں اس نمبر میں سب سے زیادہ
قابل قدر مقالہ مولوی سید عالم ندوی (نائب سکرٹری کتب خانہ خدیجہ خاں - پٹنہ)
کے قلم سے "امام ولی اللہ دہلوی سے پہلے اسٹاٹا ہنگی دینی مالک اس کے ذریعہ ارتقا
پر ہے - مولانا حبیب اللہ سندھی کا معنوں امام ولی اللہ کی حکمت کا اجمالی تعارف
کو بعض نمبروں کے اپنے اندر لکھا ہے ، لیکن ساتھ ہی حضرت شاہ صاحب پر
"لائبل" کی حد تک بھی پوچھا گیا ہے اور جب نہیں کہ فائدہ صاحب کی رعایت
آج بھی عالم ہذا میں اپنے ایسے شارجہ ترجمان کے خلاف اشتنا ہی کر رہی
ہو - ہر حال اتنی مشکلات کا ایسا قابل و پرکھو وہ وہ یہ قیمت میں
ہر طرح اداں ہی اداں ہے

ایک شخص کی وفات

مولوی سید امجد علی صاحب (صاحبہ اللہ) لکھنؤ مولوی
۲۰ محرم الحرام ۱۳۶۷ھ شنبہ کو اپنے عہدہ راءاد میں انتقال فرمایا - اللہ تعالیٰ
راجوں - مدنی کے - اور اس سے ہیں کہیں بڑھ کر نہ ہر مدنی کے ذاتی کزنہ
آج سے ہیں سالہا سال سے تھے - چنانچہ حسب سلسلہ ۶ میں پہلی بار سید راءاد
کا نام اپنے سرسلسلہ تابع و ترجمہ کے سلسلہ میں شلک ہو کر قیام
بہشتوں تک انہیں کے پاس رہا - دونوں - الارہجک اسٹیٹ کے نام ہے -
آخر میں سرکار عالی کے حکم دہانی میں نام مدالت تھے - پٹنہ اسی عہد سے دہی
ایک سال ہو سے لی تھی - عہد راءاد ہی وہ پڑھتے - ان کے والد مولوی شریف اکبر
مرحوم عہد راءاد دہی کو اس کے قتل تھے اور صاحبزادہ عجم مدنی قریب ذرا
تھے - ۱۱۱۰ مولوی آل من مولوی اپنے زمانہ کے ایک ممتاز عالم اور میاں پوں
کے مقابلہ میں مناظر تھے - مرحوم خود بھی پڑھے سلطان آدمی اور متواضع و سکس
ظہن تھے - شر خوب لکھتے تھے (رہبر دکن میں بہت سی نظمیں لکھی ہیں) اور
سخن بھی کا پانچ سو نوے میں پڑھا ہوا تھا - شگفتگی و زہد دلی کی تصویر تھے -
اور کم از کم دہر صدق کے حق میں تو ایک پیکر انثار و عجبہ اخلاص و احسانات
انے زمانہ کو سب نہ شمار میں آسکتے ہیں - یاد رہی رکھے جاسکے - جماعت خواب
ایک عرصہ سے تھی ، لیکن یہ خیال ہی نہیں ہو سکتا تھا کہ دقت تعزیر لکھی ہو
اچانک ہر وفات نے دل دہرایا - اللہ رحمتوں اور نوازشوں سے احوال
کر دے !

رسائل و اخبارات

(سلبہ صدق منہ)

(۳) شاہ - بلد اول - نبر اول - اردو ہزم ادب - ہائی اسکول - راجپنہ
(صوبہ بہار) کا چار ماہی رسالہ - ۱۰ صفحے - قیمت فی نمبر ۴
مفتون معنایں کا مجموعہ - بیشتر تعداد اضافوں کی ہے - رسالہ کا آغاز
تبتا اہل العراط المستقیم سے ہوتا ہے ، لیکن خانہ و بے معنوں پر بھی آفری
سطر ہادی تعالیٰ کے لیے سخت گستاخانہ ہیں - غلطی اگرچہ نادانستہ ہے لیکن
ہر حال ہے شہر اور قابل گرفت - زبان بھی نظر ثانی کی ضرورت جاسیجی محترم مولیٰ

تدوین حدیث

(سولانا مناظر حسن صاحب گیلانی)

(منابت انوس ہے کہ صدق کا ادارتی مفادہ اٹکھانے کی غفلت سے منافع ہو گیا اس لیے یہ پوچھ بغیر کسی ادارتی مفادہ کے نکل رہا ہے۔
انکے سچاے سولانا مناظر حسن صاحب گیلانی کے نام لاء
مفادہ کا ابتدائی حصہ درج کیا جاتا ہے)

علم حدیث پوچھ کر کے لیے ہیں اپنے سامنے ان چند سوالات کو دیکھ لینا چاہیے

- (۱) حدیث کی حقیقت کیا ہے
- (۲) اس علم کی تدوین کب اس طریقہ سے کس زمانہ میں شروع ہوئی اور ان طریقوں کا اس علم کے دو ٹون و اعتماد کیا اثر مرتب ہوا ہو سکتا ہے
- (۳) ابتدا سے اس وقت تک اس فن کی متاثرہ حدیثیں جن رنگوں نے انھام دیں خود انکی اور انکے کارناموں کی تفصیل
- (۴) اس فن کے متعلق کیا حدیثیں کوششوں کی ضرورت باقی ہے
- (۵) حدیث کے بعد فن حدیث کے دوسرے تعلقات ہیں فن آراء الرجال اور اصول حدیث کی حقیقت انکی تاریخ موجودہ حیثیت انکی آباد و ترقیوں کے امکانات۔

حدیث کی حقیقت

سچے پہلے میں پہلے سوال کو لیتا ہوں یعنی حدیث کی حقیقت کیا ہے؟ بات یہ ہے کہ لوگ دنیا میں دو طرح کی توہین پائی جاتی ہیں۔ بعض بلکہ شاید زیادہ تر توہین ایسی ہیں جنھوں نے اپنے مال کو ماضی سے وابستہ رکھنے کی کوشش نہیں کی اگرچہ واقعہ یہی ہے کہ کسی قوم کا کوئی حال ماضی سے منقطع ہو کر تیر پڑ نہیں ہو سکتا۔ لیکن باوجود اس واقعہ کے جیسے جیسے دنیا آئندہ کی طرف بڑھتی رہے اپنے ماضی کو بھلاتی چلی آئیں ان کے پاس اپنے سوجھ بوجھ و معاملات پر غور و فکر کرنے کے لیے گزشتہ حالات و واقعات، تجربات و مشاہدات کا کوئی سرمایہ نہیں ہے۔ گویا جس طرح جنگ کی زندگی گزاری جاتی ہے یہ بھی گزارتے ہیں۔ آخر کچھ دن اور ہزاروں کو کیا معلوم کہ انکے جد اعلیٰ کون تھے، کن کن جنگوں اور دلدلوں، ہاتھوں نے جھللائیں راستے ہوئے انکے آباد و اجداد مقام تک پہنچے، کن کن حالات سے آگاہ و جاہل ہوئے؟ لیکن انکے مقابلہ میں انسانوں ہی کا ایک طبقہ ان قوموں کا بھی ہے جنھوں نے حتی الوسع اسکی کوشش کی ہے کہ جہاں تک ممکن ہو حال کی تعمیر ماضی کے تجربات و واقعات سے نفع اٹھایا جائے اور اسکے لیے انکو ضرورت محسوس ہوئی کہ گزشتہ سوسے واقعات کو کسی نہ کسی طرح محفوظ کر لیا جائے۔ انسانیت کے اس گروہ کی اس کوشش کا نام تاریخ ہے۔ ابتدا میں "تاریخ" کی حفاظت و بقا کا شوق قوموں میں کم رہا ہے، لیکن اب تو ایک ایسی ناگزیر ضرورت بن گئی ہے کہ اپنی توانائیوں کا ایک بڑا حصہ ہر قوم

اس پر خرچ کر رہی ہے جس سے ہم اور آپ سب واقف ہیں۔ جنگ کی زندگی بسر کرنے والے بھی اب اجداد و اسلاف کے کارناموں کی جستجو گوئی ہوئی ہڈیوں اور پڑائے مقبروں اور مرگھٹوں میں کر رہے ہیں۔ کونے کونے سے قدیم گتے پر آمد کیے جا رہے ہیں، کتنے قبروں کی کتابوں کے حروف چرستے کی کوشش کی جا رہی ہے، پوچھنے لگے کہ کھنڈروں کی ایک ایک ٹمہ بیکری چینی جاری ہے۔ انھیں پوچھنے لگے، ابلند و بالا علامتیں تعمیر ہو رہی ہیں۔ گویا اس علم کی ناگزیر ضرورت کو دنیا کی اکثر قوموں نے اب تسلیم کر لیا ہے اور پھر بین الاقوامی اعلیٰ، منظم مزاج، خطاب و ادب فلسفوں کے عام دنیا کا شدید رجحان بھی ان جہزوں کے جاننے کی طرف ہے۔

تاریخ اور فن حدیث

تاریخ کی اسی تاریخ کے ایک عظیم الشان بہت ناگزیر اعتباری حصہ کا نام ہے پوچھ کر دیکھتے ہیں۔ میرا مطلب یہ ہے کہ جن واقعات، واقعات سے گزرا کر منسلک انسانی موجودہ حالت تک پہنچتی ہے ان میں ایک ایسا واقعہ جس نے کن خاص شعبہ حیات ہی میں نہیں بلکہ "انسانی" یا "سماجی" انسانی نام شہوں میں انسانیت کا رخ پلٹ دیا، جس سے زمین کا کوئی خاص حصہ نہیں بلکہ بلا سبائے مشرق و مغرب دونوں متاثر ہوئے اور رہے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔ ماضی کے اس درخش میرٹ اور واقعہ کی "تاریخ" بیان کا نام حدیث ہے۔ اگرچہ عام طور پر مسلمانوں کی رہنمائی تاریخ سے حدیث کا تعلق قرار دیا جاتا ہے لیکن جہاں تک واقعات و حالات کا تعلق ہے میں "حدیث" کو "انسانیت" کی تاریخ کا ایک حصہ اور حصہ قرار دیتا ہوں جسکی صرف یہ خصوصیت نہیں ہے کہ ایک بے اثر اور عظیم الشان انقلابی عہد سے اسکا تعلق ہے بلکہ سچ پوچھ کر آدھیں کسی کے پاس یا جس قوم راست کے ہاتھ میں ماضی بلکہ حال کی تاریخ کا بھی جو حصہ ہے وہ دونوں و اعتماد میں تاریخ کے اس محفوظ حصہ "یعنی حدیث" کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

جیسا کہ میں عرض کر چکا ہوں کہ میں ان آرزو، نظریات، فکریات میں نہیں ہوں، جو تاریخ کو محبوث کا جنگل قرار دیکر ماضی کا انکار کرتے ہیں۔ اور "جو کچھ محسوس ہو رہا ہے یہ نہیں محسوس ہو رہا ہے" اس سوشلسٹائی نظریہ پر زور دیکر حال کے وجود کو بھی شک کے دائروں سے چنا کر ختم کر دیا جائے ہیں، بلکہ تاریخ کے سقرہ و سدا پر ماضی کے جن واقعات کی اب تصحیح ہو چکی ہے، انکی قدر کرنا ہوں، اور سمجھنا ہوں کہ آئندہ کی راہ درست کرنے کے لیے جس ہمیشہ ماضی کی روشنی سے نفع اٹھانا چاہیے۔ نا نقصان، نقصان، علم، فکروں، لوگوں سے پچھلے قصبے، بان کیا کرنا؟ وہ سوچیں (قرآن مجید)

لیکن اگر یہ سچ ہے، جیسا کہ ایک بڑے شہر، شہر، شہر، شہر کا بیان ہو "کسی زمانہ کے حالات سب غائب ہونے کے لیے طریقہ اختیار کیا جاتا ہے کہ ہر قسم کی بازاوی افواہیں فلک بند کرنی جاتی ہیں، جو قرآن و دیانات کے مطابق ہوتے ہیں، غور سے زمانہ کے بعد دینی کتابی شکل اختیار کرنے کے بعد) یہی ایک، پچھپ مار چکی کتاب بن جاتی ہے، پوچھ کر اکثر نفسیاتی اسول دیکھی گئی ہیں۔" (بانی آئندہ)

فتنۃ انکار حدیث

(۱) از هواوی: خلوب الرحمن صاحب مذاق گرامی)

مذکورہ صافیت کے ثمرات کی معمولی تقسیم جن دو جزوں میں آپ نے

فرا دی ہے (عمیق غلط)

(۱) صحیحیت حدیث یعنی حدیث کا معجزت دینی ہونا

(۲) احادیث کی تاریخی حیثیت یعنی احادیث مستند کہاں تک ہیں
پا رہتی ہوں کہ اپنی لہجہ کے موافق ان دونوں جڑوں کے تعلق کو عرض کرو
لیکن اس عنوان پر کچھ لکھنے سے پہلے اور غور کرنے سے پیشتر اس بات کو

نہجہ اپنا ہے کہ منہ دینی کر مر طلبہ التوحید والتسلیم (جنگلے) اقوال و اعمال کی محبت
 زیر بحث ہے، اسی حقیقت سے کہ کیا وہ صرف ایک نامہ صدر یا ممبر تھے
 کہ میں عند اکابر اپنے زمانے کے بزرگوں تک پہنچاؤں اور غرض کی کتاب ہندوں
 ستادین یا است کے لیے اپنے آقا کی زندگی میں استفادہ اور استرشاد کے
 کچھ اور بھی سراغ تھے۔ یہی قرآن مجید کہ یہ زعم خود ادا کہم اور سمجھ کر ہاؤ۔

دیکھتے تھے تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ حضور نبی کریم کی حیثیت نہ صرف ایک
 تادمہ ازربابم ہو کی حیثیت تھی بلکہ آپ کی سب سے اہم سب سے نمایاں
 اور سب سے اہم حیثیت یہ تھی کہ آپ کو قدرت کی طرف سے انسان کے لیے
 نہ عمل بنا کر بھیجا گیا تھا۔ آپ کا حکم و فرمان خود گزار آپ کی نشست و

برخاست آپ کا پانی پھرنا، دشمنان لوگوں سے ملنا جتنا اسلام و کلام
یہ امت کے لیے ایک خداوندی نونہ اور الہی مثال نصی - پروردگار عالم نے
اپنے بندوں کو خصوصاً نبوی کے علاوہ زندگی کے ہر جزو میں اسی لاکھ
عمل پہ چلنے کی ہدایت فرمائی ہے جو سرورِ روزِ عالم نے اپنی حیانتِ طغیہ میں بھی
فرمایا ہے - لہذا کانِ کلم فی رسول اللہ اسوۂ حسنہ میں کیا اسی حقیقت کی
طرف رہنمائی نہیں کی گئی ہے؟ آیت کے دوسرے جز میں تو صامت طور پر بھی
بیان کر دیا گیا ہے کہ اللہ کی رضا اور پوم، عزت کی سناہت تک رسائی جو عبادت

اور زندہ مسلم کا معراج کمال ہے اسی واسطے ہو سکتی ہے۔ لہذا کان کھنی
رسول اللہ اسوۂ حسنۃ لمن کان یرجو اللہ والیوم الآخر۔ اب سوچئے اور سمجھئے
کیا بات ہے کہ جس نبی و رسول کی زندگی کو پروردگار عالم کی طرف سے غیبت
اور اجابت حاصل ہے، یہ محض قیام و برپاؤ ہی کب ہو سکتا ہے۔
اور اُس کے ارشاد و فرمان، امر و نہی، تقسیم و تملیق کے وجہ العمل ہونے پر
اس سے زیادہ استلال کی ضرورت ہی کیا ہے؟ مگر اس آیت کو میرے
ملاحظہ بھی بہت سی دوسری آیتیں ہیں جن میں رسول کریم کی اطاعت کا حکم
اور اسی واسطے سے سنت و حدیث کی اجابت و غفلت کا ثبوت موجود ہے،
جن میں سے چند آیتوں کا ذکر میں پہلے درج کروانا مناسب نہ ہو گا۔

یا ایها الذین آمنوا اطیعوا الله واطیعوا رسوله
و اطیعوا الرسول (شیرہ نسا) عکرم مانور رسول کما۔

۱۔ نقل العبد المذنب عبد الوہاب بن عبد الرحمن بن عبد البر
فان تو انما غنا علیہ ما حصل

۲۔ آپ لوگوں سے کیے کہ حکم انوار اللہ کا لا
حکم ما فی رسول کا، پس اگر تم دُک مند

اعلم ان تقیہ و تنہا پھر گئے تو اسکا ذمہ جو جو جہاد پھر کیا گیا اور
تھا اور ذمہ جو جو جہاد پھر کیا گیا اور اگر رسول
کی اطاعت کر گئے تو ہدایت پا گئے۔ (پہلے سورہ نور)

وَمِنْ بَلِيعِ الْبُيُوتِ فَقَدْ أَغْلَقَ اللَّهُ
بَابَ سُرُورِهِمْ

جو رسول کی اغاعت کر چکا اُس نے اللہ
کی اغاعت کی۔

میری نقل و جاہم فی الدار البیتنا
 میں دن اور رات کے لیے جا بیٹھے اس کے منہ
 طعننا اللہ واللہ الرسول دہشت
 آگہ میں کہیں گے کیا اچھا ہوتا ہے ہم سے
 سیرۃ احزاب اللہ رسول کی اطاعت ہوتی۔

ان کلمتہ تجوید اللہ فاتیہی
یا بکیم اللہ رب آل عمران،
اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری ابتلا
کرد اللہ تم لوگوں سے محبت کرے گا۔

نہایت تازہ و مستحکم شمع فروزہ الی
شہ و ملا رسول - (چپ - منشاہ)

کیا ان آجوتوں میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و فرمانبرداری کا حکم نہیں دیا گیا ہے ؟ اور کیا ان آجوتوں کا ایک ایک لفظ رسول کے حکم : فرمان کی عظمت و اوجہیت کا آئینہ دار نہیں ہے ؟ ان آجوتوں پر ایمان لانے اور رسول کے آوازِ مرتبہ کو سمجھ لینے کے بعد قرآن حکیم کی منادی کرنا ہے جس منطق استدلالت اور کس شرمی محبت کی بنا پر حدیث و سنت کے انکار کا کھیل کھیلنا رہا ہے ؟

ان آیتوں کے علاوہ بعض دوسری آیتوں میں ارشادِ نبویؐ کی تفصیل کا علم
در زیادہ تصریح کے ساتھ موجود ہے

ما اناکم الرسول فخذوه وما ننہکم
منہ فاجتنبوا رسول تمہیں جو (علم) دین اُسے قبول
کر دو اور جس سے روکیں اُس سے روک جاؤ۔

ہر چند کہ بعض مفسرین نے اس آیت کے مفہوم کو اہل فہمیت کے سلسلہ
سے محدود طریقہ پر بیان کیا ہے لیکن محقق اور باخبر ارباب تفسیر کے قلم ارباب
دانش میں منشاء الہی کی تمسک ہو چکے ہیں۔ وہ انھوں نے آیت قرآنی کے
مفہوم کی دستوں کو محدود کر دینے کا تمام گوارا نہیں کیا ہے۔ چنانچہ امام
ازہری تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں

یہ آیت رسول کے ہر اور نبی کے لیے عام ہے
اور مالِ منبت کا سلسلہ میں اسی عزیت میں
داخل ہے۔

علاوہ ابوسعود اپنی تفسیر یہ لکھتے ہیں

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اہل غنیمت میں جو حصہ دین یا جو منافع فرمائیں اُسے قبول کر دے اور مانو کہ وہ عقدا حق ہے اور اسکا اتمام پر واجب ہے اور جس چیز کو لینے اور کھانے سے منع فرمائیں اُس سے باز رہو۔

ایک دوسری آیت میں الحاحت عند رسولی ہی کو نشان ایمان قرار دیا گیا ہے
 غامکان قول المؤمنین اذا دعوا
 الی اللہ ورسولہ لیسلموا
 معنہا اذاعہ داد لک ہم انظرین
 ایمان والوں کی بات یہی ہے کہ جب اللہ
 اُنکو اللہ اور رسول کی طرف تفصیل کرنے لے
 اُنہیں تو کہیں ہم نے سن لیا اور مان لیا

اسلامی تمدن

(اسلام کی جو تعلیم پیش کی ہے وہ سب کے لیے واجب ہے)

میں نے اپنی تقریریں یہ عرض کیا تھا کہ تعلیمات اسلامی میں سب سے پہلی چیز انسانیت کی وحدت ہے۔ اسلام نے سارے ممالک، ممالک، وطن، قومیں اور ممالک شامیہ ہیں یہ تعلیم کسی خاص مقام تک محدود نہیں بنی ہوئی ہے۔ اس تعلیم میں شامل ہیں اس لیے میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ اسلام نے جو تعلیم پیش کی ہے وہ سب کے لیے واجب ہے۔

جب آپ نے روشن کیا اور سمجھ لیا کہ وہ عید باری تعالیٰ اور وحدت انسانیت کے متعلق اسلام کا نظریہ کیا ہے تو آپ یہ سمجھنا چاہیے کہ انسان کے متعلق اسکا تصور کیا ہے۔ یعنی انسان کی پیدائش کا نشانہ کیا ہے۔ اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ انسان حکومت الہیہ کے اقرار اور خلافت الہیہ کے قیام کے لیے پیدا ہوا ہے۔ جب یہ صورت ہے تو ظاہر ہے کہ سب سے پہلے قیام خلافت کے لازم رکھا جائے۔ میں نے یہ وہ شبیہ وجود میں آیا ہے جو اسلام کے عملی قوانین اور مذہب سے منظر رکھتا ہے۔ اسی بنا پر اسلام نے اپنا فلسفہ نماؤں بنا لیا جو ایک لائق عمل ہے اور آج بھی جب "دین لا" بنا کے بہت سے حصہ پر چھاپا ہو ہے۔ اسلامی قانون اپنی جگہ سے نہیں ہٹا لایا تبدیل نکلاتا ہے۔ یہ قانون اس قدر سہمگیر ہے کہ اس کے ایک صفت کی تفصیل کے لیے مستقل دفین کی ضرورت ہے۔ یہ اسلامی تعلیمات کا ایک مستقل شاخ ہے۔ اسلامی تمدن و قانون کی بنا شعور صبح پر ہے۔ جو وہاں صبح کے تاب ہے اور وہ شعور صبح ایمان ہے۔ گویا اسلام میں معتمد ترین چیز ایمان ہے۔ اور اس کے بعد عمل صالح، ایمان و حقیقت ایک صبح خیال کا نام ہے جو شخص بینا ایمان کے عمل صالح کرتا ہے اسکی مثال اسی ہے جیسے کوئی شخص ریت پر عمل تعمیر کرے۔ شعور صبح حاصل کرنے کے لیے مسلمان کے پاس قرآن مجید موجود ہے۔

مسلمانوں نے قرآن مجید کے علاوہ دنیا کی دوسری قوموں کے علوم بھی سیکھے۔ مثلاً یونان سے منطق و فلسفہ حاصل کیا لیکن اسے اپنے دھرم کا بنایا۔ انھوں نے اسلوب کے انھوں سے منطق لی اور ہندوؤں سے علم ہریت لیا۔ لیکن انکو گھلایا اور پھر اسلام کے قالب میں ڈھالا جسکی تعبیر بیان کرنے کا یہ موقع نہیں مسلمانوں نے ان علوم میں انھیں قدر تبدیل دیا۔ انسان نے کیا ہے کہ آج اگر اسلوب کی روح دوبارہ دنیا میں لائی جائے تو وہ پہچان نہ سکیں کہ یہ وہی علوم ہیں۔

فراروانی طب کو دیکھیے کہ اسکو کہاں سے کہاں پہنچا دیا اور اسے اپنا بنا لیا۔ آج اگر وہ یونانی اطباء اس طب کو دیکھیں تو یہ کہیں گے کہ یہ ہمارا ہی نہیں ہے۔ اسی اصول کو فارسی "ابن سینا" اور ابو جبران اندلسی وغیرہ نے اپنا۔ انھوں نے اپنے زمانہ میں علوم کے وہ خزانے جمع کر دیے جن کو اب آپ کے لیے گستاخی شکل ہو گیا ہے۔ جس طرح مسلمانوں نے سیاسی حیثیت سے غلبہ حاصل کیا اور ربح سکون کو اپنے زیر اثر لے لیا اسی طرح ہر چیز کو اس سے حاصل کیا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی یہ کوشش بھی

ہمیں کی کہ اسے اپنا بنالیں۔ جس چیز کو یہ دیکھا کہ وہ اپنے مطلب کی نہیں بن سکتی تو اسکو اپنے خوش فائدے اٹھا کر پیچیدہ کیا۔ اسلام نے زندگی کے ہر شعبہ میں اصلاح کی اور اپنا ایک خاص تمدن قائم کیا، مثلاً مختلف قوموں کا لباس ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہے بعض تو یہ بالکل نیا نیم برہنہ رہتی ہیں، لیکن اسلام نے اس کے اصولی مفرد کر دیے ہیں۔ مرد کو اپنی نالت سے لیکر گھٹنوں تک چھپانا چاہیے، عورت کو سینہ بھی چھپانا چاہیے۔ یہ اسلام کی تہذیب ہے۔ اب اگر میں کسی عورت کو دیکھوں جس کا سینہ کھلا ہوا ہے تو میں کہوں گا کہ وہ مسلمان نہیں بلکہ کافر نظر آ رہی ہے کیونکہ تیرا لباس اسلامی نہیں ہے۔ غرض اسلام نے دنیا میں آکر ہر چیز کی اصلاح کی اور اس میں اعتدال پیدا کیا۔ کثافت اور گندگی و دودھ کی اور ہر چیز کو ستمنا بنا دیا اور انسان کو جس کے اصلی مرتبہ پر پہنچا دیا۔ اسلام کسی بھی چیز کے سیکھنے اور کس علم کے حاصل کرنے کی ممانعت نہیں کرتا۔ وہ زندگی کے ہر شعبہ میں ترقی حاصل کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ البتہ یہ چاہئے کہ تم ہر حالت میں سچے مسلمان رہو اور

اللہ کو اور اپنی حقیقت کو بھولیو

(رکاز تقریر گزشتہ)

نسوانی ادب لطیف

ادب لطیف ————— ایک قانون کے قلم سے ہے۔

"آہ! یہم میری سرور آہوں سے۔"

شعخ بکھ جاسے کہے۔

پھر بھی مایوس نہیں ہوں کیونکہ

اسکے پھر جلنے کی امید بھی ہے!"

آہ! اے دوست! میرے گرم آنسوؤں سے: امن تو ہو جائے کہ ہے

پھر بھی مایوس نہیں کیونکہ ————— امن خشک ہو جائے گی

امید بھی ہے! ————— آہ! اے دوست! میری آہوں سے گریبان

میں آگ لگ جائے کہے۔ ————— پھر بھی مایوس نہیں ہوں۔ کیونکہ

نئی قسمیں کے سلاسنے کی امید باقی ہے! ————— آہ! اے

دوست!

"آہ! اے دوست!" قسم کا ادب لطیف، جب تک ہمارے

گھروں کی چار دیواری کے باہر کارفرما تھا اب ہی کیا ہم تھا اگر اب تو خزانہ

کے قلم کی فقائیں ہیں یہی نظر فرزند ہونے لگا! آہ! اے دوست!!

(پتہ نام)

اپنے مراسلہ نگاروں سے

مولانا محمد سعید صاحب (راؤڈی) آپ کا مراسلت پہلی منزل پر گیا تھا اب

اور اسی وقت سے باجوہ آپ کے مستشارات کے ہم ادب کی ناکافی پہلے ہفتہ ہوا

کہہ کہ اسیر ایک ہزار افعال تیار کر کے دیا ہونے کے لیے بھیجا گیا۔ ڈاکخانہ کی مناسبت سے

دفتر کھلے ہوئے تھا۔ اب اس کے برائے چاروں میں کہ آپ بھی موزوں گزشتہ

۱۔ - صفحات ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹ - غیرا۔ - تمدن میں بہت سب

(۲) محققین و معتمد مرزا کی جانب سے ہیں۔ اور میں قرآن و حدیث سے

کلام کی رفتار

اسلام آباد میں "سرفرازات" کے کھیت (مطالعہ)

نئے کام کا آغاز

سلطان بالاکا: اے خیر برکت! ہے اور اس میں ذکر اس سے بھی کئی سال قبل کی اسلامی تحریک کا انگلستان میں ہے۔ کیا اس تاریخی حقیقت کی روشنی میں یہ پوری جماعت احمدیہ اپنے بابرار کے دوہرائے ہوئے ان دعوؤں پر نظر ثانی کرے گی کہ گویا بلاشبہ میں تحریک اسلامییت کا منتر اسی کی کوششوں کی وجہ سے ہے کہ شریعت و آئینت اسی کو حاصل ہے؟

بیلسخ دین نصف صدی قبل "تحریم" اسلام انگلستان

بعض آیات تدفیر آفت . ایسے مردی عالم جو مانتا ہے کہ خدا ہی

علوم قرآنی میں سماج نظر نہیں، دریا نشیز ملتے ہیں:

۱۱) اے تم تو اے اللہ کے پیغمبر! کہ جس نے تم کو بھیجا ہے کہ تم کہو کہ میں نے اللہ سے کچھ نہیں سنا۔
 ۱۲) کیا ان لوگوں کی کچھ تفسیریں جو کہتے ہیں کہ یہ کون
 ہے؟

(۲) ن شہ پہلے بلکہ منہر (۲۵۰-۲۵۱) بابا کو سن ستر

(۳) دیکھو کہ علی مرتضیٰ قرنیہ دہی غازیہ علیٰ حرا شہاد (مجزہ - ۱۶۶۰) کے نزدیک اللہ ہی سے کون مراد معلوم ہوتا ہے ؟ مستشرقین متفق ہیں ۔

(۱۱) جی نہیں، اس قوم کی تئیں کے باب میں کوئی تاریخی بیان ہو گا تو بل
معنی: دل کا خلعت تباہات ہو کے گئے ہیں اور دوسرے تفسیر
والے پر روشن ہیں۔ نوٹ میں اس سے ملتا ہے ایک بیان لانا ہے
مگر وہ دائرہ کشفی رنگ کا معلوم ہو گا ہے۔ لافظہ: توفیق الہی کی
کتاب: الجواب ۳۲، آیت ۱۰۱۔

(۲) دریائے مراد فلسطین کا مشہور دریا ہے۔ یہ دریا حوضِ اربعہ کا ایک شاخ ہے۔ یہ دریا حوضِ اربعہ کے پانیوں کو دریائے مراد کے ذریعہ بحیرہ روم تک پہنچاتا ہے۔ یہ دریا فلسطین کے مشرقی سرحد کا کام دیتا تھا۔

سرکام سے ملا کر بچا اور بچوں کی پیدائش پر انعامات نہیں گئے
مال ہی میں ایک قانون منع حاصل کو منع قرار سے چکاڑ
(بڑھ)

سیکھے منع حاصل کا قانون مقرر ہوا ہے ایک کے بعد دوسرے ملک میں خود
یورپ میں میرا اور انعام و اکرام سے حوصلہ افزائی کی جا رہی ہے شادی
داد و داج کی اور اولاد پیدا کرنے کی! دوسرے شریعت کا پورا مذاکرہ
ہو گیا ہے پڑھنے کی تعلیم کلاچ کی تھی آج پڑھنے کی تعلیم اور دینی
اور فرائض کی تعلیم دینا جو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔
ہندوستان غریب کا وطن خیال! بیچارہ ایسی وہ ماحول اپنے بنا رہا ہے
کہ منع حاصل کے آلات خریدے اور سرکاری کاسٹل اور ڈانڈہ کانفرنسوں کے
ذریعہ سے کثرت ازدواج و کثرت اولاد پر پابندیاں عائد کر دیا

ایک عجیب اعتراض

حشر کے نام سے مراد کیا ایک ادبی سالہ
لغات سے نکلتا ہے ایک ایڈیٹر منشی دایا پرکاش صاحب سردار اپنے نامیت
نامہ میں لکھتے ہیں:

"میرا تخلص سردار ہے ہاں کے ہندو مت کے ہندو مسلمانوں نے
یہ جڑ بٹک مچایا ہے کہ ایک ہندو کا تخلص سردار ہے اور ہم سردار
کہتے ہیں حضور رسالت آپ کا اس لیے ہندو کے تخلص سردار سے
جڑ سے سولہ کیڑی کی تین سے۔ گنگا آپ اس نفیوں بحث پر
تھپہ رہی تھی ڈال سکیں دوسرے کے کرم فرائی ہوگی۔"

مگر یہ چیز خود اس قدر روشن ہے کہ سردار کا تخلص سردار ہندو کے تخلص سردار سے
جڑ سے۔ غلام ہے کہ سردار ہندو کے ہاں کی کوئی مذہبی اصطلاح نہیں اور
کہ اگرچہ کچھ چل سکتی ہے تو ذہنی اصطلاح میں چل سکتی ہے اور مسلمان تو
مرا جیہ لفظ خدا اور مال کے لیے کسی کسی موقع پر استعمال کو سیکھا۔ اعتراض
جست ہی عجیب و غریب ہے۔

نمائش اور نمائش سن

دینی کا غیر مسلم ہفتہ وار بات لکھتا ہے:

"ہندوستان میں مسیحی نمائشوں کا رواج قریب قریب ہر شہر کی گلیوں
میں لگا مقصد یہ تھا کہ ملک میں مسیحیت و مروت کی ترقی ہو اور لوگوں کو
علم ہو کہ ہندوستان میں کون کون سی نئی کلاں کماں بنا رہی ہے
کلاں گروں کی حوصلہ افزائی ہے ایک کی دولت ملک پر ہے
گاہک نمائشوں کا نتیجہ یہ ہے کہ ایک قسم کے بازار ہیں جہاں بچی
و شیا و فروخت ہوتی ہیں۔ نمائشوں کے سطور و کاغذوں کے گروہ
اور لوگوں کے ذریعہ ہر سال ہزار ہا روپیہ جمع کیا جاتا ہے اور ان
نمائشوں کی مرقع کا سبب وہ ڈانیں ہر جون سوار کہنے محض
کی نمائش کرتی ہیں۔ وہ سب سے پہلے کہتے ہیں ہاں ہر پہلے ہیں
اور سبھی کی اور ہم کو اپنی کاشت سے کہہ کر ہر دس کے لیے کشش کا پیش
ہوتی ہیں۔ چنانچہ یہ واقعہ ہے اور اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ ان
نمائشوں میں خود دس کے اتنے کی مالیت کو دینی جاسے تو شاید
نمائشیں ایک دن بھی جاری نہ رہیں۔ اور کوئی مردانہ انداز

کیسے دوسرے اہل دل کی زبانی بہت عرصہ ہوا بیان کیا تھا کہ ان بزرگ
کو مرزا صاحب کے باب میں ترو و تلخاں اور کافیا۔ آخر ایک روز عالم
ہو گیا میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت منسوب ہوئی۔ انھوں نے جس بارگاہ عالی
بروہمال پیش کر دیا کہ "مرزا صاحب غلط ہے" ان کا بیان ہے کہ جواب
آوردہ میں ارشاد ہوا کہ "اگر وہی ہے" خواب حجت شرعی بقایا نہیں غرض
جب وہ نقل و نقل ہو کر پہنچے لیکن مرزا صاحب لفظ کے ذریعے ایک
موسس فیہیت کی زیارت کیا۔ اور یہیت تین تشریح سے بہت ہی گنتی
ہوتی۔ جماعت لاہور کام چیتا کر رہی ہے کہ چلے۔ کرسٹ کی موت رکھی
ہے لیکن اصل کام سے زیادہ اس کا اشتہار اور پورے ملک میں یہ فسادات اب
قریب کی اسی فیہیت کا پرتو معلوم ہو رہا ہے۔ ان شدات سے معذور
مفتید کام کی تحقیر استقامت نہیں بلکہ اس کے اسے میں غلام رہا ہے
بچا ہوا اور اسے میں اعتماد الی و تو ان پیداکرنا ہے۔

آہود اور پنجاب

سردار عزیز، متبادل عام اور عام فہم زبان ہے
آہود اور پنجاب کی عمر آہنگی اور گہمتی کا انبیا ہی نشان ہے
تیرہ اور فوسس سے ان پنجابوں اور طر چا بوسہ پر جو
پنجاب رہا ہے اور زبان کو آہود کا حرکت ہارے کے مسئلہ
نہیں کر رہے ہیں۔

باقی باتیں ہیں ایک ہی قرار داد کے جو حال میں لاکھوں پنجاب آہود
کا نعرہ لگاتے ہوئے قریب مسلمان نہیں ایک ہندو صدر کے زیر حذر اور
انھیں کی تحریک پر مشغول ہوئے ہیں!

"صاحب" زادوں کے کمالات

سندھ کے ایک شخص (مندان)
دوسرے کی خبر ہے کہ وہ تعلیم یافتہ ہوا ان جہان عورتیں لیکن
انگوٹھی خانہ میں محض لڑکیاں لے چھو کر یاں ڈگریں ایک کی عمر
۲۰ سال و سر ہی کی ۲۰ سال ایک اسکول میں شہر بھارتی کر دیا
جو پھین۔ بیٹہ سر سرتاس سے اسکول میں داخل ہوتے سے دوک
اس پر وہیں صاحبزادیوں نے اپنے اپنے پر سے جو تانہ کر ہا ماسٹر
صاحب کو پیٹ دیا! بعد مدت میں میں ہوا۔ وہیں کہ نہادش
پیش شناس جو نہ کی ہوئی اور ایک ایک سال تک ملاقات رہے۔
کہ علم!

اسے افسوس کہ "صاحب" زادوں کے ان کمالات کے تیار سے
میں "جندہ" ذوالی اور "جندہ" ذوالی یعنی ہستی میں ہیں!

جنت میں رجعت

اسپین کے دار الحکومت سیدر دے ۲۳
مردی کی چلی ہوئی خبر ہے کہ وزارت کا جو اجماع اعلیٰ دوزن برابر
تار اور کلی ختم ہو گیا۔ ماسک و حرن سال کا حال معلوم نہیں
یہ یہ معلوم ہے کہ
"جو اسپانی میاں یوٹی تبا چاہتے ہیں انھیں قرص

بہت سے ہندوستان کے مسلمانوں کی نمائشوں کے بارے میں یہ بات سن کر حیرت مندی ہوئی ہے۔

ترجمہ سورہوں کی ایک اہم تقسیم اہل تفسیر نے یہ لحاظ زمانہ تراکیب ہے۔

فتاویٰ انکار حدیث

(۲)

(از مولوی مہدوب الرحمن صاحب لکھنؤ)

تذکرہ کبریا ہے۔

ما تحسبوا امرہ و انما و دعاہم
 کہا کہ ان میں سے بعض اذکار
 پر قیاس نہ کرو۔ کہہ کر آپ کا حکم اتنا اور اہل
 قیاس لازم اور فرض ہے۔
 آگے لکھتے ہیں

ایمان تو ایمانی میں امر و نہاد
 من امر سے مراد رسول کا قول اور فعل
 قول الرسول و فعلہ و ذلک
 ہے جس کا خلاف ہے کہ رسول کے قول و
 فعل کی تقلید ہم پر واجب ہے۔
 اسلئے دلائل کون انجا

لینا

نبی و ملت اور پچھلے زمانے کے فرمان اور میں کی
 حجت کا جس کا دوسرا نام "حدیث" سنت ہے آثار حدیث و سنت
 کا نام نہیں اپنی بے جہتی اور کمال عقلی کا اعتراف ہے۔

اس سلسلہ میں ایک علمی شبہ و بھی پیدا ہوا ہے کہ یہ قرآن کیم
 نے پہلے لفظ اکل ثقیل کا دعویٰ کیا ہے تو پھر بعد میں سنت
 کی تصریح احتجاج ہی کیا جاتی ہے یا میں عقل و نقل دونوں کے
 اعتبار سے و شبہ بھی بالیقین و دلان ہے۔ کیونکہ اسی قرآن میں جسکے ایک
 آیت کی لفظ تاویل کو کے لئے تفسیر بنا لایا جائے بہت ساری کی فرض کو
 یوں بنا کر فرمایا گیا ہے۔

لقد انزلنا علی الاممین
 رسولنا انہم رسولنا فی شہر
 فیہ و علیہم آیات و ذلک ہم
 انکار انہم انہم
 اور پاک رہا ہے انکو میں ترک وغیرہ سے
 اور کھلتا ہے انکو کتاب اور کلام کی بات
 اور کلام کی بات اور وہ تو پہلے سے صریح
 گواہی میں تھے۔

آیت "انہم انہم" کی تفصیل میں جو انسان بنا حضرت اہل کے خدشتہ باطن سے
 جو دین کی بشت کی منزلت کی کیا تھی اور بشت کی منزلت کو بھی تو تعلیم
 کتاب و سنت کی کیا تفسیر ہوگی؟ یہ سوائیکہ پروردگار مہم نے رسول کی بشت
 و بشت کے ان فرض کو سپرد ہم انسانیت میں کیا ہے وہ حقیقت ہے
 آیت قرآنی خود اس بات کی شاہد ہے کہ یہ کتاب تفصیل اللہ کی تھی اور نہ
 سکے ساتھ ہی اپنے مصلحتی مطالب۔ اپنے اسرار و موزوں و دست کے تھا
 سے کہ بھر آپ ان کو رہے میں کی گواہیوں سے گوہر جہاد کا ہر لفظ اسکی
 سنت و مرتبہ کو پہچانے اور دوسرا ان کو چھوڑنا امرت نہیں کیا ہے۔ اسی سے
 پروردگار عالم نے نبی کریم کو حضرت رسول اور جلیل مہر بنا کر میں بھیجا بلکہ آپ کو
 دوسری دنیا کی تعلیم کے لئے اسلئے تفصیل ہی عطا کی کہ آپ کو کتاب مکملہ
 کی تعلیم کا دار و دار بنا کر بوسہ کیا۔ محقق ملاحظہ فرمائے عموماً کتب کے

سنت "سنت" کے بجائے میں یعنی ایک جانب تو معنوں کے سہارا پر کام تھا کہ
 وہ قرآن کے اسرار و غامض کو سمجھائیں اور اس کے احکام اور امر کی تشریح
 فرمائیں۔ دوسری طرف یہ انداز ہی قصی کر ان احکام پر عمل کر کے مسلمانوں
 کے ایک طریقہ اور سنت قائم فرما دیں۔ اس تفصیل کے بعد اس شبہ کی کیا
 حقیقت باقی رہ جاتی ہے جسکا ذکر اوپر آچکا ہے اور کیا یہ آیت بھی سمجھ
 دوسری آیتوں کے حدیث و سنت کی اجمیت و قطع کی ایک اور دلیل
 نہیں ہے؟ وہ کیا خشکی کے شبہ کا دوسرا ہی "حدیث" کی تشریح حقیقت
 ہے ایک ایسی نکالیں اور اور حقیقت ہے کہ میں کسی کو علوم و فنون کی
 تالیف سے کچھ بھی ملتا ہے وہ جانتا اور بخوبی سمجھتا ہے کہ علم و ہنر ہے
 زیادہ سنت و محقق اور غیر مشکوک کسی دوسرے عالم کی تالیف ہے اور
 نہ ہو سکتی ہے البتہ یہ عالم کے تمام مسلمانوں کا دہرنا رہا ہے جلی شہادت
 آج دوستان سے نہیں دشمنوں کے علم سے اور انکی زبان سے مل رہا
 ہے۔ و بعض ائمہ سے بہ الاموال۔

آج حدیث ہی کے معنی و ترتیب، حفظ و تہذیب اور جرح و تعدیل کے
 تمام کا نتیجہ ہے کہ جو یہ ہے بسبب اسے مستشرق اور بعض مسلمانوں کی اس فوجی
 اور غیر خدمت پر غور و تحقیق اور فرس لیند کہ ہے جس جانا چاہیہ کر اور
 باہر مہم و غیرہ۔ اپنی تلافیت میں موقع ہوتی مسلمانوں کی اس
 خدمت کو بہت ہی اچھے الفاظ میں برا ہے۔

حدیث کے علاوہ وہ دنیا کے کس علم کی تاریخ ہے جسکے منہ و تہذیب
 یہ تمام نظر رکھا گیا ہو کہ اسے عمرت کے بالکلیاں و یا تندر او بہترین
 ذہن و حافظہ رکھنے والوں کے واسطے سے تحریر کیا گیا ہو جس علم کے
 کتابی صورت میں مہم اور مرتب ہونے تک پہنچے ایک واسطہ اور ذریعہ
 کی پوری زندگی کا کھوج لگایا ہوا سکے عام حالات کی تحقیق کی گئی ہو
 اور کسی جگہ سے کسی واسطے میں اگر کوئی نقص نظر آیا ہو تو پھر اس سلسلہ و دست
 کو مرتبہ اعتبار و عقائد سے گرا دیا گیا ہو۔ ایسے ملے کے تاریخی اعتبار و شہاد
 مشک اگر ہو سکتا ہے تو آج دنیا کی ساری تاریخیں و قدت انہی کی ساری
 داستانیں حکمتوں کے عروج و زوال کے اسلئے نفع و ناسبت کے قسے
 جنگی دنیا و دین پر نئی نئی عمارت بنا کر نے والوں کو بچلے و اسرار و اسرار کی
 ڈگریاں مل رہی ہیں انہیں اعتبار کے کس و غیر میں جگہ و جگہ کی
 یہ بھی واضح رہے کہ یہ عمارت جن راہیوں کے واسطے سے ہم تک پہنچی
 میں انکو کی جمع و ترتیبیں جو سخت تھا اسکی مثال بھی کسی دوسرے علم و
 فن کے حائین کے تفصیل و کھمیں گئی اور ہی جاسکی ایک ایک حدیث
 کی تلاش و جستجو اور اسکی تفسیر و تصدیق کے لیے ان عالیشان رسول نے
 سیکڑوں سیل پانچا وہ سفر کیے اپنے ہزاروں روپے خرچ کر ڈالے اور اگر
 کسی کو ان مشقوں اور محنتوں کے برداشت کرنے کے بعد چند حدیثیں ہی معلوم
 ہو گئیں تو وہ سمجھا کہ اسکی زندگی ٹھکانے لگ گئی اور وہ اپنے مقصد و حیات
 میں کامیاب و باہرام رہا۔

اس سلسلہ میں وہ امر بھی قابل ملاحظہ ہے کہ وہ صحابہ کرام جن سے ہم تک
 یہ ایتیں سلسلہ یہ سلسلہ پہنچی ہیں وہ ایک ذمہ و اجمیت کے ایک قسے
 یہ نہ تھا کہ جو ذہن میں آیا رسول کی طرف منسوب کر کے کہ پہلے ان کے دل میں

ادبیات و فلسفہ

نسیحیت اور ہندوستانی سیمیت

عیسائیت جب - ہندوستان میں آئی اور بعض ہندوؤں نے اسکو اختیار کیا، اُس وقت سے آج تک ہمارا اس امر کا سراغ ملتا ہے کہ ان لوگوں نے ان پریشی مذہب کو سودیشی بنا کر اپنی پیروی کو پیش کیا۔ جو لوگ مسلمان سے عیسائی ہوئے ان نے تو عیسائیت سے اپنا سامی و غیرانی رنگ اور وطن کسی قدر قائم رکھا، اس لیے کہ وہ چین سے سامی لایا اور تواریت و پروردگار کے نام سے پتلے آئے تھے، لیکن ہندوؤں اور اچھوتوں کی آریائی اور دراوڑی طبقات نے اس - اسی مذہب کی تہذیب کو اختیار کر کے اپنی کوشش نہ کی، بلکہ اس کو ہندو بنائے، کی سنی یہاں تک کہ یہاں تک کہ یہاں کے عیسائیوں میں بھی ایک عجیب و غریب تہذیب نشینہ کشیدگی پائی جاتی ہے۔ وہ پراشٹ اور رومن کیتھولک کی کشیدگی نہیں، بلکہ "مسلمان عیسائیوں" اور ہندو عیسائیوں کی باہمی اوجھٹ ہے۔ جس طرح ہندو مسلمانوں سے متعصبانہ نفرت کرتے ہیں اسی طرح ہندو عیسائی ہونے والے لوگ، مسلمان سے عیسائی ہونے والوں کی بیگانی کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اور عام طور پر سیاسی و معاشرتی حقوق کے معاملہ میں ان کو نیچا دکھانے کی کوشش کرتے ہیں۔

اس تعصب کی وجہ کیا، اور یہی بھی ہے کہ "مسلمان عیسائی" سیمیت کو اسکی اصل صورت اور سامی روحیت کے ساتھ قائم رکھنا چاہتے ہیں اور "ہندو عیسائی" اس مذہب کو تمام پریشی اثرات سے پاک کر کے خاص ہندوستانی مذہب بنا لینا چاہتے ہیں۔ چنانچہ جنوبی ہندوستان کے بعض عیسائی اخباروں اور رسالوں میں اس مسئلہ کے لیے معائنہ میں بھی لکھے گئے۔ اور یہ مرض جہاں تک بڑھا کہ بعض عیسائی اسکالروں نے مسیح کو ہندوستانی ثابت کرنے کے لیے اس نظریہ کو بھی پیش کر دیا کہ مسیح جو یوڈیٹم (یہودی) میں پیدا ہوئے تھے۔

پچھلے دنوں لاہور میں بعض عیسائیوں کی طرف سے ایک عجیب حرکت کی گئی۔ ہندوستان، برما اور سیلون کے عیسائیوں کی ایک تحریک "اسٹوڈنٹ کریسچن موومنٹ" کے نام سے موجود ہے۔ جس کے سربراہ ہارسی دلام جی - اس تحریک کی شارع لاہور کا ایک سالانہ جلسہ منعقد ہوا، اس میں عیسائیوں کے عام طریقہ نماز کو ترک کر دیا گیا۔ بلکہ جو عیسائی اس تحریک کے سلسلہ میں شامل نماز ہاے وہ اپنے ہفتے باہر نماز کر فرشی پر بیٹھ گئے۔ قربان گاہ پر دیے روشن کیے گئے۔ اور لوہان ملا لایا گیا۔ گو با اگلے ہندوؤں کی جو جاہات کا سامان پیدا کر دیا گیا عیسائیوں میں جو چیزیں "اذان و فاتحہ" کی قائم مقام ہیں، انکی جگہ میٹرونی گیمیان ملی" میں سے کچھ اشارے پڑھ گئے۔ اور بعض پرستش گاہوں میں اس اور سنت کلام کے اشعار سے اخذ کوکے پڑھ گئے۔

اس غیبت کے ساتھ ہندوستانی موسیقی بھی - گیت پنجابی زبان میں لکھے گئے تھے، اور جو جاہ کے خاتمہ پر تمام عیسائیوں نے تہنید شانتی - شانتی - شانتی بھی پکارا۔

یعنی اس تحریک کے رہنما سبھی، بادشاہ کو بھی بالکل ہندو بنا پا کر کے سامنے نہ آ سکتے تھے۔ اور کتنے ہیں کہ عبادت کا سبھی طریقہ ہندوستانیوں کے لیے موزوں نہیں۔ لہذا کوئی ہندوستانی طریقہ اختیار کرنا چاہیے۔

اس کے علاوہ ہارسی دلام نے یہ بھی فرمایا کہ "اسٹوڈنٹ کریسچن موومنٹ" کی پوری کارروائیاں ہندوستان کی ہر قوم کے لیے کھول دینا چاہیے۔ تاہم اس سے پہلے ہی صاحب کا غلبہ یہ ہے کہ ہندوؤں کو ہندوستانی سیمیت اختیار کرنا چاہیے۔ اور ہندوؤں کی اذیتوں کو جاننا چاہیے کہ ہندوؤں کو اپنے تمام غریب میں لائیں۔

اسی سے اندازہ کیجیے کہ جو لوگ حضرت مسیح کا ابن اختیار کرنے کا دعوے کرتے ہیں اور عیسائی دین پر توہم و اصرار کی دست برداری کر رہے ہیں، ان سے اس کا کبھی معقولہ نہ ملے گا۔ اگرچہ اسلام نے ایک ہزار سال کی مدت میں اپنے آپ کو ہندوؤں کی مذہبی زندگی سے الگ رکھا ہے، اور "اسلام سماج" اور "محمد مندر" (مسجد) میں بننے والے، لیکن ہندوؤں کا خیال ہی ہے۔ اور ارباب مختلف طریقے سے ظاہر بھی کیا جا چکا ہے کہ اسلام ایک پریشی مذہب ہے اور مسلمانوں کو پریشی مذہب - پریشی زبان اور پریشی نام وغیرہ بالکل اختیار نہ کرنے چاہئیں۔ (انتخاب)

ہندوستانی ادب

علی، ادبی، لاہور مجاہد

اگر آپ مختلف علوم و فنون کی کتابوں کا مطالعہ کرنا چاہتے ہیں، تو پہلے "ہندوستانی ادب" کو پڑھ ڈالیں۔ یہ مجلہ حضرت نظم و انضام کا نمونہ ہے بلکہ علم و لغت کا پورا ہندوستانی ادب کا مطالعہ آپ کو کتب بینی کی رحمت سے بے نیاز کر دے گا۔ آپ مزید اس کے خزانہ میں جائیں۔ چند سالانہ لائبریری قوت میں ہے۔

ایڈیٹر "ہندوستانی ادب" سینٹرل لائبریری لاہور

(بقیہ صفحہ ۶)

رسول کی صحیح عظمت و وقار سے میں متعلق ہوں۔ جس کے حقیقی جذبات سے انکا دل غمزدہ تھا۔ جہاں رسول کا پسند کرتا وہ اپنا خون گراتے۔ رسول کے چشمہ ابرو کے اشارہ پر اپنی جانیں قربان کرتے۔ وہ رسول کی نظر کو اپنی زندگی اور نظر مناب کو اپنی روح تصور کرتے۔ لیکن تھا کہ کسی ایک نقطہ کو بھی وہ رسول کی طرف غلط متوجہ نہ کیے۔

ان تعظیبات کے پیش نظر حدیث کی محبت دینی اور اسکی "آرٹھت" کا انکار بدیہات کا در و درویش میں آفتاب کا آگاہ ہے۔



دو جناب مولانا سید شاہ فرحان صاحب گیلانی مدظلہ

اس وقت ہمارے پاس بعض کی تاریخوں کا جو ذخیرہ ہے وہ وہاں
روم ہو یا ایران چین یا اسیان ان قدیم ماقوم کی تاریخ میں ہزاروں سے
مترقب ہوتی ہے اگر ان کے اساسی سرچشموں کی جانچ کی جائے گی تو جو کچھ اس
نامنسل مورخ نے بیان کیا ہے بہت کچھ اس کی توثیق کرنی پڑے گی مگر
ہی سے انسانوں کے پاس اس وقت کوئی ایسی تاریخ نہیں آتی جو اس وقت تک
ہے جسے واقعہ کے عین شاہدوں نے خود مرتب کیا ہو۔ یا ان کے ہاں وہ
راست بیانیوں کو خود ان ہی سے سن کر لکھا ہو جس طرح کہ ان کے ہاں وہ
اگر کوئی ایسی چیز مل بھی جائے تو اس کا پتہ چلا نہ آتا۔ لہذا اگرچہ شاید ممکن
ہے کہ غلط واقعات، سیرت و دیگر کفر کے لحاظ سے اٹھایا گیا ہو مگر
سے معتبر ترین کسی ایسی ذخیرہ کے وژن کے متعلق اگر کوئی بات پیش
کی جاسکتی ہے تو یہی ہے کہ جس زمانہ میں واقعہ گردا ہے مورخ خود ہی
اُس زمانہ میں موجود تھا، اتفاق سے کسی واقعہ کے متعلق اگر ایسی شہادت
میسر آ جاتی ہے تو تاریخ کا یہ حصہ ذریعہ شاکہ اردن میں شریک کر دیا جائے۔
لیکن خود اس معاشرت کا یہ حال ہے کہ قدیم ماقوم کے تاریک زمانہ کو تو
جانتے دیکھتے آج جیکے جدید صناعات و ایجادات نے زمین کی گلاب
کیچینگ کر ایک ایک کو دوسرے ملک سے لایا ہے، تعلیم نام ہو چکی ہے
کم از کم یورپ کے ملکوں اور اسکولوں میں دوسرے زمین کے افسوس کا
مطالعہ ہر ایک کو کر دیا جاتا ہے۔ لیکن ایک واقعہ نہیں آئے دن
ایسی ایسی جہالتوں اور غلط فہمیوں کے شکار غریب جاہل شرتی ہی
نہیں بلکہ فرزانہ و انافرنگ کے ارباب غرور علم ہوتے رہتے ہیں کہ
بعینہ قد آدنی کو حیرت زدہ جاتی ہے۔ اور تاریخ جمعوت کا جھگڑا ہے
دماغ سے چٹا لیتا ہے کہ کیا اس دور میں کچھ واقعہ کا غریب شریک
ہے؟ بہت پرانے زمانہ کی بات نہیں ہے کہ مشرق میں کانگریزوں کا
کا شہور زلزلہ ہندوستان میں آیا تھا، ایک نہیں بلکہ متعدد انگریزی اخباروں
میں اس زلزلہ کے متعلق یہ خبر شائع ہوئی تھی کہ "کانگریز چوبیسویں کے
تہہ ایک جزیرہ ہے وہاں ایک سخت زلزلہ آیا" اور سچا ہے اخباروں کا
و غیر خبروں کی جماعت ہے عام طور پر گپ فوسی میں یہ بدنام ہے اس
سے اس زلزلہ کے متعلق یہ عبارت اس وقت تک موجود ہے۔
"ایک سخت زلزلہ نے ایک وسیع ضلع میں جو اگرچہ اور شملہ کے
درمیان واقع ہے عام تباہی اور سخت نقصان پہنچایا۔"
انہی باتوں کی تفصیل بتاتے ہوئے صرف اسی مورخ نے نہیں بلکہ دوسروں
نے بھی یہ اہتمام فرمایا ہے۔

"اس سے کسی سو آدمی ہلاک ہوئے۔"

حالانکہ پنجاب گورنمنٹ کی ہاؤس کے مطابق اس زلزلہ میں بیس ہزار سے
کم آدمی ہلاک نہیں ہوئے تھے۔ معاشرہ و زمین کی کتابوں میں اگر اس قسم کی

شرقیوں اور پوجیوں کو تلاش کیا جائے تو ایک اچھی خاصی کتاب تیار
ہو جائے۔ سیاحوں کی یادداشتوں کو بھی تاریخی واقعہ کے ثبوت کے طور پر
اہمیت دی جاتی ہے اور اس سے بے پروا ہو کر وہ اس سیاح کا اپنے
ذاتی رجحانات، سمجھ بوجھ سمجھائی، استنبازی میں کیا حال تھا، لیکن
ان سیاحوں کی بدولت واقعات کی صورت کبھی کبھی کتنی سچ ہو جاتی
ہے اس کا ایک سرسری اندازہ ہمارے موجودہ میر شہید دنیات (نویسہ)
ناظر بارہنگ جسٹس میدرا آباد پبلیکیشن کے ڈرائنگ روم کی ایک تصویر
سے ہو سکتا ہے جو انگلستان کے ایک معتبر اخبار سے ایک کے محفوظ
کی گئی ہے۔ یہ ہندوستان کے ایک نوٹ کی تصویر ہے اور اس کے نیچے چپ
خط حروف میں یہ لکھا ہوا ہے کہ پورے مذہب کے لوگ اپنی ایک شہر
مذہبی رسم جو مذہب کے نام سے موسوم ہے ادا کر رہے ہیں۔ میں نے اس
تصویر کے نیچے جب اس فقرہ کو پڑھا تو بار بار حیرت آتی تھی کہ آخر یہ کیا
ہے۔ تصویر سے سمجھنا معلوم ہوا تھا کہ ہندوستانی مسلمانوں کی ایک
جماعت نماز پڑھ رہی ہے، انکی شکل و صورت لباس وضع قطع،
حرکت نشست اہر چیز ہندی مسلمانوں کی تھی، لیکن معتبر سیاح نے جس
وقت یہ نوٹ لیا تھا، اس کے نیچے اس نے ہی عبارت درج کی تھی۔ آخر جب
میر شہید صاحب باہر تشریف لائے، ان سے پوچھنے پر معلوم ہوا کہ
آپ نے قندھار میں تصویر کو اسی سے محفوظ کیا ہے تاکہ یورپ میں سیاحوں
کی تاریخی شہادت کی ایک گواہی ہو، آپ نے فرمایا کہ یہ دہلی میں
نماز عید کے موقع کی تصویر ہے۔ ایک مغربی سیاح نے اس عید کو آٹیا
بنادیا اور آٹیا کو خدا جانے کس طرح اس نے پورے مذہب والوں کی
رسم قرار دے کر اخبار میں اپنے اس جدید انکشاف کا اعلان کیا۔

ان چند تفکیکی مثالوں کے پیش کرنے سے میری غرض یہ نہیں ہے
کہ واقعی دنیا کے موجودہ تاریخی ذخیروں کا کلیہ غیر معتبر اور ناقابل
قراردینا چاہتا ہوں بلکہ مقصد صرف اس قدر ہے کہ ان احتمالات و مشکوک
کی کڑوہوں کے باوجود بھی آج جب علمی دنیا میں فن تاریخ ہر قسم کے
احترام و اعزاز کا مستحق ہے تو "حدیث" جو صرف مسلمانوں ہی کی تاریخ
نہیں ہے بلکہ عیسائیوں کے لئے عرض کیا تمام دنیا کی انسانیت کے ایک
عظیم انقلابی عہد آفرین کا ایک ایسا مکمل تاریخی مرقع ہے جسے نہایت متقی
اور اصلی شکل و صورت بلکہ ہر خط و خال کی حفاظت میں لاکھوں ہی نہیں
بلکہ کروڑوں انسانوں کی وہ ساری کوششیں اور تہہ پرستی ہوتی ہیں
جو کسی واقعہ کی حفاظت کے متعلق آدمی کا داغ سرچ سکتا ہے بلکہ
اس کی حفاظت و مصیبت میں بعض ایسے نہایت عاقل نے بھی کام کیا ہے
عیسائی کہ ابھی آپ کو معلوم ہو گا جو دنیا کے کسی تاریخی واقعہ کو نہ اس وقت
تک میرا نے اور نہ آئندہ آسکتے ہیں۔

کلیات خسروی

(جناب بدیر صدق کی ایک قدیم "البت")

حاکم و حکوم کے باہمی تعلقات و تفرقہ پر مبنی و حدیث کے حکام اور علماء
الادب و حکام و ادیان کے برترین اقوال کا مجموعہ، مفید انتباہات اہل مملکت میں پھیلا دے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(۱۹۱۷ء)

دفعہ بارہ بنیں
تکلیف عبد القوی
! میں غلامِ کائنات اور طریقہ کی گنجائش
DEL

انتخابات، نشر و ترویج کے ساتھ، فقہ حنفی کی شہرہ دستند کتاب
ہدایہ کے گزرا چکے۔ اسلامی حکومت کا مطلب آپ سمجھ؟ اسلامی حکومت
انگریزی، فرانسیسی اور انگریزوں اور انگریزوں کے خلاف لڑنے والی
ہم کی؟ ابھی کسی عدالت میں قبول نہ ہوئی، ایسے ذیل ایسے حقیر
ٹھہرنے انگریزوں کی بجائے خود کو نہ جرم نہیں، لیکن ان کے لازمی اور تاریخی

چالے چلتے۔۔۔۔۔ ابھی ایک ہی سالہ آدمی کی بات ہے،
 طلبہ میں یہ تجویز پیش ہوئی کہ کراہی کا آئینہ تلاوت قرآن سے ہوا
 چاہیے۔ "راش خیاں" ممبروں نے سنا سنکر شروع کر دیا۔ اب صاحب
 نے، طلبہ ہی کا میں، اجنبی کی ہر ہر قدمہ کا آغاز قرآن سے ہونا چاہیے
 دوسرے صاحب نے فرمایا کہ تلاوت قرآن ہی نہیں، اور رکعت نماز
 سے ہونا چاہیے۔۔۔۔۔ ان حضرات کے نزدیک تجویز ایسی ہی عجیب
 غریب و قابل مضحکہ تھی!۔۔۔۔۔ سرسلمان نے خوش نظریوں کے اس
 مظاہرہ کو روکا اور تجویز نہ صرف منظور کرادی، بلکہ ہر طلبہ کا انتخاب خود
 ہی آپ کو یہ بسم اللہ الرحمن الرحیم سے کرنا شروع کر دیا۔ یہ ایک نیا کام نہ
 تھا انکی ذہنیت کا۔ آج سے چار سال آدمی عربی مدنی کے نگہ نظر
 ترجمہ و تفسیر قرآن کا پہلا پارہ، فتویٰ سی ق اوریں بطور نمونہ طبع ہو کر
 تفسیر پر اتوار پانچ معلقوں میں اسکی سب سے زیادہ داد دینے والے
 مرحوم ہی تھے۔ آج کا یہی چیزیں آری ہرنگی، اللہ آبادانی کوٹ کی
 بیعت حبشیہ و فیڈل کوٹ کی بھی اور اور اسارے صاحب و مراد نے تو
 بس اس عالم اب وکل تک ساتھ دینے والے تھے۔

نبی بے غیرتی

"دو شاعر جیسے اس آئینہ شاعر کا اور

جو آئینہ لکھا کبھی کبھی کرور شر بلکہ غلط شریعہ بھی منور کر دیتا۔
 انگریزی شاعر چوچ کا یہ شعر بہ سبب اہل ہو گیا ہے، کہ کبھی کبھی
 ہومیں ادھکھنے لگتا ہے، اور کچھ واضح العقیدہ گراں کو بھی
 جھپٹنے والے سچے مسلمان قرآن پاک کو مسلسل دبا کر کہہ دیتے
 ہیں کہ اللہ میاں آیا سے کیا کہنے تھے، اور سالہ... مارہا
 (۲۲۳، ۲۲۴)

اقتباس آدمی کے ایک ہندو شاعر کے ان معنوں سے ہے۔ معنوں میں
 شاعر صاحب نے اپنی شاعری پر اپنے ہی قلم سے تبصرہ فرمایا ہے۔ اور اپنے
 کلام کے نشیب و فراز، بہت و بلند کی وجہ میں وہ فقرہ بھی تحریر فرمادیا
 ہے اس پر بیان خط کہیں دیا گیا ہے اس بحث کو چھوڑ دینے کے لیے اسے
 خود صحیح کہاں تک ہے اور "ان" واضح العقیدہ" مسلمانوں کا وجود اس
 زمین کے اوپر اس آسمان کے نیچے کہاں ہے جو (نور اللہ) اللہ کا
 بھی جھپٹنے لگتے ہیں۔ انہوں نے اس کے اس ذوق سلیم و عبادت شرافت کی
 داد دینے پر دقت نہ مٹائی کیجیے، کہ اس نے ایک مسلمان رسالہ کے صفحات
 کی میرا بانی سے کیا خوب تا نہ آٹھایا! بجا رہا کہ کیا خبر کہ مسلمان
 ہر لائق اپنے اللہ سے کیا اور کس قسم کا رہتا ہے، اور یہ ہے محل تسخیر کے
 لیے کس۔۔۔۔۔ عہدہ آواز ہے۔۔۔۔۔ حیرت صرف رسالہ کے مسلمان ایڈیٹر پر ہے۔۔۔۔۔
 نے آخرا کیا سمجھ کر اس فقرہ کو کہہ اسکے حال پر رہنے دیا، اگر اسکو سب
 سے عذرت نہیں کر سکتے تھے، تو کم از کم اس پر ایک تنبیہ نوٹ بھی لکھا
 نہیں دے سکتے تھے۔۔۔۔۔ عفا کذا سوالی ہاں آتا نہیں، بتانا
 غیرت و خودداری کا ہے۔۔۔۔۔ اور پھر جب یہ یاد کر لیا جاتا ہے کہ
 چہ آٹھایا کسی کا ذاتی نہیں بلکہ ملک کے ایک مسلمان "اسلامی" ادارہ و
 درگاہ کا مالک نہ آگن ہے!!

تندید و تنقید کے بالیشان ہونے کی عمارت پر کیا کر رہی؟ کارنیل
 کی قسم کے تانے اب دن میں جینے کی حالت پا سکتے؟ کاش، نمونہ پورا
 شہر خ کی ترقیوں کے لیے قائم ہونے والے کلب کس کا ہونا چاہیے؟
 "اسلامی حکومت کی طلب تیار کیے، اسکے یہ سنی و سنی کچھ
 کے ہند میں اپنی ہے؟

نہ سنی تو یہ کچھ جن مبارک میں ہمالا تیر
 سنا یہ بھی جو میں آئے تو دل کو لگا گئے

دوست سلسلہ معنوں

مدنی میں دو معنوں پہ پچھلے دو نمبروں کے
 ایسے نکلے ہیں جنہاں کی فوج و انتقامات کے خاص طور پر محتاج
 میں ایک معنوں پر اس سلسلہ مظاہر میں گیلانی مذہب کا تہذیبی حادیت
 ہے۔ یہ سب اس سلسلہ میں متد و نمبروں میں نکلیے، اپنے بحث اور اسے
 مقلقات پر جان، اور گویا آخری فیصلہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ ہاں آٹھ
 قلم اپنی نکتہ "فرنیس کے لیے" مشہور ہے، لیکن یہ مقالہ تو گویا عالمی
 ہے۔ دل میں اگر کچھ بھی انصاف باقی ہے، تو اس سے بڑے شاعر
 کے شہادت کے ازالہ کے لیے کافی ہے۔ عوام و خواص دونوں کو ان شاعر
 اپنے اپنے کام کی بائیں لی جائیگی۔ دوسرا معنوں کا ہونا چاہیے کہ ساقی
 کلاب ایک مستقل جزو رہ گیا۔ اس سے مراد اردو تفسیر قرآن سے ہے۔
 ان شاعر اللہ اس کی تسلیں بڑا بکھر رہیگی، یہ اگر نئی سے آج نہیں
 رہیسا کہ اسکے قبل کا سلسلہ تفسیر (ہر چاہے) بلکہ خود اردو کی زیر نظر مستقل
 تفسیر۔ قطعہ اسکی اشاعت سے مقصود خاص یہ ہے کہ اہل علم کی
 نظر اس پر پڑتی ہے۔ اور ان حضرات سے استدعا ہے کہ اندازہ کر کے
 شہرہ و نامیوں اور انہوں سے دیکھ کر مطلع فرماتے ہیں۔ ابھی کچھ پیش
 اصلاح (ترجمہ) عاف و اضافہ کی ہے۔ کہانی سورت میں آئے سے
 قبل ایسی اور اوجہ پونچ جانا ایک نکتہ ہے۔

سر شاہ سلیمان مرحوم

نہ چکی۔۔۔۔۔ تھی کہ پانچویں سر شاہ سلیمان
 کی خبر فائز پر پناہ تک نظر پڑی۔ اول حال سے، کرورہ گیا۔ فروذات سے
 ممکن ہوئی آٹھوں والا نقشہ نظروں کے سامنے پورا تھا اور دل کسی طرح یہ قولنا
 کرنے پر آمادہ نہ تھا کہ ایسا برشتاں چہرہ اتنی جلد بچو نہ خاک
 ہو جائیگا اللہ وانا السید اجون۔ انکی ظاہری شہرت، دینی و مرتبہ اعزاز
 سے سب واقف ہیں، اس میں اور بامنیات میں اسکا جو پایہ تھا اس سے
 بھی ہندستان ہی کے نہیں یورپ اور امریکہ کے خواص خوب واقف ہیں۔
 کہ لوگوں کو علم و کمال، کہ مرحوم بہ اس فضل و کمال، بہ اس جاہ و حشم، بختہ مسافر
 بھی ملے۔ طبیعت میں توازن و انکسار غضب کا تھا۔ مسلم یونیورسٹی کورٹ
 کے جلسوں میں بولے بغیر نظر کیجئے میں آیا، کہ کوئی اسلامی دینی سید و مرتبی
 ہوا اور روشن خیال، و مسجد و نماز ممبروں نے حسب معمول اس پر شانیں گہر
 مع آزمان غرض کی، اس وقت اس چانس سرسلیمان ہی کی ذہنیت آئے
 "اور وہ اپنے اقتدار و تدبیر و دونوں کو کام میں لاکر طلبہ کو مزید یہ بھی سے

تدوین حدیث

(۱) باب اول: مناظر من صاحب گیلانی

(۲)

ہی گئے۔ ائمہ کبار میں اس کا بھی امتنا ذکر کیا چاہیے اگر حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال کی احسانیت کی اتباع میں ان بزرگوں
کے بے ضروری نہ تھے بلکہ میں قرآن اور جس قرآن نے میں پر فرمایا
عاید کیا تھا اسی نے انکو اسکا بھی ذمہ دار بنایا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کو جو کچھ کہتے ہوئے انھوں نے سنا ہے اور جو کچھ کہتے
انھوں نے دیکھا ہے اور دوسروں تک مسلسل پہنچاتے چلے جائیں اور
مناظر صاحب کو اور ہر سچا کچھلیں کو کمالِ حرمت بلاتا جاتا۔ قرآنی آیتوں
(۱) کہتم خیرا و انما نزلنا من
"امرونا بالعرف و نهون
عن الشکر"

(۲) ولکن انکم رتہ یہ من الی الخیر
و یا مردن بالعرف و نهون
عن الشکر

پا ہے کہ تم میں ایک نہ ہو جو
نیکی اور عملانی کی طرف لوگوں کو
اُبلانے اور بھی باتوں کا حکم دے
اور جو بھی باتوں سے روکے۔

ہی کی یہ تفسیر تھی جو مختلف پیرایوں میں صحابہ کرام کو مخاطب ایک آیت
صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمایا کرتے سننے کا میدان ہے خفیت کی
مسجد ہے ایک لاکھ سے اور آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے
والوں کا مجمع ہے سب کو مخاطب کر کے فرمایا جاتا ہے

(۱) انظر انکم عبد اللہ و انکم
نوعا باثم ادبا الی من
لم یسبوا (صحاح)

ترجمہ: اے اللہ کے بندو! اس بندہ کو جس نے
میری بات سنی پھر اسے اور کھا اور جس نے
میں سنا ہے اس تک اسے پہنچایا۔

(۲) ترکتم انکم شیعین لمن تعلوا
بہما کتاب اللہ و شیعین
و لن یغفرنا منی بر و علی
الحوض (صحاح)

یہ تم میں۔ و چیزیں جو تاروں تک
بہد و غیر تم گمراہ نہیں رہ سکتے (ایک ذرا)
اللہ کی کتاب (اور دوسری) میری سنت
یہ دونوں باہم ایک دوسرے سے جدا
نہ ہونگے جب تک کہ حوض کوثر پر پہنچ
سیرے سامنے آجائیں

مجمع سے یہ روایت فرماتے کے بعد کہ کیا میں نے پہنچایا: اسان
کی طرف انتظاریاں اٹھا کر اٹھتم من لکنت انکم مل لکنت انکم مل لکنت
کے ارشاد فرماتے کے بعد آخری جنت کے اس خد کو اس شہور
متواتر فقرہ پر فہم فرمایا جاتا ہے

لا فلیسلن الشاہد انما اب (صحاح) ہا ہے کہ جو حاضر ہے: نائب ہو چکا جاتا ہے
جس دعوایک اثر انگیز ماحول میں اس غامض کا اعلان ہوا ہے اذکار

کیا جا سکتا ہے کہ جن جذبات و ہیمیا کے لیے یہ مخاطب مجمع ہوا تھا ہر
کیا انہو کو جو کھا۔ اسی اثر کا آپ کو یقین تھا کہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب
کر کے یہ طور پیشگوئی آپ نے فرمائی۔
تسعون و بیس منکم و بیس منکم و بیس منکم۔ (اور جن لوگوں نے تم سے سنا ہے ان سے
ایک سو و اسی)۔ (ایک سو و اسی)۔

صرف عام مجاہد میں۔ اعلان کیا جاتا تھا کہ ایک ایک کے مختلف حرمت
سے و نہ تو وقتاً و ذمہ کے جو سلسلے درجہ۔ نبوت میں حاضر ہوا اور کتنے
عموماً ان کو اسی جگہ ٹھہرایا جاتا تھا، جہاں سے "ان" کے معانی
و مشاہدہ کلام ان کو کافی موقع مل سکتا ہو، جسکے وہ مورخ بنائے جاتے
تھے۔ پھر جو کچھ سنا اور دیکھا مقصود یہ تا وہ سنا یا اور دیکھا یا جاتا۔
آخر میں رخصت کرتے ہوئے حکم دیا جاتا، "یسا کہ تم جانتے ہو"۔
احفظوا من و آخر من من و آخر من ان باؤں کو، انکو اور جو لوگ کھا
پہنچے ہیں ان سے حلقہ کرتے رہنا۔
مناظر صاحب جس اس فقرہ کی شرح میں لکھتے ہیں۔

یش من جا من من و آخر من ان باؤں کو، انکو اور جو لوگ کھا
پہنچے ہیں ان سے حلقہ کرتے رہنا۔
مناظر صاحب جس اس فقرہ کی شرح میں لکھتے ہیں۔

اور یہ تو سب ہی جانتے ہیں کہ اسلام کے دائرہ میں قبائلی داخل ہونے
جاتے تھے دربار رسالت سے انکی تعلیم و تلقین سلیب ذمہ دار صاحب کا
معبودا: "الحکم دیا جاتا تھا کہ جو کچھ کہتے ہم سے سیکھا ہے وہ انھیں
ہم جا کر سکھاؤ، صرف استنباطی احکام ہی نہیں بلکہ قرآن کی آیت
ان الذین یکتون الانزال من
الذین و اللہ من بعد
یتناہ الناس فی الکتاب
و لک لمنہم اللہ و لمنہم
اللعنون

کی بنیاد پر صحابہ کرام میں تاریخ کی نشر و اشاعت کے ذمہ دار ٹھہرائے گئے
تھے اسکا چھپانا گناہ خیال کرتے تھے۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے یہ حدیث بھی روایت کرتے تھے۔

من شل من علم ثم کتمہ لہم یوم
القیۃ لہم من اللہ لہم یوم
و لہم یوم

جو کوئی چھپا جائے کسی علم کی بات سے اور وہ
اُسے چھپائے تو قیامت کے دن آگ کی نظام
اُسے پہنائی جائیگی۔

اسی کا نتیجہ تھا کہ کثرت میں مبتلا ہیں لیکن بعض صحابہ سے مروی ہے
کہ سوقت بھی محقق اس خیال سے کہ "علم کے چھپانے" کا الزام ان پر نہ
دو جائے حدیث بیان کرتے جلتے تھے۔ (بخاری و مسلم و عام صحاح)

(۵)

ان کا نام سور کے ساتھ ملکہ بھی پیش نظر رکھنا چاہیے کہ جس ذات
 نگواہی کے ہر قول کو وہ خدا کی بات اور خدا کا حکم سمجھتے تھے۔ اسی سے
 بار بار کثرت ان کی فطرت میں مشہور حدیث
 من کذب علی متعمداً فلیتو مقعداً جو مجھ پر تصدراً جھوٹ باندھیں گے چاہیے کہ
 من انذار اپنا ٹھکانا آگ میں تیار کر لے۔

کے بعد ہی خوف کو اس طرح واضح کرنے کی کوشش کی تھی کہ جتنے صحابہ
 سے یہ حدیث مروی ہے، مشکل ہی سے چند حدیثیں اس کی ہم پایہ یکتی ہیں
 وہ یوں بھی قرآن کی رب سے یہ اتنی بدیہی بات تھی کہ جس قسم کے ایمان و
 یقین کی دولت سے یہ لوگ سرفراز تھے اس فعل کی جرات کس کو دیکھتی
 تھی۔ جس اعلیٰ کردار کے وہ مالک تھے جو بھی ان سے غلط بیانی کی
 توقع نہ کر سکتا ہے۔ اس واسطے کہ جب وہ جلسہ تھے کہ آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم کی طرف کسی امر کا انتخاب و اصل اس چیز کو خدا کی عزت نسبتاً
 کرنا ہے اور ایک عبادت پیش آتی تو میں قرآن نے مغزی علی اللہ
 (خدا پر جھوٹ باندھنے والے) کو سب سے برا خاتم قرار دیا ہے کیا قرآن
 پر تازہ ایمان رکھنے والوں کے لیے اس کے بعد اس کی کوئی گنجائش ہو سکتی تھی
 کہ وہ تصدراً الی اللہ اپنے محبوب رسول پر جھوٹ باندھیں؟ وہ
 وجہ ہے کہ بعض صحابہ تو جس وقت "عدیف" بیان کرنے کے لیے بیٹھے
 قبل کچھ بیان کرنے کے من کذب علی متعمداً وہی حدیث کو ضرور پڑھ دیتے
 تھے تاکہ ان میں اپنی تازگی و بیداری کا احساس پیدا ہو اور تازہ
 ہو جائے۔ امام احمد بن حنبل اپنی سند میں لکھتے ہیں کہ حضور صلی
 اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ذخیرہ حدیث کے سب سے بڑے راوی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ کا یہ روایتی قاعدہ تھا کہ

قیلہ اُمدنیہ ان یقول قال	اپنی حدیث جس وقت بیان کرنا شروع
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	کرتے تو کہتے، فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم	مصدقہ (ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے)
من کذب علی متعمداً فلیتو مقعداً	جس نے مجھ پر تصدراً جھوٹ باندھا
مقدمہ من انذار (اصابہ)	چاہے کہ اپنا ٹھکانا آگ میں تیار کر لے

جس کے بعد جو کچھ بیان کرنا چاہتے تھے۔ بیان فرماتے۔

(۶)

اسی کے ساتھ ہیں یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم جو کچھ صحابہ کو سناتے یا کر کے دکھاتے تھے، اس کے متعلق صرف یہ حکم یاد
 کرنا بھی آگاہی یاد رکھنا یا کرنا، محض اس پر کفایت نہیں فرماتے تھے بلکہ
 اس کی یا خدا بلکہ گواہی فرماتے تھے کہ اس حکم کی کس حد تک تعمیل کی جاتی ہے
 دعوت شریعت اور اس کی اور کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
 گواہی کا کیا حال تھا اس کا اندازہ آپ کو اس سے ہو سکتا ہے کہ ایک
 عربی بات یعنی صحابی کو یہ بتانے ہوئے کہ جب سولے گلو تیرے دعا پڑھ کر
 ہو یا کر دے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائے کہ بعد فرمایا، اے صحابی
 گواہ اُسے دو ہزار۔ صحابی نے آخری فقرہ "آمنت بکتابک الذی
 اعلان لایا میں اُس کتاب پر چڑھتا ہوں اور اس میں پرچہ ہے تو تمہیں

انزلت ربک الذی ارسلت" میں "بکتابک" کے لفظ کو "رسولک" کے لفظ
 سے بدل دیا، جو تقریباً ہم سننی الفاظ ہیں، یعنی بجائے نبی کے رسول کا
 لفظ استعمال کیا، لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک
 سے چونکہ "بکتابک" کا لفظ ادا فرمایا تھا، حکم ہوا کہ میں نے یہ نہیں کہا
 وہی کہ جو میں نے بتایا۔ ظاہر ہے کہ قانونی طور پر سولے کی دعا کی حیثیت
 ان شرعی حقائق کی نہیں ہے جنہیں فرض و واجب کے ذیل میں شمار کیا
 جاتا ہے، لیکن باوجود اسکے اب ایک لفظ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم کی ایسی سخت نگرانی تھی۔ بخاری میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 کی عام گفتگو کے متعلق یہ دوامی عادت بیان کی جاتی ہے کہ اے کان
 اذا حکم بکلمۃ اعادة ثلاثاً۔ غالباً اس میں بھی زیادہ تر دخل اسی مقصد کو
 تھا۔ فعل کے متعلق مشہور حدیث ہے کہ ایک صاحب حضور صلی اللہ علیہ وسلم
 کے سامنے نماز پڑھ رہے تھے، حالانکہ نماز کے تمام اہل میں قیام کرنا
 واجب ہے کوئی کی نہیں ہوتی تھی صرف ذرا محبت اور عابد بازی سے کام
 لیتے تھے۔ تو اسے جب وہ نماز پڑھ رہے تھے تو وہ یہ سن رہے تھے کہ
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں فعل کا نام فعل پھر نماز پڑھتے نماز
 نہیں پڑھتے ارشاد فرما رہے ہیں۔ اُنھوں نے پھر نماز و ہرانی، لیکن
 یہ کہ اس میں وہ وقار اور طہارت نہیں پیدا ہوتی تھی جس سے
 نماز کا اثر آتی ہوگی اعلیٰ درجہ تک اس طرح نماز پڑھو جس طرح مجھے نماز
 پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو اس کے ملکہ کی تعمیل ہوتی۔ ان میں تیسری بار مجھ سے
 کہہ دو اُنھوں نے اپنی نماز جیسی پاسینہ دار کی۔ نماز میں سکنت
 اطمینان کی حیثیت انفرغوا، اصرار کے نزدیک فرض و واجب کی حیثیت
 تے لیکن بن لوگوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پوری زندگی اس کے
 ظاہر و باطن اندر اور باہر بنانا چاہتے تھے، ان پر آپ ان باتوں کے
 متعلق بھی پوری نگرانی رکھتے تھے، کیا دنیا میں کوئی تاریخ ان ایسی ہوگی
 ہے جس نے اپنے مورخین اور راویوں کے بیان و روایت کی خود نگاہی کی ہو،
 یہ ایسی سخت نگرانی!

یہ جن امور کی تفسیر میں نے فیروز علی (پیر)
 تہذیبی غور سے کی ہے اور عام تاریخی سرائے کے اس حصہ میں
 بنیادوں پر ہے، انشاء کا مدعی ہوں، اس کے ٹھوس اور خوشی سبب تو
 تھے۔ لیکن خصوصاً میں کا یہ تصدیق نہیں ہر قسم میں، اے جاننا میں بزرگوں
 کے اہل علم کے اس حیرت انگیز اوان کی تفسیر تو یہ ایسی اہلی اور بھی چند
 باتیں قابل لحاظ ہیں۔ میرا مقصد یہ ہے کہ ان تمام ذمہ داریوں کے
 ساتھ جتنا ذکر آپ سن چکے، قرآن اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
 پہنچلے دعوت و شاعرانہ زبان میں میں بیکرانی حقیقت مولانا حالی مرحوم
 کی اس طرح تفسیر کی صحیح تصویر تھی۔
 وہ سبیل کا کوڑکا تھا یا صوت ادوی
 عرب کی زمیں میں نے ساری یاد دی
 اک آواز میں سوتی سنی جگہ دی
 نئی اک لکھن سب کے دل میں لگا دی
 لکھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کوئی بات کرنے تو اس کو نہیں دے دیا ہر اسے۔

مجلس نظام اسلامی کا ابتدائی خاکہ

مجلس نظام اسلامی کے ایک غیرہجیرتوں کی طرف سے نہیں بلکہ
معروفات سرسری و قلم برداشتہ مباحث کے بالکل ابتداء کی خاکہ کے طور
پر پیش کیے گئے تھے۔ تاہم صاحب نے انھیں ارکان مجلس میں اضافہ و ترمیم
و اصلاح کے لیے گفت کرنا ہے۔ موضوع کی اہمیت ارکان مجلس کے
مبارک نام اہل علم کو بھی دعوت و فکر و فکر سے رہی ہے۔
پچھلے ایک مہینہ مطالعہ، بحث کے ساتھ ایمانی پر لکھا جائے۔
یعنی قرآن سے کائنات میں انسان کی کیا حیثیت، کیا پوزیشن رکھی ہے۔
غیر ان کے سمجھنے پر گزرتا کوئی سامی سیاسی، سماجی، عوامی مسئلہ مل نہیں
ہو سکتا۔ یورپ کی اہل اور دنیاوی گمراہی تو یہی ہے کہ بنیادی عقائد کے
بنیادی عقائد کے وہ معاشیات، عمرانیات و عمرانیات وغیرہ کی
منزلیں ملے کر اپنا چاہتا ہے، اور ان خروار لکھ لکھ و فروغ کو
اصول اور متعلق علوم بنائے ہوئے ہے۔ قرآن مجید اس کا ٹیکر لکھ رہا ہے
حادثہ کیونکہ دے سکتا ہے۔

جب خلافت الہی، نبوت الہی، وحدت اور توحید کی بات کی۔
مفصل تفسیر و تشریح آپ کر چکے ہیں بغیر اب کچھ سرفراں اس قسم کی
دکھ جا سکتی ہیں :-

- ۱۔ حکومت عادلہ - تنفیذ قوانین اللہ، تہذیب کی مدد دہی حکومت
حضور و غیرہ پر مخصوص فرائض و عہدہ - حضرت داؤد علیہ السلام
کے طرز حکومت سے اشتہار و استنباط - اسوۂ رسول اسوۂ
خلافت راشدین - مائین کا تصور - حقہ حکومت کی صورت و ماد
تقسیم - تحصیل زرگاہ و جزیرہ - بیت المال وغیرہ وغیرہ۔
- ۲۔ ترکیب و تشکیل حکومت - "شہادت" کی اہمیت - اہم شہادتیں
اشادہ ہم فی الامور وغیرہ کی تفسیر - اطاعت اطہر - طہور الہی و
اولی الامر منکم کی تشریح - حقوق - عایا - خان تازہ نم فی شئ - اتھا۔
- ۳۔ مساوات حقوق - فردوں کے حق و عہدوں پر - عہدوں کے حق
فردوں پر - والدین کے حقوق - اولاد کے حقوق - اہل علم کے
حقوق - نساء و ساکین کے حقوق - اعزہ کے حقوق - ملکہ
رحم کی اہمیت - وغیرہ۔
- ۴۔ معاشیات - (تقسیم دولت - دولت بین اغنیاء کی تفسیر - حریت
سود و قمار و تجارت حرام کی اہمیت - تقسیم ترکہ کی اہمیت - وغیرہ)
- ۵۔ نظام جنگ - (خلائی وغیرہ)
- ۶۔ جرائم، حدود و تعزیرات - طریق تفصل و قصاصات -

اس کے بعد دوسرا حصہ مسائل جدیدہ پر لکھیے - اور یہ دلگیا
کہ اگر کے نظام اسلامی کے بعد ان مسائل میں سے کسے فی مدی سہ
سے بعد ای نہیں رہتے - محکمہ آبکاری - محکمہ انون - بینک - برٹک
بینک - سودی دستاویزوں کا کاروبار - پیشہ ورانہ وکیل - بیرٹز - اور
بہنسی کے لیے بڑے بڑے اسپتال - لاٹری - گھوڑوں کی بازی - سبھا۔

تفسیر - وغیرہ وغیرہ کا سہ سے وجود ہی کہاں! اور تہذیب و تمدن
میں سوجھ اور کالے جائیں - جس کا ترجمہ میں مافیہ و باطن
کی سمت قبلہ ہو انی جہاد میں غارہ وغیرہ ان کے نفس جو ایات حق کے
آئینہ و سہ جائیں۔

مراسلہ

محترم محترم - بعد سلام سنون عرض ہے کہ صدق ۳۰۰ پانچ سو
"میشہ و احادیث" سے متعلق دو جہاد کا مقالہ شائع کیے گئے ہیں ایک
مولانا گیلانی دہلوی کا بعنوان "تدوین حدیث" لکھنے پر اس صفحہ کے لیے لیا گیا
دوسرا مولانا مطلوب الرحمن صاحب کا بعنوان "فتنہ الکفر حدیث" جس کے
صفحہ ۶ سے شروع ہو کر صفحہ ۷ تک کی ۱۳ سطریں ملتی ہیں۔

اس باب میں میری خواہش (اور سراسر خیال ہے کہ بعض دیگر ناظرین بھی
پس منی امر کے خواہشمند ہونگے) یہ ہے کہ آئندہ یہ دونوں مقالے ایک
دوسرے سے الگ شائع ہوں اور اس طرح کہ ہر ایک کے لیے ایک ایک
ورق مختص کر دیا جائے۔ اور اس ورق مختص میں حق الہی کسی اور
اہم مقالہ کا کوئی حصہ نہ آئے پائے۔ کوئی شذوہ یا کسی شذوہ کا کوئی حصہ
آجائے تو جذبات صاف نہیں۔

اسکا فائدہ ناظرین کو یہ ہوگا کہ وہ ان دونوں مقالوں کو کمال محبت
سے صدق سے الگ کر لیں گے۔ انہیں مرتبہ اتنی زحمت کرنی ہوگی کہ پڑھ
زیر نظر میں سے صفحہ ۵ والا صفحہ نقل کر لیں گے۔

کتاب صاحب کی خدمت میں التجا ہے کہ وہ ناظرین مدد کا خاطر
اتنی محنت کر اور فرمائیں جو اسکے التزام میں انہیں پیش آجائے۔
احقر عبدالرحیم ادوی بازار بازار

صدق - مولانا مطلوب الرحمن صاحب کا صفحہ ۱۰۰ پر چوک
مولانا گیلانی دہلوی کے مہینہ مطالعہ سے متعلق آپ کی فرمائش کتاب صاحب
بک پر سچا دی گئی۔ آپ جیسے مجلس کی فرمائش کی نہیں سے بڑھ کر سرت
کتابت اور کیا ہو سکتی ہے۔ لیکن ملا ایسا ہونا دشوار ہی ہے۔

سیرۃ ابنی بڑی قطع کی قیمتوں میں غیر معمولی تخفیف

ہمارے دارالاشاعت میں سیرۃ ابنی قطع کلاں (جلد دوم تاہم) کلاں کی
موجودہ ہے۔ جسکی اشاعت کی رفتار چھوٹی قطع کے شائع ہونے کے بعد
کسی قدر سست ہو گئی ہے۔ اس لیے اس کی قیمتوں میں غیر معمولی تخفیف
کر دی گئی ہے۔ اسید ہے کہ ملک کے کتب خانے، علمی ادارے، تعلیمی
انجمنیں اور عام اہل علم حضرات اس سے فائدہ اٹھائیں گے۔

اصل قیمت	۱۰ روپے	عاجی قیمت	۵ روپے
جلد دوم	۱۰ روپے	جلد دوم	۵ روپے
جلد سوم	۱۰ روپے	جلد سوم	۵ روپے

شعبہ دارالاشاعتیں اعظم گڑھ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

پتہ: دریاوار۔ ضلع بارہنکی

ملکب :- (علیم) عبد القوی

معنا میں کے بارے میں غلط فہمیت اور غریب کی جانے

نفسه

1947

کفر

جسٹس اور انتظامی امور
کے شغل ملازم اس پنہا کیجیسا
از عبادہ الردف عبا کی مہتمم سدق
مرشد آباد میں گورنر کے

چهار ساله ساله
شهری
برترین ساله ساله
نیمه ساله

نمبر ۴۵۔ دو شنبہ۔ ۹۔ ربیع الاول ۱۳۶۶ھ مطابق ۷۔ اپریل ۱۹۴۶ء جلد ۶

سچی باتیں

ذکر۔ اسی سلسلہ کا ہے اور ابھی چند ہفتوں کا۔ فلاحی ہند کی ایک
یونیورسٹی میں بی۔ اے کے پروجیکٹ کے بعد علیہ کا زبانی امتحان ہوا ہے
اصولاً بی۔ اے کے بعد بعد میں کہتے ہیں۔ غیر مسلم معتمدوں نے
ماتر ایک مسلم طالب علم پیش ہوتا ہے۔ معتمد چاہتے ہیں کہ بی۔ اے
پڑھنے کے بعد کیا ارادہ ہے؟ مسلمان طالب علم کو کہ کر کیا جواب دیتا ہے
ٹوکیو یونیورسٹی کا اور ایچکر الگری کو سننے کا۔ معتمد کہتے ہیں، اچھا فرماؤں کیجیے
ڈائریکٹر میں گئے، تو چند روز پر گرام کیا رہیگا؟ تو کہا اب جو جواب دیتا ہے،
اسلم ہو گا اگر اسے امتحان گاؤں جاوے تو وہاں ایک مسند پر رکھا جائے۔ کہتا ہے۔

”مندوستان کا ڈاکٹر نیکو کیراکام یہ ہو گا کہ سارے ملک میں یہ
اسلام پھیلاؤں کسی قوم کی مذہب میں نہیں کسی بظلم کے نہیں
میں سب کی محبت ہو اخواہی میں اسلام تیسرے اس بہترین
قصے۔ تہاں سے چلتا ہوں، جناب ہوں اس کے لیے، اگلے
سب کے دلوں میں اُتار دوں، سب کے دماغوں میں اُتار دوں،
سب کو بہترین نقشہ زندگی دکھا دوں سمجھا دوں، غیروں کے ساتھ
صلو دوستی میں یہی ایک دستور العمل ایسا ہے جو ایسے ہر قسم
مست فساد کو مٹا سکتا ہے۔“ اور یہ فلاں و تریا کا مذاق نہیں ہے۔“

مستحق یہ ہیں یہ ساری تقریریں، صرف اتنا اور پوچھتا ہے، وہ بھی سکرانہ کہ اپنا نام اور پتہ تو لکھاتے چاہئے، کہ اگر آپ کہیں ہو گئے، کئی تو مجھ اپنے کشتاخت کراٹنے میں، وقت نہ دے، اور اسٹان ختم کر دینا ہے۔

یہی تھا۔۔۔ سوال یہ ہے کہ یہ جوامع کیم میں اسواپ میں کیوں ہیں؟
دن رات کا تو یہ دنیا زندہ یا کسی دور دینی درس کا دکان میں احاس اُترنے ہی ہر
چلتی کھانڈا لب علم تھا۔ اُسے اسٹا بھی خوش نہ ہوا کہ کیں غیر مسلم تھیں اُسے
قبیل ہی نہ کر دے۔ جو اسکے جی میں آیا، جو اسکے دل و راسخ نے سمجھایا،
بے کلفکے کہ گزرا کیوں نہ ہم آپ اس کس کی اس جرات اِمالی سے سبق
لیں، اور دین کا دوسری بویا تو اُسے نذر نہ ہوا، دکان، کچھری، بویا نغز گاہ،
نری سے لیکن صفائی سے اپنا فریضہ تبلیغ ادا کرتے تھیں، یقین فرمائیے۔
کہ جس دن ہمارے اندر یہ جرات پیدا ہوئی، اور ہمارے ہوتے ہوں اور جو اُن
اور بچوں اور عورتوں اور فزوں اور بڑوں اور چھوٹوں کے اندر یہ جوامع اُن
اور ہم نے کلمہ تو حید بے دھڑک اور بے جھمبک کتنا شروع کر دیا، اُنکے اس
اسلامان، اُسی گھڑی بے انگلی کر رہ گیا۔ سارا کرام کی قوت کا راز
بجز اس جوش تو حید اور جنون تبلیغ اسکے اور تھا کہا؟

شروع شد! غلغلا - اور محمد علی ظفر ندی کے زمانہ میں ایک بار پہلو سے چھندہ اڑا، کے بے لگھو کے راستہ سے گزرے۔ اہل میں سا فتنہ ہو اور کچھ دیر تک سا فتنہ رہا۔ اسی جوش نینل سے لہریز تھے۔ اس سوال پر کہ اہل کے بند کیا پروگرام ہے؟ اہل پڑے اور لگے کہ "یہ آپ کا دورہ تبلیغ اسلام کے لیے دُورہ۔ ہر ہر جگہ لوگوں کو دعوت اسلام دینا اور سب کو مسلمان کرنا پھر دنگا۔ میں تو اس سرخ مسلمان ہوا ہوں۔ اور نو مسلموں کا جیسا جوش رکھتا ہوں۔ جو نعمت مجھے ملی ہے۔ یہی سب کو پہنچانا پھر دنگا۔ دنیا سے کہہ دینگا کہ اگر جنگ کی معیتوں سے تنگ آچکی ہے تو عاقبت اہل ام ہی کے دامن میں ٹھیکگی۔" افسوس ہے کہ حالات سننے پر اہل ام و اس جوش کے غماز کا نہ دیا۔ دوسرے دفعی مشاغل ایک سے بڑھ کر ایک مفری۔

برابر پیش آتے ہی رہے۔ اس پہ بھی یہ دامن کشی کی ایک آخر کار

ہی۔ اور جب ذرا بھی سرت پائیا کہ وہ ہے۔ دوستوں نے نہایت

توجہ دی تھی تبلیغ سے نہ دے

گفتگو ہرگز ہے کہ اگر یہ نہیں مانتی۔ اور یہاں اسکے دعویٰ نہیں کہ جو کچھ
دیکھتا ہے اور روایت کرتا ہے۔ تقریباً کہ اس کا باب بہر حال

ان لوگوں کے لئے

نشان راہ

(از عبد المجید)

والہدیہ، ضلع سوات سے مولوی محمد سعید صاحب کا مکتوب ذیل صدق
 کے لئے لکھا گیا ہے۔ تاخیر کی معذرت خواہی کے ساتھ
 جواب کی لذت آج آرہی ہے۔

"گزارش اینکه کتاب الامتدال فی مراتب الرجال پر صدق
 تنقید پڑھی۔ نیز کتاب بھی نظر سے گزری۔ اس قسم کے سوالات
 اکثر اوقات عابوس کے دل میں پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ آپ
 کی تحریروں کا دل نشیہ ان ہونے والا ہے۔ بار بار رادہ ہوا کہ
 صدق کے فاضل مدیر اور اصحت اسلامیہ کے دہرہ مفکر کا تخلص
 دی جائے اور ان کی خدمت میں یہ سوالات پیش کیے جائیں۔
 لیکن اس خیال سے کہ شاید آپ بھی مصالحانہ جواب دیں یا بات
 مال میں قبل ازیں نہ کھلے گا، لیکن اب اس تنقید نے امید
 دلا دی۔ اس لیے نہایت آپ کے ساتھ کتاب مذکور کے
 سوالات جناب والا کی خدمت میں پیش کیے جاتے ہیں، خصوصاً
 ۱۰۰ سوالات جو صدق میں درج ہو چکے ہیں۔ امید ہے کہ
 آپ صدق کے صفات پر مذکورہ بالا سوالات کے تفصیلی جوابات
 تحریر فرما کر مومن کر نیلے۔ خدا تعالیٰ آپ کو بڑے خیر سے اور
 امت اسلامیہ کو آپ سے نافرین ہو سچائے، اور آپ کو
 خدمت دین کی پیش ازینش توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔"

جواب "مصالحانہ" تو اب بھی ممکن ہے کہ سوسہ میں ہو، لیکن ماننے والے
 جواب کی شکایت تو ان شاء اللہ مکتوب نگار کو نہ ہونے چاہیگی۔ جو کچھ عرض کیا
 بنا بیجا، اپنے منیر و بصیرت کی روشنی میں، ایک حاضر ناظر کے وجود کا تحفہ
 کر کے۔ کوئی ایسا جو وہ بائینگی وہ یقیناً قسم کی ہوگی۔ سائل کا شکوہ عابوس
 ہو یا نہ ہو، بحسب قہر حال عامی ہے۔ اور عامی کے قسم کی رسائی ہی کیا؟

سوالات، جیسا کہ صدق میں نقل ہو چکے ہیں، حسب ذیل ہیں:-
 (۱) مولانا اشرف علی صاحب تھانوی اور مولانا حسین احمد صاحب بن باوجود
 دونوں کے مخلص اور اہل اللہ ہونے کے، اتنا شدید اختلاف کیوں ہے؟
 کیا مخلصوں اور دینداروں میں بھی ایسا اختلاف ہوتا ہے، یا ہو سکتا ہے؟
 (۲) آپ کے نزدیک حق پر کون ہے اور ان مسائل میں آپ کی کیا رائے ہے؟
 سوالات کی بنیاد خود ایک شدید منالطیفانہ عقیدہ پر ہے۔
 سائل نے گویا یہ فرض کر لیا ہے کہ سائل کا منہ کے باجہ میں صحیح واسے ہی
 ہو سکتی ہے، جس پر اس کے خیال کے مطابق ان دو بزرگوں کا اتفاق ہو۔
 ایک از کم وہ جو ان دونوں میں سے کسی ایک ہی کی راہ ہو۔
 لہذا اس مکتوب پر منالطیفانہ عقیدہ دھت کر دینا صحیح نہیں دیا گیا تھا، تاہم اسی کی دہرہ
 تلف ہو گیا۔ صدق میں اسکا ذکر بھی آچکا ہے۔ خود یہ مکتوب میں طوابع
 کا ذات میں گہرا منالطیفانہ عقیدہ کے بعد اتفاق سے مل گیا۔ (صدق)

دع میں اگر ہم آباد ہونے کو ہم تنہا سے ہر ایک کا وزن
 تقریباً دین کوئی دھن (دھن) اور اگر ہم گرہ پڑتے تو پھر
 دھن (دھن) شہر ہوتا۔

پانچ اور سو سو برس میں ہی کی طرح قادی اجسام و اجرام ہیں اور اسی
 نظام شمسی کے اجزاء۔ انہیں مائیکرو اور شاہ جہت کے باوجود ایسا اور وہاں
 ہیں فرق کتنا عظیم نشان ہے، آپ قیاس کیجیے، اس پر عالم آخرت اور عام
 برزخ کو۔ وہاں کے حالات اور کیفیات کو اس عالم آسوت سے گننا (دھن)
 محال ہے، ہوا پر ہوا اور وہاں میں تو جتنا فرق ہو، تو وہ ہے۔ پھر یہ
 کس قسم کی روشن خیالی ہے جو اس کے حالات کو بیان کے حالات پر قیاس
 کرے، ان کیفیات کو استعجاب اور شک و اشتباہ لگا کر ان کے کاہن سے
 متاثر ہے۔ "مخلیت کے نام پر بے عقلی اس سے بڑھ کر اور
 کیا ہو سکتی ہے؟

انوکھی تشنیں

"جو لوگ ایک سے عصمت فردش کی روک ٹوک
 کو اٹھاتا چاہتے ہیں ان کے مقصد کی مرادیت انسان کا کیا کرے گا؟
 سنا چاہئے سب سے طویل اقتادہ کے درمیان میں فرمایا، اور ہر شریعت انسان
 خوش ہو کر کم از کم اس ایک مسئلہ میں توجہ و جدوجہد کا ہم زبان نکلا۔ لیکن کتنا
 سب سے کہنا، شاد ہو کر
 "لیکن اس فائدہ کے اندر لی جو تہ پر میں بتائی جاتی ہیں وہ ناقص
 اور محض بکھڑا ہے۔"
 کیا تہ کے مطلب میں ناقص، کمزور اور بگ علائح سے تو یہی بہتر ہے کہ زمین
 کو یہ سورشہت و من میں رہتے ہی چھوڑ دیں۔
 "اس فائدہ اور علائح عورت یہ ہے کہ ایک طرف تو ان
 مردوں کو کہ جو اس گناہ کے شریک غالب ہوتے ہیں، تعزیر کے
 شکنجے میں باندھا جائے اور دوسری طرف تو ان کم کردہ رادہ کو تو
 کہ بے سلاج ہونے پر دھن کو لے لے اور (کوہ) ماضی
 آزدی عطا کر دے جسکے نہ ہونے سے انکا روحانی وجود فنا
 ہو رہا ہے۔"

تو جہاں جہاں آج "ساشی آزادیاں" عورت کو پوری طرح عام ہیں۔
 ان لوگوں سے عصمت فردش کا وجود کتنا ہو چکا ہے، کیا قیاس سے تو یہی ہے کہ
 نہ کہ کم ہو گیا ہے، نہ کہ کچھ گھٹ چکا ہے۔ اور گو ایجن جن فتنوں
 اور گھٹ میں یہ ساشی آزادیاں مائل میں از لیا ائمہ مرہ ہے، وہاں مصر
 فردش کا ہزار سران و دسات گیم بہت ہے، بیوی کی دوکانیں گلی گلی مٹی رہتی
 رہا نہ ہے۔ جوہ کی تردید میں ان کو رات اور رات کو نہ کھنے اور
 شاد اس کا نام تہ ہے! صدائے عرب نہ ہو نہ سہی، انرا اپنی غنت و عینکاشی
 بھی تو کوئی چہرہ ہے!
 اور پھر مرد کے بے عورت سے بڑھ کر کتنی تعزیر اس لیے کہ شریک جرم قیام
 تو ہے!۔ گویا تہ کے منالطیفانہ تعزیرات کا اصول یہ ٹھہرا کہ شریک جرم سناہ
 جرم کی منزل، اس جرم سے بھی بڑھ کر رہے! خیر یہ بھی سہی۔ تو کیا تجویز
 ہے اسکے لیے اس سے تہ سو پر کچھ فرسودہ اور دشنام آوازوں و نیا ایک

بالکل مثبت ثابت ہے۔ یہ ستر سے کروڑ اپنی شخصیات میں شامل ہیں۔
 متنبیوں کو قہر گزار رہیں، یہاں وہاں انتہائی سیاست کا ہے۔ سوال یہ
 ہے کہ انہوں نے اپنی سیاست کو دینی سیاست کس نہایت بنایا؟ قرآن
 کو کیسے ایک چار و چم گہر، تیار لیں گے، کیا ایک پیش نظر رکھا؟ دیکھتا
 ہے اور نہ پہلے، کہ ایک شخص قرآن مجید کو دلائل آخرت یا حزب البحر کی
 قسم کی کوئی کتاب جو عرب ملیات یا دنیا میں کی سمجھ، دن بھر اسکی تلاوت
 کرتا رہے، اس دن اسے بننے سے لگاتے رہے، لیکن اس میں ہر ہائی وہ
 رہی کلام اللہ کے باب میں اسکی ذہانت، اسکی جواب دہ جانے لگا
 ذہن کندہ ہو جائے، اور وہ دنیا کی فلاح کے لیے اٹھ اٹھ کر گئے، پھر نہان
 تعلیمات پر، شرکوں کے فلسفہ پر، ملحق رہا، "سورہ یوسف" اور "سورہ
 یونس" اپنے اسی میں سے خارج کر لیا ہے کہ وہ نفسی حیثیت سے سیاسی کچھ و
 اجتماعی تعلیمات کے باب میں اسے کیا قرآن پر نہیں، وہ سماج پرست کا
 ڈھونڈ رہا ہے، اور نہ اسکی جو بھی ہو (میتوں کی ٹیول اور ان کے
 بازو پر کیا حق مرث عالم الیہ کر ہے) وہ ہے شاہد اسلام سے بہت دور
 امت کی فلاح جب یہ کی مسلمانوں کی اپنی ہی اچھوں، مجلس کے ہاتھ
 سے ہوگی۔ خود ان مجلسوں کی ترکیب خالص ترین اور بہترین مسلمانوں سے
 ہوتی چاہیے، چہ جائیکہ فلاح امت کو مسلم و غیر مسلم، شرک و حق میں
 نہ رہا جائے، یہ مرثیہ دانشی ہی نہیں، بے غیرتی بھی ہے، لیکن اس کے
 یہ سمجھ ہی نہیں، کہ غیر دین سے دنیوی مقاصد کے لیے کسی قسم کا بھی شراک
 نہ لگا جائے۔ مقدم نے اپنا ایک مفہوم اسلامی اجتماع ہے۔ یہ مرکزی
 ادارہ، جب اور جس طرح مناسب سمجھے غیر مسلم وطنی وطنی اداروں
 سے اتحاد عمل کر سکتے ہیں، انکا علیحدہ بن سکتا ہے۔ مشترک سیاسی انجمن
 کی شرکت بذات خود ممنوع ہرگز نہیں، اپنے اسلامی مرکزی ادارے متعلق
 قیام کے لیے، یہاں وہ امت میں شرکت اور اسی کو مقصود بالذات بنالینا
 "بہر کوئی چلو جو اذکار نہیں رکھتا۔"

سارا غلط سمجھ لفظ "آزادی" سے پیدا ہوا ہے۔ غیر مسلم ہندوستان
 کے نزدیک اسکی معنی میں "غیر ملکی" حکومت پر ایسی حکومت کے فائدہ سے
 غرض۔ مسلم ہندوستان کے نزدیک اسکی معنی مرث و دہی ہو سکتے ہیں
 جو مسلم عرب، مسلم ترک، مسلم بھری، مسلم جاہلی، مسلم انگریز کے ذہن میں
 ہونگے۔ یعنی "غیر اسلامی نظام" حکومت سے ملانی۔ خواہ یہ غیر اسلامی حکومت
 کسی کی بھی ہو، عیسائی کی ہو، بودی کی ہو، ہندو کی ہو، جو کسی کی ہو، ملحد کی ہو
 شرک کی ہو، محض نام کے مسلمان کی ہو، یا ان میں سے دو یا تین کی شراکت ہو۔
 ہندو جب سواراج کا لفظ دیکھا تو اسکی مراد ہندو حکومت سے توگی یا ہندی
 حکومت سے۔ مسلمانوں کے نقطہ نظر سے وہ توں کیساں ہیں۔ مسلمان جب
 "سواراج" دیکھا تو اس کی مراد اساتذہ صریح الفاظ میں "اسلامی حکومت"
 ہونی چاہیے۔ اس میں ضرورت نہ کسی دیواری کی ذقیہ کی۔ مسلمان کو
 بیزاری جو کچھ ملے ہے، وہ کفر ہے۔ انگریز بیزاری، ہندو بیزاری
 یا کوئی اور بیزاری ہرگز اسکا دین نہیں۔ اسکا دین مرث کفر بیزاری ہے
 خواہ وہ کفر میں مرث، میں غالب میں، میں نام سے چلا جائے۔ اور
 اس معنی میں بینا مسلمان "کیونسلٹ" ("فریڈ" بہت ترجمہ غلط ہے۔

"امت دوست" یا "امت دوست" ہونا چاہیے ہے۔ اور شلٹ ہرگز
 نہیں۔ "کیونسلٹ" اس کے حق میں گالی نہیں، میں فخر کی چیز ہے۔ "کیونسلٹ" اللہ
 اسکی توہین ہے۔ کیونسلٹ کے معنی تو یہ ہیں کہ اس نے اپنی قوم کو اپنی قوم اور
 کو اپنی نظر کو ہمالیہ اور اس کی ماری کے حدود کے اندر محدود و مقید کر دیا۔
 یہ غلات، اس کے کیونسلٹ مرث اس کے ہے کہ اس کی جہر ویاں، اس کے غلات
 عالم کے، چین کے، اور جاپان کے، اور روس کے، اور انگلستان کے، اور
 کے اور کانڈا کے، کلمہ گووں تک، اللہ تو عید کے سپا رہے، یہ وہ پہلی ہونی
 سما ہے، یعنی وہ، سہرادی اور بوا خواہی کی انہیں پہچانی ہونی نظروں سے
 نہ رہے، میں کے ایک ایک فرد کو دیکھ رہا ہے۔ بہترین خدمت اور بہترین
 ترین خدمت رفاہ اسلام، ان سب تک پہنچانے کے لیے بہترین بہترین
 ہے۔۔۔ اور میں "نگ نظر" کوں ہوا؟ "آزادی کیونسلٹ" یا "کیونسلٹ"؟

"آزادی کا جو مفہوم آج غیر مسلم پر دیکھنے سے چلا رہا ہے، اسلام پر
 بڑی بڑی شکاک ہو چکے ہیں۔ یہ تصور سراسر غیر اسلامی ہے۔ اس آزادی کے
 معنی مرث، اس قدر ہیں کہ پڑوسیوں کے لاسے ہوسے نیز اسلامی تمام کچھ اور
 میں وہ جو بنایا، انظام حکومت قائم کر دیا جائے، گو "بہترین" کو نہ عورت
 نہیں، بلکہ مقصود صرف طاغوت نامے ایک بیاری سے پہنچ رہا، خواہ اس کے
 عرش میں نصفہ نامہ دوسری بیاری خود اکام تمام کر دے اس مطالبہ سے
 کے اسی نام سے ظاہر ہے عیسیٰ یہ: عیسیٰ وہ۔ اور وہ عیسیٰ چھین گھٹنا، آزادی اور
 اور تادان ہے، جو صحت کی طرف لاسے کے بجائے، مرثیہ کو کھنڈا، یہ کھنڈ
 بیاری سے انظر کرنے پر، اپنی ساری کوششیں مرثیہ سے ہونے لگیں، درخواہ
 مرثیہ کو لاد، اور بیاری سے نہیں، بلکہ مرث ایک شخص میں رہتیں بیاری
 سے ساری ہے۔ گو یا زندگی کی رفتار ہلاکت کی طرف بدستور چا رہی ہے۔ ایک
 نے، نہ ہونی اس نکتہ کو چلا لیا تھا ہے

ثواب جب ہے کہ خوش رہیں، پھر، دلوں کا عید حق سے دور کرتے ہیں
 نہ کہ عیش میں رہیں یہ غلط اذکار ہیں، خفیہ سمجھ کر فرار کرتے ہیں
 ایک اور شاعر نے اپنے رنگ میں اسلامی نقطہ نظر کے اس مقام کی ترجمانی کی ہے
 جو سدوسے باغ ہو پر باد ہو، کوئی ہو، کچھ نہیں ہو، یہ عید ہوا
 تو خفا سے کہ سلمان کے لیے اپنی ایک مرکزی انجمن پر اتحاد لازمی ہے۔ خود اس انجمن
 کی تشکیل صحیح اسلامی طور پر ہونی چاہیے، مستند و مصلی ہر حال میں اعلا کلمہ اللہ
 اور خلافت، ان کی عالمگیری ہے۔

اس مرکزی مسابک ہو جائے کے بعد پھر اختیار ہے کہ اسکی دوسری اور تیسری
 انجمن سے بھی یہ عیدیت کے دوستانہ اور اتحادی تعلقات مخصوص مقاصد
 کے لیے قائم کر لیے جائیں۔
 یہ کہ سب کو ایک مسابک پر جمع کیسے کہا جائے، ہونا مرثیہ کہ یہ حضرت عثمان
 اور حضرت علی کی ہی مقدس وصاحب تیر ذہن میں کوشش میں اکام رہیں
 تو ہج اس قلمہ انتشار و تفریق کے فم ہونے کی نشانی کیوں کی جائے۔ لہذا
 کوشش بقدر امکان ہر کچھ پر غرض ہے۔ اور اس راہ کا اس نام یہ ہے کہ
 مسابک پر دیانت و اخلاص سے قائم رہ کر دوسروں کی ہر گنجوں اور مسابک
 میں ہر گنجوں سے اتحاد رکھ جائے۔ اسے مناسب پڑھیں، یہاں

اسلامی تعلیم

پہلی تعلیمی کونفرانس کے اجلاس میں نواب بہادر یار جنگ کی تقریریں
 اور چارے شب کے بعد نواب بہادر یار جنگ بہادر جمعی کے سامنے
 شریفیت سے اپنے پناہ گزین نے انہماک سے کیا۔ نواب صاحب اپنی
 دوسری سربراہی دہرے سے آتے تشریف لے جانے کا عزم کر چکے تھے
 لیکن جوت سے مسلمانوں سے معاوضہ کی قیام گاہ پر جا کر سفر گشتی کیے
 لے لیے اور کیا بدترین کردار کرنے پر آمادہ ہو گئے اس لیے نواب صاحب
 کو ان کا پیچھے سفر گشتی کرنا پڑا۔ اور رات نے جلاس میں شریک ہوئے۔
 دوسرے رات کی آدھی رات گز چکی تھی لیکن سارا مجمع نواب بہادر یار جنگ
 بہادر کی تقریر سے انتہائی حوٹان سے بیٹھا تھا۔ چنانچہ وہ نواب
 نے ایک مختصر تقریر فرمائی جس کا خلاصہ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔
 آپ نے فرمایا:-

مدرسہ عالیہ تدریس و تواترین کرام

رشتہ و گردنم انگلہ دوست

میں ہر رشتہ کا خاطر خواہ دوست

حضرت! معلوم ہو کہ مزید دوسرے سلسلے کا کام بڑھ گیا ہے۔ مجھے چھٹات
 کا دعویٰ تھا اور اپنے ارادہ و عزم پر عمل د۔ میں آپ سے بغیر دست و پا
 واپسی کا ارادہ کر چکا تھا لیکن مجھ کو آپ کے سامنے پھر نہ خرواں۔
 ایسا شب کی زلفیں کمر تار پونچھ چکی ہیں۔ حضرت کا تقاضا یہی
 ہے کہ آرام کیا جائے۔ گریہ ہو گیا ہے۔

حضرات! اقبال مرحوم نے ایک نقطہ میں چند سوال کیے ہیں جن
 میں کبھی اس کے جوابات سوچنا ہوتا ہے۔ وہ کہتے ہیں
 ترسے دریا میں طوفان کیوں نہیں ہے
 خودی تیری سلا کیوں نہیں ہے

اگر اس کا شک نہ تھا تو قدر یزدان کیوں نہیں ہے

تو خود تقدیر یزدان کیوں نہیں ہے

میں سوچتا رہا کہ ایک وقت تھا کہ میں تقدیر یزدان تھا۔ انسان آج
 بھی تو ہے۔ اپنے انہیں ناموں کے ساتھ اور انہیں سراہا ہے ساتھ۔
 پھر کیا وجہ ہے کہ کل ایک مسلمان تقدیر یزدان تھا لیکن آج نہیں ہے۔
 اس کا جواب ہے کہ جب آپ نے بتایا کہ اولیٰ اسلام میں باد و
 افلاس تھا۔ مگر میں نے مسلمان کا کیا عزم و جدوجہد تھا اور اس کے نزدیک
 علم کی کشتی۔ محبت مٹی۔ جس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ جب
 جنگ کے بعد ہی رکھا اور غنیمت یہ ہو چھوڑے گئے تو ان میں سے بعض
 کے لیے یہ غنیمت نظر کیا گیا کہ وہ مسلمان بچوں کو لکھنا سکھادیں تو آزاد
 کر دیے جائیں گے۔

حضرات! اسلام نے جو تعلیم مسلمانوں کو دی تھی وہ سچ بھی ہو
 سے لیکن اب مسلمان اس کی نفع تبصر کی وجہ سے محبت میں مبتلا ہیں۔
 غیر انسانی فرما رہے ہیں۔ اللہ کی شکل خلی خلیہ۔ فردن اولیٰ کا

مسلمان اس ناپائیدار قاب پھنکھا کر ساری قدرت و ممانعت اب ہما
 ہستی میں جمع ہو گئی ہے۔ ان سے وہ وعدہ تھا۔ در ثواب تو حیدر سے
 مست ہو کر میدان میں نکلتا تھا۔ لیکن اس زمانہ کے مسلمانوں نے یہ
 سوچا کہ جب اللہ تعالیٰ میں سب قدرت ہے تو مجھے کام کو کرنے کی کیا ضرورت
 ہے۔ غرض سہنے کا فرق اور تبصر کی غلطی ہے۔ چنانچہ اب کے مسلمان
 نے یہ سوچا کہ جب اللہ تعالیٰ میں سب قدرت ہے تو مجھے کام کرنے کی کیا ضرورت
 ہے۔ غرض سوچنے کا فرق اور تبصر کی غلطی ہے۔ پہلے اللہ کے مسلمان نے اس
 آیت کی تبصر اس طرح کی جس سے اس پر حجت اور اس پر حجت ہوئی لیکن
 ہمارے زمانہ کے مسلمان نے اس آیت کی اس طرح سے تبصر کیا کہ
 دوسرے انداز سے سوچا۔ غرض اللہ کی تعلیم آج بھی وہی ہے جس کے
 اصول پہلے بتائے گئے تھے۔ لیکن خود ہمیں سے وہ کیفیت و قدرت
 جاتی رہی اب ہمیں وہ طریقہ نہیں سکھایا گیا جس سے ہم تقدیر یزدان
 بن سکیں۔

سچ کل مذہبی تعلیم کا جو طریقہ جاری ہے، وہی پڑانا طریقہ ہے۔
 زیادہ مضبوط نہیں ہے۔ کہیں اسلامی تعلیم و روح کا فقدان ہے اور اس
 مسئلہ غلط استعمال۔ حالانکہ قوانین اسلام میں ایسی ایسی چیزیں ہیں
 مضبوطی کا یہ عار ہے کہ ہر مضبوطی پر کو اپنے اندر جذب کر لیتے ہیں۔ کیا
 اب ایسے مضبوطی نہیں پیدا نہیں ہو سکتے جو اسلام کے صحیح اصول کی تعلیم
 دے سکیں۔ جبکہ دل چھو بھی صلاحیت، لکھا ہے وہ کسی حالت میں تعلیم
 اسلامی سے غلط نہیں ہو سکتا۔

ایک مسلمان، ہر شے کو اپنی پادریوں کو لے کر، لیکن اس کے
 خیالات میں فرق نہیں آتا تھا، بلکہ وہ دوسروں میں اپنے خیالات
 پھیلانا تھا۔ آخر اس کی کیا وجہ تھی کہ ایک شجارت کہنے والا مسلمان
 عدان سے ہندوستان کے انتہائی جنوبی ساحل پر آتا اور ان فردشت
 کر آتا تھا اور لوگ اس کے اخلاقی اثر سے اسلام قبول کر بیٹھے تھے لیکن اب
 کیا وجہ ہے کہ آج ایک نماذنی مسلمان عبداللہ اور دوسرے حب انگلستان
 جاتا ہے تو وہ آپ کو ساحل ہند پر چھوڑ دیتا ہے اور کیا وجہ ہے کہ ایک
 ہندوستان چشتی مسلمان دوسروں کے سامنے سے جاتا ہے۔ بات یہ ہے
 کہ یہ سارا تصور خشت اولیٰ کہ ہے جو سیدھی میں رکھی گئی۔ یہ اسلام کا نقص
 نہیں ہے۔ ایک مسلمان نے مجھ سے سنیں پوچھا کہ کیا مذہب مان ترقی
 ہے؟ میں نے کہا ہاں صحیح ہے، جو لوگ ایسے کہتے ہیں ان کا مذہب بیشک
 مان ترقی ہے، مگر تیرا مذہب مان ترقی نہیں ہے آج یورپ میں ترقی پڑا
 کہ وہ اسے اور جس برتری پر وہ فخر کرتا ہے وہ مسلمانوں کی ترقی کی ایک وجہ ہے۔
 غرض پہلے خشت اولیٰ کو سیدھا کچھ بھر سب کچھ ہو جائیگا۔ یارپ کے
 استاد ایک مسلمان کو بہت کچھ سکھا سکتے ہیں اور سب کچھ بتا سکتے ہیں
 مگر مسلمان نہیں بنا سکتے۔

سلسلہ بیان میں آپ نے بتایا کہ مسلمانوں کو اپنے میں وہ روت پیدا
 کرنا چاہیے جو دوسروں کے مسلمانوں میں بھی آئے مسلمان موجود ہیں
 کے لحاظ سے انہیں تعلیم نہ ملے لیکن ان میں اخلاقی کی وہ لہجہ بھی جو موجود
 اللہ کے مسلمانوں میں مفقود ہے۔ موجودہ تعلیم سے آپ کو فیسر و اس پائپر

نے محض الفاظ میں یہ بتایا کہ اسلام کو جو رشتہ میں قرآن مجید اور نبی کریم کا
انتظام ہو رہا ہے۔ جس پر ذاب مبارک بار بار جنگ بھارتیہ
سرت کیا۔ اور تقریباً بڑھ چکے رات کو شبہ قلبی ظاہر ہوا۔
(کا لکھنؤ)

کہ معطلہ کا ایک شاہد

پچھلے دنوں دہلی جانا تو اتنے لمبے فاصلات میں ہر روزی سید احمد صاحب
اکبر آبادی 'ایم' سے 'ج' سار سالہ ان نے اپنے سفر حج ۱۹۷۷ء کا
ایک واقعہ بیان کیا۔ جس سے ایک طرف سیرت محمدی پر دینی پڑتی ہے
اور دوسری طرف استقامت و عافیت۔ دروغ سرت کر کے کہتے ہیں کہ
کوئی غلطی نہیں ہوئی۔ آخر میں صرف کے لیے شکایت ہے۔ سرت
واقعہ یہ ہوا کہ ۶ رزی الحج کی شام کو مغرب کے بعد والد ماجد
مطلبہ کے سینے میں سخت درد ہوا اور بجا رہی تھا۔ میں نے فوراً ایک
ڈاکٹر کی آمد کا معاملہ کیا۔ انھوں نے بہت دیر سے دیکھا بھالا اور
ایک ستر لکھ دیا۔ میں نے اس ستر کی کسی خواہش نہیں کی، لیکن اور میں کسی
بجائے شام ہی ہوتا ہا۔ اسی پریشانی میں رات کے اگلے
دن یعنی ۷ رزی الحج کی صبح کو حج ستر لکھ دیا اور وہاں سے عرفات جانا تھا۔
اور دوسرے والد ماجد کا یہ حال کہ شدت کرب سے بچپن اور وفور
اسی بے آب کی طرح مضطرب تھیں۔ جب کوئی اور دیر ستر میں بیٹھتی
تو کہتے کہ "مذا کے گھر میں کس چیز کی کمی ہے؟" طلب صادق شرط ہے۔
میں نے تو اس کی سبب بظہر اذاعاد "فرمایا ہے۔ وہ بہت ہی چپ
کی نذر ہیں دیکھنی چاہیے۔ اس خیال کے آتے ہی میں جو منہ نہ دل
نہ نہ ملتا۔ پہلے منہ کیا۔ نئے کپڑے پہنے۔ اور پھر دل کو اس حالت
چھوڑ کر سید صاحب حرام پونچا۔ جلتے ہی دو رکعت نفل ادا کی
مواظت کیا۔ جہر اسود کو ہوسہ دیا۔ اس وقت ایک اور دیکھ کے دیکھا
نہ نہ کام ہو گا۔ دن کے مقابلہ میں اس وقت طوالت کرنے والوں کا
مذا بہت کم تھی۔ انھیں کم لیکن خوش نصیب انسانوں میں میں سے
دیکھا کہ مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ بھی ایک نہایت دانا انسان ہیں
کر رہے ہیں۔ پیچھے پیچھے انکی بیگم آ رہی ہیں۔ مولانا خود طوالت کی دعا
پڑھتے جاتے ہیں اور اتنی بلند آواز سے کہ اسی کے مطابق انکی بیگم بھی
دعا پڑھ رہی ہیں۔ میں مولانا محمد علی کی اس شہرت و شہرت امور مال
کو دیکھ کر ایک کونے میں مقام ابو ایوب کے پاس بیٹھ گیا۔ اور مولانا کی ایک
ایک حرکت کو دیکھتا رہا۔ میں نے دیکھا کہ مولانا طوالت کے آخر میں
(چکر میں چھوڑا) کو بڑے عذیبہ اختیار سے ہوسہ دیا۔ اور پھر ان کی
کسی کچھ کچھ کی طرح دنا شروع کر دیا۔ یہ منظر دیکھ کر میرے بھی آنسو
نکل آئے۔ اور دیر تک عجیب کیفیت طاری رہا۔ مولانا مرحوم غلام
کسی کپڑے ہوسہ در تھک اور دکر دعائیں کہتے رہے۔ یہ سب انکی آواز
اسی بھارتی دینی قس کی تھی کہ میں کچھ نہیں سمجھ سکا کہ انھوں نے کیا کیا اور کیا
و عافیت

تو بن گئے ہیں لیکن مسلمان بن گئے۔

اگر آپ چاہتے ہیں کہ میں کوئی تجویز پیش کر دوں تو میں یہ کہوں گا کہ
اسلامی تعلیم کی اصل اور بنیاد قرآن مجید ہے۔ اس سے اپنے بچوں کو قرآن
مجید کی تعلیم اس طرح دیکھیے کہ وہ اسکو سمجھ سکیں اور ان میں اسلامی
روح پیدا ہو۔ یہ مقصد ہر قرآن مجید کی تعلیم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی پیروی کے حاصل نہ ہو گا۔

بے معطلہ برسات خوش را کہ دین ہمدوست

و گر با نہ رسیدی تمام بومیں است

آپ نے اگر چہ نچا دیا مسلمانوں کو کائنات کے پاس یا شکر اور سیدنی کے پاس
تو اس سے کیا حاصل؟ اگر آپ کی اس نگاہ میں قرآن مجید کی تعلیم نہیں ہے
تو ایسی صورت میں یہ تو ہشاک کہا جائیگا کہ آپ تعلیم کی خدمت کر رہے ہیں
لیکن یہ نہیں کہا جاسکتا کہ آپ مسلمانوں کی باسلام کی خدمت کر رہے ہیں
دنیا تم سے کہتی ہے کہ تم آگے بڑھو! اگر میں کہتا ہوں کہ سارے تیرہ سو برس
پچھلے ہو۔ جبکہ تم آزاد آگے اور کسی کے غلام نہیں تھے۔ مسلمان سچے ہیں
گرچہ انہیں انہیں بھرا ٹھیکے۔ ان میں غلہ اور اونیہ پیدائیگی۔
مسئلہ تقریب میں آپ مسلمانوں سے خطاب کرتے ہوئے یہ فرمایا کہ
اسے زچہ انصاف کے منقبض کا مدار تم پر ہے۔ تم کو لباس اور سورت
کے لحاظ سے مسلمان ہونا چاہیے اور اس سے بھی زیادہ سیرت کے لحاظ
سے حضرت اذان بن جبل جب رستم ثانی کے پاس گئے تھے تو کس دیری دنیا
کے ساتھ گئے تھے۔ مدام ہوتا تھا کہ ایک مسلمان جا۔ لہے۔ اسی طرح
ایک طالب علم کو اپنی درس گاہ سے اس طرح نکلتا چاہیے کہ لوگ دیکھ کر
کہہ سکیں کہ یہ جابر اسے مسلمان جو آزاد ہے اور کسی کا غلام نہیں۔ ستم ہے
مسلمان اور کسی کا غلام اسے۔ جہاد کا نام نیکر جھوٹے دالے مسلمانوں کو
سرت ہم سنوارنا آتا ہے روح کو کیوں نہیں سنوارتے۔

حضرات۔ مجھے دوسرے مدارس سے کوئی گلہ نہیں لیکن یونیورسٹی
سے گلہ ہے کہ وہ قرآن مجید اور مذہبی تعلیم کا اہتمام کیوں نہیں کرتی۔

اب رات کا ایک بج چکا تھا اس لیے ذاب مبارک بار بار جنگ بھارتیہ
سذرت کہتے ہوئے اپنی تقریر ختم کر دی۔ اور فرمایا کہ میں نہایت غرسند
ہوں کہ آپ نے میری تقریر سے جو امیدیں قائم کی تھیں وہیں پوری نہ کر سکا۔
سند جہاں تقریب کے بعد حکام غلامہ اور پیش کیا گیا آپ نے فرمایا
کہ سید آبادی علوم اسلامیہ کی جو خدمت انجام دی وہ ظاہر ہے۔ مذا
ہمارے بادشاہ کو سلامت رکھے اعلیٰ حضرت غفر اللہ لہ کے ۲۵ سالہ
دور میں حکومت نے تعلیم کے متعلق جو کام کیا ہے وہ کسی دوسری جگہ سے کم نہیں
ہے۔ اسکے بعد آپ نے فرمایا کہ میں جناب صدر کے توسط سے کانفرنس
کے ممبروں سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنا آئندہ سالانہ اجلاس
حیدرآباد میں منعقد کریں جناب صدر سے یہ چاہتا ہوں کہ وہ کانفرنس کے
ارباب مل و ملت سے اس کی منظوری حاصل کر لیں تاکہ میں ابھی سے اجلاس
کی تیاریاں شروع کر دوں۔

ذاب صاحب کی اس دعوت پر جناب صدر اور غلام حاضرین نے
کو خوشی سے اظہار سرت کیا۔ بعد ازاں یزدانی کو احمد علم صاحب سند

خریداران صدق کی خدمت میں

مدرسہ دینی خیرہ ازما جہان کی سیاد خیرہ اسی، ایہیل سنگہ میں ختم ہو رہی ہے۔ انکی خدمت میں انکس ہے کہ سال آئندہ کا ہندو ختم اور سے پٹے پہلے روزہ فرما دیں۔ ورنہ سنی مسلمان کی ابتدا لائی آریوں میں دی، پہلی دوام ہو گئے۔ اگر خیرہ انجور نہ کسی صاحب کو آئندہ خیرہ اسی منور ہو تو دفتر کا اطلاع دینا اگر دفتر کو خیرہ اسی، پہلی کی، ایہی سے ذرا، نہ ہو پٹے۔

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰
---	---	---	---	---	---	---	---	---	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	-----

برقم ہمارو ان صدق

بناب سوری عبد المجید صاحب ڈی کلکٹر فیض آباد ایک خریدار

تصانیف جناب لانا عبد الماجد صاحب مدیر

- ۱۔ قصوف اسلام - خالص اسلامی شعوت کا بیان، قداسے صوفیہ کے حالات و تعلیمات، طبع ثانی، ۱۰۰ (مذاکرہ) ۲۲۲ صفحہ قیمت ۲۰
- ۲۔ فنیہ مافیہ (فارسی) لغات سولہ اسے روٹی ح دیباہہ و متعدد غیر ۲۰۰ صفحہ - قیمت ۱۰
- ۳۔ سفر حجاز - غازی مح کے بہترین رہنما، فنیہ ۱۰۰ (مذاکرہ) ۲۲۲ صفحہ قیمت ۲۰
- ۴۔ فلسفہ جذبات - شعور و معرفت کتاب، طبع، ۱۰۰ (مذاکرہ) ۲۲۲ صفحہ قیمت ۲۰
- ۵۔ مبادی فلسفہ - حصہ اول: فلسفہ کی پہلی کتاب ۱۰۰ صفحہ - ۲۰
- ۶۔ حصہ دوم: فلسفہ کی دوسری کتاب ۱۰۰ صفحہ - ۲۰
- ۷۔ شوقی بحر الحکمت (معنی) ح تبرہ: متعدد، غیر ۱۰۰ صفحہ ۲۰
- ۸۔ طے کا پتہ: میخیزدار المصنفین اعظم

کی - وہ تو مولانا محمد علی نے دل کی گہرائیوں سے اسے علمات ہے۔ اور صرف اسی لیے کہ ہذا تک پہنچیں، اور اسے ان کا کمال

ہر وقت، حقیقتوں سے خاص طور پر اس لیے، ایک تو مولانا محمد علی کی اس حالت کے شاہد کے الفاظ سے اور ایک ہمدرد سے کہ اس میں ہے، بابت و دعا کا تجربہ ہو گیا۔ اس کی نفیس رہے کہ جیسا کہ عرض کیا ہے میں اس وقت نہایت پریشان ہو کر بارگاہ حق میں اپنی اور کی محبت کی دعا کرتے آیا تھا۔ چنانچہ میں نے حوائث کے بعد عالم افتخار میں دعا کی۔ اس وقت غالب کا جو حال تھا اس کا اندازہ وہی لوگ کر سکتے ہیں بلکہ اس قسم کے احوال پہل آئے ہوں۔ خدا کی شان، کیجیے، سید حرام سے واپس لوٹا تو دل اگرچہ اتنا منہ نہیں مبدی کی کے تصور سے بہت کچھ پراسید اور ہشاش و بشاش تھا، لیکن پھر بھی ایک دھڑکن لگی ہوئی تھی، ورنہ اس کے جتنا قریب آتا جاتا تھا اسی قدر اس دھڑکن میں اضافہ ہوتا جاتا تھا۔ ان کے گھر پہنچا۔ دروازہ میں قدم رکھا تو کان کھٹکے ہوئے کہ بتا رہا ہے اب ہوا (واللہ صاحبہ) کے کہنے کی آواز آئی۔ لیکن یہ خدا شہر اکل غلام ثابت ہوا۔ گھر میں داخل ہو کر دیکھا کہ بڑے اطمینان سے سو رہی ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انہیں کوئی تکلیف ہی نہیں تھی، یعنی بعض دیکھی تو بخار بھی غار د تھا۔ خوشی کے مارے ان اچھلنے لگا۔ فوراً دو رکعت نفل شکرانہ کے ادا کیے۔ اپنی ایک دفعہ سفر سے جو بولے پاس اسی مکان میں مقیم تھیں ان سے باہر آچھا تو کہنے لگیں "تمہارے ہاتھ کے بند ہیں درشت ہو گیا۔ مگر کوئی آدھو گھٹنے بولے کہ دریا کا ایک بند ہو گیا۔ اور بوا کی آنکھ لگ گئی" میں نے حساب لگا یا تو معلوم ہوا کہ در کے مروت ہونے کا وقت عبید وہی تھا جبکہ میں خدا کی بارگاہ میں توجہ و الحاح سے دعا کر رہا تھا۔ بوا کی غیر متوقع غلات سے دل کو جو پریشانی ہوئی تھی میں اسکو بہت مبارک سمجھا ہوں کہ اس کے ذریعہ دل نے ارشاد خداوندی اس عجیب المصطر آواز دعا کی حقیقت ثابت کیا، شاہد، شک و تردد نہیں بلکہ جزم و یقین کی آنکھ سے کر لیا۔ و الحمد للہ علی ذلک۔ صبح کو بوا کی آنکھ کھلی تو بالکل تندرست تھیں، اس قسم کے درد کے بعد جو کمزوری ہو جاتی ہے اس کا میں کہیں پتہ نہیں تھا۔

(تقریبی معنی)

ذرا بعد ازاں جلسہ عصمت فرہادی، مورچہ، اور عیالی کی دربان خانہ سے سے سوال ہی نہیں، اتفاقی اور صرف ایک لغزش کی تھی یہ سزا اگرچہ کم از کم دوں پنجرہ کر کے ہمیشہ کے لیے ختم ہی کر دیے جائیں؟ یا یہ کہ کم از کم دوں پرکاروں پر مجمع عام میں سوتو کوڑے اس طرح برسا دیے جائیں، کہ وہ ۱۰۰ سے ہو کر فورہ ہی جائیں!

شیخ شریک حسین پرنسٹن سن، پٹناب، پس میں طے کر کے دفتر اجاڑ صدق "مرشد آباد میں گولڈن ٹمپل کے شاہین کی

وَالَّذِينَ آمَنُوا بِالْعَدْلِ وَهُمْ لَا يَتَّبِعُونَ

(درج چ لکھ آیا اور میں نے اسکو پچ ۱۱: ہی لکھ پیر گاریں)

ایڈیٹر: عبد الماجد

چندہ اور انتظامی امور
کے لیے مراسلت اس پتہ پر کی جائے
محمد عبدالرزاق عباسی مہتمم اخبار "فتح"

مشتہاد بانیس۔ گوگہ گنج۔ لکھنؤ



نائب: (علیہ) عبدالقدی

معاونین کے بار میں خط و کتابت ایڈیٹر سے کی جائے



ایڈیٹر: عبدالرزاق عباسی

چندہ سالانہ

شمارہ ۱۱

بروز چھ سالہ شائع

قیمت فی پرچہ ۱۰۰

نمبر ۴۶ - ۱۰ - دوشنبہ - ۱۰ - ربیع الاول ۱۴۰۲ - مطابق ۱۲ اپریل ۱۹۸۱ء - جلد ۶

زندان بھی قائم رہے۔ ابھی تو زمانہ فتور ہی ہوا ہے، اس لیے زیادہ
اسب میں قائم کرتے جی ڈرنا ہے۔

حاشیات اسلامی کی برتری "سور کے متعلق اسلامی
تفہیمات جدید ترین تفہیمات سے بھی بہتر رہا اثبات ہو رہا
ہیں۔ اور اب یہ مسئلہ کلیہً سمجھا جائے گا کہ جو ملک
بتنا زیادہ مذہب ہوگا وہاں قرض لینے کی شرح سود اتنی
ہی کم ہوگی اور ظاہر ہے کہ جو انتہائی مذہب ملک ہو اکی شرح
سود صفر ہونا چاہیے۔ اس حقیقت کو نظریہ کی حد تک مذہب
نے معلوم کر لیا ہے۔"

جامعہ عثمانیہ کے استاد حاشیات پر و فیروزہ ذوالقبال قریشی نے دکن کے
ایک انجمن قرض حسنہ کے سالانہ جلسہ کے موقع پر اپنی تقریر میں کہا۔۔۔
ایک ماہر فن کے اس اعلان پر بیان کے بعد ان رجحانوں کا کیا اثر ہوتا ہے
جنگلی ساری ٹمر کی کمائی، مشرق بائیں کے کس علم و فن میں مہارت نہیں
بلکہ صرف "روشن خیالی" ہے! جو اس دور رس سالہ شائع کرنے اور مسلمانوں
کے اندر مبلغ سود کے مروجہ کیسے! انہی کے اثرات کا لکھنا
خوش قسمتی، حکومت آصفیہ کی خوش خیالی، اور بانی جامعہ عثمانیہ کی خوش فہمی
کا ثمرہ ہے کہ اس کے اساتذہ و فن براہیں خاص قدر صاحب ایمان ائمہ
کی جمع ہو گئی ہے۔ یہ حضرات چاہیں، تو اسلامی حاشیات، اجتماعات
میں دین کی مفید اور ٹھوس خدمت بہت کچھ انجام دے سکتے ہیں۔

سرسلیمان کا ایک کارنامہ سرشاہد ایمان مرحوم پر "ایک تقریر
مضمون کا اقتباس۔۔۔
"سب سے بڑا کہ یہ کہ آپ ایک عقیدہ تسلیم فرماتے ہیں
اپنی سرگرمیوں کے ہر شعبہ میں اسکا مظاہرہ فرماتے تھے۔"

ایک انگریزی مضمون لندن، ۱۰ - ربیع الاول ۱۴۰۲ - میں دیکھ کے ایک انگریزی
مضمون کا ذکر آچکا ہے جو فقہ و ازادان پر اسلامک، یو ای آر کونسل ٹرسٹ
لکھنؤ میں شائع ہے۔ یہی مضمون اشفاق سے اسی ادارہ میں لندن کے
اسلامک ریویو میں بھی شائع ہو گیا ہے۔ اور اصل میں بھیجا بھی اسی کے لیے
گیا تھا۔ جب وہاں اسکی اشاعت میں غیر معمولی تاخیر ہوئی تو مجبوراً لکھنؤ
کے سالہ کو دیا گیا۔ اب وہ وہاں بھی چھپ گیا۔ نفس مضمون خود بخود پہچان
میں ایک ہی ہے۔ لیکن کاغذ و طباعت، نسخائی و غیرہ محاسن ظاہری
میں اسلامک ریویو کا پورا اپنے معامرے کہیں بھاری ہے! اور پڑھنے کا
حلقہ اس میں پڑھنے میں آتا ہے۔ ہندوستان میں اسکا پتہ:۔ عزیز منزل
ریڈر فک، ڈو۔ لاہور۔

ایک مسلمان خبرساں اکیسی بنیسی سے ایک ملک میں
مسلمانوں کی کوئی خبرساں اکیسی نہ تھی۔ اگرچہ بنیسیوں کی سب
غیر مسلم باقیوں میں نہیں۔ نتیجہ یہ تھا کہ ایک مسلمانوں کے ذہان و دماغ
کی خبروں کی اشاعت ہی بڑے نام ہو جاتی۔ اور اسے جس واقعہ سے متعلق جو
خبریں انگریزی پریس اور اسکا ترجمہ ہو کر اردو پریس میں آتی، اس میں ایک
غیر اسلامی غیر مسلمان ہی غالب رہتا، نتیجتاً یہ کہ مسلمانوں کو کب ہوش
آیاد اور کچھ دوسرے انکی بھی ایک نوزاد اکیسی ادارہ ملک پریس جو
روس کے نام سے قائم ہو گئی ہے صدر مقام دہلی۔ شائین تمام مرکزی
مقامات، لاہور، لکھنؤ، حیدرآباد، ڈھاکہ وغیرہ میں۔ خوشی کی بات
ہے کہ اب ملک اکیسی ذکر کی کارگزاری اچھی ہے، خبریں علیہ دے رہی
ہے، مفصل دے رہی ہے، سنجیدہ دے رہی ہے۔ مسلم اکابر کی تقریریں،
مسلم اداروں کی رویدادیں، جن کی عینک ایک انگریزی پریس میں نہ پہنچتی
پانی، اسوقت محض اس اکیسی کے سفید، سرگرم عمل اداروں، اداروں کو
کار پر آدوں کے افسانوں، سفر عام پر آ رہی ہیں۔ خدا کرے یہی حالت

اپنے ملک کی اخلاقی زندگی پر مبنی دے، اور اپنے ملک کے بچوں کو
نہ تو، مختلفوں کی تعداد پر شرمے کٹ کٹ جاسے، اس لیے اس اور
دیکھیں کہ مذہب اور شائیت دونوں کے مسئلے بھی کیسے کیسے مذہب و
شائیت، لطیف و شستہ، پاک و مقدس مسئلے ہیں (صفحہ ۲۲۱)

وطنیت کی تاریخ

اس سلسلہ میں اساتذہ سیاست (میرزا آدکھن آزاد)
دنیا میں اس بات پر سنجیدہ علمی بحث کرنے والا واحد عالم ہے۔ اس کے
ایک مضمون کا اقتباس :-

”وطنیت کے تصور کا اظہار سیاست کے ذریعہ اٹھارویں

صدی عیسوی کے وسط سے شروع ہوا اور انقلاب فرانس

نے اس تصور کو اور زیادہ قوی کر دیا۔ بعد میں وطنیت کا اظہار

مختلف ممالک میں کی اور اپنی تاریخی اور لسانی خصوصیات کے

ذریعے کیا گیا۔ وطنیت کے جذبہ کی قوت کا نتیجہ یہ ہوا کہ

عوام ایک مشترک سیاسی ہیئت میں منسلک ہو گئے اور تاریخی

نفع پسندی کی گرم بازاری کے لیے اہل مغرب کے بیٹے ممالک

بہت سا شکر ثابت ہوئے۔۔۔۔۔ اس جذبہ کے نشوونما میں

بادشاہوں کا بڑا حصہ رہا۔ بالخصوص انگلستان اور فرانس

میں قومیت انھیں کی ماسی کی، بہت مستحکم۔۔۔۔۔

قومیت یا وطنیت ہی کی بنیاد پر اپنی سیاسی اور معنوی

تعلیم کرانے کی وغیرہ ہوئی۔ قومی اقتدار، معاشی قوت و

تعلیم حاصل کرنے کا ذریعہ ٹھہرا اور معاشی قوت سے قوتوں

کے سیاسی اقتدار میں اضافہ ہوا۔ ہر قومی ممالک اپنے

معاشی مفاد کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنے مقصد کی تشکیل و

تعمیل کے لیے ہو گئے بنائے گئے۔ اس امر کے گرد دوسری جماعتوں

پر اس کا کیا اثر مرتب ہوگا۔ جب ہر ممالک جو دنیا کا قانون

کا حق رکھتی ہے، خود ہی اپنے علاقہ عمل کے مددگار بنیں

کرنے لگی تو اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ وہ اپنے ہی معاشی

قوت پیدا کرنے پر مصر ہوئی جو اسکی دولت میں دوسری

قوتوں کی دست درازی سے محفوظ رکھ سکے اور اپنے

میں اپنے حقوق بنوا سکے۔ (جنرل فیر، صفحہ ۱۲)

ہمارے علماء کرام اور اُن کے بہت سے متبعین جو ایک ایک نکتے کے

ساتھ وطن و وطنی باطن پرستی کے مسلک پر چلے جا رہے ہیں، ان سے

انھیں کے تہذیب، اخلاص کا واسطہ دے کر عرض ہے، کہ سکون و سنجیدگی

کے ساتھ ہر پارٹی لیبل سے الگ ہو کر ذرا وطنیت کی اس تاریخ پر بھی غور

فرمائیں کہ فرنگ پروری میں انھیں خود ہی قومیت کا غبار رو نہیں

ہوئے جا رہے ہیں!

میں خواب میں ہنوز جو جاگے ہیں خواب میں!

تاریخ

تہذیب کے نقیب نے، بیوی کے ایک ماحول میں

کے تعلق پر، میرے اور میرے بچے کے لیے،

پر آپ کے ڈرائنگ روم میں احتیاط اور صفائی کے ساتھ رکھے
ہوئے کلام پاک کے نسخوں کا بہت بڑا ذخیرہ تھا جو کہ میں داخل
ہوتے ہی سب سے پہلے نظر آتا تھا کلام پاک کی تلاوت آپ
بالاحترام اور معنی و مطلب کے ساتھ فرماتے تھے اور دعا، احترام
اس اور جو خاص تھا کہ جہاں کہیں کسی غیر مسلم کے پاس یا ایسے
شخص کے پاس جو اس کا احترام نہ کر سکے آپ کو کئی قرآن مجید
دیکھتے تھے تو اسے میں بہت پر بھی دیکھتا تھا اس کی جگہ
تھے۔ یہی ذخیرہ جمع ہو کر اب کافی ضخیم ہو گیا تھا مسلم بیویوں
میں اپنی دایں چائسلی کے ذریعہ آپ کے اس ذخیرہ کا تعقیب
سلطان ہونے کی تعداد درخشاں ہو گئی تھی وہی جن میں
سب سے زیادہ نمایاں یہ دیکھا گیا ہے کہ آپ نے جو بوسہ
میں جمعہ اور جمعہ سب سے اتوار کے جمعہ کو کر دی۔ اور یہ سرسبز
عید الفتح کے وقت سے اس وقت تک نہ ہوا تھا (مسلم پریس
پبلش)

یہ بوسہ سن کر سننے پر آخری بات، جسے میں نے یاد کر دیا اگلی ہے خوب
یاد دلاؤں۔ ”میں نے یہ مرحوم کی زندگی کا روشن ترین کارنامہ ہے۔“

ایک ”محکم“ ”تاریخ“ ”بندی“ ”مسلمان“ ہے جو اپنی غلامی اور جبر کے
باوجود اپنی زندہ اسلامیت کا یہ ثبوت دے جاتا ہے اور سرکاری کچن
دفتروں، ڈاکخانہ، بینک کے بوم تعمیل کی پروا نہ کر کے اپنے ادارہ
میں جمعہ کا احترام یوں قائم کر جاتا ہے۔ دوسری طرف عید و تفریح
کے وہ ستون ”محکم“ ”آزاد“ اور ”خود مختار“ بادشاہ، فرماں روا
آزاد ملک ہو کر پہلا فائدہ اُس سے ہی اٹھا یا کہ اپنے ملک سے مدد
کے قائم شدہ احترام مجاہد ہی پر قائم معائنات کر دیا!

شیطان کی ایجاد معانی

میلان دیکھنے کی اہمیت اور بیواؤں کی کثرت، تعداد سے
ظاہر ہے۔ اسکی تحقیق تہذیب میں خاص طور پر کی گئی ہے جہاں
پولیس نے اسے جائز قرار دیا ہے اسی اہل پر جس پر عورت
کی بیوائی جائز ہے، یعنی اس طرح سے کہ یہ تابو میں ہے۔
ہر شخص کے خیال میں تو شہر میں بیواؤں کی تعداد
۲۰ ہزار کے قریب ہوگی، یا وہ نہ کمیشن آف اڈمنسٹریشن
کے بموجب ۶ ہزار۔۔۔۔۔ عام سبب عورتوں کی عصمت
پریشانی کی طرح بیان میں ہے اور نگارشی بیان کر دیا جاتا ہے
کہ یہ مطلب یہ ہے کہ سترہ دوسرے اس پر غور فرمائیں!

”ابو لاک“ ”سابقہ“ ”مجلس“ ”مجلس“

اقتباس سے ذرا زیادہ اس کے متعلق درج ہے اور اس سے بھی اور
انگلستان سے متعلق۔ چنانچہ انھان کے سلسلہ میں مضمون کا بیان ہے کہ
تعلیم یافتہ طبقہ کی بڑی تعداد اس علت میں مبتلا ہے، تہذیبی اثر اور
موسیقی کا ذوق رکھنے والی ہیں، ایسا کہ

”میر“ کے مطابق ”۸۰ فی صدی“ (صفحہ ۱۲۱)

کچھ قس بھی تودہ دینی درجہ کی تھی۔ ان کا سب سے بڑا داعی شتاہ
شعر و شاعری کا مقام بالا ہم دوسرے پر تھا غرض کہ یہ باتیں کے لیے
وہ انہماج کے علم سے نہیں دلچسپی رکھتے تھے، اور بھی ابتدائی نوعیت
کی کچھ فنی چیزیں معدودہ ہند افراد کے پاس تھیں، لیکن اسلام
نے شریفانہ کار کا جو مہیا و سفر کیا تھا اس میں گانے بجانے، قیصر
سرور، پیشانی مغارت یا شاجوت وغیرہ کی کوئی گنجائش نہیں دیکھی تھی
اہل خمر و فحش، فحش و بیباکدہ والی شاعری کی بھی اس نے کوئی حوصلہ
افزائی نہیں کی تھی۔ ایک طرف عربوں کی ذہنی اور علمی ہموک کی وہ
شہرت اور دوسری طرف یوں ہی ملنے لگے ایک کا داعی شتاہ سے
غالی ہوتا چند بھی کبھی دینی درجہ کی کچھ نذرانیں ان کے پاس جو موجود تھیں
ان کے سامنے سے آگیا بھی ہٹ جاتا اور سب کو ہٹا کر اس شہرہ و افواہ
قتل کے وقت میں ان کے سامنے صرف قرآن اور سنی قرآن منی شاطیہ
و سلم کی زندگی کا علم، یزید کے نائبین پیش آنا، اسی کی کمی بیشی پر
سوسائٹی میں افراد کے مدارج کا قدرتا مقرر ہو جانا غور کرنے کی
بات ہے کہ ایسے آدمی ہیں ہر چیز سے ہٹ کر جہ فنی، فحش و جھڑپ
میں اگر وہ ڈوب گئے تھے تو آپ ہی انہماج دیکھیے کہ ان کے سوا اور کیا
ہو سکتا تھا۔ ایسی حالت میں یقیناً ہی ہو سکتا تھا اور یہی ہو کر رہا
لہذا اسی کے ساتھ ہم جب اس واقعہ کو بھی ملاحظہ کریں کہ نافذ کش
غریب، اور مجلس عرب جو اپنے ملک کے خاص حالات کے لحاظ سے
ایام جاہلیت میں ماضی حیثیت سے انتہائی سخت کوششوں کا شکار بنا ہوا
تھا، انہماج و رہنمائی کا کیا ذکر ہے، مزدوری ماضی رسد کی نگلیں میں
ہیں انکو آسمان و زمین کے قلابے لٹانے پڑتے تھے۔ ساری عمر عرب کے
پیشیل، ریستانی اور شکستانی محروموں میں بیچارے صرف اس لیے کہ وہ
وقت کی خشک، روٹی خواہ کسی شکل میں بھی مل جائے اور وہ بھی ہلکے
آتی تھی لیکن اسلام نے یہی طرفت ان کے باطنی قوسے اور ذہنی طالب
میں یہ طوفان برپا کیا، دوسری طرف ہندو ہندوہیں سالہ کی مدت میں
جسمانی اور ماضی مطالبوں کے لیے رسم کا ایک ایسا بے قاعدہ سمجھوتہ
اس غیر آباد، قلیل التعداد ملک میں تھا جس میں گھر گھر کچھ پیسہ کہ اسکی
ظہیر میں عرب کے آستانوں سے نہ اس سے پہلے دیکھی تھی اور نہ آج ملک
پھر وہ تماشادیکھنا نصیب ہوا، آج خزان اور دفائن خزانہ اور قتل
جو قرمانا خزن سے کسرالہ اہل ان کے خزانے میں جمع ہو رہے تھے،
یادہ دولت جو زمین فرعون (مصر) سے بارہا من شام سے آتی تھی ستون
نی صحن (سین) ساٹھ گز لمبا اور سا گز چڑھا) حالاً جو ہزار ہزار تاناک
اہلانی غالبی، جیکے نام نقشہ نگار و جھٹا فتن مختلف مٹا خور و موسوں
سے تھا انولہ امرا کے ذریعہ ہارے گئے تھے۔ کھلے کا وہ مرجع
تاج جو اپنے قیمتی اور وزنی پتھروں کو اپنے سے بجا سے سر پر رکھنے
کے سونے کی زنجیر لٹکا دیا جاتا تھا اور کھلا ایمان کسی میں اپنا سر
داخل کر دیتا تھا۔ کچھ روزوں کے تندرہ مدینہ میں جو مسجد کھڑی تھی اس
میں یکے بعد دیگرے یہ سب کچھ ہر طرف سے چلا آ رہا تھا۔ خوراک کی رسد
کا یہ حال تھا کہ عام رواد کے قحط میں حضرت عمرؓ نے صحر کے دانی عمر

بن عباس کو غلہ کے لیے جب لکھا تو انہوں نے جواب دیا کہ غلہ
کی ایسی مقدار غلہ سے ماہر کہ باقیہ تحت غلات میں بیعتیوں کے حکم کے
اونٹ مدینہ میں ہوگا اور آخری اونٹ کی ذمہ داری ہوتی ہوگی۔
سب تو دینی دولت تھی، اصل چیز دیکھنے کی ہے کہ اس ہندو
سال کے عرصہ میں ہجرات مدینہ، یمن، بحرین، عراق، ایران، شام
مصر کے لاکھوں عربان میل کے جو علاقے فتح ہوئے، جن میں کچھ ہجرات
کے تقریباً اکثر حصہ صرٹ ثروت و دولت کا بیٹہ بنا، سرچشمہ تھا۔ پھر
سے پہلا خط عمر بن عباس کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نام آیا تھا کہ
ایک اس نذر پر ہمارے قبضہ دلا گیا ہے جو اچانک ہونی کی مزاح
سفید اور پھر ہجر کے مانتا رہا، اور اسی کے بعد ہجر کے مانتا ہر ہجر
ہو جاتی ہے۔ ان سارے علاقوں کا ایک بڑا حصہ اصحاب رسول ہند
سنی اللہ علیہ وسلم کی جاگیروں پر تقسیم کر دیا گیا تھا۔ کون انفرادی کر سکتا ہے
کہ اموال غنیمت کے حصوں کے ساتھ ساتھ ہر صحابی کے گھریں
سالانہ کتنی دولت ان جاگیروں سے آتی تھی۔ تاریخوں میں اس کی
تفصیل موجود ہے۔ ذہنی نے لکھا ہے کہ محمد فاروقی ملک پہنچتے ہوئے
مدینہ کی بازار کی یہ حالت ہو گئی تھی کہ غنیمت میں جس گھر سے غنیمت
پڑا، وہ درجہ تھی اب ہندوہیں سو میں لٹا تھا۔ بخاری کی مشہور روایت
ہے کہ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غنیمت کی زمین پر مدینہ کے پاس
ہے کئی ایک لاکھ ستر ہزار درہم میں مول لی تھی، لیکن ان کے بڑے
حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے جب اسے فروخت فرمایا تو اسکی
قیمت سولہ لاکھ لی تھی۔ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو دینی
دود و دہش کی وجہ سے مرنے کے وقت ایک پیسہ نہ چھوڑ سکے، لیکن
سکات اور زمین کی شکل میں جو انکی جائداد تھی، اسکی قیمت مہیا
کہ سترہویں میں ہے سچا س کردہ دلا کھ لگائی گئی تھی۔ حضرت عبداللہ رضی
بن عوف نے انتقال کے وقت جو زرہ چھوڑا اسکا حساب قیمت
حویل ہے، لیکن فراخی و فراخی کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے
کہ اپنے رشتہ داروں سے انھوں نے وصیت کی تھی کہ ہر ہجری صحابی
دعوت کی تعداد اس وقت تقریباً ایک سو کے قریب رہ گئی تھی (چارپا
سو دینا دیے جائیں۔

مسلم بن الحنفیہ
مسلم بن الحنفیہ
مسلم بن الحنفیہ

انبار زرم لاہور میں دفائی جیسے سے سابق و مخالفت ہر قسم کے مضامین
غیر جانبدارانہ طور پر پوری پوری شیان کے بارے میں تاکہ مسلم عوام کے سامنے
تمام اچھے اور بُرے پہلو سامنے آجائیں اور وہ کسی نتیجہ پر پہنچ سکیں۔ جن
اصحاب کو مذہبی اور سیاسی بصیرت حاصل ہو انکا فرض ہے کہ وہ سلا
ذکر کے متعلق اپنے خیالات سے زرم کے ذریعہ مسلم عوام کو مستفیض فرمائیں
اور مسلم عوام کا فرض ہے کہ وہ کسی نتیجہ پر پہنچنے کے لیے تمام مددگارین
کا یہ غور مطالعہ کریں۔
منہجہ اخبار زرم - لاہور

واللہ اعلم بالصواب والحمد لله رب العالمین (اور جو بھی بات لے کر آیا اور جسے اسکو سچ انامی لگے بہرہ ور رہے)

ایڈیٹر: عبدالماجد

چندہ اور انتظامی امور

کے بارے میں درہندہ میں پتہ پر

شمس علیہ الرحمۃ وکرمہ اللہ وجہہ الکریم

مرشد آباد چلیں۔ گو کہ گنج۔ کلفنو

چندہ سالانہ

نشری

ہندو ہندو سالانہ شلک

تہمتی پرچہ



درجہ اولیٰ

نمبر اول و ثانیہ - ریح الثانی ۱۳۶۱ھ مطابق ہری ۱۹۴۱ء جلد ۱

نقلی سونا

۲ ۱/۲ روپیہ تولہ والا

”میں ایک روز غلام آئیس ایسی ایشین کے علاقے میں وقت سے مارا پہلے پہنچ گئی۔ کوئی اور اس وقت تک آیا نہ تھا عمارت کا جو کاروبار تھا ایک سو سو گزب آگیا اور ان میں شریکوں میں ان کی باتیں یہ تھیں کہ میں دن کو کاغذ میں کام کرتا ہوں اور رات کو بیس چہرہ کیا ہوں میں اپنے موجود شکار سے ہرگز اور آپ کے پیشہ پر جان دیتا ہوں اگر کوئی آپ کی طرح غلام بن جائے تو زندگی کا باعث آجائے“

یہ ہندوستان کی ایک مشہور غیر مسلم غلام گیری میں لگا۔ اشارے اپنے ایک تازہ مسعود میں لکھا اور پھر آگے چل کر اپنے تجربے مشاہد کی بنا پر لکھا۔ ”میرا تجربہ تو یہ ہے کہ وہ لڑکیاں کام کرنے والا مزدور ہوتا ہے۔ چہرہ کا لکھ کا طالب علم دیہاتوں کا غلام ہوتا ہے۔ ہر ایک کی آنکھیں پر تو بیس کا چمکے کسی سے خیر ہو رہی ہیں۔ رجب ہمارے طرفت رنگ ہی نہیں حسد کی نظروں سے دیکھتے ہیں۔“

اس کتاب میں آپ کہتا ہے اس پر وہ بیس کے عقب میں حقیقت کیا ہے اسکا جو بے بسی اس خوش نصیب ”قابل رشک“ ایکٹرس کی زبان سے سن لیجیے۔

”مجھے ہے کہ میں سے بیس کو ہاروں کی تنخواہ ملتی ہے۔ بیس میں ہوتی ہیں۔ ہنگامہ پھیلے ہوتے ہیں۔ اگرچہ کیا کیا میٹھ حاصل ہے، ان کی تنخواہ بہت ہی محدود ہے۔ میرا تو ان کا ہے کہ باہم تو فی پر جو بھگت ہزاروں کی تنخواہ پاسے والوں کی تنخواہ ایک فی صدی سے زائد نہیں۔ اور ۵۰ فی صدی تو اسے ہیں جو ادھی نرانا اب بھی نہیں پوچھ جاتے۔ اگر آپ کو سدا فیض سے حسن و جمال کی دولت ملی ہے تو سمجھ لیجیے کہ آپ کو کچھ نہ ہوگا۔ ہمارے ہاں اس کی موت اس عیش کی زندگی بسر کر سکتے ہیں۔ بندہ سب سے بڑی عزت و اہمیت دے جاتا ہے۔“

گویا اول تو دولت، ثروت کی منزل اس پہنچنا ہی کون ہے۔ کون کون جاتا ہے۔ تنہا زنت کے سر پہ لے لے اور پھر کوئی پہنچا یا پہنچ بھی تو بادشاہی کی دست گلی ہاں کی! پھر اس کے بعد؟

”اگر آپ ارادہ خود بینی یہ سمجھ رہے ہوں کہ آپ کا حسن و جمال چند نہیں۔ بیس سال تک قائم رہ سکتا ہے۔ تو یہ آپ کی منتھی ہے۔ آغا بھائی کو بھی جو آج آپ کے حسن کیلئے بھاری بہت علی لکھا جائیگی اور وہ سننے سننے غلی چہرے سے لذت یاب ہوتا ہے۔ بیس سے انتظار کر رہی ہیں۔ وہ سارے آج کہاں ہیں، جو کل تک غلی آفتی پر عجب ہاں تھے؟ وہی آج جو کل تک ان کے سر پر چمک رہا تھا آج وہ دوسروں کی زینت بن رہا ہے۔“

آپ کو اس لائن میں روشن بھی نہیں ملیں لاکھوں انسانوں کے لیے تفریح و تفتن کا سامان ہم پہنچا رہے

کے بعد آپ ایک پرستے وستانہ کی طرح بکا رہن جانتے اور وہ خوش و خرم بیٹھے اور بیش قیمت ہوا، ٹیلیفون، عزمیہ، میش درامت کے سب سامان ایک ایک کر کے تپ کے قبضہ سے نکال لیے جائیں گے۔

یہ وہ کسی خشک ماکہ کی زبان سے نہیں خود ایک ناواریکٹس کی زبان سے ادا ہو رہا ہے۔ آخر کا بندہ اڑن بیٹھے اور جس کے تو اس سارے معنوں کو ایک ایک سوال اور ایک ایک کا لچ کے اور دیا ایک پوچھا، کیجیے :-

”نہ ایک بہت بڑے اکثر کو جانتی ہوں جسے کہیں اپنے حق مردانہ نہ تھا۔ آج اس کی جنت کدانی دیکھیے۔ لال جسم کے رنار اور بکر بکے گئے ہیں۔ روشن اور بڑی بڑی آنکھیں اندر کہ جھن گئی ہیں۔ اور زونگی سرت سے غالی زد بھی ہے۔ اس طرح ایک ایکٹس بھی ہے جسکی نسبت کا ستارہ اب گردش میں آچکا ہے اور وہ غلبت گناہی میں محو ہو چکی ہے۔ غرض یہ کہ وہ چمک چمک چکی خاطر نو جوان فلم، سٹوڈیو کی طرف کشاں کشاں پہلے آ رہے ہیں ایک سو سو مہینے، حقیقت کے کوسوں دور۔ جو کام کی خاطر اس لائن میں آنا چاہے وہ آئے عزیز لیکن اس چمک و کم کا فریب کھا کر مت آئے۔ یہ چمک و کم اس نقی سونے کی ہے جو بازار میں ڈھائی روپیہ تو ایک روپہ ہے۔“

ان بد نصیبوں کا ”کھن“ جو کچھ بولے والا ہے اسے چھوڑیے، بھگتا آج کچھ کم قابلِ عبرت ہے؟

کام کی رفتار

آوردہ ترجمہ و تفسیر کا کام گو سمجھاتا جس وقت طاری تو ہے، لیکن پھیلی نپد ہو میں دکار میں بہت پیش رہیں اور رفتار کو اگلا کر کی رہی۔ سوانے کچھ تو خانگی تھے اور کچھ دوسرے کام بھی۔ اور اندیشہ ہے کہ اسے بھی بعد ابعی رفتار اور اسی ہی شست رہی۔ اس اور بیان میں رقم ذیل، بالکل گناہ، حصول ہوئی اور قبول کی گئی۔

۶۶ اپریل - از رنگون (ذریعہ ایک مخلص انکلکٹ) و صبر

بھی باتیں

ذیل کا اقتباس جناب ہوش گلرامی مید آبادی کے ایک معنون کہے، جو اس اپریل کی کسی تاریخ کے پیام کے سفر اول پر شائع ہوا ہے :-

”مگر وہ اناب اسلامی تعلیمات ہمارے محافظوں میں باقی ہیں اور نہ مشرقی عادات، اطوار میں موجود ہیں۔ ان کا احترام، باپ کا ادب اور بزرگوں کے محاذ کا زمانہ لدر گیا۔ یہ تو ان کا شاد ہونا ہے جن کے قلوب ایمان کی روشنی سے نور ہوئے ہیں، جنگی

نظر اسوہ حسنہ کی بہ کنوں کو پہناتی ہیں۔ اب تو حالت میان ملک پوچھ گئی ہے کہ اگر اس پیارے پڑی ہے تو ہم سننا میں اور عین دے رہے ہیں، اگر باپ خزانہ کے عالم میں ہے تو ہم ”بنگلیر نقص“ میں معدودت ہیں، اگر میں کا جنازہ اٹھ رہا ہے تو اٹھے گرم کو کاب کی تقریروں سے فرمت کہاں! جہاں

نہذگیاں دائرہ انسانیت سے گزر کر سمیت کے ان حدود میں داخل ہو گئی ہیں جہاں مذاں کی کوئی مثبت ہے اور نہ باپ کا کوئی مرتبہ۔ جہاں نہ محبت ہے اور نہ شفقت۔ نہ مذہب ہے اور نہ ملت، نہ ادب ہے اور نہ سترام، نہ محرم ہے اور نہ غیر محرم۔ حسب اسلامی تعلیمات کا جنازہ اس کی سے ہمارے ہی کا دھوں پر اٹھ جائے تو اب اسی قوم سے والدین کی اطاعت کے تقاضات قائم کیے جاسکتے ہیں؟ یہ سعادت تو اس کے لیے ہے اور یہ جو ہر تو انکی نفرت کو غفلت ہوتے ہیں جو اپنی اہامی کتاب پر غور و فکر کرتے ہیں، اس کے معانی و مطالب کو سمجھتے ہیں، مگر جنگی کتاب پر نفیسی سے صرف تھمیں غلافوں میں رکھی رہتی ہو اور وہ مغربی افکار پر سر ہنستے ہوں، یا کسی رقم نامہ کے نقص پر تھکتے ہوں یا کسی منقبہ کے نفوں پر ٹاپوٹ ہو جلتے ہوں وہ سب بات آخری کے ان امراء کو کیا سمجھ سکتے ہیں۔ مغربی تہذیب کا کپسل ہمارا دین و مذہب بن کر رہ گیا ہے اور اس میں ہم اسے اچھ کر رہ گئے ہیں، کہ اس سے نکلتا اگر شکل نہیں تو آسان ہی نہیں۔

بھی باتیں آخر پیام کے بھی سفر اول پر پہنچے لگیں!

نہذکی ہے اور بات مگر خوب جی نہیں!

نماؤن جدید

شائع ہوا ہے کہ امریکی

۱۰ کرڈر جو تین افراشیں حسن و جمال کے مصنوعی طریقوں سے کام لیا کرتی ہیں۔ اور سطر ہر وقت کا خرچ ان چیزوں پر ہوتا سالانہ ہوتا ہے۔

گو یا امریکی قانون کا مجموعی خرچ ۱۰ کرڈر پر سالانہ کارسی ایک میں ہوتا ہے۔

اس ۱۰ کرڈر میں سے ۶ کرڈر پونڈ نو گھر کے اندر اس سامان میں صرف ہوتا ہے اور ۴ کرڈر پونڈ شہر کے پرتخت حسن خانوں میں ہوتا ہے۔

تو ۵۰ عورتیں مختلف کریں (در رعایات اچروں پر لگتا تھا) اور ۵۰

میں سے ۵۰ عورتیں مختلف پونڈ (خانہ)

رپ اشکے کا ستھار ہر ہالے عورتوں میں سے عورتیں کرتی ہیں۔

دنیا سے عاید کی قانون جدید کی ”تہذیب“ میں اب بھی کسی کو

شک و شبہ کی گنجائش ہے؟

بدنسبوں کے حقوق

”سوٹ دوس نے شادی بیاہ کے

طباطبوں کے سلسلے میں جو عباتیں کی ہیں ان میں سب سے زیادہ

منفرد اسکا رویہ ناجائز و لادوں سے متعلق ہے۔ حکومت زار کے زمانہ میں مسئلہ نکاح فاحشہ پر غور کیا جاتا تھا۔ یہ غور کیا جاتا تھا کہ کیا یہ باپ کی جانب سے ہو تا تھا نہ اس کی جانب۔ اس کے بعد سے انگلستان، جرمنی، فرانس وغیرہ یورپ اور کیر کے اکثر ملک کے دستور کے مطابق وہ اس کی جانب (نہ کہ باپ کی طرف) سبب ہونے لگا۔ سوویت روس نے اول روز سے اصلاح کی کہ قانونی رشتہ کی بنیاد بعض خونی رشتہ کی ذکر منافیہ نکاح کو قرار دیا، اور اس طرح ناجائز و لادیت کا غلط خیال ہی سر سے اٹھا دیا۔ (رشتہ داروں کی عورت سوویت روس میں)

Woman in Soviet Russia

۱۳۵

میں تو قیامت کی آواز سن رہا تھا۔ روس نے ناجائز و لادیت کا فرائض اور عادات معائنہ کیا کہ کیا یہ عمل دنیا کی مذہم پرستی کی طرح ہے یا نہیں۔ اگر کو ایسے کے سامنے احتجاج و رد و قبول ہوا تو کیا اور نہ ہوا تو کیا اور نہ ہوا تو کیا۔ ہر حال میں اس کی اولاد کے سارے حقوق ہر صورت مسلمہ۔ انسان ایسی انسانیت پر مبنی نہیں۔ اگر کوئی کہہ دے کہ اگر کائنات میں کیا، خود جس کی اولاد کو ناجائز و لادیت سے منسلک ہے۔ بیان اس کے کسی عداوت و سازش کا نہیں، ایک ایسے ذمہ دار خاندان کی تباہی سے ہے جو خود اس روسی کیونکر ہم کی ذمہ داریاں ادا و مستعد اور اس پر ایک ختم کتاب کی منتظر ہیں! حجابوں کے حقوق کی دکالت اس کی بدولت اس سے قبل کبھی کیوں کی گئی ہوگی؟

آزاد عورت

”یہ آئینہ دی مسئلہ ہے کہ باپ ہر حال میں اولاد کی پرورش کا ذمہ دار ہے اور اس لیے سوویت روس میں پرورش اولاد کے لیے ایک ہی قانون ہے۔ وہ منافیہ نہیں ہیں [اولاد نتیجہ نکاح کا یا محض عارضی تعلق کا، حقوق سب کے بالکل یکساں ہیں۔۔۔۔۔]

اب اگر باپ باپ ہونے سے نکاح کر دے تو سب دین اور اس بے نکاحی عالم کو چارے کو وقت و منع حل سے کہ از کم تین بیٹے قبل قحطی حکام کو ملے کر دے، و غیرہ حل کے مطابق وقت اور باپ کے کام و مقام سے حسب رتبه ۲۹ باپ اگر نکاح ہی ہے تو اسے ایک مہینہ کے اندر عدالت میں عورت کے بیان کی تادیب کر دینا چاہیے۔ ورنہ اس کی خاموشی دلیل رشتہ سمجھی جائیگا اور سرکاری کا غذا میں اذواج اس کا نام باپ کی حیثیت سے ہو جائیگا۔ پھر اسے اختیار ہے کہ سال بھر کا اند عورت پر دروغ بیان کا دعوے دائر کر دے۔۔۔۔۔

اگر مرد کا بیان یہ ہے کہ عورت سے تعلق رکھنے والے اور بھی کئی مرد تھے اور اس لیے اولاد کی ذمہ داری اس پر ڈال دینا صحیح نہیں، تو ایسی صورت میں وضع حل اور بچہ کی پرورش کے معائنات ان سب مردوں پر تقسیم کر دیے

بائیں گے۔ لیکن بچہ کو آئندہ بدنامی سے بچانے کے لیے اذواج صرف ایک ہی باپ کا ہو گا اور وہ نہ نکاح و نہ عداوت اٹھانے کی سب سے زیادہ اہلیت رکھتا ہے۔

دیکھنا ہالی کی عورت سوویت روس میں (۱۳۵ء) اور یہ پورا الی دنیا دینی اسلامی تعلیم! اب تک نکاح و سفارح فرق، حلال و حرام کے امتیاز پر زور دینے چلے جا رہی ہے اور زمین کیسے کہ دنیا اپنی روشن خیالیوں اور ترقیوں میں کھلے سے کھل چکی ہے! کتنے ایسے کسی زمانہ میں اسلام سے قبل عرب جاہلیت میں بھی دستور تھا۔ ولایت کی ذمہ داری عورت خود چند مردوں میں سے کسی پر ڈالتی، یا کبھی ماہرین تیار نہ تھا کسی اسکا فیصلہ صادر فرماتے۔ روشن خیالیوں کے ذہن کے جاہلیت کے بھروسے جاہلیت قدیم سے مل کر رہے!

لطیف ”نیاز“

”اس وقت عام طور پر تمام مولویوں کے اخلاق بہت شہید گاہوں سے دیکھے جاتے ہیں۔ لیکن اس جماعت کا ایک خاص طائفہ جو اپنے آپ کو مذہبی کہتا ہے، اسے بعض افراد نے اس اعتناء کو دور کر کے یہ بات بالکل واضح کر دی ہے کہ مذہبی ہونا مولویت کی وہ منزل ہے جہاں مذہب اور دنیاوی اخلاق، دونوں بالکل مترادف الفاظ ہیں اس طائفہ کی سب سے زیادہ نمایاں ہستی اس وقت سید سلیمان ندوی ہیں، لیکن میں اس سب سے بڑے مذہبی کی انتہائی اخلاقی بے مائیگی اور فہمی پستی کا ذکر نہیں کر چکا، کیونکہ اسکا تعلق زیادہ تر میری ذات سے ہے اور میں نکاح دینے والوں کا جواب ہمیشہ خاموشی سے دیا کرتا ہوں۔ (دیکھو، اپریل ۱۳۵۶ء)

ادب لطیف کی یہ لڑائی گلفشانی اور ”خاموشی“ کی یہی تفسیر اور نئی تفسیر اپنے لہذا ختم فرمائی؟ جب خاموشی میں یہ حال ہے کہ منہ سے کھٹا کرتا جائے اور تابو میں ثابت ہے نہ جو اس کو گویا نہی و حکم کے تحت و شاید زمین فخر اٹھے اور آسمان کو چکر ابلے! — اچھا ہے ظلم ابھی کچھ روز اور غریبوں ہی سے اچھا ہے۔ خدا اور رسول خدا کی حکم روز قیامت میں! ”ہاں نکاح میں ایک مسئلہ خواہ سرائی کا ہوتا تھا جس میں صرف گاہیوں کا مظاہرہ ہوتا تھا، لیکن اب یہ غالباً غلط فہمی کی طرف ہونے لگا ہے اور سب سے زبان کے کاغذ و قلم کے ذریعہ سے اسکی تائید کی جاتی ہے“ (دیکھو، اپریل ۱۳۵۶ء)

لیکن غلط فہمی تک پہنچنے کی کیا ضرورت ہے، پڑوس کا حق ادا کر کے کبے آخر کھٹو ہی میں ایک محلہ گھیرا دی منڈی بھی تو ہے!

”آج“ اور ”کل“

سلسلہ زمیں سے پانچ میل اوپر کر دہوانی منابت سرزمین ہے۔

۵۰ میل تک رو پڑے جاتے تھے کہ بعد نصفا منابت درجہ گرم پانی پلٹے

انتباس بھیجی کے ایک نوجوان کے خفا کا ہے۔ درو صدق کی تحریروں اور
محبوب جو کچھ بھی ہوں یہ غیب و بھرمان سوجھ بوجھ کی دوسری زبان بن سکا
ترجمہ بہت دشوار۔ اور جس لوگوں کی ماوری زبان اُردو نہیں اُنکے لیے تو
اسکا باری طرح سمجھ لینا بھی آسان نہیں۔ اس عمرت میں یہ تمام تر اندکی
قدرت یہ ہے کہ ایک نوجوان محض کے دل میں صفائیں صدق کے مسلسل
ترجمہ کی بہت پیدا ہو گئی! — ایسی افلاں مجسم ہمتوں کے ادا
شکر میں ایک لفظ بھی لکھنا نہ لے لہذا تین جذبات کو محض لکھا ہے۔

سیح و مریم علیہما السلام

(سبب از صدق ---)

اذا مولانا سید عبد اللہ شاہ صاحب تاجاری - حیدر آباد دکن
یعنی امام ہمدی سبب از سبب و اہل کو اٹھا دیکھا اور سو سے خاص
و اصلی دین کے اور کوئی باقی نہ رہ گیا جسکی اصل بنیاد کتاب اللہ پر ہوگی
اور حدیث پر طور شرح و تفسیر - فقہاء کی مختلف فقہیں اور کلامیوں کے
مختلف خانہ ساز عقائد و کلامیات سبب بباد منشور ہو کر رہ گئی - جب فرقہ
و اراۓ عقائد و عقاید مختلفہ و مجہدات فقہیہ متنوعہ ختم ہو چکیں گی تو ساری
توہینیں مٹ کر ایک ہی نوعیت و رسمیت کی قائم ہو جائیگی تو دنیا (دن نجات
کا وہ منظر دیکھ لیگی جسکے لیے وہ زمانہ سے تڑپتی رہی ہے

محمد اور مسیح

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ انا اولیٰ بعیسیٰ بن مریم
ولیس نبینا نبی - یعنی میں سب انبیاء سے زیادہ عیسیٰ بن مریم اسرائیلی سے
مقدم و برتر ہوں اور کہنے اللہ و روح اللہ سے حقیقہ و معنیٰ قریب تر خصوصیت
رکھنے والا ہوں اور ہمارے درمیان کوئی نبی نہیں ہے - اس حدیث میں
اسی اتحاد و یقینیت کی طرف اشارہ ہے - حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم درحقیقت
وہی تعلیم لیے تشریف فرما ہوئے جو حضرت یسوع صریٰ ابن مریم دینا کو
دینا چاہتے تھے جبکہ فارقلیط کی صحبت حضرت یسوع صریٰ کی سہولت سے
فرمایا تھا کہ میں اپنے باپ (الک، مرئی) کے پاس جاتا ہوں اور
اس فارقلیط روح النحن کو تھا - اسے پاس بھیجے دیتا ہوں جو تمام وہ
تعلیمات تو کو دیکھا جو میں دینا چاہتا تھا اور اخیر زمانہ تک کے اوقات
تم کو بیان کر دینگا (اس مضمون کو وہ مختلف عبارتوں میں ادا کرتے تھے) -
دیکھو اناجیل موجودہ - مگر چونکہ یہ وہی حجت ختم ہوئی تھی اور عیسیٰ محض پیغمبر
حضور اقدس کی سنائے آئے تھے اس لیے انکو اس تعلیم کی تبلیغ نہ کرنی
تھی ورنہ انھوں نے کی - اور درحقیقت وہ کہ بھی نہیں کہنے سکتے تھے اس لیے
کہ وہ ناقص البشریت پیدا کیے گئے اور محض ہو درحجت ختم کرنے اور
اور انکو مضبوط علیہم و لمون بنائے آئے تھے - لہذا انسانیت کاملہ کی
تعلیم ایک ناقص البشریت منسوب الملکونیت انسان دے نہیں سکتا تھا -
لہذا حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کام کے لیے جن ایام کا جبکہ سب انبیاء
سے انسان کامل کا بہترین نمونہ بنایا گیا تھا جو ادھر ادھر ان انسان کے
معصات بشریہ میں بھی ایک کامل ترین انسان تھے - اور ادھر اس بشریت
و مادیت کاملہ کے باوجود قرب ازہدی کے اس تقدس اعلیٰ کا رتبہ حاصل
فرمایا تھا جو خود کسی ملکوت دالے کو بھی حاصل نہیں تھا - حضرت عیسیٰ محض
نقص بشریت کی اور یہ کہتے ہوئے رہے کہ انا
انکر ہوسہ سے بہتر ہوں

فروغ شہابی ابو زہرہ

انکی وجہ یہ ہے جو میں اب تک سوائے اور بار بار بیان کرتا آیا ہوں کہ نفس

ملکونیت و تقدس خدا کے اس کوئی قابل قدر چیز نہیں بلکہ جو کچھ قابل چیز ہے
خدا اللہ بھی اور خدا انسان بھی - وہ انسانیت کا مادہ ہے جو امانت بزدانی
و خلافت و خلافتی مودتہ انسان کو ملے پوری کر دکھائے کہ ادھر عیوب و
بہی کامل و اتم ہے اور ادھر اور نبوت کی تعلیم اور اصلاح عیشت انسانیت
میں بدرجہ اتم پوری ہو - یہ درجہ اعلیٰ عبادت عبادت کسی انسان کو سوائے ذات
محمدی کے حاصل نہ ہو سکا - مگر بہشتی غرب کی وجہ سے کہ امانت علیٰ نبی
خلافت علیٰ سناج نبوت تھوڑی مدت کے بعد ہی رفع ہو گئی اور ایک مخصوص
پہلے والی بادشاہت سبب سبب ملکیت مطلقہ و سبب اور تغلب و تصرف بجا
آئے اسکی جگہ سبب کی اور زمرہ رفتہ اس نظام پر جمع و کثرت کے جاتے رہے
اسلام کی ساری خصوصیات اسلامیہ و احسانیت رفتہ رفتہ گم ہو گئے حتیٰ
کہ مغلوں و ترکوں اور پھر یورپین فیموں (یا جوج و اجوج) کی ہرج اسلام پر
برخواست ہوئے کی ذلت انکی اس لیے پھر سترت انکے سبب کی ہوئی جو
شریعت کا مادہ محمدیہ کو پھر ایمانیات و احسانیات یعنی شہادت و امانیت کے
رنگ میں مٹ کر خاص قرآن و حدیث رنگ و دستہ انکے ملکوتی اسباب
تخلیج اور امانت علیٰ حسب اصطلاح اسلام کو انکی ہر قائم
ہوئے جسکے قیام سے ہی وہ امن و امان عام بنایا میں قائم ہو سکا ہے
جسکی پیشگوئیاں کی گئی ہیں اور اسلام میں تو نہایت فراغت کے ساتھ
اسکی تفصیل کی پیشین گوئیاں موجود ہیں -

و اسے زمین پر امانت علیٰ کا قیام - ظاہر ہے کہ ایک نہایت ہی سخت
عقارب عظیم کا محتاج ہے جو اپنی قربانی و فدایت میں سابقہ انقلابوں سے
بڑھ چڑھ کر ہوے اور جو حق کو غالب اور باطل کو ہمیشہ کیلئے مغلوب کرے
لہذا اسے طاقت و قیامت کبر سے بھی تیسر کرنا چاہتا ہے اور اسکی طاقت
اور وجہات کو اشراط الساعۃ بھی کہتے ہیں مگر اس عاجزانے بحث باجوج
اجوج دالے مضمون جاریہ "صدق" میں تفصیل یہ انکی بات تادیبی ہے
کہ حسب قرآن و حدیث سعادت میں ہیں - نعوذ باللہ منہ - کبر علیٰ صریٰ
موت کا نام جو ہر انسان کی انفرادی و جزئی قیامت ہے - اور سبلی
قومی و ملی موت والا انقلاب ہے - چنانچہ قرآن پاک میں اقوام سابقہ
عادیہ و غیر ملکی قومی بلادیوں اور ہلاکت کو قیامت کے الفاظ سے جو
عذاب و عذاب الیم عذاب یوم کبر و غیرہ سے تیسر کیا گیا ہے - اسلامی قوم کی تباہی
لیہ قریب کے تین و درہن احتیاجی و ایمانی و اسلامی - اور ان تینوں حیاتیوں کے
لیے بھی انقلابات ضروری ہیں - دور احسانی خلافت راشدہ دور ایمانی ملکوت
عربیہ گزار چکے ہیں اور ان دونوں کے بھی انقلابات ہائیکہ یعنی قیامت کے سبب
قائم ہو چکے ہیں یعنی قتل عثمانی و جنگ مضبوط و حمل و حرہ و غیرہ اور قیامت سے
ترکیہ و منگول چنگیز خانی و گورکانی عثمانی و غیرہ اب رہی تیسری قیامت و سبلی جو
ان سبب میں گہرے ہے ابرمت ہولناک و وہی انقلاب عظیم ہے جسکے علامات
و اشراط یا جوج اجوج اور مسیح و عیسیٰ و غیرہ ہیں اور شاہد اس
صدی کے اندر ہی اذہر دینا - وہ انقلاب امانت علیٰ کے قیام کا مادہ
سے اور ملکوت اسلام کا مشاہدہ کر لے - واللہ اعلم و علہ اتم و اعلم -

مولانا سے محترم امام نو مسلم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج اقدس! تقریباً پانچ سال ہوئے ہیں کہ خاکسار کی وجہ کار گیس اور مسلم لیگ کے سیاسی اور اداریں پر مرکوز رہی اور ہمیشہ یہ سمجھنے کی کوشش رہی کہ ان مردود اداروں میں سے کونسا ادارہ مسلم قوم کی دینی و دنیوی تلاح و پیہود کا حامل ہے۔ لیکن ابھی کم سوادی کے باعث کوئی قطعی فیصلہ نہ کر سکا۔

یہ دو ماہ قبل ایک شب کا واقعہ ہے کہ اسی صبح دس بجیں میں نصیحت شب کے بعد آنکھ لگ گئی، علی الصباح قوم و ملت کی درمیانی حالت میں آیت ذیل تلاوت کرانی لگی

اللہ والی الذین آمنوا وخرجهم من الظلمات الی النور والذین کفروا اولیاء ہم الظالمون یخرجونہم من النور الی الظلمات۔

اس ہدایت ربانی کی روشنی میں اپنے فہم ناقص کی بنا پر غور و خیر فرمایا۔ کار گیس کے خاتمہ میں یہ خیالات پیدا ہوئے کہ

(۱) اسکے بنیادی اصول میں قوم احمدیہ پرستی، اہلسنا۔ ان اصول کا نہ صرف زبانی اقرار کرنا۔ بلکہ دلی یقین کے ساتھ ان پر عمل کرنا بھی لازمی ہے۔

(۲) اسکے جلسوں کی ابتدا خدا سے پاک کے نام سے درج ربنا ملین اور حمی القیوم ہے) نہیں ہوتی بلکہ ”بندے اترم“ کے ترانہ سے جس میں وطن کو (جو محض ایک بے جان چیز ہے) ایک بڑی تعلق کر کے اس کی حمد و ثناء کی جاتی ہے۔ جہاں خدا کا نام لینا ممنوع ہے اور بظہر قریب پرستی کی علامت سمجھی جاتی ہے۔

(۳) جو شخص جس قدر شدت اور شدت آرائی کے ساتھ خدا سے پاک کا انکار اور تمسک کرتا ہے اسی قدر تعریف و توصیف کا مستحق اور لبردار ہے کیلئے سوز و غم تصور کیا جاتا ہے۔

(۴) جس چیز کا خدا سے پاک سے مولیٰ سا بھی تعلق پایا جاتا ہے وہ چیز قابل تعریف اور اس کا شاننا عز و جلال قرار دیا جاتا ہے۔ مثلاً اگرچہ اُردو۔ جسے اہل ملک نے بلا لحاظ مذہب، ملت ہندوستان میں رائج کیا، اسی جماعت کی اکثریت نے اسے عزت اس بنا پر کہ وہ قرآن (جو مسلمانوں کے نزدیک خدا کا کلام ہے) کے ہم الخط میں لکھی جاتی ہے، علی الاعلان ماننے کا تہیہ کر لیا۔

(۵) اس جماعت نے علی طور پر بھی اپنی حکومت اور وزارتوں کے زمانہ میں مسلمانوں کے دینی رسم و رواج، تعلیم و تہذیب وغیرہ کے خلاف جو محکمہ کیا، ان خیالوں اور غیر جانبدار اشخاص اور اداروں کے بیانات سے بخوبی واقف ہے۔

(۶) جہاں مثل۔ قوم۔ وطن حبشہ اور رکھتے ہیں اور مذہب ناموسی حبشہ۔ مادیت اصل الاصول۔ روحانیت تقویٰ پاریتہ۔ ان خیالات کے پیدا ہونے پر پکار کر کہہ دیا کہ ابھی جماعت اولیاء و صالحین

(شخصوں میں سے بہترین شخص یا بہترین شخصوں میں سے ایک شخص) کو ہر چیز پر مستحق قرار دینا کہ وہ اللہ کے صالحین ہیں

ہے۔ خود فرمائیے کہ علامہ کرام کی ایک نہایت مستحاجت مسلمانوں کو کار گیس میں جو حق و شرکیت ہونے اور ان کی جائزوں پر آنکھ بچ کر پوری کرنے کی ترغیب دلائے اور ملایا شرکت کے لیے ایڑی جوئی کا دور لگائے۔ لیکن اسکے باوجود مسلمان رفتہ رفتہ کار گیس سے علیحدگی اختیار کر گئے اور علامہ کرام: ”سب سے کاروان جو کہ مارے مارے پھرتی، کیا یہ خدا کی ناراضی نہیں ہے؟ خدا کی نشان دہی ہو کہ جو ظلم دین سے کرے۔ خدا اور رسول سے بیزاری مغربی علوم و فنون کے دوائے۔ تو دین سے نزدیک ہو رہے ہیں۔ تہذیب کی طرف توجہ کر رہے ہوں۔ اور ہمارے علمائے کرام و فضلاء وغیرہم مائل بہ تہجد۔ اور عالمی باطل پرستی۔ یا اسی یہ کبسا اظہار عظیم ہے۔“

حسن زبیر ہلال از حبش صہیب اردم

زناب کہ ابو جہل اس پہلو بھیست؟
آب جو مسلم لیگ کی طرف خیالات رجوع ہوئے تو اسکے اغراض و مقاصد طریق کار، اثرات مسجد ذیل پائے گئے۔

(۱) اسکے بنیادی اصول اسلام سے متصادم نہیں ہیں۔ خدا اور رسول کے احکام کے خلاف کسی قانون کے وضع کرنے سے انکار۔ مادیت سے بیزاری۔ روحانیت سے دلچسپی۔

(۲) اسلامی رسم و رواج۔ تہذیب و ثقافت کی ترویج و تائید۔ شریعت حقہ کا تقاضا اور پاسداری۔

(۳) اسکے جلسے خدا کے نام اور آیات قرآنی کی تلاوت سے شروع اور ختم ہوتے ہیں۔

(۴) خدا کی پرستی۔ و عبادت۔ رسالت۔ قرآن کے کلام و باقی ہونے کا تسلیم اور دلی اذعان۔

(۵) وطن کے مدد و شرفیہ کے اندر محبت اور عزت۔ غیر اقوام کے ساتھ سادات اور داد داری۔

(۶) اس جماعت میں گو شریعت کی پاسداری کرنے کی کوشش ہو لیکن شرک۔ لادینی سے یہ جماعت منور و بیزار ہے۔ اس میں بے علی جھوٹ کر عمل کی طرف رجوع ہونے کی ترغیب پائی جا رہی ہے۔ بے اعتدالیوں سے تو یہاں احساس اور تقاضا سے پاک ہونے کا جذبہ پیدا ہوتا جا رہا ہے۔

مندرجہ بالا مقاصد اور طریق عمل سے یہ خیال پیدا ہوا کہ کیا عجب خدا سے پاک اس جماعت کا دست بچائے۔ اب لیگ تو یہ جماعت عزت تائید الہی سے ترقی کر رہی ہے۔

یہ خیالات تو مجھ ناجز کے تھے۔ جو کہ مولانا سے محترم کا شمار ہمیشہ حق پرستی رہا ہے۔ اور انھما حق سے کبھی دور نہیں فرمایا گیا۔ لہذا اس بارے میں بھی خاکسار کی رہنمائی فرمائی جائے تو بامعنی و معنویت ہے۔ معنی سادہ کہ خاکسار کا دریا بارے قدیم خاندانی تعلق ہے۔ میری ساتویں پشت کے جد اعلیٰ۔ دریا بارے سے اولاد کوں میں مل رہا ہے۔ چنگے فیضان الہی کا سرچشمہ حضرت سید سکندر دریا بادی۔

(شخصوں میں سے بہترین شخص یا بہترین شخصوں میں سے ایک شخص) کو ہر چیز پر مستحق قرار دینا کہ وہ اللہ کے صالحین ہیں

وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ أُولَئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ (ادھر جو سچ بات لکھا اور جس نے اسکو سچ مانا اور ہی پہنچا گا رہیں)

ایڈیٹر: عبدالماجد

پندرہ اور انتظامی امور



پتہ: دریا پور۔ منگل پور۔ بنگلہ دیش

نائب: رکنیم احمد الحق

معاونین: کبار سے میں خذ و کتابت ایڈیٹر کے کاتب



نمبر ۲۸

چند سالانہ

ششماہی

برمان چند سالانہ

ششماہی

تہمت نی پوچھ اس

نمبر ۲۸ - دوشنبہ - ۲۸ - ربیع الثانی ۱۴۱۲ - مطابق ۲۶ مئی ۱۹۹۱ء - جلد ۱

کلام کی رفتار

اور ترجمہ و تفسیر قرآن فسطوہ ان صفحات پر
عمل ہی ہے۔ کلام مجاہدہ جاری ہے اگر رفتار بہت ہی سست ہے۔
دوسرے مشاغل قدم قدم پر جاری ہوتے رہتے ہیں اور انہیں میں سے
اگر ذی وجہ کے نتیجے میں ہیں۔ کئی کئی دن متصل گزر جاتے ہیں اور ترجمہ
تفسیر کا وقت ہی نہیں ملتا۔ میں روز و وقت ملتا بھی ہے کام قرآن مجید
کی ایک دو آیتوں سے زیادہ نہیں ہو جاتا۔ بہر حال بیجا بھی ہو رہا ہے
اسکے نوٹے پیش ہی ہوتے رہتے ہیں۔ اہل علم میں سے تفصیلی رائے سے
کسی صاحب سے بھی مشرف ہیں فرمایا ہے: "جہاں تک میں بھی درجہ بہ
ہا جوں کی آئی ہے۔"

اور دی رقم اس ماہ میں سب ذیل قبول کی گئی۔

۱۰ مئی - ایک مخلص از پشاور (قسط دوم)

بھکار حکومت کے سائے عاطفت میں! ایک رسالہ نگار و تحریر

فرماتے ہیں:-

"آپ کو یہ سن کر شاید تعجب ہو کہ کیا زنجبوری نے جس طرح ریڈیو پر
اپنا رنگ جھار رکھا ہے اسی طرح انھوں نے صوبہ گورنمنٹ
کے محکمہ پبلیش میں بھی اپنا سونہ بڑھا لیا ہے۔ چنانچہ آپ
کے ... صاحب کی عنایت سے جو اس وقت اس محکمہ کے
اسٹنٹ سیکریٹری ہیں، رسالہ نگار کے ۴۰۰ پرچے گورنمنٹ
سے خریدے گئے ہیں۔ یہ بیاد مئی میں ختم ہوتی ہے، لیکن وہ
نے اسکی تجدید کی فکر نہ کر لی تھی۔ نہایت یہ ہے کہ یہ
تجدید اس مسلم سببوعات کے ذیل میں ہوئی ہے۔ بہر حال مذکور
ملکت خوش کام معاملہ ہے۔"

گورنمنٹ کو مشورہ دیتے رہنا۔ حق کے دائرہ کی چہر نہیں، لیکن صورت

واقف اگر سچ ہے جو مراسلہ اب درج ہے تو اظہار حیرت انگیز ہے۔ کیا

سرکار کا محکمہ اطلاعات اس سے بچھے اگر مسلم پبلک اسٹیم رسالہ کو
کس نظر سے دیکھتی ہے؟ یہ چار سو پرچے گورنمنٹ آف پاکستان
تقسیم فرماتی ہے؟ مسلم آبادی کے آخر دو کون سے گوشے ہیں؟ جو
بناب نیاز کی رہنمائی کے منتظر رہتے ہیں؟ اور پھر جہاں تک
حکومت پاکستان کی حمایت و اسٹینڈ کا تعلق ہے۔ نگار میں ہوتا کیا ہے؟
اپریل و مئی نمبر گریہ صدق کی نظر سے گزرتے ہیں، کم از کم ان دونوں
میں تو چند سطریں بھی ایسی نہ ملیں جو بظاہر ہی اغراض کے لیے تفسیر ہیں!
اور پھر سب سے بڑا الطیف یہ کہ ایسے مسلم آزاد رسالہ کا شمار مسلم سببوعات
میں کیا جاتا ہے!۔۔۔ اگر یہی شکل شاید ایسے ہی نوع کے لیے
ہے کہ واقعات، افسانے، طعنے، کمر عجیب ہوتے ہیں!

مراسلہ میں جن مسلمان عمدہ دار کی طرف اشارہ ہے، وہ ذاتی طور
پر یقیناً ایک پیکر تواریخ و شرافت ہیں۔ افسوس ہے کہ انکی مرآت سے
کوئی دلیر، بیباک شخص یوں قائم نہ اٹھائے۔۔۔ نگار کی خوش قسمتی
میں تو بہر حال شک ہی نہیں کہ عین اسوقت جبکہ میڈیوں اسلامی نہیں
اور ادارے اس پر طاعت کا درشت پاس کر چکے تھے، مسلم پریس میں شدت
سے اسکا تفسیر ہو چکا تھا، حیدر آباد جیسے اسلامی ریاست اس کا
داخلہ اپنے حدود میں بند کر چکی تھی، اُسے صوبہ گورنمنٹ کا سایہ عاطفت
نصیب ہو گیا! مبارک ہو اُسے یہ نئی سرفرازی!

دعویٰ علمی اعزاز

علی اور ادبی حلقوں میں یہ خبر یقیناً بڑی
سرست سے سنی جائیگی، کہ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی نے بالآخر قوم و ملت
کے دو عزیزہ کارکنوں کو، اودو علم ادب کے دو نامور محدث نگاروں کو
ڈاکٹریٹ لٹریچر (ڈی ایٹ) کی اعزاز دی، اگر کسی سے سرفراز کہنے کا فیصلہ
کر لیا ہے۔ ان دونوں سے ایک رسول اللہ صلیم کے مشورہ سیرت نگار
مولانا سید سلیمان صاحب ندوی ایڈیٹر مآثرات ہیں، اور دوسرے گلشن
ترقی اردو کے دیرینہ سال درجوں ہمت، سرگرم عمل سکریٹری مولوی ڈاکٹر

حضرت امی کی محنت و فدا ہوتے ہیں سنا ڈھو دریاں بہنے ہوئے اور فقیہ
پر شک میں لڑتا پادری بچار غارت۔ اسنے ہر شخص خفیدہ بہترین معربات اور
خوشبوؤں کی موجوں میں بہت ہی خوبصورت و دلکش ٹیڑوں کی شان و شوکت
میں دیا۔ لیکن کسی روحانی تخیل کے پیدا کیے نہ ہو دور الگ بہت دور نہ

اور بارگاہ اہل سنیہ داروں کو چھوڑا تین ہزار بعد ایک بار پھر غاروں اور
کھانوں کے جنگوں اور چٹانوں اور گڑھوں اور گڑھوں میں رہ گئے اور
چھپنے لگے

ذوالفراس

فرس مردم کے وزیر اعظم اور وزیر خزانہ
"اوہاں دشتہ خورین رکے ہوتے تھے، بیگم نکلاں اور بانگلا۔"

اور بار بار بیاہوتا کہ ایک کے مصالح کو ان کی نفاذ کی
فہمیں پر قربان کر دیا جاتا۔

یہ بین دشمن کا نہیں دوست کا ہے۔ چارویں فراس میں بن آغاز
جنگ کے وقت موجود تھے اسکے قبل سے موجود تھے۔ انکی شہادت
ساحی نہیں تھیں شہادت ہے۔ حال میں انہوں نے "ذوالفراس کے
رہا ہوا ہے۔ اگرچہ میں ایک کتاب اپنے شہادت کی بنا پر شایع کی ہے۔
اس کتاب میں یہ معلوم بھی ہے جو انکی اوپر راج ہوا، جیسا کہ پانچویں
کتاب میں ہے۔ یہ خبریں نقل ہیں۔ جب صورت حال یہ تھی کہ
ایسے ایسے انداز اور اسطوحت ان تکم اور ان کے انار سے پورے
کچھ تھے اور فراس کے حیرت انگیز و عبرت انگیز انجام پر حیرت کرسکتے تھے؟
تھرکیٹ اور فراسی شہان کے ظہور اور ان کو اپنی کامیابی مبارک! اتحاد کا
بولی خرمیوں نہ بالا ہوا

پروانہ کی ترقی

اگرچہ میں فن کے انداز سے شایع ہوئے ہیں کہ	۲۲	میں فی گھنٹہ ہے۔
نشان کی روشنی شرح زیادہ سے زیادہ	۲۶	"
نشان کی روشنی شرح زیادہ سے زیادہ	۳۳	"
نشان کی روشنی شرح زیادہ سے زیادہ	۶۰	"
نشان کی روشنی شرح زیادہ سے زیادہ	۶۲	"
نشان کی روشنی شرح زیادہ سے زیادہ	۱۲۰	"
نشان کی روشنی شرح زیادہ سے زیادہ	۱۸۰	"
نشان کی روشنی شرح زیادہ سے زیادہ	۲۰۰	"
نشان کی روشنی شرح زیادہ سے زیادہ	۳۶۵	"
نشان کی روشنی شرح زیادہ سے زیادہ	۳۸۰	"
نشان کی روشنی شرح زیادہ سے زیادہ	۳۵۰	"

ایک خاص قسم کی کھٹی
گویا انسان اپنی داخلی بلند پروازیوں کی اتنی ترقیوں اور پیش
کی ترقی اور یہی کے بعد گوہل کوڑوں اور بہت سے جاہلوں سے آگے نکل
گیا ہے۔ تاہم ایک کھٹی سے پیچھے ہی ہے اور ترقی کی مزید منزلیں طے
کرنے کے لیے اب لغرض آگے کل بھی جائیگا، تو یہ فتح ایک کھٹی کے مقابلہ
میں ہوگی

عزیز تعزیت نامے

اعلام میں اور محبت سے بھرے ہوئے پچھلے
تعزیت ناموں میں سے دو چار آج اور درج کیے جا رہے ہیں۔ سلسلہ کو جاری
رہنا، انہوں نے مقصد و نہیں۔ ایسے دل نیر آباد سے لکھے ہیں :-

نگلی جو اخبار صدق آباد، وہ آپ کی والدہ مرحومہ مغفورہ کے انتقال
کی خبر لایا۔ اللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ کی زندگی کے جو مختصر حالات
آپ نے لکھے ہیں ان میں کئی کئی کھٹی ہیں۔ کئی کھٹی ہیں۔ اسلام نے
جس فلاح کی بشارت دی ہے، اسکی حیا سے منظر آتی ہے۔
کئی نعمت یہ فطیل خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کس افراد سے ملتی ہے!
اور تعجب کیا کہ وہ رحمت عالمین سے ایسا انہیں، اوت رحیم ہے۔

سبحان اللہ و بھگد! ان کا یہ سر سے لٹا جانے والا دنیا میں سے بڑا گناہ ہے
ایک اور اہل عالم کا تعزیت نامہ :-

"اعظم اللہ کی عافیت کی اس طرہ سے، فی نظر میں آتی اور
خود ہی دریا پاؤں کر آپ کی والدہ مرحومہ کی نظر جہ کی سعادت
حاصل کرتا۔ باقی مومن اور آپ جیسے مومن کے لیے اس سے
بڑھ کر کیا تعزیت و تسلی کی جاسکتی ہے کہ مرحومہ سیر دنیا میں
اسی نے پاس جا پہنچیں۔ اس سے بڑھ کر یہ کہ ہم سب بھی جگہ
ہیں ان شاء اللہ آگے پیچھے اسی سے جاملنے والے ہیں۔ اس
مسافر نے کامیابی کے ساتھ منزل کو پہنچے، اپنا، خوش قسمت
ہی ہے۔ اور آج کل کی دنیا میں تو بہت ہی خوش قسمت ہے۔
دعا فرمائیے کہ مرحومہ کی طرح ہم کو آپ کو بھی ایمان کے ساتھ
و ایسی نصیب ہو! اور عیب ناک دنیا میں ہمیں نصیب رہ
سے غافل نہ رہیں۔

العبۃ والدین کا سایہ اس دنیا میں بھی اتنی دین و دنیا کی
سعادتوں اور برکتوں کا سرمایہ ہے کہ میرا تشاہد ہی کوئی دن
ان کو بظاہر کے لیے طویل عمر کی دعا سے خالی بنا آج اور ایسے
اندازہ کرتا ہوں کہ کتنے قیمتی سرمایے آپ کو محروم ہوا ہے
ان شاء اللہ اس پر پھر رہنا کا اجر بھی اتنا ہی قیمتی ہو گا۔

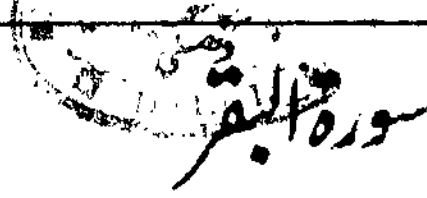
فاضل گرامی مولانا سناظر حسن صاحب گیلانی کی جنہاں میں بہت ہیں
"اگر صدق کے آخری نمبر سے آپ کے سر سے آخری سایہ کے
بڑھل جانے کے باوجود، اسخ کی غیرت ملتی تو شاید سو سو
بھی یہ عرض نہ لکھ سکتا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو پھر جملہ عافیتوں سے
اور جانے والی کو وہ مقام عالی نصیب فرمائے جسکی تیاہی ہے۔
تقریباً ایک صدی کی ترقی کی، و نشوونما اور عافیت انہیں
سے جب مسلمانوں کا گھر گھر پھرا ہوا تھا تو دیکھیں مبارک دن
تھے۔ ایک نصیبانی کا تون کے جن حالات کو آپ نے ہم لوگوں
تک پہنچایا ہے کیا چڑھیں مدد میں ہیں، سلامی گھولنے
و اہیات سے خالی نہ تھے؟ فقرا اللہ! و یغیاہ! واللہ! و اللہ! و اللہ!

احسان

حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ کی ایک سحر تسلیں
کا خزانہ ہے :-

"واللہ! اللہ کی سی موت ہوئی۔ تعزیت کے ساتھ ایسی موت پر
شکر کی ہیں۔ اسے دنیا میں
اللہ ان سب و سارے تعزیت کیلئے، اے حضرات! جزا خبر :-

فاضل گرامی مولانا سناظر حسن صاحب گیلانی کی جنہاں میں بہت ہیں
"اگر صدق کے آخری نمبر سے آپ کے سر سے آخری سایہ کے
بڑھل جانے کے باوجود، اسخ کی غیرت ملتی تو شاید سو سو
بھی یہ عرض نہ لکھ سکتا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو پھر جملہ عافیتوں سے
اور جانے والی کو وہ مقام عالی نصیب فرمائے جسکی تیاہی ہے۔
تقریباً ایک صدی کی ترقی کی، و نشوونما اور عافیت انہیں
سے جب مسلمانوں کا گھر گھر پھرا ہوا تھا تو دیکھیں مبارک دن
تھے۔ ایک نصیبانی کا تون کے جن حالات کو آپ نے ہم لوگوں
تک پہنچایا ہے کیا چڑھیں مدد میں ہیں، سلامی گھولنے
و اہیات سے خالی نہ تھے؟ فقرا اللہ! و یغیاہ! واللہ! و اللہ! و اللہ!



(سورة مدنی مکتبہ)

۱۔ اذ اقبل لم لا تعسدا اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اس سے کیا
فی الامن قالوا انما نحن مت کر رہے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تو
مسلکون۔ میں اسلام لے چکے ہیں اور اے اللہ
۲۔ الا انهم هم المعتدون سنو حجتی : بیشک بنی آدم میں زیادتی
ولکن لا یشرعون۔ لیکن میں انہیں مشرعوں نہیں کرتا۔

۱۔ اذ اقبل لم لا تعسدا اور جب کہا جاتا ہے کہ اس سے کیا
فی الامن قالوا انما نحن مت کر رہے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تو
مسلکون۔ میں اسلام لے چکے ہیں اور اے اللہ
۲۔ الا انهم هم المعتدون سنو حجتی : بیشک بنی آدم میں زیادتی
ولکن لا یشرعون۔ لیکن میں انہیں مشرعوں نہیں کرتا۔

الغالب آیت اذ اقبل لم لا تعسدا علی اللہ علیہ وسلم اور المؤمنون (کبریا
لشعہ) اور رسول پر صدقہ و اخلاص کے ساتھ) ذاتی و عملی ایمان ذات
اور بھی قضا۔ ایمان سمجھانے والوں کی مراد یہ تھی کہ ایمان واجب ہے اور
اور آیت کے ساتھ رسول کا رسالت کو تسلیم کرو۔
ایمان قرآن یا اخلاص میں آخین التفات رکھیں (مخلصانہ ایمان کا نام
(خازن، حقیقہ قوا (فتح)
۱۔ اناس اذ اقبل لم لا تعسدا اور رسول پر صدقہ و اخلاص کے ساتھ) ذاتی و عملی ایمان ذات
اور بھی قضا۔ ایمان سمجھانے والوں کی مراد یہ تھی کہ ایمان واجب ہے اور
اور آیت کے ساتھ رسول کا رسالت کو تسلیم کرو۔

ہم بعض الناس لا یسمعون دین جبر (الذین فی غیرہم من یقین و
التصدیق ربین جبر) ہم اس سے دور ہیں کہ اللہ بن سلامہ (بیشک کثافات
یہیں بات کرنے کے لئے کہ ایمان کا نام کے عملی میں ایمان واجب ہے اور اس
سورہ میں مراد یہ ہوگی کہ ایمان الذاکری طرح جو کثافات و کثافات میں عمل
میں اور دافعی ایمان کو کہہ سکتے ہیں۔ انکاموں فی الامن ذات
(کثافات) (انہم ہم الذین اعطوا انسانیت عقلاً (کبریا) و اللہ فی الامن
للعین و المراد بہ انکاموں فی الامن ذات (بیضاوی) انکے علاوہ اور لوگ
جو ہر جہاں انسان ہیں وہ حقیقہ اپنی نافرمانی کے لحاظ سے چاہتے ہیں۔ دین
مداریم کہ لہما ہم فی نقد التفسیر بن الحن (والباطل کثافات)

۱۔ انکے جواب اور اپنی صفائی میں)۔
۲۔ یہ طرز ہے اس وقت کے کہ اس کے مسلمان پر اور یہ سنت آج تک
علی آ رہی ہے۔ "ترقی پسندوں" "دشمن خیالوں" اور "اہل تہجد" کے درمیان
آج بھی غاص و غفلت مسلمانوں کو "مجموعہ" "و تباؤسی" "تاریکی" وغیرہ
وغیرہ کیسے کیسے خطابات ملتا رہتا ہے!

۱۔ میں تو صاحب اپنی صلی اللہ علیہ وسلم (ابن جریر بن عباسی و ابن مسعود)
۲۔ کیا ٹھکانا ہے انکے حق و نافرمانی کا پہلے انساؤ کو اصلاح کہہ رہے تھے
اب عقل ملک اور انہیں کو بے عقل ٹھہرا رہے ہیں!
۱۔ میں دین تمام ہلیم انہم لا یعلون سبھا علی الضلالة (ابن کثیر)
سبب کہتے ہیں اس کم عقل کو جسے اپنے نفی نقصان کی پوری تیز نہ ہو۔ السفیہ
الکمالی الضبیع الی عقل المرد بواضی الخاف المضار (ابن جریر)
۲۔ (اور صاحب اثر و صاحب رجاءت ہیں)۔
۱۔ البکر و اصحاب (ابن عباسی)

۱۔ (انکی رضا جوئی اور غوغاؤی کے لیے)۔ فردا انہم المؤمنین و صانعوہ توفیق
۲۔ (ابن کثیر)

۱۔ کہنے والے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے یا مومنین بعض
نے توں کا قائل اللہ تعالیٰ کو قرار دیا ہے کجا پیشین سبب کی ہے
وکل ذلک تمس (کبریا) اسے ذلک لم یؤمنہ و یؤمنہ (ابن کثیر)
۲۔ اذ اقبل لم لا تعسدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ابن کثیر)
۱۔ سن و نظم عالم برقرار جمعی وہ سبب علم و آراء و افکار
کائنات کے قانون پر ہے اور اسی قانون (ابن کثیر)
۲۔ دین حق سے بنات لہذا انحراف نام ہے فتنہ و فساد و انفسی و انفسوں
کو دعوت دین کا

۱۔ فاکم اذا فعلتم انک شدا فی الامن بملک الابدن و غراب الیاء
و بطلان الزمان (فتح)
۲۔ جواب دینہ وہی ہے جو آج بھی اس کے منافقین کی زبانوں پر
ہے۔ دین میں رخنہ پر رخنہ ڈالتے چلے جاتے ہیں اور زیادتی پر دعوے
تبدیل کے ترقی کے اصلاح کے رہتے ہیں!
۱۔ نحن مصلون کے معنی میں ہیں کہ یہ لوگ اپنا دین حق پر قائم
کر رہے تھے اور اپنی جانب منافقت کے اقتساب سے پرہیز تھے تاہم انکا
نحن علی العدل مصلون (ابن جریر بن مجاہد) شانتا لیس الامال اصلاح -
(بیضاوی) لیس انھن علیہ لفساد (جلالین)

۱۔ دوسرے معنی یہ بھی کیے گئے ہیں کہ ہم تو سب کو ایک نقطہ جمع کرنے
والے دین قرآنی کے ماننے والوں اور اسکے انکار کرنے والوں کے درمیان صلوات
کراتے والے ہیں۔ انما قریم الاملاح بن الفریقین بن المؤمنین و اہل الکتاب
(ابن جریر بن عباسی)
۲۔ الا علی میں حرب تنبیہ ہے خبردار کرنے کا کہہ کرنے کے معنی میں "اجی"
میں اگر مخالفت کی کمی نہ ہوتی تو اردو میں اس مفہوم کے لیے بہترین لفظ ہوتا۔
۱۔ (کہ فساد و فتنہ کی ذات سے پہلے رہا ہے)۔ لا یشرعون بکون فساد
(ابن کثیر) لا یعلون انہم مفسدون (مسالم)

۱۔ کیا ٹھکانا ہے انکی عبادت کیا انکی ذہنیت کی مسخ شدہ حالت کا پیرا
کو سفید کہہ رہے تھے انکی کانام کا ذکر کہہ رہے تھے، عین انساؤ کو اصلاح
قرار دے رہے تھے!
۲۔ کہنے والے میں تھے اور ان منافقوں کے ہوا خواہ خود ذات برال اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ہی مراد ہو سکتی ہے۔

143

۱۔ تین سیرخ بین سیرخ رسول خدا
 ۲۔ علیؑ علیہ وسلم و حجرت عائشہ
 ۳۔ نقیص بن عیون و مانی بن عیون انہی
 ۴۔ ابوحولہ و اصحاب
 ۵۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروں اور حضرت
 عائشہؓ سے بیعت کرنے والوں کے
 ۶۔ حیرت و حیرانہ برادر و برادر خیمات
 ۷۔ کیا جاننا کہ میں کس کس سے ملا کر مجھے حیون
 ۸۔ سے کیا تلقین دے تو نہرت بھوکا اثر تھا
 ۹۔ مگر یہ سب گزرا ہوا دوسرے ساتھیوں کو بھی دیکھ رہے تھے کہ
 ۱۰۔ سلام بار کر کے آرام اٹھا رہے ہیں لیکن تیس برسوں کا یہ دہی مینی
 ۱۱۔ نو جوان

۱۰۰ حضرت سلیمان علیہ السلام کی جوتیار اور کھادور گدے کی نگرانی
ان کے ذمے تھی۔ اسی لیے انکو - نازیب و پاکیا قرار دیا۔

حدیث کی کتابوں میں ایک ذخیرہ موجود ہے جس میں غلط فہم افشاں اور دوسرے جلیل القدر اصحاب نے باجمہ ایک دوسرے سے انحراف سے علیٰ اللہ تعالیٰ کی نیت پوچھی ہے۔ مہر دوں میں اگرچہ نہ چلتا، تو اجماع المؤمنین کے پاس آدمی بھیجا جاتا کہ ان کو اگر کوئی علم یا بیان کرے۔ ایک برس حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہما جینا ابھی ذکر گذر رہا تھا کہ ۹ سال تک صحبت نبوی میں ان کو کچھ وقتی منافات کا موقع نہ ملا۔ لیکن ایک حدیث بیان کر رہے تھے، کہ حلقہ کے لوگوں میں سے کسی نے پوچھا

انت سمعۃ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم | کہ آپ نے اس حدیث کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے جو اس میں فرمایا

بلخنی حدیث عن رسول من اصحاب
 النبی علیہ السلام قال ثبت لیسرا
 شذوذ علیہ : ہی فمست الیہ
 شہرا حتی تیزت الشام فاذا
 عبد اللہ بن افسانہ یاری فایست
 فخرہ ودرستہ یہ ان جا برو
 علیہ : فزیست الی رسول

حضرت علی رضی اللہ عنہ علیہ السلام کے صحابی
 میں سے ایک صاحب کے استاد
 سے مجھے معذور صلی اللہ علیہ وسلم کہ
 ایک حدیث پہنچی میں نے اسے سنت
 ایک روایت فرمائی اس پر پناہ
 کس کہ ایک ماہ تک چلے اور ابان تک
 کہ شام پہونچا اور عبد اللہ بن افسانہ

والنہضت الی المدینۃ واصل
رحلہ (۹۴ - جات)
میں۔ آپ نے (مصر میں) اپنا کجاوہ بھی نہ کھولا۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے نام نامی سے
حدیث کا اہل دینی طالب علم بھی واقف ہے، اس کے متعلق بیان کیا
جاتا ہے کہ "ان الامام سعید، مل فی حرت" یعنی حدیث کے اہل حرت
کی تسبیح کے لیے ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بائنا ملکہ کوچ کیا۔
دارمی میں ایک اور صحابی کے متعلق ہے، ان رجلاً من اصحاب النبی
صلی اللہ علیہ وسلم، صل الی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ
فخراہ بزرگوار حضرت ابو بکر
نعمان علیہ وجہ یدلک قولہ
نقلی رجلاً قال اما انی لم اراک
زاراً وکن سمعت الامام
مدنیاً من رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم وجہ ان یکون
عندک منہ علم (دارمی)

علیہ وسلم سے ایک حدیث سنی ہے، میں یہ امید ہے کہ آیا ہوں
یہ تو بڑے بڑے صحابیوں کا حال تھا، انی ایسے کسں اصحاب پر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صحبت مبارک سے اتنا فائدہ اٹھانے
تھے یا ان کے سامنے اذلالہ میں تاہین کہتے ہیں اس باب میں ان کے
کارناموں کا ذکر کوئی ٹھکانا نہیں ہے۔ میں نے ذکر کیا تھا کہ عبد اللہ
ابن عباس رضی اللہ عنہما باوجود قربت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی عظمت کے صحابہ کے دور، رزوں پر تلاش حدیث میں گرو گمانے پھرتے
تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحابہ کی کثرت تعداد
کے اس فائدہ کو محسوس فرمایا تھا کہ ان کے ذہن سے اپنی آیت کے تمام خط
وخال کی تکمیل میں پوری مدد مل سکتی ہے۔ اس سلسلہ میں اپنے یا م طلب
کے قصے بیان کرتے ہوئے فرماتے کہ میں نے اپنے ایک رفیق سے کہا کہ
ایم فلسال اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم
علیہ وسلم فانہم یوم کثیر
کریں، کیونکہ ان میں سے بہت سے صحابہ ہیں جو حدیث کے
لیکن ان کے رفیق بخت نہ چھوٹے تھے، بولے

یا ابن عباس اتری اناس یحاجون
الیک فی الداس من صحابہ النبی
صلی اللہ علیہ وسلم (دارمی)
ابن عباس ایک نام نہ سمجھنے والے کو کوٹھارے
میں محتاج ہو گئے، حالانکہ انہی تو لوگوں میں
رسول اللہ کے بیت سے صحابی راجد ہیں۔
لیکن اس بیچارے کو کیا معلوم تھا کہ وہ یہی چھوٹے بڑوں کے
گزرنے کے بعد بنے ہیں۔ بعد کو اپنے علمی سرمایہ کی بدولت جب ابن
عباس مرجع امام بن گئے تو وہ بیچارے پھینا تھے اور کچھ
تھے، کان ہذا الغلی مقل متی (یہ تو جو ان مجھ سے زیادہ
داشتمند تھا) (باقی)

جابر بن عبد اللہ نقلت عنہم عن
الی فاعقبتہ وافتقنی قال
قلت حدیث لنبی عنک
ایک سمعتہ من رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فی الخالم لم اسمعہ
انما قال سمعت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یقول اکثراً
(جامع بیان اہل ابن عبد جبر)

ان سے حدیث جو پہنچی ہے، جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے "مطالم" کے متعلق آپ نے سنی ہے اور جس میں سن سکا ہوں۔
عبداللہ بن ابیہ نے جواب میں فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے سنا، آپ فرماتے تھے۔ (پھر عبداللہ نے پوری حدیث سنائی)
اس سے بھی زیادہ دلچسپ واقعہ شہرہ صحابی حضرت ابو ایوب
انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، وہ فون قسطنطنیہ کا ہے کہ ایک حدیث
انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست سنی تھی،
لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس میں کچھ شک پیدا ہوا۔ آپ کے ساتھ
اس حدیث کے سننے کے وقت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ صحابی بھی دربار
رسالت میں موجود تھے، لیکن وہ مصر میں قیام پذیر ہو گئے تھے جن کو
حیرت ہو گئی کہ صرف ایک حدیث میں معمولی شک پڑانے کے لیے
حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ منورہ سے مصر
دور نہ لے گئے ہیں اور حضرت عقبہ بن عامر کے پاس حاضر ہو کر فرماتے ہیں
عندنا ما سمعہ من رسول اللہ
نہ عبداللہ علیہ وسلم فی ستر اسلم
تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے مسلمانوں کی عیب پوشی کے متعلق
سنا ہے، آپ اس حدیث کو سننے والوں میں ایسے دور لہنا سے سنا
توں نہ لے گئے ہیں۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس حدیث کو ان کے
ساتھ وہ لے جاتے ہیں۔ حدیث جو معنی من سترہ سئل علی مذابح
نہ عبداللہ علیہ وسلم القبتہ وہ سننے ہیں۔ اس کے بعد کیا دیکھا ہے، وہ
اس سے بھی زیادہ عجیب تر ہے کہ
فانی ابو ایوب را ملکہ فرمایا
حضرت ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

لہ قسطنطنیہ میں آپ کے دفن کا واقعہ بڑا عبرت انگیز ہے۔ کہا جاتا ہے کہ
ان فقہانہ کا محاصرہ کیے پڑے تھے، جس میں حضرت ابو ایوب انصاری
بھی تھے۔ اتفاق سے پکارا ہوا اور یقین ہو گیا کہ آخری وقت ہے وصیت فرمائی
کو پیری وفات کے بعد نبوت کو لیکر مسلمان حلقہ کریں اور دشمن کی زمین میں جہانگ
گھس سکتے ہوں گے، جہان میں آخری نقطہ جہاں تک تمھاری رسائی ہو
اس میں مجھے دفن کرنا۔ جنازہ لیکر مسلمانوں نے حملہ کیا اور قیام کو سہا کر تھے
شمیل کی دیوار تک پہنچ گئے۔ یہیں قبر خود کو حضرت کو دفن کر دیا گیا۔ محمد فاتح
کے نائب صدیق ابو سعید خدری نے کہا تو خواب میں آپ نے اپنی قبر کا نشان دیا
میں پر جا کر ابو ایوب بنامہ ہوئی۔

قَالَ لَوْ تَجَاوَزَ الْقَدْرَ وَصَدَّقَ بِهِ أَدْلَاكُ هُمْ لَمَنْتَقُونَ (اور وہ بھی بات لکھ آیا اور میں نے اُسکو سچ کہا، وہی لوگ پرہیزگار ہیں)

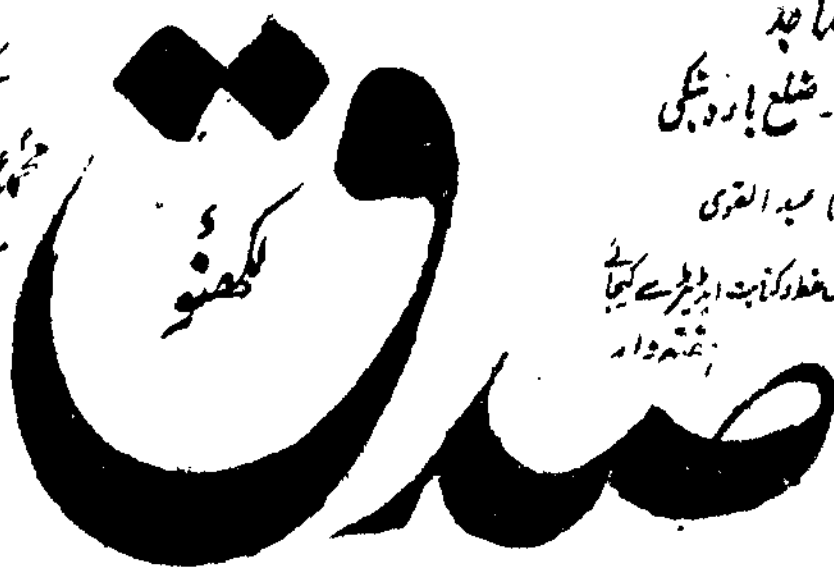
ایڈیٹر۔ عبد الماجد

پتہ :- دریا باد۔ ضلع بارہنکی

نائب :- (محکم) عبد القوی

مضامین کے بارے میں خط و کتابت ایڈیٹر سے کی جائے

(چتر پتر کے لئے ۲۹)



چندہ اور انتظامی امور
کے تعلق مرسلت اس پتہ پر ہونی چاہئے۔

محمد عبد الرؤف عباسی مہتمم انجمن اصدق

مرشد آباد میں گورنمنٹ لکھنؤ

چندہ سالانہ
تشیع

پران سندھ علی شنگار

نہایت فی پر پتہ اور

نمبرہ - ۱۸ جمادی الاول ۱۳۹۲ مطابق ۱۶ جون ۱۳۹۲ء جلد ۷

سچی باتیں

زائد آج سے ۱۲ صدی آدھ کا ہے۔ لکھنؤ کا۔ ملک اسپین۔
۹۔ جولائی کو ایک دریا کے کنارے دو فوجیں ایک دوسرے کے مقابل
مصر میں آتی ہیں۔ ایک طرف شاہ اسپین رافیک ہے اور دوسری طرف
اس پر سلطان حملہ آور طارق کی سپہ سالاری میں :-
رافیک بڑی شان سے میدان میں آیا آگے آگے قوت والا
پرسوار تھا۔ سر پر چتر شاہی سایہ انگن اور جلو میں سلج گارا
اور اسٹانڈن کامو میں مارا ہوا سنا رہا تھا۔ دو فوج کی
حالت اور قوت میں کوئی تناسب نہ تھا۔ ایک طرف ہر طرح
کے اسلحہ سے آراستہ ایک لاکھ فوج تھی۔ اسپین بھڑکے ہوئے
ہمارا اور جاگیر دار تھے۔ اپنا ملک تھا۔ سالانہ رسد کی فراوانی
تھی۔ ہر طرح کے ذرائع مہیا تھے۔ بادشاہ وقت خود کمان
کر رہا تھا۔ دوسری طرف اپنے ملک سے ۱۲ ہزار سپہ
تھے۔ جنگ بے اندس بالکل اچھی مقام تھا۔ نہ ان کے پاس
ترقی یافتہ اسلحہ تھے نہ سالانہ رسد کے ذرائع۔ (تابع اسلام)
ازدہای شاہ حسین الدین احمد ندوی، حصہ ۲، ص ۱۱۱

سے نہ تھا اس لیے اسپین کے اکثر شرفاء علماء اور خاندان
شاهی کے افراد اُسکے خلاف تھے۔ ... چنانچہ رافیک سے
رہائی حاصل کرنے کے لیے اس موقع کو غنیمت سمجھا اور زمین
میدان جنگ میں انھوں نے چلاو تھی کی۔ رافیک کی ساری
قوت کا تدار امراء اور جاگیرداروں پر تھا۔ اس لیے ان کے
لگ ہو جانے کے بعد اُس نے نہایت فاش شکست کھائی۔
اور یہاں پر ہوا کہ آج تک تاریخ اس کا انجام بنانے سے
تھک رہا ہے۔ (ایضاً)

گورنمنٹ کی نہ کسی گنتی تہذیبی کام آئی نہ تھی۔ وہی قوت
نہ سالانہ کی فراوانی نہ سخت و تاج کی جھلکا ہوت۔ کام جو آئی تھی تہذیب
اور یہ سپہ سالاروں کی سرمت
(۱) اہمیت رعیتی بھیج اور تہذیب اسلامی جوش۔ ذوق شہادت بھلی
(۲) وحدت مقصد (یعنی تفریق و اختلاف خود غرضی و خود رانی سے
ایضاً) (طاہر امیر)
یہ نتائج آٹھویں صدی مسیح میں اسپین کی سرزمین پر لکھے گئے ہیں
سب سے پہلے اور ہندوستان کے ملک میں انہیں سبب کے نتائج یہ نہیں
چند اور کل کر دیا گئے؟

اردو مصر میں

اسلام یونیورسٹی گزٹ، ایڈیشن، نوزائیدہ کے
حوالہ سے لکھا ہے :-
مورخ مصر ایڈیشن مائیکل ہنری کہ وہ غیر محسن غرضی نہ تھا
جو باعث اخلاق الاسلام قاہرہ کے سکریٹری ہیں اور جامعہ مصر
میں شعبہ اردو کے انچارج ہیں آئی کل مڈلستان شریف

نتیجہ ان باتوں اسباب کی بنا پر یقیناً مسیحوں ہی کو ہونا چاہیے تھی لیکن
مازنی عالم میں معنوی عباس بھی مدخل اور بے اثر نہیں رہتے چنانچہ
"معنوی اعتبار سے وہ لوگوں میں بڑا فرق تھا۔ ۱۲ ہزار مسلمان
ایک مقصد کے لیے متحد تھے اور انکا ہر فرد جام شہادت کے
پے تیار تھا۔ اس کے برعکس مسیحیوں میں باہم اختلاف تھا
گوہر و رنگ کے ساتھ ایک لاکھ فوج تھی لیکن وہ شاہی خاندان

خاندان مسیحی اور خاندان مسلمان کے درمیان اختلاف اور بے اثر نہیں رہتے چنانچہ

سوا کوئی اور بزدل نہ بنے! — اچھا ہے کہ سب داپنے دفتر میں ہر ایڈیٹر کے سابق پیشوں اور شغلوں سے تعلق ایک ہنری شیٹ " کھول رکھے!

عورت اور مرد کا عورت

"مرد کو آزاد عورت سے

بھی تو سخت اور مقبول حکایت ہے۔ وہ ایک طرف تو ان جدید حالات سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھالینا چاہتی ہے، اپنی نئی سادات کا ہر طرف اعلان کرتی رہتی ہے۔ لیکن دوسری طرف وہ ان مراعات سے بھی ہرگز اور کس درجہ میں بھی دست بردار نہیں ہوتا، چاہتی ہے کہ وہ آج کے سماج میں بہتر سے بہتر شیعہ سمجھ کر رہنا کر بیٹے لگایا، مرد سے عین سرکہ آرائی کے وقت صحت منجانب سے مردہ اندیشہ نہ کرنا نہ ہی مقابلہ کرنا چاہتی ہے! اس کا پُرکھیر اور سن رونا کھڑا کرنا تو کی کتاب محمد علی علیہ السلام (۱۶ ص ۱۷۷)

کہہ دیجئے کہ اس طرح کی ساری عبارتیں تمدنی اپنے ناظرین کو خوش کرنے کے لیے گڑھ لیا کرتا ہے!

طلاق بہ طو شش

"آج جہاں ایک طرف اسلام

شادیوں کی تعداد بڑھ رہی ہے اور ہر شادی میں انوقت کے موقع زیادہ ہستے جلتے ہیں، وہیں انقطاع تعلق کی فہم آسانوں کے اثرات بھی ظاہر ہو رہے ہیں۔ یہاں تک کہ طلاق میں اب عورت کے لیے کوئی عیب ہی نہیں رہا ہے۔ اب طلاق عورت کے لیے نہ باعث زحمت رہی ہے نہ باعث شرم۔ بلکہ کثرت و تنوع اور عموم کی بنا پر اب تو وہ داخلی فیصلے ہو چکی اور موجب عزت بن چکی ہے۔ (کتاب مذکور - صفحہ ۱۷۷، ۱۷۸)

کیسے اب بھی اسلامی طلاق پر طعن کا حوصلہ باقی ہے؟ — اور اسلامی طلاق کو بھی چھوڑیے۔ "جاہلیت" میں بھی طلاق کی گرم بازاری کیا اس سے کچھ زیادہ بھی؟

زندگی بخش تمدن!

۱۹۷۷ء، م سے پیکر ششہ نمبر ۱

۲۳۹۹ سال کی ہوتی ہے اس ساری مدت میں کل ۲۸۰ سال اس دور امن کے گزرے، باقی ۳۱۱ سال بابر جنگ جاری رہی!

ششہ نمبر ۱ اور ششہ نمبر ۲ کے درمیان ساہرے ۸۰۰ کی تعداد میں ہے، متعدد ہر ساہرہ کا مستقل "قیام امن" ہی کہا جاتا رہا، لیکن اس کا کسی ساہرہ کی بھی زندگی دو سال سے زائد نہ ہو پائی!

ششہ نمبر ۳ سے "جیک" سی سالہ جنگ شروع ہوئی، ششہ نمبر ۴ بڑی لڑائیاں ۱۰۰ کی تعداد میں لڑیں جا چکی ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ فزین جنگ خراسان رہی ہے۔ اس کے بعد آسٹریا جنگی اور پھر اٹریچا

لاسٹ میں اور لاہور میں ختم ہیں۔ انھوں نے نمایندہ انجام دے بیان کیا کہ جامعہ مصر میں اردو کا ایک الگ شعبہ قائم ہو گیا ہے اور محضرت شاہ فواد نے اپنے فرمان خاص سے اردو کو لازمی معائنہ کا رتبہ عطا فرمادیا ہے۔ جامعہ مصر کے شعبہ اردو کے انچارج خود پروفیسر غمی صاحب ہیں۔

اردو کے علاوہ ہندوستان بھر میں کوئی دوسری زبان بہت جو لک کے محدود کے اہر سمجھی جاتی ہو، بونی جاتی ہو۔ ہندو عزت کی نگاہ سے دیکھیں جاتی ہو؟

اقبال اور مصر

تبیۃ الخوف الاسلام (قاری) کے سیکڑی اور جامعہ مصر کے استاد اور شیخ محمد حسین غمی نے یہی فرمایا کہ مصری علامہ اقبال مرحوم کی بہت عزت کہنے لیں۔ اور ان کے ترانہ کی کاپی میں ترجمہ ہو گیا ہے جو جماعت الخوف الاسلام کے ہر شاہد میں سنا جاتا ہے۔ اس انجمن کی طرف سے علامہ موصوفت کی سوانح عمری بھی تیار ہو رہی ہے جو اردو فارسی عربی اور ترکی زبانوں میں شائع کی جائیگی۔

اقبال نے اپنے گونہاب اسلام میں تذکرہ کیا تھا۔ بنیاد اسلام کہنا کہ ان سے بے خبر رہتی۔ اس سے قطع نظر اس سرت اکی ہے کہ اقبالیہ کے کلام کے اثر سے ان شاء اللہ امریکی مذہب اسلامیت محکم ہو جائیگی۔ افرنگیت اور وطنیت کے زہر کا بہترین تریاق اقبال کا کلام ہے۔

نیا اصول تنقید!

"علیگڑھ سے ایک نیا اخبار جاری ہو رہا ہے

جس کا نام "تحریک" ہے۔ "تحریک" کے مالک: پبلشر ایک ایف ایف ڈی جی کلکٹر ہیں، انھیں سلام نہ تھا کہ اس مقدمہ میں بھی مخالفت کے جوشم پیدا ہو گئے ہیں (پیام ۲ جون ۱۹۷۷ء) "بہ ظاہر: لطیفہ باب ڈی جی کلکٹر کے ہمارے پیش کا کوئی تعلق قیوم انجمن مسلم ہوتا ہے، لیکن معاملہ چکر علیگڑھ کا ہے۔ (پیام ۳ جون ۱۹۷۷ء)

"گزشتہ سچا س سال کی صحنہ میں یہ شاید پہلا اردو

اخبار ہے جو کسی سرکاری لطیفہ باب کے نام سے جاری

نیات عامہ کے آئین پر نمودار ہوا ہے۔ (پیام ۳ جون ۱۹۷۷ء)

گویا ایک ہفتہ کے اندر تین تین سرواڑوں اور انتہا جوں اور سلسلہ تنقید کا اصل اصول یہ تھا کہ تنقید کے لیے ہر بات بنانا چاہیے کلام کو نہیں حکام کی ذات کو، تحریر کو نہیں، محرر کی شخصیت کو! اور پھر علیگڑھ کی تاریخ سے استناد و واقعات سے کہنا مطالب! — واقعت بہت سبب تیار ہو رہا

گویا مذہب افغانی کے سنوں نگاروں اور تحریک علیگڑھ کے چلائے والوں میں (دو ایک کو ششہ کر کے) بجز سرکاری پیش یا فوں کے کوئی اور بھی تھا؟ گویا علیگڑھ انسٹی ٹیوٹ گزشتہ کے انجمنی ایڈیٹر انچارج سرکاری پیش یا فون میں رہے ہیں اور گویا آج بھی صاحب پیام کے دست راست علیگڑھ ہی کی صوابت میں ایک بہتر کپتان پولیس کے

سورة البقرة

(۴) مسئلہ صدق (۲۷)

۲۰۔ یکا و البرق یخلف اجسام ہم
کلیا اعداد ہم شوائبہ ۔
انذا ظلم ظلم فادوا و فادوا
اشد نوبت ہم و البصا رحم
ان اشد علی کل شیء قادیہ۔

قریب ہے کہ کبھی اچانک ایسا نہ ہو
اگلی شے جب کبھی چلتی ہے ان پر (تو) :
چلتے گئے ہیں اس کی روشنی اس ۔ اور
جب اندھیرا ہوا ان پر (تو) پس گھر
رہ جائے ۔ اور اشد چاہتا تو

۱۱۵ اور ان کی آنکھیں خیر نہ ہونے لگیں۔

دیان ہوا ہے آثارِ عالمیہ اسلام کی شہرت و قوت کا کہ ربنا نقض کیا
 گی آنکھوں کو خیرہ کر دینے کے لئے، انہیں مغرب کر دینے کے یہ کیا ناسہ
 یکلاد البرق میخطف البہار ہم لئے اشتداد و قوت فی نفسہ (ابن کثیر)
 ۱۹؎ یعنی اسلام کی طرف کچھ بڑھنے لگتے ہیں۔ یعنی اسلام کی بات فی حق نہ کیا
 دیکھ ان منافقین و مدبذین کے قدم گویا منظرِ ارا اسلام کی طرف بڑھنے
 لگتے ہیں۔ طلب حق تو انکے دل میں جوئی نہیں محض مغربیت کچھ دیر
 کے لیے آوازہ کر دیتی ہے۔

کتاب اصحاب النافین سن عز الاسلام الطحاوی الیہ (ابن کثیر عن ابن عباس)

کَلِّمْنَا يَا اَنْفِيَّةُ وراثة فی الاسلام شہداء و قاتلوا انا معکم (سجلم)
علیہ یقین سو منین کو اہل بدعت پیش آئے گئے۔

والا اصاب الاسلام نكبة (ابن اثير عن ابن عباس) واذ انابت
اموالهم وملكوتوا اثم اصابهم الياء (ابن جرير عن قتادة) يعني را
شدة بلاء (معالم)

۲۲۔ الذی میں لکم الارض (وہ رب) وہی (ہے) جس نے بنا یا
فرشتاؤں اور اسماء بنائے
اور آسمان کو ایک جھٹ -

۱۳۰۔ کہ قہمید ہی مرتبہ تقویٰ تک پہنچائے کہلے خطائیں ہے۔

وکتوذا من التفتین الذی معنی اللہ صم، ہم (ابن جریر)

۱۳۱۔ سرے معنی یہ بھی منقول ابن ناکر ترجیح جاد (منزلہ آفرین ہے)۔

کلی تلو اسلخہ العذاب (ابن جریر من ابن عباس) لکھتے تھو امن العذاب

(منالم)

۱۳۲۔ تلمیذ اس آیت میں یہ ہے کہ زمین انسان کے لیے خلق ہوئی ہے۔

ان زمین کے لیے خلق نہیں ہو۔ ہے۔ مقصود و مملوہ انسان ہے

زمین اس کے لیے خالی ہے۔ اس میں دو آگیا ان مشرک قوموں کا جو زمین

کو عبود یا دیوی دیوتا کا درجہ دیتی رہی ہیں اور آج بھی دھرتی المی وغیرہ

مخلوقات انوں سے اس کی پوجا کر رہی ہیں۔ زمین کو دیوتا یا دیوی سمجھنا

تا بیخ مشرک کا ایک باب ہے اور مشرکانہ مذہبوں کا ایک اہم جزو مشرک

بابی ہندوستان اور وہ سب کہیں کی قدیم مہند "مذہب" قوموں

نے زمین کی خدائی کا کلمہ پڑھا ہے۔ قرآن مجید نے پڑھے لکھے جاہلوں کی

ہزار ہا سالہ غلطی کی اصلاح کی اور بتایا کہ سجدہ ہونا، نیم سجدہ ہونا لگ

زمین کو غیر مخلوق بھی نہیں مخلوق ہے۔ اور مخلوق ہی نہیں انسان

کے لیے مخلوق ہے۔

۱۳۳۔ زمین کی شکل و ہیئت بیان مطلق زیر بیان نہیں بیان سرت اس

امر کا ہوا ہے کہ زمین کا خلق انسان سے کیا ہے۔ فرشتے کے معنی ہیں

تائفرش۔ یعنی وہ چیز جو بھجائی جائے یا بھیجی ہوئی چیز۔ فرشتے یا ایسی

شعوس اور ہوا جو چیز جس پر قدم رکھ سکیں، چل سکیں، بیٹھ سکیں، لیٹ

سکیں نہ ایسی کھر دردی یا پستی چیز جس پر بیٹھنا، چلنا، نڈم، لکھنا ناممکن

ہو۔ اب زمین اپنی ہیئت کے لحاظ سے گروہی ثابت ہو یا چھٹی بہر صورت

اس کا قیامت اس سے بہتر ممکن نہیں کہ وہ انسان کے لیے فرش کا کام

دے رہی ہے اور قرآن مجید نے اس کا یہی وصفت بیان کر دیا۔

۱۳۴۔ جس طرح زمین (زمین) ہر اس چیز کو کھینکے جو انسان کے قدموں

کے نیچے ہو اسی طرح سماء (آسمان) ہر اس بلند چیز کو کھینکتے ہیں جو انسان

کے سر کے اوپر ہو۔ سماء کی املاک (آج) جس طرح زمین میں اہل خلیل پستی

کا ہے۔ سماء میں اہل خلیل بلند ہی کا ہے۔

۱۳۵۔ ظاہر ہے کہ جو محسوس زمینی چیز سقد و زنبار جو کہ انسان کے بنانے

وے ہرے سے ہرے بلند بنیادوں کی بلند یاں اور پتے سے اوپے

پتوں کی چوٹیاں پر نہ اس کی اور ہوائی چاندیوں کی بلند بلند پروازی

سب اس کے اندر سما جائیں اور سب اس سے بہت ہی درجہ، سماء کا

املاک اس پر نہ ہوگا تو اس پر ہوگا؟

۱۳۶۔ (اب عمارت)۔ یعنی جس طرح جو فرش میں نیچے سے سنبھالے

ہوے ہے۔ (آسمان) اور چڑھے چڑھیں اور ہرے اٹھائے ہوئے

ہے۔ (البتہ و مصدر بھی یہ) یعنی جتنا کان اور تہ ذرا، اور اٹھا (اٹھا)

سب کمر لیا کان اُن کے اور بھارتی اُن کے

بیشاک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

۱۳۷۔ اسے اسٹو ایماوت (انتہا) کر دینے

اب کی جس نے بیدار کیا تم کو اور ان لوگوں

کی جہنم سے قبل تھے۔ سب نہیں لکھتے

پہنچ کر بن جادو۔

۱۳۸۔ اسلام کا خدا کا مطلق ہے۔ مسلمان ہندوستان، ایران وغیرہ کے دیوتاؤں

اور اسلخہ کے خدا کی طرف آئے تھے انھیں دیکھو وہ نہیں۔

۱۳۹۔ قرآن مجید کا مخاطب عالم انسانیت ہے۔ کوئی مخصوص نسل مثلاً

بنی اسرائیل یا بنی آدیم اور کوئی مخصوص قوم مثلاً اہل عرب نہیں۔ اور

یہ ہر مخاطب کے لیے خدا کا سچا پیگہ۔ دلیل ہے۔

۱۴۰۔ خطاب کلیجہ میں نہیں دھرا۔ (سلمان) صحابہ پر۔ اٹھا لکھا دانا

دینا دی اچھٹ دو روگوں نے جو ہدایت انسانی کی نہ کہ نہ تقسیم اور نہ

عقائد بیان ہو چکی ہے یعنی ہر قوم کا فرد مطلق۔ اب خطاب سائے

عالم انسانی کو مجموعی طور پر شرف دیا ہے۔

۱۴۱۔ قرآن مجید کے اصل پیام کا آغاز کو با ب ہوا ہے۔ اور اس پیام

کا عنوان اول مسئلہ توحید ہے کہ وہی اصل واساس ہے۔ ہمارے

عقائد و مسائل اسلام کی۔

۱۴۲۔ (تن تنما) بلا کسی کی شرکت و اعانت کے۔ اور عدم محض سے بغیر

کسی سابق مادہ کے (عمل تخلیق خالص خدائی عمل ہے) ہر سائنس و مساویات

الگ رہا۔ بہرینیت ماتحت و مساوی میں کوئی اللہ کا شریک نہیں۔ اور نہ

یہ بات ہے کہ پہلے سے کوئی غیر مخلوق مادہ موجود ہو اور اللہ نے محض

ترتیب دیدی ہو۔

۱۴۳۔ (اب) وار کھلے وجہ دار کلمہ (ابن جریر) عن ابن عباس (افرد الخلق

والعبادۃ) کلمہ دون سائر مخلوق (ابن جریر)

۱۴۴۔ (پس الوہیت و عبودیت سزاوار ہے اسی خالق بے ہمتا کو)۔

۱۴۵۔ الذین من قبلکم سے پہلی انسانی نسلیں مراد ہونا تو ظاہر ہی ہے لیکن

یہ کتاب ہے نہ فقط انسانی سے قبل دوسرے زمین پر کوئی اور مخلوق آباد ہو۔

۱۴۶۔ عیسائیوں میں درج ہے قرآنی لفظ ان سب مخلوقات پر عادی ہے۔

۱۴۷۔ "قرآن" اور "تہم سے قبل والوں کو" یہ دو لفظ لاکر قرآن نے ایسا نشان

یہ بھی کر دیا کہ توحید کا درس لائیں و حال تا بیخ و مشاہدہ دونوں سے

محاصل کیا جاسکتا ہے۔

۱۴۸۔ مغل ہے تو انجاء شک اور امید آرزو کے لیے، لیکن جیسا خدا تعالیٰ

کی زبان سے اور اولیائے تو اس میں آرزو کن مجاہد و قوع کا اور شک و

استہال کی جگہ یقین کا مفہوم پیدا ہو جاتا ہے۔ اور اس کا ترجمہ اردو میں

"تاکہ" سے بھی جاسکتا ہے۔

۱۴۹۔ ہی کلمہ رجا و طمع و شک و قد عارت فی القرآن یعنی گئے (لسان)

و عارت فی القرآن یعنی گئے (آج) اور ذکر میں (المفسرین ان معنی سن اللہ

واجب و مفسرین ان معنی کے (راغب)

شرف اس سے علمدہ ہوگا۔ ان اللہ لا ینفع اجماعہین۔
صدق۔ یہ مدنیہ بخورہ کا دہی مشورہ رہا ہے جس کا ذکر
سچ کی عبادت میں اور مدنیہ صدق کے سفر نامہ حجاز میں بار بار آچکا ہے
اور جو ہر طرح امداد و اعانت کا مستحق ہے۔

خریدار ان صدق کی خدمت میں

سب ذیل اصحاب کی سیوا خریداری جون ۱۹۷۲ء میں تمام ہو رہی ہے
برادر کرم چندو داد جون کے اندر معیبریں۔ دفتر شکر گڑا ہوگا۔ درہ
کیم جولائی کو دہی پی ارسال خدمت ہوگا۔ اس صورت میں آپ کا
۴۴ کا نقصان ہے۔

۵۶	۱۰۶	۲۸۹	۳۳
۵۶	۵۹	۶۲۰	۶۲۸
۶۳۳	۸۰۹	۸۱۰	۸۱۱
۸۱۵	۸۱۶	۸۵۶	۹۸۰

مستمر

آسمان کوئی ٹھوس مادی جسم ہے یا محض ایک غلاشتہاے نظر اس
اس قسم کے مسائل کو متعلق نامزد نوی، بقرنی علوم سے ہے۔ قرآن مجید کو
جس طرح ذہنی جزائیہ کی تحقیق سے کوئی سروکار نہیں اسی طرح بہت
و فلکیات کے مسائل سے بھی اسکا کوئی واسطہ نہیں۔ اُسے تو صرت
تعلق زمین و آسمان کا انسان سے دکھانا ہے۔ اور اس غرض کے لیے
موزوں ترین الفاظ بھی ہو سکتے تھے۔

بقیہ صفحہ ۸

سے پُر زور درخواست کرتا ہوں کہ وہ ذری طریقہ پر اس طرف غیر ہوں
توجہ فرمائیں۔
از چندہ مولانا محمد زکریا صاحب شیخ الحدیث مدظلہ العالی
سہارنپور کے پاس معیبریں یا دہی میں نئی ٹرک کو ٹھنی حاجی علی جان
مرحوم پر بنام حافظ محمد زبیر صاحب ارسال فرمائیں۔ ان دہی
جگہوں سے ستمبر طریقہ پر چندہ مدنیہ بخورہ میں پہنچا ہوگا۔ اور اگر عظیم
(اگوست کا ہزار یا سچاس ہزار) حاصل ہوگا اور صدقہ جاریہ علیہ کا

”نگار“ اور حکومت صوبہ

(۱) مدنیہ (بھنور)

ماہر غزنی صدق لکھنؤ نے اپنے ایک مراسلہ نگار کی یہ اطلاع شایع کی ہے کہ بنار فتح پوری نے یو۔ پی کے محکمہ نشر و اشاعت کے سمسٹنٹ سیکریٹری
کے ذریعہ حکومت کو ۲۰۰ پچوں کا خریدار بنا لیا ہے اور یہ خریداری سلم مطبوعات کے ذیل میں ہوئی ہے۔ یوں تو بنار صاحب ایک نرمہ سے محکمہ ایڈیو کے
خوان خدمت پر ریڈہ جینی کر کے نظر آ رہے ہیں۔ مسلمانوں کے لئے وطن نے انکے ہزلیات کی اشاعت اور انکے عقید کی کامیابی کی طرف سے باورس
کر کے انہیں حکومت کے آغوش شفقت میں جمادیا ہے اور وہ، ٹیو پر باہرانہ انداز میں جبکہ اور بن الاوامی سیاسیات پر تبصرہ فرماتے ہیں، ہم اس
سلسلہ میں بھی انکی مقبولیت کا تذکرہ کر کے حکومت کی نظر انتخاب کی غلطی واضح کیجئے ہیں) لیکن نگار کے ۲۰۰ پچوں کی خریداری اور انکو سلم مطبوعات میں
شامل کر کے پچہم حکومت سے احتجاج کیے بغیر نہیں رہ سکتے۔ حکومت نگار اور صاحب نگار کے متعلق مسلمانوں کے جذبات اور اسلام کے فیصلے ناوقت
نہیں ہے، پھر دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس نے اس کو سلم پچہ کیوں فرما دیا۔ وہ کون سی تنزیرت تھی جو اسکی خریداری سے پوری ہوئی اور وہ کون سلم
علقہ ہیں جن میں اسکو تقسیم کیا جاتا ہے۔ حکومت کو اس بات کا پورا اخیار ہے کہ وہ جس شخص کو چاہے اپنی سرپرستی میں لے لے اور بنار اور سلسلے کو
بند کرے، سے خریدے، لیکن ایک لمحہ اور زمرین کے لئے انہی خیالات کی نشر و اشاعت کر کے اسے پچہ کو سلم پچہ قرار دے کر خریدنا، سمیت قبل اعتراض ہے
ہم امید کرتے ہیں کہ حکومت ہماری محرومات پر توجہ دیگی اور سلم اسٹنٹ سیکریٹری صاحب اپنی غلطی پر متنبہ ہو جائیں گے۔

(۲) زمیندار (لاہور)

ماہر غزنی صدق لکھنؤ نے رسالہ نگار لکھنؤ کے چار سو پچے خریدنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اور اس سلسلہ میں نگار کو اسلامی
مطبوعات میں شمار کیا گیا ہے۔ ہم یو۔ پی گورنمنٹ کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ اس نے ایک اور رسالہ پرمرحم خضر دانی کی بارش کی۔ لیکن نگار کو اسلامی
مطبوعات میں شامل کرنا غلط نہیں اور غلط اندیشی کا بدترین ثبوت ہے۔ کیونکہ اس رسالہ میں الحاد و دہریت کی حمایت کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ اور یہ باتیں
اسلام سے اتنی ہی دور ہیں جتنا جیگا، دہن کو سورج سے ہونا چاہیے۔ ستم بالاس ستم ذبیہ ہے کہ اس اسلامی مطبوعہ کو مسلمانوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ یہ
حکومت اور بھی قابل اعتراض ہے۔ گویا یو۔ پی کی حکومت نادانستہ طور پر مسلمانوں میں دہریت و الحاد کی آگ بھیل رہی ہے۔ اس لیے نگار کو پرمنازش
نہیں کرتی بلکہ زمرین کو تقویت پہنچاتی ہے۔ اگر حکومت بنار صاحب کی ریڈیائی تقریریں کا وائزیشن اخراج دینا چاہتی ہے تو اس کے لیے ناقدین
معرض طریقے بھی ہدیا ہو سکتے ہیں۔ اس لیے یو۔ پی گورنمنٹ کو اپنے فیصلہ پر غور کرنا چاہیے۔

انام ولی اللہ دہلوی سے پہلے

اسلامی ہند کی دینی حالت اور تدریجی ارتقا

(از مولانا مسعود عالم ندوی)

(۶)

اکبری دور کی بھی غنیمت سامانی تھی جس سے مسلمانوں کی اندرونی زندگی کھول کر دی گئی۔ انہوں نے اس قدر انتظام ہندو سلسلے میں دیکھنے لگا۔ معروت اور مذہب کا امتیاز جاتا رہا۔ اور خدا انوار استہ اگر یہ ارتقا دیا کرتی ہو تو اس کے بارے میں جتنی باتیں آج ہم آپ اس حال میں نہ ہوتے، ایک ہندوستان پرانا ہوتا اور مسلمانوں کو دیکھنے والے بھی خائف اور باغی ہو جاتے۔ اسے اس میں اور دھرم چاندی کے کارزار پر غور کرتے اور علیاً اللہ! یہاں تک ہندوستان کی تاریخیں خاص دنیاوی بلکہ غیر اسلامی نقطہ نظر سے لکھی گئی ہیں اور اگر کوئی روایتیں اور غیر مسلم دیکھ لیا ہے۔ ضرورت ہے کہ مسلمان لکھنے والے اسلام میں ہند کی تاریخ میں اکبری دور سے زیادہ زیادہ وقت نہیں لے سکتے۔ اگرچہ اسے دنیاویات سے سیر کر کے یہ تو کوئی زیادتی نہیں کرتے۔

حضرت مجدد دہلوی | اب ہم اسلامی ہند کے دینی ارتقا کی تاریخ کے اس نقطہ پر پہنچ گئے ہیں جہاں سے

صحیح اسلامی رہنمائی شروع ہوتی ہے۔ مبینہ پتی ہے تو بارہا رحمت کا نزول ہوتا ہے۔ آخر شب کی اندھیری ہی کے بعد سپید صبح نمودار ہوتا ہے۔ جب نصیبت مدد سے گزر جاتی ہے تو رحمت باری خوش میں آتی ہے۔ اسی طرح جب زلزلہ، الخوار نے حکومت کی آغوش میں بالیہ دیکھ کر لٹا شروع کیے اور اسی طرح مسلمانوں پر رحمہ جات تنگ ہونے لگا اور ملک کے طول و عرض میں ہر طرف "غبارِ بے ہوشی" کا منظر نظر آئے گا اور ایک نئے احمد بن محمد کی ضرورت محسوس ہوئی تو قارت نے ایک درویش کو خلعتِ شہید عطا فرمایا جس نے عبارتِ درش کی ترجمانی میں پہلی مرتبہ ہندوستان کی صحیح رہنمائی کی، کفر و شرک کی اندھیری کا فوکی اور بدعات کی شبائے ناسنت و ہدایت کی شمع روشن کی۔ محمد بن عبداللہ (رحمۃ اللہ علیہ) خدا جل شانہ کے لئے بے دین کو بتِ یسعی کی آلودگیوں سے پاک کیا۔ ہندوستان تصوف کی جگہ خاص توجہ کا بول بالا کیا اور شریعت کے دامن سے رخصت کا داغ دھوئے کی کوشش کی۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ افضل الجہاد کی سنت زندہ کی اور کلمہ حق لکھ کر سیکڑوں ہزاروں بلکہ پوری قوم کی قوم کے مسلح ایمان کی رکھوالی کی۔ یہ کون تھا؟ احمد سرہندی مجددِ ملت ثانی رحمۃ اللہ علیہ علیہ رحمۃ الابرار علیہم السلام مع عبادہ و توہم فرمایا۔ حق یہ ہے کہ وہ مجید کے جانے کے حق دار ہیں حسین ابن علی (ع) احمد بن محمد (ع) اور ابن تیمیہ (ع) نے جو کام اپنے اپنے زمانہ میں انجام دیے تھے وہی خدمت اس دور میں پیش کے حصہ میں بھی آئی جس نے اسے انجام دیا اور پھر اسے کر و فر کے ساتھ شان و شکرت کے ساتھ اس شان مجاہدیت کے ساتھ جو ازل سے خاندانِ محمد کے لئے مقدر ہے۔ حضرت مجدد کی دعوت جہاں تک

(۱۹۳۷-۱۹۳۸ء) کے دور میں سرسبز ہوئی جیکہ وہ منکرات کے ٹکڑے اور روایت کا قلعہ بن کر تھے میں بڑی حد تک کامیاب ہوئے۔ اور تعدادِ خلعت آپ کے ہاتھوں ہدایت پذیر ہوئی، نزدیک اور دور سے لوگ پہنچنے لگے کہ آئے۔ آپ نے آپ نے ان کے غلغلہ کا یہ عالم تھا کہ فوج میں تبلیغ کرتے اور اندر اندر اس تحت بلا تفریق ان کے ذریعہ سے ہدایت پاتے۔ اہل اول تو حکومت وقت نے ان پر سختی کی، لیکن جب وہ شہریت میں ان کی زبان صاف صاف ہو گئی تو انہیں حکومت میں کھلیاں پھینک دی گئیں اور بادشاہ کو طرح طرح سے ان کے شانہ آگیا گیا۔ آخر دربار سے ملنے ہوئی۔ آپ نے تشریف لائے۔ شانہ مستند کے ساتھ انہوں نے اس سے اسلام سنوں پر انگٹا کی ایذا کے رواج کے مطابق زمین پر سر نہ ہونے، نو اسلمین مملکت چھگئے۔ بجا ہاں میں کلمہ حق سے باز نہ رہا۔ تفریق کی جس میں بدعات و منکرات کی مٹاؤں کا ذریعہ بن گئی۔ نتیجہ تھا ہر تھا۔ گویا ان کے قلعہ میں قید کر دیے گئے۔ سنت و فطرت میں انہوں نے خود کو گئی اندھیر و ہدایت شروع ہوئی اور ان کی آن میں قید خانہ کی کالی پٹ لکھی اور جو ان کا انسان انسانوں میں تبدیل ہو گئے۔ بادشاہ کو اطلاع دی گئی کہ اس قیدی نے تو حیوانوں کو انسان اور انسانوں کو فرشتہ بنا ڈالا۔ یہ ولی صفت انسان تو قید خانہ کے قابل نہیں۔ بادشاہ متاثر ہوا اور پائی تخت آئے کی دعوت دی۔ دلیہد شہزادہ خرم نے استقبال کیا، خود بادشاہ نے خوش آمدید کہا اور سدرت کی خوش نصیبت تھا، مجاہد نے اسے فرسں اور کیا، اور سدرتِ جہاں کے غلغلہ اور ان پر عمل کا مطالعہ کیا۔

- (۱) بادشاہ کے لیے سجدہ تنظیم کی ہدایت۔
 - (۲) گناہ سے فوج کرنے کی اجازت۔
 - (۳) بادشاہ اور اہل کین دولت پر جماعت نماز کی پابندی
 - (۴) عہدہ قضا اور شرعی احتساب کے محکمہ کی تجدید
 - (۵) تمام بدعات اور شرعی منکرات کا قلعہ فتح
 - (۶) غیر شرعی قوانین کی منسوخی
 - (۷) شکستہ اور سہم مساجد کی دوبارہ تعمیر
- شاہی حکم ۳۳ قذیم اور نصف صدی کی گنتاؤں پر اندھیری کے بعد ایک مرتبہ جہاں اس ملک میں سرطانی حاصل ہوئی اور تمام ملک اس تبدیلی سے سرور اور طعن ہو گئے۔
- حضرت مجدد کی خدمات کہاں تک گمانی جائیں، دین اور دنیاوی اصلاح کا ہر شعبہ ان کے اقدامات کا مہم ہونے سے ہے، ایک طرف اگر تو وہ انفس میں ان کے کارنامے آپ سے کہے جانے کے قابل ہیں، تو دوسری طرف شریعت اور مذہب ان تصوف کی باہمی گفتگو میں انہیں کے ہاتھوں دور ہوئی، انہوں نے اس "باطل" تصوف کی اصلاح کی، انہیں سنت پر فوٹو لیا اور لوگوں کو کتاب و سنت کے چہرہ صافی کی طرف واپس لانے میں بڑی حد

لے اس صفوں کا حق یہ تھا کہ اس میں حضرت جی کے مشن اور ان کی خدمت پر تفصیلی گفتگو کی جانی، لیکن مجدد قہر کی اس شاعرت کے بعد اس کی ہیکار سلام ہوئی ہے۔ اس سے اس باب میں مختصر ہے۔

مراسلہ

مدرسہ شرعیہ (مدینہ منورہ)

از مولانا سید حسین احمد صاحب شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند

اگرچہ مدینہ منورہ میں جنگ عظیم کے بعد جبکہ ترکی حکومت کا سایہ مدینہ منورہ
زیر شرف سے اٹھ گیا تھا اور اس کے اوقات اور اداروں سے عوام اور اس اور
ساترہ تارکین محروم ہونے کی وجہ یا جنگ کی پامالت آمیز نگاہوں سے
فنا کے گھاٹ اتر گئے تھے) بہت سے مدارس تعلیمی یا صنعتی بلکہ
حکومت حجاز کی طرف سے قائم کیے گئے مگر وہ باقوت صرف ابتدائی کے وقت
نہایت ہو کر محض لال کے درجہ کو تقریباً پہنچ گئے ہیں یا اباب حکومت
کی پالیسیوں اور سرکاری اور شاہی یورپ زدوں کے زیر اثر اگر علوم دینیہ
اور معارف قرآنیہ و حدیثیہ سے تقریباً غالی ہو گئے ہیں ایسے تارکین
مصر میں مدرسہ شرعیہ ہی وہ ایک تھا اور وہ ہے جو اپنی خوش تھلکی
اور لہجیت - علوم دینیہ (مطلوبہ العبادۃ و التعمیم) کی سند نہ کی بنا پر
روز افزاں ترقی کر رہا ہے - چنانچہ آج بھی وہ باوجود ہر قسم کی بے سرو
لانی کے تمام ممالک حجاز میں اپنی نظیر نہ ملے اس لیے آپ ہی کی رکھنا
ہے مدرسہ شرعیہ کی بدولت اور تمام مذہبی خدمات کو دیکھ کر مومنان
مدینہ منورہ - حیران ہوں اللہ علی اللہ علیہ وسلم) اپنے اپنے بچوں کو
اسی مدرسہ میں داخل کر کے فیوض نبویہ سے فیضیاب ہو رہے ہیں -

حال میں آنے والے خطوط سے (جو کہ اواخر محرم ۱۳۵۷ھ کے لکھے گئے
ہیں) پتہ چلتا ہے کہ بالفعل مدرسہ موعود میں تعلیم پانے والے لڑکوں کی
مقتدرہ (۱۹۰۷ء) سات سو سی طلبہ سے زائد ہے شہر مدینہ منورہ کے کسی
مدرسہ میں اس کے چوتھائی طلبہ بھی غالباً نہیں ہیں -

اس عظیم الشان دینی اور ملی خدمت کا سہرا اہل ہند اور صرف اہل
کے سر پر ہے جبکہ ظہور بھائی سید احمد صاحب مرحوم فیض آبادی کی مخلصانہ
بید و ہمداد مسلمانان ہندوستان کی مالی اداروں سے ہوا ہے - حکومت
حجاز کا کوئی دخل مالی ادارہ نہیں ہے اور نہ انتظامی اور داخلی کارروائیوں
میں اس کا کوئی رونا ہے - اہل بیچارے پر جس قدر بھی فخر کریں بقائت
وہ بیچارہ ہو گا - جو لوگ بارہا اس مدرسہ کے مساند سے فیضیاب ہوئے

ہیں وہ بخوبی جانتے ہیں کہ مدرسہ مذکورہ میں دنیاویات اور ادبیات عربیہ
کے مکمل نظام تعلیمی کے ساتھ ساتھ علوم عصریہ اور صنعتی کی بھی تعلیم
دی جاتی ہے - چونکہ موجودہ جنگ کی وجہ سے حجاج اور زوار کا جانا دھان
بہت ہی کم ہوا اس لیے مدرسہ موعود کی آمدنی بھی بہت کم پڑی - جس کی وجہ
سے مالی مشکلات نہایت زیادہ پیش آ رہی ہیں طلبہ کی افزائش تعلیم کی
عزیزت - حیران آقا سے تادار علیہ السلام کی بیش از بیش جلیب القدر
تعلیمی خدمات کی شدید ترین حاجت کا تقاضہ تو یہ ہے کہ اس میدان
میں نہایت فراخ حوصلگی سے قدم بڑھایا جائے - مگر سرمایہ کی قلت
قدم قدم پر رکاوٹ پیدا کرتی ہے -

ہاں سے آئے ہوئے خطوط بار بار اس طرز ہندوستانی مسلمانوں
کو دلائے کے درپے ہو - یہ ہیں - ہمارے دارالاباب خیر اور طالبین پر حکیم

و تھارتی ترقی اور خطرات و حادثات سے تحفظ کے لیے فیائنس - جنگ
اور انڈوس کا انتظام کس طرح ہو گا - بین الاقوامی تجارت اور تبادلات
زور کی کیا صورت ہو گی - اسلامی نظام حدیث کا سجادہ سرا یہ دار کی ستم
ہو جائے - کیا لازم اور فائز ہو گا -

حصہ ہفتم - اسلامی نظام حکومت - اسلام کا نظریہ سیاسی اور
نظامت کا اساسی تصور - بادشاہی - آمریت اور انسانی ساخت کے
کے تمام و سائر حکومت سے اسلامی نظام حکومت کا اصولی اختلاف -
حکومت اسلامی کی بنیاد ترکیبی - خلیفہ کی حیثیت اس کے زیر ہی عدت
اس کے اعتبارات و ذرائع اور اس کا طریق انتخاب - مجلس شورای
شوری کی اصول اور اس کا مجلس کے انتخاب نامہ نفع - مجلس قانون ساز
کے سب سے ماہرین قانون تربیت کی الی مجلس (اصول شرع سے
فراموشی و حکم کا انتخاب کیسے - نذر ممالک کی انتظامی خصوصیات
سے سرس - عدالت پریس - انتخاب - مالک - دین و ضرب مقابل
اسٹیٹ فیائنس - امور نقد (بہاؤ و کس) صنعت - تجارت - صنعت
خیر سالی - تعلیمات - ذوق و دفاع ملکی - احتوائی اہل ذمہ تفصیلی
تسمیہ - اسلامی قوانین - اصولی بنیاد اصول قانون پر
روشنی ڈالی جائے - پھر فقہ کے چار مذاہب اسکولوں کی خصوصیات بیان
کرتے ہوئے یہ بتایا جائے کہ ان اسکولوں نے استنباط احکام کیسے
جو شاہراہیں بنادی ہیں ان پر چل کر ہر زمانہ کی ضروریات کے
مطابق احکام اخذ کیے جاسکتے ہیں - اسی سلسلہ میں حدود و اتر کی تشریح
بھی کر دی جائے جس سے یہ بات ذہن نشین ہو جائے کہ ان حدود
نے زندگی کے ہر شعبہ میں کچھ طرح بے راہ روی کے امکانات کا سدباب
کیا ہے -

حصہ ہشتم - بین الاقوامی تعلقات - غیر مسلموں کے ساتھ تعلقات
کی مختلف شکلیں - جبکہ وہ اسلامی حکومت کے ماتحت ہوں - جبکہ وہ
معاہدہ ہمسایہ ہوں - جبکہ وہ برسر جنگ ہوں - ان تینوں حالتوں کے
مختلف احکام کی تفصیل - جنگ کے تقاضے اور قوانین - دارالحرب
دارالکفر میں مسلمانوں کی حیثیت - دارالحرب میں مسلمانوں کی حیثیت -
دارالاسلام میں دارالحرب یا دارالکفر سے آؤ والوں کی حیثیت -

حصہ نواہم - علم اور ادب اور ہنر (آرٹ) کے شعبہ اسلام کا
رہنہ - اسلام کس طرح صحیح علمی تحقیقات کی نہ صرف بہت افزائی
کرتا ہے بلکہ تحقیق کے راستہ میں رہنمائی بھی کرتا ہے - اسلام ادب اور
آرٹ کے غلط رجحانات کو روک کر کس طرح ایسے راستوں پر فخر
نفاذ و نفاذ پاتا ہے کہ وہ انسانی سادت میں مددگار ہوں - اس
سلسلہ میں فنون لطیفہ پر تفصیلی بحث کی جائے - اسلام سائنس و
ترقی سے حاصل شدہ قوتوں کا صحیح طریق استعمال بتاتا ہے اور
غلط استعمال سے روکتا ہے - اسلام کی رہنمائی کس طرح انسان کو غلط
تجربات کے نقصان اور غلبہ و غفلت و غفلت سے بچاتی ہے - اور
اگر اس کی رہنمائی سے استفادہ کیا جائے تو انسان کی زندگی ترقی و ترقی
نیز ہو سکتی ہے -

کَلَامُ جَدِّهِ وَالْقَدِّی وَصَدَّقَ بِهٖ اُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ

اور جو بھی بات بیکار آیا اور میں نے اسے چھانا وہی لوگ پھر گناہ میں

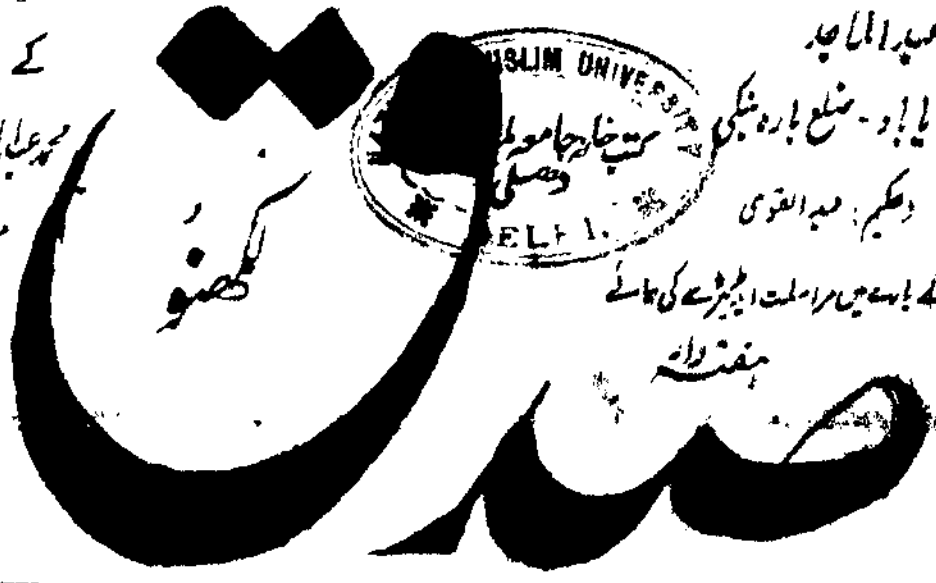
ایڈیٹر: عبدالماجد

پتہ: دریا باد - ضلع بارہ بنکی

نائب: دیکھ: عبدالغنی

نصاب کے بارے میں مراسلت ایڈیٹر سے کی جائے

ہفت روزہ



مکتبہ

چند روز انتظار میں امور کے بارے میں مراسلت میں پڑھو محمد عابدی و عباسی ہمتی اخبار صدق مرشد آباہ عیس گاہ گنج - لکھنؤ

سالانہ: ۱۰
ششماہی: ۵
پروں ہندو سالانہ: ۱۰
قیمت: ۱۰ روپے

۱۳۹۱ھ

نمبر ۶ دو شنبہ ۲۶ جمادی الاول ۱۳۹۱ھ مطابق ۲۳ جون ۱۹۷۲ء جلد ۶

مقدم تحریر

”یا ایہا الدین...“ دھڑکے مراد آگیا ہے ظلم و کفر ٹھانے والا تھا۔
 قرآن یعنی لے وہ کہ تو دیتا ہے۔ شایستگی سے کفر و طغیان اور ظلم و جور و دود کرنے کا شن لے کر اٹھا ہے۔ بیٹھ کر تجویز سوچنے اور دینیوٹن پاس کرنے سے کام نہیں ملے گا بلکہ اُٹھ کر کمر ہمت باندھ۔۔۔
 دنیایک نظر۔ اس انقلاب کے لیے کسی خاص نشان یا دروی کی ضرورت نہیں، اس لیے کہ یہ بین الاقوامی انقلاب ہے۔ اس میں ہر قوم اور نسل کے افراد جو انسانیت کی خدمت کے لیے آئے، دیتا رہیں شامل ہو سکتے ہیں۔ البتہ ایک شرط ہے کہ لباس پاک ہو اور پاک رہ سکتا ہو۔ اغلات کی پاکیزگی میں مدد ملے۔۔۔۔۔
 سائنس، سائنس۔ لیکن اس احتجاجی کے لیے اس بدعلاقہ کی آگ سے بچنا محال ہے۔ اسے ظلم کی تائید کرنے کی آگ میں ڈالا جائیگا۔ (ترجمہ: لاہور۔ غلامت نیر)
 یہ چند جو اہم دینے ہیں اس سرچشمہ میں ”تحریر کے جو سہ ماہی کی ”تکلیف تفسیر کے عنوان سے“ حضرت مولانا عبید اللہ سندھی کے نام سے شائع ہوئی ہے!
 ناظرین گرامیوں کو اسے کیلئے کیے!

مبارک میں تحریر قرآنی کے باب میں کیا اس سے کچھ بڑھتی ہوئی ہیں؟
 شرف ہم زبانانی
 ایٹھیں رکالہ۔ ہر سیر (۱۰) میں ایک بار
 ہمارا مگر آج ہوا، امت و عزت کے لحاظ سے ایڈیٹر مل صاحب پر شائع ہوا ہے۔ اسکا مفہم اردو میں۔
 ”یقین آپ کو یوں آئے، تو تجربہ کرنے میرے ہر سیر کی تصدیق کر لیجیے۔ واقعہ یہ ہے کہ کتنے ہیں آسانی کے ساتھ انگریزی سمجھ لیتے ہیں ہندوستان کی کوئی اور زبان نہیں سمجھ پاتے اسباب پر غور کرنے میں ہیں۔ ان کی نیند حرام کر چکا ہوں، لیکن واقعہ ہر حال ہی ہے۔ اگر تھیں ساجیوں ہی کے کتنے انگریزی، اس میں جب بھی غیبت ہے۔ لیکن ستم یہ ہے کہ کوئی سنا یا داری سر جانی آتا ہے لیجیے، تجربہ سے معلوم ہو جائیگا کہ انگریزی تو وہ فوراً سمجھ لیتا، باقی کن اور زبان میں لے پکارے تو وہ بہر نظر آئیگا۔ میرا ہمتی انگریزی کے صرف چند لفظ جانتا ہے میرے کئی کہ کبھی ہندوستانی میں نہیں بلکہ سچے انگریزی ہی میں مخاطب کرتا ہے۔ اور جب میں نے دیکھ پڑھی تو بلا کہ کتنے لوگوں کی زبان ہی انگریزی ہے اور دوسری زبان نہیں سمجھتے۔
 مبارکباد اس شرف ہم زبانانی پر سمجھ میں نہ آیا کہ کسے پیش کی جائے۔ صاحب کو آیا صاحب کے کٹوں کو!

تعلیم قرآن کا انتظام

تفہیم اتحاد المسلمین کے اس سالانہ اجتماع کی غور کردہ رسلے ہے کہ مسلمانوں کی دینی و دنیوی فلاح و بہبود کا انتظام بالکلیہ قرآنی تعلیمات پر ہے اور چونکہ سرکاری مدارس میں اس طرٹ کا حقد تو بے نہیں کی جاتی۔ لہذا مجلس اتحاد المسلمین کا یہ طلبہ عام سالانہ امتحان کو اس طرٹ سے کچھ کرنا کہ اس میں مسلمان طلباء کو بے قرآن محمد

اگر اس کا نام تفسیر ہے۔ تو خدا معلوم تحریر اور بدترین تحریر کا نام نہ اور کہاں لیتا!۔۔۔۔۔ ہمارے علم کے گرام، بعض ان میں کے بعض مخلص و نیک نیت، لیکن عقیدت میں غلو و افراط کے شکار، ایک بڑی شخصیت کے نام سے دعوے و سکور، براؤ کریم ہم عیسویں کو تباہی کہ اگر یہ تفسیر یا نہ لے اسی درجہ میں بھی دینی خدمت کی جا سکتی ہے تو اگر ہم سب مل کر عنایت اللہ الشرفی کو امام عصر تسلیم کر لیں؟ اس ذریعہ کی

کی اسٹیٹ تعلیم کا اہتمام کیا جائے اور شریک نصاب و بنیاد کیا جائے۔ اور خود مسلمانوں کا بھی غور فرمائیے کہ وہ اپنی آئندہ بہتر بنی فلاح و بہبود کے لیے خود بھی اسکا کوئی مقبول انتظام کریں ہمیشہ مسلمان کی ساجد انجمن ہی تعلیم پھیلانے کی ہے بلکہ تعلیم ابتدائی تعلیم کا دار و مدار ہی مسجدوں کے کتب پر مبنی ہے۔ مسلمانوں کا پیغمبر اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام مجالس ابتدائی مجالس امتحان پر درجہ دینا ہے کہ وہ سبابت لکھنے اپنے علموں کی مسجد میں یا اپنی قرآن کریم کا انتظام فرمیں اور محکمہ عام مسلمان ہوں اور ہائے مسلمانوں کو بھی اس سے استفادہ کا موقع دیں تاکہ مسلمان احکام قرآن سے واقف ہو کر ان پر عمل کر سکیں۔ قابل ہو سکیں۔

لیکن کی مشورہ انجمن امتداد السلفین ایک فعال جماعت ہے اور اپنی تربیت میں کے لیے سچا طور پر کینام۔ یقین ہے کہ اپنے نازدہ اجلاس کی اس قرارداد کو بعض کا فائدہ نہ ہوگا۔

نئی دعوت قرآنی

جلس امتداد السلفین لیکن کے سالانہ اجلاس کے خطبہ ہدایت کا اقتباس :-

"جلس امتداد السلفین قرآن سیاست کو جو قرآن کے منبع فیض سے سیراب نہیں ہے سراب سے زیادہ ذہنیات میں دیتی ہے۔ وہ جسے کہتا تھا تعلیم و تربیت کے بن بھی اس نے جو دستور اپنے لیے مرتب کیا اس میں اپنے وجود کی جلی غرض اعتقاد میں اللہ قرار دی۔ زمانے لکھتے ہیں کہ وہ کچھ جلی کر دی ہو لیکن منزل اگر قرآنی منزل میں سے تو وہ ذلت و فساد کے جہنم کے سوا کچھ رو نہیں ہو سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ آج میں آپ کے منتخب کردہ خادم اور اس مجلس کے صدر کی حیثیت میں آپ اب ارکان مجلس امتداد السلفین پر عموماً ارکان عامہ و شورے ملکتی مجلس صدر صاحبان و عمدہ ارکان مجالس منسلع و ابتدائی اور سلفین مجلس امتداد السلفین پر خصوصاً مکتبہ مجلس کی شرط اہلین کے طور پر پورا پوری عطا کرنا ہوں کہ ہم میں سے ہر ایک عمل کی نیت سے اور منہ سے مطلب کی سمجھ کر قرآن مجید کی کم از کم تین آیتیں روز نماز پڑھ لیا کرے اور اس پر نہ صرف اپنے خدا کو گواہ ٹھہرانے بلکہ اپنی نیت پر پوری بیگ ملکتی مجلس کو درجہ دینا جاتا ہے۔ یہ مداخلت دل اعلان دے کہ وہ کس حد تک اس شرط کا پابند رہا ہے۔ میری اس عمل پر فہم دلت نے ثابت کیا ہے اور انشاء اللہ اب جلد آپ پر ثابت ہوگا کہ قرآن کس طرح آپ پر نازل و صلاح انفرادی و اجتماعی کے لئے دروازہ کھولا ہے؟

اللہ ہی رحمت پسندی اس میں ہوس مدی میں بھی مجالس کے لیے ایسے صدر موجود ہیں جو اپنے نصیب میں مکتبہ مجلس کی شرط کی قرآن خوانی بتاتے ہیں۔ اور خود کی برتن غضب سے ذرا نہیں ڈرتے! ہر روز کچھ سچے سچے لکھتے ہیں یا نعرہ ہر روز کچھ قرآن پڑھتے"۔

اردو کی ایک ہم خدمت اور انشائیہ پیر یا کا ذکر کئی ہفتے ہوئے ان صفحات میں آچکا ہے۔ پچھلے ہفتہ نوٹ کے چند اور ان جیسے سچے سچے متفرق سلوات کے وصول ہو گئے۔ یہ نوٹ بڑی اور چوڑی قطعیت کے ۱۵ صفحوں پر چھپا ہے۔ ہر صفحہ میں تین گنجان کالم ہیں۔ لیکن کتابت و طباعت

صاف۔ اور ہر صفحہ میں چھوٹے بڑے ملا کر ۱۹ مقالے درج ہیں۔ زبان صاف۔ بیان واضح۔ معانی سب کے سب سنجیدہ۔ معلومات مستند۔ ایک انشائیہ پیر یا کے نمایان شان۔ صرف ایک جگہ یعنی صفحہ ۱۰ کے نصف آخر میں مقالہ "انارک" میں سجدہ کی جگہ ایک نثری نگارہ بھی کچھ ایسی نمایاں نہیں ہے۔

مجلس ادارت کے صدر اور دو کے مشورہ دار کم و کثر درج ہیں۔ دو دستہ ہیں۔ درجہ ارکان۔ (اردو) کا لفظ ترمیم طلب ہے (کی کمی) ان کے علاوہ۔ کل فرسٹ بلاجٹ ۱۶ ابواب میں تقسیم ہے۔

شعبہ ۱۔ عربیات۔ تہذیب و ثقافت و تاریخ و سیاسیات۔ جغرافیہ و اسلامیات۔ عربی زبان و ادب و دیگر اہل سنت و حدیث و فلسفہ و تعلیمات و تعلیمات۔ ریاضی و طبیعیات و کیمیا و طب و علم الکائنات و نباتیات و حیوانیات۔ اردو زبان و ادب و ناول و ڈراما و کتب و کتابیات۔ سندھی و مرہٹی و دیگر زبانیں و تعلیمات و زراعت و جنگلات و نباتات۔

ان میں سے ہر شعبہ سند و اہلین کے ہاتھوں میں ہے مثلاً شعبہ اسلامیات میں مولانا سید سلیمان ندوی مولانا شاہ حسن گیلانی مولانا عبد القدیر صدیقی حیدر آبادی وغیرہم ہیں۔ کم از کم یہ نوٹ جس معیار کو پیش کر رہا ہے وہ ہماری ذہنیات سے بلند تر ہے۔ اور وہ ہے کہ پوری کتاب ۱۲ جلدوں میں تمام ہوگی اور ہر جلد کم از کم پانچ سو صفحوں کی ضخامت کی ہوگی۔ اردو زبان کی یہ مجلس سنجیدہ اور قابل قدر خدمت اوردو کے ہر نواز خواہ کی تائید اور عملی ہمدردی کی مستحق ہے۔ نوٹ کے یہ اوراق "دفتر اردو انشائیہ پیر یا" شریعت آباد حیدر آباد لیکن کے پتہ سے ۴۴ کے تحت میں حاصل کیے جاسکتے ہیں۔ ڈاکٹر زارادار لکھے و نقادوں میں سالہا سال سے اپنے کو خدمت اوردو کے لیے وقف کیے ہوئے ہیں۔ مگر انجمن کا نام حقیقتہً ایک شاہکار کی حیثیت رکھتا ہے اور نسلوں کی تک انکی یادگار رہ جائے گا۔

تفاوت رہ

"میدر آباد۔ ۱۵۔ امداد۔ ملحقہ حضرت حضور

نظام نے اپنی والدہ ماجدہ کی یادگار میں اور ان کے نام پر ایک مسجد مسجد زہراء کے نام سے تعمیر کرائے کا حکم ڈاکٹر سرفیاء الدین احمد کو علیحدہ میں دیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے ذاب زین یا جنگ (اہل تربیت سرکار) کے لئے لکھتے کیا ہے کہ موصوفت وسط جوفانی میں علیحدہ میں کوئی نوٹوں زین دیکھتے آئیں گے۔ (خبر)

ایک مسلمان پادشاہ یہ ہیں جو اپنا والدہ محترمہ کی یادگار میں مسجد تعمیر کرائے ہیں مسلمانوں کے سب سے بڑے تعلیمی مرکز میں ایک روشن خیال فرمانروا وہ ہوتے ہیں جو یادگار میں پھر کے مجھے بہت نصیب کرا جاتے ہیں۔ اہمیت و اعتبار برقی تو تصویروں اور نقاشیوں کی کوئی آرٹ گیلری قائم کرادی۔ یہ ہیں تفاوت رہ انجمن کی رحمت پسندی انجمن ترقی اوردو کے سلسلہ خدمات

نئی کتابیں

(۱) فیض الباری علی صحیح البخاری (عربی) از حضرت مولانا انور شاہ کشمیری

جلد اول - صفحات ۸۰۰ - ۴۱۲ - چھ :- (۱) مجلس علمی ڈابھیل

تفصیل کلاں - قیمت غالباً صمد

(۲) ایضاً - جلد دوم - صفحات ۲۲۲ - (۲) کتب خانہ رشیدیہ - تریب

۴۹۰ - تفصیل کلاں قیمت غالباً صمد

بخاری کو جو مرتبہ اور جو شہرت عالم اسلام میں حاصل ہے، اسی

سہی، لیکن اسی سے ملتی جلتی کوئی شہرت بخاری کے شارات و سلاؤں

کشمیری کو ہندوستان کے مقلد علم میں حاصل ہے۔ اور اس کے ان کو جو

مجھ صمد - بخاری کی شرحیں اب تک متعدد لکھی جا چکی ہیں، اور لکھنے

والے بجائے خود اپنے فن کے نام گزرتے ہیں، اس پر بھی کوئی قوی بات

ہے کہ سلسلہ اب تک جاری ہے، اور لکھنے والوں کو بانی لکھنے کے قابل

مل ہی جاتی ہیں۔ پھر شاہ صاحب کا ایک دقیق النظر مقلد کو گنہ گری تو

ایک صمد ہی تھا۔ یہ سب اس لیے عرض کیا جا رہا ہے، کہ میں یہ نہ کہہ

جائے، کہ ان جدید شرح میں بعض غلطیوں کا بلے مرہ، غلطیوں کا بلے

کا ذکر نہیں، انہیں کو بھی ان شاء اللہ فیض الباری کے مطالعہ سے نفی ہوگا

جلد اول کتاب التیمم کے آخر تک ہے۔ اور صمد دوم کتاب الوضوء

سے کتاب الجنائز تک۔ کل شرح چار جلدات میں ہے۔ مافی ذلک جلدوں میں

یقیناً بقیہ ابواب ہونگے، اس وقت تو پیش نظر پہلی ہی دو جلدیں ہیں۔ شروع

میں ایک بہت مفصل و بصیرت افزا مقدمہ مولانا محمد یوسف تیسری کے

قلم سے ہے، اور ایک مختصر ہمزہ جامع تقریظ نامہ جلیل مولانا بشیر احمد

عثمانی کے قلم سے۔ حاشیہ پر ایک دوسری کتاب ان امالی کے مولف و مرتب

مولانا بدر عالم بیرٹھی کے قلم سے البدر السامی الی فیض الباری کے نام سے ہے

جو گویا اس شرح کی مزوری شرح ہے۔ کما غنہ نفیس، کتابت روشن، بکین

ظاہری جمال سنو کی کار تو۔ نرسر معنایں، مطابع، انگریزی کتابوں

کی طرح، شروع میں بہت سی مفصل۔ حشیت ظاہری مجموعی طور پر ایسی

دلکش کہ کم استعدادوں کا بھی حوصلہ بڑھ جائے، اور نہ پڑھنے والوں کا

بھی دل پڑھنے کو خواہ مخواہ جھجھے لگے۔

مصنف علامہ مغفور کی خوش قسمتی کیجئے یا ان کے حسن نیت کی برکت

کہ اپنے پیچھے شاگردوں رفیقوں کی جماعت ایسی مخلص و فرض شناس چھوڑ

گئے۔ مجلس علمی ڈابھیل، بن اور علم کی جو گراں قدر خدمات انجام دے رہی

ہے اس کے کارناموں میں ایک روشن ترین کارنامہ کا عنوان ہی فیض الباری

کی اشاعت ہے۔ کسی اسلامی کتب خانہ کی مالداریاں، اور کسی شایع علم خوشحال مسلمان

کا کتب خانہ ایسے گھر پرے بابائے غالی نہ رہنا چاہیے۔ ائیرہ اللہ

مدحیہ باد اللہ اگر اس قسم کی گراں بہا خدمات انجام دے رہا ہے، تو ظاہر ہے کہ

سرکار و دکن کی امداد سرپرستی اسکے شال حال ہے۔ اہل کمال بلکہ نمایاں ہے

کہ انجاء مجلس علمی کے غریب و غاموش کارکنوں کا ہے، کہ اتنے بڑے بڑے

کارناموں کی ہمت کر جاتے ہیں۔

(۳) جہرۃ البیانۃ (عربی) از مسلم عبدالحمد الخزازی - ۸۰۰ صفحے - تفصیل

۲۶۸۲۰ قیمت ۱۲ روپے :- دائرہ حمیدیہ - مدرسہ الاملاہ، سرسہ ہرا

منبع اعظم گڑھ -

مفسر قرآن مولانا حمید الدینی کی وفات کو دس گیارہ سال گزر چکے لیکن

جو جہرۃ البیانۃ ہے وہ اپنے بعد چھوڑ گئے ہیں، انکی بیعت و اشاعت کا سلسلہ لگے

لاقین جانشینوں کی عالی ہمتی کے باعث، محمد راشد بابر جاری ہے۔ اور پہلی

انکی تاد تصانیف میں سے بھی عربی، کبھی اردو، ایک آدھ لکھتی ہی رہتی

ہیں۔ اس نرسر فیض البیانۃ میں تاد ترین اصناف جہرۃ البیانۃ ہے۔

مولانا کے قرآنیات کا اہم ترین جزء انکا ذوق ادب تھا۔ اب میں انکا

ذہن راسخ نے اور انکے پید آرتارہتا تھا اور انکا الطباق وہ

بلاغت قرآن پر کیا کرتے تھے۔ انکا خیال یہ تھا کہ ہمارے اکثر علماء اب

نے اپنے فن بلاغت کو رون اس وقت کیا، جب بھی علوم بہ کثرت اسلامی

دانش میں داخل ہو چکے تھے، اور یونانی علم و فنون کے عربی تہجے ہو چکے تھے،

اس لیے ہمارے اکثر اصول و قواعد بلاغت بجائے غائب عریضت کے بھی

اور یونانی فنون کے سہجے میں داخل گئے، اور عربیہ، اصلی اور سادہ

جو ہر ادب کے غلات بہت سے دیار پر راجح پائے۔ مولانا ایک مجتہد

دل و دماغ کے کرتے تھے۔ وہ ایک بے مثل ادب ہی تھے، انفرادی میں تھے

انہوں نے ارسطو اور خلدین ارسطو کی تقلید سے آزاد ہو کر نئے اصول و نظام

کیے، اور انہیں اصول پر بلاغت قرآنی کو جانچا اور پرکھا۔

جہرۃ میں اسکے شواہد، قدم قدم پر ملتے ہیں۔ بلاغت و بلاغت

عرب میں فرق، شعر، خطابت میں امتیاز، تعلیم، دستاورد، انشیل و مجاز

کی حقیقت، اسجاد و اطالیہ کے باعث، اشارہ و کنایہ و تہجی کے

سائنس۔ ان سب کے دقائق کا تعلق اصل کتاب کے مطالعہ ہی سے۔

ارسطو کے فلسفہ تشبیہ و غیرہ پر نقد خصوصیت کے ساتھ قابل دید ہے۔

سودہ میں مجاہد جابجا چھوٹی ہوئی ہے، اور بعض عبارتیں ناقص، لکھی

ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نظر ثانی اور تکمیل کا موقع مصنف علامہ

کو بالکل نہ مل سکا۔ ممکن ہے کہیں کہیں نفس منہوم میں پوری طرح واضح نہ

ہو سکا ہو۔ باوجود کتاب عربی کے ہر مسلم کے لیے اول سے آخر تک

پڑھنے کے قابل ہے۔ علم معانی و بیان کے وہ دہکتے، ان مختصر نکات

دانی کتاب کے، درمل جانیس گئے، جو محقق و مصنف ہی کا حصہ تھے۔

(۴) زبان و قلم - از قاضی عبدالصمد صاحب مدارم - صفحات ۱۶۶

قیمت ۱۱ روپے کا پتہ :- کتبہ "برہان" فرول بارہ - نئی دہلی -

املا و کتاب اس آریہ سماجی اعتراض کے جواب میں لکھی گئی

ہے کہ قرآن عربی زبان میں کیوں ہے، جو صرف ایک مخصوص ملک کی زبان

ہے؟ لیکن اس سوال کے مفصل جواب کے علاوہ کتاب میں اور بہت سی

قابل قدر تحقیقات لکھی ہیں۔ کتاب کئی چار حصوں میں تقسیم ہے۔

(۱) صفائیں سخن - اسکے نمونائی باعث انکی پیدائش، زبان بہت

آدم کی زبان پر فرم ہیں۔

(۲) دنیا کی زبانیں - اسکے ماتحت تقسیم است، ام الامتہ وغیرہ بہت سے

حوالات ہیں

دس بنیادی اصول

۱۔ از مرزا عبدالحی صاحب ایم اے، انجمن بنیاد اسلامیہ کالج لاہور

۱۔ تمام اسلامیہ اسکولوں اور کالجوں میں رجلا قیام العلوم قوم کے سرایہ سے ہوتا ہے جو اسلام اور قرآن عزیز کا واسطہ دے کر ذات اسلامیہ سے اکٹھا کیا جاتا ہے (تعلیم قرآن عزیز کو لازمی قرار دیا جائے۔ اور کسی طالب علم کو ایسے اسکول میں ترقی نہ دی جائے جو مجوزہ نصاب بنیاد میں کامیاب نہ ہو۔ خواہ اگر ترقی اور حساب میں اس کے نمبر سب سے زیادہ ہی کیوں نہ ہوں)۔
۲۔ اگر نمبر ۱ پر فوری عمل نہ ہو سکے تو کم سے کم یہ پابندی ضرور لگا رکھا جائے کہ کسی طالب علم ترقی نہ دی جائے جب تک وہ مذہبی اساتذہ سے یہ سند نہ حاصل کر لے کہ اسلامی نصاب سے یہ طالب اس قابل ہے کہ اسے اعلیٰ درجہ میں ترقی دی جائے

۳۔ قرآن عزیز کی تعلیم کے لیے وقت کم از کم اتنا ضرور مقرر کیا جائے کہ لازمی مضامین سکھائے سوتے ہیں

۴۔ ہر اسلامیہ اسکول کا مینڈاٹر اسلامیہ کالج کا پرنسپل یا پرنسپل ہو کہ وہ ہر صبح کم از کم قرآن رزیک کی ایک آیت کا ترجمہ خود تمام طالب علموں کو پڑھائے۔ (جس طرح شیراز والہ ہائی اسکول میں مرحوم مولوی محمد الدین صاحب کج (تورقہ) اگر ابتدا میں ایسا ممکن نہ ہو تو بال میں تمام طلباء کو ایسے دن اور مذہبی اساتذہ فاضل کو سرانجام دے۔ لیکن انفرادی طور پر ضروری ہے کہ میں لازمی ہو)۔
۵۔ قرآن عزیز کی تعلیم کے لیے مستند اور سلی قابل ت کے اساتذہ مقرر کیے جائیں جو ڈپلن (ضبط) اور تعلیم کے لحاظ سے کسی ایسے اعلیٰ (دینی یا دنیاوی) سے کم نہ ہوں۔ "نئی نکتہ اور انکی عزت دنیاوی نام نہاد علوم پر چلنے والے اساتذہ کے کسی نسبت میں نہ ہو۔"

۶۔ مذہبی اساتذہ کو نہ صرف اساتذہ بلکہ اساتذہ نامی احترام کے لیے اپنے ماتحتوں کے سامنے وقتاً فوقتاً علی تو نہ پیش کرتے ہیں جس طرح میسائی دنیا میں ان کے نسبت ذریعہ ایجاب و عہدہ ایک خاص احترام کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ مجلس اجتماعات میں ان کے لیے کرسی کی خاص جگہ مقرر ہوتی ہے، یہی عزت مذہبی اساتذہ کے لیے امتیازی کیفیت تسلیم لی جائے۔ یہ شان صرف مغرب زدہ ایجاب کے لیے ہے ورنہ اس احترام کے لیے اسلامی میں ہر ذی الشیاد اور امام کا مالک کے ام ذلہ محتاج ہیں۔

۷۔ اسلامیہ اسکولوں اور کالجوں میں سب سے زیادہ حفاظت، قیاس کی رعایتیں اور عام رعایتیں ان طلبہ کے لیے ہوں جو مذہبی حیثیت میں علی طور پر بہتر ہوں۔

۸۔ داخلی درگاہ میں یہ مذہبی اساتذہ کے اعتبارات عام اساتذہ سے زیادہ ہوں۔ مثلاً اگر عام غیر ماضی کا جرم ارتداد ہو تو مذہبی پیر کی غیر ماضی کا جرم ارتداد کم از کم ہر دو۔

۹۔ ہر اسلامیہ اسکول اور ہائی میں ایک ماضی کر وہ (جامعیت میں)

آپ پچھیں گے کہ اس نظم میں کتاب ربانی کا کیا حال تھا؟ تو سچی بات یہ ہے کہ آج تک اسٹین میں نہیں آیا کہ یہ ان اہل مدرسہ کے ہاں کتاب عزیز کیسے بار پاتی تھی۔ اور ذہنی ان بیچاروں کو "علوم الہیہ" انہی فرصت کہاں ملتی تھی کہ وہ کتاب الہی کی طرف مڑتے۔ پورے "درس نظامی" میں اگر ذہنی کوئی کتاب درس سے خارج تھی تو یہی کتاب ربانی جسے قرآن کریم کہا جاتا ہے جس پر ہم آپ ربان رکھتے کا دعوے کرتے ہیں۔ یہ تو علماء اور اصحاب درس کی حالت تھی۔ عوام اور متوسط طبقہ کی حالت اور دردناک تھی۔ ایک غیر مسلم معتز کے الفاظ میں فی الجملہ اسلام کی جان بخل چکی تھی اور کھن بے روح رسمیات اور مبتذل توہمات کے سوا کچھ نہ پاتا تھا۔ اگرچہ علی اللہ علیہ وسلم پھر دنیا میں آتے تو وہ اپنے پیروں کے اعتقاد بت پرستی پر ہزاروں کا انکار فرماتے۔ جدید دنیا سے اسلام مستعد

۱۰۔ حضرت جلیل الدین صاحب بدایونہ
یہ پچھو غیب زمانہ تھا اور یہ دردناک حالات تھے کہ غیرت تن کو حرکت نہ ملی۔ دقت آیا کہ اس سرور پیام محمدی کی تجدید ہو۔ سید نبوی (مدنیہ سورہ) کے وہ طالب علم خاص طور پر اسی منصب سے نوازے گئے۔ ایک ہندی نژاد تھا، دوسرا نجد کا بادیہ نشین۔ آپ سمجھتے۔ یہ طالب علم کون تھے۔ نجد کا بادیہ نشین محمد بن عبدالوہاب (رحمۃ اللہ علیہ) اور ہندی نژاد ولی اللہ ابن عبدالحکم دہلوی (رحمۃ اللہ علیہ)۔ یہ دونوں کیلئے، انھوں نے کیا کیا اس کی تفصیل ضخیم جلدوں کی محتاج ہے، ہم اتنا جانتے ہیں کہ آج ہندوستان میں ایمان اور علم دین کی جو کچھ بڑی پہلی ستارے پاس موجود ہے وہ امام ولی اللہ اور ان کے ہاشمیتوں کا مدد ہے، اور اس دین میں جہاں کہیں بھی علم اور سبیل کی معرفت جاری ہے سب کا منہج یہی ذات گرامی ہے جس کی یاد دہ کرنے کے لیے آج کی صحبت مرتب کی گئی ہے اور جس کی خدمت میں ہم آپ اپنے علم اور عملوں کے مطابق اپنی عقیدت اور محبت کی نذر پیش کر رہے ہیں۔

۱۱۔ ائمہ کے ذمہ امام ولی اللہ سے پہلے اسلامی ہند کی دینی تاریخ کا اجمالی خاکہ پیش کرنا تھا، مگر اس نے اپنا فرض ادا کرنے کی کوشش کی ہے اگر خامی رہ گئی ہو تو یہ اس کے علم کا تصور ہے اور اگر کچھ میں کہیں الجھنی ہو تو یہ بے ثبوت احساس کا نتیجہ ہے، جس کے لیے معذرت کی ضرورت نہیں۔
۱۲۔ ادارہ الخ ترمی ذوق جو ذوق فقہ کی بانی (لغزبان) ولی اللہ نبی محمدی و امیر ترمیوں پر مبنی را اگر ان میں

۱۳۔ پہلے دو ذمے اپنی کتاب میں ائمہ اور ممدی کی اسلامی دنیا کا جامع اور پرورد نقشہ لکھا ہے۔ اور غلبہ رسالوں کی رے میں کوئی عا ذوق مسلمان بھی اس سے زیادہ صحیح تصور نہیں کیجھ سکتا۔ سیرت سید احمد غیب (رحمۃ اللہ علیہ) میں اساتذہ کا پورا اقتباس درج ہے۔ عوا لہ ہاں اس طرح کر کے سے واضح ہے۔

۱۴۔ اسی طرح شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب کے مجاہدانہ اور مجددانہ کارنامے بھی کچھ کم اہم نہیں۔ امام شیخ الاسلام کی مفصل سیرت لکھی ہے جو انشاء اللہ اپنے موضوع پر جامع چیز ہوگی۔

کا قیام عمل میں لایا جائیگا۔ جماعت ان پاکیزہ دلہن پر مشتمل ہو جو اپنی زندگی قرآن عزیز کی خدمت کے لیے وقف کر دیں۔ اساتذہ بھی اس میں شامل ہو سکیں۔ ان کو نماز پڑھانا، خطبہ دینا اور تمام ضروری مذہبی معلومات سے آگاہ کیا جائے۔ تاکہ عام مولویوں سے بہتر تعلق کر سکیں اس نظام کے یہ خاص رقم کی مشکواری دی جلتے ہو اس کو لوں اور کمالیوں کی عام سو۔ مائٹوں سے کم از کم دو گنا ہو۔ سال میں شش ہفتہ وار پڑھنا چاہیے۔ یعنی ٹرپ پر بنائیں۔ تاہم یہی اساتذہ خود بھی اعلیٰ رہ سکتی کرے۔ اس کے خرچ کا ایک حصہ درگاہ برداشت کرے۔

۱۰۔ انہیں اساتذہ کے گریڈ اور حقوق عام ملازمین سے زیادہ بہتر شہریت دے جائیں تاکہ ان میں غلبہ کو غلبت ہو کر وہ اپنے پیرائے اور شہریت کے ذریعہ نظام کے مقابلے میں اسلامی خدمت کر سکیں۔ بھی زندگی بسر کرتے ہیں اس طرح جذبات احساس اکثری یافتہ ہو جس نے مذہبی خدمت کے لیے دوسروں کے چھوڑنے والے کی ایک جماعت پیدا کر دی ہے۔

صدق - اصول: تاہم اسے خود رات منظمی اور مناسب ہیں۔ بشرطیکہ اس میں شرط کو کہ ضروری نہیں۔ ان پر عمل اعتقاد و متبعی کے ساتھ اور خالص نیت یا ایمان کی متقی ہیں ہو۔

(بقیہ صفحہ ۳)

اسکی کارکن جماعت اور اس کے اداکاران میں مسلمانوں کے علاوہ ہندوؤں کی بھی ایک تعداد شامل ہے۔ اس کے صدر سر نیچہ ہندو اور کن تھک جو ان بہت سکھوں کی ہوا ہے۔ سید اختر بن ۱۱۔ اسی وقت میں۔ سارن کی رائے کی کمال خدمت کر دے کے لیے وقت ہے۔ سالانہ رپورٹ سن ۱۹۳۸ء میں شائع ہوئی ہے۔ بیشتر معلومات اس سے ماخوذ ہیں۔ مزید معلومات دفتر انجمن، دہلی، دہلی سے حاصل کیے جاسکتے ہیں۔

(بقیہ صفحہ ۵)

نظامی مدیر العزیزان کے "اما آسو" مولانا سلیمان ندوی کے محاسن ابوالحسن اور غلام مرتب کی "مولانا کی بار" بہترین ہیں۔ مگر ایک بول مغالہ اور ج کتاب کے منافی مسلم ٹیک کے ایک ہادان دوست کے قلم سے ہے اور مگر اس کا جواب اسی انتحال انگیز پر یہ ہیں اساتذہ شرمیہ کے ایک ہادان دوست کی طرف سے۔ اس باہمی سب دشمن اور آوارہ فطرت خرمین کے چھوڑ کر کتاب اور ہر حیثیت سے اچھی ہے۔ اور نا منل مرتب اپنی کوششوں کی تکمیل پر مبارکباد کے مستحق ہیں۔

(۸) مرکا لمات سایہ منس - مترجمہ برادر فیض احمد صاحب دہلوی (استاد طبیبات، جامعہ عثمانیہ) صفحات ۶ x ۲۸۴ x ۹ قطع ۲۲ + ۱۸ قیمت درج نہیں۔ غالباً پیر ہو۔ پتہ: انجمن ترقی اردو۔ دہلی۔ گنج دہلی۔ سائنس کے مختلف موضوعوں پر یہ کتاب کے اسکے اسکے مختلف سند اس میں سائنس کے خیالات کے ترقی پر ہے۔ ہر سال کا لکھنؤ میں

آئندہ زندگی کی منتظر رہے۔ اس کے بعد کے چار سالے ارتقاء سے جوانی کے مختلف مسائل پر ہیں۔ چھٹا سالہ نر وادہ (جنس) کے سوال پر ہے۔ ساتواں، جسم کے بعض عوارضوں کی فعلیت پر۔ آٹھویں اور نویں سالے نفسیاتی و اجتماعی دیکھیں گے ہیں۔ ان میں جذبات، انسانی اور ان کے تمدنی اثرات پر بحث ہے۔ آخر کے تین سالوں سے دسویں تا پندرہویں کی عمر سے دریاخت شدہ تاریخ پر روشنی پڑتی ہے۔ مثلاً: کرناٹک اور مادہ زہری کے استعمال سے انسانی ارتقاء پر کیا اثر پڑا۔ چنانچہ جو تصور ہیں اور نقش تیار ہوتے ہیں ان سے انسان کے کیونکر ایجاد اور گناہت کا سبق لیا۔ و قس علی ہذا۔

ترجمہ سلیمان احمدی اور شمسہ زبان میں کیا گیا ہے۔ البتہ کتاب ظاہر ہے کہ فنی ہے، تقریبی نہیں۔ خیر اگر کسی سے احاطہ اور ملے کر ادافہ کی مفصل مرستہ ہے۔ چنانچہ ان کی اور جو مغربی علوم کی اپنی زبان میں و معائنہ کی کوشش کر رہی ہے اس میں یہ قابل وقت اضافہ ہے۔

رسید کتب

(۱) پیادہ حریت - نظم: زعفر احمد صاحب انصاری ایم اے پل ریل بی۔ اے، ۱۹۳۵ء - قیمت ۱۰ روپے - مصنف کے پاس سے ملے۔ نجات پور۔ ان آباد کے پتہ سے ملے۔

(۲) ہمارے مزدور - از عبد القادر صاحب کچھڑ - شیعہ عاشیات جامعہ عثمانیہ، ۱۹۳۵ء - قطع ۱۰ x ۲۸ - پتہ: انجمن ترقی اردو۔ دہلی۔ (۳) سعدنی و باغیت - از سید حامد علی صاحب امرت - دہلی۔ گنج دہلی۔ نمبر ہندوستانی کارخانوں کے مزدوروں کے ماحولیاتی مسائل پر ہے اور بار بار کر دہی کی صنعت کی تفصیلات، ایک شے اس فن کے تہہ۔ کثرت نقشے اور تصاویر

مذکرہ حبیبی

(حصہ اول)

(۱) حضرت مولانا مولوی حافظ شاہ علی حیدر قلندر صاحب دہلی شیعہ شریفیہ کا نام ہے۔ حضرت مولانا شاہ حبیب حیدر قلندر، آراشدہ شریک الاطر کے مالک و زندگی کا یہ معرکہ آرا اور دلآویز تذکرہ منصفہ شہرہ پر جلوہ گر ہو کر اپنی بیانی اور لا جوابی کاشمیکار اور کارنامہ علم و ادب محبت ہو گیا۔ اس بابرک اور کثیر المناجیح کتاب میں تقریباً ۱۲۰۰ ابواب ہیں۔ کوئی اب ایسا نہیں جو قطعاً تکمیل ہو۔ کوئی سوال نہیں جس کا حل نہ ہو جو نہ کوئی نکتہ نہیں جس کی نقاب کشائی نہ کی گئی ہو۔ کوئی حقیقت نہیں جو پس پردہ ہو۔ منصفہ منصفہ کشتا کشتا رہا رہا در آغوش ہے۔ صفحات ۲۲۲ - کاغذ سفید پلٹہ ۲۰ x ۲۵ قیمت ۱۰ روپے اول محلہ للعدہ قسم دوم غیر محدود۔ علاوہ معمول لکھنے کا پتہ: - مہتمم کتب خانہ انور پور شیعہ شریفیہ کا قلمیہ کوربی ضلع لکھنؤ

انجمن ترقی اردو، دہلی، گنج دہلی، نمبر ہندوستانی کارخانوں کے مزدوروں کے ماحولیاتی مسائل پر ہے اور بار بار کر دہی کی صنعت کی تفصیلات، ایک شے اس فن کے تہہ۔ کثرت نقشے اور تصاویر

اور جو بی بات لیکر اور میں نے لکھانا وہی لوگ ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

چندہ اور انتظامی امور
کے تعلق مراعات اس پتہ پر
محمد عبد الرؤف عباسی منہم صدق
مرشد آباد پتہ گولہ گنج۔ لکھنؤ

چندہ سالانہ
ششماہی
برس ہندو سالانہ ششماہی
قیمت فی پرچہ ۱۰



عبد الماجد
دریاد - ضلع بارہ بنگلی
(مکرم) عبد القوی
کے بارے میں غلط فہمیوں کی جا

پتہ گولہ گنج

شیراز دو شنبہ ۱۱ جمادی الثانی ۱۳۶۶ مطابق جولائی ۱۹۴۵ء جلد ۱۰

چچی باتیں

”راوی“ عیش پرست، مناسب و مستحق اور سی و دو ہندو پویشی
تندیس، غالب کے پرستاروں میں ہیں۔ حال میں خطوط غالب کی
جلد اول شائع کی ہے۔ شاعر کا محبوب دیں در بگراہی سے
نام درج ہے۔

غیر متحرک شاعر کی ہے (ملاح دینے سے فہم کی
ہے۔ شعر سناؤ ممکن ہی نہیں بہراہوں۔ شعر دیکھنے سے نفرت
ہے۔ پچھتر برس کی عمر پندرہ برس کی عمر سے شعر کہتا ہوں۔ ساٹھ
برس بچہ۔ شاعر کا لہجہ غزل کی داد۔ یہ قول افوری
اسے درنا نیست مہر دے سزا اور دریغ
اسے درنا نیست سحر سے سزا اور غزل۔
سب شرا کے اور اعجاب سے متوجہ ہوں کہ مجھے زمرہ شرا
میں شمار نہ کریں اور اس فن میں مجھ سے کبھی پیش نہ ہوں۔
زشتہ دور

مکتوب کا خلاصہ کیا ہے؟ غزل سے نفرت، تصبیہ سے تیری شاعری
سے بیزاری۔ اور یہ سب کون کر رہا ہے؟ غالب جیسا استاد، بلکہ استادِ استاد
مہذبہ شال شاعر اور شاعرِ گراں ۶۰ برس کی مشافی ہی کیونکہ تصبیہ ہوتی
ہے۔ اس پر مجھ سے فخر و دانش کے، یہ نقلی کے سفین میں کاغذی شاعر
کڑا شرا ہے پچھتا رہا ہے، حسرت کر رہا ہے، کہ احق عمر صنایع کی
وقت بہار کیا اور سندس کب۔ شہور شاعر، ذریعہ کلام بھی نہیں
کہتا۔ یہ! ————— یہ نصیب نہیں خوش خسیب تھے غالب اگر کہتے

حفاظِ نوت سے قبل ہی شروع ہو گیا تھا۔ تین بی بی اصل اور بے پردہ
فصل میں، قیامت کے دن تو سب ہی کے سامنے آچکے، در پٹے سے بڑا
منکر بھی اُس وقت اقرار پر اپنے نفس مجبور پا لیتا، مبارک ہے وہ ہندو
جسے جینے جانتے، پہلے پھرتے، سوتے جانتے، خوش و محروس کے
عالم میں اس کا احساس ہو جائے اور سعید بنی خید اور سیاسی سیاد
نظر آئے ہنگامے!

ارب و لعنت میں بڑے بڑے کلام کر جاتے، اسے، شعر و شاعری
میں اپنا نام دیا میں بھلا جاتے، اسے، لب، لہجہ، فنکاریات، نفاذ
اور مضامین، ہر علم، ہر فن، ہر صنعت میں بڑی بڑی ”سیرج“ کر جاتے
اسے، اور تحقیق دے جاتے، اسے، اپنی اپنی جگہ پر سچیں، غور و
تامل سے کلام میں، کہ ”کل“ یہ علوم، یہ فنون، یہ صنایع، یہ ڈگریاں
کس کلام آجکل (تا وقتیکہ) نہیں خود دین کا نام نہ بنا دیا جاتے، کسی وقت
سے بچاتے سر موزن جملہ سے (مجالہ میں) ایک اور بڑا کام، ایسے (تا وقتیکہ) نہیں
کے دین کا کلام نہ لیا گیا، انہیں گواہ خانی بننے کے بجائے اسے، خود گواہ
استغاثہ نہ بن جائیں!

اس ہنر کی جید یا جیل سے
... مردوں نیست زان نہاد
کسانی یا پانچ نشین نبی کو بھی آپ نے وقت مناسب مجھے، عمر برباد
جائے پڑا میں بھرتے دیکھا ہے شاعر

نہیں اور ادب
میدر آباو سے ایک شخص پر جو شوقی کارکن
تحریر فرماتے ہیں۔
”انجمن ترقی اور ادارہ ادبیات اردو میدر آباد کے
... مکتوب و تاریخ اخلاق اسلامی کی خدمت میں

میں نے آپ پر ایک خاص رقت طاری تھی۔ اور آج بوجہ مصیبت اور
تلاش و دہمسی ہو گئی۔ آپ نے اپنی کائنات کو مہربانی کی فرمایا۔
"تو اے میری بچہ، تو سمجھ۔ کہ آج قرآن کریم کیونکر اعلان ہوا
ہے نہ وہ ہے۔ اس کے جتنے کلمے وقت درکار نہ رہا۔ خدا کو اس
نقص سے بہت کوشش ہو، مگر وہ غرض میں ہے۔ اور اگر دین دنیاوی

روایت کو جن جن صحابیوں سے سنا ممکن ہو، اس میں کسی نہ کی جائے، مصلحت حدیث میں روایت کے اس طریق عمل کا نام متابعت فعلیہ اور جو روایت ہے،
عقیدہ سے حاصل کی جاتی نہیں یعنی ایک ہی واقعہ کو متعدد روایتیں سے لے
شکر و سپاس اُستاد کے رفیقوں اور حضروں سے بھی جو روایت کر رہے ہوں، لازم
مطلوبہ متابعت و شواہد ہے۔ جیسے جیسے زمانہ گزرے گا صحابہ کرام سے روایت
و شواہد کے صحیح کچھ کا شوق زیادہ شدت پائے گا جو نام آپ کو یہ سن کر حیرت
ہوگی کہ صرف ایک مشہور حدیث ان احوال بالذات ساتھ ساتھ روایتوں سے
مروی ہے۔ یعنی حدیث ایک ہے لیکن اسکی سندیں سات سو ہیں اور متعدد روایتیں
ایک خاص نقطہ نظر سے، اور اس حدیث کے طرق دراصل اس سے
میں زیادہ ہیں۔ روایتوں میں قوت پیدا کرنے کا بہترین طریقہ تھا، محدثین نے
اس پر بہت زور دیا ہے، جس کا قصہ انشاء اللہ آئندہ آئیگا۔ حدیث
کی مشہور کتاب صحیحہ میں امام مسلم کا نقطہ نظر زیادہ تر اسی عمل پر مرکوز رہا ہے۔

تمہارا حدیث

(10)

جناب مولانا سید غفر حسن صاحب گیلانی

برائے ہی اس قدر ایسا سیرت علیہ کی کائنات پر پستی یا "پروپنٹ" کی طرف
موجب العین تو سب سے بڑا تھو لیکن ہر شخص کہیں سے یا سیرت آستان میں ہے۔
ہم اس کے ساتھ جتنے بھی سمجھیں تھے، ان کی زندگی کا ایک بڑا حصہ محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے قلاب میں ڈھلا ہوا تھا۔ یہی بنیاد بڑبڑمچالی
کوہ راسل حدیث کی ایک نئے باوجود اس طرح میں اس کا ایک بڑا حصہ تھا۔ یہی بنیاد
قرار دیتا ہوں۔ اور اس سے کہ ان میں بعض ایڈیشن میں ۱۰ کانوں پر چاندنی
تھے اور بعض میں وہ طریت میں باقی جاتی تھیں۔ اور اگر صحابہ کی تعداد دو سو
بیان کی گئی ہے صحیح ہے تو ایک سو اسلام اور جو شخص صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا
میں ان لوگوں کے ساتھ تھے۔ یہاں ایک سالانہ ہر ایک کو ایک حدیث تھی جس میں ہماری
ہماری ایک حدیث اس کے کامل و ناقص زمانہ میں وہاں اور ہر ایک شخصوں
کی تعداد انھوں نے پڑھ لی تھی۔ لیکن ان کے بعد ان کے بعد ان کے بعد ان کے بعد
کوئی حدیث اس میں جو ہے۔ بلکہ میں نے انھیں انھیں انھیں انھیں انھیں انھیں
مجلس آئینے میں کوئی حدیث کے ساتھ پیش ہوئے ہوں اور کیا یہ وہی ہے
کی کہ ان کی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے جن میں صلی اللہ علیہ وسلم
اور ان کے ساتھ تھے۔ ہر شخص جانتا ہے کہ اس پر اس کے ساتھ تھے ہوا
حدیث میں اس میں اس میں اس میں اس میں اس میں اس میں اس میں اس میں
ہو رہا ہے۔ اور ان کے کسی حدیث میں اس میں اس میں اس میں اس میں اس میں
میں تھے صحیح حدیث۔ غلامی مناسبتیں ایسا ہی ہیں ان کے کسی حدیث میں
غلام نہیں ہے، آج بھی جو غلام ہندوستان کے کسی کو اور وہاں ہر ایک
پڑھتا ہے قسم کا کہہ سکتا ہے۔ درحقیقت وہ اپنی قوم میں ہے، کہ وہ اسی طرح
ہا تھا تو تھا جس طرح آؤ گئے تھے صلی اللہ علیہ وسلم آئے تھے۔ ان کی کتاب
جو نور سنہ تھے، وہی پڑھتا ہے۔ درحقیقت وہ پڑھتے تھے۔ اسی طرح وہ پڑھتا
ہے جس طرح حضور پڑھتے تھے۔ اسی طرح ان میں پڑھتا تھا، جس طرح
حضور رکھتے تھے۔ اسی پر مسلمانوں کے دوسرے مذہبی اور دینی اعمال و عقائد
کو بنایا گیا ہے۔ کچھ نہیں تو کہ ان کے تاریخ کی کوئی ایک آہو ہی بات کہ
شہادت ہی ہے اس تاریخ کا یہ جزو ہر ایک مسلمان کے ذہن میں محفوظ ہے۔
حدیث کا جوہر بڑا حصہ ہوتا ہے۔ لیکن یہی ہے کہ اس میں اس میں اس میں اس میں
کہ ایک بڑے حصہ کو ہر سوز و غم میں اس میں اس میں اس میں اس میں اس میں
بدست لاکھوں اور لاکھوں کے بعد کو رہا کہ ہر انسان کے ذہن سے شرف و سرب
میں۔ حصہ منتقل ہوتا ہوا دنیا کے موجودہ دور تک پہنچا ہے اور انشاء اللہ
تعالیٰ قیامت تک پہنچا رہیگا۔ انکی مقدار کیا ہوگی؟ اس کے متعلق صرف
انتا کہ جاسکتا ہے کہ اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے
سب کا ہی دار ہے۔ متفائد۔ بیانیات کے ساتھ اس میں اس میں اس میں اس میں
نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ و صلاوات، اعتدالت، سیاسیات، ریاضات و غیرہ

خبر کو بد کو ہوا، کبھی عہد صحابہ میں بھی جہاں تک ممکن ہو ہے اس طرح کے
 پرستش کی کوشش کی گئی ہے۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ غیر سزاوار حدیثوں کا بھی جو ذخیرہ
 جو جمع ہو چکا ہے وہ زیادہ تر ان میں ایک ایک حدیث کے راوی اور آثار و
 اس معنی میں مشہور محدث امام ترمذی نے اپنی کتاب میں جہاں اور بہت سی
 ضعیف یا غیر متصادف کی ہیں اس کا بھی التزام کیا ہے تاکہ ہر حدیث کو بیان
 کر کے آخر میں بتا دیں کہ کن صحابیوں سے یہ حدیث مروی ہے۔ اور یہ واقعہ کہ
 بعض شامیوں یا جمعہوں کی تعداد ہے۔ یہ کہ بعض صحابہ کے شاگردوں اور
 ان کے شاگردوں کے شاگردوں کی تعداد میں جو اختلاف ہے، چلا گیا ہے۔ اور
 مشکل ہے۔ لیکن جہاں سے یہ کچھ حدیثیں ایسی دیکھیں کہ وہ وہ ہیں جو وہ ہیں
 جن میں سب حدیث کے تمام اسناد ایک جگہ جمع کر دیے گئے ہیں آج دنیا میں
 کو ہر حدیث جو گزرتے ہوئے، اوقات میں سے کسی ایک واقعہ کے متعلق بھی وہ
 واقعہ کے دن آئیں اور ان کو پیش کر سکتے ہیں۔ اس لیے تمام حدیث کی اسی
 حدیثی، ثبوت کو دیکھ کر یہ سمجھنا پڑے گا کہ یہ ہے۔

"کوئی شخص یہاں (سیرت نبویؐ) کے متعلق نہ ہو تو وہ کونسا ہے
 دے سکتا ہے اور نہ دوسرے کو دے سکتا ہے کہ جہاں دن کی
 پوری روشنی ہے" (لائف آف محمدؐ) (اسناد صحیحہ)

مگر انہی بات پر ہی نہیں موقوف، ایک اہم نقطہ بحث کا بھی باقی ہے
 ان کے اس کے کہ میں اور ہر توجہ کر کے ایک عام غلط فہمی کا انکار کرتے ہوئے
 انہوں نے جو باتوں کا یہ خیال ہے کہ "حدیث" کی ابتدا ان ہی وقت کسی علم کی نہیں
 تھی، متنازعہ اور متفرق صحابیوں نے اسے اس قدر سے کچھ کہنے سے لے لیا تھا
 پھر یہ واقعہ سیرت ان کے لئے بھی اسکا انکار کیا، اس لئے تو ان تک خیال
 کرنے میں کہ یہ سیرت کے لئے جو ہے اپنی رہنمائی زندگی میں انہوں نے
 اس میں نہ ہر گز اپنے ہی جہاں کے قہر والے ہونے اور گرمی گرم کھیلے
 رہا کرتے ہیں انہوں نے دنیا و مافیہا میں حقیقت کی ابتدا ہوئی بند کر پھر تدریج
 نوکارتے اس کا ایک علم بنالیا؟

انصرفت علی اور علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ اور سیرت علیہ کو جو متعلق تھا
 اور جو حضورؐ کی اشرفیہ وسلم کے اقوال کی بنیاد پر مسلمانوں کی اخلاقی و دینی
 زندگی سے تھا۔ اس کا حال سن چکے، کیا ان کے بعد کوئی ایک سادہ سادہ
 اس طرح کی بات کہ خداوند کسی زمانہ میں بھی آپؐ کے اقوال و اعمال
 حضورؐ کا عہد صحابہ میں اتنے فراہم ہو سکتے تھے، جیسا کہ اس شیطانی دوسرے
 کا انصاف سے۔ بلکہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف سے اس کے
 سہرا لے کر قرآن کی تفسیر شکل اور اس کے تشریحی مطالب کو خود اپنی زندگی
 کے فوراہے مسلمانوں کو بتائیں اور مسلمان بھی ان کے فوراہے قرار دے گئے
 میں کہ انہوں نے زندگی کا جزو بنائیں اور دوسروں کو بھی اسی راہ پر چلانے کی
 کوشش کریں۔ اسی نتیجہ میں وہ انہوں کے سوا اس قسم کے اقدام میں اس قدر
 متنبہ ہو سکتے تھے۔ اور اس کے خود عہد نبوت میں جیسا کہ ہم چکے ہیں کہ قرآن
 اور ان سیرت کے سیکھنے سکھانے کے لیے ایک باضابطہ تعلیم گاہ قائم
 کے نام سے قائم تھی جس میں طلباء کی تعداد ایک ایک وقت میں اتنی تھی
 کہ سب کو قیامی اور رہبر میں انیم بننے کا کام پورا ہر یہ ابن مسعود، ابن
 ابن ثابت، ابی بن کعب، سنی اشعثانی، عمر وغیرہ صحابہ میں انجام دیتے

تھے مسلمان ہو کر بارے لوگ آئے تھے، حسب سیرت، ان دوسری
 قیام کر کے اپنے گھر جاتے تھے۔ خود قرآن میں اس کا حکم بھی دیا گیا تھا
 جب کہ ارشاد ہے
 فَلَا تَمْنَحُ مِنَ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةً پھر ایسا کیوں نہ ہو کہ ہر فرقہ سے ایک گ
 لیتفقوا فی الدین بنا دوا۔ اور انہوں نے دین کی سمجھ حاصل ہے اور
 تو ہم راہ جو اس علم اپنے لوگوں کو ڈالتے تھے ان کی طرف سے انہوں کو
 بندہ میں (وہ) دے سکتا ہے کہ وہ اس کے بعد پانی اختیار
 کریں۔ (باقی آئندہ)

اردو میں ہندی میل

(مستندہ سابق صفحہ)

حضرت! ہرگز آخر میں میں انکار کر دے کہ ان دونوں کو کچھ عزت
 پیش آئی ہے کہ ان سبب الفاظ کو چھوڑ کر اسے اعتراف کرتے ہیں۔
 بلکہ دوسروں کو بھی ترغیب دے رہے ہیں۔ اگر میں ان اصحاب کی
 خاطر اپنی تحریروں میں ان الفاظ کا استعمال مشہور
 کر دوں تو یہ نہیں کہ سکتا کہ انہوں نے عزت میں پوری منہ پٹ (اور صحیح معنوں
 کیونکہ میں ان کے ساتھ گیا۔ مثلاً ان کا ابلا میں سے بہت کی گئی ہیں پریم
 استعمال کرنا، چاہتے ہیں کہ ان کے اس طرح استعمال کر کے بہت سے
 واقع ہیں جن کے لیے انہوں نے اس سے انکار کیا ہے۔ مثال کے طور پر
 خط پیش کرتا ہوں۔ ان کی انصاف و سیرت علیہ وسلم کی طرف سے
 اس کے لیے انہوں نے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے
 پر انہوں نے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے
 سے پریم کو کس درجہ پر انہوں نے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے
 ایک ذاتی احساس کا انکار کر دیا اور سمجھا کہ اس کے لیے ان کے لیے ان کے لیے
 انہیں گے۔ آپ جب نبی سے کہتے ہیں کہ ان کی جائزیت استعمال کر دو
 تو آپ جانتے ہیں کہ پھر کیا اثر ہوتا ہے جس کے یہ محسوس ہوتا ہے کہ آپؐ
 میرے سامنے سے دلائل انکار اور سبب انکار بھلائی ہوئی کے برابر
 کچھ باریں رکھتی ہیں۔ آپ کا ارشاد ہوتا ہے کہ ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے
 اور اس کی جگہ ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے
 چاہے ایرانی تو نہ کا پلا۔ اور یہی پرانی ہی ہے۔ ان کے لیے ان کے لیے
 وہ کبھی پیکری بھیجی اور ان کی ایک طرح پتیل پر رکھتی ہے۔ اسی طرح
 جب میں دیکھتا ہوں کہ کوئی صاحب بلا منور شرفی ان کی جانب سے کچھ
 کی جگہ اس پر ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے
 داتا آتا ہے۔

حضرات! زبان ملک و قوم کا سب سے بڑا سرمایہ ہے۔ ہر کسی زبان
 کے الفاظ حضرت اہل رطب کا مقصد اور انہیں کہتے ہیں۔ ہر کسی زبان
 ہر کسی معاشرت کے لیے ہر کسی مقصد اور ہر کسی خاص مقصد
 کے لیے ہی حاصل رہا۔ یقین کیجئے کہ ان الفاظ کی بگڑنا اور بگڑنا
 میں سمجھنا ہے۔ یہ ہر زبان کے لیے ہر زبان کے لیے ہر زبان کے لیے

آپ کی صحبت میں پیش کرتا ہوں۔ ان مثالوں سے آپ اندازہ فرما سکیں گے کہ یہ جی کرنا کس قدر اہم اور یہ حقیقت کس قدر پرستنی ہے۔

[illegible][illegible]

جانی زبان میں ایک لفظ "سبل" ہے۔ سبل اس جوان کی کہنے کی
 جیسا گھلا کھاٹ ڈالا گیا ہو۔ مجرد و روز فنی کہیں کہیں ہیں۔ لیکن اگر ہم سبل
 کا لفظ چھوڑ دیں اور اس کی جگہ گھلا کھاٹ لیں۔ طرہ و انداز سوال کریں تو ممکن ہے
 کہ کسی حد تک غلبہ اور اذیت ہو جائے لیکن باری مذہبیت اور معاشرت کا
 ایک اہم ایجنہ مفقود ہو جائیگا۔ مسلمان ذہن کے وقت سبم اللہ پڑھتے ہیں۔
 سبل سبم اللہ سے ماخوذ ہے

تو یہ ہم پر کیسا ظلم نہ کیا۔ کیونکہ لفظ آدمی کے ساتھ ہماری تاریخی اور مذہبی روایت شامل ہے۔ جب ہم آدمی کہتے ہیں تو حضرت آدمؑ، اٹلنا قیامِ نبوت اور پھر اٹلنا نبوت، غرض سب کچھ ماننے والا ہوتا ہے۔

لفظ "قیامت" ہم اپنی گمنامی کی کثرت بتاتے ہیں۔ مثلاً اُن نے قیامت بڑھا کر دی۔ قیامت کا حسن ہے، دیگر۔ ہم قیامت کی جگہ دوسرے الفاظ بھی بول سکتے ہیں لیکن ان دوسرے الفاظ میں ہمارے مذہبی مستند اس کا ایک نام پہلو موجود نہ ہوگا۔

”مطلب خط ہو گیا۔ اسکی جگہ یہ بھی لکھتے ہیں کہ مطلب غت رہو ہو گیا۔
بالکل صحیح لفظ ہے لیکن جہوں منتظ بھی ہمارے قدیم سائنسرت اور قوی سرکر
کی انجیت کا حامل ہے۔ کوئی کم علم میان جی ہرسان سدی کا ترجمہ نہ معلوم
تھے۔ جب یہ خبر سن میں آیا۔

کہ سعدی کہ گویے جانشین وجود

در ایام بیکرین سعد بود

تو انھوں نے گو سے بلا علمدہ اور "نیت ربودہ" طلعمدہ اور "نعت بلودہ"
علمدہ کر کے اپنے ذہن سے ایک نیا سحاب پیدا کیا اور شاگرد کی تسلی کردی۔
"نعت ربودہ" جس کو ہم بوستان سناری - تعلیم عزیز مکانب : سیل جی وغیرہ
جس کی باتوں کو ایک لکچر تلخ کا سورت میں پیش کر دیتے ہیں ۔

فرض کیجیے کہ آپ کے ایک دوست مرزا خسرو ہیں۔ آپ ان کی تعریف میں لکنا چاہتے ہیں کہ "مرزا خسرو کی گفتگو کتنی سچی ہے" اس کی جگہ آپ لکھتے ہیں کہ "مرزا خسرو کی گفتگو کتنا شیریں ہے" تو اس فقرہ میں کچھ اور بھی لطف پیدا ہو جاتا ہے۔ خسرو کے ساتھ شیریں کا لفظ آتا ہے کہ ایک لکھنوی کو یہ سن کر ہوشیاد ہوتا ہے۔ وہ خسرو، وہ شیریں، وہ فراداد، وہ جوئے شیر، غرض کہ پورا فراداد سامنے آ جاتا ہے۔

میں بخیال اختصار مرزا افتاد پر بحث کرنے سے ناامید ہوں لیکن آپ فور
کرتے تو اپنے دستِ مرہ میں ایسے ہزارا الفاظ پائیں گے۔ اور جس اہمیت کا
میں کو کچھ پچھتاہیں اس کی بنا پر کہ یہی مضامین نہ ہونگے کہ اپنی زبان کے اس میں تریاہ کو
ایک نیا نیا دینا ہے۔

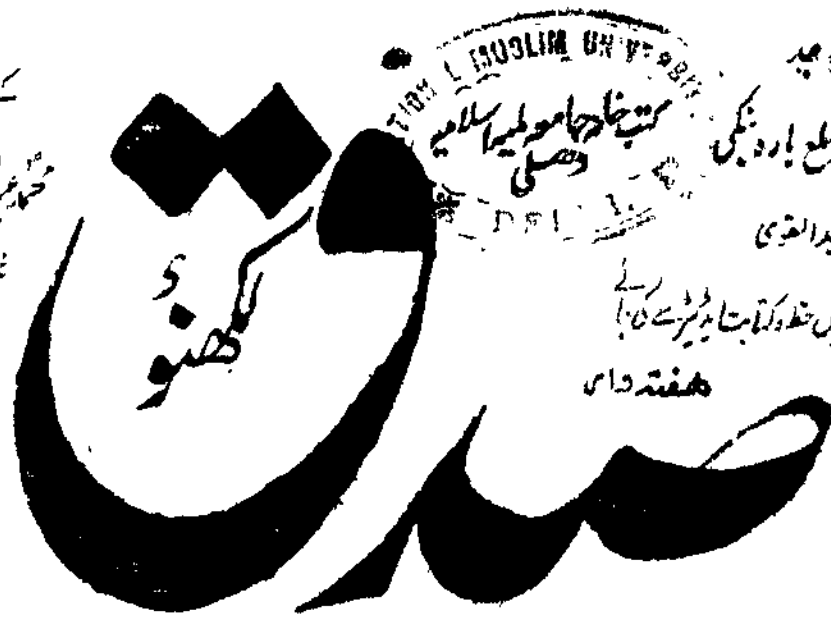
اوردو زبان میں اس وقت تقریباً ساٹھ ہزار الفاظ ہیں اور یہ گلدستہ نام و نشان کے
باغوں سے پہلے بن کر بنا ہوا کیا ہے۔ چندہ دہو سے کہ میں نے گھنٹوں کے اندر پورے
تسا کر صرف آٹھ ہزار الفاظ کی ایک سو گنت تیار کی گئی ہے اور اردو زبان دیکھ کر مجھ کو
بڑا ہلکا کر دیا بھر کہ میں نے ایک سو گنت میں اس محدود تعداد سے تیار نہ ہونے کے اگرچہ
وگے تو سنسکرت نیز پھر ہی گئے اور بدو ہو گی۔ حضرات! اگر ان منصوبوں نے عملی صورت
افتخار کرنی تو اردو کا وہ نام لٹریچر جو صدیوں میں ہم جو پیاسہ از حبوب ہزاروں
عمر کو نہرت، کوئی نہیں بالکل برباد ہو جائیگا۔ اردو شاعری اور نثر کو ہی کا لای جاوے
تیار ہو جائیگا۔ یہ علاقیتیں یہ نراکتیں یہ اشارے یہ کہانے یہ طبعیات یہ قدرتِ خدا
میں کثرت، معانی غرض تمام خبریاں اکید ایک کر کے رخصت ہو جائیں گی۔ تنگدلی
اور رنگ، نظری جہنم نہیں۔ اگر اردو کا خزانہ آپ زیادہ سمور کر سکتے ہیں اگر
نئے نئے الفاظ سے اس میں دست پید کر سکتے ہیں تو اردو کا ہر ہی خواہ آپ کو
مرحبا کیگا۔ ارباب اس طرح اور بڑے عملی کی محضوں کو ضرور ملاستہ کیجیے۔ ہائے
ترجمہ اور پچھلے جو انوں سے اسکی نشان بڑھانے کے ہیں اگر آپ وہاں شدہ مردوں
کو گھنٹہ گھنٹہ ان محضوں میں لائیں گے اور ان نشیوں کو جگہ دے دیں گے جتنے جگہ
سپاہیوں کو بھرت کر چکے تو یاد رکھیے کہ آپ بتاناں البتہ ان کے یہاں میں ٹکست
گیا جائیگا۔ اس قدر غرضی کے بعد میں نبات ادب سے اس کو تیار کریں کہ آپ
اپنی زبان کے سب پر جو کیجیے۔ باہمی کشمکش کے علاوہ دیکھ کر سہی اور دیکھ کر دیکھ کر
ہے۔ بعد کر تبلیغ، اشاعت کا کوئی ذریعہ نہیں کند چھری سے اردو کو زندہ کر دینا چاہیے
جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہو رہا ہے وہ مجھ سے زیادہ آپ حضرات پر روشن ہے۔ اگر
آپ نے اس بیٹے کو سبیل کا خود دیکھا تو اردو کو تامل کر لائیے خدا ان چوچ
جانگا۔ خدا اس انداز سے چلے

(سنائی)

وَاللّٰهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ وَصَلَّىٰ بِرَأْسِهِمُ الْمَلَكُوتُ

اور جو سچی بات کے گواہ اور جس نے اسکو جانا ہی لکھ کر رکھا ہے

چندہ اور انتظامی امور
کے بے مراسلت اس پتہ پر :-
محمد علی رفعت عباسی مہتمم جامعہ
نڈ آباد پٹنہ - گورنمنٹ - کھنڑ
چندہ والا - کھنڑ
شمالی
برہنہ سالہ ٹانگ
محکمہ فی پدم اور



ایڈیٹر :- غنیہ علیہ
پتہ :- دریا باد - ضلع بارہ بنگی
نائب :- (دیکھ) عبدالغنی
مضامین کے بارے میں خط و کتابت ایڈیٹر کے پاس
ہفتہ وار

سیرا دوستیہ - جمادی الثانی ۱۳۸۱ھ مطابق ۱۲ جولائی ۱۹۶۰ء

سچی باتیں

من مائتہ ذواتی اللہ
عبدالغنی علیہ السلام
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبل مد ظلہ
کلان بحرۃ الویرہ جل قدک ان ذکر
منہ جرات و نجدۃ ففرح اصحاب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
میں راوہ۔

اور کیسے نہ ہونے، جبکہ کے یوں پر زبردست طبیعت کے میسر آجائے
کون خوش نہیں ہوتا؟ اور ایمان و قریش کے قائد رسد رسانی کے قطع کر۔
کے ارادہ سے نکلے ہی گئے۔ جہانے تھے کہ قائد قریش کی شہرگ - یاتیبہ،
قریش اس کی حفاظت میں جان لادینگے۔

فلما اذکر قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
عالمہ وسلم جنت لا یجوز ان یتوب
عالمہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وہم تو من اللہ رسولہ قال لا
قال فاربع ظن استیعج بشرک
تالت ثم معنی حتی اذکنا بالشجرۃ
اور کہ الرجل فقال لک قال
اول مرة فقال لک انی صلی اللہ
علیہ وسلم کا تواس وں مرة قال

فارجع تلقی استعین بشرک
ہو سچا تو پھر وہ شخص آلا اور کی پھر اس
سول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
اور انکی احتیاج ظاہر ہے کہ حق اور شدہ حق - اس پر بھی یہ عالم کہ حق ہوتی
اور ان کی غلطیوں کا بار ہی ہے، اور اس کی جاری ہے اور ٹول اتحادیوں اور علیوں
کی نہیں، ایمان و اسلام کی ہے! - جنگ میں فتح یقیناً مطلوب تھی،
اور دل سے لگی ہوئی تھی، لیکن مقصد، الہدات نہیں، مقصد، بالذات تو
دہی ایمان تھا، اسلام تھا۔

فما ت ثم رجع فادکر البعد وفضل
کہ کما قال اول مرة فوسن باللہ ورسولہ
قال ثم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فما تعلق ریح سلم انما سلما واداسر
نرب ختم - باب

رسول کا یہ اسود امت نے دیکھ لیا؟ نہ کہ اسے آج کے قوم پرست
اور روشن خیال "شہد و نواز" نہیں تو جرح کر ڈالتے کہ تو ہی فتح و ظفر کا بھٹا ہی
پہان بین کی خاطر پس پشت ڈال دینے کے معنی کی کیا؟ ضرورت ہتھیاروں
کی تھی، ملک کی تھی، اپنی آزاد حکومت کی تھی، غیروں کی غلامی سے غلامی
کی تھی - یہ عقائد و ایمانیات کی بحث چھیڑ دیا (نور اللہ) اسی طاقت ہے!
"اتاک" کے مریوں اور لازول سردار" کے نقیبوں کی ذہنیت کیا
اس سے کچھ بہت مختلف ہے؟ - خود اپنے اندر ساری عقائد و غیرت
و تزلزل آجائے کا سوال نہیں، محض دوسروں کی شرکت سے کھوئے ہوئے جانچ
پڑنا ہو رہی ہے؟

وہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت، سہا کر بھی
عالمہ ہوا اور عرض کی کہ میں بھی تمہارا ساتھ
ہے کو تیار ہوں - میرے حصہ میں بھی کچھ
الی غنیمت آجائیگا - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
ارشاد فرمایا کہ یہ تو بتاؤ ایمان رکھتے ہو
تو حیدر و رسالت پر جو اب دیا کہ نہیں -
اس پر ارشاد فرمایا کہ میں تو پھر وہ ایس جاؤ
شرک سے میں رو نہیں لیا کرتا - اس پر وہ
شخص جاگ ایا لیکن جب سلمین نکلاں تو امام پر

کیسے تھیں پر مغرب و روشنی

بعض استعارات کے آداب میں پچھلے سال
میں صدق کے لئے دیکھا کہ میں آیت ذیل پر گفتگو کر چکا ہوں۔
تفہیم القرآن فی سبیل اللہ و آخری کا فرقہ جو ختم سلیم میں
آل عمران: آیت ۱۲ اس میں اشکال جو کچھ آکر اسے وہ بدوئم طریقہ
منیر سے چاہے۔ ائمہ تفسیر خود اس باب میں بہت مختلف باتیں کہتے ہیں۔
اقوال ذیل زیادہ مشہور ہیں:-

- (۱) کافر دیکھ رہے تھے مسلمانوں کو اپنے سے دور تھا۔
- (۲) مسلمان دیکھ رہے تھے کافروں کو اپنے سے دور تھا۔
- (۳) مسلمان دیکھ رہے تھے اپنے کو کافروں سے دور تھا۔

صدق میں ان سب سے بہت کہ مفسر حق تعالیٰ نے ملامت کی موانعت نہیں
یہ جولو اختیار کیا گیا تھا
(۴) مسلمان دیکھ رہے تھے اپنے کو کافروں سے کٹ کر۔

یعنی بدوئم میں فاسق و مفسول دونوں کی منیریت کا فرق کی طرف اشارہ سلیم میں
منیر و منیرین کی جانچ۔ ایک شہد اس پر یہ وارد ہوا ہے کہ کلمہ والوں کا فخر
تو اس موقع پر مینے ختم کیا۔ ملامتوں سے ٹکنا تھا، اگر لفظ قرآنی سے معلوم
ہوتا ہے کہ وہ اپنے منیرت دیکھ رہے تھے۔ شائین کا فعلی ترجمہ جیٹاک
میں ہے۔ لیکن صاحب جلالین نے لکھا ہے کہ اس مطلق کفرت نہ دے نہ کہ تہذیب
کا ٹھیکہ دو گنا ہوتا۔ شلیم ای سلیمین ہی اکثر ستم اور جیل عاشر جلالین میں
ہے اور ان شلیمین مطلق اکثر لا خصوص التلین۔ اور ایک مشہور توحی و توحی
فراو کا یہ قول بھی نقل ہوا ہے کہ شلیمین یہاں دے گئے تھے نہیں لکھ گئے کے
معنی میں استعمال ہوا ہے۔ وزعم العزیز ان معنی پر وہم شلیم ثنائیہ اشارہ
کقول القائل عنی الف ونا محکم الی شلیم (بکر المحیط) اور ام ابن جریر
نے بھی محاورہ عرب سے اس معنی میں استشہاد کیا ہے: اداکم شلیم معنی لداکم
فصلیکم فالو انہذا علی معنی ثنائیہ اشارہ۔ اور سالم اور ابن کثیر میں بھی شلیم
کی یہ تاویل نقل ہوئی ہے۔

اردو کی جہانگیری

روزنامہ سٹیٹسٹن کا مشہور و مقبول انگریز نامہ نگار
جسکا لکھنا ہے:-

”میں اعتراض نہیں کر رہا ہوں بہ طور امر واقعہ بیان کر رہا ہوں کہ میں
قوموں نے اسلام قبول کر لیا ہے، انھوں نے عربی کو اپنی زبان ثنائی
نہیں بنا لیا ہے۔ البتہ ایک اور شرقی زبان ایسی ہے جسے ہر فرقہ
جنوبی ایشیاء و شمالی کی ساری قومیں امت آسانی کے ساتھ اور بہت
تیزی کے ساتھ تسلیم کر رہی ہیں۔ میری مراد ہندوستانی زبان
سے ہے۔ اردو ان افریقہ کے سیاح حیرت کے ساتھ بیان کرتے ہیں
کہ انھوں نے قدیم ترین اقوام کی زبان سے فقرے اور الفاظ
ہندوستانی زبان کے لئے ایسے انھوں نے کہیں یہ فقرے نہ
ہیں اور میں گریو کر رہا ہوں۔ ہندوستانی زبان میں ایک نظم انسان
خوبی رہے۔ وہ یہ کہ اس کی صورت و نحو اس قدر باقاعدہ کہ
بالکل سادہ ہے۔ انھوں نے انھیں سماجی کی تہذیب و تمدن کی ہے“

کہ انھیں یاد کر لے کے بے واسطہ زور نہیں دینا چاہیے۔ جب سے
جنگ شروع ہوئی ہے، ہندوستانی زبان میں ہندوستانی سماج پر
کے افریقہ میں سے ہونے لگا ہے۔ (روزنامہ ۲۹ جون ۱۹۴۷ء)

”صاحب“ کی اصطلاح میں ہندوستانی ہی ہے جسے ہم آپ اردو کہتے ہیں۔
اب تک تو ہندوستان ہی کے طول و عرض میں اسکی شاعری پانچ زبانیں لکھی
جاری تھیں۔ اب ہندوستان کے باہر ہزاروں میں دور، افریقہ میں اسکی اس
شاعری و شاعریت میں دلوں پر خدا جاسے کیا فہمیت دے گا کہ وہ ہے اس
لیکن عیسیت سچا کہ جو کہہ رہا میں تہذیب کے دلی سے سوچا جائے، تو انھوں
میں حیرت کی بات ہی ان کی رہتی ہے۔ جو زبان اتنے مختلف دستور و مفردوں سے
مل کر بنی، اس میں قدرتی اچھی زبان ہوگا اور دنیا کے ایک بہت بڑے حصہ
میں زبان ثنائی بنانے کی صلاحیت قدرتی اس میں بہت زیادہ ہوگی۔ ہندی
کو آپ شخص القام بھی کہتے جاتے ہیں، جانتے ہیں کہ وہی زبان
اس میں زیادہ سے زیادہ ہے اور سزا پادہ ہندیت کے زبان
میں ڈوبی رہے اور پھر اس کے ساتھ یہ بھی چاہیں کہ عربی بولے واسطے انکی
بولے واسطے فارسی بولے واسطے آری۔ انکی سے اختیار کر لیں، تو اس نامک
کوشش میں کامیابی کیسے حاصل ہو سکتی ہے۔ یا اگر اسے بن النوی ابن الکی
بنانا ہے، تو لا محالہ اس میں ایسی اور غیر ملکی عناصر کو داخل کرنا پڑے گا، نہ پھر
محض اس کے ملکی دومی بولنے کو کافی سمجھے۔

ہندو دھرم اور عورت

سنسکرت کا اقتباس ذیل مال میں (اردو)
ہندو دھرم اس ۱۹۰۶ء جون ۱۹۰۶ء میں) ایک ہندو پیر مٹھان کے قلم سے
نقل ہوا ہے:-

”بچپن میں عورت کو اپنے باپ کی نگرانی میں رہنا چاہیے جو ان
کو کھانے پھرنے اور غلامی کی ذات کے بعد پلنے لڑکوں کی۔ اور
اگر کوئی بیٹا جو قریب کے سرکاری عزیزوں کی۔ اور اگر وہ بھی نہ
ہو جو وہ تو اپنے کے عزیزوں کی۔ اور اگر ان میں سے بھی کوئی
باقی نہ رہا تو پھر حکومت وقت کی۔ آزاد ہو کر بھی عورت کو
رہنا چاہیے۔“

یہ اسی مذہب کے متفقین نے لکھا جس میں ایک طرف عورت بائبل اور
بالکل محدود ہے، تو دوسری طرف اسکا مرتبہ وہی ہے جس کے برابر بھی رکھا گیا ہے
- افراط و تفریط کی انھیں اجسادوں کو دور کرنے کے لیے دیا گیا
اسلام آیا۔

ہندو دھرم میں عورت کا کوئی حصہ جائداد میں نہیں۔ باپ کے یا شوہر
کے دوسرے دور کے عزیز، حصہ نہ ملتا ہے، لیکن بیٹی اور بیوی کو کسی حال
میں نہیں۔ اور اسکا فلسفہ یہ ہے کہ عورت کو جائداد کی عزت نہ لگایا جائے، وہ اپنی
زندگی کے ہر دور میں کسی کسی چیز کے قبضہ میں رہے گی، اس واسطے
خرچہ نہ ملے گا۔ اور پھر یہ کہ اسے جائداد پر حق تو ان دونوں کا ہونا
ہے جو عورت کو کسی طرح کا شہ پونچا سکیں۔ اور عورت اپنے مردہ باپ یا
شوہر کو کوئی نفع پہنچا سکتی نہیں، اس لیے کہ عورت شراہ نہیں کر سکتی ہے۔

سرقہ و سزا کے سرقہ

(۱) عبداللہ العبد

(۲)

چوری یا سرقہ ہونے میں ایک لفظ ہے۔ کیا اچھا یہ کہ لفظ کے ساتھ اسکی حقیقت و اہمیت کی گنجائش بھی دی جائے۔ لفظ سرقہ کے لغوی معنی ہیں سرقہ فی اللہ اعذاشی من النیر کسی دوسرے کی چیز چھپا کر لے لینا، آگے لے کر سبیل الخفیہ والا سترار۔ سچا کر ڈالنا۔

شرعی اصطلاح میں اس پر چند قیدوں کا اضافہ کر دیا گیا، مثلاً:

(۱) مال کی قابضہ مقرر کی گئی کہ اگر اذکم اتا ہذا چاہیے۔ جب اسکی چوری پر جرم کا متعلق ہو سکیگا۔ ایک اور قید اس کی چوری چوری نہیں کہنا سیکے۔ چور کے لئے ایک مبرا فعل کا مقرر کر دیا گیا۔ چنانچہ خون چوسنا سمجھا جائیگا۔

(۲) مال کے لئے یہ بھی لازم قرار پایا کہ کسی مقام محفوظ میں رکھا جائے۔ رات میں چوری کرنا۔

(۳) مقدار داشتن من حد سرقہ سے شے قرار پائے۔ مثلاً شوہر پر بیوی کے مال میں اور بیوی پر شوہر کے مال میں حد نہیں جاری ہوگی۔ دس ٹلی ہذا۔

(۴) بعض چیزوں (مثلاً مٹیل کی گھاس پھیل، ہندو غیرہ) سے حد سرقہ ساقط کر دی گئی۔

اب چور کی اہمیت پر غور کیجیے۔ سب سے پہلے تو اسکی دل میں چور پیدا ہونا ہے کہ وہ اپنی موجودہ حالت پر قانع نہیں ہوتا، اور یہاں تک

اور جائز کسب معاش کے۔ ناجائز و حرام طریقوں سے اپنی موجودہ حالت بدلنا چاہتا ہے۔ یہ پہلی منزل ہوئی غیبت نفس کی۔ پھر وہ چاہتا ہے کہ دوسرا

کے احوال کا جائزہ اُن سے چھپ کر اور بدینہ سے لے۔ یہ سب سے ڈراؤں ایک مرضی ہے۔ چور اس سے اس کے بڑھ کر اُن کے گھر میں انکی بلا اجازت و بلا اطلاع

چھپ کر اور مالوں اور اشیائوں کی نظر بچا کر گھس جاتا ہے۔ سلسلہ

جرم کی ساری کڑیوں کو گنتے رہے۔ اور انیس الکی دولت اور از دستہ سے اچانک اور بھری میں محروم کر کے گھر والوں کو شدید تلخیت قلب اور اہان

روح میں مبتلا کر دیتا ہے۔ اور جو گھر ایک خوشگھر تھا، اُسے اتم مرانا دیتا ہے۔

اب اگر آپ چور پر زور کھاتے ہیں کہ وہ سچا اور نیک ہو جائیگا، یا اتم جیسی خوش سے محروم ہو جائیگا، لکھا ہے کہ اس سے تو یہ غلطی نامرآب کے خیال

کی ہے۔ سچے کی بات تو یہ ہے کہ وہ خود ہی تو مال و دولت کو کھانے اپنے ایک بھائی اور اُس کے گھنے کو اسی طرح رزق سے محروم کر چکا ہے اور آسائش

قلب کے سب سے درد الم میں مبتلا کر چکے ہے۔ اب اگر سب سے انتقام نہیں لیتی، تو گویا وہ چاہتی ہے کہ اسکی مثال اور پھیلے، اور دلوگ اسکی ریس کر کے اسی طرح دوسروں کو تباہ و برباد کرنے دیں۔

غرض یہ کہ چور اپنے غیبت نفس کی بنا پر اللہ کا جرم تو ہوتا ہی ہے۔ اسکی علاوہ جسکے گھر میں چوری کرنا ہے، اُسکا بھی۔ اور ہر سوسائٹی یا معاشرہ کا

بھونٹا ہے۔ وہ سوسائٹی کے سب سے بڑے دشمن، یعنی حفظ دین کے ہم

سے پہلے ہے اور اس پر لکھا کہ سب سے پہلے اللہ پر ہادی اسکی ساقی تھا۔ تاہم سب سے پہلے ہے۔ وہ خدا اور ان دونوں کا جرم ہے۔ خدا کا ایک باوجود ان کا توبہ۔

تاذن اسلام کی کسی ایکس وند پر شبہ کہنے لگ کر بول جاتے ہیں کہ، خداوند، دوسری وفات سے الگ اور پہلے خلق کر کے ایک نفس ذاتی وجود یعنی ہی کیسے؟ و شریعت تمام ان کی اور ان کی نیات کا یہ کھلی قرینہ ہیں منتظم ترین بھی ہے۔ ہر شاخ و سبزی شاخوں سے پہنچ گئی ہر چوڑا دوسرے اجزاء سے پوسٹہ۔ ہر ریٹ و دوسرے ریٹوں سے بڑا ہوا۔ شین کا ہر کھنڈہ اپنا جگہ پر ایسا چیت کر دیا جیٹش کا امکان نہیں ٹھیک اسی طرح کیسے جسم انسان کے کسی حصہ کسی خاص حصہ کی حالت پر غور کرنا اس وقت تک ممکن نہیں جب تک جسم پر حیثیت بھی پیش نظر نہ ہو۔ جسم انسانی بہترین نمونہ حکمت تکوینی کا، قانون اسلام بہترین نمونہ حکمت تشرعی کا۔ دونوں میں ایسی نسبت و تعلق ہونا بالکل ظاہر۔

ساری کی اسلامی سزا پر بھی غور۔ اسلامی نظام منسلک و معاشرت کے اندر ہی ہو سکتا ہے اس سے الگ اور پہلے خلق کر کے نہیں۔ اب حکومت

اسلامی جہاں کہیں بھی قائم ہے، وہاں کی دردت حال کا نقشہ ذہن کے سامنے ہمارا کہ خود ساری کی حرکت پر غور کیجیے۔ جہاں وجود نہ ہوا جوں کا تو خود سا ہو کاروں کا، جو مال حرام کی کمائی سے بڑی بڑی کھسکیاں بڑا سنے

دوسے ہیں۔ اور انکی دیواؤں کے پیچھے انہیں کے بھائی بند پیٹ بھرے کے لیے سوٹی و ریٹوں کو ترس رہے ہیں۔ جہاں آبادی نہ تھا ہزاروں کی نہ لکڑی

چیتنے والوں کی، نہ گھوڑوں و درختوں کی، نہ لکڑی والوں کی، نہ غریب کی تجارت کرنے والوں کی، نہ سیلا اور قہیر کے ناگوں کی، نہ اکیڑوں اور کھیر سوں کی، ظالم عقل

پرست امرا کی، اور نہ رشوت خوار حکام کی۔ یہاں تو خود ہی عدل و عدالت کی حکمرانی ہے، فقرے و شرافت کا دور دورہ ہے۔ ہر قابل زکوٰۃ مال پر زکوٰۃ مل

پکی ہے۔ ہر ستونی کا دورہ تقسیم عادلانہ کے ساتھ سارے داروں کے درمیان تقسیم ہو چکا ہے۔ صدقات و خیرات کی میں کھل دی، میں اور ان سے کوئی

کسی پر احسان نہیں کرتا، بلکہ خدا اپنے لیے ساری عبادت و باعث نجات سمجھتے ہیں۔ بیت المال سے ہر مقدار پر سخی کے لیے وظیفہ مقرر ہے۔

ابا جوں، کمزوروں، بیماروں، سب کی امداد و خبر گیری حکومت خود کر رہی ہے کوئی کسی کو بھگوان نہیں کر سکتا، کوئی کسی کی ضرورت نہیں مار سکتا۔

اسن سکون، الطمان و عافیت کی اس جنت ارضی میں جو شخص فتنہ ڈالنا چاہتا ہے، اب اُس سے بڑھ کر ظالم اور کون ہو سکتا ہے؟ چور ہی ایک

گندی اور گندیدہ حرکت تو یہی ہے، لیکن اس ماحول میں تو اسکی گندگی اور کھینگی کی کوئی حد ہی نہیں رہ جاتی۔ اس فتنائیں و شریعت اسلامی اسے

جرم کی جتنی بھی سخت سزا دے دی، سب بجا ہے۔ اُسکایں انتہائی کم ہے کہ اُس نے جرم کا سر نہیں اٹھایا، صرف ہاتھ اٹھائے پر اٹھائی!

آگے پڑھنے سے قبل ایک لمحہ سزا کے مقصد و غایت پر غور کرنے کے لیے

میں نکال لیجیے۔ یہ فطرت بشری ہے کہ انسان کو بلا و جیسی کسی قسم کا بھی ڈکھ

چہ چھپا ہے تو حیثیت میں سنا کھدوانا گواری کی کیفیت پیدا ہوئی ہے۔
 ۱۵۰۰ء میں اس اثر کو عمل میں لائے گئے صنادید ہو جاتا ہے۔ بچہ
 کرست میں چھپتا ہے اگر کسی سے دھتکا کھانگرا کرنا ہے۔ علاوہ چٹے کے کسی
 غصہ میں محسوس کرتا ہے اور اسے مارنے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ یہ جہاں
 انتقام فطری و منطوری ہے۔ اسی طرح انتظار ہی جس طرح دوسرے
 فطری احساسات ہوتے ہیں۔ آگے چل کر عقل اس میں ترمیم صورت
 اختیار کرتی ہے کہ انتقام کی ذمہ داری بعض بے شعور بے ارادہ چیزوں
 کو خارج کر دیتی ہے اور ظلم اور عدالت کے سوا فیصلہ دہی ایذا کی گفاتی
 ہے۔ ذاتی اسکی تہ میں جو اصل کار فرما ہے اس پختل و شریعت دونوں
 متعلق میں اور نفسی جذبہ انتقام کا احترام دونوں میں مشترک ہے۔
 خزاں بالفرصت کوئی اور نفع نہ بھی حاصل ہوتا ہو جب بھی محض اس طرف
 طبیعی جذبہ کی تسلی کے لیے ہر مظلوم کو حق حاصل ہے نظام انتقام
 لینے کا اس پر غصہ اُٹانے کا اپنے دل کا بھگنا دکھانے کا اور سزا نام
 ہے۔ اس انتقام کی منظم و مذہب صورت کا۔ انتقام جب تک برا و
 راست اور انفرادی حیثیت رکھتا ہے انتقام ہے اور جب عدالت
 کے توسط سے لیا جاتا ہے اور خود عدالت کی حیثیت ہوتی ہے تو
 قبیلہ، سوسائٹی کے نمایندہ کی تو اس انتقام کا نام سزا چاہتا ہے۔
 اور سزاؤں کا مجموعہ ہر حکومت کی اصطلاح میں مناجات تعزیرات کہلاتا ہے
 لیکن سزا کی بنیاد محض اتنی ہی نہیں۔ قانون و عدالت کا ہر جرم
 جیسا کہ طلبہ فن پر واضح ہے اہرم محض مستغنیٰ ہی کے مقابلہ میں نہیں
 رہتا بلکہ جرم ہوتا ہے سوسائٹی کے نظام کے خلاف اساعشار کے توام
 کے خلاف اس لیے جرم پر نظر محض اس حیثیت سے نہ کرنا چاہیے کہ
 اس سے الگ فرد کو دکھ ہو سنا، لہذا اس لحاظ سے بھی نہ جرم ہے اس
 ذریعہ سے ظلم معاشرت کے سکون کو دھم پہنچ گیا اور اس عامہ میں خون
 ڈالا۔ اس لیے جو بھی جرم ہوتا ہے وہ دنیا ایک فرد یا چند متبعین افراد کے
 کے مقابلہ میں نہیں بلکہ ساری قوم کا جرم ہوتا ہے۔ اور اسکی سزا کا درجہ
 میں اسی حساب سے ہزاروں لاکھوں لگا ہوتا ہے۔

پھر مستغنیٰ جس درجہ میں بھی مظلوم ہوتا ہے اسکی غرت البتہ
 اخلاقی فرغیہ ہوتا ہے قوم کے ذمہ۔ اور عدالتی سزا ہی وہ ذریعہ ہے
 جس سے قوم کو موقع مل جاتا ہے اجتماعی حیثیت سے نصرت مظلوم کا۔
 گویا جو فرض فرد فرد کا ہوتا ہے ایک نظم الشان آبادی پر اور سب کو
 یوں ہر صورت کفارہ ادا ہو جاتا ہے۔

سزا کے یہ سارے پہلو پھر بھی انتقامی رہے۔ لیکن سزا کی افادیت
 میں ختم نہیں ہو جاتی۔ انھیں ہے وہ سزا جو "ماضی کے انتقام پر ختم ہو جائے
 اور مستقبل کے انتقام" کی فکر ہی نہ کرے۔ فرد و قوم کا عذاب انتقام
 کیا ہی قابل تہدہ سہی۔ پھر بھی اس سے آئندہ کے بے وقوفی اطمینان
 نہیں ہو سکتا۔ حالانکہ وقوع جرم کے بعد ب مقدمہ نہیں ہے کہ مجرم کے
 شر و اذیاء سے سوسائٹی کو آئندہ کیسے محفوظ رکھا جائے اور سزا کی ذمہ داری
 متبعین کہنے میں اس پہلو کا لحاظ نہایت ندرت ہی ہے۔ اور اس فرض کے
 کے لیے لازمی ہے کہ مجرم کو سزا اسی دی جائے جو خود اسے اپنی عد

تک: سہی تو بھی ایک بڑی حد تک دوبارہ اسی جرم کے ناقابل تہدہ
 ایک شخص دو ہزار کی جوری کرتا ہے اور عدالت اسے صرف صرف پانچ
 جرمانہ کی یاد دہشتہ قید کی سزا دیتی ہے تو اب اس جرم سے سزا نہیں
 اور اس کی تفریب و تہذیب اور گناہ سزا میں سزا کے ماحول شرف ہے
 تو گویا مجرم کے انہیں کی کا مریاب بچتا ہے۔

لیکن اعتبار عدالتی نہیں اگر عدالت کے فیصلے میں اس کی جرم
 آئندہ کے لیے جرم کے خلاف میں بنا دیا لیکن امتحان اور مزہ سے ہیں
 بٹھا کھاتا پڑا ہوا۔ اس سے دور دور پر تہذیب کا کیا اثر پڑا ہے؟
 جرم سے باز رہنے کی کیا تفریب ہوئی؟ اس لیے سزا کا ایک نیا اور ادایت
 اہم پہلو اجتماعی بن گیا ہے۔ سہی سزا میں ہزاروں دوسروں کو بھی ارکاب
 جرم سے باز رکھنے پر مجبور ہے۔ قانون کے سامنے محسوس دہی نہیں
 ہوتا جو عدالت کا جرم پر اچھا ہے۔ لیکن اس کے ہزار بار سے نہیں
 اور ہوتے ہیں جو ابھی تک صورت با خود جرم ہیں اور کچھ چیزیں کرائی
 اسکی مجرمت کس وقت سے نفس میں چھپ جاتی ہو جاتا ہے۔ ایسے
 کو عدالت کے ہونا اور جرم سے باز رکھنا یہی سزا کے غاصد اور امر بین
 مقاصد میں ہے۔ اور اسی غرض کے لیے سزا کا ایسا بولنا کر ہے جو ہر
 انگیز میں ہو۔ اور سزا کو جو بولنا کر ہے اس کی غرت انگیز ہے۔
 تجربہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ غیر از نفس و ذہن رکھنے والے افراد سزا
 ب سے زیادہ غرت ہی سے ڈرتے ہیں۔ قرآن مجید میں سزا کا
 ذمہ سزا کے سنی پر نکالنا اس اشد کافور اسکی مافی کی جانب مقرر ہے۔

اتنی سزا میں سے کرسٹ کے بعد سوان کا جرم آج بڑھتا رہتا ہے
 سبب سے کہنے والے قویہ متحرک کہ "لاکھ" اس میں سزا کی ذمہ داری
 ہے۔ لیکن سخت آخر کس لحاظ سے؟ عقل کے اتنے بھر پور ہے کہ
 کس معیار سے؟ کیا جرم کوئی عمومی جرم ہے؟ فقہاء اسلامی حکومت
 میں اسلامی نظام و اجواہر؟ کیا ساری کے سب کو شامی اور وہ
 الکی سی کافی ہو جاتی؟ کیا اگر اتنی سخت "نہ رکھو" کی تفریب ہو
 اور اپنے عقیدہ میں کامیاب اور کافی ہو سکتی تھی؟

جس شریعت نے اسے نافذ کیا اس کی مصلحتی رہا ہو
 چودوں کا کیا حال رہا؟ جوری کی رادہ میں کھینچا اور عیس؟
 جہدوں نے اپنے پیشے کو چکی بارہم دل عدالت کے سایہ میں پناہ
 پھولنا شروع کیا؟ آج جن ملکوں میں اسکا رواج باقی رہ گیا ہے وہاں
 جو یوں کا پکارا ہے؟ چودوں کی آبادیاں آج کہاں پڑھ رہی ہیں اور
 جوری کے نئے نئے ڈھنگ آج کہاں ایجاد ہو رہے ہیں؟ نجد میں اعجاز
 میں این ہیں؟ یا اسکے برعکس یورپ اور امریکہ کے "بورٹل" جیلوں
 اور ریفریجریٹریوں کے پڑوس میں؟ مجرموں اور جرائم پیشوں کے ساتھ
 ہمدردی کا صحیح نام رحم دلی ہے۔ یا مجرم کو ذی اہرم پروری؟ مجرمانہ
 ذمہ داری آج دنیا کے نئے تجربوں کے لیے، نرم سے نرم اور عام سے
 عام نظریوں کے آٹھ پھر کے بعد، مجرمانہ ذمہ داری عہد غریب کے
 اور کس جزے اتنا ادب سکی ہے؟ (باقی صفحہ ۶)

تدوین حدیث

612

۱۱ از نو ۱۴۰۳ پ زناظر حسن صاحب گیاره

اسرائیل نے یہ انہیں کہتے باتوں کی قیلم ! مناجات یہی جاتی تھی اس میں
 میرا ایک تفسیر ملی ذکر کو جو ہے ۔ قرآن میں سیکہ جو میں سے مراد ہے یہ ہے ۔
 تھے اور بعد کہ رسول اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بن کے قیام اور زید
 مزاج کے گوہر بننا کہ بہت بگئے اُنکے ذکر میں بیان کیا جاتا ہے ۔
 جاو سن الیمن بنعلم القرآن | یمن سے تھے اور قرآن اور اسلام کے
 و فراتضی الاحکام و شرائع | قرآن و حدیث و فرائض و احکام کی

اور یہ نو جوانوں کی تعلیم کا طریقہ تھا، جو خود مہینہ پہلے سننے والے لیکن
جو نہیں آتے تھے، ان کے لیے آسان باتوں سے ایسا رابطہ سلطین بھیجے جیسے
تھے۔ اسی سلسلہ میں نیر مونیہ اور تاجین کے لکھنؤ کا شہزادہ صاحبہ ابن
یوں ان بیچا سے معلوم کیا کہ ان کو شہید کر دیا گیا تھا۔ اسے سوا حضرت عازن
جس حضرت علی اکبر اور ابو جعفر بن علیہ اور غلام علی کے تعلیم فرماتے تھے ان کے لیے
تھے حضرت صاحبہ کو جو حکم دیا گیا تھا اس کا ذکر پہلے آچکا ہے۔ حضرت ابو
المنشی اس آقا کی خدمت فرماتے ہیں

ایشین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 اہل ایمان و عتقاد کو ہر حال میں
 نجات دے گا۔ ہرگز نہیں ہٹے گا۔

انہی میں سے قرآن نے ساری ساری تعلیم اسلام کو پھرا کر انہی کے کام کی تعلیم
 کی ہے جس کو صحابہ کو سنت رسول اللہ علیہ السلام نے بتایا اور قرآن نے محمد نبوت ہی میں
 ان دونوں ہی کی حیثیت مستقل علم اور پہلی تعلیم - حدیث کا ذریعہ جس میں
 تعلیم و تعلیم آیت نہایت سلی الذراعیہ و سلم نے فلسفہ پر یوں میں ایجاد ہے آج کل
 کے ابدانہ تقریر و ساری تو کے تحت انہی اور انہی کی شاعری اور شاعر

[illegible]

حاجب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان شہرؤں کے جو آت میں قرآن کے
تم ساتھ روایت حدیث کے؟ مناجات طلقہ قائم کر دیے تھے اور یہ منور
معدن میں حضرت ابو مریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عروہ بن حضرت
یشعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ہذا آت میں سب سے زیادہ نمایاں
اسی عروہ و یثع بن حضرت ابو ابراہیم کو نے عبد اللہ بن مسعود، انیس
مرات بن حصین، از بن ثعلبہ ہر مرکز میں ان اعزاء میں سے تفسیری طبعی ہادی

یہ پہلے تھے۔ حضرت ابو ہریرہؓ کا ذکر در اینجا فرمایا ہے کہ جب یہ سنا تو اس
 کہ حید کے دن میں جو کہ مسجد میں عام مسلمانوں کا بڑا مجمع جمع ہوا تھا اس
 مجمع کو غایت خیال کر کے فرمایا ہر عید میں قبل اسکے کہ امام خطبہ کیے
 منبر پر آئے آپ کا یہ عام قاعدہ تھا جیسا کہ عالم کی ستر رکعتیں روایت ہے
 حید کے دن حضرت ابو ہریرہؓ و صحابہ متوالی
 عنہ منبر کے ایک کنارے کھڑے ہو جاسے پھر
 منبر کا گونا گونا مقام کو فرماتے فرمایا ہوا تھا کہ
 میں اشد علیہ وسلم نے فرمایا اشد علی
 علیہ وسلم نے فرمایا اشد علی اشد علی
 نے فرمایا اشد علی اشد علی اشد علی
 علیہ وسلم نے پھر میں اشد علی اشد علی
 کو مقتصد فرماتے کے دروازے سے اٹھ کر آیا
 کے اشد علی

ابن سعد کی آئیہ لڑائی سے روایت ہے کہ وہ اپنے
 داخل سرحد قحس قاندا کھلیقہ فہیم کرود (شام کے مشہور شہر) حصن میں داخل ہو کر
 رمل جبل و شام الفنا یا فانی الفہم کیا دیکھتے ہیں کہ ایک خواہرورت آدمی
 سن ہو اس منہ وہم یہ قبول نہ کرے چنگے و انت الگ الگ سے لڑو لڑو کہ
 چوتھوں کلامہ نسائہ من انت فہم میں دیکھتے ہوئے ہیں فہم میں دیکھتے ہوئے
 فعال انا صا ذہن جبل، بن سعد بھی ہیں جو اس میں سے عزیز ہے
 میں اور اس پر دیکھتے ہوئے اس بات میں نہیں دیکھتے ہیں اس پر دیکھتے ہوئے
 دیکھتے ہیں صا ذہن جبل میں۔

[illegible]

شام میں عشاء کہتے ہیں کہ
 من لجا بر بن عبد اللہ طلقہ فی مسجد نبوی میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی
 اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک طلقہ دس تھالیوں
 (اصناف - پنج اصناف) ان سے علم حاصل کر گئے۔

ہمارے سب کے سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جلیل القدر اکابر ہوتے ہیں۔ اسکے بعد پھر کون کہہ سکتا ہے کہ ”فن حدیث“ کی بنیاد ”عہد نبوت“ پر صحاح پنجہ امتداد ملے گی نہیں بلکہ فوراً ہی قصور کی۔

پیشگی کتابی تدوین

ہر حال یہاں تک تو "فن حدیث" کے ذوق
: اشنا و کے صرف دو ذیلیوں پر محیط ہوئی،
ایک تو تعالیٰ دوسری مذہبیت، لیکن آخر میں ایک سوال - وہ جانے اور
ایک کے ساتھ کا مذہبی دور میں عموماً کہہ گئی کسی کی "مذہبیت" ہے، دل ہی دل میں
سوال کرتے ہیں، کہ یہ سب کچھ سنی الیٰہین کتابی شکل میں آخر کیا ہی کا حقیقہ
علامہ ذہب و احباب مجھے بولنے کے تو میں میں ایک کہ وہ خاص تھا، یا خاص تھا

کتاب آیا۔ گویا اسی زمانہ کو تو دینِ حدیث کا آغاز قرار دینا چاہیے۔ اگرچہ واقعہ تو یہ ہے کہ گذشتہ بالا سلسلہ سلسلوں کے بہتے بہتے شاید اہلِ سنت بھی باقی نہیں رہتی، بلکہ کتابت کے متعلق جو غریبی مذاق تھا، سکو دیکھنے پر وہ تو اسکی اور بھی کوئی اہمیت نہیں رہ جاتی۔ فقہ و حدیث کے مستور مالِ اودامی تو فرمایا کرتے تھے :-

کان ذہا اعلم شیئاً الا انک ان حدیث کا علم بہت ہی قیمتی اور ندرت یافتہ ہے۔ سن اؤادہ علم حالِ تلافی نہ تھا، تھا۔ جب لوگوں کے دوسرے حوالے کیا جاتا تھا، تو تذکرہ ظلم صدرانی لکھتا تھا، توں باجمعتے بھٹتے بہتے تھے اور آپس میں اسی کا ذکر کرتے بہتے تھے، لیکن جب میں اس کا ذکر کرتا تو اسکی طرف سے ہرگز کوئی جواب نہ ملتا تھا۔

اور اسی سلسلے میں حدیث کے بیان کرنے والوں کے ساتھ حدیث کی کتابی تدوین کا آغاز کیا گیا۔ اسکی طرف بہت کم توجہ تھی، لیکن آج اس کا نتیجہ یہ ہے کہ جو نہیں جانتے ہیں ان سکینوں کو قویہ باز کر دیا جاتا ہے، کہ مسلمانوں کو قویہ باز کر دیا جاتا ہے کہ مسلمانوں کی اس حدیث کا کیا اعتبار ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسو برس بعد ہونے والی اچھے پڑھے لکھے لوگ اپنے اس دعوے کے ثبوت میں بیچارے امام بخاری اور مسلم کے سند و ثبات کو پیش کر دیتے ہیں، گویا ان کے نزدیک سب سے پہلے حدیث کی اس نے غلبہ کیا، وہ ہیں حضرات تھے اور یہ تو خیر جانوں کی باتیں ہیں، لیکن بعض محدثین کے بیانات سے اڑنا اربابِ واقفیت بھی اس منظر میں مبتلا ہیں کہ سب سے پہلے جس نے حدیث، دن کی وہ ابنِ شہاب زہری ہیں جن کا زمانہ پہلی صدی کے اتمام کا ہے، گویا یہ لوگ ایک سو برس پیچھے ہٹ کر کتابت حدیث کو کھینچتے ہیں۔ اس زمانہ کے مطالبوں سے پریشان ہو کر بعض بزرگوں نے جب زیادہ کر دیا تو دلچسپی کا بے کام لیا تو بعض سلاطینِ فرمانروا، کہ زیادہ نہیں، لیکن حدیثوں کا فقہ و اہمیت حدیثِ صحابہ بلکہ حدیثِ نبوت ہی میں قید تحریر میں لایا تھا۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ اب تک جو کچھ کہا گیا ہے اس میں باری تحقیق سے کام نہیں لیا گیا، ان لوگوں کو اپنی تائید میں یہ منظر بھی مل جاتا ہے کہ حدیثِ صحابہ میں تحریری سلسلہ سلسلوں ہی کہاں تھا۔ فقہ و اہمیت جو تھا، اسی مشیت سے کچھ چیزیں قید تحریر میں آگئی ہوں گی، کتابت و تحریر کے سلسلوں کی اس زمانہ میں عرب کے اندر کیا حالت تھی؟ ایک مستقل معنوں سے شروع میں بھی اسکی طرف میں نے اشارہ کیا ہے، اور اسوقت اگر تفصیل سے کام لیتا ہوں تو بات بہت طویل ہو جائیگی، اسکے لیے مستقل مقالہ کی ضرورت ہے، لیکن کم از کم قرآن پڑھنے والے میری سمجھ میں نہیں آتا ہے کہ وہ عرب جو قرآن کا حامل ہے، ان کے متعلق تحریری سلسلوں کے اس افلاس کا کس طرح یقین کر سکتا ہے، جس کتاب کا نام ہی قرآن (پڑھی جانے والی چیز) ہوتا تھا، اس کے بعد پہلی سورہ کی پہلی آیت کا دوسرا لفظ کتاب ہو، اور مسلسل کتاب ذکر قرآن میں لوح کا ذکر تقریباً ہر بڑی سورہ میں بار بار آتا ہے۔ پہلی آیت جو ہمیشہ یہ ہوتی ہے اس میں پڑھنے کے لیے تم تک کا ذکر ہوتا ہے، درشتانی (مداودا) کتابیں سب سے پہلے اس کتاب میں پڑھا جاتا ہے، کون خیال کر سکتا ہے کہ یہ کتاب

ایسے لوگوں میں اتنی جو فطرت و خواہش عاری تھے جیسے شکل کے جس اور گونا گویاں۔ سر ذاتِ سنت، اسی ایک قرآن کے اندر ہی اشارہ پر انکا کہہ اب میں اپنے دعوے کا اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ عملی قواعد و روایات ان ذریعوں کے سوا حدیث کی کوئی عملی مدد نہیں، بلکہ اسوقت ہمارے ہاں اس تباہی کا جو ذخیرہ موجود ہے، طالبِ تہذیب حیدر کمر اندک بہرہ دل کچھ حدیثوں کی جو تندرہ ہے خود اسکے جس نے ان لوگوں کے زمانہ میں زیادہ توجہ اس کے ہاتھوں سے قید تحریر میں لایا تھا اور اسکے بعد اس دعوے پر، اور ان لوگوں کو ان کی ذات کا ایک بڑا حصہ حرج و مرج کے ساتھ مسلمانوں میں منتقل ہوتا جا رہا ہے اور اس آیت کے متناہی و غور و خوض میں عربوں سے جس طرف یہ موجود شکل میں آیا ہے تو یہ اس طرف اپنے پیغمبر کو انہوں نے زمانہ سے قید تحریر میں، اگر مسلمانی میں صرف کتاب شکل میں باقی رہا اور ایک باقی سے ہر اعتبار سے بے کمر کسی کی تائید نہ کر سکیں تو اسکی تائید میں بعض ایسے محدثین کے بعض ذخیرے، بلکہ اپنے ہی لیکن بعد کو دیکھا کہ ذخیرے و آثار جو تھے اور وہ بیان میں بہرہ دل روایت، اسکا اور وہ یہ کہ گیا ہو، ان میں لوگوں نے سے ہر کتاب، اسکا کچھ بھی نہ تھا، ان کے خلاف ہے، بلکہ جس طرف بحث و تہذیب سے اس نے لگی اور یہ تہذیب و بیان میں غائب ہوئے بغیر اس کتابی شکل میں منتقل نہ کی علیٰ ارضی ہے یعنی اس کتاب پر ایسا کوئی زمانہ نہیں گذرا کہ دنیا سے بالکل نابود ہو گئی ہو اور یہ لوگ اپنے حقائق سے ذہید سے نہ ہو، قید تحریر میں لایا، اور ان کو قویہ و غیر کے متعلق ایک دوسری بار اشارہ کیا، ان میں سے زمین پر چاہا یا سو سال کے لیے اسکا تحریر میں لایا، یہ سولیا اور پھر سولوں سے اسکی سفینوں میں لے کر کاشی کی گئی، ان کے اس کتاب کو قید تحریر پر کھراستہ یہ عاوض کبھی نہیں گزرا۔ (بالفحش)

لے میں نے اب اس دعوے پر کافی غور کیا، لیکن حقیقت اورلی و جاہلیت، خراس کے غزوے سے پہلے ان میں نمایاں ہو چکا ہے اس میں پیش نظر مواد کا ایک حصہ آئی ہے۔ انکا اشارہ اپنے حقائق کو کسی مستقل کتاب کی شکل میں مرتب کر دیا گیا۔

شہ سجدہ و کرامت اور کہ الہی الخاتم علیٰ سر علیہ و علیہ السلام نورانہ و ارجل وغیرہ کے متعلق سلسلہ کے کافی معلومات مل سکتے ہیں۔

تحفہ خسروی

(جنابِ مدیرِ حدیث کی ایک قدیم تالیف)

حاکم و محکم کے باہمی تعلقات و ذرائع قرآن مجید و حدیث کے احکام اور علم و اسلام و حکمے یونان کے بہترین اقوال کا مجموعہ، بیشتر اقتباسات اصل فارسی میں۔ مضامین، مصلحت، اسکا ختم کرنے کے لیے قیمت میں غیر معمولی رعایت نہیں صرف سارے چارے کے ساتھ بیچنے پر دکان کوئی بائیل۔

المشتر

محمد نفی ثناء - تصبیہ دریا بار - ضلع بارہ بنگلی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَالَّذِي يَخُفُّ عَلَيْكَ وَصَدَّقَ بِهِ أَوْلَافُكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ (اور جو بھی بات لے کر آیا، اور جس نے اس کو سچ مانا، وہی پرہیزگار ہیں)

ایڈیٹر: عبدالمجید

پتہ: دریا باد، ضلع بارہ بک

نائب: (مکیم، عبدالقیوم)

مضامین کے بارے میں خط و کتابت ایڈیٹر سے کی جائے

۱۳۹۱ھ



چندہ - اور اٹھارہ مئی امور کے متعلق مراسلت اس پتہ پر ہونی چاہئے۔

محمد شہباز لکھنؤ عباسی اہم اخبار صدق

مرشد آباد پریس - گو لکھنؤ - لکھنؤ

چندہ سالانہ لکھنؤ ششماہی پریس ہندوستان سالانہ ششماہی قیمت فی پرچہ

نمبر ۱۲ - دو شنبہ - ۲۴ - جمادی الثانی ۱۳۹۱ - ۱۱ جولائی ۱۹۷۰ء - جلد ۶

سچی باتیں

بات بہت دلت کی نہیں، ابھی حال ہی کی ہے کہ ملک سے ایک مشورہ اور نکلا رہیں جسے عزت یافتہ سنا و ایڈر سرسری شکم گڑا، ایم اے ال ایل ایس (نائب و اے) راجست میں تشریف لکھتے تھے ایک دہلی میں مقیم ہونا چاہا۔ دہلی میں اچھے چہرہ ہندو ایک روپہ دیکھ کر اگلے سے اٹھا کر دیا اور کہہ دیا کہ اچھے کو کالے کیس (مذہب) کے عقیدے سے پاگل مذہوری ہے۔ ہندوستان کے اخبارات میں ایک طوفان برپا ہو گیا کہ یہ کیا اندیشہ ہے! بیوی مہدی میں اور پھر خوسو اس ملک کے دوران میں آگے سے۔ رکھنے کا یہ اتنا زور کیا قہر ہے ہندوستان کے ہندو مورخوں جو انگریز جس میں پارلیمنٹ کے انھوں نے پارلیمنٹ میں سوالات کر ڈائے کہ یہ کسی ملک نظریہ؟ یا سیاسی نادان ہے؟ آپ اگر خیالات پر مبنی رہتے ہیں تو یہ ساری جھج بھج جاتی ہے۔ نقطہ میں تازہ ہوگی۔

اس طرح کا کوئی واقعہ ہمارے دور عروج میں بھی پیش آیا تھا، اس کی کوئی نظیر عرب امپیریلزم کی تاریخ میں بھی ملتی ہے، ملک کی نسل کی وطن کی زبان کی بنیاد پر تحقیر اسلام لے لیں جائز رکھی ہے، تحقیر سنی دنیاوی سلوک بھی؟ تعلیمات اسلامی کو بھی چھوڑ دیے، تاریخ سلیس کو پیچھے بڑے بڑے جبار و شہنشاہ، ٹھیکہ دینا دار بادشاہوں کے زمانہ میں بھی یہ ہوا ہے کہ عراق میں مسافر آیا ہے اور پورا گریہ سے اسے لیکن سڑکا جلیا رہا ہے کہ کمر اسے دھتکار رہا ہے کہ تم کانے کیسے ہو کسی بیچ ذات کے معلوم ہوتے ہو، کنوارہ دیا کی نظر تے ہو، اور خیر ملک اسل وطن وغیرہ تو خیر فرائض ای جہیز بن، اعتباری جہیز عقب رہے اور یہی بنام اسلام لے

معدنہ آخر شرک کر سنا، ذیل سجدہ، لیکن بنام کے نکالنا میں، نہ سنا سچ و تجارت میں باہر کا قانون و شرک قائم ہو گیا، اور اسباب سے سنے ہند میں اکبر شاہی کی تاریخ میں نکالیں کے ساتھ "حسن معاشرت کی" "حسن معاشرت" کی یہ ناز و نشان، پہلی بات دیا، سب سے پہلی کب ہے؟ شکار اسی پر سجالا ہے، کہ ہوش کے بھرے پڑھ کر ہٹ سے قوم کو زمین مادی و عریب ہندوستان کی تکی نامی وقت پھوٹ کر، جان لکھتی تھی!

لیکن اس واقعہ پر اتنا شور و شہ ہندو پر بس میں آخر کیسے ہندو قوم کا روزانہ طرز میں اپروسیوں کے ساتھ نہیں خود دیسوں کے ساتھ کیا ہے؟ سمندر پار والوں کے ساتھ نہیں اپنے پڑوسیوں کے ساتھ کیا ہے؟ تو دونوں درجہ کر دی کہ برن نامہ آئی؟ مسلمانوں کا اہم لگ جانے تو کھانا کھانا پاک، بالائی اٹھنا پاک، ہانڈے، ٹیکس کا سایہ پڑ جانے تو پاک پاک کا جسم ہو جانے! یہ سب کہ خود انہیں کے مقبہ و مذہب کا کوئی "بیچ ذات" والا انکے جسم سے جوہر جانے، تو حرم الکنا بہرشت نہ جانے؟ ایسی قوم کو تو ناخوش ہونے کی جگہ اور خوش ہونا چاہیے، کہ شکار و شہ، کہ آخر روپ کر بھی سنا، و ہم ہی کے نقش قدم پر چلتے بن پڑا۔ زہد و صدق، ولی روزانہ اخبار روزہ بار بار ہندو قوم کی خدمت میں پیش کی جاتی اور خبر چھاپی ہی جاتی اس عنوان سے کہ

"جہوت چھات صاحب" کے دیس میں!

مشعل راہ

بامد عثمانیہ (دکن) کے تفریحی طلب میں۔ "مسٹر جی الہی نازمی بنی اسے سننے لگا، کے شیعہ، غلام کے بڑا کی ترجمانی کرتے ہوئے کہ کہ عثمانیہ ملک و گن کے سپاہیوں نے اپنے

آٹا کے رخاؤ میں برابر کے حصہ دار ہیں۔ اتحاد رکھنے سے اس سانحہ فطرم کو مبصر
استغفار سے برداشت فرما کر اپنے روزگار کے ساتھ ایک ذریعہ نشان پیش
فرمائی ہے۔ حضرت جلالت الملک نے "اور کن کی جلالت کے ذاد میں
شب و روز برفض میں ہمارا داری فرما کر، جا کا اقرار اور کا ایک بصیرت افروز
ہیں رہا ہے۔ طلب کو چاہیے کہ آجے آٹا کی رنگی کو مسلسل یاد رہا ہے۔
مستغفار کی تقریر کے بعد مولانا مناظر حسین صاحب مدد شہید دینیات
نے بصیرت افروز تقریر کی۔ آپ نے کہا کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے والدین کی
خدمت پر مٹھا اور والدہ کی خدمت پر حصو مٹا اور دبا ہے۔ ایک مرتبہ ایک
صحابی نے آپ سے دریافت فرمایا کہ باہر میں اندھا سے بڑھ کر بڑے بڑے
بعد کس کی خدمت مقدم ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ خدا نے ذوالجہاں کے
بعد ان کی خدمت سب سے زیادہ ضروری ہے۔ جب پرستار ان اسلام
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جہاد میں شامل ہونے کی اجازت چاہتے تو آپ میں سے
سب سے پہلے یہ روایت فرماتے کہ آیا تم اپنی زندگی بڑھائے؟ جو اسے کراہت
میں لے کر تو آپ فرماتے کہ اپنی کرداروں کی خدمت کر دینی تمہارے لئے
جہاد اگر ہے۔ سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے آپ نے کہا کہ والد سے اسلاف
کی روایات سنی رہا ہے۔ موجودہ نسل میں احترام والدین کا اعلیٰ درجہ جذبہ
دن و دن رات اظہار ہے لیکن جلالت الملک نے اپنی والدہ ماجدہ
کا یاد داری فرما کر، جنازہ کے ساتھ پھلائی و صوبہ میں پاپا و دہلی کرنا
کے سامنے احترام والدہ کا ایک ایسا عمل نمود پیش فرمایا ہے۔ سیکوہ رخ پران
عالم میں فخر و براہ راست کے ساتھ ذریعہ حرمت میں لکھے گا۔ جلالت الملک
عبدالرحمن بن زکریا کے سر شہید ہیں جو ہر جنتی اسلاف میں آئی ہے وہ انہیں
ہے۔ اہلہ کا چاہیے کہ، سمجھتے جلالت الملک کے نقش قدم پر چل کر اپنی و
دنیاوی ترقی حاصل کریں۔

نہا کہ ہے وہ موت جو اپنے بعد اسے تالیف کی زندگی بخش جائے۔ اور
مبارک ہے وہ مکران میں کی سیرت کے اجراء سلطان و جوان کو، سلاطین
کے بہن و بیوی۔ یاد دہانی کی زندگی کے لیے ہر جو دنیا کے اخلاق و
دین کے درس دے سکیں دنیا کے بے کسی میں اور دکانم لکھتے ہیں۔

ایک عالم کی وفات

۶ جولائی، اوار کا دن گزر چکا تھا اور شب
درغ شب شرما ہو چکی تھی، کہ میں بعد نماز مغرب اوراد و ناکت پڑھنے کے
فرنگی محلہ ڈاکٹر کے مشورہ عالم، یعنی مولانا سناہت اللہ صاحب نے ایک بک
وفات پائی۔ مولانا سناہت اللہ صاحب نے اپنی زندگی کا تمام وقت
اپنی فلاح اور جلالت میں کچھ ایسی خطرناک کبھی گئی تھی۔ سہ ہر ایک جا پر پلٹے
پہرے رہے تھے۔ بظاہر قاصدے تو مسند و قوی اچھے تھے۔ اتھالی کے
وقت آخری کلمہ جو زبان سے ادا ہوا وہ درود شریف تھا! اذک نفس اللہ
یوتین یشاء، غسل و ترمیمی و شنبہ کو صبح لکھنے کے مشورہ بارگاہ اوار میں
موتی۔ جنازہ آٹا لے کر ان کی کثرت تعداد دیکھنے سے خلق اکھن تھی
مولانا صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر رہا ہے ہر ایک درود مسنونہ اور دوسرا ناسیہ
ذکر حق اللہ رب العزت و خلق و صفات کے یاد دہانی میں اپنی زندگی گزار
لکھتے تھے اور آخر میں حدیث کی خدمت میں بھی گئے۔ ہفت گئے ایک سالہ

توین صدیق پر اور ایک خاص منعم کتاب زبانی شکوہ پر ابھی بارگاہ مجبور کے
ہیں۔ دربار رسالت سے نسبت عشقی حاصل تھی۔ نام مبارک تک سے مجبور
ہو جاتے تھے۔ اور اسی نسبت کا ظہور کائنات کے ذلت میں۔ راست کے قری
مدالیت سے جس بڑی بڑی رکھتے تھے۔ تحریک جلالت کے زمانہ میں پہلے
بڑے بھائی مولوی جلالت اللہ مرحوم کے عہد اور پشہ شہ کے بھائی اور مرشد
مولانا عبدالباری علی کی قیادت میں جلالت کے بڑے سرگرم و پرورش کار گاہ تھے۔
ادب اہل ہوش و سرگرمی سے سلم بلکہ بڑے بڑے تھے۔ علم، فخر و
رحمہ۔ انکے آثار میں جلالت، ایک بڑی بک خانی ہوگی۔ اور قریبی ملک کی دکن
چاہیے کہ آخری شمع اٹک چھو گئی! انا اللہ

مغرب کا تجربہ

ڈاکٹر برنارڈ آری (Bernard Lewis) نے
کتاب "The Women of Islam" (عورت و محبت) میں سطور ۱۹۸۷ء میں ایک
جگہ لکھتے ہیں۔
"تحریک نسائیت عام طور سے لیکن اسلام دور میں چلتی ہے۔ اس کی لڑائی
تمام لڑائیوں کی طرحوں کی آزادی وادی ہے۔ اور دشمن قیاد میں لڑائی ہے۔ اور
اسے اور موت کا شکار ہو کر وہ مرتبہ تک پہنچا ہوا ہے۔ یہ تحریک نسائیت اور
پہلے لڑائیوں کی تحریکوں کے بعد یہ قیادت چھوٹا کر، اس تحریک میں جوڑ دیا۔
اس کی قیادت میں جنت جنتی مذہب پر شہر الی اس کا قیادت
مسادات کے دعوے ایک غیر ضروری احتجاج ہے جس میں زندگی میں عورت
کہ انسانی آزادی کے غلامت۔ چنانچہ تحریک کے لکھنؤ وادوں کی ناکامی پر
بہ اعتراض آتے رہتے ہیں کہ عورت مرد کا کھلو "نہیں" "ہیں" یا جی ان میں
بوری عزت کی تعداد ہے۔ اس قسم کے عورتوں کا عدالت طلب یہ ہے کہ عورت
میں اس آزادی سے اپنی شہوانی خواہشیں پوری کر لیا کر سب سے مرد کرتا
ہوتا ہے۔ رہا پیشہ اور لڑائیوں میں داخلہ و عورت کو آج چن چن کر نہیں
بیٹوں میں داخلہ دے رہی ہے جو ان سے مرد کے ساتھ کھائی کے اور اپنی بیٹی
آزادی کے زیادہ سے زیادہ موٹ لیں۔ گویا آزادی سنہ الی کا خلا ہے
آزادی محبت۔ لیکن، زمین نظرت کی غلامت وری کہاں تک؟ عورت تو
بہن ہی اس لیے ہے کہ بچہ پیدا کرے۔ اس کا فریضہ طبعی ہے کہ وہ افزائش
میں عمل و نیت عمل کے ذریعہ سے حصہ لے۔ اور نظرت کے یہ مطالبات جب
تک قائم ہیں، آزادی کا ہر دعوے بے معنی ہے۔

جبکے نظریہ کے زمانہ میں مجھوں نے سائنسٹ کی نظر سے مشاہدہ کیا
ان پر یہ خوب روشن ذکر ہوا کہ عورت کا عمل کس بڑی حد تک اس کی شہوانیت
کا پرور پرش ہے۔ ہزاروں عورتیں جوش و خروش سے جذبہ شہوانی سے لبریز
"نرس" ہیں کہ باہر نکل پڑیں۔ ان میں کم ہی نے اپنے فرائض کو پورا کیا۔ اس
کا رٹو اس کے پردہ میں اندر ہی اندر اکثر نفس کی خواہشیں پوری ہوتی رہیں۔
میں نے خود بار بار مشاہدہ کیا کہ عورتیں اپنی ڈیوٹی پورے جانے سے پہلے اپنے
سامنے کھڑی ہو کر خوب خوب بن سوز رہی ہیں اور اپنی دل کھانے والی
دردوں میں جوش و خروش ہیں۔ میں نے تو ایسے انداز کا مناظر بھی کرنا
سے دیکھے ہیں کہ زخموں کو ان لہر بان عورتوں کی منہ طرف لڑوں سے

سرتہ و سرتے سرتہ

نمبر (۳)

(از مجد المآب)

پہلے سوال کا کہ وہی بنیادی سوال تھا ابواب دو چکا جانی سوالات کے ابواب نہ سہل میں انگریزوں کا خطہ جوں۔

(۲) دوسرے سوال کا خلاصہ یہ ہے کہ بڑی چوری اور چھٹی چوری دونوں کی ایک ہی سزا شریعت میں کیے گئے ہیں؟

معلوم نہیں سائل کے ذہن میں کچھ یہ بھی سوالات یہ ہیں کہ ایک بھکاری کی حرکت اٹھانے اور ایک شہزادی کے لیے تہہ کرنے کا حکم قانون نے عقل سے شریعت نے ایک کے رکھنے؟ عقل کا جرم، خواہ عقل منطقی ہو یا عامی ہو، اسے کچھ عالم دینا منطقی ہو، دونوں صورتوں میں قانون کی نظر میں شریعت کی نظر میں عقل کی نظر میں ایک کیے رکھا گیا ہے؟ جہاں سادگی اور وفا باقی رہے ایک سادہ چارہ کا شکار کے مقابلہ میں کہ جانے اور کسے نہیں سادگی کے خلاف میں دونوں جگہ ایک ہی قانونی سزا کی مستحق کیے گئے ہیں؟ شراب اگر صرف ایک گلاس پی جائے تو اس کا حکم کچھ اور ہو گا اور بڑا ایک بوتل پڑھائی جائے تو اس کا حکم کچھ اور ہو گا جو سے اس بڑی اگر تھوکی لگائی جائے تو قانون کی نظر میں کچھ اور لگائی جائے اور راکھ لگادی تو کچھ اور لگا؟

سائل کا خیال ان سب مقولوں کے لیے جو تائید کر گیا وہی بے حدود یہ ان میں سے کتنی ہے۔

سائل کے غلط خیال سے کیا یہ ہوتا ہے تو اگر اس روپے کی چوری کی سزا کچھ اور ٹھہرائی جائے نہیں کے لیے کچھ اور پچاس کے لیے کچھ اور سو کے لیے کچھ اور پانچ سو کے لیے کچھ اور ہزار کے لیے کچھ اور۔ یہاں تک کہ کرداروں تک جو پہنچتے پہنچتے سزائیں بھی ایک نہیں ہزاروں ہو جاتیں اگرچہ سزا سنی اور کے کٹیشن کی طرح سنی اور راکھ کے حساب سے گشتی برحق جاتی؟

یا اگر چوری کی بھی شری سزا، قطع یہی فرض کر کے اسے مرتب بیت بڑی ثابت کی چوری کے لیے رکھا جائے اور اس سے کم کے لیے یا پانچوں لگائیاں قلم لکھی گئی کافری سمجھی جائیں، یہاں تک کہ ذلت ایک اچھی سے گھٹتے گھٹتے ایک پوتہ آجاتی اور پھر آخر میں ایک پورے کچھ ریشور تک!

حقیقتہً سوال کے اندر جو منالہ ہے وہ اخلاقی اور قانون کے اعتبار سے اور یہاں غلط سمجھ پیدا ہوا ہے۔ اخلاقی نقطہ بنناک ہونے پر قبح جرم کے لحاظ سے نیا ہو سکتا ہے، لیکن قانون اور عدالت کی نگاہ میں تو ہر جرم تحقیق جرم کے بعد بہر حال ایک ہی نوعیت رکھتا ہے۔ قانون اپنے اندر کڑی سزا کی کیا لگا کا خواہاں ہے اور اس کے اندر یہ تعزیریں مکن نہیں کہ چوری کے چھوٹی اور بڑی ہونے کے اعتبار سے وہ چور کو بھی چھوٹا اور بڑا قرار دے۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ بعض خاص قسم کی چوریوں پر عورت عام کا لحاظ کر کے سزا سے چوری سے لگا لگائی نہ کرے۔ چنانچہ شریعت نے کیا ہے اور بیت ہی عقیر۔ قانون کی چوری کی اخلاقی بن نہیں کیا ہے، مثلاً خفیہ سے ہاں دس دھم سے کم کی سزا ہو گی یا اعلیٰ کی سزا ہو گی۔ شافعیہ کے ان اسکا اعداد

۱۲ دین رکھتے، مالکیہ کے ان تین درجوں کا۔ لیکن بہر حال نفس نصاب دینی کم از کم سیارہ کی تعین پر سب ہی متفق ہیں۔ ایک پسیہ کی چوری پہلے شریعت کی اصطلاح میں سر سے چوری ہی نہیں کہلائی گی۔

اس نصاب سے قطعاً غیر متدد چیزیں ایسی اور ہیں مثلاً کھانے پینے کی چیزیں بلند کر جانے والی چیزیں وغیرہ۔ جن پر سرتے سرتہ کا اجراء نہ ہو گا۔ تفصیلات اگلی سب کتب فقہ میں مل جائیں گی۔

(۳) تیسرے سوال کا حاصل یہ ہے کہ ایک عامی چور اور اتفاقی چور میں شریعت نے کیا فرق رکھا ہے؟

جواب یہ کہ شریعت نے سزا بھی ایسی عجز کر دی ہے کہ حکومت اعلیٰ اور فقہائے اسلامی اس میں اول ذلت کی ہی بار چوری کی ذلت نہیں آتی اور اگر کوئی شامت زدہ ایک بار اس میں مبتلا ہو جائے تو دوبارہ کلائی سے کٹا دینے کے بعد دوسری بار چوری کی محنت کر کے کچھ نہ کرے؟ لیکن بالآخر ہزار ہا سزائیں کئی مثال ایسی بھی ملتی ہیں تو دوبارہ چور کی سزائیں شریعت کا حکم ہے کہ اس کا ایسا پیر کاٹ دیا جائے۔ اور اگر تیس اور تین مثال کے بعد بھی ارتحاج جرم کی سزا تو آئندہ پھر اور کئی دفعہ پیر نہیں کاٹا جائیگا۔ لہذا سب اس بدعت کو عیشہ کے لیے ہی کرینگے، تاکہ وہ صدق دل سے توبہ کرے اور اس کے علاوہ بھی سزا سے دی جا سکتی ہے۔

دون سرور خدایا غفلت۔ جلد السیرتی پیر اگر چہ نے دوبارہ چوری کی تو اس کا ایسا قانون سنی و اثنی عشری میں ملتا ہے، لیکن کٹا جائیگا، اور سہ بارہ چوری کی تو حتیٰ تیوب وغیرہ استخوان و لیسر بینا۔ اس نصاب میں ہے بلکہ یہ بتیہ میں رکھا جائیگا، ذکر، الشیخ (رحمہ اللہ) بیان کیا کہ توبہ کرے اور یہ علم عثمان سے۔ اور مشائخ نے فرمایا ہے کہ اسے تعزیری ہی دی جائیگی۔

درجہ سرتے سن الکعب ان قانون اور چور کا ایسا پیر شریعت سے کٹا دیا جائے اور شامی اور خلیفہ عز الدین ابانہ رحمہ اللہ دوبارہ چوری کرے یا تیسری بار حتیٰ تیوب اور غیر انکار التوبہ (مخبر) میں کرے تو اب قطع نہیں۔ لہذا اب اسے قید کیا جائیگا اور اسے سب سے بھی اسے تعزیری ہی مل جائیگی تاکہ توبہ کرے یعنی آثار توبہ کے ظاہر ہو جائیں (مختار ذابان توبہ کا فی نہیں)

یہ سزائیں منصفیہ کے ان کے مطابق یقیناً ائمہ افاضت حضرت مولیٰ کا ایک اثر حضرت عمرؓ کا طرز عمل اور حضرت صحابہ کا اجماع ہے

عن علی ابن ابی طالبؓ قال اذا قتل حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا جب اگر قبل قتلت بڑا ایمن قانون عام کوئی مرد چوری کیسے تو اس کا ایسا پیر کاٹا قتلت۔ جلد السیرتی قانون عامیوں ڈالا جائے اور دوبارہ کرے تو اس کا ایسا پیر ایمن حتیٰ تیوب وغیرہ کتاب آثار اور پھر بھی اگر کرے تو تیس میں ڈال دیا جائے۔

شافعیہ کے ہاں اس کے بڑے تیسری بار میں ایسا باقاعدہ کاٹا جائیگا۔ اور ان کے فتوے کا ماخذ ابو داؤد کی ایک حدیث ہے۔

انراٹ فقیر بڑا ایمن قانون عام اسے قول یہ ہے کہ پہلی بار میں اور دہا بقہ کا قانون۔ جلد السیرتی قانون عامیوں ڈالا جائے اور اگر دوبارہ چوری کرے تو باقی جلد السیرتی قانون عامیوں ڈالا جائے اور پھر اس کے بعد کہ تو در حکم تعزیرات۔ لہذا عربی کی دہا پیر بھی ہٹ دیا جائے۔ یہ ملے انہماک علیہ ۲۰۰۰

ولا اهل ہر فریق اپنے اپنے رکھتا ہے گو ان سطور کے واقعے کے نزدیک قوی ترین
ولا اهل جمعہ کے ہیں۔

(۷۱) چوتھے سال پانچ برس کے گھم بھڑا کی ملائیں چوری خصوصاً لکھنؤ
پینے کی چوری ہیں کیا کوئی رعایت نہیں؟

عصی یہ ہے کہ حکومت اور ماحول اثر سازی میں لا اور وہاں کے سرسرا
شرعی کا اجراء اور ہوگا بھی کہا؟ اقل نظر کی نیم، نظر کی ثابت نام اس
گر سنگ کی نسبت ہی کسی انسان کے لیے کیوں آئے گی، غریب سے غریب شخص کے
بیم - قدر ضرورت کے لیے پینے کا انتظام بند ہو، مکان کے اندر اسلامی حکومت
کے لیے لازمی ہے، بلکہ اسلامی نظام مسیحت سے ڈر بخود لازم آجاتا ہے لیکن
اس سے قطع نظر وہ بھی کھائے پینے کی، یا اور ایسی ہی ضرورت کی چیزوں
کے لیے ہیں تو فقہاء اسلام نے بہتر ہی زاد نگاہ نہیں رکھی ہیں، ایسی کہ
حیرت انگیز چیزیں، سستوں پر جوتی ہے

نا جعید فی المذاہب والی الفساد | ہاتھ نہ کاٹنا جائیگا ان چیزوں کی چوری میں جو
نکالیں، عظم، السواک، الرمۃ | جلد خراب ہو جاتی ہیں مثلاً دودھ گوشت
(چرائی) | ترمیم۔

ان کی نہیں لکھیں، پیرس ہی اسلامی حکومت میں عام طور پر ہر شخص کو مل جاتی ہیں
وغیرت عام میں کسی نہ میں آیت کی نہیں، ان میں سے کسی نہ بھی ہاتھ نہیں

ولا یفیل فی ما یوجہ فی دار | اور ہاتھ نہ کاٹنا جائیگا اس چیز کے لیے جو دارالسلام
الاسلام کا شائبہ، الحشیش | میں حقیر طور پر مل جاتی تھیں، مثلاً لکڑی (جلاتے
العصب، السواک، الرمۃ، البطریقہ | کی اور گھاس اور زنگ اور پھل اور پندرے
والا برتن وغیرہ، (السنۃ) (دینی) | اور شکا دیکے ہو سے جائز اور ہر مالی اور گھر
اور چو ۲۔

یہ نرسٹ بھر ہی ملے اور مختصر ہے۔ فقہ کی کتابیں اٹھا کر دیکھیے ان کی نرسٹ
اس سے کہیں زیادہ ایسی چوڑی نظر آئیگی۔

یہاں تک کہ بعض فقہاء کے ان قویہ تعریج بھی مل جاتی ہے، کہ خط سالی
کے زمانہ میں کھانا چرانے کی سزا قطع یا باقی نہ رہیگی۔

اذا سرق طعاما او انتہ سرقہ | اگر کوئی خط سالی میں کھانا چرائے تو اس
قطع ل جیب القلع سرفقہ | چوری پر قطع یا نہ کیا جائیگا، باجے کھانا
سوا او کان طعاما بشاء | جلد بڑ جائیگا یا ایسا نہ ہو۔ اور خواہ
الی الفساد او البشاد | محفوظ رکھے رکھا گیا ہو یہ نہ ہو۔

وسوا کان محرزا او لم یکن |
دعا لگیری، من الزخیرۃ |

(۷۵) اب آخری سال یہ رہ جاتا ہے، کہ قطع سے انسان ساری عمر کیلے بیکار
ہو جائے اور سوسائٹی پر بار بن جاتا ہے، ایسی سزا جس کا غیاء وہ دوسوں
کو بھگتا نہ دے، کس مصلحت پر مبنی ہے؟

لیکن یہ سوال صرف قطع پر ہی نہیں، کیوں دار کیا گیا ہے؟ مطلق سزا
کی ہر صورت پر کیا، اسی شدت، قوت سے عام میں آتا؟ دنیا میں آخودہ
کے سہ سزا ہے جس کا اثر تا ستر ہجرت کی ذات ہی تک محدود رہتا ہے اور اچلی پوی
بچہ لکھنؤ میں ان اثریوں، غاذاں اور برادری تک محدود نہیں ہوتا؟ چور کا

سزا قطع یا نہیں، "ادام لکھنؤ" کی ہے، جب کون سا سماج اس کے گرد لپٹ
کھائے باقی رہ جائیگا؟ جب کب وہ کیا کیے قابل باقی رہیگا؟ جب کب
اور سوسائٹی پر بار نہ ہوگا؟ جس دوام نہ سہی سال، دو سال، چار سال ہی
کے لیے جیل میں، کیا اسی منطق کی رو سے، مجرم کے بوی بچوں کے حق میں کیا
شدید ظلم نہیں؟ پھر خود یہ جو جیل اور پولیس اور قضیہ پولیس کے نظریہ ہیں
مکمل ہر مذہب حکومت کے جز بنے ہوئے ہیں، ان کے اپنے اپنے ہنر ہنر
جزیوں کی ہزار ہا روپیہ اور کئی تخیلی، "ایکسٹریٹوٹس، سٹریٹوٹس، کتاؤں،
جیلروں کے شاہرے، سب سب ایکٹروں، روڈوں، فٹپاٹوں، لکھنؤ
کے دریاہوں کی میزبان، "نور" (نیشنل) برتنڈاؤں، اجا سوسوں، پتہ لکھنؤ
کی بے اندازہ تخیلات، جیل، کو قتل، تعانہ وغیرہ کی عظیم الشان عمارتیں وغیرہ
وغیرہ ہزار ہا انداز اجابت آخر کہاں سے آ رہے ہیں؟ کیا مجرموں کی
نیپ سے؟ یا اس کے بلکے لکھا وہ بے تصور دنیا، مصلحت مندانہ
کی جیب سے؟ — مجرم کے ہاتھ میں جیب ہتھکڑیاں پڑتی ہیں مجرم کے
پیشہ، جسم کو تنگ کر کے جیب اس پر تھاتا ہے، پھر پڑتے ہیں، تو مجرم کی پیچھا
آہ و زاری کے ساتھ ساتھ، اس کی پوی کے، این کے، بیٹی کے ان کے،
اپ کے دل پر کیا گزرتی رہتی ہے؟ — باقی اور جہانی عقوبتوں کو
بھی چھوڑیے، محض تقضیع رسوائی، بدنامی کے پہلو تک رہیے۔ سزا ایک کو
ملتی ہے بدنامی اس کے سارے خاندان کے تعیب میں آکر رہتی ہے، جہاں
تو اس فلسفہ پر اگر عمل ہو، تو آزاد آفرینش عالم سے لیکر آج تک کسی کو بھی سزا
کوئی ملنی ہی نہیں کسی ہٹ سے ہٹے جرم میں بھی ملنی ہی نہیں۔ پہلے کہ آج تک
کون سا مجرم ایسا ہو ہے، جس کا نہ کوئی سزا نہ ہو، نہ دوست، نہ خلیفہ، نہ ہر ذمہ دار
کی بنا یہ ہے کہ فرد کو سوسائٹی سے بے فلیٹ، ایک متعلق انسان فرض کر لیا گیا ہے۔
اور یہ مفروضہ ہی بے بنیاد ہے۔ شخصی تعلقات، خاندانی جکاز، خونی رشتے،
دینی علاقے، نسلی جھگڑیں، عزیزانہ گرجیاں، یہ سب بھی کسی مصلحت کو ہی
سے گئی ہیں، کہ ان کا باؤ ہر انسانی مجرم پر قائم رہے اور انسان کا قدم، خوف
سے نہ سہی، دانا سے الٹی کی فرض سے نہ سہی، تو کم انکم انہیں دانتیوں کی بنا پر
جاوہ تقسیم پر قائم رہے۔ تو اسی باطن و تو اسی بالعمیرہ انسان کے فرائض
میں داخل ہے۔ دوست اور عزیز ہوتے ہی اس واسطے ہیں کہ وہ حق قائم
رکھنے، کج روی سے بچانے، نیکی کی خوش انجامیاں سمجھانے، ان کی
انجامیاں دکھانے میں ایک انسان، دوسرے کا سینہ دساؤں ہو، ایک
کی کامی سے دوسرے نفرت نہ لیں، ایک کی سزائی سے دوسرے میں نفرت
بھگتیں۔ یہ سزا کا ایک لازمی عنصر ہے۔ اگر کسی طریقے سے، تو ضرور
نفاذ کر دیا جائے، تو سزا کی مقصود ہی ایک مذمت یا مل ہو جاتا ہے۔
کیا یہ روزمرہ کا مشاہدہ نہیں، کہ ان خود خائفہ کر رہی ہے، لیکن بچے کو بھوکا
نہیں سلا سکتی، باپ خود اپنے اوپر الزام رکھ لیتا، خود چٹ سہ لیتا، لیکن
بچے پر آٹھ نہ آتے دیکھو؟

جب یہ صورت حالی ہے، جب عزیز پرستی اس مذمت جزو نفرت
بشری ہے، تو مجرم کی سزا سے خدا تک کو محض کسی کی ذات تک محدود نہ
مقصود ہی کب رہا؟ مقصود ایک یہ بھی ہو گیا، کہ اپنے پیاروں کی
کیلئے کے لوگوں کی، مقصود ان کے سزا دہی سزا (مذمت) ہو۔

مسلمانوں پر پڑا انسان کچل جو سور کا گوشت حرام کر دیا

جدید ادب لطیف

مُورِ آبِ گندگی میں نہ مارنے والا اور کھانے والا جیسا اور بخوانی جانور ہے۔ جسکے گوشت کے کھانے سے انسان کو بھی نقصان پہنچنے کا ڈر ہے اور اس میں بھی یہ جراثیم پیدا ہو جاتے ہیں۔ غالب امکان ہے۔ ویسے سارے گوشت کے کھانے میں جراثیم کے کٹرے بھی ہوتے ہیں جو کہ انسان نے پہلے جانے نہیں۔ اب ذرا

ہمدروان صدق سے

پچھلے سال میں یہ رہا تھا، یعنی خولائی اور آگست کا مہینہ اور حسب ذیل صدق خواندہ
در کرم فرمودہ ہے: **عقلہ** سالانہ کی کشت اہو سے صدق کی رنگائی ہونی کشتی کا
بسی ہوتا تھا اور اپنے کھوسے پر جم کر کواں از روف زندگی عطا کر دیتی تھی۔

[illegible]

اب ان ادیبِ شیر سے کوئی پڑا
کہ اپنے ادیب کو آپ کتنا ہی غلام
اور نقال بنا دیں لیکن ہندوستان
میں سبھی آنکھیں کہاں سے لائیے گا۔
”تجربہ“ آستان کی سبائلی نرمی نظر
آتی ہو! — — اور یہ کہ
”دل پرورش رانی“ کیا بلا ہے؟
اور یہ ”زندگی کی“ ”عین“ جو میں اور
! ربک مغرب پہ کہاں کہتے؟
جدید ادب کا بڑا کمال گویا یہ ہے
کہ کوئی ایسا بے سرو پا ہم محض
کہہ کر جو کسی نے پہلے نہ کہا تھا

جناب سرز محمد احمد ریڈ ہاؤس (کلگری بازار - بمبئی)

۱- جناب

۲- جناب

۳- جناب

۴- جناب

۵- جناب اہتمام یکم مہینہ (بند پال)

۶- جناب نثار صاحب محمد پورہ صاحب (گجرات - پنجاب)

۷- جناب منشی منظر علی صاحب (ریاست جواہر) (نصف رقم)

۸- جناب عبداللطیف صاحب (فریجہ بازار - بمبئی)

۹- جناب سلیمان دادا بھائی برادر (ایڈورڈ اسٹریٹ - رنگون) (بڑی حد تک)

۱۰- ہاؤس ٹریڈرس (کلگری بازار - بمبئی)

۱۱- جناب نفیم الدین ملاوی صاحب (سورت)

۱۲- جناب مولانا سائمن صاحب (حیدر آباد رنگون)

سال بھر کے بعد، فرنگیوں نے پھر اس حال میں حضرت سے کرنا پڑا ہے۔ اگر
فرنگیوں نے حضرت اپنی قدر دان کا علی ثبوت لینے میں سستہ ہوتے تو نوبت اس اعلان
و اعلام کی کیوں آتی۔

نیا زمانہ ہفتہ صدق

— قدموں کے پیچھے جھونک ہونی شاعر دینا ایسا مسلم ہونا ہے کہ گویا جو نیکی
 وجود رکھتا ہے اسے ادیب کا قصہ ہے ا — زبان کی نظرت اور اس کی ادبی
 خصوصیات کو طائرانہ دیکھ کر یہ شبہ نہ پڑے کہ زبان کا خون کر لہا ہے اگر تیرے مدد
 ادیب ہے، جسکو دل پر شاد دینی میں ادیب کی حماقت کی کمی کو باقی رہے اور اس کی

اور اپنے گرد ایک کو یا کئی گھوسا بنا لیتے ہیں اور اُس میں سالوں تک زندہ رہتے ہیں جب اس قسم کے کڑیوں کے گھر جسم میں بہت پھیل جاتے ہیں و انسان کی صحت کو نقصان پہنچتا ہے۔ اول اول تو دست آستے ہیں جس میں قدرت ان کڑیوں کو باہر نکلانے کی کوشش کرتی ہے۔ اگر پھر مرض ٹراننڈینٹس صا و صا و نکلا جائے گا چہ اداہ ایک جسم میں پوشیدہ رہتا ہے۔ جب یہ زور کر لے تو جسم میں سخت درد اور نفع پیدا کر دیتا ہے۔ اس کے بعد بخار اور مرگی کی قسم کی ایک اعلیٰ بلوی ناقص طبعی ہے جس سے اکثر انسان فوت ہو جاتا ہے۔ جب یہ مرض جڑ پکڑ جائے تو علاج بڑا مشکل ہے۔ ڈاکٹر کا خیال ہے کہ مرض صوبہ جات متحدہ امریکہ میں ایک کڑا انسان اس مرض میں مبتلا ہیں۔ اگر دوست خوب بھی طرح کیا جائے تو یہ کڑی نہ مرنے میں کراہیں اور

(اجنبیہ معقمہ ۵)

اور انہی خلعت کا ڈر سے نہ کسی کم از کم انہیں بگناہ بن بیوقوفہ و دروغ مصوموں کے قتل و ستم
 ارتکاب جرم سے پاک ہے۔ اس بنا پر یہ دوسروں کی خلعت اذیت دالہ معصومہ قاعدہ عمومی سزا
 حق میں عرب نہیں ہر ہے۔ البتہ اشتنا ہر کلیہ میں ہوتا ہے اگر کسی اشتنا صوبہ میں
 مجرم کے منسلکین: اعوان کی ادا و کفای ضروری سمجھے تو قتل نامہ کر سکتا ہے۔ واللہ اعلم

(۱) اگرچہ اس بات پر ایک اور جس نے اس کو چاہا، وہ یہی ہے کہ یہی ہے۔

ایڈیٹر: عبدالماعز

۴- در بارهٔ این مسئله با یکی از

تیس: از حکیم عبد القوی

سنگین بکریاں ہیں بخدا کیلئے اور خیر کے لیے

چندہ اندر نظامی

اور اس کے بارے میں سنئے، وہ فریاد نہ کر رہا ہے

محمد عبد الرؤف عباسی مہتمم صدیقی

مرشد آوارده پس جو کہ مخ

چند سالہ
مختصر

بیچون پندے ساوانہ مشائخہ

بہت فیہرچ



1992

نمبر ۱۲ - دوشنبه - ۹ رجب المرجب ۱۳۶۰ - مطابق ۲۲ - اگست ۱۹۴۱ - جلد ۱

سچی باتیں

[illegible]

۱۲ ہزار سال قبل
یونانی تہذیب کی نگاہ اب رومی تہذیب کے لیے ہوتے ہیں کہ
کے تمدن اب اپنے چمکے ہیں اور کھلے ہیں
وقت اب اتنا زیادہ صحت ہونے لگا ہے کہ مجبوراً اب قانون کو دست اندازی
کرنے پڑے اور وہ حکام رہے ہیں۔ مشہور تاریخ نویس (پلیٹو) کی جنس میں
خاص طور پر یہ اتنے گروہ کھلے۔ ان کے بیڑ پر کئی تین ہی گھنٹے صبر کرتا تھا
کھانے کے روزانہ اقسام اب پچاس سے کہیں زیادہ تھے۔ اور اسی خاصیت
نے گائے بچا سنے انہیں کھاؤں میں اس قدر۔ آپ لکھنے کا کام انگریزوں کی گزریں
تھام دیتی تھیں۔ شہر اب کے علاوہ دوسرے گوشت بھی اپنے جزو صحت۔ کھانے
کا طریقہ وہی کوچ پولیٹ لیت کر اور نگاہ لگا کر کھانے کا۔

۱۲ سوال قبل
دنیا انہیں بنائی تھی یوں کے مظاہروں میں لگن تھی۔
کہ عرب کی سر زمین پر ایک صالح اعظم اُٹھنا ہے۔
اور وہ مذہبی کے بٹے چھوٹے۔ بحالہم کی طرح کہانا کھانے کے آداب میں بھی

ابن انقلاب طبر پر پڑ کر دیتا ہے۔ اسکی غذا سادگی کا نمونہ ہوتی ہے۔ وہ نہ بڑی
درعی بن، نہ دان آپر کھاتا کھاتا ہے نہ بڑبڑ۔ اور لیٹتا تو اسسدا کبھی سنی سے
اچھے ٹیک لگا کر اور تکیہ لگا کر یہیں کھاتے نہیں دیکھا۔ کہنے لگے کہ اس سے کھیلنا
اسکی جگہ ایک عبادت بنادیا۔ وہ شروع کرتا ہے تو اللہ کا نام لے کر اور غنیمت
کرتا ہے تو الحمد للہ اللہم اعلیٰ و سنانا اکلہ۔ یہی سکا اعلان کر کے کہ یہ بچہ
نصیب ہوا ہے اپنی ذاتی کوشش سے نہیں پہونچا، یا لہم کی رحمت بخشش
کے طور پر اور کھلانے پلانے والا اکیلا وہی ہے۔ میں یہی کہتی ہوں کہ روٹا
شریاف نہیں۔ وہ نہ شمس سے سرعکھنے لگتا، نہ تھپہ ہے۔ اور کہتا ہے کہ میں
اس طرح کھاتا ہوں جس طرح ایک غلام کو ایک بندہ کو کھانا پالہ ہے، چاغی
کے بہتوں میں کھانا اسکی شریعت میں حرام۔ شراب اور سور اس کے دین نہ حرام۔
بنبر اللہ کے نام کے ذبح کیے ہوئے ہر جانور کا گوشت اس کے آئین میں حرام
ہو سکتا ہے آج پھر دوڑوں کھلے ہوئے ہیں تو حید والوں والا بھی
عبدیٹ محض والا بھی اور صاحب والا بھی۔ تمنا بجاہلی کے گزشتہ دور
موجود طبر داروں والا بھی!

ذوالقرنین قرآنی

قرآن مجید سورہ اُکث میں ذکر ذوالقرنین اور اس کی
تفصیلات کا ذکر ہے۔ ہر باب میں خاص تفصیل کے ساتھ آیا ہے۔ لیکن خود ذوالقرنین
تھا کون ؟ اگر بر تفسیر اس صحت کے ہیں کہ اُس سے مراد مشہور نافع اسکندر مقدونی
ہے ۔ دوسرے اقوال ہیں شروع کے متعلق چلے آ رہے ہیں ۔ اور اب جب سے
تحقیق اور ذوقِ خیالی کا سیارہ یہ قرار پایا ہے کہ اگلے ماہرینِ فن کے ساتھ
رشتہ اختلا و باطن کا نہیں بلکہ انکا دور نزدیکِ قائم رکھا جائے ، ذوالقرنین کے
اسکنر دیونے کے سلسل انکا دیونے اگلا ہے حال میں دہلی کے ملن دیونی ادا نامہ
برہان میں ایک مفصل مستوفی ذوالقرنین اور مہ سکندر دی کے اختلا و سے چلا ہے ۔
اس میں ذوالقرنین کے اسکندر دیونے سے انکا پر دلائلِ قریب قائم کیے گئے ہیں :-
”سکندر مقدونی کی تاریخ کا یہ مسئلہ باب ہے کہ دیونانیوں کے قدیم مذہب

قرآن کا وعدہ صرت اس قدر ہے کہ ہرنگی اپنے وقت معین پر ادا ہوگی
اپنے وقت معین پر، اپنا ثمرہ دکھا کر، یہی —۔ بج اپنے وقت پر یقیناً
ایک بتاؤ زبردست درخت بن کر رہیگا، بہت زمین گھیر لیگا، بڑی گھسی جھاڑیں لیگا،
میسوں شاخیں، سیکڑوں ٹہنیاں، ہزار ہزار پنیاں پیدا کر لیگا، لیکن ابھی اندر
سروست قوساری ظاہر کی گئی ہیں، اسے زمین میں غائب ہونے، مٹی کے اندر
نہج جاتے، دیکھ رہی ہیں —۔ تناؤ کل کا نمود اگر کہیں گلی کے ساتھ
فی العزہ ہونے لگتا، ہر شرب خود کا نہ شرب کس پہلے قطرہ کے ساتھ، گندگی اور

یہ کہہ کر چلے گئے، پھر وہ لوگ کہ انہوں نے نبی، محمدؐ کی بی بی و رکھ کے ساتھ شریعت شروع کر دی تھی، تو اس پر یہ ایک کار کا دورہ جانا ایک قانون کا۔ انہوں نے سب کے سب میں دینی اور دنیاوی ہوتے۔ عالم ابتداء کی مصلحت جو وقت ہو جاتی اور زمانہ میں اس وقت کے افراد کے لیے پھر کئی عالم کی آفرینش کی ضرورت پڑ جاتی۔

یہی کہنا تھا کہ ہر جزوی واقعہ کی علت، سو ایک ہی جہاں کے کرشمے تھے، لیکن ہر وقت کے یہ ہر روز کو چھوڑتے رہتے ہیں۔ سب سے پہلے یہی کہتے ہیں، اہل حق سنی سے پہلے ہوتی رہتی ہیں، اہل حق سنی میں جہاں دوسرے رہتے ہیں، ان کے ہوتے پہلے ہیں، مگر یہ کہتے ہیں، وہاں پہنچتی رہتی ہیں، پہلے اور پہلے جہاں دوسرے پہنچتے ہیں، وہی رہتی ہیں، ان میں سے کسی کی پوری توجہ نہیں ہوتی، آج تک اس میں ہے، اس میں طویل ترین مدت میں یہاں کی شدت کو پہنچا کر لیا جائے، باقی دنیا میں یہاں کے سیاسی کاؤٹھلا، بیار کا کاؤٹھلا، یہاں کے حق میں کٹاؤ ہو جاتا، یہاں کے خدا کے اس کے مزہ کا پھٹنا، یہ سب چیزیں عادت بن چکی ہیں، اور اس میں کہ ان مسلمان اس حال میں مبتلا ہو گئے ہیں، میں نہیں پہنچ رہی ہیں، یہاں ہے۔

پھر یہ بھی کہہ دینا چاہیے کہ وہاں انشاء اللہ کب کا اس غلطی سے دور ہو جائے گا، یہ کہہ کر علم گیر علم نور عالم انبیا ہی کا یہ کہتا ہے۔ اسکا امتثال سنانی علم کے لیے ہمیشہ ہی موجود ہے کہ جسے ہم ہمیشہ قبول کر لیتے ہیں، وہ چھاپاؤں میں ہوتا ہے جو پھر کفر و فسق نظر آتا ہے، اسکا مرتبہ ظاہری خراب ہو، بشری علم و شہادت تو کہیں بھی حسن ظن و سواد ظن کے حد سے ہرگز قدم نہیں رگد سکتا۔

آئینہ کا نقشہ

”جتنے عوام کا اوپر ذکر کر چکا ہوں، انہوں نے شائد دیکھا ہو کہ وہ سب شہوانی زندگی میں محروک ہونے کی حیثیت سے گئے اور پھر اس نئی ترین محروک علم کا شہرہ کے آگے۔ ممکن ہے کسی کو اس بیان سے اختلاف ہو، لیکن اسکی صداقت واضح ہو جاتی ہے جیسے ہم اسکا خیال کرتے ہیں کہ آئینہ ہمیشہ تلاش حسن و جمال میں رہ کر رہتا ہے۔ اور یہ علم ہے کہ حسن و جمال ہی وہ ہے جو عشق و شہوانیت کو بھڑکا کر رہتا ہے۔“

(Woman and Man جلد ۲ - صفحہ ۲۲۵)

وہاں کے ڈاکٹر برنارڈ مارکی یہ تحقیق نفسیاتی، عضویاتی، حیاتیاتی تجربات کے ذریعہ کے دفتر چھان ڈالنے کے بعد اب بیسویں صدی میں ہے، اس کے مقابل میں خیال عرب کے اس آدمی اور دنیا سے انسانیت کے اس حکیم علم کی جیسے جسکی شریعت نے ساتویں صدی عیسوی سے مرد و عورت دونوں کو الگ الگ علم علم دے رکھا ہے، اگر نظر نہیں بھی رکھو، انہوں نے حتی الامکان نظری نہ پڑنے دیا۔ اسلام نے سب سے زیادہ زبردست پھر نقشہ کے اسی دروازہ پر چھاپا ہے، اور اسلام اور عورت دونوں کے وراثہ دشمن کی تعلیم میں دونوں کا توازن و دست میں آج اسی سبب سے بڑی حفاظتی وقت کے درپے ہو رہا ہے!

نقشہ سائیاں

”..... آج یورپ اسی سکوس تمدن کا علمبردار بن کر اپنے گھروں کو بگاڑ کر اب شرع کے گھروں کو آجائے کے درپے

ہو رہے۔ اسکو اور کالج کی وہ گلیوں کے متعلق مردم سان اسمر نے فرمایا تھا۔“

اسم میں کل گناہیں قابل منہلی سمجھتے ہیں کہ جگر پڑھ کے لٹکے باپ کو منہلی سمجھتے ہیں

ان گناہوں کے ذریعے آثار و نتائج تدریج شرعی مالک کے غلاموں میں سرایت کر رہے ہیں۔ ان کا کام صرف یہ رہ گیا ہے کہ بچوں کو بال کر جان کوٹھے اور باپ کا فریضہ نقد یہ ہے کہ جہاں سے بھی ہو اسکو اور کالج کی زندگی کے مصداق، جن میں نیشن، سیکٹا، انیس و سرور و غیرہ کے مصداق ہیں داخل ہیں، انکی پاسپائی سا جزاء و کیسے سلسل کر رہا ہے، اور جب کہیں تیس سال کی عمر کے بعد سا جزاء میں کچھ لگانے کا پتہ کی ملاقات پیدا ہو تو سوائی حقین کے کاغذ بن کر وہ اپنے جوش کے ساتھ جہاں جی چاہے، میں ہوں، سنانے پوری پڑھی اس منہلی اور کھٹ باپ شمر کے میں کہ چہ اور گناؤں کی جس گلی میں چاہیں اڑیاں رگڑ کر دم توڑ دیں۔ آج اس غیبت مغربی تمدن کی جو میں شریعت گھروں کو دیکھاں دے رہی ہیں، اور کتنے غلامان گر چکے ہیں، ان کا سر غلامیہ میں اور کتنے کے تعزینی عابہ میں دولا

سناظر حسن گیلانی کی تقریر

افسوسناک اور درد انگیز ہے میں تدریجی ہو، مبالغہ آمیز آپ اس تصور کے کسی جز کو بھی کہہ سکتے ہیں؟ محبت میں جو اکثر مردوں میں تو اس تصور کا رنگ بجا سے گہرے ہونے کے ہلکا ہی ثابت ہو۔

بے پردگی کے ثمرات

بھی نہیں لڑکیوں اور عورتوں کے جتنے شرناک واقعات ہوتے رہتے ہیں انکی تعداد اسے ملک کے واقعات کے مجموعہ سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔ اسکا اصلی سبب یہ کہ جہاں پردہ نہیں ہے اور یورپین تہذیب شرعی تہذیب پر غالب آگئی ہے۔ ایک مکان میں بیکروں آدمی رہتے ہیں اور عورتوں اور لڑکیوں کو مردوں سے ملنے بٹھانے اور باہر کوٹھے کا بہت زیادہ موقع ملتا رہتا ہے اور جو غلامان پر سے غیبت میں رہتا ہے وہ اپنے قول کی وجہ سے یورپین تہذیب و تمدن کا عقلمند ہو جاتا ہے اور یورپین تہذیب کا پھلا زینہ بے پردگی ہے اور دوسرا بھیائی ہے۔ بھیائی سے مراد ہے شائد تک بائیس اور سینہ تک گردن عریاں رکھنی۔ ساڑھی یا دوشیا اتنا بالیک ہونا کہ باپ بھیائی دیکھ کر شرعاً جائیں اور ساڑھی کے پتے کا بار بار شانے سے بٹھاک جانا کہ ایک طرف کا سینہ کھل جائے۔ چہرہ پر غلاظہ پوتا، اور بھونک گندے بالیک بنانا۔ بونٹوں پر سرخی لگا کر ہاتھ میں ہوا لیکر مردوں کی مجلس میں بے محابا گھس جانا۔ ہنر واد سے تھوڑی دیر میں بے تکلف ہو جانا۔ اور باپ بھیائی یا شوہر کو ساتھ لیے بغیر دست احباب سے ملنے جانا۔ یہ اختلاط صرف شادی شدہ عورتوں ہی تک محدود نہیں ہے، کیونکہ لڑکیاں بھی ہی لڑنے لگی ہیں۔ اور اگر کوئی اعتراض کرے تو وہی فرسودہ بھیائی کہتی ہیں یہ زمانہ دشمنی کا ہے (ابھی سے) انکی نہ کیجیے، یا وہ حملہ دہرا دیتی ہے جو غلوں کی کڑواہی پر وہ اپنے باپ سے کہا کرتی ہے۔ اس بھیائی کا لازمی نتیجہ یہی ہے جو ہمیں میں روزانہ دیکھنے یا سننے میں آتا رہتا ہے، نا جائز فعل، اغواء تبیل تہذیب، غور سے جنگ ضبط لیدر مل میزنی، عصمت فردوسی رسوائی ذلت، غلامان کی

بہائی اور شہوانیت کا پھول

۱۱۰۰ ہذا میں ایک بلیو تھمیر و انٹ کا بھی ہے۔ یہنا شاید کا زجر اور درود کے لحاظ سے ہوگا۔ اس اس میں بھی نشان ہے۔
 دنی تو ہم ماؤ اور اور اللہ عجلہ استغفار (کبیر) دنی ہذا استغفار اسرا ل
 (بعض دینی)
 اللہ (اللہ اپنے تئوں انگوٹھی کے مطابق)

اللہ کے خالق شرف لکھنے میں وہاں عالم کو بڑی بڑی نعمتیں پیش کرتا ہے۔ اور اس بشارت کی اصل بنیاد ہے کہ شرف کا بھی شرف کی طرف کوئی ایسا ہی وجہ نہیں کر رہا گیا ہے۔ حالانکہ شرف و اشیاء کا ثبات کے موجود است عالم کے صرف غلط و ناجائز طریق استعمال کیا ہے۔ خالق کا ناسخ انسان کو آدھی باقی ہے۔ استغفار وہ ہے کہ ہے۔ مخلوق میں سے ایک کے انتخاب کی۔ اور اس کا نام ارادہ ہے انسان اپنے اسی ارادہ و اختیار سے کام لیکر جب غلطی کا انتخاب کرتا ہے۔ تو اس کو شرف میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ لہذا اپنے قانونی و خدا سے قطع نظر، خرابی جو دیکھا، خرابی سبب یا سبب الاسباب میں ہے۔ وہ بڑی کا خالق اسی میں ہے جس میں میں دیکھا اور وہیے جائزوں کا اور تو خود اور زندگی کا ہے۔

۱۱۰۱ (جیسا کہ بعض کی فکر اور عالم ستر زمین کے خیال میں خرافا ہے) قرآن مجید میں اپنے اپنے عمل پر تذکرہ بڑی بڑی مخلوق کا بھی آیا ہے اور چھوٹی سی چھوٹی جانیں۔ ہر دونوں میں ایک طرف (یعنی) اوست، شیر کا اور دوسری طرف چیتھی، کھٹی اور چھوٹا۔ اس آخری تذکرہ پر بعض ناموں نے گناہ شروع کیا، اگر وہ: "خوشے تو کام الہی ہونے کا اور رعنا میں اس کے انفرادی حقیرا اور میں بعض روایات میں ہے کہ یہودی کی طرف سے جو انکار اور ایک قول ہے کہ "شرکین کی طرف سے۔ ممکن ہے کہ وہ ان شرک ہوں۔ ہر حال جو اب میں یہ آیت نازل ہوئی۔

۱۱۰۲ (جیسا کہ بعض کی فکر اور عالم ستر زمین کے خیال میں خرافا ہے) قرآن مجید میں اپنے اپنے عمل پر تذکرہ بڑی بڑی مخلوق کا بھی آیا ہے اور چھوٹی سی چھوٹی جانیں۔ ہر دونوں میں ایک طرف (یعنی) اوست، شیر کا اور دوسری طرف چیتھی، کھٹی اور چھوٹا۔ اس آخری تذکرہ پر بعض ناموں نے گناہ شروع کیا، اگر وہ: "خوشے تو کام الہی ہونے کا اور رعنا میں اس کے انفرادی حقیرا اور میں بعض روایات میں ہے کہ یہودی کی طرف سے جو انکار اور ایک قول ہے کہ "شرکین کی طرف سے۔ ممکن ہے کہ وہ ان شرک ہوں۔ ہر حال جو اب میں یہ آیت نازل ہوئی۔

۱۱۰۳ (جیسا کہ بعض کی فکر اور عالم ستر زمین کے خیال میں خرافا ہے) قرآن مجید میں اپنے اپنے عمل پر تذکرہ بڑی بڑی مخلوق کا بھی آیا ہے اور چھوٹی سی چھوٹی جانیں۔ ہر دونوں میں ایک طرف (یعنی) اوست، شیر کا اور دوسری طرف چیتھی، کھٹی اور چھوٹا۔ اس آخری تذکرہ پر بعض ناموں نے گناہ شروع کیا، اگر وہ: "خوشے تو کام الہی ہونے کا اور رعنا میں اس کے انفرادی حقیرا اور میں بعض روایات میں ہے کہ یہودی کی طرف سے جو انکار اور ایک قول ہے کہ "شرکین کی طرف سے۔ ممکن ہے کہ وہ ان شرک ہوں۔ ہر حال جو اب میں یہ آیت نازل ہوئی۔

۱۱۰۴ (جیسا کہ بعض کی فکر اور عالم ستر زمین کے خیال میں خرافا ہے) قرآن مجید میں اپنے اپنے عمل پر تذکرہ بڑی بڑی مخلوق کا بھی آیا ہے اور چھوٹی سی چھوٹی جانیں۔ ہر دونوں میں ایک طرف (یعنی) اوست، شیر کا اور دوسری طرف چیتھی، کھٹی اور چھوٹا۔ اس آخری تذکرہ پر بعض ناموں نے گناہ شروع کیا، اگر وہ: "خوشے تو کام الہی ہونے کا اور رعنا میں اس کے انفرادی حقیرا اور میں بعض روایات میں ہے کہ یہودی کی طرف سے جو انکار اور ایک قول ہے کہ "شرکین کی طرف سے۔ ممکن ہے کہ وہ ان شرک ہوں۔ ہر حال جو اب میں یہ آیت نازل ہوئی۔

۱۱۰۵ (جیسا کہ بعض کی فکر اور عالم ستر زمین کے خیال میں خرافا ہے) قرآن مجید میں اپنے اپنے عمل پر تذکرہ بڑی بڑی مخلوق کا بھی آیا ہے اور چھوٹی سی چھوٹی جانیں۔ ہر دونوں میں ایک طرف (یعنی) اوست، شیر کا اور دوسری طرف چیتھی، کھٹی اور چھوٹا۔ اس آخری تذکرہ پر بعض ناموں نے گناہ شروع کیا، اگر وہ: "خوشے تو کام الہی ہونے کا اور رعنا میں اس کے انفرادی حقیرا اور میں بعض روایات میں ہے کہ یہودی کی طرف سے جو انکار اور ایک قول ہے کہ "شرکین کی طرف سے۔ ممکن ہے کہ وہ ان شرک ہوں۔ ہر حال جو اب میں یہ آیت نازل ہوئی۔

۱۱۰۶ (جیسا کہ بعض کی فکر اور عالم ستر زمین کے خیال میں خرافا ہے) قرآن مجید میں اپنے اپنے عمل پر تذکرہ بڑی بڑی مخلوق کا بھی آیا ہے اور چھوٹی سی چھوٹی جانیں۔ ہر دونوں میں ایک طرف (یعنی) اوست، شیر کا اور دوسری طرف چیتھی، کھٹی اور چھوٹا۔ اس آخری تذکرہ پر بعض ناموں نے گناہ شروع کیا، اگر وہ: "خوشے تو کام الہی ہونے کا اور رعنا میں اس کے انفرادی حقیرا اور میں بعض روایات میں ہے کہ یہودی کی طرف سے جو انکار اور ایک قول ہے کہ "شرکین کی طرف سے۔ ممکن ہے کہ وہ ان شرک ہوں۔ ہر حال جو اب میں یہ آیت نازل ہوئی۔

مجادلہ نظامیہ کا خصوصی شمارہ

آج سے (۳۵) سال پہلے اتحاد اسلامی، آزادی وطن اور قومی تعلیم کی جدوجہد میں فخر و قوم لاء عبد الغیوم کا خاص حصہ رہا ہے۔ یہ وہ خدائیں یا دیگر ہستی ہے جن کے حضرات سے دکن، ہند اور بلاد اسلامیہ تک پہنچے ہوئے تھے۔ وقت کی اہم ضرورت کو محلہ نظامیہ کے خصوصی شمارہ کے ذریعہ ادا کیا ہے۔ بدھ زیب طباعت - محمد کاغذ اور (۲۰۰) صفحات کے ساتھ خصوصی شمارہ شائع کیا گیا ہے۔ رعنا حقیت ایک روپیہ (۲۰۰) منجر مجلہ نظامیہ - جبینی علم - حیدر آباد دکن

۱۱۰۷ (جیسا کہ بعض کی فکر اور عالم ستر زمین کے خیال میں خرافا ہے) قرآن مجید میں اپنے اپنے عمل پر تذکرہ بڑی بڑی مخلوق کا بھی آیا ہے اور چھوٹی سی چھوٹی جانیں۔ ہر دونوں میں ایک طرف (یعنی) اوست، شیر کا اور دوسری طرف چیتھی، کھٹی اور چھوٹا۔ اس آخری تذکرہ پر بعض ناموں نے گناہ شروع کیا، اگر وہ: "خوشے تو کام الہی ہونے کا اور رعنا میں اس کے انفرادی حقیرا اور میں بعض روایات میں ہے کہ یہودی کی طرف سے جو انکار اور ایک قول ہے کہ "شرکین کی طرف سے۔ ممکن ہے کہ وہ ان شرک ہوں۔ ہر حال جو اب میں یہ آیت نازل ہوئی۔

۱۱۰۸ (جیسا کہ بعض کی فکر اور عالم ستر زمین کے خیال میں خرافا ہے) قرآن مجید میں اپنے اپنے عمل پر تذکرہ بڑی بڑی مخلوق کا بھی آیا ہے اور چھوٹی سی چھوٹی جانیں۔ ہر دونوں میں ایک طرف (یعنی) اوست، شیر کا اور دوسری طرف چیتھی، کھٹی اور چھوٹا۔ اس آخری تذکرہ پر بعض ناموں نے گناہ شروع کیا، اگر وہ: "خوشے تو کام الہی ہونے کا اور رعنا میں اس کے انفرادی حقیرا اور میں بعض روایات میں ہے کہ یہودی کی طرف سے جو انکار اور ایک قول ہے کہ "شرکین کی طرف سے۔ ممکن ہے کہ وہ ان شرک ہوں۔ ہر حال جو اب میں یہ آیت نازل ہوئی۔

۱۱۰۹ (جیسا کہ بعض کی فکر اور عالم ستر زمین کے خیال میں خرافا ہے) قرآن مجید میں اپنے اپنے عمل پر تذکرہ بڑی بڑی مخلوق کا بھی آیا ہے اور چھوٹی سی چھوٹی جانیں۔ ہر دونوں میں ایک طرف (یعنی) اوست، شیر کا اور دوسری طرف چیتھی، کھٹی اور چھوٹا۔ اس آخری تذکرہ پر بعض ناموں نے گناہ شروع کیا، اگر وہ: "خوشے تو کام الہی ہونے کا اور رعنا میں اس کے انفرادی حقیرا اور میں بعض روایات میں ہے کہ یہودی کی طرف سے جو انکار اور ایک قول ہے کہ "شرکین کی طرف سے۔ ممکن ہے کہ وہ ان شرک ہوں۔ ہر حال جو اب میں یہ آیت نازل ہوئی۔

ہوتے تمام ہی نوع انسان کو برابر قرار دیا جائے۔ اور کسی نسل اور قوم کو دوسری نسلوں اور قوموں سے برتر نہ تسلیم کیا جائے۔ کیونکہ اس کے نتیجہ میں ہی ایک قوم کو دوسری قوم پر اور ایک نسل کو دوسری نسل پر حکومت کرنے یا حاصل شدہ حکومت کو قائم رکھنے کا خیال پیدا ہوتا ہے۔

پانچویں۔ سب ملکوں کو کاغذی قرار دیا جائے کہ تمام افراد ملک کے کھلتے کھپتے۔ مکان اور تعلیم کی ذمہ داریوں۔ تاکہ وہ ہزاروں روپے جو ہمارے کی دادوں میں پیدا ہوتے ہیں اسے دالے پیواریں کی طرح بیزارانی قابلیت کا جو ہر دھکے نیسے گزر جاتی ہیں انھیں اپنی قابلیتوں کے جوہر کھلنے کے موقع حاصل ہوں۔ اور دنیا نصرت کے ان قیمتی خزانوں سے فائدہ اٹھائے۔ اور حکومت طاقت اور اختیار سے صرف چند خاندانوں یا افراد کا حق نہ بنے رہیں۔

چھٹے۔ نقد روپیہ کے عوض تجارت کے طریق کو جہاں تک ممکن ہو رد کیا جائے اور تیار اور تیار کے طریق کو زیادہ سے زیادہ رائج کیا جائے تاکہ اندر اور قوم غریب لوگوں کی دولت کو سستے دلوں نہ لوٹ سکیں۔ مگر ان چھوٹوں پر عمل کیا جائے تو اس سے انسانی ذہن میں ایسی تبدیلی پیدا ہوتی ہے جو اسے لاپرواہی اور جس سے آزاد کرے۔ اور اقوام آپس میں محبت اور پیار رکھیں۔

لیکن چونکہ بارہ پوری اعتبار سے پھر بھی بعض دفعہ خرابی کیس نہ کہیں پیدا ہو جائے، اس لیے اس نئی دنیا کو دوام و ثبات عطا کرنے کے لیے بھی ضروری ہے کہ آئندہ سب ملکوں میں اور قوموں میں نفسی نفسی کی پابندی کو جو اب رائج ہے ترک کر دیں۔ اور سب مل کر یہ وعدہ کریں کہ ہمیں تین اور گیارہ تین ملک پر بھی اگر کوئی اور ملک ملے کر لگیا۔ تو اہل قوم ہر جگہ بھاؤ کو کسے نہ ملے کی کوشش کریں گی۔ اور اگر اس میں کامیابی نہ ہوئی تو اپنی ساری فوجی طاقت کے ساتھ تمام کو غلام سے رکھنے کی کوشش کریں گی۔ سب ملک تمام یا اگر ملکوں میں سے ہر ایک کو قبول نہ کریں گی غلام و زور نہ چھوگا۔ اگر سچو دیا اور اپنی سید کی جگہ کے موقع پر دنیا کی ملکوں میں اپنی ذمہ داری کو سمجھیں اور ادا کریں تو آج کی جنگیں نہ ہوتی۔ اور جو نقصان دنیا کو آج ہو رہا ہے اس وقت اس سے ہزاروں حصے کم نقصان اٹھا کر اس ایک جملے عرصہ کے لیے قائم کر دیا جاتا۔

غیر ان تدابیر پر عمل کے ایک نئی دنیا کے بنانے کا خیال بعض ایک ماہر ہیں جو کسی حد تک سچے ہیں۔ مگر اصل اور حقیقی ذہن جس سے ایک نئی دنیا پیدا کی جاسکتی ہے اور جس میں سب تدابیر اور انکی تمام تفصیل شامل ہیں یہ ہے کہ تمام ہی نوع انسان اس خدائے قدیر و حکیم کی طرف متوجہ ہو جو دنیا کا پیدا کرنے والا اور جو انسان کی پیدائش کی غرض کو خوب جانتا ہے۔ اور اس سے غرض کریں کہ اسے رحمتوں اور فضل دالے عطا کیا تو اسے ہم کو ہر قسم کے آرام اور راحت کے سامان پہنچائے۔ مگر ہم نے اُن سے فائدہ نہیں اٹھایا۔ اور ان ہی سامانوں سے اپنے لیے زحمت اور عذاب کا سبب بنالیا۔ اب ہم زحمت کی نظر سے دیکھ۔ ہم اپنے ہاتھوں کے لیے سے ہزاروں کو تیری طرف اور نہرت تیری طرف جھکتے ہیں اور تیری خالص خدمت کا اقرار کرتے ہوئے تجھ سے انتہا کرتے ہیں کہ تو ہم پر اپنا فضل اور رحم فرما۔ اور اس دنیا کو ہمارے لیے آرام و سکون کی جگہ بنا دے۔ اور دنیا تمام قائم کر دے جس سے ہمارے یہ دکھ و رنج جائیں۔ اور اگر اس نظام کے قیام کا سامان ملے پیدا کر دے تو ہماری قہر اس طرف سے ہوتے اور ہمیں اس کے قبول کرنے اور اس سے

مصدقہ ہوتا ہے۔ تو پھر سو خوار لوگ اپنی اپنی ملکوتوں پر نصرت حاصل کر کے ہر قوم کو کھٹے کی طرح توہین کرتے ہیں اور انھیں غلامی کے دار و بنگ کی بنیاد قائم ہوتی ہے۔ ہر مذہب دنیا کے ایک ترین دوزخ میں ہے ایک دن وہ تمام جگہ مختلف اقوام سے قرار دیا۔ کہ میں دوسروں کا ہوتا ہے۔ ایک وہ جو غریبوں سے لیا جاتا ہے یا تو بائیں ہے۔ اور دوسرا وہ جو تجارتی کاروبار کے لیے ہو۔ یہ البتہ جائز ہے۔ حالانکہ حق یہ ہے کہ دونوں قسم کے سودا چاہتا ہے اور نصرت ہر دو جو سودا غریبوں سے لیا جاتا ہے وہ افراد کے لیے نصرت ہے اور جو تجارتی کاروبار کے لیے لیا جاتا ہے وہ قوموں اور ملکوں کے لیے نصرت ہے۔ اس سود کی وجہ سے موجودہ دنیا کی اکثر جنگیں مٹی مٹی ہیں۔ اور یہی سود جنگ کو مالا مال اور اس کا مسئلہ بنانے رکھتا ہے اسلام سٹاپاٹے تیرہ سو سال پہلے ان دونوں قسموں کو الگ الگ بیان کر کے فیصلہ کر دیا تھا کہ وہ سود بھی حرام ہے جو غریبوں سے لیا جاتا ہے اور وہ بھی تجارتی اور نہ خاندانوں اور دیگر بڑے لوگوں کو روپیہ سے کر لیا جاتا ہے بلکہ قرآن کریم نے صاف فرمایا تھا کہ ایسے سود کا بیج جنگ ہوتا ہے۔ چنانچہ اس زمانہ کے حالات نے اس سہانی کو روز روشن کی طرح ثابت کر دیا ہے۔

میں واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ اسلام تجارتی کاروبار سے نہیں روکتا بلکہ تجارتی کاروبار اور تجارتوں کے لیے ایسے اصول اسلام نے وضع کر دیے ہیں جن پر عمل کرنے سے افراد اور قومیں سود کی مغرور سے محفوظ رہتے ہوئے زیادہ انفرادی اور قومی فائدہ اٹھا سکتی ہیں۔

دوسرے۔ چاہیے کہ روپیہ جمع کرنے کے مسائل کو کم کیا جائے۔ کیونکہ ان سے بھی حرص بڑھتی ہے۔ اور چند افراد کو قوموں اور ملکوں پر بغیر ذاتی قابلیت کے حکومت کرنے کا موقع ملتا ہے۔ اس کا طریق یہ ہے کہ جس شخص کے پاس روپیہ کی صورت میں دولت ہو اس کے واسطے اس کے اس کے نفع پر ملک مستعرب ٹیکس لگا دے۔ اس طرح ایک طرف تو لوگ روپیہ جمع کرنے کی عادت چھوڑنے پر مجبور ہوتے۔ اور دوسرے بیکار و بے روزگاروں کی مالی حالت کی خرابی اور چند افراد کی ناجائز طاقت کا موجب نہ ہوگا۔ اور دوسری طرف اس شخص کی قدر قوم کے گھر حصہ کو ترقی دینے میں صرف ہو کر تمام قوم کی ترقی اور مضبوطی کا باعث ہوگی۔

تیسرے۔ یہ قانون جو بعض مالک ہیں راہ گیسے کہ ہر نہ صرف بڑے رشک کو ملے۔ اس سے بھی معنوی ذریعے سے بعض افراد کو طاقتور بنا دیا جاتا ہے اور ایک طرف تو جموٹے نفوذی کا خیال بعض لوگوں کے دلوں میں پیدا کر دیا جاتا ہے۔ اور دوسری طرف چند افراد کا تسلط بد نسل ایسی قوت دیدی جاتی ہے جو انکو دوسرے ہی نوع انسان پر ناجائز حکومت کرنے کا موقع دیتی ہے۔ یہ اور اس قسم کے تمام قانون جو مداخلت کو محدود کرتے ہیں بالکل شروع ہونے چاہئیں۔ تاکہ مال اور طاقت بعض خاص افراد کا حق نہ بن کر نہ جائیں۔ اور اگر کسی وقت کوئی شخص مال اور دولت میں ترقی کرے تو اس کی دولت اور اس کا مال اس کے بعد لازماً اس کی تمام اولاد اور دیگر شاخ و منہم ہو کر اس خاندان کو دوبارہ اپنے سے چھوٹے خاندانوں کی سمیت میں لاکھڑا کرے۔ یہاں تک کہ ایک دوسلوں میں وہ باقی لوگوں کی طرح ہو جائیں۔ اور ان میں سے دس لوگ ترقی کریں جو ذاتی قابلیت رکھتے ہوں۔ اور ان کی ترقی اُن کے ملک اور باقی دنیا کیلئے مفید ہو۔

اور اگر اس نظام کے قیام کا سامان ملے پیدا کر دے تو ہماری قہر اس طرف سے ہوتے اور ہمیں اس کے قبول کرنے اور اس سے

قرآن اور علم

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جیسے شاہد کے سالانہ جلسہ میں مولانا سید صاحب فرمایا:

مناصب گیارہ کی تقریر
مولانا سید صاحب گیلانی صدر شعبہ دینیات جیسے شاہد
نے اسلامی علوم پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ علمی انقلاب سے انہیں کیا جاسکا
بالخصوص۔ اسباب علم تعلیم و ترویج پر کام کی ضرورت رہی ہے۔
- امام سے پہلے بھی علوم و فنون کا ارتقاء تھا، اور اب بھی ہے۔ علم کی
ترقیوں سے کتنی چیزیں ابھری ہیں۔ ایکس و بیس سے بھی پیدا کیا جاتا ہے۔ حکومتوں کو
پتا جاتا ہے۔ دوسرا حصہ وہ کہ جو یقین کی راہ سے حاصل نہ ہو۔ اگرچہ جو دلائل
کی تلاش کا نتیجہ تھا۔ اسلامی علوم کے آغاز سے بیشتر یہ سب علوم مشتق آئے۔
اندرونی اند پرستی شہادتوں سے یہ علوم جو کبھی کہاں میں کہانی اور انسان
علوم فطریہ ہو گئے تھے۔

قرآن مجید کے نزول کے وقت یقین کی تمام راہیں بند ہو چکی تھیں۔
قرآن ہی نے "وہ کتاب لاریب فیہ" کے ہرے کے ساتھ اپنا سورہ سورہ
خاص طور پر انسان کو قرار دیا اور اسے اصول پیش کیے کہ جن پر عمل کرے
سے انسان فزونیوں سے بھی بڑھ سکتا ہے۔ اور قرآن میں علوم قدیمہ و عامہ
کو نہ صرف روشنی آ کر دیا گیا بلکہ قیامت تک اسکی حفاظت کی ذمہ داری بھی اللہ تعالیٰ
نے خود لے لی۔ اور ان قرآنی اصولوں کی عمل شکل خود حضور اور اہل بیت علیہ
السلام کی سیرت مبارکہ ہے اور ان اصولوں سے جو فرامات پیدا کیے گئے وہ
نفس کی صورت میں مدون ہوئے اور ان ہی علوم کو عقلی دلائل سے ثابت کرنے
کا نام علم کلام ہے۔

اگر میں قرآن پر مدد رہا ہوں تو میں یہ سمجھ رہا ہوں کہ میں قرابت، انجیل
زبور اور صحیفہ ابراہیم اور وہ تمام روحانی کتب پڑھ رہا ہوں جن میں انسانی حال
اور مستقبل کو دیکھ رہا ہوں۔ علم کے بارے میں انسان کو کوئی نظریہ نہ تھا
وہ ہر اس چیز کو اختیار کر رہا جس سے مادی زندگی میں استغناء حاصل کیا جاسکا
ہے۔ ہمارے سامنے حضور اور معلم کا اس سلسلہ میں عمل موجود ہے کہ حضرت
سخاں فارسی کے مشورہ پر ایرانیوں کے طریق پر خندق کھودنے کی ضرورت تھی
نہ صرف ایمان دہی بلکہ خود بھی شریک ہے۔ (دراہد دکن)

صوبہ بہار کے بزرگوں سے

از مسٹر محمد قی

حضرات کرام! ایک زمانہ تھا کہ مدق کے نقش بدل چا دھو کی عزتوں
میں آپ ہی حضرات سب سے پیش پیش تھے۔ اب صورت حال اس کے برعکس ہوئی
اور آپ کے موبہ میں خرمیاں انہی کم ہے کہ اسکی خدا و بیان کرنے میں شرم آجائے
آپ حضرات اگر خدا میں تو جسے کام میں فائدہ دے دے گئی تو ذرا ہو سکتی ہے۔

ایک لکھنؤی کا تذکرہ

(لکھنؤ کا قیام) اسی شخص کئی کی سب کا کوئی نیا لکھنؤ کا سیمپار
تبرہ شمس ماسی امیر احمد صاحب کی لکھنؤ کی تقریریں سن کر
حضرت شاہ علی حیدر صاحب، جنہیں مولانا سید صاحب کا لکھنؤ کا
بزرگ و جیسی امیر تھے ان میں شاہ صاحب نے جن حضرات قلم کی راہ میں
ہے ان کا ایک فنون لکھنؤ کے مولانا ایک مسٹر صاحب تھے ان کا نام
ان کا نام مولانا سید احمد تھے ان کا نام سید احمد تھے ان کا نام سید احمد تھے
اور حضرت قلم لکھنؤ کا ماسی ان کا ماسی ان کا ماسی ان کا ماسی ان کا ماسی
جن کے ہیں اور مولانا سید احمد تھے ان کا ماسی ان کا ماسی ان کا ماسی ان کا ماسی
حضرت قائم قلم لکھنؤ سے جو سب سے ماسی ان کا ماسی ان کا ماسی ان کا ماسی ان کا ماسی
نہ ہو سکتی تھیں۔ وہ حضرت قائم کے ہمارے ماسی ان کا ماسی ان کا ماسی ان کا ماسی ان کا ماسی
ہیں سجادہ نشین ہیں اور سب سے بڑا کہ لکھنؤ کا ماسی ان کا ماسی ان کا ماسی ان کا ماسی ان کا ماسی
تاریخ سے قلم لکھنؤ ہے اور سب سے بڑا کہ لکھنؤ کا ماسی ان کا ماسی ان کا ماسی ان کا ماسی ان کا ماسی
لیکن جیسی جیسی وہ خوش ہے۔ مولانا سید احمد تھے ان کا ماسی ان کا ماسی ان کا ماسی ان کا ماسی ان کا ماسی
تو یہ اس تعلیم کا یہ ہیں اختیار کیا ہے وہ کسی پہلے البتہ کہ نسبت میں تھا
تھا اور نہ ہو سکتا تھا۔ جو تحقیق و تدقیق اس کتاب کی تالیف میں کی گئی تھی
جو مولانا صاحبین کو اس سے حاصل ہو سکتے ہیں وہ بلیت میں لکھی تصانیف
میں جنہیں وہ پہلے تصنیف تھیں اور دوسرے علوم پر لکھے گئے اس کتاب
سے ثابت ہوا کہ وہ مولانا سید احمد تھے ان کا ماسی ان کا ماسی ان کا ماسی ان کا ماسی ان کا ماسی
یہ مولانا سید احمد تھے ان کا ماسی ان کا ماسی ان کا ماسی ان کا ماسی ان کا ماسی
تذکرہ یہ بھی آج تک کسی اور کتاب میں اور جہاں نہیں۔ البتہ میں مولانا
کہہ سکتے ہیں۔ ان کا کارنامہ، جیشیدہ، سرور، فرود، مولانا سید احمد تھے ان کا ماسی ان کا ماسی ان کا ماسی ان کا ماسی ان کا ماسی
اور تقصید یہ کہ میں نشر سجات ہیں اور ان میں سے بیشتر تذکرہ اور اشعار ہیں
نور کی ہر ایک جگہ کتب خانہ علامہ قلم لکھنؤ میں موجود ہیں۔ بہت سے مولانا
اور اس شراذد اور سب کے ہیں اور ایک قدیم فارسی سائنس سائنس سائنس
کا جو میر جی کتاب میں شامل کیا گیا ہے۔ خصوصیت یہ ہے کہ اس خیریت کا
مطالعہ اور حضرت قائم قلم لکھنؤ کے اشعار و کتب خانہ میں ملے گا کہ
بہت سے سائنس اور اصل سے کر سکتے ہیں لکھنؤ کی ویڈیو ہے۔
اگرچہ ناممکن ہو اے کہ ماسی ان کا ماسی ان کا ماسی ان کا ماسی ان کا ماسی ان کا ماسی
میں فارسی اشعار کا انبار دیت ہے لیکن کتاب کی دیکھی میں ان سے بعض
نہیں پیدا ہوتا اور ان اشعار کو فارح کرنے کے بعد بھی اس خیریت کا
ذائد و شائع میں کوئی کمی پیدا نہیں ہوتی۔
کتاب کی قیمت کا مذکور ہو رہا ہے کہ ان کو دیکھتے ہوئے زیادہ شہر ہے
اور حضرت مولف سے دستیاب ہو سکتی ہے۔

قیمت جملہ فی جلد لکھنؤ، اطلاع معمول ڈاک

غیر جملہ سے

لکھنؤ کا پتہ

مسٹر سید احمد تھے ان کا ماسی ان کا ماسی ان کا ماسی ان کا ماسی ان کا ماسی

یہ مولانا سید احمد تھے ان کا ماسی ان کا ماسی ان کا ماسی ان کا ماسی ان کا ماسی

انتظار تھا۔ ثانی ہند کے ایک مشہور اشراف کے ماحولت ہو رہی ہے اور
 (سید ہے کہ ان شاہد اور ہند میں شرافت و ماحولت کے ہو جائیگے۔ گاندھ
 اور سارے سامان ماحولت کی اس خبر کوئی گرائی کے زادی میں اس فیس کوئی
 و اشاعت کا انتظام ہو جائیگا۔ ایک قدرت میں سے ہے۔ لیکن حذلقہ اور دق
 کے اس سے تو عقل بشری کو جان کر دینے والے ایسے عجیب و غریب سادہ
 موعظ رہتے ہیں۔ وہ ان کے ماحولت میں ہیں۔

پچھلے ہفتہ روم ذیل یہ افادات قبول کی گئیں۔
 ۱۔ ایک مخلص اور پشاور (۲ قطعہ)
 ۲۔ ایک مخلص فرائز مخلص فائز مخلص مخلص

سکندری گھنٹے ایک صاحب کچے ہیں۔

"صدق ہے امیں ذوالقرنین قرآنی" برآپ کا مخلص ذل
 پڑھا۔ ایک خیر خبر بھی باقی رہ گئی۔ وہ یہ کہ ذوالقرنین سے
 برا۔ اگر سکندریہ کوئی ہے تو اسکی سزا کا ذکر تارکین میں
 منور آ جاوے گا۔ قرآن مجید نے ذوالقرنین کی بڑی بیان
 تو ہی سہی بتائی ہے۔ آپ کے موعظ سے اس پر گائی ہوئی نہیں
 پڑتی۔"

وہ شہزادہ ذوالقرنین پکڑی اسسٹنٹ مقلد تو تھا نہیں اس میں سادہ
 مزدوری پہلوؤں سے بحث کی جاتی۔ اسکا مسند ذمہ اس قدر تھا کہ
 جن میں دلائل کی بنا پر سکندریہ کوئی کے ذوالقرنین ہو سکتے تھے انکا کیا گیا ہے
 وہ بنیادیں خود ہی ضیعت و ناقابل اعتبار ہیں۔ سکندریہ کی بحث پھر
 کسی پر کئی اور ضرورت آتی۔ مختصر یہ عرض ہے کہ مصلیٰ اشیا میں
 بخار سے کوئی ۵۰ میل کے فاصلہ پر سمیت جنوب و مغرب میں ایک مقام
 نہ بند مصلح حصار میں واقع ہے (اس پر ہند سے دھوکا اس دور سے دہند
 کا نام، جیسا ہنوں کو چھکا ہے جو تعقذ میں ہر فرزین کے قریب دلی ہے)
 یہ مصلیٰ اشیا والا درہند اس بڑی شہر کے کنارے ہے جو ہندوستان اور
 ترکستان کے درمیان ہے۔ اسکا طول البلد ۶۰ درجہ شرقی اور عرض البلد
 ۳۸ درجہ شمالی ہے۔ سکندر اعظم اپنی قسریٰ نو مکتبی میں اسی علاقہ تک گیا
 تھا جیسا کہ انشائیکل پیڈیا بڑیگیکیا میں صفوں "مقدونی فتح" کے مطالعہ سے
 واضح ہوتا ہے) ہیں وہ جمیل ہے جو درود سکندریہ کی یادگار ہے۔ اسکا
 نام اسکندر کل ہے۔ میں وہ مقام ہے جسے اب ترکستانی زبان میں زوال قال
 ہے، لیکن پہلے اب احمدیہ اور آرمینی کہتے تھے۔ ساتویں صدی عیسوی میں
 ایک چینی سیاح نے اپنا مشاہدہ بیان کیا ہے کہ وہاں دو پہاڑوں کے درمیان
 دو بڑے آرمینی پہاڑ تھے۔ اس وقت کے مختصر حالات انشائیکل پیڈیا بڑیگیکیا
 جلد ۱۳ صفحہ ۱۵۰ پر مذکور ہیں۔

احمدیت کا حصار

ایک مسلم نامہ کار کا اقتباس :-
 "لاہوری احمدی جماعت اس سال ایک تبلیغی پروگرام پر ہندوستان
 رہی ہے، انکے امیر جماعت نے حکم دیا ہے کہ ہر لاہوری احمدی
 تمام مسلمانوں سے اس میں کہیں کوئی نہیں لے، اور ہر ممکن ذریعہ سے

یہ کوشش کرے کہ وہ احمدی بن جائیں۔ اس سال کو دیکھو اور
 آدھے سال کو اس تبلیغ کے لیے جانا جائیگا اور انہیں ایک فرقہ سے
 نکال کر دوسرے فرقہ میں شامل کیا جائیگا۔

یہ اتادہ فرقہ اس فرقہ کی ہے، جسکا اب تک سب سے بڑا دعویٰ یہی تھا کہ وہ
 ہر فرقہ دار سوالی سے الگ ہے، اور وہ تبلیغ احمدیت کی نہیں، اسلام کی کرتا
 رہتا ہے!

یقین تھا کہ لاہوری جماعت کا سرکاری گروٹ ایک بڑا بڑا نوید رکھا جائیگا
 جہت اور اس وقت دو دن کے ساتھ آنکھوں کو بھارے تھوڑے کے ستر کاویلی کا
 دیکھتے پڑا۔

"اور اگر کام اس جماعت کو مضبوط کرنے سکے۔ جسکا
 مقصد وحید اطلاق کوئی نہیں ہے۔ دنیا کے کونے کونے میں خدا
 اور خدا کے رسول کا نام لیا کر رہا ہے۔"

مجموعہ مسلمان کو جسکے قلب میں غیرت اسلام سے اور جسکی
 آنکھوں کے سامنے غلط بیانیوں اور غلط فہمیوں کی دھند نہیں
 دعوت دیتے ہیں کہ وہ اس جہاد باقرآن میں باہر شریک ہو
 جو باغیب اس جہاد باقرآن میں ہر آخر تک ہر انہیں جہاد
 اسکی برحق پر ہیں نہیں ہے۔"

گویا اسلام کا نام آج تک جو اسے بھی ہر فرقہ میں اٹھی ہیں انہوں نے
 اپنا مقصد اپنی زبان سے اسکا کچھ اور بتایا تھا، گویا انہیں نے گمانا
 کہ ہم خدا کی نہیں خودی کی تبلیغ کے لیے آئے ہیں؟ گویا فراموش ہے کہ خدا
 نہیں شیطاں کا ایجنٹ بنائے ہے، گویا بنائے اپنا مقصد مہیات، اعلیٰ
 حق کے بجائے اعلیٰ باطل بیان کرتے ہیں، اگر باطل تاوان جب
 دعوے خودی گویا "پر آتے ہیں تو اپنے گواہی سے کچھ بھی بتا دیتے ہیں
 ۔۔۔ رہیں اس قسم کی اخباری سرخیاں کہ "معدالی بناہ میں ہیں تو ہوں
 انصاری تو اس سے بھی بڑے بڑے کہ انہیں کے معجزات پیش کر رہے ہیں انہیں
 بناواں اور آجائو۔۔۔ دوسرے مل ہذا۔ تاربان کے قادیوں کے مسلسل نفس
 کے جواب میں یہ مانا کر لاہور کے ہیں کثرت تعداد پر فخر کر کے "اگر یوگسے
 لیکن یہ کیا مرد تھا۔ کہ اس ضرورت کو مسلمانوں کے سامنے ہی پر جہاد مار کر
 پار کر دیا جاتا ہے اور جہاد مصلح کے دوسرے کو جہاد جنگ میں تبدیل
 کر دیا جاتا ہے!

مشن کی کامیابیاں

"اعلیٰ تعلیم پر پابندی کی کوشش ہندو
 میں کہیں زیادہ کامیاب رہی ہے، یہ مقابلہ مسلمانوں کے ہندو
 کے بہت سے علاقوں میں مسلمانوں، خصوصاً اعلیٰ طبقہ کے مسلمانوں
 نے ہمیشہ اس تعلیم کے قبول کرنے سے بے رغبتی ظاہر کی ہے، وہ
 اسکو اور کارکنوں کے ذریعے پیش کی جاتی رہی ہے۔۔۔ یہی
 جوش و خلوک بنا پڑا کہیں کبھی مغربی ممالک کی ضرورت ہی سے بخار
 کر بیٹھے ہیں" (سرجان اسٹریٹ کی "آڈیا" صفحہ ۱۵)
 بات کسی کئی سچا سچ ہیں سال اُدھر سے مصلح ہے خوش ہونے میں
 کہ انکی کوششیں بار آور ہیں، مسلمانوں کی غیرت، خودی اور حق کے لیے کھڑی۔

سورة البقرة - ۲

(در سلسلہ صدق اہل)

۱۔ اذ قال رب انزل علیّ کتاباً من عندک
 ۲۔ انزل علیّ کتاباً من عندک
 ۳۔ انزل علیّ کتاباً من عندک
 ۴۔ انزل علیّ کتاباً من عندک
 ۵۔ انزل علیّ کتاباً من عندک
 ۶۔ انزل علیّ کتاباً من عندک
 ۷۔ انزل علیّ کتاباً من عندک
 ۸۔ انزل علیّ کتاباً من عندک
 ۹۔ انزل علیّ کتاباً من عندک
 ۱۰۔ انزل علیّ کتاباً من عندک

اللہ! اگر کسی گزشتہ واقعہ کی یاد دلانے کے لئے شروع پر آتا ہے۔ بعض نے ذکر
 اس کے قابل قدر نام ہے۔

وہ تعجب! غور و فکر کے لئے اس کے ذکر کو دیکھیں! اس کے ذکر کو دیکھیں! اس کے ذکر کو دیکھیں!

ابو عبیدہ کہتے ہیں کہ دیکھا کہ ان کے پاس ایک کتاب تھی۔ اس کے ذکر کو دیکھیں!

نور الدین ابن العربی کہتے ہیں کہ اس کے ذکر کو دیکھیں! اس کے ذکر کو دیکھیں! اس کے ذکر کو دیکھیں!

وہ تعجب! غور و فکر کے لئے اس کے ذکر کو دیکھیں! اس کے ذکر کو دیکھیں! اس کے ذکر کو دیکھیں!

ابو عبیدہ کہتے ہیں کہ دیکھا کہ ان کے پاس ایک کتاب تھی۔ اس کے ذکر کو دیکھیں!

نور الدین ابن العربی کہتے ہیں کہ اس کے ذکر کو دیکھیں! اس کے ذکر کو دیکھیں! اس کے ذکر کو دیکھیں!

وہ تعجب! غور و فکر کے لئے اس کے ذکر کو دیکھیں! اس کے ذکر کو دیکھیں! اس کے ذکر کو دیکھیں!

ابو عبیدہ کہتے ہیں کہ دیکھا کہ ان کے پاس ایک کتاب تھی۔ اس کے ذکر کو دیکھیں!

نور الدین ابن العربی کہتے ہیں کہ اس کے ذکر کو دیکھیں! اس کے ذکر کو دیکھیں! اس کے ذکر کو دیکھیں!

وہ تعجب! غور و فکر کے لئے اس کے ذکر کو دیکھیں! اس کے ذکر کو دیکھیں! اس کے ذکر کو دیکھیں!

ابو عبیدہ کہتے ہیں کہ دیکھا کہ ان کے پاس ایک کتاب تھی۔ اس کے ذکر کو دیکھیں!

نور الدین ابن العربی کہتے ہیں کہ اس کے ذکر کو دیکھیں! اس کے ذکر کو دیکھیں! اس کے ذکر کو دیکھیں!

وہ تعجب! غور و فکر کے لئے اس کے ذکر کو دیکھیں! اس کے ذکر کو دیکھیں! اس کے ذکر کو دیکھیں!

کافی اہل علم اور علم

اور اس کے بارے میں کئی کئی کتابیں لکھی گئی ہیں۔

کی طرح مطلق نہیں کہتے۔ اور یہیں سے وہ یہاں آئے ہیں۔ ان تمام مذہبوں کے
 کچھ حصوں نے لاکھ لاکھ آدمیوں کو اس نام سے خود دیوی دیوتا قرار دے کر انہیں
 مخلوق کے درجہ پر اتار دیا ہے۔

۱۔ (مفسرین) بعض اہل تفسیر نے یہیں سے یہ حکمت نکالی ہے کہ تخلیق
 ساری مخلوق کی ہوئی ہے۔ چنانچہ انہیں اور لاکھ لاکھ آدمیوں کی جنس کی بھی وہی ہے۔
 کی بھی۔ لیکن اور کسی کے بھی۔ اور تخلیق کے ذکر کا اہتمام قرآن نے نہیں کیا۔
 یہ غرضت خلقت آدم کے حصہ میں آیا۔ اور یہ دلیل ہے آدم کی انصافیت
 اور اشرافیت کی۔ - و لم یقل انی خالق عرشا وجنتا ولاکون علی عرشا ولاکون
 و تحمیداً لاؤم (دیگر)

۲۔ (تفسیر مکتوبات الہی کیلئے) اللہ اللہ! خاک کے پتے کا یہ شرف و مرتبہ
 دنیا کے کسی مذہب نے بھی انسان کو اس بلند مرتبہ پر نہیں رکھا ہے۔ اور اس
 شرف کا تو خیر ذکر ہی نہیں خود یہودیت و مسیحیت بھی اس باب میں اسلم سے
 کہیں پیچھے ہیں۔ بابل میں اس موقع پر صرف یہ ذکر ہے:-

”مذاذ خدا سے زمین پر پانی نہ برسا تھا اور آدم نہ تھا کہ زمین کی
 کھیتی کرے اور زمین سے بخار اٹھتا تھا اور تمام دوسے زمین کو ملبہ
 کرتا تھا۔ اور خدا خدا سے زمین کی خاک سے آدم کو بنایا اور
 اس کے نقصوں میں زندگی کا دم چھوٹا۔ آدم صبیح جان ہوا۔“

(پیدائش - ۵: ۲۶ - ۵: ۲۷)

تو کیا جس طرح اور جب حیوانات پیدا ہوئے تھے، ایک جائز آدم بھی پیدا
 ہو گیا، جس کا نام دیا، دوسے زیادہ، یہ تھا کہ ”زمین کی کھیتی کوستا! کہاں یہ
 اتنا طویل لیکن مغز سے خالی بیان اور کہاں قرآن کا باری و شہادت اختصار
 اتنا بلند و جامع معنیوں!

۳۔ اب باخلیفہ اللہ: دوسے زمین پر شریعت الہی کی حکومت
 قائم کرے۔ یہیں سے یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ انسان کو جو قوی ملیں گے وہ اس
 غایت و مقصد یعنی منصب خلافت الہی کے مناسب ملیں گے۔

۴۔ مخلوق فی اکملہن خلق: وہ ایک باخلیفہ آدم و بن تمام معانی میں طاقہ ہند
 و اکمل بالعدل حق خلق (ابن جریر ابن عباس و ابن مسعود) خلیفہ اللہ فی ارضہ
 لا تاتہ احکامہ و تغذیہ تعالیٰ (مسالم)

۵۔ نسل انسانی خود اپنی صلاح و فلاح کے لیے اسکی محتاج تھی اور محتاج ہے
 کہ کسی اپنے ہم جنس کے واسطے سے شریعت الہی سے استفادہ کرے اور سلسلہ
 نبوت اسی غرض سے قائم ہوا۔ و کہ تکمل کل نبی استخلفہ اللہ فی عمارۃ الارض و
 سیاست الناس: تکمیل نفوس و تغذیہ امرہ فہم (بیضاوی)

۶۔ (بہ طور اعتراض یا گستاخی نہیں بلکہ و فریاد مندی غریب و غافل و غافل
 جوش جان نثاری سے)

۷۔ لیس علی و ابی القاسم علی اللہ و علی: یہ محمد بن آدم کا قدرتی منصب
 انفسرین (ابن کثیر) لیس! عترت علی اللہ تعالیٰ و لاطن فی بنی آدم علی و جب
 الغیبت قائم علی من ان یظن جم ذلک (بیضاوی)

۸۔ (ابن کثیر) لیس! عترت علی اللہ تعالیٰ و لاطن فی بنی آدم علی و جب
 الغیبت قائم علی من ان یظن جم ذلک (بیضاوی)

۹۔ (ابن کثیر) لیس! عترت علی اللہ تعالیٰ و لاطن فی بنی آدم علی و جب
 الغیبت قائم علی من ان یظن جم ذلک (بیضاوی)

۱۰۔ (ابن کثیر) لیس! عترت علی اللہ تعالیٰ و لاطن فی بنی آدم علی و جب
 الغیبت قائم علی من ان یظن جم ذلک (بیضاوی)

۱۱۔ (ابن کثیر) لیس! عترت علی اللہ تعالیٰ و لاطن فی بنی آدم علی و جب
 الغیبت قائم علی من ان یظن جم ذلک (بیضاوی)

۱۲۔ (ابن کثیر) لیس! عترت علی اللہ تعالیٰ و لاطن فی بنی آدم علی و جب
 الغیبت قائم علی من ان یظن جم ذلک (بیضاوی)

۱۳۔ (ابن کثیر) لیس! عترت علی اللہ تعالیٰ و لاطن فی بنی آدم علی و جب
 الغیبت قائم علی من ان یظن جم ذلک (بیضاوی)

و علم آدم و اسوۃ لہذا
 غرض انہی کے لئے
 اور یہ دیکھا جائے کہ آدم کو اس کے
 اپنے گل کے گل کا پتہ نہیں پتہ پتہ
 فرشتوں کے لئے

"طلب ہے کہ ہم دوسب کے سب آپ کے لئے فرما کر رہیں
 اور ان میں کوئی کوئی معذرت و عذر نہ ہو بلکہ اس کے لئے کام ہمارے
 کیا جیسے تو ہم سب ایک ہی ہو کر اس کے لئے کام دیں گے اور وہ لوگ
 سب اس کام کے لئے ہونگے البتہ جو میں ہوں گے وہ تو جان دول سے
 اس میں ایک جہت نہیں ہے مگر جو عذر و عذر ہوں گے ان سے کیا
 امید ہے کہ وہ اس کو انجام دیں۔ غرض یہ کہ جب کام کرنا ہوا
 کا ایک فرد ہو جو وہ ہے تو ایک ہی مخلوق کو جن میں کوئی کام کا
 ہو گا کوئی نہ ہو گا اس عذر کے لئے جو فرشتوں کی کیا ضرورت
 ہے۔ یہ یہ طور اعتراض کے نہیں کیا نہ اب اس عقائد جتنا یا جو
 ان مقدس خدا کے لئے پر شہادت یہ ہیں بلکہ یہی راستہ
 کہ کوئی عالم کوئی کام نہ کرے اس کے لئے ایک مستقل ملکہ یا
 پاس ہے اور اپنے قدرتی ملکہ سے اس کا اظہار کہے وہ لوگ اپنی
 ہاں نہ تار کی راہ سے عرض کریں کہ حضور لوگ اس کام کے
 لئے جو ہر دوسرے میں ہم کو کسی طرح تحقیق ہو اس کے بعض عقید
 تو اس کو بکلی انجام دے سکتے ہیں۔ بعض بالکل میں کام کیا دینگے
 جس سے حضور کا مزاج خوش ہو گا، آخر ہم کس مرض کی دوا ہیں
 ہر وقت حضور پر جان قربان کیا کرتا رہیں اور حضور کی جان
 و مال کو دے دیتے رہتے ہیں۔ کیا ہی کام کیوں نہ ہو حضور کے
 اقبال سے اس کو انجام دے سکتے ہیں، کبھی کسی عذر میں ہم
 غلاموں نے غار نہیں کیا۔ اگر وہ نئی عذر میں ہم کو عنایت
 ہوگی تو ہم کو کوئی عذر و عذر نہ ہو گا اور حضور کی مرضی کے موافق
 اس کو انجام دینگے۔ اسی طرح فرشتوں کی عرض و عرض اظہار
 نبی آدمی کے واسطے تھی اور یہ بات کسی طرح ان کے لئے تھی
 نے معلوم کرادی ہوگی کہ نبی آدم میں جسے جملہ سب طرح کے
 ہوں گے" (عناوی)

یعنی دوسرے زمین پر۔
 یعنی یہ یہ مخلوق اور اس کی ذات آپ کے قوانین کی نافرمانی بھی کرگی
 اور اس سے دوسرا زمین پر مادی و مادی سرچشمت سے نسا دہی پر پاؤں کرے گا
 فرشتے یہ ساری عرض و معروض کسی غیب والی کی بنا پر نہیں کر رہے
 ہیں بلکہ نیابت الہی و خلافت و پانی کا نام سن کر خود ہی اذیت کیا
 ایک طرف تو اسے بشری کی ترکیب کا اور دوسری طرف زمین مخلوق کی عورت
 و مقصدیات کا اور اس سے یہ نتیجہ خود بخود نکل آیا کہ زمین پر شر و فساد ہی
 ہو گا اور انسانوں میں سے باطنی و نافرمان بھی پیدا ہونگے۔
 بما خود مع الطبیۃ البشریۃ (ابن کثیر) ہم عرفہ خلقہ و عرفہ احوالہ
 مرکب میں مذکور خلاط الاربعہ (کیر) والا محتاج الی الحاکم و القاضی الخ
 و الذی لا یزول و الخیر من وجہ و الخیر من وجہ و الخیر من وجہ و الخیر من وجہ

بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ دوسرے زمین پر اس سے قبل جو نباتات
 تھیں انکی طبیعت پر قیاس کر کے فرشتے یہ سمجھے۔ کہ ان میں جو جانور تھا
 انہی میں اس کا قیاس (حاکم)

ابن میں اس مخلوق کا ذکر بہ صراحت ہو رہا ہے۔
 اللہ یہ دیکھا گیا ہے۔ والہ اعلیٰ و سخن الحلال (کیر)
 یعنی جو عذر و عذر میں تو میں نے دیکھا ہے اس کے لئے ہم خدا کا نام
 و جان پڑا۔ حاکم ہیں۔ اس میں مخلوق کی جو ذات اقدس و انوار الہی
 کے لئے محل اس کے لئے عذر و عذر میں بار و عذر میں۔ ایک کے بعض
 عمل کر رہے تھے۔ یہ خلاف ہم خدا کا نام اس کے لئے جو اپنی رحمت کے لئے
 بحر معنویہ والا کی توحید و عبادت کے اور کچھ کہیں نہیں سکتے۔
 فرشتوں کی عبادت محض کی اور ہر آدمی کی زبان سے یہ قرآن مجید
 ایک اور تصریح کر دی۔ کیا میں دیکھا ہوں کہ کسی نے عذر و عذر میں
 غرض ان کی غلط سمجھ میں سے پیدا ہوئی ہے۔ اس لئے اس عقیدہ پر غرض
 لگا بہت ضروری تھی۔ مذکور دیکھا، انکی دیکھا، وغیرہ فرشتے ہی نہیں
 بادش اور آگ وغیرہ کے۔ شرک قوموں نے انہیں کو حاکم و معرفت سمجھ کر
 دیکھا یا ہے۔

اللہ اس کا نام اسرا و قیاس کے باب میں
 میں نہیں سکا کہ انہی کے میں خاص قسم کی سمجھ میں نہایت
 الہی کے کا دیکھ کے یہ ان کی خلق میں۔ اللہ تعالیٰ میں وہ تم ہیں جو
 نہیں۔ یہ ساری مصلحتیں تو معرفت ہم ہی جانتے ہیں۔
 اسے انی علم من المستطاع الراجحہ فی حق ہذا العنصر علی اللغات النقی
 ذکر تو (ابن کثیر)

اللہ دیکھا کہ سب سے ایک اور عذر۔ لہذا ہر قسم کے اس کے جمل پر ایک
 تینہ کہ فرشتے سچا رہے قدرت الہی الگ رہی علم میں ہی تو اللہ تعالیٰ سے
 کوئی نسبت نہیں رکھتے۔ ان کا علم محدود، اللہ کا علم نامحدود۔
 صلیہ یہ سب سے پہلے بشر کا نام تھا۔ مجمع و حقیقی معنی میں ابو البشر۔ ساری
 نوع انسان کا سلسلہ انہیں سے چلا جی ہی تھے۔ سلسلہ خلایق الہی کے
 سورہ اعلیٰ۔

عربی میں ان کا یہ نام کس نہایت سے پڑا۔ کسی نے کہا ہے زمین کی
 جلد (ادیم) سے پیدا ہونے اس لئے آدم کہلائے کسی نے کہا اپنے
 کے رنگ کی بنا پر۔ خلق آدم من ادم الارض قسمی آدم (ابن جریر۔ ابن کثیر)
 بن جبر (فیل سخی) لہذا لگو جسہ من ادم الارض و فیل سمری فی لوز
 (راغب)
 عربی میں اسم کا معنوم آدم نے نام سے کہیں زیادہ دیکھا ہے۔ اسم
 ہے جس کے ذریعہ سے کوئی شے بنائی جائے۔ پچائی یا لے۔ اسم بشری صلیہ (قاری)
 الاسم لا یعرف بہ ذات البشی (راغب)۔ اور یہ شناخت نہیں ہو سکتی
 ہوا معنی، خواص، آثار کا علم میں ساتھ ساتھ مذکور۔ اسی لئے اہل لغت
 نے ہی تشریح میں اس کا لحاظ رکھ لیا ہے۔ قال ابن سیدہ الاسم البشری
 الموضوع علی الجہر اور المعنی للتمیز لیسفصل بہ البشری عن بعض الامور
 اسم کے ساتھ اگر معنی کا علم نہ ہو، تو محض ایک آدم کا نام نہ ہو سکتا۔

اللہ تعالیٰ

میں نے اپنے علم کا کفار پر بھی باریکی سے غور کیا کہ یہ تو قوی مدعی ہیں۔ سردار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ موجود رہیں لیکن آپ نے اپنی رضاعی ام علیہ السلام اور اپنی کھلائی ام ایمن بنتی امیہ کے ساتھ جس احترازی بات کو کمر بھر جاری رکھا۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ ایک اصحی کو اس سلسلہ میں کیا کرنا چاہیے۔ شہر بات ہر اور مسلم و غیرہ حدیث کی کتابوں میں یہ روایت موجود ہے کہ حضرت علیہ السلام نے ایک انوکھے شوہر کے ساتھ زندگی بسر کی۔ سید الانبیا علیہ السلام نے استیلاء سے پہلے اسے مبارک کدو فرش کی جگہ پھیلانے کی تھی۔ ہواؤں کے آواز (جنگی تہذیب) پر صرف اس لیے رحم کیا گیا کہ انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی ام کا وسیلہ ڈھونڈنا تھا۔ حضرت امی رضی اللہ عنہ خادمہ خاصہ راوی ہیں کہ ام ایمن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کھلائی کے پاس حضور کے ساتھ ایک دن میں بھی گیا۔ ام ایمن نے شہرت کا ایک گلاس بیلی کیا۔ حضور نے روزہ کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے ہاں کھینچنے سے انکار کر دیا۔ سننے کی بات ہے کہ عرب کی ملک بدری خادہ آسمان زمین کے بادشاہ کے ساتھ اس شکل میں پہلی آتی ہیں کہ اس کی تیسرا حفاظت میں فرماتے ہیں فحلت تھوب علیہ و تدھر علیہ (سلم) ام ایمن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پہنچنے اور چلائے گی یعنی پہنچنے پر زبردستی کے ساتھ امر کیا بھیجے ایک بڑا اپنے کسی عزیز کو کھلانے پلانے (امرا کرنا ہے) لیکن اس سادے مطلب (پیچ) اور ذکر کا جواب زیر لب سہم کے سوا اور کیا ہو سکتا تھا؟ غلام یہ ہے کہ قرآنی آیات اور احادیث طبیات کے ذکر کے بعد خیرین عرض کیا گیا۔ لیکن اسکے ساتھ بخاری اور مسلم ہی کی ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ (الساغت) قیامت کے شرائط کے متعلق جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حیران امیہ نے دریافت فرمایا کیا کہ ان تک اللہ ربہما (صالح) لوندی پھیلتی (آفاقان اور المکن) کو پیش محمد بنی حدیث کے اس فقرہ کی شرح میں مختلف ہیں لیکن ایک مطلب اس کا یہ بھی ہے کہ پھیلی سسلیں پہلی سسلیں کی خادم ہونے کی علامت ہیں آفاقان کریم کی حیثیت کو آذر شریف و مرث نہیں بلکہ لوندی تک کے پیٹ سے لڑکا نہیں بلکہ جو لڑکی پیدا ہوگی وہ اپنی ام کی ریت (آفاقان اور المکن) میں جائیگی۔ گویا خاندان اور کہن کے ہزار ہا ہزار سال سے جو تعلقات چلے آ رہے تھے وہ اسی بانیس کے جس سے سزئی زندگی کا نظام درہم برہم ہو جائیگا۔ اور خاندانی نظام کی بنیادی قوم کی بنیادی ہے۔ جب ہر قوم اسی حال میں مبتلا ہو جائیگی تو انسانیت کا نظام بگاڑ دے و منتشر ہو جائیگا اور یہی عالم کی تباہی کا پیش خیمہ ہو جائیگا۔ آج جو پاپ اسی ملک میں تمدن کا علمبردار بن کر اپنے گھروں کو بگاڑ کر اب مشرق کے گھروں کو اجاڑنے کے لیے ہی ہے۔ اسکول اور کالج کی وہ کتابیں جن کے متعلق لسان اعصر روم نے فرمایا تھا

ہم ایسی کئی کتابیں قابل ضعیف سمجھتے ہیں کہ جگر پڑھ کے بیٹے اب کو ضعیف سمجھتے ہیں کتابوں کے ذریعے اثرات و نتائج بدیع سفرنی ملک کے خاندانی ریت کو رہے ہیں۔ ان کا کام صرف یہ رہ گیا ہے کہ بچوں کو پال کر جو ان

کودنے اور باپ کا فریضہ فقط یہ ہے کہ جہاں سے بھی ہو اسکول و کالج کی زندگی کے مصداق جن میں فٹین سینڈ، رقص و سرود وغیرہ کے مصداق ہیں وہاں اپنی بجائی صا جزاؤں کے لیے مسلسل گزار دے اور جب پچیس سال کی عمر کے بعد کچھ کھانے کھانے کی صلاحیت پیدا ہو تو دنیاوی حقوق کے محافظ بن کر وہ اپنے جو اس کے ساتھ جہاں جی چاہے "ہنی سون" سناتے ہیں۔ بڑھی ماں خبی اور کوسٹ باپ ٹھہرے جس کو چاہے وہ گادوں کی جس گلی میں چاہیں اڑیاں گڑ کر دم توڑ دیں۔ آج اس فیسٹ مغربی تمدن کی وہیں مشرق کے شریف گھرانوں کو حکمیاں دے رہی ہیں سکتے قانون گر چکے اور گولہ دالے تھے کہ ہمالہ ہی نزل الفیت میں بعد انظواء غیر جہنم اسی ہے جو بادشاہ کو صیانت بے ناسید ہو چکے تھے اور اپنی فیسٹ پھیلا دیتا ہے۔ بین وقت پر مشرق کی غلیظ ہستی علوم کا سلطان سند کی سب سے بڑی حکومت کے مطلق النان بادشاہ خلد اللہ ملک کوامہ تبر کی چھلچھلائی ہوئی حوہ میں پڑاں جوبلی سے مسجد جوبلی تک پیادہ پا پھرنے ہوئے اس حال میں پایا گیا کہ آگے آگے مادر شفقہ (مادر کن) غفر اللہ لہا کا جواز جاری تھا اور پیچھے پیچھے اورنگ نعل اور ایم آصفی کا وارث اپنے وزیر امرا کے درمیان اپنی اس سے بھڑکے ہوئے فرزند کا سچا نونہ پیش کر رہا تھا۔ بیسویں صدی کے تاریک عہد میں برالہ الدی کی (مفسر شیعہ علیہ السلام کی زبانی قرآن نے سخیلہ دیگر خصوصیتوں کے انکی اس خصوصیت کا بھی ذکر کیا ہے کہ وہ اپنی والدہ کے ساتھ پڑوسی حسن سلوک کرنے والوں میں سے تھے) پھر انہی نسبت کا آفتاب بڑھتا علی حوہ پر سب کے سب درختاں ہوا جن کی آنکھوں میں نور ہے وہ دیکھیں اور زمین کی تسنوں میں سعادت ہے وہ تاریخ کے ان جگہ لکھتے ہیں کہ وہ توت کو پھیں۔ حالانکہ جہاں تک میرا علم ہے ان کے ہمارے کے پیچھے پیچھے پیادہ پا پھرنے والے بادشاہ نے دو دن سے کافی کی ایک پیالی سے زیادہ کھہ اور سس نوش فرمایا۔ اور یہ تو آخری دن کی بات تھی بیماری کے طویل دنوں میں جو میں گھٹنوں کے اندر ان کے قدموں کے نیچے ہر تھوڑی تھوڑی درجہ ذر ذر کر ڈر انسانوں کے مالک فرزند کو دھتے ہیں کس نے نہیں دیکھا تھا۔ لاشہ الحوہ البالغہ۔ اللہ جامد سے عرض کیا گیا تھا وہ قرآن کی آیتیں اور یہ رسول پاک کی حدیثیں تھیں جو آپ کو میں نے سنائیں لیکن سچ یہ ہے کہ انھیں قرآنی آیات اور نبوی ارشادات کی عملی شکل کو آپ کے ادراک سے آقا خلد اللہ ملک نے کر کے دکھایا ہے۔ پھر کیا ہم سب کے لیے وقت نہیں آ گیا ہے کہ دکن کی اس غلیظ قرآن (دکات مادر کن) کی قیمت کو منافع ہونے سے ہم بچا لیں۔ حقوق والدین کے نبوتے ہوئے سبق کا آپ کو آپ کے صلح بادشاہ نے علی قالیب میں درس دیا ہے بطول بقا۔ پھر ہم میں کون ہے جو ان سے بھی زیادہ بڑائی کا دعویدار ہو۔ لیکن ہم میں جو سب سے بڑا اور بے اسے پہلے جب اپنی اس کے سامنے اُس نے اپنے انکو سب سے چھوٹو کر کے دکھایا ہے تو چھوٹے ہیں ان کو سنا چاہیے کہ اپنے والدین کے سامنے اُٹھ کر کیا بننا چاہیے۔ عرض کیا گیا تھا جیسا کہ آپ نے بھی مقالہ افتتاحیہ میں ارشاد فرمایا ہے کہ موت و حیات اس زندگی کا اٹل قانون قانون ہے۔ میں نے قرآن کی آیت

اللہ جامعہ کہ جو روح پر مہم رکھنے کے لیے مخلوق کی فلاح کے لئے اللہ اور اس کے
فعلیت میں قدامت المسائل انانیت، افضل انقلبت علی، عقابکم، نہیں میں محمد علی
علیہ السلام لیکن رسول ان سے پہلے بھی رسول گزر چکے ہیں، پھر اگر وہ ذات باجائیں
مائل و باجائیں تو کیا علم اپنی انہوں پر داپس ہو جاوے گا۔ اسی کے بعد اس
تاریخ کا اعلان کیا گیا ہے: اعلان النفس ان تربت الاباذن اللہ کا آقا
ہو گیا۔ کسی جان کے لیے ممکن نہیں کہ وہ اللہ کے حکم اور اذن کے بغیر جلتے
درست اللہ کا مقرر کیا ہوا وقت سے پہلے جاوے گا تو اذن ہے۔

پس پہلے پہلے وقت پہ اس کے آداب میں لکھیں ہر ایک کو جو پہنچتا
ضرر ہے، لیکن ہر ایک میں وہ ہستیاں جو قدرت کی کسی حرکت و جنبش کو
بہ قیمت بنا کر نہیں کھینچیں، ہر ایک میں آیات اللہ کا مظاہرہ کرتی ہیں اور
ہر ایک سے بہت سیکھتی ہیں۔ چنانچہ بہت رفتاری لکھنے والی سے بھی کوئی بالاتر
پہنچتا ہے جس میں خود کی ان رنگیاں پر شیدہ ہوں۔ حضرت اور کائنات کا
کائنات حضرت آیات سے ہمارے اور آپ کے راہ نما اور شاہ امام اللہ
خداوند نے تو جس کی حیثیت سے مدت لکھا ہے، وہی آیتیں آج تک
نہ ہر ایک سے مشرق کی تسمیہ کیا جا رہی ہے۔

پس پڑھو! یقیناً اس کا بھی بجا یا گیا اور خدا نے ہم میں جس ذات گرامی
کو آپ سے انجانا ہے انکسار کی یہ آواز اسی کی طرف سے آ رہی ہے۔
انشاء اللہ چھوٹا کتبے یہ اقبال کی اقدام نام کی دعوت بن کر رہیگا۔

آخر میں "اور دیکھو" دیکھو اللہ علیہ السلام کی معرفت کی دعا
طائر جامعہ کی آیتوں کے درمیان کی گئی۔ رہتا تعقل، شہادت، وسیع العلم
جہاں تک ماضی نے ہوئی، اس کی تشریح کے الفاظ اور صافی کو اس معنوں میں
سب سے کی حتی الوسع کو شش کی ہے۔ خدا کرے کہ لوگ اس واقعہ کی اہمیت
کو سمجھیں اور دنیا کو فحش ہے شرعی گھروں میں پھر پوری روشنی داپس ہو جائے
وہ نام کی دور پر جو دین باختر پر ہم میں پیدا ہو چکا اور پھیل رہا ہے۔
وہ ایک مکی اللہ عزیز۔ (پیش رو)

(بقیہ صفحہ گزشتہ)

ان کے لئے کوئی معلوم نہ پیدا ہوا۔ اگر شب نے اسی لیے شروع کیا ہے کہ
کر کے آخر میں کہا ہے ان معرفۃ الاسماء لا تقصل الا بمعرفۃ الحق و حصول معرفۃ
فی الخیر۔ یعنی اسم کی معرفت، نیز اسم کی معرفت کے ہو نہیں سکتی۔ اور صاحب
آج سے اس پر کہا ہے وہ جو کلام نہیں۔

چنانچہ آیت کی تفسیر میں محققین نے اس کے ساتھ ساتھ تصدیقات اور
ذوات و خواص اشیاء سب کا شامل کیا ہے۔ تاہم وہ الافاضۃ الی اللہ من
الکلام: صمدۃ المسیحات فی ذواتہا (راغب) یعنی علم اسما و اشیاء کا اور
اس کے آثار و خواص کا۔ اللہ معرفۃ ذوات اشیاء و خواص اسما و اشیاء کا علم
و قوامین الصناعات و کیفیت الامتلاء (مینیادی) ارادہ و جناس میں مطلقاً و
الامال و ایتیلن ہما من الامتلاء و الدنیۃ (کنات) اور روح میں
یہ قول نقل ہوا ہے۔ و کمال الامام المراد بالاسماء صفات اشیاء و کمالات
و اسماء الامتلاء، الا علی ما ہیا تا نماز ان غیر مہما بالاسماء۔
اللہ اکبر! یہ مقام ہے انسان کی فضیلت کہ اس کا معنی ہے کہ وہ

وہ تو اس میں مبتلا ہو جائے!

یہ مقام ذکر اللہ تعالیٰ فی معرفت آدم علیہ السلام (اپنی کثیرا کا ذکر)

اللہ تعالیٰ فخر علیہم بالعلم (حالم)
مطلقہ (اکثر فرشتوں پر) انسان کی صلاحیت اور منصب شرف اللہ سے
اس کی بہت تھوڑی ہے۔

فرشتوں کے سامنے جو چیز پیش کی گئی، اور حضرت آدم علیہ السلام نہیں لکھیں
موجودات نہیں اور اسی لیے عرض کیا نہیں بلکہ عرض کیا کہ اللہ ہی ہے۔ یعنی
خبردار، ان کی جو اہل عقل کے لیے لائی جاتی ہے۔ فردی عقل و شہاد
تجربہ و فہم ان میں شامل ہو جاتی ہیں۔ گویا اپنی صورت انسانی و معنی سے
حضرت آدم علیہ السلام کے تمام مختصات کے نام اور خواص بنائے گئے۔ پھر
خود ان مختصات کو ہر ایک پر پیش کیا گیا۔

عرض بخلاف علی الملائکہ (ابن جریر) میں ابن عباس بن مسعود (عمر بن
تکلم الاشیاء علی الملائکہ (ابن جریر) میں قتادہ) یعنی نبی تک علیہ السلام
الاسماء و ان علی آدم: ابن جریر: امر و بہ ذوات الاشیاء و ذوات الاموال
(یعنی آدمی) انما قال عرضہم: لم یقل عرضہم لان اسمیات الذوات من
لیقل: اما لیس علی منہا لفظ من لیس (حالم)

ہمارے ایک آواز

اُردو کی موجودہ صحافت کے ملقبین ہفتہ وار "صداقت" کو جو اپنے
مقام حاصل ہے وہ تفاوت کا محتاج نہیں۔ اس ہفتہ وار صحیفہ سے سب
ذو دل کے اذکار و روپ کے فاضل کی پروردہ اور اسلامی علماء و روایات
کے تحفظ کی غیر فانی خدمتیں انجام پاری ہیں۔ نیز اسلامی مسائل و مباحث پر
بصیرت افزا دلائل اور جامع مضامین کی اشاعت اس کا طرہ و نیاز ہے۔ حقیق کے
محترم فاضل و لا اعبہ الما جرد یا ہادی اُردو کے ایہ آواز انشا پر اذون میں شمار کیے
جاتے ہیں۔ اس کے چھوٹے چھوٹے شذ سے اب کے قبول و اہر قرار پاتے

ہیں۔ اگر کسی دوسری زبان کے اس باب کے ادیب و انشائیہ نگار کی ادارت میں کوئی
صحیفہ جاری رہتا تو وہ ہر طور پر اہم و اہم ہوتا۔ مگر ہمیں محترم صدق کے ایک
کتوب سے یہ معلوم کہ اس وقت اس کی مالی حالت اچانک کے لائق
نہیں۔ نہ رات سے کہ خریداروں کے امانت سے خسارہ کو بردہ کیا جائے۔

"صدق" "چٹل" "سج" کے نام سے کھانا تھا۔ ہم صدق کا بیان ہے کہ
"سج" کے پرچے غیر معمولی تعداد میں ہمارے سوہ میں بھی آتے تھے۔ سوہ میں
سج کے خریداروں کی نرسٹ بھی بھیجی ہے۔ اس کے دیکھنے سے معلوم ہوا
کہ ان میں سے بیشتر آدم کے حلقہ خریداران میں داخل ہیں۔ اس لیے یہ سطرین
قلب بند کی گئی ہیں کہ سچ کے بند ہونے کے بعد "صدق" کے جاری ہونے کی
اطلاع یا یاد دہانی کر دی جائے۔ جس امید ہے کہ اب اب ذوق اس صحیفہ
کی طرف امداد کا ہاتھ بڑھائیں گے۔ نوٹ کے طور پر ہم آئندہ صدق کے
کسی مضمون کو انگریز کی خدمت میں پیش کر چکے۔ (رسالہ ترجمہ گیا)۔

شیخ شاکت حسین پر پڑنے حسن پرنٹنگ پریس میں طبع کر اسکے دفتر صدق
مرشد آباد پریس۔ گولڈن گھنٹہ سے شایع کیا

کتابت الیٰ بنیاد بالحدیث و سنتی پر اور کتب حدیث و سنتی پر

ایڈیٹر: عبدالماجد
پتہ: دریا باور، ضلع جہلم، پنجاب

کتاب: (تکلم) عبدالغنی

مضامین کے متعلق خاکہ کتابت ایڈیٹر سے کی جائے



چند روز انتظار فرمائیے

محمد عبدالرؤف عباسی مکتبہ حدیث
در شاہ آباد پٹنہ - گولڑہ گنج - لکھنؤ

چند سالانہ لکھنؤ
ششماہی پٹنہ
بیرون ہند سے ملانہ ششماہ
نہایت فی پرچہ ۱۰۰

نمبر ۱ - دو شنبہ - یکم - شعبان المکرم - ۱۳۸۵ھ مطابق ۲۰ - اکت ۱۹۶۶ء جلد ۱

آئی ایس ایس زبان کے معیار سے
سول سروس کے کچھ اہلکار ۱۹۶۸ء میں اس زبان سے زبان
امتحان کے لیے ۱۰۰ طلبہ اس سے اس میں سے جنہوں نے جو زبانیں
لی تھیں ان کے اعداد حسب ذیل ہیں :-

پنجابی	۲
گجراتی	۴
کاشمیری	۴
کھاسی	۸
مراٹھی	۸
ملایالم	۱۲
بنگالی	۱۰
تامل	۱۰
ہندی	۳۰
اردو	۶۰

۱۔ اعداد کی اس خاموش گویائی کے ساتھ پیش نظر خائن ذیل کو بھی لکھیں
(۱) ۴۰ ہندی یعنی ۱۰۰ کے سب کے سب ہندی تھے۔ یہ غلات اسکے
۶۰ اردو یعنی ۱۰۰ میں ۴۰ تھے۔ ان ۶۳ غیر مسلموں
میں سے ۱۱ ہندی تھے!
(۲) کل ہندو طلبہ ۱۲۲ تھے۔ ہندی ان میں سے کل ۴۰ تھے، یعنی نصف
پاسے بھی کہنے!

(۳) مسلمان طلبہ ان پاکستان کے خاں تھے۔ یہ مسلم گویائی کے بل پر ایک کے بل پر
سب تیشہ تھے اور یہ نے امتحان کے حالات کے اس میں پاکستان کی حالت
ہی کی تھیں۔ دو کے والے یہ متفقہ لکھتے تھے کہ ان کے ہندو زبان کی تھی۔
(۴) ۱۱ اردو یعنی ۱۰۰ کے ہندو کی علامت دار تقسیم حسب ذیل تھی :-
پنجاب سے ۱۱ (سنگھ کی ۱۰، ہندو طلبہ کے ۱)
- سمبھو سمبھو سے ۱۱ (سنگھ کی ۱۰، ہندو طلبہ کے ۱)

صوبہ بریلی سے
ایسٹ گویا سے
ایسٹ گویا سے
کہہ دیجئے کہ یہ اعداد بھی اردو والوں نے اپنے دل کے لیے بنائے

آئی ایس ایس زبان کے معیار سے
جہاں تک ممکن ہے آئی ایس ایس کے طلبہ کے حوالے سے کچھ اعداد بھی
اپنے کے ایک شمار میں گزر چکے۔ ان طلبہ کو زبان سے قطع نظر جو زبانیں
لینے ہوتے ہیں ان میں تاریخ، سائنس، فلسفہ، معاشیات، وغیرہ کے
علماء و اہل زبان کے ارباب بھی شامل ہیں۔ ارباب کے معیار سے
بھی کچھ اعداد ملنا ممکن ہوں :-

انگریزی ادب	۲۵ طلبہ لے لیا
عربی و فارسی	۲۸ "
اردو	۱۹ "
ہندی	۱۳ "
سنسکرت	۵ "
بنگالی	۱۱ لکھنؤ لے لیا
پنجابی	۱ "
تفنگی	۱ "

۱۔ یہ کے غلات اس قدر زبردست ہو چکے تھے اور عربی و فارسی کی
سائنس اور کس بہری کے زمانہ میں اتنے اتنے طلبہ کا محل آنا بجز
عجب قدرت کے اور کس چیز سے تعبیر کیا جائے؟

آئی ایس ایس زبان کے معیار سے
زبان امتحان کے موقع پر ہندوستان کے جید، نوجوان، اور اس کے
بنگال و پنجاب، کشمیر و آزاد کشمیر سب ہی کہیں کے ۱۰۰ کی تعداد میں تھے
تھے۔ ان میں سے

میں نسر کے جس سحرے خزاں میں ذوقِ اندھین ڈویشن نے اٹھوٹا
حاصل کی تھی : اب کی بھر بندہ ستانی سپاہِ مصروفیت علی ہے ۔
لیکن ابھی اٹھانوہوں کے علاوہ : ترنوں کو بھی تو کرنا ہے ۔ چنانچہ
خان بھی میں جو یہ آبیٹہ سحر میں : اور وہ اس کے برگیزہ بنے
اطلاق کر دینے کہ جو کوئی سب سے پہلے کسی حرمِ زندہ یا مردہ

نئی کتابیں

۱۱۔ تمدن اسلام کا پیام، بیسویں صدی کے ہم آواز عبدالمجید صاحب
قیمت: چار روپے، مستند نشر و اشاعت، انجمن اسلامی تاج و تخت، لاہور
یونیورسٹی، ملتان

مرید صدق کا ایک مقالہ جو علی گڑھ میں طلبہ، اساتذہ کی طرح
پڑھا گیا تھا۔ یہ تبصرہ ازبلا لا کھڑا طلبہ صاحب ریوینڈا۔

۱۲۔ اقسام القرآن، ستر جلد مولوی امین الحسن صاحب، ۱۰۰ صفحہ
قیمت: ۵ روپے، دارالکتاب، سرسہ، ضلع مظفر آباد (پنجاب)

مشہور شراح و مفسر قرآن علامہ حمید الدین غزالی کے عربی رسالہ
اسان فی اقسام القرآن کا اردو ترجمہ ہے۔ قرآن مجید میں جو سب سے آگے
آئے ان کے متعلق جو اشکالات وارد ہوئے ہیں، اس رسالہ میں ان پر تدار
تحقیق و جامعیت کے ساتھ نظر کی گئی ہے۔ جو بات بعض دوسرے صاحب
لے بھی اپنے اپنے رنگ میں دیے ہیں، لیکن اس رسالہ کی شہرہ و سب سے
اگلی سب سے آگے ہے۔ اس میں قسم کے فلسفہ، قرآنی ادب پر قسم کے فہم،
قسم کے مقصد، غایت و غیبت، سادہ سادہ سادہ سادہ سادہ سادہ
سجی کے ساتھ گفتگو جو جو ہے۔ جو ہر علم مسئلہ کے سادہ سادہ سادہ
سمجھا چاہیے ہیں۔ اگلے لے یہ ایک تحفہ ہے جہاں اردو اگلی لے اس کا
مطالعہ ناگزیر ہے۔

اب تک ریونیو میں تھا۔ اردو میں آج سادہ سے افادہ کا دائرہ
زیادہ وسیع ہو گیا ہے۔ ستر جلد کے فلم کا جدید تقارن تحقیق حاصل ہے۔
اس دور کے بڑے بڑے شاعر ہیں۔ وہ اپنے شعر کی جگہ کسی تصنیف کا
ترجمہ کر سنبھلیں ہیں تو ترجمان کا حق دار کہتے ہیں۔ ترجمہ ایک حرکت تو
تقریباً غلطی رہتا ہے۔ یعنی اصل کے زیادہ سے زیادہ قریب اور دوسری
حرکت و شتاب ہے نہ منتقل۔ اور ایک خاص قسم کی غلطی اور کائنات جو
حیرت و صنعت کی محبت میں محسوس ہوتی ہے وہ اس ترجمہ میں سرا
کے ہوئے ہے۔

۱۳۔ فرعون کا ہر۔ از جناب حکیم امین حسن صاحب تاش، ۴۰ صفحہ
صفحات، قیمت: درج نہیں (قابل بار) پتہ: -، تھارلی کینڈا۔

۱۴۔ فریڈ اسٹریٹ، رنگون، برصغیر۔

فرعون کے جاہ و تاج ہر سلطان مصر ہوئے، بنی اسرائیل کے
کے ہاتھوں خدایہ عزت اٹھا۔ اب لا خراس سے نجات پانے اور
فرعون کے غرق ہونے پر مسلمان کا ایمان ہے۔ لیکن شہد علی و تاریخی
سوالات زمانہ حال میں اس قسم کے پیدا ہو گئے ہیں کہ فرعون تو سلطان مصر
کا ایک نام تھا ہوتا تھا۔ یہ شخص فرعون کو بنا تھا؟ اسکا زمانہ کونسا تھا؟
اور ایک ہی تھا یا دو فرعون تھے؟ وہ کس مملکت کا رہا؟ یہ سب سب
اس جانب توجہ نہیں کی اور انکو ضرورت نہیں تھی۔ بائبل کے مفسرین
نے سوالات کو حل کرنا چاہا اور طرح طرح کے اشکالات میں مبتلا ہو گئے۔
تاہم اب تک ایک ٹی وی حد تک سادہ و اتفاق تھا کہ وہ عیسائی اسکندریہ

سید حسین احمد صاحب شیخ الحداد و چند مظاہرہ الہامی کا عنوان
بابت درجہ علوم شرعیہ مدینہ منورہ کا پڑھا تھا۔ وہاں تعلیم
خود پر اس کوشش کی گئی کہ پہلے چار سو ستر سو پچیس نو آئین پانی
جمع ہو گئے تھے۔ ہم نے تحریر کیا کہ آیت کے مطابق مقام دہلی
نئی نرک، کہ ٹی جی علی جان صاحب مرحوم، بنیاب، مانڈا
معدنہ جبرما سب کے پاس، اور اگست ۱۹۷۷ء کو سرٹیفکیٹ
جمع کرادیے ہیں اور سید صاحب کو ملی ہے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ

مستظم علی جان مرحوم

افسوس ہے کہ اور اگست کو شب میں غم علی جان
صاحب راہپوری نے ایک طویل علالت کے بعد انور میں وفات پائی۔
آقا وندہ، اخبارات میں پھر ایک آگے کے اور کہیں ذکر نہیں آیا۔ خود اس
شہرہ کے پڑھنے والے یہ سوال نہیں کہ یہ کون؟ ہوتا تھا محل کے
عربی قریب، اور ان کی بیگم صاحبہ کے برادر، مستظم تھے۔ بہر حال وہ اپنے
میں ڈھاکہ یونیورسٹی میں لائبریری تھے۔ آخر میں راہپوری کی کورٹ کے
چھتہ جج ہو گئے تھے۔ جبریہ تو ان کی ذاتی حیثیت تھی، بلکہ حیثیت
یہ تھی کہ مستظم، جس علی برادران کی نظر بندی کے زمانہ میں مرکزی
خلافت کبھی کے سرکٹ میں دسکے، اور ان تھے۔ ان کے دو بیٹے
کو شاہین کا مطالعہ، کانگریس اور خلافت کمیٹی کے پروگرام کا اہم ترین جز
تھا۔ علی برادران اور گاندھی کی قید کے بعد، سی۔ آر۔ دوس کی
رہنمائی میں اسی کے خلافت بنیاد و غرض ہوئی۔ ایک نئی پارٹی سوانح
پارٹی کے نام سے قائم ہوئی، اور ہوتی لال نند، اور حکیم اجل خان مرحوم
کے داخلہ کو تسلیم کی حمایت کے طبردار خاص تھے۔ اس سیلاب کے
روکنے کی قوت کس میں تھی۔ اچھے اچھے کے پیرا کھڑے۔ زبردست
اور پھر قوت مقابلہ عزت و شخصوں نے کہا۔ انہوں میں کانگریس کے
وزیر سے راج گوبال آجاری تھے، اور مسلمانوں میں خلافت کمیٹی کے
دوسرے مستظم علی جان تھے۔ مستظم مرحوم کی عملی فہمت اور جامعیت کا
وہ دور تھا۔ وہ دور جس نے دیکھا نہیں، وہ اب اسے سمجھ نہیں سکتا۔
میں تہ برادر میں استقامت کا اس وقت انہوں نے ثبوت دیا تھا وہ
جسے سرٹیفکیٹ ملی کا سمجھا جاسکتا تھا۔ دین اور جہاد بھی (دین و جہاد) کے
اسلامیت کی تصویر تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے خلافت کمیٹی ہی گم ہو گئی تو اسکے
خادموں کو کان بادر کھنا ہے؟

بیکسی اور رنگون کے ناظرین سے

مولوی عبداللہ صاحب (مولوی عالم احمد و درمہ سراج اعظم)
محمد بے نگر، ڈاکٹر رام دت گنج، مبلغ بستی (پانی) ملانہ بھی اور
رنگون کے ایسے اہل کرم کے نام جانے چاہئے ہیں جو علم و دست اور عقائد
اہل سنت کے حامی ہوں۔ ناظرین صدق میں سے جو صاحب اس خدمت
کا اجر لیا چاہیں وہ براہ راست مولوی صاحب کو صورت کو
مستطیل فرمائیں۔

تدوین حدیث

نمبر (۱۳)

از جناب سیدنا خورشید گلانی مدظلہ

ان کے بعد حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدنیوں لاغیرہ
 مدنیوں کی تعداد ایک ہزار چوبیس ہے۔ اب تک کئی قرین ثبوت
 اس کا تو نہیں ملے گا۔ خود ابن عمر نے اپنی مدنیوں کا مجموعہ تحریر کیا تھا، لیکن مدنی
 کی یہ روایت ہے بلکہ طبقات ابن عمر میں یہ روایت موجود ہے کہ
 سلمان بن یحییٰ کا بیان ہے
 اے ایسا خاندانی ابن عمر ملے کہ ابن عمر کے سوا کوئی اور ایسا نہ ملے گا۔ اُنکے
 طلبہ کی کتاب میں یہ ہے۔
 تاریخ کے متعلق سب جانتے ہیں کہ حضرت ابن عمر کے پیشے آزادانہ تھے
 غلام تھے۔ تیس سال تک اُنکی خدمت میں رہے۔ امام مالک کی انھیں روایت
 کہ جو تاریخ ابن عمر کے نزدیک سے دور روایت کرتے ہیں بعض لوگ حسانہ الذہاب
 دستری نہ بخیر فرما دیتے ہیں۔ اس سے سمجھا جاسکتا ہے کہ ابن عمر کا ظم خود
 اُنکے باوجود درست شاکر کے ذریعہ سے یقیناً قلمبند ہو چکا تھا۔ اور اُنہیں یہ
 کہ ابن عباس و ابن عمر کے زمانہ تک بنی امیہ کی حکومت قائم ہو چکی تھی جس
 میں فصاحت و البتہ بلکہ ترجمہ تک کا پورا جاسم ان میں رہ چکا تھا۔ ان لوگوں
 کی مدنیوں کا قلم بند ہونا البتہ محال نہیں ہے۔ پھر جب وہابی موجود ہیں تو
 انکا کیا وجہ ہو سکتی ہے۔
 اور یہ حال تو ان بزرگوں کی مدنیوں کا ہے جو اکثرین کے طبقہ میں شمار کیے
 جاتے ہیں۔ اُنکے سوا دوسرے اصحاب و تابعین علیہ السلام جیسے سلم جیسا تھا۔
 اس طبقہ میں نہیں ہے ان میں ایک نہیں ہے۔ دوسرا بڑوں کے مشایخ و تربیت سے کہ
 حضرت ایک دو حدیث میں ایک مسئلے میں اپنے فاضل سے غور سے اُنکے پاس
 موجود تھے۔ جن میں یعنی تو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کھواسے
 ہوئے تھے۔ مثلاً وائل بن حجر صحابی جو حضرت سہل کے شاگردوں میں سے تھے۔
 دینہ اگر مسلمان نہ ہو اور کچھ دن قیام نہ کر کر تہہ دار ہیں جاتے تھے تو
 خبر الی حدیث میں رہی ہے کہ حضرت زید بن اسلمہ و سلمہ ایک صحابہ کبار کے
 حوالہ کیا جس میں نماز روزہ و شراب و سود وغیرہ کے احکام تھے۔
 دوسری طویل چیز جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی اُخوانوں سے
 سکا تو ذکر بھاری محکم ہے۔ آپ میں کون نہیں جانتا کہ حجۃ الوداع میں
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو خطبہ دیا تھا اسکا ترجمہ بغیر سب سے خود امام
 و ایک اصول تھا۔ اور اچھا ناما حویل ہے۔ ابوشامہ دینی صحابی کی روایت
 پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو خطبہ اُلو خود لکھ کر دیا۔ بخاری کی روایت
 سے شاید شبہ ہو سکتا ہے کہ پورے خطبہ کی نقل کا شاید علم نہیں دیا گیا تھا۔
 امام ابو حنیفہ جو سیر کے امام ہیں ان سے پوچھا گیا کہ کیا یہ خطبہ لکھوا گیا
 کیا تھا پوچھے ہاں !
 انا خطبہ اُلو سموا من النبی صلی اللہ علیہ وسلم جیسے انھوں نے رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم (یعنی سلمہ) صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا لکھ کر

سے ہے۔ قرآن مجید حدیث اور شیخ اکبر جامی اور خود انہی کے کلام کی
 روشنی میں شافعی سے ابن ابی کثیر بہت عام فہم بنا جانے کی سزا اور
 قرآن بیان مکتبیں لکھا ہے۔ پھر بھی فلسفہ اور تصوف کی اصطلاحات کثرت
 سے اسکا لکھنے بغیر غور نہ تھا۔ اور بالکل عام فہم تو نفس معنوی کے لحاظ
 سے بھی فہم کو مار دیا ہے۔
 کتاب غرام سے کام کی نہیں نامہ کی چیز ہے، فلسفہ اور تصوف۔ انکے
 طلبہ کے لیے بھی قرآن کا فلسفہ۔ بڑی خوشی یہ کہ کچھ کوئی جہ کہ علیہ السلام
 کے مشابہ فلسفہ کی طرح صیہ آزاد کا بھی مشابہ فلسفہ مجاہد سلطان انہوں
 میں ہے اور سب سے مملکت کے روایت ہی کا ذریعہ بن رہا ہے۔ لکھا گیا
 ہو جائے گا۔
 (۱۸) اسلام کا اصل بنیادی معاشی سائل کا (اگرچہ بنیادی) اثر
 حمید اللہ۔ صاحب ایم اے ڈی اے، جھوٹی نقیض، ۱۰ صفحے
 جتہ، بنگالہ عظام الدین، شیراز، لاہور، لاہور۔ غالباً ۱۹۸۰
 ڈاکٹریٹ پیش کرنے پر مل جاسکے۔
 چاند علیانیہ کے استاد ڈاکٹر عبد اللہ کاظم اسلامی سالہ تحقیق
 کے لیے معذرت ہے۔ یہ انکا مازہ افادہ اسلام و معاشیات پر سے اصل میں
 انکا یہ مقالہ حیدرآباد کے انگریزی رسالہ ہی اسلامک ریسرچ کا تھا۔ حیدر
 آباد کر انھیں عظام الدین لاہور اسے ایک بغاوت کی صورت میں شائع
 کر دیا ہے۔ اور یہ بہت بچھاؤنی محض رسالہ میں چھپے ہوئے معاشی
 وٹ بھول گیا کرتے ہیں۔ حالانکہ سات مختلف متواتر کے سخت بغیر ہے
 روز کا نظام سود کا شکوکہ وغیرہ۔ استدلال زیادہ تر مرتب و ثابت
 و ثبوتی و احادیث پر ہی ہے کہ ہے۔ دلائل و آیات غور و نظر ہیں۔ اور
 ان کی توقع صنف کے قلم سے تھی۔ البتہ معاشیات کی مصلحتات اس کثرت
 سے ہنسنا ہوتی ہیں کہ کتاب عام ناظرین کے کام کی زیادہ نہیں رہ گئی۔ مگر
 طلبہ نے ہی یہ ہی طرح استفادہ ہو سکتے ہیں۔
 (۱۹) بہت تراشی۔ از اشفاق حسین صاحب قریشی ایم اے۔ ۴۴ صفحے
 بہت ۳۲۲ کتبہ جامعہ دہلی۔ دہلی۔ ۱۹۸۱ء لاہور وغیرہ
 ایک مختصر و محسوس اور ۱۰۰ افراد پیش اصل میں سرحد و دوسری۔
 ایک استاذ بہت تراشی اور اسکی ڈاکٹر بیوی۔ شریخ میں روزگار جہان
 افراد۔ خان کائنات پر کتبہ چھپنے سے آغاز ہوتا ہے، لیکن غامض کہ
 پوچھنے سے پہلے ہی اسلام ہو جاتی ہے۔ زبان صاف سلیس اشنہ ہے
 (باقی آئندہ)

(۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰)

و بھائی یا پھل ہے تو فقیر اس کا سیدھا راستہ بتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ
 ہمارے بعض ذوقی و دہشانی چیز ہے استدلالی وحسی چیز نہیں کہ دانی
 صاحب اس کے کچھ کھانے میں غلی جوشوں سے کسی نتیجہ پر پہنچ سکیں۔
 اہل حق و عت و دینا ہے کہ وہ عالم کے ہاں چند بوم نام مقوم ہے کہ
 ہا مشائخ اس کے متعلق بات چیت کریں۔ و اتم سید کرنا ہے کہ اگر انکی
 کوئی عملی خدمت انجام دے سکے گا۔ جسکے بعد وہ اللہ کی حقیقت کو ثابت
 و ثابت کر سکیں۔ اور حق و باطل کا معیار بن سکے تو ایک کوئی تعریف و
 اعتبار کر سکے۔ و اہل حق اس کے ایک بار و بار و بار و بار کی طرف سے
 نہیں اپنی خدمت میں کرنا ضروری ہیں۔ تیار و تیار کی دعوت دینے
 والے ساتھ جیسے رہا ہے۔ انکی فکر ایک کے الی کو سیکڑوں میں ہے۔
 ہزاروں آدمی معجز عظیم المرتبت اس میں ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کو مستعد ہوا
 اس موقع پر اس کے لیے اور اور جیسے اسکی احباب و ملت بہت ہوتی
 سنا ان بصیرت مہیا ہو سکتا ہے۔ وہ ہر خواہ مخواہ کریں کہ اس کے سامنے
 ایک شخص کھڑا ہے جو نبوت، مجددیت، مسیحیت، احمدیت اس کے سامنے
 اپنے امام اور اپنی شخصیت کا کائنات الہیہ کے لیے محبت قرار دیتا ہے۔
 اور اسکا اثر جن لوگوں پر نمودار ہوتا ہے وہ ایک طبعی و انجائی
 پوری امت سے بالکل کٹ کر ایک طرف کھڑا ہوا ہو ایک فرقہ بن کر
 نکلیا ہوتے ہیں مگر انکی تعداد صرف ہزاروں تک محدود رہ جاتی ہے
 اور باقی پوری امت ایک لفظ میں بھی اس شخص سے متاثر نہیں ہوتی۔
 کیا ایسے شخص کو پوری امت کا مجدد کہیں گے۔

اسکے باوجود ہم گزشتہ سچاس سالوں میں اس کے بعض ملائے است
 امام پیش کرنے نہ ہوئے۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ ان میں سے کسی ایک نے بھی
 اپنے لیے کوئی ایسا امتیاز پسند نہیں کیا جو نادانی نبی یا مجدد یا محدث
 کے عشر عشر میں ہو مگر اسکے باوجود اسکے وجود سے امت کے ہر فرد
 کے اندر گرمی ایمان کی تیزی پیدا ہوئی جو اس کے سب وجود میں برائیاں
 نکالتی۔ مثلاً جمال الدین افغانی، مفتی عبدہ، سید رشید رضا، شبلی نعمانی
 مولوی رشید احمد گنگوہی، اور مولوی محمد قاسم بانی مدرسہ دینیہ دہلی
 رحمہم اللہ علیہم جمیع یہ چند وہ ملائے ہیں جنہوں نے اپنے لیے کوئی امتیاز
 خاص قرار دیا ہے بغیر اور اپنی شخصیت کی طرف سے دعوت (بے بغیر ایک
 دین نقطہ نظر سے اسلام کی ایسی خدمت انجام دی کہ پوری امت اس کے
 متاثر ہوئی اور جو رہی ہے۔ اور کوئی میرا لگانہ، امت سے کٹا ہوا دائرہ
 میں پیدا نہ ہوا۔ ہمیں دعوت بصیرت دینے والے صاحب ذرا غور
 فرمائیں کہ وہ ایسے خود فروش و خدا خلاص بندگان خدا کا منصب ہے۔
 سجدہ سجدہ یا غار یا بی صاحب کو کہ جسکی فست تاثر ہزاروں تک
 محدود رہی اور اسکا بھی بالآخر نتیجہ ہوا کہ تارشدگان کو ایک مستقل
 امت بنا دیا گیا کہ جسکا است محمدیہ کے مجبور سے کوئی بھی رابطہ نہ ہو سکا۔
 نادانی امت کے بعض افراد نے اس معرعل کا احساس کیا اور انھوں
 نے تاویل و تادیل اور بعض صورتوں میں انکار تک کر کے اس کے
 قریب آنے کی سعی کی اور وہ لا پوری قادیانی کے نام سے مشہور ہو گئے۔
 لیکن یہ ایک ناخوشگوار حرکت کے حصار سے جس شخص کے اثر کے

تحت وہ نکلے تھے۔ جب تک اسکے اثر کا تاثر طبعی وہ انھوں نے نہیں دیکھا۔
 کے دین و انکو میں آنے کا اسکے لیے امکان نہیں۔ اور پھر ان سے کہنا کہ یہ
 بھی نہیں کہ جسکی نادانی نامکمل ہو۔ اسی الی بصیرت صاحب اب ایک نیا
 نتیجہ یوں بھیجے کہ امام جلال و امام شیطانی کے تحت اسلام و اسلام
 کرنے والوں میں شتہ اللہ نے باقی تمام کچھ کے یہ بھی ایک فرقہ کہ جو ان
 کو آخر کار اللہ تعالیٰ کا پناہ دست قدرت پوری امت سے کٹ کر ایک فرقہ کر دینا
 ہے اور مقام الذکر طبقہ آخر کار اس اپنی تمام سامعی کے امت کے دین و شراب
 کے اندر فنا ہو جاتا ہے اور غیر حق و حور پر اسکے اثرات کے عروج و انحسار
 خون ایمانی کو تیز کر دیتا ہے۔ انکی غرض میں سی ہی نہیں اپنی عقیدت و ایمان
 نہ تھا۔ لہذا انکی غرض اللہ تعالیٰ کے ہاں شکوہ ہو جاتا ہے۔ لیکن امام شیطانی
 کے سامنے کی سامعی کو امت کا ذوق عمومی نہیں نہیں اپنا ایک مقصد غیر
 حق قرار دیتا ہے۔ یہ ہے باقی تمام کچھ کے الی و باقی تمام کچھ کے
 شیطانی میں قائم ہے۔ اگر تمام کی اہریت میں حور ہو جو معلوم کر کے
 سے اگر کسی روح میں عام ترپ ہو تو اس میں ہمیشہ ایک اثر رہے گا
 کہ جن سے باقی تمام کچھ پیدا کر کے سے یہ چیز یاد ہوا معلوم ہو جاتی ہے
 اسلام علیٰ من ابصر اللہ تعالیٰ
 کیا لا پوری قادیانی ارگن پیغام صلح ان صورت کو اپنے پڑھے
 والوں تک پہنچا دیں گے؟

خریداران صدق کی خدمت میں

سند یہ ذیل خریدار مساجد کی سیوا خریداری اور گیسٹ ہاؤس خریداری
 براہ کرم چند ایسے وقت میں سمجھیں کہ ختم ہونے سے پہلے پہلے غفران
 پہنچ جائے۔ ورنہ کم ستمبر ۱۳۸۵ کو دینی روزانہ ہونے دینی ہی نہیں انکار کا
 ذرا خرچ ہے۔ اگر کسی صاحب کو خدا کا خدا ہے خریداری منظور ہو تو دفتر
 کو بروقت اطلاع دیدیں تاکہ دفتر کو زیر بار نہ ہو۔

۱۲۹	۱۳۰	۱۳۱	۱۳۲	۱۳۳	۱۳۴	۱۳۵	۱۳۶	۱۳۷	۱۳۸	۱۳۹	۱۴۰	۱۴۱	۱۴۲	۱۴۳	۱۴۴	۱۴۵	۱۴۶	۱۴۷	۱۴۸	۱۴۹	۱۵۰	۱۵۱	۱۵۲	۱۵۳	۱۵۴	۱۵۵	۱۵۶	۱۵۷	۱۵۸	۱۵۹	۱۶۰	۱۶۱	۱۶۲	۱۶۳	۱۶۴	۱۶۵	۱۶۶	۱۶۷	۱۶۸	۱۶۹	۱۷۰	۱۷۱	۱۷۲	۱۷۳	۱۷۴	۱۷۵	۱۷۶	۱۷۷	۱۷۸	۱۷۹	۱۸۰	۱۸۱	۱۸۲	۱۸۳	۱۸۴	۱۸۵	۱۸۶	۱۸۷	۱۸۸	۱۸۹	۱۹۰	۱۹۱	۱۹۲	۱۹۳	۱۹۴	۱۹۵	۱۹۶	۱۹۷	۱۹۸	۱۹۹	۲۰۰	۲۰۱	۲۰۲	۲۰۳	۲۰۴	۲۰۵	۲۰۶	۲۰۷	۲۰۸	۲۰۹	۲۱۰	۲۱۱	۲۱۲	۲۱۳	۲۱۴	۲۱۵	۲۱۶	۲۱۷	۲۱۸	۲۱۹	۲۲۰	۲۲۱	۲۲۲	۲۲۳	۲۲۴	۲۲۵	۲۲۶	۲۲۷	۲۲۸	۲۲۹	۲۳۰	۲۳۱	۲۳۲	۲۳۳	۲۳۴	۲۳۵	۲۳۶	۲۳۷	۲۳۸	۲۳۹	۲۴۰	۲۴۱	۲۴۲	۲۴۳	۲۴۴	۲۴۵	۲۴۶	۲۴۷	۲۴۸	۲۴۹	۲۵۰	۲۵۱	۲۵۲	۲۵۳	۲۵۴	۲۵۵	۲۵۶	۲۵۷	۲۵۸	۲۵۹	۲۶۰	۲۶۱	۲۶۲	۲۶۳	۲۶۴	۲۶۵	۲۶۶	۲۶۷	۲۶۸	۲۶۹	۲۷۰	۲۷۱	۲۷۲	۲۷۳	۲۷۴	۲۷۵	۲۷۶	۲۷۷	۲۷۸	۲۷۹	۲۸۰	۲۸۱	۲۸۲	۲۸۳	۲۸۴	۲۸۵	۲۸۶	۲۸۷	۲۸۸	۲۸۹	۲۹۰	۲۹۱	۲۹۲	۲۹۳	۲۹۴	۲۹۵	۲۹۶	۲۹۷	۲۹۸	۲۹۹	۳۰۰	۳۰۱	۳۰۲	۳۰۳	۳۰۴	۳۰۵	۳۰۶	۳۰۷	۳۰۸	۳۰۹	۳۱۰	۳۱۱	۳۱۲	۳۱۳	۳۱۴	۳۱۵	۳۱۶	۳۱۷	۳۱۸	۳۱۹	۳۲۰	۳۲۱	۳۲۲	۳۲۳	۳۲۴	۳۲۵	۳۲۶	۳۲۷	۳۲۸	۳۲۹	۳۳۰	۳۳۱	۳۳۲	۳۳۳	۳۳۴	۳۳۵	۳۳۶	۳۳۷	۳۳۸	۳۳۹	۳۴۰	۳۴۱	۳۴۲	۳۴۳	۳۴۴	۳۴۵	۳۴۶	۳۴۷	۳۴۸	۳۴۹	۳۵۰	۳۵۱	۳۵۲	۳۵۳	۳۵۴	۳۵۵	۳۵۶	۳۵۷	۳۵۸	۳۵۹	۳۶۰	۳۶۱	۳۶۲	۳۶۳	۳۶۴	۳۶۵	۳۶۶	۳۶۷	۳۶۸	۳۶۹	۳۷۰	۳۷۱	۳۷۲	۳۷۳	۳۷۴	۳۷۵	۳۷۶	۳۷۷	۳۷۸	۳۷۹	۳۸۰	۳۸۱	۳۸۲	۳۸۳	۳۸۴	۳۸۵	۳۸۶	۳۸۷	۳۸۸	۳۸۹	۳۹۰	۳۹۱	۳۹۲	۳۹۳	۳۹۴	۳۹۵	۳۹۶	۳۹۷	۳۹۸	۳۹۹	۴۰۰	۴۰۱	۴۰۲	۴۰۳	۴۰۴	۴۰۵	۴۰۶	۴۰۷	۴۰۸	۴۰۹	۴۱۰	۴۱۱	۴۱۲	۴۱۳	۴۱۴	۴۱۵	۴۱۶	۴۱۷	۴۱۸	۴۱۹	۴۲۰	۴۲۱	۴۲۲	۴۲۳	۴۲۴	۴۲۵	۴۲۶	۴۲۷	۴۲۸	۴۲۹	۴۳۰	۴۳۱	۴۳۲	۴۳۳	۴۳۴	۴۳۵	۴۳۶	۴۳۷	۴۳۸	۴۳۹	۴۴۰	۴۴۱	۴۴۲	۴۴۳	۴۴۴	۴۴۵	۴۴۶	۴۴۷	۴۴۸	۴۴۹	۴۵۰	۴۵۱	۴۵۲	۴۵۳	۴۵۴	۴۵۵	۴۵۶	۴۵۷	۴۵۸	۴۵۹	۴۶۰	۴۶۱	۴۶۲	۴۶۳	۴۶۴	۴۶۵	۴۶۶	۴۶۷	۴۶۸	۴۶۹	۴۷۰	۴۷۱	۴۷۲	۴۷۳	۴۷۴	۴۷۵	۴۷۶	۴۷۷	۴۷۸	۴۷۹	۴۸۰	۴۸۱	۴۸۲	۴۸۳	۴۸۴	۴۸۵	۴۸۶	۴۸۷	۴۸۸	۴۸۹	۴۹۰	۴۹۱	۴۹۲	۴۹۳	۴۹۴	۴۹۵	۴۹۶	۴۹۷	۴۹۸	۴۹۹	۵۰۰	۵۰۱	۵۰۲	۵۰۳	۵۰۴	۵۰۵	۵۰۶	۵۰۷	۵۰۸	۵۰۹	۵۱۰	۵۱۱	۵۱۲	۵۱۳	۵۱۴	۵۱۵	۵۱۶	۵۱۷	۵۱۸	۵۱۹	۵۲۰	۵۲۱	۵۲۲	۵۲۳	۵۲۴	۵۲۵	۵۲۶	۵۲۷	۵۲۸	۵۲۹	۵۳۰	۵۳۱	۵۳۲	۵۳۳	۵۳۴	۵۳۵	۵۳۶	۵۳۷	۵۳۸	۵۳۹	۵۴۰	۵۴۱	۵۴۲	۵۴۳	۵۴۴	۵۴۵	۵۴۶	۵۴۷	۵۴۸	۵۴۹	۵۵۰	۵۵۱	۵۵۲	۵۵۳	۵۵۴	۵۵۵	۵۵۶	۵۵۷	۵۵۸	۵۵۹	۵۶۰	۵۶۱	۵۶۲	۵۶۳	۵۶۴	۵۶۵	۵۶۶	۵۶۷	۵۶۸	۵۶۹	۵۷۰	۵۷۱	۵۷۲	۵۷۳	۵۷۴	۵۷۵	۵۷۶	۵۷۷	۵۷۸	۵۷۹	۵۸۰	۵۸۱	۵۸۲	۵۸۳	۵۸۴	۵۸۵	۵۸۶	۵۸۷	۵۸۸	۵۸۹	۵۹۰	۵۹۱	۵۹۲	۵۹۳	۵۹۴	۵۹۵	۵۹۶	۵۹۷	۵۹۸	۵۹۹	۶۰۰	۶۰۱	۶۰۲	۶۰۳	۶۰۴	۶۰۵	۶۰۶	۶۰۷	۶۰۸	۶۰۹	۶۱۰	۶۱۱	۶۱۲	۶۱۳	۶۱۴	۶۱۵	۶۱۶	۶۱۷	۶۱۸	۶۱۹	۶۲۰	۶۲۱	۶۲۲	۶۲۳	۶۲۴	۶۲۵	۶۲۶	۶۲۷	۶۲۸	۶۲۹	۶۳۰	۶۳۱	۶۳۲	۶۳۳	۶۳۴	۶۳۵	۶۳۶	۶۳۷	۶۳۸	۶۳۹	۶۴۰	۶۴۱	۶۴۲	۶۴۳	۶۴۴	۶۴۵	۶۴۶	۶۴۷	۶۴۸	۶۴۹	۶۵۰	۶۵۱	۶۵۲	۶۵۳	۶۵۴	۶۵۵	۶۵۶	۶۵۷	۶۵۸	۶۵۹	۶۶۰	۶۶۱	۶۶۲	۶۶۳	۶۶۴	۶۶۵	۶۶۶	۶۶۷	۶۶۸	۶۶۹	۶۷۰	۶۷۱	۶۷۲	۶۷۳	۶۷۴	۶۷۵	۶۷۶	۶۷۷	۶۷۸	۶۷۹	۶۸۰	۶۸۱	۶۸۲	۶۸۳	۶۸۴	۶۸۵	۶۸۶	۶۸۷	۶۸۸	۶۸۹	۶۹۰	۶۹۱	۶۹۲	۶۹۳	۶۹۴	۶۹۵	۶۹۶	۶۹۷	۶۹۸	۶۹۹	۷۰۰	۷۰۱	۷۰۲	۷۰۳	۷۰۴	۷۰۵	۷۰۶	۷۰۷	۷۰۸	۷۰۹	۷۱۰	۷۱۱	۷۱۲	۷۱۳	۷۱۴	۷۱۵	۷۱۶	۷۱۷	۷۱۸	۷۱۹	۷۲۰	۷۲۱	۷۲۲	۷۲۳	۷۲۴	۷۲۵	۷۲۶	۷۲۷	۷۲۸	۷۲۹	۷۳۰	۷۳۱	۷۳۲	۷۳۳	۷۳۴	۷۳۵	۷۳۶	۷۳۷	۷۳۸	۷۳۹	۷۴۰	۷۴۱	۷۴۲	۷۴۳	۷۴۴	۷۴۵	۷۴۶	۷۴۷	۷۴۸	۷۴۹	۷۵۰	۷۵۱	۷۵۲	۷۵۳	۷۵۴	۷۵۵	۷۵۶	۷۵۷	۷۵۸	۷۵۹	۷۶۰	۷۶۱	۷۶۲	۷۶۳	۷۶۴	۷۶۵	۷۶۶	۷۶۷	۷۶۸	۷۶۹	۷۷۰	۷۷۱	۷۷۲	۷۷۳	۷۷۴	۷۷۵	۷۷۶	۷۷۷	۷۷۸	۷۷۹	۷۸۰	۷۸۱	۷۸۲	۷۸۳	۷۸۴	۷۸۵	۷۸۶	۷۸۷	۷۸۸	۷۸۹	۷۹۰	۷۹۱	۷۹۲	۷۹۳	۷۹۴	۷۹۵	۷۹۶	۷۹۷	۷۹۸	۷۹۹	۸۰۰	۸۰۱	۸۰۲	۸۰۳	۸۰۴	۸۰۵	۸۰۶	۸۰۷	۸۰۸	۸۰۹	۸۱۰	۸۱۱	۸۱۲	۸۱۳	۸۱۴	۸۱۵	۸۱۶	۸۱۷	۸۱۸	۸۱۹	۸۲۰	۸۲۱	۸۲۲	۸۲۳	۸۲۴	۸۲۵	۸۲۶	۸۲۷	۸۲۸	۸۲۹	۸۳۰	۸۳۱	۸۳۲	۸۳۳	۸۳۴	۸۳۵	۸۳۶	۸۳۷	۸۳۸	۸۳۹	۸۴۰	۸۴۱	۸۴۲	۸۴۳	۸۴۴	۸۴۵	۸۴۶	۸۴۷	۸۴۸	۸۴۹	۸۵۰	۸۵۱	۸۵۲	۸۵۳	۸۵۴	۸۵۵	۸۵۶	۸۵۷	۸۵۸	۸۵۹	۸۶۰	۸۶۱	۸۶۲	۸۶۳	۸۶۴	۸۶۵	۸۶۶	۸۶۷	۸۶۸	۸۶۹	۸۷۰	۸۷۱	۸۷۲	۸۷۳	۸۷۴	۸۷۵	۸۷۶	۸۷۷	۸۷۸	۸۷۹	۸۸۰	۸۸۱	۸۸۲	۸۸۳	۸۸۴	۸۸۵	۸۸۶	۸۸۷	۸۸۸	۸۸۹	۸۹۰	۸۹۱	۸۹۲	۸۹۳	۸۹۴	۸۹۵	۸۹۶	۸۹۷	۸۹۸	۸۹۹	۹۰۰	۹۰۱	۹۰۲	۹۰۳	۹۰۴	۹۰۵	۹۰۶	۹۰۷	۹۰۸	۹۰۹	۹۱۰	۹۱۱	۹۱۲	۹۱۳	۹۱۴	۹۱۵	۹۱۶	۹۱۷	۹۱۸	۹۱۹	۹۲۰	۹۲۱	۹۲۲	۹۲۳	۹۲۴	۹۲۵	۹۲۶	۹۲۷	۹۲۸	۹۲۹	۹۳۰	۹۳۱	۹۳۲	۹۳۳	۹۳۴	۹۳۵	۹۳۶	۹۳۷	۹۳۸	۹۳۹	۹۴۰	۹۴۱	۹۴۲	۹۴۳	۹۴۴	۹۴۵	۹۴۶	۹۴۷	۹۴۸	۹۴۹	۹۵۰	۹۵۱	۹۵۲	۹۵۳	۹۵۴	۹۵۵	۹۵۶	۹۵۷	۹۵۸	۹۵۹	۹۶۰	۹۶۱	۹۶۲	۹۶۳	۹۶۴	۹۶۵	۹۶۶	۹۶۷	۹۶۸	۹۶۹	۹۷۰	۹۷۱	۹۷۲	۹۷۳	۹۷۴	۹۷۵	۹۷۶	۹۷۷	۹۷۸	۹۷۹	۹۸۰	۹۸۱	۹۸۲	۹۸۳	۹۸۴	۹۸۵	۹۸۶	۹۸۷	۹۸۸	۹۸۹	۹۹۰	۹۹۱	۹۹۲	۹۹۳	۹۹۴	۹۹۵	۹۹۶	۹۹۷	۹۹۸	۹۹۹	۱۰۰۰	۱۰۰۱	۱۰۰۲	۱۰۰۳	۱۰۰۴	۱۰۰۵	۱۰۰۶	۱۰۰۷	۱۰۰۸	۱۰۰۹	۱۰۱۰	۱۰۱۱	۱۰۱۲	۱۰۱۳	۱۰۱۴	۱۰۱۵	۱۰۱۶	۱۰۱۷	۱۰۱۸	۱۰۱۹	۱۰۲۰	۱۰۲۱	۱۰۲۲	۱۰۲۳	۱۰۲۴	۱۰۲۵	۱۰۲۶	۱۰۲۷	۱۰۲۸	۱۰۲۹	۱۰۳۰	۱۰۳۱	۱۰۳۲	۱۰۳۳	۱۰۳۴	۱۰۳۵	۱۰۳۶	۱۰۳۷	۱۰۳۸	۱۰۳۹	۱۰۴۰	۱۰۴۱	۱۰۴۲	۱۰۴۳	۱۰۴۴	۱۰۴۵	۱۰۴۶	۱۰۴۷	۱۰۴۸	۱۰۴۹	۱۰۵۰	۱۰۵۱	۱۰۵۲	۱۰۵۳	۱۰۵۴	۱۰۵۵	۱۰۵۶	۱۰۵۷
-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَالَّذِي سَجَا بِالْقَدْحِ وَوَسَدَنَ بِرَأْسِهِ الْمُتَقُونَ اور جو بھی بات لے کر آیا اور میں نے اسکو سچا اور ہی لوگ پر ہزنگا، ہیں ا

ایڈیٹر:- عبد الماجد

چند روز بعد۔۔۔ دریا باد۔۔۔ منحل ہوا۔۔۔ ونگو

النايب :- (حكيم) عبدالقوى -

مشتہدین کے بارے میں براہ راست فریڈرکس نے بیان کیا۔

7-10

جنت اور آسمانی امور
کے متعلق مراسلت اسی نیت پر ہے۔

سکے متعلق مراسلت احسن ہو۔

محبوب الرحمن عباسی مفتی "صدق"

مرشد اہل بیتیں۔ اگر گنج۔ کہنو

حسنہ سالہ

نشیء

پھر یہ سب سے سادہ و سلیس

تمہارے فی محبوب

نمبر ۱۸ - دو شنبه - ۸ - شعبان المعظم ۱۳۶۰ - مطابق یکم ستمبر ۱۹۴۱ - جلد ۷

۱۔ عین حقیقت ہے کہ جو شخص اپنے آپ کو "میرزا" کہتا ہے، وہ اپنے آپ کو "میرزا" کہتا ہے۔
۲۔ عین حقیقت ہے کہ جو شخص اپنے آپ کو "میرزا" کہتا ہے، وہ اپنے آپ کو "میرزا" کہتا ہے۔
۳۔ عین حقیقت ہے کہ جو شخص اپنے آپ کو "میرزا" کہتا ہے، وہ اپنے آپ کو "میرزا" کہتا ہے۔

سچی باتیں

[illegible]

”خود توں کا شوق نذاکات جنوں کی مذہب چھوڑ گئے۔ رستہ بات پر چلے آؤغا اگر کسی کے اچانک پڑا اور غور نہ کرنا نہ تھیں میں داخل ہو گیا۔ درہن تو گویا جرم تھی ہی اتنے دھڑکیاں پر اٹھیں تھیں! خلعت اور چاروں یازن جاسے لگی خوش خوش خودی غور سے ایسے درجن غیب فرما گئی اور غائب جہاں تک چہرہ تھی وہ صفت میں جاسے قبل اپنے بھری میں پیچکے سے کچھ کھانسی تھیں (ہسٹے کہ دعوت میں تو شلم سیر کھانے کا مکان سی نہ تھا۔ اندر ہی درگاہوں میں جو دیو کیاں اور تعلیم تھیں وہ سر کو باجی پائے تھیں کہ یہاں صورت معلوم نہ تھے تھیں اور رستہ بات جھڑکیاں کہ پھانسا کہتی تھیں تاکہ دن نہ آتے تھیں بجا ہی میں اس وقت کے گور حلقہ پھسے رہیں۔ انیش دس غواتین سے گزرتے تھے دھتو دسے کا اعتبار شروع کر دیا جبکہ اثر یہ ہوتا تھا کہ انگوٹھ کی چٹکیاں میں دانی تھیں اور جہرہ پر حفت ہونے لگے۔ ۱۹۲۵ء میں دورہ ہوا۔ اسی پہلے کو بوب کی ٹی ٹی میں حسین خاں نے میں چلی اپنی نظر

[illegible][illegible]

۳۴۔ واذ قلنا للککۃ اسجدوا لادم اور (یاد کرو وہ وقت) جب ہم نے
 نسیبہ والہ ابلیس اسے کہا فرشتوں سے کہ سجدہ رانہ (انقیاد)
 اور شکر و کان من الکافرن۔ (کرو آدم کے منگے) (انقیاد)
 (ابلیس نے کہا) میں نے کہا (انکایا) اور (یاد کرو)
 (اس نے کہا) میں نے کہا (انکایا) اور (یاد کرو)۔

۳۵۔ وقلنا یادم اسے کہ اسے آدم پرانہ وقت
 اور (یاد کرو) کہ اسے آدم پرانہ وقت
 اور (یاد کرو) کہ اسے آدم پرانہ وقت

۳۶۔ وقلنا یادم اسے کہ اسے آدم پرانہ وقت
 اور (یاد کرو) کہ اسے آدم پرانہ وقت
 اور (یاد کرو) کہ اسے آدم پرانہ وقت

۳۷۔ وقلنا یادم اسے کہ اسے آدم پرانہ وقت
 اور (یاد کرو) کہ اسے آدم پرانہ وقت
 اور (یاد کرو) کہ اسے آدم پرانہ وقت

۳۸۔ وقلنا یادم اسے کہ اسے آدم پرانہ وقت
 اور (یاد کرو) کہ اسے آدم پرانہ وقت
 اور (یاد کرو) کہ اسے آدم پرانہ وقت

۳۹۔ وقلنا یادم اسے کہ اسے آدم پرانہ وقت
 اور (یاد کرو) کہ اسے آدم پرانہ وقت
 اور (یاد کرو) کہ اسے آدم پرانہ وقت

۴۰۔ وقلنا یادم اسے کہ اسے آدم پرانہ وقت
 اور (یاد کرو) کہ اسے آدم پرانہ وقت
 اور (یاد کرو) کہ اسے آدم پرانہ وقت

۴۱۔ وقلنا یادم اسے کہ اسے آدم پرانہ وقت
 اور (یاد کرو) کہ اسے آدم پرانہ وقت
 اور (یاد کرو) کہ اسے آدم پرانہ وقت

۴۲۔ وقلنا یادم اسے کہ اسے آدم پرانہ وقت
 اور (یاد کرو) کہ اسے آدم پرانہ وقت
 اور (یاد کرو) کہ اسے آدم پرانہ وقت

۴۳۔ وقلنا یادم اسے کہ اسے آدم پرانہ وقت
 اور (یاد کرو) کہ اسے آدم پرانہ وقت
 اور (یاد کرو) کہ اسے آدم پرانہ وقت

۴۴۔ وقلنا یادم اسے کہ اسے آدم پرانہ وقت
 اور (یاد کرو) کہ اسے آدم پرانہ وقت
 اور (یاد کرو) کہ اسے آدم پرانہ وقت

۴۵۔ وقلنا یادم اسے کہ اسے آدم پرانہ وقت
 اور (یاد کرو) کہ اسے آدم پرانہ وقت
 اور (یاد کرو) کہ اسے آدم پرانہ وقت

۴۶۔ وقلنا یادم اسے کہ اسے آدم پرانہ وقت
 اور (یاد کرو) کہ اسے آدم پرانہ وقت
 اور (یاد کرو) کہ اسے آدم پرانہ وقت

۴۷۔ وقلنا یادم اسے کہ اسے آدم پرانہ وقت
 اور (یاد کرو) کہ اسے آدم پرانہ وقت
 اور (یاد کرو) کہ اسے آدم پرانہ وقت

۴۸۔ وقلنا یادم اسے کہ اسے آدم پرانہ وقت
 اور (یاد کرو) کہ اسے آدم پرانہ وقت
 اور (یاد کرو) کہ اسے آدم پرانہ وقت

۴۹۔ وقلنا یادم اسے کہ اسے آدم پرانہ وقت
 اور (یاد کرو) کہ اسے آدم پرانہ وقت
 اور (یاد کرو) کہ اسے آدم پرانہ وقت

۵۰۔ وقلنا یادم اسے کہ اسے آدم پرانہ وقت
 اور (یاد کرو) کہ اسے آدم پرانہ وقت
 اور (یاد کرو) کہ اسے آدم پرانہ وقت

۵۱۔ وقلنا یادم اسے کہ اسے آدم پرانہ وقت
 اور (یاد کرو) کہ اسے آدم پرانہ وقت
 اور (یاد کرو) کہ اسے آدم پرانہ وقت

۵۲۔ وقلنا یادم اسے کہ اسے آدم پرانہ وقت
 اور (یاد کرو) کہ اسے آدم پرانہ وقت
 اور (یاد کرو) کہ اسے آدم پرانہ وقت

۵۳۔ وقلنا یادم اسے کہ اسے آدم پرانہ وقت
 اور (یاد کرو) کہ اسے آدم پرانہ وقت
 اور (یاد کرو) کہ اسے آدم پرانہ وقت

۵۴۔ وقلنا یادم اسے کہ اسے آدم پرانہ وقت
 اور (یاد کرو) کہ اسے آدم پرانہ وقت
 اور (یاد کرو) کہ اسے آدم پرانہ وقت

۵۵۔ وقلنا یادم اسے کہ اسے آدم پرانہ وقت
 اور (یاد کرو) کہ اسے آدم پرانہ وقت
 اور (یاد کرو) کہ اسے آدم پرانہ وقت

۵۶۔ وقلنا یادم اسے کہ اسے آدم پرانہ وقت
 اور (یاد کرو) کہ اسے آدم پرانہ وقت
 اور (یاد کرو) کہ اسے آدم پرانہ وقت

۵۷۔ وقلنا یادم اسے کہ اسے آدم پرانہ وقت
 اور (یاد کرو) کہ اسے آدم پرانہ وقت
 اور (یاد کرو) کہ اسے آدم پرانہ وقت

۵۸۔ وقلنا یادم اسے کہ اسے آدم پرانہ وقت
 اور (یاد کرو) کہ اسے آدم پرانہ وقت
 اور (یاد کرو) کہ اسے آدم پرانہ وقت

۵۹۔ وقلنا یادم اسے کہ اسے آدم پرانہ وقت
 اور (یاد کرو) کہ اسے آدم پرانہ وقت
 اور (یاد کرو) کہ اسے آدم پرانہ وقت

کل اور آج

مسلمانوں کا انہوں نے اب (اس کا ایک پہلو) کیا ہے کہ اسے
 ہندوستان میں اب کوئی جگہ ایسی نہیں جہاں ایسے مسلمانوں کو
 نہ ہوں جو ان شیعہ کو مہاجر میں اور جنگی زندگی کا کوئی مسلمان
 شیعہ یہ مانتا ہے کہ صاحب اسلامت مسلمان جنگی میں
 وشفقت ہے اپنے حملہ باسحق کے مصیبت زدہ بھائیوں کی ہمدردی
 ورحمۃ خود پر انکی مدد کرتے ہوئے تاکہ وہ دوسروں کی نگاہ میں
 نہ آجائیں۔ لیکن اب یہ چیز غلط ہو رہی ہے۔ کہیں کہیں
 وہ لوگوں کی مدد کرنے سے پہلے اس کوئی شہرت میں آجائیں
 اور اس پر کوئی چرچا ہو جائے۔ نہ کام خوش ہوتے ہیں۔

کہ اب بغیر کسی سمجھوتہ کو اپنے وہ فحشاء و فحشوں میں رہتے
 کہ بہت سے مسلمان ایسے ہیں کہ وہ یہاں طلبوں میں مسلمانوں کی مصیبت
 و افلاس پر اس طرح گریہ و زاری کرتے ہیں کہ ایسا سلوم ہو جائے کہ
 ان سے زیادہ درد مند اور کوئی نہیں ہے۔ حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ خود
 انکے خاندان، برادری اور محلہ میں ایسے مصیبت زدہ مسلمان موجود
 ہیں جو انکی مالی و اخلاقی امداد کے شدید محتاج ہیں اور شرفاء کے
 بہت سے بڑے راجے ایسے ہیں جو ذرا سا سامان مل جانے سے تعلیم
 حاصل کر کے اپنے خاندان کی ایک حیثیت قائم کر سکتے ہیں۔ لیکن یہ شہرت
 پسند مسلمان جو قومی مجلسوں میں ہنگامہ بھر تقریریں کرتے ہیں کبھی انکی
 حالت پر توجہ نہیں کرتے۔ کیوں؟ شہرت اس لیے کہ ان مصیبت زدہ
 انسانوں کی امداد سے انہیں یہاں تک کوئی شہرت حاصل نہیں ہوتی۔
 (کل غرض گزشتہ)

اطلاع

برادر کرم فطرت کائنات و غیرہ میں خبر خوار و
 مزدور و روح فرما دیا کہ جسے
 منبر

کی کوشش کر رہا ہوں اور مسلمانوں کی اس اکثریت کو جو جماعت میں بند ہونے کی وجہ سے گمراہ ہے نہ کہ عقیدہ اگر اسی کی خواہشمند ہے دین کی صحیح تعلیم سے باہر نہ پانا چاہوں۔

دوسرا عجیب و غریب نمونہ ملے گا کہ وہ یہ ہے کہ میں بعض اہل علم کے اجتماعی سیاسی نظام کا مصنف ہوں اور انفرادی تکیل کی عزت اس قدر محبت میری نگاہوں میں ہے جس قدر اجتماعی نقطہ نظر سے وہ مطلب ہے۔ حالانکہ یہ محض اٹکا تھا ہے۔ اور لغت یہ ہے کہ وہ پہلے اس قیاس پر سکے باوجود اسرار کہ وہ ہے اس کے ان کے ایک سوال سبب اب میں اس طرح پر نہیں بتا چکا ہوں کہ میرے نزدیک اصل چیز ذاتی تکیل ہے اور اجتماعی نظام سب سے زیادہ مضبوط نہیں بلکہ ذرا تکیل میں روکا ہوا ہے۔ انیسویں سے مطلب ہے۔ قرآن کی اور سے ہر انسان فرد فرد انسان ہے اور آخرت میں تمام انہی تعلقات و روابط تو اگر ہر شخص کو فرد فرد حساب کے لیے پیش کیا جائیگا۔ یہ تو میرا عقیدہ ہے۔ یہی میری تجدید ایمان کی تاریخ اور وہی میں ہے۔ سب سے پہلے میں میرے ہر سے متاثر اور یہ نہیں کہ قرآن انسان کو اسکی صحیح تہذیب سے آگاہ کرنا ہے اور اسکی زندگی کا عقیدہ تعین کرنا ہے اور اس عقیدہ کی رات جانے کا رات قدم اول سے لیکر آخری منزل تک نہایت واضح صورت میں پیش کرنا ہے اس چیز کی تلاش بنیو تھی اور اسی کی تلاش کے دوران میں مجھے معلوم ہوا کہ قرآن نہیں فرد کاراستہ اجتماعی زندگی کے باہر نہیں بلکہ اس کے اندر میں ہر سے اور ایک ایسا اجتماعی نظام تھا ہے جس میں ہر فرد نہ صرف خود پہلے کمال دین کو پہنچنے کے بلکہ دوسروں کے لیے بھی کمال کو پہنچنے میں مددگار بناتا ہے۔ پس ہمارے دینی شعور و مدد سب سے پہلے جو کچھ سمجھا ہے وہ اس حقیقت کے برعکس ہے۔ یہاں فردیت سے اجتماعی کی طرف آیا ہے نہ کہ اجتماعی سے فردیت کی طرف۔ یہ ہے منہائیں میں بھی مومنا یہ بات نظر آنی لگی کہ یہ فرد کو مقدم اور اجتماعی نظام کو موخر رکھتا ہوں۔ البتہ جہاں مغربی تعلقات اجتماعی و سیاسی کے متعین سے خطاب کا موقع ہوتا ہے وہاں سلام کے اجتماعی و سیاسی نظام کی تعینات پر ضرور دیتے ہوئے اگر انفرادی نقطہ نظر کو نظر آئے تو اس سے وہ شخص غلط فہمی میں پڑتا ہے۔ یہی میری دوسری تحریروں پر نظر رکھنا ہے۔

میری تحریروں میں اجتماعییت پر زیادہ زور دیا جاتا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ علامہ سلف نے اہلوم اعلیٰ اور عبادات کے انفرادی پہلو کو پیش کیا ہے اور اجتماعی اعلیٰ نیت کی طرف بہت کم توجہ کی ہے۔ نیز عبادات کا یہ پہلو کہ وہ فرد کی تکیل کے ساتھ ایک سماجی جماعت میں پیدا کرتی ہیں سلف کی تحریروں میں اکثر غور انداز کر دیا گیا ہے۔ میں نے ضرورت محسوس کی کہ اس کی کچھ یاد کیا جائے۔ اور اس ضرورت کا احساس خصوصیت کے ساتھ مجھے اس وجہ سے ہوا کہ سب کے اجتماعی تعلقات اپنے لکچر اور اپنی تنظیم کے ذریعہ سے جب دنیا میں پھیلنے لگے اور وہ مسلمان بھی جو اپنی انفرادی زندگی میں نہایت صحیح العقیدہ اور صحیح اہل میں ان سے متاثر ہونے لگے تو میں نے اسکی اسباب پر غور کیا اور اس نتیجہ پر پہنچا کہ اول تو

ہمارے شرح میں غور و فکر کیا ہے جس کے اثر سے مسلمانوں کے جمادات اور غور و فکر میں اس اجتماعیت کے اثر کو پہلے پہل سے گہرا اور دوسرا مسلمانوں کی زندگی اور روزمرہ کی اخلاق کے ساتھ غیر اسلامی نظامات اجتماعی کے ساتھ ملنے پڑے کرتے ہیں کوئی غلطی نہیں پاتے۔ دوسرے اسلام کے اجتماعی نظام کی تعینات و ہمارا لکچر قدر نشہ ہے اور غیر اسلامی نظامات اجتماعی کا شرعی اس قدر ہے کہ اسلام میں اس قدر اعتدال رکھنے کے باوجود ایک شخص سب سماجی مسائل سے مدد پاتا ہے تو ان حالات میں کسی کو کسی طور سے سب کا اجتماعی فلسفہ اور نظامات اجتماعی کے وجود کے ذہن پر مسلط ہو جاتے ہیں۔ ان وجہ سے میں نے اپنے نزدیک میں یہ حقیقت دیکھی کہ سمجھا کہ جس پہلو میں اسلامی طریقہ پہلے ہی کافی مالدار ہے اس میں غما کرنے کے بجائے اس پہلو کو زیادہ واضح و تفصیل میں لکھ کر دینے کی کوشش کر رہا ہوں میں سلف کا ہمارا کردار لکھنا کا فی ہے۔ اگر کوئی شخص اس میں زیر کو فراہم کرنے کی کوشش کرے تو اس سے ہمراہی سے ہمراہی میں اس کے لئے کام کر رہا ہے تو اسکو یہ الزام نہیں دیا جائے گا کہ وہ اس چیز کے سوا کسی دوسری چیز کی اہمیت ہی نہیں سمجھتا۔ ہر رنگان سلف میں ایسی جستجو میں رہا ہے جس میں اس کے ہر دور میں اس کے لئے جس قدر کو زیادہ سمجھتے دیکھا اس کے ساتھ ساتھ زیادہ زور دیتے کہ اس طرح میں ہوں میں مسلمانوں کو گمراہ کیا اس کی قوت پر سمجھانے کی زیادہ کوشش کی۔ یہ سب متعلق جن چیزوں کی بنا پر یہ بدگمانی پیدا ہوئی ہے کہ میں عام مسلمانوں کو کافر یا کافر کے برابر سمجھتا ہوں اور دنیا کا اسلام سے غالی سمجھتا ہوں۔ ان کو میں نے بار بار اس نیت سے پڑھا کہ کیں کیں میں مدد سے ہمارا دینی میں لایا گیا ہیں لیکن میں ایسا غمراہی کے ساتھ کرتا ہوں کہ مجھے کوئی چیز معلوم نہیں ہوئی اور نہ کوئی ایسی چیز ملی کہ جس سے کفر مسلمین کا عقیدہ نکالا جاسکتا ہو۔ کیں کیں تھی تو ضرور موجود ہے اگر اس سے زیادہ کچھ نہ ہو تو اللہ صاحب حضرت مجدد ملت ثانی ابن تیمیہ اور امام غزالی جیسے بزرگوں کی

لے مولانا کی نیت یقیناً کفر مسلمین کی غرض اور یہ نتیجہ ہر ایک انہوں نے اپنے نقطہ سے نکالنا چاہا ہو گا۔ لیکن سال یہ ہے کہ اگر اس خواہش کے بغیر میں کیں خوش بیان میں یہ نتیجہ اس کے الفاظ سے کل تو نہیں رہا ہے۔ یہ مصنفہ۔ اور وہ کے بغیر کیں افرین ہی غرض اسکی عبارتوں سے قبول نہیں کرے ہر ایک۔ اگر بڑی قانون و عبادت کی بعض دفعات کے تحت مدد انہوں میں ایک نام بحث یہ پیدا ہوئی ہے کہ مصنف کی اصل نیت دارا و سے بالکل نفع نظر خیالات سے نکالنا کیا ہے؟ کیا اچھا ہو اگر وہ اپنا آئینہ تحریروں میں اس استمال کو جس میں نظر رکھا کریں۔ اگر ہر شخص میں سے بھی اگر کیں غلو اور افراط خوش کی غلطی صادر ہو گئی ہے تو اسے انہیں معاف فرمائے۔ ظاہر ہے کہ وہ غلطیاں دوسروں کے لیے سنہ تو نہیں بن سکتیں۔

میں کلام کوئی مجرور دعوے اسلام صنعت ایمان کا انکافی ہونا غیر عقلی و اعلیٰ مختلف خیالات ہیں۔ یہ تو کھلی ہوئی باور مسلم حقیقت ہے۔ سوال صرف اتنا ہی رہ جاتا ہے کہ اسکی غیر مقصودیت میں اتنا نادر کہ صنعت ایمان کے ذرائع انکار و بنیاد سے ہمراہی اور پر سننے والوں کو مکر اور باغی بلے لگوں یا ہر ملوں کے ساتھ ایک سطح پر نظر آنے لگیں یا ایک محض کے ذریعہ کی ایک ناسی

مسلم یونیورسٹی میں اسلامی ہفتہ

عزیزین! جانتے ہیں کہ کیا چاہے تین مہینے قبل کہیں کہیں
ذبح کی گئی تھی کفایت قلبی کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے اسکا نظراذکر کے
کسی ایک نچلے طبقے سے متعلق تاج کا استخراج ضرور کر دینا ظلم ہے۔

اس میں تو کسی کو کلام کی گنجائش ہی نہیں کہ جو شخص دین کا مخالفت
ہے اس کے مقابلہ میں وہ ہر حال میں جیسے جو اسکا مخالفت نہیں ہے۔ اور جو شخص
مخالفت نہیں ہے اس سے وہ بہتر ہے جو کم از کم دین کو برحق مانتا ہے
چاہے علماء اس کے خلاف چل رہے ہوں۔ اسی طرح جو علماء دین کے خلاف
چل رہے ہوں اس سے وہ بہتر ہے جو اسکی پیروی کرتا ہے۔ پس اگر بعض
اختلافات مروجہ کمال ہوں تو میں بھی اس کا اتنا ہی قائل ہوں جتنا
کوئی دوسرا شخص۔ لیکن سوال یہ ہے کہ اسلام کے نزدیک مطلوب کیا چیز
ہے؟ کیا وہ شخص جو دین حق کو جانتے اور سمجھتے ہیں مگر اس میں
سے اسکا صحیح کتنا جو کہ دین آجائی ہوئے کی وجہ سے وہ اس کے حق میں
طرح کا نقصان کھاتے ہیں اور وہ شخص جو ظنی طور پر دین کو صحیح جانتے
اور سمجھتے ہیں مگر وہ خواہشات نفس کی پیروی میں اس کے خلاف
چل رہے ہیں اس شخص کو پورا کر دیا ہے جس کے لیے اسلام آجائے ہے؟ ان
دین لوگوں کو دین سے واقف کرنا اور ناسیقین کو اسی غلطی کی غرت
دینا سب سے بڑا ایک امر حق ہے جس میں کوئی اختلاف نہیں، اگر اختلاف
اس امر میں ہے کہ پہلی قسم کے لوگ جب مسلمانوں کے
دہشتا بننے میں اور دوسری قسم کے لوگوں کی حسیب بجا ثابت کی جاتی ہے
تو ہم ان کو ان کے حقیقی مقام سے الگ کرنا اور ان کے حقیقی مقام پر
کو آجائے کہ ضروری سمجھتے ہیں اور ہم سے مختلف نقطہ نظر رکھنے والے
حضرات اس موضوع پر حسیب اسلامی کا سوال یہ ہے کہ آتے ہیں۔ انکو
امراء ہے کہ ایسے لوگوں کا "مسلمان بنانا" ہی غنیمت ہے لیکن ہم
دین نامی و سرور داری کے معاملہ میں اس غنیمت کے قائل نہیں ہیں اور
نہ اس غنیمت کہ اس عدالت پر عدالت کے لیے یارین کی غنیمت کے بجائے
مبارک بن جائے۔ البتہ عوام کے حاکم میں کھڑا راج اور بغاوت اور انکار کی
غنیمت اس کو غنیمت مانتے ہیں اور غنیمت سمجھ کر ہی کام کر رہے ہیں۔
خاکسار ابو الاعلیٰ

انجمن اسلامی تاریخ و تمدن جب مئی ۱۹۵۱ سال میں یونیورسٹی میں
۱۳۔ انابت ۱۹۔ ستمبر ۱۹۵۱ اسلامی ہفتہ منعقد کر رہی ہے۔ ڈاکٹر
ابرحسن مدنی نائب صدر انجمن مذکورہ نے مجلس تشکیک کے مشورہ سے اسلامی
ہفتہ کا پروگرام مرتب فرمایا ہے جو درج ذیل ہے:

نمبر ۱۔ حسب ذیل علماء و دانشور ملت کو اسلامی ہفتہ میں مخالفت
اسلامی موضوع پر تقریر کر سکیں اور مخالف پڑھنے کی دعوت دی گئی ہے۔
۱۔ شیخ الغفر علامہ اکمالی مولانا فقیر احمد صاحب عثمانی۔ دہلی۔
۲۔ حضرت اکمالی مولانا حافظ فاروقی محمد حبیب صاحب دیوبند۔ ۳۔ حکیم
اسلام۔ ۴۔ سید ابوالاعلیٰ صاحب مولوی۔ ۵۔ ۶۔ حضرت علامہ
سید سلیمان صاحب ندوی اعظم گڑھ (۵)۔ حضرت مولانا عبدالحق
صاحب مدبر تہذیب لکھنؤ (۶)۔ حضرت مولانا عبدالغفور صاحب پور
مفتی عدالت عالیہ حیدرآباد (۷)۔ ذاب پور (۸)۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔
(۱۴) حکیم مولوی مرتضیٰ حسن صاحب محمود آباد اور (۱۵) ذاب پور

صاحب پور (۱۶)۔ ۱۷۔ حضرت حفیظ جالندھری۔
نمبر ۲۔ ملے جاپا ہے کہ پاکستان کے موضوع پر علماء و اسکالوں کے
طلباء سے مخالف لکھائے جائیں اور بہترین مقالہ نگار کو پرائز و دیپلوم
دی جائے۔ ۱۔ ۲۔ ۳۔ ۴۔ ۵۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔
۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔
۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔
۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔
۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔
۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔
۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔

نمبر ۳۔ اسلامی مناظرہ کے لیے حسب ذیل عزائم مقرر ہے
ہیں۔ اول روزنامات پر علماء و اسکالوں کے طلباء شرکاء ہو سکتے ہیں
سباغہ کی تاریخ کا اعلان بعد میں ہوگا۔

- ۱۔ شبیر ملال کبیلے۔ ۲۔ خلافت الیہ۔ ۳۔ دنیاوی طاقت
 - ۴۔ جوئیڑ ملال کبیلے۔ ۵۔ عربی یا اردو مسلمانوں کی زبان قرار دی جائے۔
 - ۶۔ بچوں کے لیے۔ ۷۔ شاہراہ اسلام اور ان کے کارنامے۔
- محمداشرف انصاری، متحدہ انجمن

نوٹ ہمارا

ایک سو فتنہ دل باری کے کتب کا انتخاب
..... ہمارے والدین کے نام تہذیب میں اعلان نکل رہا ہے۔ پڑھتا ہوں لیکن
نہ ایک لاشع المولیٰ ولا شیع من فی القہور۔ اس ملک کے اسلامی طبقہ پر موت
طاری ہو چکی ہے..... ہمارے نذرنا نصرت کرد مسلمانوں کی آبادی ہے لیکن
مسلمان جو سنے وہ اب کہاں ہیں؟ کدھر ہیں؟ اس کے باوجود اس نے انہیں
اسکول بھیجا تھا۔ اسکول سے کالج پہنچے۔ لیکن کالج سے پھر کہاں گئے؟ کچھ پتہ
نہیں۔ مسلمان ان مسلمان باپ نے جس بچہ کو اس راہ پر ڈالا، آکر پھر
اُسکو وہ بچہ واپس نہیں ملا۔ ہمارے تعلیم کی نیرنگی نہیں ہے۔ دیوانی پنڈت
اسی علاقہ سے نرغزنا ہوا تھا۔ نیرنگی نہایت والوں سے آپ کیا تو فیح رکھنے
نہیں کہہ صدق پڑھیں گے؟

تحفہ خسروی

جناب مدبر محمدی کی ایک قدیم کتاب
حاکم، محکم کے بارہی تعلقات و فرائض پر قرآن مجید و حدیث مبارکہ
اور علماء اسلام و حکماء یونان کے بہترین اقوال کا مجموعہ جس پر آج
اصل فارسی میں ۱۰۰ صفحات ۴۰ صفحے۔ اس کا قیمت کوئی گیارہ روپے
نیرنگی۔ عازیت یعنی عورت سانسے جائز کے لکھنے پر دروازہ کر دیا
الشتر محمد تقی ناں منصب دریا باطل بار بانی

سائنس اور مذہب

سوالات (۱) سائنس انسان کو گمراہ کر دیتی ہے یا مذہب کی طرف رجوع کرتا ہے ؟

(۲) انسان سائنس کے لیے ہے یا سائنس انسان کے لیے ؟

جواب (۱) مذہب سائنس تمام تو بہت ہے کہ : لوگوں کو مذہب سے بچانے والا ہے اور اس کا پڑھنا والا ۔ مرید ہو جائے ۔ اور سچ و بچے کو بدنام کرے اور ان کا قصہ ۔ یعنی نہیں ہے ۔ بہت سے سائنسدانوں نے اصل ایسے ہی مذہب کی نفرت نہیں سمجھتے ۔ ان کے وجود سے انکار کیسے ہیں ۔ یہی لوگ علم عام تھا ۔ سر یہ کہلاتے ہیں ۔ لیکن سائنس ان ہی پر کیا تو توت ہے ۔ آپ کو بتاؤں گا کہ آپس میں گئے جو سائنس دان نہیں ہیں لیکن مذہب ہیں ۔ یہ سائنس کو مذہب کو محبوب سمجھا کہ دنیا میں ایسے لوگ بھی کثرت سے ہیں جو سائنس سے قطعاً ناواقف ہوئے پر بھی سائنس کو مذہب کے خلاف تشر کرتے ہیں اور بات است پر مذہب کو اور کھینکے سائنس کے حوالے دیتے ہیں ۔ ان لوگوں کے ساتھ ساتھ کچھ نیک لوگ آپ کو ایسے ہی نفرت میں لے جکی کوشش یہ رہتی ہے کہ سائنس کے ہر نظریہ اور اصول کو مذہبی کتابوں سے ثابت کریں لیکن حقیقت یہ ہے کہ دونوں قسم کے لوگ اپنے اپنے دباؤ سے آگے نکل جاتے ہیں جس طرح سائنس دانوں کو مذہبی معاملات میں دخل نہ تھا مناسب نہیں اسی طرح مذہب دانوں کو بھی مذکور ثابت کرتے کہ سائنس کی آمد کوئی تخلیق ضرورت نہیں ۔ خدا کے علم یا وجود کو ثابت کرنا سائنس کے نہیں ہے ! رہے ۔ سائنس دوسرے علوم کی طرح ایک سلسلہ ہے ۔ اس میں واقعات کا مشاہدہ کر کے عام قاعدہ اور اصول حاصل کیے جاتے ہیں ۔ اس کی مختلف شاخیں ہیں ۔ طبیعیات میں قوتوں سے بحث کی جاتی ہے ۔ کیمیا مادی چیزوں اور خدلیوں سے مشغول ہے ۔ جانداروں کے علم کو حیاتیات کہتے ہیں اور سائنس دانوں کا علم فلکیات یا سمیت کہلاتا ہے ۔ یہ سائنس دانوں اس بات کے پابند نہیں کہ اپنے حدود کے اندر واقعات کا مشاہدہ کریں اور نتیجہ نکالیں ۔ اس سے اگر وہ آگے بڑھیں تو سائنس کے حدود کے اندر نہیں جھپٹتے ۔ ایک فلک کا کام یہ ہے کہ آپ کے سامنے کائنات کا ایک نقشہ پیش کرے ۔ آپ کو بتا دیں کہ ستاروں ، سماجوں کا حال بتائے ۔ انکی شکل و صورت ، طبیعیات اور حرکت سے واقف کرانے ۔ لیکن اگر وہ اس کا دھولے کرے کہ سارا نظام عالم خود بخود وجود میں آگیا ، اس کے لیے کسی بنائے والے کی ضرورت نہیں ہے تو اس کا یہ دعوے فلکیاتی نہیں ہے ۔ یہ اس کا ذاتی خیال ہو سکتا ہے لیکن اس دعوے کے ثبوت میں وہ فلکیاتی مشاہدات کو پیش نہیں کر سکتا ۔ فلکیات کا یہ کام نہیں ہے کہ اس کے ذہن خدا کے عدم یا وجود کو ثابت کیا جائے ۔ اسی طرح سائنس کی دوسری شاخوں کو بھیجیے ۔ ان سب میں اپنے حدود کے اندر دنیا کی مختلف چیزوں سے بحث ہوتی ہے ۔ اس بحث میں جب کہیں آپ مذہب کا ذکر دیکھ جائیں تو سمجھ لیجیے کہ سائنس اب اپنے حدود چھوڑ کر فلسفہ اور ابدی لطیفیات میں داخل ہو رہی ہے ۔

اسات اور جان لیا منزہی ہے کہ دنیا کی سب باتوں کو سمجھنے کے لیے سائنس کافی نہیں ہے ۔ دنیا میں سیکڑوں واقعات ایسے ہیں جو سمجھنے میں جھگو سمجھا اور سمجھا سائنس کے پس میں نہیں ہے ۔ انسان کا علم اور اسکی داخلی صلاحیت محدود ہے ۔ سمجھنے کا مقصد یہ ہے کہ سائنس میں خود کوئی ایسی بات نہیں ہے جس سے انسان کی ذہنیات کی طرف اسکی توجہ دباؤ کی طرف ہوتی ہے ۔ سائنس کا کام سائنس کے ذہنیات کے واقعات اور سمجھنا اُسکا ذاتی فعل ہے ۔ سائنس کا کام صرف اتنا ہے کہ واقعات اور مظاہرات قدرت سے آپ کو ایک حد تک واقف کرانے ۔ ایک حد تک اس سے قصہ اُسکا حال کیا ہے ۔ اور کائنات کو پوری طرح سمجھ جانا سائنس دان انسان کے دماغ کے پس سے ! رہے ! جب آپ کو سائنس کے ذہنیات قدرت سے ایک حد تک واقف کر دیا تو آپ کو اب آپ کا کام ہے کہ اس سے جو نتیجہ چاہے نکالیں ۔ اگر کسی کے مذہب میں لازمی ضروریات ہیں کہ زمین کو ساکن بنیسی مانا جائے تو فارسیہ کہ سائنس کا اس سے قصہ ہم پر جائیگا لیکن اس میں نہیں سمجھنا کہ دنیا میں کوئی ایسا مذہب ہے اور پھر یہ کہ مذہبی کتابوں کو طبیعیات اور کیمیا کی کتابیں سمجھا اور اس سے سائنس سائنس اصولوں کو ثابت کرنے کی کوشش کرے کسی طرح مناسب نہیں ۔ سمیت سے لوگ ہیں سائنس سے بھی سمجھتے ہیں جو مذہب ہیں لیکن انکی لازمی سمیت میں سائنس کا کوئی دخل نہیں ہے اس کے برخلاف میں ایسے سائنسدانوں کا بھوکا جانا ہوں جو مذہب نہیں ہیں اور جکا ایمان ہے کہ خدا کی عظمت اور مذہب کی ضرورت سمجھنے کے لیے سائنس پڑھنا لازمی ہے ۔

(۲) سمجھنا نہ اہم ہے کہ آپ کا یہ سوال کہ انسان سائنس کے لیے ہے یا سائنس انسان کے لیے ، میں ابھی طرح نہیں سمجھا ۔ اگر آپ اسکو ذرا واضح کر کے لکھیں تو ممکن ہے کہ اسکا بہتر جواب دیا جاسکے ۔ لیکن جہاں تک میں سمجھ سکا ہوں اس سے نتیجہ یہ نکالنا ہوں کہ آپ سائنس دان انسان کے قتل کو دریافت کرنا چاہتے ہیں تو اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ جیسا کہ اوپر ذکر کیا جا چکا ہے سائنس دوسرے علوم کی طرح ایک علم ہے ۔ اسکا جانتا نہ جانتا انسان کی مرضی پر ہے ۔ ضرور ہے کہ سائنس کے ابتدائی سلسلہ ہر انسان کو ہونی چاہیے تاکہ وہ مظاہرات قدرت اور ذہنی قدرت کا کچھ سمجھ سکے ۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ آج کل کی ترقی کار سائنس کی ترقی پر منحصر ہے ۔ تو آپ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ جو ترقی سائنس سے لاپرواہی بہت رہی ہیں وہ ترقی کے میدان میں بڑے تیزی سے پیچھے ہٹ رہی ہیں ۔ اس لیے ذہنی ترقی کے نقطہ نگاہ سے بھی سائنس کی طرف توجہ کی زیادہ ضرورت ہے ۔ (رسالہ سائنس)

ضروری تصحیح

مذہبی نمبر ۱۵ کے بعد کے دو پرچوں میں غلط ہو گئے ہیں ۔ براہ کرم دونوں پرچوں پر بالترتیب نمبر ۱۷ ، ۱۸ ، ۱۹ ، ۲۰ لکھ کر غلطی غلطی نہ ہو ۔

مصرف ابتدائی عمدتاً غنہ پر ہوتا ہے۔

[illegible]

یہ ایک ناکامی ہے۔ لیکن اس کی وجہ سے ہمیں یہ سیکھنا چاہیے کہ ہمیں اپنے آپ کو بہتر بنانے کی کوشش کرنی چاہیے۔

بہاؤ شاہ نے فرشتے کے آواز پر چلا کر گداخانہ پہنچے۔ وہاں سے ایک مسکین نے کہا کہ یہاں سے جاؤ، یہاں تو گداؤ ہے۔

زندگی تب تسخیر کا ٹھکانہ بن جائے تو اس کے لیے پناہ ضرور اُگروں، شاہ
 بیوں کا کہیں ٹھکانہ نہ ملے۔۔۔۔۔ غریب حق کا ذکر نہیں، اہل
 مذہبوں نے بھی مل کر کہیں دنیا کے لیے یہ فتنہ چلا دیا ہے؟

نئی مبارزت!

سہی مبارزت! ”کیا لوگوں کی پیروی و اجازت ان کی شادی

کہ دنیا اور لوگوں دلوں سے ہر ایک قیمت پر وصول کرنا یا ان لوگوں کو
 کرشت لے کر ان کے سراپہی لوگوں کو سٹھنا، یا بے ضرورت چا
 ہا، کھانچ کر تانا، یا اپنی غریبوں کو آزاد کرنا اسی بات پر مارنا چاہنا۔
 یا اپنی بد اعمالیوں کے نتائج سے اپنی انہوں کو تباہ کرنا یا ہر قسم
 کی بہ چینی کے باوجود سماج میں بدستور بے حیائی کے سافو غلط
 سنے رہنا، اور غور و خوض کی بجائے تعلیم کو بھی غیر ضروری سمجھنا، سر
 کی رقبہیں منہم کرنا، اور لوگوں کے شرعی حقوق نہ دینا، شریعت
 کے احکام پر تردد راجع "کو ترمیم دینا اور ایسے
 بہت سے مفاسد، کیا نہ ہو! اسلئے سب عدا کے بنائے ہوئے
 قانون کا کوئی جز نہ رہے؟" (پایم)

آج کل کے مشرقی مسلمانوں کا اردو کا لکھنا غلط و بے گناہ ہے۔
اس کے ڈراما، اسٹرینڈز، کنٹرولڈ ٹیٹل ہے۔ اس کا ترجمہ مغرب کی جہت سے
زبانوں میں ہو چکا ہے۔ یہ اسی کا اردو ترجمہ ہے۔ یہاں تک ترجمہ کی زبان
کامیاب ہے اور بہت ہی سلیس شے ہے۔ یہ اردو کا اردو

(بقية صفحہ ۱۰)

لیکن آغلاطہ صلیبی کی کثرت نے نہ مایوس اگر اگر کو کے مکہ یا یہ۔ چاہئے: اس کے
جلوسیت خوش ہوتے ہیں، ابھار کی صلیب کو دیا جاتی ہے۔ آفرینے جہاں آتا ہے
کے غزوات۔ پھر کیا کیا تھا، کاش اس کے آوارہ جہاں کی محنت کا کرنا ہو، مگر اس کے
ایہ شخص کسی سے قریب نہ آکر، ہامین کے علم سے۔

—

کتابت

ہم امن کے نقطہ نظر سے

سابقہ صفحہ نمبر (۱۹)

۱۔ یہ بلائیات کی یہ کیفیت ہے کہ میں نے جو مادہ کیاں طور پر
پیدا ہوا تھا سمجھ کر مختلف جگہوں میں لاکھوں کروڑوں سماجوں کی حالت
میں جمع کر گیا ہے گو اس میں ان کثرت سماجیہ موجود ہیں لیکن نفسانہ ہست
بالحاظ کرتے ہوئے انکی تعداد بے معیت ہے۔ - نتیجہ کے کس ہرے
شہزین کن نے آٹھ دس ریت کے واسطے بغیر دیئے ہیں۔ خود سماجوں
کے جسم کے ابتداء سے سترہ سے بڑا اور کہ جو سماجوں میں لاکھوں کروڑوں
ستارے ہیں۔ لیکن خود سماجوں کا جسم میں اس قدر بڑا ہے کہ ستاروں
کا آپس کا فاصلہ اس قدر زیادہ ہے کہ اس میں چنانست کے دنیا سے
آدھ گویا نہیں ہے۔ ستاروں کے فاصلہ کا اندازہ آپ کو اس سے ہو گا
کہ ہم سے قریب ترین ستارہ شعلہ یانی ہے اسکی روشنی کو زمین تک پہنچنے
میں ساڑھے چار سال لگتے ہیں۔ روشنی کی رفتار ۱۸۶۰۰۰ میل فی منٹ ہے
اب حساب لگائیے کہ اس ستارہ کا زمین سے کتنا فاصلہ ہوا۔

جس صحابی نے ہم از آپ میں اس کا نام لکھا ہے اس کے ایک شمارے آفتاب کے کچھ حصہ کے انجماء کے زمین وجود میں آئی ہے ہمارے لکھنؤ میں آفتاب جیسے گزروں شمارے ہیں۔

بھیساکہ عرض کیا جا چکا ہے مجمعِ انوارہ لگانا کہ اناد کتب موجود
میں آیا، کہنے: دونوں مکون کی حالت میں رہا، اس میں کب غل واقع ہوا؟
امکن ہے۔ لیکن خیال کیا جاتا ہے کہ اس میں غل ایک لاکھ ارب پانچ

سے جنت پہلے ہی واقع ہوا ہوگا۔ ہم سے قریب نزدیک سا ہے۔
 اندر و بیڈ کا سلیبہ کہلاتا ہے اس کی شکل آپ اس رسالہ کے سرورق پر
 اس کے حصہ میں بائیں طرف دیکھ سکتے ہیں۔ اس کے متعلق خیال ہے کہ یہ

کلمہ از کم ایک لاکھ ارب سال پہلے زرد زمین آج - ہمارے کھیتوں میں
 جو سارے ہیں انکی پیدائش پانچ سے دس ہزار ارب سال پہلے ہوئی -
 کھیتوں کے دھبے آج سے ہمارے زمین آج سے تقریباً

ارپ سال پہلے پیدا ہوئی۔ اور اس زمین پر انسان کو آنے سے تین لاکھ برس سے زیادہ عرصہ ہے۔ نظام عالم کو سمجھنے کے لیے ان دنوں زمین کی مشینیں استعمال کرتی ہیں۔ زمین پر کسی ایک سو سال سے زیادہ

نہیں ہوئے۔ انسان کی جہالت کی داد دینی چاہیے کہ اسکو یہ قول
 شفیق پیدا ہوئے حمید حمد آٹھ دن بھی نہیں ہوئے۔ اور یہ راہنمائی
 کہ سمجھ کر اس شفیق کو کہنا ہے

ماہنامہ شیخو شہید کے مدیر حسن علی شاہ صاحب کی طرف سے

گو کہ شیخ لکھنے سے شائع ہوا

۱۱) تذکرہ شہیدانِ دہلی، رشید الرحمن صاحب دہلی کی ۱۲ صفحے کا کتاب
تذکرہ عالم شاہی، ۱۰۰ صفحے کا کتاب، اس لیے تحریر اور چھاپہ جری ہیں۔

مرحوم انور شاہ کے دربار کا بیان یہ تھا کہ میں اور بزرگوار کی پابندگی کرتا تھا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اب نہ بزرگوار کی خدمت میں نہ جاؤں گا۔ ان کا حال یہ ہے کہ ان کے پاس سے ایک شخص سے ایک خط ملا ہے۔

(۴) آبشار و گشت : - گذر از قنات زمانی بزرگ صاحب - ۱۰۰ مصلحت و نجات در
چند، عبد الغفور - عثمان صاحب - ۱۰۲۰ - کاچه کاٹھن - میر و ولد کن -
سینہر ضلع مراد آباد کی ایک شہادت کا راز ان خطبات - بزرگ کا کہ گشت کی

۱۲) عید کا روٹ۔ شایع کردہ پیرزادہ محمد القاسم۔ تہذیب بازار لاہور ۳۶۵

یہ نفاذ نہیں ملکہ کر بیٹھنے والے عید کا نوڈ ہیں۔ سبھو اول کی پیشانی پر انبیاں کا
 مشہور شہزادہ چین عرب کا راجہ لکھا ہوا اور حلقہ میں "عید مبارک کا طہرہ۔
 ۱۳۳۵ء و ۱۳۳۶ء اسلام کا رنگین نقشہ اور اس کی طرٹ پیشانی پر سورہ لقمان

کی آیت و از بسغ غایت نم نند، الحاق پوری ح-زج-کلی ہوئی۔

رسائل

رسائل

(۱) اصلاح۔ سہ اس۔ ایڈیٹر مولوی ابوالکلام آزاد۔ مہتمم
۱۰۰ صفحہ قیمت سالانہ چھ روپے، سروسے ہر ضلع غنم گڑھ۔
سروسے ہر ضلع انگلہ (کا درتہ اصلاح) غری درگاہوں میں ایک انیسویں

حیثیت رکھتا ہے۔ یہ رسالہ اسی کا ترجمان (آرگن) ہے۔ تقریباً اسی نام کا رسالہ اصلاح کے بنی بنی مکتب تھا۔ وہ ماہوار تھا یہ سہ ماہی ہے۔ وہ خواص کے لئے تھا، اسکا مقصد عام آفرینت ہے۔ دو ایک مضمون اس میں بھی درآئے ہیں۔

(۲) سنا انا مہ زلفی مسہ - مرثیہ سولوی ادا الخمر کج نہیں (یا مثل غلابا) نہایت باقی عام ناظرین ہیں بسے دلچسپ و مسنہ ہی پائیں گے۔

۱۹۷۰ء میں قیامت پھر پڑی۔ مکتبہ مجلیہ نظاریہ - مکتبہ حسینی علم عابد آباد دکن۔ دکن کا مدرسہ نظاریہ ایک مشہور و معروف دینی مدرسہ اور ہے۔ یہ سالانہ اسکول و جم ۱۰ ستمبر کو کھل کر ہفت روزہ اور ۱۰ اگست کو دینی مجلس منعقد کر دے گا۔

ہیں جو ہم تائیس کے موقع پر بڑھے گئے تھے۔ لیکن معاملے اب بھی سب کچھ ہٹنے کے منت ہیں، مثلاً ناری عبد الرحمن صاحب کاسٹھون، ایلیہ قرأت و تجوید پراور، مولوی محمد علی صاحب استاد حامد نمائندہ کا معاملہ، آزادی سنوں، قاسم خان

کہ نگہانیں جو تیری خدمت میں پورے نفل کو یا مانا۔ زبان عربی، پتہ عالمی کے لحاظ

تیسری بار

مضامین کے بارے میں مفور کتاب ایڈیٹر سے کچھالے

اسلام کے پیادوں کے لیے جانا نہ ٹرینگ اور سالانہ سفر سکوئوں کے ٹکٹے کا ریفریشر کو دسوں کے شروع ہونے کا موسم آگیا۔ مدت اسکی چار ہفتے سے بس ایک ہی دودن زادہ ہوتی ہے۔ چاند کیمہ کر شروع ہوتی ہے شمس حساب والوں کی طرح نبردست بہ خستریوں کی نہ یا خلیات و نیست کے پیادوں کی۔ مسلمان جاں کہیں بھی دوٹکے گرم ملک میں ہوں یا سرد ملک میں ملک و دم سے کھانا پینا چھوڑ دینا۔ دارین چاہیں گے چین میں ہوں یا جاپان، بزم میں ہوں یا ہندوستان میں، مصر میں ہوں یا افغانستان میں، طرابلس میں ہوں یا ایران میں، امریکہ میں ہوں یا انگلستان میں، آسٹریلیا میں ہوں یا پاکستان میں، شمال میں ہوں یا جنوب میں، مشرق میں ہوں یا مغرب میں، کوئی جزائی تفریق، انکی وحدت است کی راہ میں مانگیں ہو سکتی کوئی

(11)

[illegible]

پہلے جس نے اس پر غور کیا وہ اس سے متعلق نہیں ہے بلکہ

برابر بھی بدن اور وقت نہ رکھے !

ایک راجہ آغوشِ اسلام میں

بے خبری سے اسلامی

ہندوستان کے لیے باعثِ سرسبز سے ذرا بہت جیتیں گے کہ
کے راجہ میگھ بن دوس صاحب اور لکھنؤ کی رانی صاحبہ محترمہ یہ راجہ
درغبت اور دُور اسلام میں اس پر گئے ہیں اور بدلتا صاحب اپنے
ملا تھے غایتِ موزوں اور اثرِ فلکِ مژدہ اور روشن خیالی
میں رہیں۔ آپ نے پیٹنٹ لکھنؤ میں اپنے بیٹے کو اپنے
بھی لکھنؤ میں لایا۔ اور ایک اور لکھنؤ میں لکھنؤ کی لکھنؤ میں

یہ لکھنؤ میں لکھنؤ میں لکھنؤ میں لکھنؤ میں لکھنؤ میں
شہر میں تھے۔ ہر سر کے ساتھ لیے گئے لیکن کوئی اتفاقاً
ایک دن آپ نے لکھنؤ میں اپنے ایک صاحب کو ایک
ایک لکھنؤ میں لکھنؤ میں لکھنؤ میں لکھنؤ میں لکھنؤ میں
تھیں اور لکھنؤ میں لکھنؤ میں لکھنؤ میں لکھنؤ میں لکھنؤ میں
انہی میں لکھنؤ میں لکھنؤ میں لکھنؤ میں لکھنؤ میں لکھنؤ میں
ہر ایک میں لکھنؤ میں لکھنؤ میں لکھنؤ میں لکھنؤ میں لکھنؤ میں
تو ہر ایک میں لکھنؤ میں لکھنؤ میں لکھنؤ میں لکھنؤ میں لکھنؤ میں
ملا تھیں۔ لکھنؤ میں لکھنؤ میں لکھنؤ میں لکھنؤ میں لکھنؤ میں
اعلان کر لیا اور ان صاحبہ بھی مسلمان ہو گئیں !

یہ جیتیں گے کہ ہر ایک میں لکھنؤ میں لکھنؤ میں لکھنؤ میں لکھنؤ میں لکھنؤ میں
لکھنؤ میں لکھنؤ میں لکھنؤ میں لکھنؤ میں لکھنؤ میں لکھنؤ میں لکھنؤ میں لکھنؤ میں
تو ہر ایک میں لکھنؤ میں لکھنؤ میں لکھنؤ میں لکھنؤ میں لکھنؤ میں
لکھنؤ میں لکھنؤ میں لکھنؤ میں لکھنؤ میں لکھنؤ میں لکھنؤ میں لکھنؤ میں لکھنؤ میں

سرگزشتِ بارگشاں

۱۰ ستمبر - اٹلی کا انبار

ایر ویز کا نوکھڑا ہے :-

اور یہ دوس کے میدانِ جنگ سے بڑھ کر جنگی اور
ہون کی کی مثال یہی عالم ہے۔ زمین کی زمین سے وہاں
لکھنؤ میں لکھنؤ میں لکھنؤ میں لکھنؤ میں لکھنؤ میں لکھنؤ میں لکھنؤ میں لکھنؤ میں
لکھنؤ میں لکھنؤ میں لکھنؤ میں لکھنؤ میں لکھنؤ میں لکھنؤ میں لکھنؤ میں لکھنؤ میں
لکھنؤ میں لکھنؤ میں لکھنؤ میں لکھنؤ میں لکھنؤ میں لکھنؤ میں لکھنؤ میں لکھنؤ میں
لکھنؤ میں لکھنؤ میں لکھنؤ میں لکھنؤ میں لکھنؤ میں لکھنؤ میں لکھنؤ میں لکھنؤ میں

لیکن ان خاک اور خون میں دھنستے تھے جو بے نصیبوں کی چوٹیوں کے
سننے کے کان بھی کسی کے پاس نہ آتے تھے۔ یہی غنیمت ہے کہ جنگ کی خبروں
میں اسکا ذکر نہ آیا۔ لکھنؤ میں لکھنؤ میں لکھنؤ میں لکھنؤ میں لکھنؤ میں
بھی جنگ کے دہانے کی وہاں اس دھندلے دھندلے سے ہوئی ہوگی !

معدرِ عظیم و کن

”معدرِ عظیم و کن“ شہرِ احمد نئی صاحب دہلی
نے اپنے ایک معاہدے میں ایک صاحب دہلی کو دہلی

کناں سے تشبیہ دی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ ذاب صاحب
اس تشبیہ کو حقیقت ثابت کر دکھائیں گے اور انکے ہاتھ میں
معدرِ آباد کا الیہ اس طرح مستند طریقہ جانکا جس طرح
حضرت پور سے گئے ہاتھ میں آکر مصلیٰ دینا خوشحال ہو گئی
حق ! (تقریر جبار بارگشاں - معدرِ عظیم و کن)

تشبیہ اب بھی مکمل ہے۔ مکمل ان شاء اللہ اس میں ہوگی جب
اس حلقہٴ قرآن کے پختہ ایمان اسلامی سیرت و پاکیزہ اخلاق کو دیکھ کر
وہ عادی سے کن خوش ہو جائیں گے اور ان کا لکھنؤ میں

دینِ فطرت کی کشش

حیدر آباد - ۳۰ ستمبر - سر شام دل بیاں، ستھانہ میں لکھنؤ میں
چو اسلامی اور راجہ صاحب کا یوں ہی حصہ بننے کی وجہ سے مالکِ خیر
سیرت و پاکیزہ اخلاق کی شہرہ زبر آتی دن کے ساتھ ساتھ بیکر ہو گیا
حسنِ علاج واقع خلل پور میں مشرت بہ اسلام ہوئے سر شام دل
پتی دویہ یوں کے ساتھ ڈیوڑھی میں مشرت لکھنؤ میں لکھنؤ میں
مناجیب افتخاری نے موصوفت کہ اور مولانا صاحب احمد صاحب راجہ
بندہ دی نے آپ کی دونوں بیویوں کو داخل اسلام کیا۔ سر شام دل
بیکر اسلامی نام ”محمد راج اکھن“ اور بیویوں کا نام ”آمنہ بی“ اور ”عائشہ بی“
علی الترتیب رکھا گیا۔ قبولِ اسلام کے بعد آپ کا سید بیدار عقد ہوا۔ اور
ساتھ ہی ہمراہی میں آپ کی سبھی نماز جمعہ کے لیے مشرت لکھنؤ میں
(لکھنؤ میں - راجہ صاحب)

صدق کا کاغذ

کاغذ کی گرانی کا اندازہ اس سے فرمایا جائے کہ پوسٹ ٹکٹ
نرخ بھی فی رقم تھا، وہ کل سے پہلے ہو گیا اور عدالت میں سیرت و پاکیزہ
کہ نصف عشرہ کے اندازہ مالک بڑھ جائے۔ اسی حالت میں عدالت میں
غریب پرچہ پر جو کچھ گزرا کر رہی، اسکل ظاہر ہے۔ لیکن احمد شہر احمد شہر
صدق لکھنؤ میں روز آہ حق کے بھی مالک دھندلے میں بارگشاں کا کاغذ
اور اپنے پاس سے سفید مارے کا کاغذ کاغذ فیضِ حدیث کیلئے دیا کر دیا۔
اور اس سفید سے پرچہ اسی سفید مارے کا کاغذ پر شایع کیا جا رہا ہے
اور اب ناظرین کو بددلی کا کاغذ پرچہ سفید کر کے لکھنؤ میں لکھنؤ میں
لکھنؤ میں لکھنؤ میں لکھنؤ میں لکھنؤ میں لکھنؤ میں لکھنؤ میں لکھنؤ میں

گزارش

برائے کرم خط و کتابت و خبرہ کے لیے
شہرِ احمد نئی صاحب دہلی کو دہلی

توسعه

چند یادداشتیں

کے متعلق خط و کتابت وغیرہ اس خط پر ہو

الحبيب الحكيم عبد الفتاح

مرشد آباد پولیس۔ گولہ گنج۔ کلکتہ۔

بروزنامه

تمت فی یوم ۱۰

(1-14-62)

تکھا نیکی۔ اپنوں پر بیگانوں سب سے اپنی رتا صی کی داد دے نیکی۔ فرزند ار اسال
 قیل آن کی مائیں اور۔ ادیان صی۔ اسی طرح مائیں صی۔ دیویں اور
 دیوتاؤں کو اپج پر تاج کو خوش کیا تھا۔ دیوی صی۔ زرد پوتا کو بھی نیچے سے
 —۔ آرمہ خوش ہے کہ اُنکی پُرانی تہذیب نازد سو۔ ہی ہے۔ وہ
 شرمائیں رہی ہے۔ آخر کہ وہی ہے کہ اُن کی مذہبی تہذیب و عرفانِ نبوت کے
 غالبہ راہ میں نہ سے جان پڑ رہی ہے۔ اُنچھوں اُن کی ہوئی تہذیب کے
 اثوات اور کلاؤں پر سے۔ یہ سہان تہذیب کہ فرنگی تہذیب سے کہ اُنکی کیا
 پھر پھلنے پھولنے کا موقع ملا۔ پہلی تہذیب کہ زیر سایہ حمایتِ برطانیہ از
 سر نو ترقی اور آزادی نصیب ہوئی !

ہندی تہذیب اس باب میں اکیلی سب سے ۹ چ کا درجہ اور نیچا
درجہ تو مصری تہذیب، کھدائی تہذیب، یونانی تہذیب، رومی تہذیب،
ہرچہ اوز تہذیب میں ایسا ہی رہا ہے۔ فنون لطیفہ میں ایک ممتاز مرتبہ
اس فن لطیف کا تو ساری ہی عالمی تہذیبوں سے فراوان ہے۔ ادعا
”صاحب“ کے رئیس میں اسکی جیسی قدر ہو رہی ہے! بالکل غاہر ہے۔ اس پر
غرب تو اسلام نے آکر لگائی تھی، اور گلے، بجائے، استعزاز، تعاض
کی طرح اسے بھی حرام ٹھہرایا تھا۔ سب ایک ہزارین عالمی کے پیروں اور
پرستاروں کو، کہ ان کے دین و آئین کے دن چر ایک بار بھر آئے، سب ایک
ہزار دین سجدہ کے حاضر دارین کو، اسلام کے ان کے ”پانچویں کالم“ کو کہ
انکی محنت ٹھکانے لگی، انکی کوششیں بار آور ہوئے لگیں، ان کے مسلسل
ہو پگینڈ آنے دختران اسلام کو پوسے بھال لکھال کر تو ان عالمی
ترقی یافتہ مصلوں کے کتا قریب لاکھ رکھ دیا!

سچی باتیں

بہشت وشتان کی خاتون جدید ہے احساس کر لیا ہے کہ کس نے خیال اور
روحانی تاجات اس کا نہ مروت سبقت ہے جی حریف میں نکلاں کل سپریشی
حق میں ہیں۔ منسکرت کے سالوں نے عورت کو کنول سے تشبہ
دی ہے اور کہا ہے کہ عورت کا چہرہ چاند کی طرح روشن ہو اسکا
جسم بھول کی طرح نازک ہو، جلد نرم و لالہ و سہری کنول کی طرح
اور آنکھیں گہرائی کی بھی جوں۔ چال نہیں کی طرح دو۔ لباس
سوخ رنگ کا ہو اور زیوریں سے لاری ہو۔ اس غیل کو پیش نظر
رکھ کر خاتون فوسے بہد داستان کے بہترین منظر حسن سے اپنی نو
نگائی ہے، یعنی اچھے۔ وہ دن گئے، جب یہ فن لطیف حیرت
و ذلیل سمجھا جاتا تھا۔ اب اس فن نے اپنا پھر وہی رواج و
اعزاز حاصل کر لیا ہے، جو زائد قدیم میں اس کا تھا۔ اب
لڑکیاں علی العموم تمام صوفیہ کو اپنے کہاں خاص میں شمار کرنے لگی
ہیں اور اسکے ذریعہ سے ان کے بندے بن کر جوتے اب پھر پورے
ہوتے نظر آ رہے ہیں۔ (مہاراجہ، اس امر کو برائے نام)

۳۔ از تعلیم یافتہ ہندو دنیا کے مشہور و معزز ترجمان اُردو ہی روزنامہ ہندو (ہندو اس) کے مقالہ نگار خصوصی کی ہے۔ اور روزانہ تمام اُردو اخبارات میں شائع ہوتا ہے۔

جماعت اسلامی

دستور جماعت اسلامی (۱۶ صفحہ) اور جماعت اسلامی کا مبداء (جہان رسد صفحہ) یہ دو بیحدت حال میں دفتر ترجمان القرآن پانچ روڈ لاہور سے دوسروں کو دے دیے۔ اور دونوں اس قابل ہیں کہ غور سے پڑھے جائیں۔ مولانا ابوالاعلیٰ صاحب مودودی اپنے نظریات کے تحت جس جماعت اسلامی کی تشکیل کی تھی اسکی بنیاد پڑ جائی ہے۔ پہلا مادہ اور بنیاد ہے۔ آخر میں یہ مقام اور منزل بتلے۔ بیان میں ہے اور دوسرے میں ہے کہ چلتے چلتے آگے رہو اور ہے۔ اور نہایت خود بخود مودودی صاحب اس جماعت کو خود ہی میں ہندوستان کی بعض معروف ہستیاں شامل ہیں۔ چنانچہ نائب امیر صاحب ذیل باتوں کے لیے منتخب ہوئے ہیں۔

- | | |
|-----------------------------------|---------------------------------------|
| (۱) مولانا ابوالاعلیٰ صاحب نعمانی | سرگرم بریلی، آگرہ اور لکھنؤ کنشروں |
| (۲) مولوی محمد امین حسن صاحب | لکھنؤ، لاہور، بنارس، آگرہ، ریلوے آباد |
| (۳) مولوی شاہ محمد جعفر صاحب | کشمیر، سرگرم، ریلوے آباد |
| (۴) مولوی سید سید محمد صاحب | کشمیر، سرگرم، ریلوے آباد |
| (۵) مولوی سید سید محمد صاحب | کشمیر، سرگرم، ریلوے آباد |

جماعت کے تمام اراکین کی شہادت کے لیے لاہور کا جہت "مسلمان" (ایڈیٹر مودودی) نے تمام اراکین صاحب کو تحریر کیا قرار پایا۔

جماعت کے اراکین کی شہادت کے لیے لاہور کا جہت "مسلمان" (ایڈیٹر مودودی) نے تمام اراکین صاحب کو تحریر کیا قرار پایا۔ جماعت کے اراکین کی شہادت کے لیے لاہور کا جہت "مسلمان" (ایڈیٹر مودودی) نے تمام اراکین صاحب کو تحریر کیا قرار پایا۔ جماعت کے اراکین کی شہادت کے لیے لاہور کا جہت "مسلمان" (ایڈیٹر مودودی) نے تمام اراکین صاحب کو تحریر کیا قرار پایا۔

جماعت کے اراکین کی شہادت کے لیے لاہور کا جہت "مسلمان" (ایڈیٹر مودودی) نے تمام اراکین صاحب کو تحریر کیا قرار پایا۔ جماعت کے اراکین کی شہادت کے لیے لاہور کا جہت "مسلمان" (ایڈیٹر مودودی) نے تمام اراکین صاحب کو تحریر کیا قرار پایا۔ جماعت کے اراکین کی شہادت کے لیے لاہور کا جہت "مسلمان" (ایڈیٹر مودودی) نے تمام اراکین صاحب کو تحریر کیا قرار پایا۔

جماعت اسلامی پر ایک نظر

جماعت اسلامی پر ایک نظر ایک کے ایک شہور صاحب علم و صاحب قلم بزرگ اپنے گرامی نام میں لکھتے ہیں: "مولانا ابوالاعلیٰ صاحب کی تحریروں میں جو نئی نئی آہٹیں

ڈاکٹر شاہ ذریعہ احمد صاحب کے کتب خانے سے کچھ نیا نیا آگیا کہ مولوی صاحب امین مودودی ہیں، یہ جہادوں کے خوش فوٹو کا میں دانت ہے، لیکن اچھے کھیلنے کو بیٹے، رشتہ رشتہ نمٹنے سے پڑ جائیگے۔ میں ہمہ سے اپنی جماعت بندی کا نظام ابھی پیش کر رہے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنے خیالات کو کوئی بھی آپ کہہ رہے ہیں۔ حالانکہ بعض تحریک ہمارے کے احیاء کا سوال نہ تھے دل میں آیا ہے۔ آہ کہ سرسبز نصیبوں میں کون ہے جسکے دل میں اس کا خیال نہیں آیا۔ لیکن جن طاقتوں کے آگے کھجورہ ایران و دن کے اندر ارفاقان دانہ جوڑے ہو مجبور ہو جاتا ہے، ان سے مقابلہ کرنا اس عالم اسباب تباہی کے ہے؟ کثرت کی قوت تو رکھنا نہیں، عشق ہی سے جواب نہ سنا ہوں۔ سو وہ بالکل غلط ہے۔ البتہ اس گرامی کا ایک نام نہ خیر ہے۔ اس وقت ہندوستان کی سیاست جہان پر سیاست کا مفید سلسلہ ہے۔ آسمان بھی ہی ہے اور زمین بھی ہی۔ جو جوان طبقہ اپنے خون گرم کے ذریعہ کسی نہ کسی سیاسی تحریک میں ملنا چاہتا ہے، جس کی نظر سے شریک ہونا چاہتا ہے۔ صحیح اسلامی سیاسی تحریک سامنے نہ آئی، لہذا دوسرے اور حریف ملک رہے تھے۔ مولانا نے ان لوگوں کے لیے ایک نیا سلسلہ سامنے کیا کرنا۔ عمل نہ کسی خیال تو درست رہا۔ میں آمین اس قدر اس کا فائدہ سمجھتا ہوں۔ آپ کے شاہ ذریعہ احمد صاحب کو جو خاص آپ کے آدمی سلام ہوئے ہیں، خطر کی شدت کا اندازہ ذرا حد سے سمجھاؤ کہ وہ کہہ رہے، اگرچہ اسکا احتمال تو کم ہے۔ اس دنیا یہ شاہ صاحب ہیں کون؟ جو کوئی بھی ہوں، آدمی صاحب ملکر اور صاحب اراکین تو سلام ہوتے ہیں؟

تقدیر "صاحب" کی نظریں

آپ نے "صاحب" کی نظریں کتاب کو نام ہے "اسے سخی آف نیشنل موشنل" ۱۹۷۱ء "ایک صدی دہشت کی موضوع نام سے ظاہر ہے۔ یعنی آپ میں تحریک دہشت کی صد سالہ تاریخ اور اس پر تبصرہ۔ مصنف، انجمن کے بانی سٹی لاج کے استاد، پروفیسر فیدر اسٹون ہیں۔ کتاب کو چھپے جسے ابھی دو دو سال ہوئے ہیں۔ مصنف کا نظریہ یہ ہے کہ دہشت (ٹیرزم) پیدا کرنے کے لیے ایک خاص قسم کی کیا نسبت قوم میں پائی جاتی ضروری ہے۔ یہ آپ کے فرنگی ملکوں کے حالات کے تجزیہ و تبصرہ کے بعد وہ کسی کی مشنم کو حیرت کے ساتھ لکھا ہے اور اس کے بنی پر آتا ہے۔

اس کتاب میں شاہ ذریعہ احمد صاحب کے کتب خانے سے کچھ نیا نیا آگیا کہ مولوی صاحب امین مودودی ہیں، یہ جہادوں کے خوش فوٹو کا میں دانت ہے، لیکن اچھے کھیلنے کو بیٹے، رشتہ رشتہ نمٹنے سے پڑ جائیگے۔ میں ہمہ سے اپنی جماعت بندی کا نظام ابھی پیش کر رہے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنے خیالات کو کوئی بھی آپ کہہ رہے ہیں۔ حالانکہ بعض تحریک ہمارے کے احیاء کا سوال نہ تھے دل میں آیا ہے۔ آہ کہ سرسبز نصیبوں میں کون ہے جسکے دل میں اس کا خیال نہیں آیا۔ لیکن جن طاقتوں کے آگے کھجورہ ایران و دن کے اندر ارفاقان دانہ جوڑے ہو مجبور ہو جاتا ہے، ان سے مقابلہ کرنا اس عالم اسباب تباہی کے ہے؟ کثرت کی قوت تو رکھنا نہیں، عشق ہی سے جواب نہ سنا ہوں۔ سو وہ بالکل غلط ہے۔ البتہ اس گرامی کا ایک نام نہ خیر ہے۔ اس وقت ہندوستان کی سیاست جہان پر سیاست کا مفید سلسلہ ہے۔ آسمان بھی ہی ہے اور زمین بھی ہی۔ جو جوان طبقہ اپنے خون گرم کے ذریعہ کسی نہ کسی سیاسی تحریک میں ملنا چاہتا ہے، جس کی نظر سے شریک ہونا چاہتا ہے۔ صحیح اسلامی سیاسی تحریک سامنے نہ آئی، لہذا دوسرے اور حریف ملک رہے تھے۔ مولانا نے ان لوگوں کے لیے ایک نیا سلسلہ سامنے کیا کرنا۔ عمل نہ کسی خیال تو درست رہا۔ میں آمین اس قدر اس کا فائدہ سمجھتا ہوں۔ آپ کے شاہ ذریعہ احمد صاحب کو جو خاص آپ کے آدمی سلام ہوئے ہیں، خطر کی شدت کا اندازہ ذرا حد سے سمجھاؤ کہ وہ کہہ رہے، اگرچہ اسکا احتمال تو کم ہے۔ اس دنیا یہ شاہ صاحب ہیں کون؟ جو کوئی بھی ہوں، آدمی صاحب ملکر اور صاحب اراکین تو سلام ہوتے ہیں؟

سورة البقرة، ركوع (٤)

پہلے صدق سے پہلے واقف

(عبد المرحوم)

۵۲۔ ثم دعوتاً علیکم من بعد ذلک | پھر سامان کو راہم نے تم کو اس کے بعد بھی،
لما نزلت الذین | کہ شاہ قمر شکر گز، بن جاؤ۔

۵۳۔ روز المینا رسولی الکتبہ اشرف خان اور دادا کرودہ انتاجیب مہم نے دیویشی کو
کتابت اور فرقیان کا کرم۔ ادایاب۔

[illegible]

تھمارے حق میں خدا کے نزدیک ایک جبرائیل
 نے قبول کی تمہاری - بیشک وہی تو ہے
 جبرائیل قبول کرنے والا تو ہے کا - ڈرامہ راجہ -

تیسرے بیٹے غصا سے توجہ: استغفار اور ہم میں سے ایک خاص گروہ کی سزا جانی کے بعد۔

چاہیے تو یہ تھا کہ گوساہ پستی اور شرک جیسے انہماں جرم کی سزا ساری قوم کو ملتی۔ جن لوگوں نے شرک اور فساد نفس و انقی قرب کی اور جو غلووشی سے یہ تماشا دیکھتے رہے تھے، انہیں سکوت میں آجی اور اعانت جرم کی۔ لیکن سزا صرف ایک خاص گروہ کو مل جیسا ابھی آتا ہے اور باقی لوگ تو یہ سزا سزا دے کر بچ گئے۔

۳۔ (۱) کہ سیاست گزری اور ملت پذیری تو جوہر شرف اور لازمہ انسانیت ہے۔
(۲) اور اس موقع پر یہ شکر گزری تو جس ولایت برکات مقرر

تہ بھنی تو ریت۔ قرآن مجید میں مطلقاً کتب کا لفظ ملازم قرآن کے تفسیر کے لئے عموماً آتا ہے

تھے **فرقان** کے نفسی معنی میں جو وہ چیز جس سے حق و باطل کے درمیان
فرق کیا جاسکے۔ کئی فرق ہیں: بین الحق و الباطل، فرقان (لسان) الفرقان
ایک نام ہے قرآن کا، اس لیے کہ قرآن حق و باطل، حلال و حرام کے درمیان فرق
ہے۔ اور اسی نسبت سے اس کے الحاق غلام قرآن کے اور بت وکیل پر
میں جو سکنا ہے کہ یہ کتاب فرقان بین حق و باطل کے درمیان مقابلہ میں ممد
کذب کے درمیان آقا الہی ہیں، ہر اچھے اور بھلے کے درمیان اہل حق و باطل
میان الفرقان کی تفسیر سے نفع یونانی میں، مثلاً

۱) یہ کہ المیزان کا مضمون فقیر نے اب الکتبۂ ہدایہ مراد دوروں سے ایک ہی ہے یعنی توحید، ربیت، رسالت اور معجزات ہیں، ایک صفت کہ آیت اور دوسری صفت فرقانیت۔ ان کے لحاظ سے اُسے اکمل کہا گیا اور دوسری کے لحاظ سے فقیر بن۔

۵۵۔ اے ظالم ہوشیور زمین کس قدر
جبر و قاطع حکم القسطنطین و
نہر منظرین۔

خدا کو ملاقات کرو (اس پر) آئیہم کو
ملاؤ گے: تم دعا مانگو: یکم ہفتہ۔

(۱۱) مولانا اس سے قرینیت اپنے ہاں احکام بشریہ کہ لہجہ سے ہے۔ ابن عباسؓ سے کہتے ہیں کہ یہ لہجہ ہے۔ مولانا کتاب الہامی فرقہ میں انھیں دلائل قرآن و حدیث سے ثابت کیا ہے۔

۳۱۔ مراد ہے: ہجرات میں جو حضرت موسیٰ کو تعارض سے تھکا، سمجھنا کہ وہ سمجھتا ہے۔
 ۳۲۔ یہ ضرب مجازہ تائید کی ہے۔ ان ہجرات (مغارتوں) میں کتنے (ظلمت) میں
 مراد ہے: رات، فلیہ جو جی، اس کیل کے حکو ست فرعون کے مقابل میں علاوہ۔
 النصر والفرج الذی آتاه، اللہ ہی اس کی قوم فرعون (کبر)

ہو دکا ستید، ہے کہ کھسی چوٹی کزب تو ریت کے علاوہ زبان ہی ہستے
مسائل اسرار کی تعلیم صحت دہی کو چوٹی نص اچانکے با سے سینہ پستہ
نسل بعد نسل انکی قوم میں منتقل ہوتے چلے آ رہے ہیں، سو ہو د کے فعل کے خیال سے
فرقان سے مراد اس ظلم سفہ کے علاوہ - ظلم سینہ ہے -

اسے راد اُنیس لے تو پہلے ہی پکی قفس۔ اب کتاب اس لیے نازل فرمادی گئی کہ
 ایک مشعل و مرتب دستور اہل جہش کے لیے انہیں ہے اور وہ بٹھکے نہ اٹیں۔
 (عبد اسلم کہ جی اسم کل شرک اور گوسا رہتا ہے نہ کہ جہش کے لیے)

تھے کہ تو میرا بیس روز تھے جہاں کہ بھر شرک اور مخلوق پرستی کی سفلت پڑاؤ آئے تھے تو ریت نہیں ہے :-

"اور سوسنے کہا کہ آج خدا کے لیے تیرے مخصوص کردار ہیں۔
 اپنے بیٹے اور بھائی پر حملہ کر کے ان کے دلوں پر برکت دے" (تاریخ: ۱۶:۳۲)
 فتویٰ ۱ میں فارسی میں ہے کہ: "انھوں نے ظلم کیا تو انہیں آواز دی کہ انہیں آواز دی۔"
 انہیں اور انہیں لان انہیں سب لائے (رواج)

تہ (اپنے قدمے)۔ میں مجربین کو غیر مجربین سے مل کر رہا۔ فلیقتس الذی نامہ یسوع
الذی مہدہ (رامن عیاش)

شرک شریعت موسوی میں فوجداری کا بھی ایک سنگین جرم تھا سلازم قتل۔
چنانچہ تواریت بن شرک اور شرک کہے یہ نعرہ جگ ہے کہ

”اُس نے مرد یا اُس عورت پر بیان تک پہنچا دیکھو کہ وہ مرد یا عورت...
گواہوں کے ہاتھ اُس پر پڑے نہیں تاکہ اُس کو تنگی کریں اور اُس کے بعد
باقی سب لوگوں کے ساتھ اتم یوں ہی اپنے بیچ سے شرارت کو نیست
دلاؤ دیکھو۔“ (تفسیر: ۱۴: ۵-۷)

دور فاصلہ ہے کہ شریعت کا نفاذ خود صاحب شریعت کے سامنے نہ ہوتا؟ شرک کے
سفر میں کڑا کڑا کر سامنے لائے گئے اور پہنے ہی بھائی بنادیں گے ہاتھوں میں
کے گھٹاٹ اترے۔ زوریت ہے :-

تم میں سے ہر فرد اپنی کرب و غم اور با غصے اور ایک دور انداز سے دوسرے
 اور داد و تحسین کا تمام لشکر لگا دینے پر مستعد ہو۔ اور ہر فرد تم میں اپنے بھائی کو
 اور ہر ایک آدمی اپنے دوست کو اور ہر ایک آدمی اپنے قریب کو قتل کرے۔

۱۶۔ ثُمَّ بَلَّغْهُمْ مِّنْ بَعْدِ ذَلِكَ مَرَّةً أُخْرَىٰ ۖ إِنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتٍ مِّنْ عَمَلِهِمْ وَهُوَ يُعْلَمُ الْغُفَّارُ
پھر بلاؤ انھیں ابھی سے تم کو تمھارے
مرے پیچھے، کہ شاید تم شکر گزار بنو۔

اور بنی لادی نے ہوشی کے کسے کے یہ افنی کیا۔ چنانچہ اس دن لوگوں

میں سے قریب تین ہزار مرد اسے پٹے (خروج - ۲۸: ۲۷: ۲۶)

نما نظر اور غفلت میں نفل سے مراد یہی الگ ہے جسے سب جانتے ہیں۔ اور ان کی حق
عموماً اس طرف سے ہیں۔ والہ تعالیٰ ان غفلت نفل سے نفل سے نفل سے نفل سے
علیہ صلی اللہ علیہ وسلم (روح) اور نفل سے نفل سے نفل سے نفل سے نفل سے
عادلان کر کے نفل سے نفل سے نفل سے نفل سے نفل سے نفل سے نفل سے نفل سے
کے مطابق ہے نہ کسی عقلی دلیل کے۔

۱۔ دافنہ نفل تو تابع اسرائیل کا ایک مشورہ و تسلیم واقعہ ہے۔ تو رہت سے
سند ابھی گزر چکی ہے۔ اس کے ذریعہ نفل میں اس کے غفلت کوئی لفظ موجود نہیں
"یہی عقل" سر خدا اسلام دینا کے پڑے پڑے کوئی سی پاگلی کو مست ہے جو
تقارون ڈاکوؤں، نفل، زفوں کو محض مافی طلب کرنے پر مجبور دیتی ہے؟
۲۔ اس "خیر" اور بہتری کا خود عالم آخرت میں ہوگا۔ یعنی نفل سے نفل سے نفل سے
نفل کی نفل سے نفل سے نفل سے نفل سے نفل سے نفل سے نفل سے نفل سے

میں منابہ شریعت اسلامی کا بھی ہے۔ رہنما اس وقت، زمانہ کا بھی دغیر
جن جن جرائم کیلئے حدود مقرر ہیں اور دنیا میں معاف نہیں ہو سکتے خواہ مجرم
کیسا ہی مدنی دل سے تائب ہو۔ البتہ اگر اسے عدل کے بعد یہ امید ضرور قائم ہو
ہے کہ وہ "تائب" حشر میں اچھا دیکھا جائے گا، پاک و معاف ہوگا۔
۳۔ من حیث القوم۔

۱۔ من صرحت میں ان افراد کو ملی جو شرک کے مجرم تھے اور عطا تھے۔ انہی کا
بڑا حصہ جو صرحت اپنی غلط فہمی سے شرک کے مجرم رہا، اس کی خلاصت ہو گئی۔
۲۔ دنیا کی بہت سی گمراہ قوموں کا یہ عقیدہ رہ چکا ہے اور آج بھی ہے (مثلاً
ہندو مذہب والوں کا) کہ خدا کو معاف کر دینے کا کوئی اختیار ہی نہیں، کیونکہ وہ خود
قانون معافیات عمل کا پابند ہے۔

قرآن مجید سے قبل تو بے شک یہ جو بار بار دہرایا جہاں، عجب نہیں
اسکی ایک حکمت اس سے ان گمراہ قوموں کی تردید تو۔

۳۔ یعنی تمھاری قوم کے ستر پٹے بوڑھے نمایندہ ہوں گے۔

۱۔ اربع اسرائیل کے اہم ترین واقعات دہرائے جاتے ہیں اور اسرائیلیوں
پر ان کی قومی تاریخ سے حجت قائم کی جا رہی ہے۔ اب ذکر اس وقت کا ہے جب
حضرت عیسیٰ علیہ السلام ستر بزرگان قوم کو ہجرا لے کر لشکر لاد سے کوہ طور پر
گئے ہیں۔ اس کوہ پر انھیں ٹھہرا کر خود آگے بڑھ گئے ہیں، اور ستر بزرگان قوم
انہی سے سترت ہونے کے بعد یہ اخلاص اور خوشخبری ان بزرگان قوم کو سنائی ہے۔
۲۔ (اگر جو مخالف آپ سے ہوا، وہ مخالف الہی تھا اور جو کلام آپ میں سناتا
ہو، وہ آپ کی ہی بات ہے)

۳۔ راہیں انہیں آدھی اور ظاہری آنکھوں سے
گو یا اللہ تعالیٰ ان کو کئی آدمی ہم دیکھتے ہیں یا
۴۔ یعنی انھیں ستر بزرگان قوم کی جماعت کو۔

۵۔ اس گستاخانہ مطالبہ کے پاداش میں (یعنی اللہ تعالیٰ انہیں ستر بزرگان قوم کی جماعت کو۔)

۱۷۔ تَوْرَتِیْنِ مِیْنِ ہِیْ۔

"اور ہوں ہر کہ تیسرے دن صبح کو بادل گرے اور پہلے پہل میں اور بارش ہو گئی
گدا گدا دی اور قرآنی کی اور اہمیت لیندہائی۔ چنانچہ سب لوگ ڈر رہے ہیں

کتاب کا نسخہ" (تورہ - ۱۱۹: ۱۱۸)

۱۸۔ یعنی انھیں ستر بزرگان قوم کو

۱۔ ایا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سفارش پر ہوا تھا۔ سرکاری دوا اس باب میں غائب
۲۔ موت اور ہیبت۔ دین کے کٹے ہوئے سنی حلقہ اور جی۔ نفل کے ذریعہ۔ اور ایسا ہی
عموماً مسخرین نے سمجھا ہے۔ لیکن دوا الہی وغیرہ ان کے ذہن کی یہ بھی نفل ہے کہ
یہ موت حقیقی نہ تھی اگرچہ یوشی وغیرہ کی حالت شاید موت کی تھی۔

۳۔ اور آج وہ قید پر رہی طرح قائم ہو۔

تجدد و کائنات نشہ اختیار

۱۔ حرر صحر۔ زمانہ و بہرہ دین نے جو پہلے جذبات اسلامی و عذات میں مضبوط
تجدد کے لحاظ سے، زمانہ کے سال ہی میں اپنی ایک سال کی زندگی پر چڑھ کر کیلئے آگے
انتہا پس آبل رکن کے باہر ہی اور دین سے اندر بھی کر پڑھے ہوئے کے قابل ہے
سرکاری طاقتوں میں رہ کر مخالفت کے دوا سبب ہوئے۔ اس نے جہاں سرکاری
سیاسی جبر و جبر کو مانگی اور ملکی مقام کے غفلت ثابت کرنے کی کوشش کی، وہاں بعض مقامات
عمل پر مجبور نہ رہنے نہایت کے مل پر جس میں جو جو ضرور نام نہان تالیفات کی سمجھتی
وہ نام نہان تالیفات کی۔ اور وہ نام نہان تالیفات میں آئی ہے خصوصاً انہیں اور انہی کی تعلیم
اور انہی کے دوا سے ان کے اہل و عیال کے کٹھن چھینا گیا۔ اور اباب ملکوت کو ہوشیار
کیا نہ رہا۔ جب تجدد کو وہ سرکاری درگاہوں کی توسط سے لوگوں اور لوگوں کی طرف
میں گھلا دینے کی سعی نہ کریں۔ یہ چیز بعض سرکاری گوشوں میں بہت جلدی گئی۔
انہی کی غفلت ہے کہ جب اس نے خاطر خود نہایت کے داغ کر کے یا اپنی پیش کی چیز
اصل کرنے کی راہ میں۔ خود را کسی ہی ہو۔ وہ کسی کو معاف جاتا ہے اور اسکو
کو نہ سرکاری یا ایسی حیثیت میں مل جاتی ہے کہ وہ کسی طرح اپنی ہمد کو پس
دوسروں کے زیادہ کامیاب بن سکے اور معاملات کو داغ کر سکے تو وہ اپنی کوشش
شروع کر دیتا ہے لیکن اگر وہ مفید نہ ہو تو وہ اسلئے غفلت ثابت کر کے معاف نہیں کر
سکتا بلکہ یہ جاننا ہے کہ اس بڑے مفید کی مخالفت کو چھپے ہی پہنچے کام کر کے ضرور یا
بالکل نہ کرے۔ یہ تہمید کی آواز حق رساں کو بند کرنے کے لیے ایسی ہی تدابیر کی
گئیں۔ گشتیں جاری ہوئیں۔ "گورنر" میں کہ خبردار کوئی ملازم سر رشتہ... تہمید
نہ خرچہ سے اور اگر فریاد بھی ہے تو ہمارے اور دین نہ لائے! خطوط و ڈسٹے خالی
میں ایک اعلیٰ اہم و دار۔ اب کے بعض لاد و ذرا کم دوجہ کے حدود داروں کے پاس
کہ آپ مجھے بہت بہت مسنون فراموش گئے اگرچہ ناخوش: فائنٹ میں تہمید کی خبردار کی
کی دوسرے شکلی کریں! یہ تو کچھ بھی نہیں اور بڑی بڑی تدابیر تہمید کی ہمد
حق طلب و حق افزہ کو گھونٹ دینے کی کوشش۔ یہ ظلم نہایت معصوم طریقہ
اخلاص و ترقی کے تہمید کو ہائی نفعان جو سچانے کے لیے اختیار کیا گئے
مگر اللہ کے فضل سے کسی تدبیر کو بھی پوری طرح کامیاب نہ ہونے دیا
اور تہمید پر اپنے اسی کام میں سال بھر گزارا جسکو وہ حق سمجھتا اور
قوم کے لیے مفید نہیں کرتا ہے۔

کلمۃ اللہ

و از سہی محمد ادریس ندوی نگرانی فنیق داراللمعتین

یہاں حضرت مسیح علیہ السلام، حضرت مسیح کو ایک خاص عقیدہ کے لحاظ سے غائب نہیں کرتے ہیں، بلکہ تقبیل سے کہ بھائی اہل اہل خدا کو تین مقامات پر پہنچاتے ہیں جن کو اقامتِ ثلاثہ کہا جاتا ہے (۱) انوم (۲) حیات (۳) انوم علم ای کو وہ کلمۃ اللہ کہتے ہیں، انکا خیال ہے کہ یہی ”اللہ“ ہے جس سے محمد بن گیا۔ گو یا اس طرف دعوت نے ناموس کا جاسوس لیا، نہیں، بلکہ ایک عین کا لفظ نکلیں کہ ہو چکا۔

کلمۃ اللہ کی اس کیفیت اتحاد میں اسکی طرف سے مختلف راہیں تھیں۔ کی ہیں۔ یہ یونوں کا عقیدہ ہے کہ مسیح کی ذات خدا ہے، ملائی کہتے ہیں کہ حضرت مسیح ال کامل اور انسانی دونوں میں، ان میں سے کوئی ”دوسرے“ الگ نہیں ہے، حضرت مریم سے اللہ اور انسان دونوں پیدا ہوئے، اسطوریہ نکاحات کے ہم مشرب ہیں، لیکن وہ کہتے ہیں کہ حضرت مریم الہ کی پیدائش نہیں ہوئی، ایک جماعت ان شایستہ بر سنوں کی ہے جو ان اقامتِ ثلاثہ کی الوہیت کے قائل ہیں

لیکن کلمۃ اللہ ”کا یہ سنہم عربیت کے نظریہ نظر سے قطعاً فاسد ہے، اسے کہہ کر“ ایک لڑائی لگتا ہے، اسکی صحیح تخریج دیا نعت ہی کر سکتی ہے۔ یہ لفظ ذاتِ عرب میں اس فلسفیانہ اصطلاح کے ہے کہیں بھی نقل نہیں ہوا۔ عبرانیوں نے محض مسلمانوں کو غریب دینے کے لیے اپنے مذہب کو عقیدہ کہ اس لفظ میں چھپا، چاہتے ہیں! درحقیقت ایک جملی ہوئی بات ہے کہ انیس کی اصل امامی زبان عربی نہ تھی۔ اگر واقعی اس میں اس سنہم کا کوئی لفظ تھا تو علوم یونانیوں کو وہ کی لفظ تھا، جبکہ مترجمین کی تحریروں نے خاص مصالح کی بنا پر ”کلمۃ“ کی شکل دیدی؟

کلمۃ اللہ اور لفظ قرآن

ہے۔ چنانچہ عباسی عہد کے فقہ خلق قرآن میں بھی اسی لفظ کا تکرار نظر آتا ہے۔ ان سنت و اجماع کا عقیدہ ہے کہ کلام اللہ غیر مخلوق ہے، لہذا اس پر اعتراض کہتے تھے کہ جب کلام اللہ غیر مخلوق ہے، تو مسیح جو کلمۃ اللہ میں وہ بھی غیر مخلوق تھا۔

علوم ہوا ہے کہ مسلمانوں کی ایک جماعت کو کلمۃ اللہ کے مخلوق ہونے پر جو اسقدر اصرار تھا وہ عیسائیوں کے اسی اعتراض کی بنا پر تھا!

لے درس قرآن کے سلسلہ میں حضرت استاد علامہ سید سلیمان صاحب ندوی رحمہ اللہ نے لفظ ”کلمۃ اللہ“ کے متعلق جو کچھ ارشاد فرمایا تھا اس معنوں میں اسکو تقبیل کے ساتھ بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ جن کتابوں سے مزید استفادہ کیا گیا ہے! انکا حوالہ موجود ہے۔ لے مل: غل شریانی، بحث نصاریٰ، لے الفصل فی اہل داہ ہوا و انہیں ابن مرتضیٰ ج اس ۲۹۔ لے انکا اب بھیج تسمیہ۔ ج اس ۳۰۰ ص ۲۔

ان سنت و اجماع کا عقیدہ کہ کلام اللہ غیر مخلوق ہے، لہذا اس پر اعتراض کہتے تھے کہ جب کلام اللہ غیر مخلوق ہے، تو مسیح جو کلمۃ اللہ میں وہ بھی غیر مخلوق تھا۔ علوم ہوا ہے کہ مسلمانوں کی ایک جماعت کو کلام اللہ کے مخلوق ہونے پر جو اسقدر اصرار تھا وہ عیسائیوں کے اسی اعتراض کی بنا پر تھا!

اس سلسلہ سے عیسائیوں کو اسقدر بچھری تھی کہ ایک شخص ابن کلاب جو عیسائیوں میں ایک کلابیہ فرزند کا بی بی ہوا، اور جو گناہ کرتا تھا کہ کلام اللہ خود ”اللہ“ ہے، اسے مرے پر بندہ کہہ کر بڑے باری خیشوں نصرانی، انوں کو گناہ کا کہتا تھا کہ اگر یہ زہر دیتا تو ہم مسلمانوں کو عیسائی بنائیتے! ابن کلاب کے اسی قول کی بنا پر اس وقت کے علما نے اسے نصرانی ہو جانے کا نوٹہ دے دیا تھا!

قرآن پاک نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے نبی مگر ”کلمۃ اللہ“ کا لفظ استعمال کیا ہے۔ آل قرآن میں حضرت زکریا علیہ السلام کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت دی گئی تو فرمایا: اللہ تعالیٰ سب کو بشارت دیتا ہے، یہی کی جیگا ان آیت میں کہ بھی مشرقاً | حال یہ ہو گا کہ وہ کلمۃ اللہ کی تصدیق کرے اور نہ ہو بلکہ من اللہ (روایت ۴) | اسی سورہ کے پانچویں رکوع میں حضرت مریم کو خوشخبری دی گئی۔ ان اللہ میں کہ بھرتے | سب کلمۃ اللہ تم کو ایک کلمہ کی جو ایک دہشتہ ہو گا۔ سورہ تبارک میں حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق عیسائیوں کی لفظ نفی ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

انما الیاس عیسیٰ ابن مریم قال اللہ | مسیح عیسیٰ ابن مریم (اور کچھ عیسائیں) الیہ | و کلمۃ اللہ الی مریم (روایت ۱۲) | اللہ کے رسول ہیں اور ان کے باب مگر میں جبکہ اللہ نے مریم تک پہنچایا | لیکن تحقیق طالب امر یہ ہے کہ قرآن نے ”کلمۃ اللہ“ کے لفظوں سے کہا ہے مریم کو، و اگر ”اچھا“ ہے جو عیسائیوں کا عقیدہ ہے۔

تحقیقت یہ ہے کہ عیسائیوں نے ”کلمۃ اللہ“ کا جو سنہم پیش کیا ہے خود اصل دین عیسوی بھی اس سے بڑی ہے! گوئی کہ عیسائین کفر کی تعلیم نہیں لے سکتے ہے۔ اور عیسائیوں نے کلمۃ اللہ کے تحت میں اپنے عقیدے پیدا کیے ہیں اور سب کے سب مصر اور یونان کے بت پرست فلاسفہ سے اخذ اور تہجد کے خلاف ہیں قرآن پاک نے ان میں سے ہر عقیدہ کی توبہ کی ہے!

یعقوبیوں کے لیے کہا | لفظ کفر الذین قالوا ان اللہ | وہ کافر ہیں جسکے میں مسیح ابن مریم | یا الیاس ابن مریم (۱۵) | خدا ہیں۔ | شطوریوں اور ملکائیوں کے متعلق ارشاد ہوا | لفظ کفر الذین قالوا ان اللہ | وہ کافر ہیں جسکے میں کہ خدا میں میں کا ثالث ثلاثہ (۱۵) | تیسرا ہے۔

تخلیفات پرست فرقوں کے لیے عام طور پر فرمایا۔ | انما الیاس عیسیٰ ابن مریم | مریم کے بیٹے عیسیٰ مسیح عرت خدا کے رسول تھے | رسول اللہ کلمۃ اللہ الی مریم | اور اسکے ”علم“ جبکہ مریم تک اسے پہنچایا۔ | درود نہ فائز اللہ و رسولہ | اور اس کی عرت سے ایک دھبھی ہوئی، اور | ولا تقوہا ثلثہ۔ و سناہ | تھے۔ میں خدا اور اسکے رسول پر ایمان لاؤ۔ | شہ فرست ابن زبیر ص ۵۵ ص ۵۶

اور زمین، غذا کو۔

میسائی کلمہ اللہ کی تاریخ

اس قسم کے تمام عقائد پر اہل جہنم نے دین عیسائی کو بالکل سچ کر دیا، ان کے عقائد ماننے والے بن نہیں آئے۔ انھوں نے (ص ۱۰۰) میں بہت سوالیہ بات کہی ہے کہ عیسائیوں نے جب اپنے صحیح دین کو کھو دیا، اور دوسرے مذاہب نیز اہل فلسفہ کو اپنی طرف مائل کرنا چاہا تو عیسوی رسائل میں ایسی جگہ پیدا کرنا شروع کر دی کہ ہر مذہب و مسلک کے لوگ ان کے دین میں جگہ پائیں۔ چنانچہ انھوں نے اہل فلسفہ کو دیکھا کہ وہ عقل، عاقل اور عقل کے امتحان کے قابل ہیں تو انھوں نے بھی اپنی بیٹے اور روح القدس کا نقشہ اپنے بیان پر بھیج دیا۔

مانڈا بن قیم نے انھوں نے ان کے عقائد کی طرف اشارہ کیا ہے اس سے عقیدہ کلمہ کی تاریخ کی حیثیت آشکارا ہوئی ہے۔ اس لیے اس کی قدر و قیمت کی ضرورت ہے

میں طرح اہل مذہب عبد و معبود کے درمیان واسطہ کو مانتے ہیں جن کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ تدبیر عالم کا کام لیتا ہے، اسی طرح اہل فلسفہ میں بھی اس قسم کا خیال موجود ہے اگر مسلمانوں کے انتظام و دوسرے فرقوں کے اس سلسلہ میں سخت دعو کا کھایا ہے اور انھوں نے ان کے ساتھ (یعنی فرشتوں) کو مبدع بنا لیا ہے!

چنانچہ اہل مذہب میں مسیحی ان مہینوں کو ستاروں کی صورت میں مانتے ہیں، پارسی انھیں ہندو مانتے ہیں، یہودی کہتے ہیں عیسیٰ جبرئیل اور روح القدس کے نام سے تعبیر کرتے ہیں، ہندو دیوتا اور یہی کی شکل میں ان کو مانتے ہیں، اہل عرب خدا کی بیٹیاں کہا کرتے تھے، اسی طرح مصری، اسکندری فلسفہ بھی اس تصور کے ماتحت عقول مشرور اور آسمانوں میں الگ الگ ذی ارادہ نفوس تسلیم کرتا ہے۔ ابن کثیر اپنی تاریخ البراہین النہایت ج ۲ میں لکھتے ہیں کہ قرآن پاک کی آیت و تاملت الیہو و عزرائیل اللہ اور یوحنا و یحییٰ سے (یعنی) نے کہا کہ عزرائیل و تاملت انصار ای السیج ابن خدا کے بیٹے ہیں اور تاملت ای (میں سے اکثر) اللہ ایک قوم باؤاہم نے کہا کہ مسیح خدا کے بیٹے ہیں یا ان کا قتل ہے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں خدا کے بندے اور رسول کی حیثیت سے آئے تھے لیکن عیسائیوں کی فلسفہ پرستی نے ان کا عقل اور فکر میں کبھی حائق اور مخلوق کے درمیان واسطہ بنا دیا کبھی خدا بنا دیا اور یہی ایک شرف و نور بنا دیا!

ہوائی فلسفہ میں لوگس کیا چیز ہے؟ اسکو ڈاکٹر لیمبرس کی زبان سے سنئے! وہ کہتا ہے:-

اس بات کو سمجھنے کے لیے کہ خدا باطل اور حاکم ہونے کے باوجود ایک اندک طرح عقل کرتا ہے، ان کو ایک مفروضہ قائم کرنا ہے جس سے ان کے اور لوگ بھی واقعت نہیں تھے لیکن جس کو نظریات میں سے بیشتر لوگ اس سے زیادہ منظم طور پر کسی نے منبر پر کیا یہ وہ مفروضہ ہے کہ خدا اور عالم کے درمیان واسطہ بنایا جاتی ہیں ان مہینوں کے نزدیک نہیں کے لیے اس سے لگا کر اور جنات کی نسبت مر: یہ عقائد اور روح عالم و تصورات کی نسبت انھوں نے کے بیانات کے علاوہ اس آقا علیہ السلام سے بھی ایک اندک کی سب سے روحی اختراعات تمام عالم میں عقل کیے ہوئے ہیں۔ ان مہینوں میں کو دو قوی یا ملکات کہتے ہیں۔ ایک طرف ان کو صفات الہیہ یا انجیل و التبیہ قرار دیتے ہیں جو عقل کی ادوات کل کے اجزاء ہیں، دوسری طرف ان کو خدا کے بندے اور پیارے کہتے ہیں اور انھیں ارواح، ملائکہ اور جنات قرار دیتے ہیں۔ خدا کے ارادے کے مطابق عقل کہتے ہیں۔

ان دو اندازہ سے بیان میں موافقت پیدا کرنا اور اس بات کا جواب دینا کہ آیا یہ قوتیں شخصیت رکھتی ہیں یا نہیں، اس کے لیے ممکن نہ تھا، یہ تمام قوتیں ایک واحد قوت خدا کی اندر پائی جاتی ہیں جو لوگوں سے لوگوں خدا اور عالم کے درمیان ایک واسطہ کہتی ہے۔ وہ تمام تصورات کا مانڈا اور خدا کی عقل و حکمت ہے۔ وہ تمام قوتوں کو شامل ہے۔ وہ خدا کا خلیفہ اور سطر رسول ہے عالم کی خلقت اور حکومت اسی کے ذریعہ سے ہوئی ہے وہ ب سے جبرائیل اور خدا کا ب سے پہلا بیٹا ہے جسے خدا نے ثانی بھی کہہ سکتے ہیں، لوگوں یا کلمہ عالم کا اصلی نونہ ہے جس نے کائنات کو یہ سیر ایک پیر ان کے بنایا ہے!

فلسفہ یونان کا یہ لوگس عیسائیوں کے بیان و حقائق انجیل میں اس طرح ظاہر ہوا ہے۔ اب اس کلام خدا اور کلام خدا، انھیں اب اس خدا کے ساتھ عقائد سب چیزیں اس سے وجود ہوئیں اور کوئی چیز موجود نہ تھی جو بغیر اس کے ہوئی! (دو حجاب)

عیسائیوں نے اہل فلسفہ کی طرح جب مسلمانوں کو اپنے دامن میں لانا چاہا تو لوگس اسی عقل کو قرآنی لفظ کلمہ اللہ کے ذریعہ اور کہا چاہا، شاید ابن کلاب جیسے لہجہ دار لوگ بھی ان کو ائمہ آجائیں! یہی عیسائی کلمہ کی تاریخ! (باقی آئندہ)

۱۰ ذاکر توفیق مدنی اپنی کتاب رنظرہ فی کتب الہدایہ میں کہتے ہیں کہ لہجہ یہودیہ یا فلسفہ کے لہجہ اور عقائد، تفرقہ داریوں میں لوگس کے عقیدہ ۲۰۰۰ سے پہلے تھا

۱۱۰ مجمع تاریخ فلسفہ، ج ۱، ص ۲۶۹، ۱۱۰ ذاکر محمد عبد آقا، اردکن۔

نئی کتابیں

(بہارِ صدق و سچائی)

DELHI

(۱) جزیرہ مخمور والی - از غلام عباس صاحب - ۱۳۴۱ء - ۱۲۰ روپے

نہایت عمدہ پتہ - کتاب خانہ ہزارستان - بیچ بازار لین - نئی دہلی

یہ ایک انشائیہ ہے نئے اور اچھے رنگ کا - پلاٹ یورپ سے بلوا

لیکن قصہ بالکل اردو میں لکھا ہوا - ایک جزیرہ ہے جزیرہ مخمور

نامہ شاعرانہ - درجہ ۱۳۰ - تخلیق کی قیمت ۱۵ روپے - آزاد

دہلی - ۱۳۴۱ء - جب سچ اپنی مسدود ایک تین خانہ کے اتفاق سے

جا پڑے تھے - اور یہ مقولہ کہ لیا جاتے تھے - اس بات میں مجلس

نوری تک پہنچا دیا جاتے ہیں - تیس کے تین رنگ بن گیا - میر

سن کے لئے - افسوس! شاعر نے اپنا سلاسلہ زنجیر انوار کس لکھا

دوسرے ایک طر معارفہ جو ان مجلس داستان سرے گلشن مانی رشک زری

و غنائی سحر الہی - نیچر - محمد نایب - غیر تصنیف خاندانہ و تہجد

کمال

ساحر کی دنیا شاعری کی دنیا سے بھی بڑھ کر کچھ اور قابل یاد

سرکاری نعت خانہ کا نام دارالاجل - ۱۳۴۱ء - ۱۲۰ روپے - ۱۳۰

نیا نیا - ۱۳۴۱ء - ۱۲۰ روپے - ۱۳۰

معشوق کا عالم - نصف سورت - نصف لکھا - ایک طرف کرم جوتی سوتا

دوسری طرف گلاہ - چہرہ - اور سبزہ خط - طبیعت میں صفائی - ۱۳۴۱ء

کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی - ہونٹوں پر عاشقان ادنا کا لو لگا ہوا کسی پکند

میں کسی کے پاؤں میں زنجیر زالی - کسی کیشہ بدینہ لکھا - کسی کو غلالت

ہیں - دیکھا دیا کہ ہر ایک ٹوٹے مارا رہے - کسی کو چاہ - زفن میں غزل کیا کر

بیتے ہی سر نہ مل سکے - نہ انسان امون نہ وحش و طیور - ۱۳۴۱ء

را عاشق بیچارہ - سوہ - طبیعت کا دار - صدق و وفا کا چٹا غریب دل

نیک - اشجار کا ستیا ہوا - بھوکا پیاسا - رنگ - طرک - آج جاں توکل ہیں

کبھی دریا میں ناخدا چھٹیں اڑائے - تو کبھی صحرا میں آہود کے ساتھ آگہ بولی

کھیلے - بھیس بدلنے کے فن میں استاد - کبھی مجنوں کا روپ دھار صحرا میں

کے گرد چاک پھیریاں لے - تو کبھی غلامِ دین کر کوہِ بلے ستوں پر تیشہ نر کرے -

کبھی انسان تو کبھی جانور - کبھی گھوک کاں کو ٹھری ہیں - کبھی دخت پر کسی

گھونٹے میں - ۱۳۴۱ء

بیاں کی زبان - صنایع کی جان - برائے کی کان - ایک - صاحبہ اپنی ملازمہ

کو گھر تک رہی تھیں -

کہ تے شگ چچ کر گئی فرنگ اڑے

مشق - بالحق میں یوں بلافت کے شہر سے جھوڑے ہیں -

”ارے نادان نیران عشق میں پاشک ہوا حال - کیوں میں ہی

بھر کی باہن چھانٹتا ہے - شکار ہونے کی قیمت ہے کیا -

مشق - رملٹ پر نالی کے دیو بھروسہ کی جو شرح کی گئی ہے در پلٹن ہوئے

میں اپنی نظیر آپ ہے - شاعر کا منظر سبزین ہے - شعر و ادب

کے دیوانوں کے لیے ایسے دلکش و رنگین مرقع کا دلدادہ ایک روپینہ

رسید کتب

(۱) حقیقت سچا - از سید احمد صاحب - اردو نثر کی تاریخ پیش نظر

از مولانا شاہ خرم صاحب گیلانی - ۱۳۴۱ء - قیمت ۵ روپے - لاہور

مرد و پور - انکی پور (منسلق پٹنہ)

محاسن سجاد میں جو مقالہ شائبہ سجاد میں تھا - سکا جو - ۱۳۴۱ء - پیش نظر

پڑھنے کے قابل -

(۲) اردو کا تذکرہ کجی قاصدہ - از محمد اشرف صاحب - دو گارہ روپے - قنابٹ

عثمان آباد (دکن) - ۸۰ صفحے - سچ تصاویر قیمت اور پتہ درج نہیں -

نایاب مصنف کے پاس سے مل جائے -

طلبہ اور درسیں کے کام کی چیز -

(۳) اکھا ول - از عظیم حسین صاحب - تفسیر آباد - منسلق شرقی غامض

۲۱ صفحے - ۱۳۴۱ء - ۱۲۰ روپے - ۱۳۰

سلاطین صفت کے دراز سلیم ایک دیا انسان کی حمایت میں ایک طویل

اور ایک مختصر نظم -

(۴) خطبہ صدارت - مولانا عبدالکامد صاحب - ناری ہلاوتی - پاکستان

کا نفرش لے کر منسلق کی حدیث - ۱۳۴۱ء - ۱۲۰ روپے - ۱۳۰

سے ہداوت کے پتہ پوچل جائے -

مسائل حاضرہ اور سیاسیات کے امنی قریب پر پاکستانی لفظ نظر تھو

(۵) تحفہ احسان - از مولانا رکن الدین دانا نوری - ۱۳۴۱ء - قیمت

درج نہیں - چہ - سخن ترقی آمدور - کشن گئی - منسلق پوزیہ (سویہ بار)

غزل کشن گئی کی تاریخ اور ایک سلیب کے شاعرہ کی غزلیں -

”ارسی ہوئی اسوئی نہیں ملتی تو گوئی مارا کیوں پر کھاتی ہے“ - ۱۳۴۱ء - ۱۲۰

ایک عاشق صاحب یوں دادِ فصاحت دے رہے ہیں -

”اے شگ دل تیری سنگدلی پر پتھر پڑیں - ہم تو جسے ہرگز نہیں

ب لعل و زور زنداں کو یاد کر کے کوہ - دیا یا ان بھروسے سے سر

پہوڑ میں - اور تو غیروں کے سنگت چھوڑے اڑائے سے

راستہ آہوں کے شرار سے سر پہ اٹھائے

(تفصیلات میں پتہ دینے کے لیے) صاحبہ اپنی ملازمہ کو گھر تک رہی تھیں -

卷一

و معیت من اللہ و اللہ
 یونہی کہے

یہ تا کہیدی حکم اللہ کی طرف سے ہے (کون اشتباہ)
 روئے اللہ جو عالم زوال : اور پھر اربابوہیہ

میں، کچھ کے گیتے ہیں، کچھ ہاتھوں میں لکھائے کے پڑاویوں کی لکھی ہوئی آداب
 العرس ہیں، ان میں ہاتھوں میں بیٹے ہوئے وہ عدالتوں میں آجیلے ہیں اور
 شرم سے جھک کر نہیں کھڑے تو کراہتوں سے کہتے ہیں کہ جاہلانہ افغانی رواج
 تو ترک کر دینا کہ جس کا نہیں، گو یا ہم مردم شہر کی کہتے ہیں تو سلمان
 لیکن جاہلانہ رواج اور ہند کا قانون جاہلیت!

تحریر جماعت اسلامی

مدنی دین میں اس پر مشتمل ہر کچھ
 لکھا گیا تھا، اس کے بعد سے اس سلسلہ پر خطوط کا گویا تاتار بندہ عوامی خطوط
 مخالفین کے بھی اور موافقین کے بھی اور بعض غالی مخالفین کے بعض مثالی
 مستندین کے۔۔۔ مخالفت یا اعتقاد میں غلو بھی سب سے زیادہ خطرناک
 چیز ہے کہ اس صورت میں بحث نفس مسائل سے نہیں رہ جاتی بلکہ دانتکی یا
 بیزاری صاحب تحریر کی ذات سے تعلق ہو جاتی ہے۔۔۔

ذیل میں صرف چند خط نام کے مختصر اقتباسات نوٹ کے طور پر پیش کیے
 جاتے ہیں۔ ایک شہر قاضی اور زاہد خاں مینے لکھتے ہیں:-
 "مدنی کے یہ فتوے اہل غم اور صاحبہ اہل بزرگ کو نہ آتے
 ہیں، بلکہ مراد اس کے شائع کیا ہے۔ یہ خیالات تو اس
 تحریر کے متعلق ان سے جتن لے سکتے ہیں۔"

ایک اور صاحب علم، جن سے لکھتے ہیں:-

"چاہتا ہوں کہ اولاد مولود دی اور نیز فرقہ اہل قرآن (منازین نشا)
 کے متعلق مسئلہ متعین صدق میں شروع کروں۔ ان دونوں
 سے میرے نزدیک نام و نام ان پر سخت برا اثر پڑیں رہا ہے۔
 حکومت الہیہ کے تخیل کے کس مسلم کو مجال انکا ہے مگر اس کا
 طریق عمل حسب تعلیم قرآن و رسوہ نبوی کی اختیار کیا جاسکتا ہے
 نہ کہ حسب مذاہب انکار مولانا مولود دی جو ہرگز نتیجہ تدریسی القرآن
 نہیں لکھتے تدریسی ایسا سیاست اسما ضرر اور ثمرہ تفکر تشریفات
 اور دیا ہے انہیں پر لکھتے ان کو قرآن کو زبردستی مطبق کیا جاتا ہے"
 ایک غالی مخالفت، رقم طراز ہیں:-

"صدق کا اس سال میں دوسری بار میری سمجھ میں نہیں آتا، شاید
 یہ ایسا ہی ہو جیسے جمال مرحوم نے لکھا، وہ نہ مانگا نہ کے
 ایک طبقہ میں فرقہ نادانانہ کے تخیل کو دیا تھا کہ یہی گروہ سب
 سے زیادہ خادم اشاعت اسلام ہے۔ اور پھر اپنی آخر عمر میں ہی
 فرقہ کے استیصال کی فرمائش کا شعل میں لگے رہے جس میں پوری
 طرح کا سیلاب زدہ کے۔"

مدنی کے ایک پڑے کو فرما، عینہ شمس کے لکھتے ہیں:-
 "آپ کے، اللہ کے عطا صاحب علم اور صاحب قلم
 کیسے بزرگ ہیں کہ ایک سلطان کی شان میں بارہوی الفاظ استعمال
 فرماتے ہیں۔ اور ثوب ہے کہ آپ سے سجدہ و طبع بزرگ نے یہ
 کیسے کہا کہ باکمال میں دین کی خدمت کا جذبہ رکھنے والے
 ایک انسان کے خلاف ایسے کم اب الفاظ شائع کر دیے۔"

مفسرین کی ایک دستوں نے کہ ایک ایک جھلکے اور کچھ اور
 نہ فتنہ سے بڑھ چکے کوئی آئینہ دل افغان درگاہ ہے اور نہ لکھ
 - جینا دل داسی وہاں کی عدم وجودگی میں صرف مفسر کسی کا
 کام دے سکتی ہیں۔"

اس طرح کے مستند خطوط، صدق اور سچ کی نایابی میں کوئی دوسری بات نہیں
 جب کہ کوئی تحریر چل پڑتی ہے اور اس پر انما خیال کیا جاتا ہے تو ایسی
 طرح کی درخشاں سرشت سے دوچار ہونا ہی پڑتا ہے شہر میں شریعتی سوجی
 جہاں سے دیکھتے، وہی تحریر خاک کا ایک ٹکڑا معلوم کئے اپنے اسی قلم
 میں پیکار بن بن گئے۔ خیر و دعا صرف اتنی ہے کہ سرسبز پر اور ہر محل میں
 توین کو حق کی اور عدل، توین کی نصیب ہے اور مخلوق کی رضا کے سوا
 خلق کی، شاکار اس امر سے کسی حال میں نہ چھوٹے پائے!

یہ شہر، میں کہ ہو چکا تھا کہ ایک شخص نام دین کا، جو تحریر میں
 تحریر کیا، حکم ہو چکا کہ وہ خود شریعت اس پر مضمون پر مضمون لکھنے دے
 اور اس وقت تک صدق میں انکار خیال نہیں ہے۔۔۔ بہت سے اگر وہ
 افتخار بہت طویل نہ ہوئی، تو اس اثر کی تعمیل جہاں تک صدق کے بعد
 دور سے کا تعلق ہے، کی جائیگی۔ مسئلہ اس بات میں بعض حواسے رکھو مریوں
 کو تاراج کرنے کے لیے بھی، مدت کے آئے ہوئے پڑے ہیں، بلکہ بعض کی
 وکالت بہت کم ہو چکی ہے۔

تکبر اعظم

"کم و بیش چار طویل مدیاں گزر چکی ہیں لیکن زیادہ کا
 ہر جماعت ایسی کم و بیش کی تاریخ میں
 تاریخ میں اکبر اعظم کے نام کی عظمت کو نہ دیکھ لائیں کہ سکا ہے یہی
 اس نام کی عظمت کا سب سے بڑا ثبوت ہے۔" (پیام)

بہت خوب صحت خوب! "تکبر اعظم" کی عظمت کا نفاذ یہ بیان ہے سچے آخر
 دولت اکبر اعظم کی بھی عظمت کا دھندلہ پڑنے کا آغاز ہی کیا اور نہ یوں
 آتما شریعت اسلامی سے اسی غضب و عداوت نشا کر اسلام کے ساتھ ہی
 شہر، استحقاق وہی کفر و ازہی وہی ارتداد اسامی! پھر آخر ایک قدم دوسرے
 سے پیچھے کیوں رہتے پائے! اور کیوں نہ بن سجدہ کے ان دونوں اقواموں
 کی تادیب کا فرض ابراہم ادا کیا جائے!

"مسلمان صرف اس بات سے خوش ہوتے ہیں کہ اورنگ زیب
 کو محض ایک اسلامی حکام کی حیثیت سے پیش کیا جائے، اور جو
 اور ایسی اس فتنہ سے غیر مسلم اقوام کے ساتھ ہوتی اسکا ذکر
 میں در بیان میں نہ لکھتے۔" (پیام)

ذرا دیکھئے مسلمانوں کی، تو فی عظمت کا کیا، اب تک سچے فتنہ ہاں
 و دور ایسی کے اسلامی جہاد اور اسلامی مجاہدات کو جانتے پہلے جادہ تھا
 "ہندو صرف اس بات پر نر کر سنگ پتہ کہ سدا ہی ایک غالی شہر
 ہر دھماکا اور "تکبر اعظم" کی حیثیت کا سوا اور اسلام
 دشمنی ہے۔"

اس جہاد و انتقام میں سدا ہی کے ان تمام حوادث کی کچھ تھوڑی سی بھی شریعت کا لکھا
 روحانی جو اس میں ملوث اسلام دشمنی کے جو دھماکے ہیں سدا ہی مضمون تک بظاہر

اور کجی قد وانی پر شیعہ آباد ہوا ہے

اولاد کی قدر

حدیث ۲۶۰ رکت پر۔ جنگ کے کارخانوں میں جو صاحب اولاد و عورتیں کام میں لگ گئی ہیں ان کے بچوں کی پرورش اور پلوہ حال کا کام انھیں ملاؤں کی دہری شادی شدہ اور بچوں والی عورتوں کے سپرد کر دیا گیا ہے۔ دیوندر

آج معلوم ہوا کہ یو ایس اور ایس بی ہر سال کسی وقت کام آری جاتی ہیں۔ ہر سال ایک تو یہ نظر آتا ہے کہ صاحب کے دس میں کسی عورت کا بیٹا ہو جاتا ہے اور دس کے بڑھ کر صاحب اولاد ہوتا ہے اس کے حق میں ایک سنت اور بخشی ہے اور تو شرعی ہی محنت انھیں مساجد دیوں کے لئے ہے جو کچھ دار و لاد و دونوں کی بندشوں سے آزاد اور سارا دنیا جوتی۔ قیوں بنایا ہے گزارتی ہیں۔

پروردگار کی عظمت

انگلیز اس پر جب فتنائی بیاری شروع ہوئی تو حکومت کی طرف سے لوگوں کو یہ ہدایت کر دی گئی کہ وہ خطرہ کا الارم سننے ہی پناہ لگا ہوں میں چلے جائیں اور جب خطرہ دور ہوئے گا الارم بجے تو باہر نکل کر اپنا کاروبار شروع کریں لوگوں نے اس پر عمل کرنا شروع کیا۔ مگر حکام کو یہ یوم کر کے سخت تعجب ہوا کہ خطرہ ٹل جلد ہی بعض لوگ پناہ لگا ہوں سے باہر نہیں نکلتے۔ جب تحقیقات کی گئی تو معلوم ہوا کہ بعض وہ جان لوگ کے اور ان کی فتنائی بیاری کے فائدہ اٹھا کر اپنی آرزوؤں اور تمناؤں کی تسلیل کا سامان فراہم کرتے ہیں شاید یہ سمجھتے ہوں گے کہ مسیبت و ناہمت کے اس زمانہ میں کسی کی زندگی کا اعتبار ہے۔ کیوں نہ فرست دے تو قوت فائدہ اٹھایا جائے۔ (امیکل خبری الملائک)

سعدی نے غلامی کی انتہائی سخی کی تصویر ان الفاظ میں کچھ بھیجی تھی کہ! اس فراہم کر دے دشمن وہ زمانہ ہوتا تھا۔ اب زمانہ ترقی پر ہے کہ اس انتہائی تشویش و اضطراب کے وقت میں بھی پرائی عادتیں نہیں چھوڑیں!

خوشخبری

ملکہ قندران صدقہ میں یہ الملائک ہتوں کے لیے ورتی و خوش کن ہوئی کہ ہمارے پاس "سج" کی مسئلہ ۱۹ اور ۱۹ کی پینڈا جلیس ہر من فرقت آگئی ہیں۔ "سج" صدقہ کا نقشہ ابلی جناب مرید صدقہ کی اور اس میں مسئلہ سے مسئلہ ایک سو سی سوئی آب آب آب کے ساتھ ہوا ہے

بیار عالم سنش دن دجان تازہ ہوا۔ بزرگ اصحاب ہوش ماہو آب اسنی را نوٹ پہلی جلیس ہر چوں کی کہ ہے اور دہری ہی عورت ایک پرچہ کی

سورة البقرة رکوع ۸ و ۷

(بہ سلسلہ صدقہ ۷۷۷: تا قبل)

(از عبد الماعید)

۵۹ - فیدل الذین ظلموا قولاً غیر الہی قبل ہم فاذلنا علی الذین ظلموا وجرؤا من اسما بنا کا تو یضیقون۔

مگر بدل ڈالا ان کی زیادتی کرنے والوں نے ایک اور کلمہ غلات اس کا یہ کہ جو بیٹا آ گیا تھا انھیں۔ سو نازل کی ہے ان (ان) زیادتی کرنے والوں پر ایک بلا آسمان کے اس سبب سے کہ وہ "فرمانی کرتے رہتے تھے"

یعنی وہ الفاظ اہل حقین کے لئے تھے انھیں چھوڑ دیا تھا کہ انھیں اس سے کہ زبان پر لے لے گئے یہ کلمے گاتے اس میں روایات مختلف ہیں، مگر ہم سب کا یہی ہے کہ یہاں سے وہ روایت کے اب وہ کام شروع ہوا ہے لے رہے تھے۔

وہی الایہ انهم صنعوا سکینا اعدوا بن التوبہ والامستقرار قولاً مناراً مشعراً استمر انهم با امر وہ عدم بالاقا باوامر اللہ (خ)

۳۸ رجاء عام ہے ہر مذہب کے لیے خواہ وہ کی صورت میں ہو۔ العذاب (لسان) و جو العذاب (کبر)

من السماء سے مراد یہ نہیں کہ وہ موت و بارش وغیرہ کی طرف آسمان سے نازل ہوتے دکھائی دیا۔ بلکہ یہ کہ انہیں نایاب کرنے کے لیے ہے کہ وہ مذہب آسمانی ہانک کی طرف سے نازل ہوا تھا۔ ارضی سبب سے خود بخود پیدا نہیں ہو گیا تھا۔ مگر منہا لاوا فیہ انی

تاریخ بنی اسرائیل میں آتا ہے کہ وہ لاجون میں بار بار مبتلا ہوئے۔ اور بائبل میں اسکا ذکر متعدد مقامات پر ہے۔ آیت تا قبل میں (الفرقہ البینی) سے مراد تسلیم ہی لی جائے جو شہرہ ملائکہ ابواب کا تھا اس کا ذکر بائبل میں مفصل موجود ہے۔

"سو اسرائیل تسلیم بن سقیم ہوئے اور ان لوگوں نے تو آپوں کی بیٹیوں سے حرام کاری شروع کی۔ انھوں نے اپنے "یوڈا کی قربانیوں کی لوگوں کی دعوت کی۔ لوگوں نے کہا اور ان کے پیروں کو سجدہ کیا۔ اور اسرائیل بیل فخر سے لے تب خداوند کا قربانی اسرائیل پر کرکا" (کنفی - ۹: ۲۵)

۱۰: جو اس زبان میں ہے "چونکہ نہیں ہزار تھے" (کنفی - ۱۹: ۲۵)

جب ہمیں کہ آیت میں اشارہ اسی زبانیا طاعون کی جانب ہوا۔ اور یہ طاعون کے سنی طیسے اس میں نقل ہوئے ہیں۔ قال ابن زید ابی اللہ طیسے طاعون دیکر حال دیکر طاعون کیرا کالی و تب طاعون زدہ۔ والہادہ

طاعون (بیماری)

۱۱: یاس یہ صاف کر دیا کہ طاعون کا اصل سبب جتنی یا جتنی نہ تھا۔ مافی یا اخلاقی پر ہیزیاں اور انفرانیاں تھیں۔ تو انہیں کونین کی غلات و زون

۶۰۔ اذانِ ستی موسیٰ لغو نہ
 نقل از ابن عمر۔ مصباح الحکیم
 نا مغفرت نہ اثنا عشرۃ
 عینا۔ قد علم کل زمانہ بنویم
 سکوا و اشربوا من رزق اللہ
 ول تشاؤا فی الارض مہینا۔
 اور در یاد گوید وہ وقت جب اپنی کی دعا
 اگلی موسیٰ نے اپنے قوم کے لیے سوہنے
 کہا (اے موسیٰ) اے اپنا عصا (ظنر) بنا پتھر
 پر۔ پس بھوٹ نکلے اُس میں سے اربابِ حق
 معلوم کر لیا ہر گروہ نے اپنا کھانا۔ کھانڈ
 اور پو اللہ کے (بیلے ہوئے) دُوزخ میں سے
 اور ست پھر دُوزخ پر فساد دین میں کر۔

اصل باعث شرانہ ہوسوی کی غلات روزی معقول۔۔۔ شریعت کی بارائے محاکمہ
نامہ می اور امر ارض کے روزیان کے ان غرضی تعلقات تک: آسانی پہ پہنچ جاتی
ہے جو دنیا کے بڑے بڑے اطباء اور حکماء کی نظر سے مخفی رہ جاتے ہیں۔
غلات روزی نے یہ نچ کہا ہے

۱) یاد از بے مشغولت

۱۲۰۰ میرزا و پادشاهان

۱۳۰۰ جب پوری قوم اسرائیل نے حضرت موسیٰ کی ہرگز نایاب اپنے وطن
افاق سے مبعوث کر کے اپنے وطن آبائی شام فلسطین کی طرف ایک
بیک چٹیکے روانہ ہوئی ہے تو راست کے اندھیرے میں راہ ہٹا کر کوسوں
مٹاں کی جانب سے غلطی سے فلسطین پہنچ جاتے تھے جنوب و
مشرق کی طرف پڑی۔ اگر تمام کی ایک تہک شاخ کو احادیث سے
جھوٹ کر کے جزیرہ نمک سینا میں پہنچی اور برسوں اسی حق و وقت بیا بان نہ
کوستان میں بسر کرتی رہی۔ اپنے خیمہ و خرچہ کے ساتھ کوچ و کوچ ایک
مقام سے دوسرے مقام کو منتقل ہوتی رہتی تھی کہ یہ ایک ایک ایسی
جگہ پہنچے جہاں پانی نایاب تھا اور ساتھ کا ذخیرہ ختم ہو چکا تھا۔ قوم
اپنے پیغمبر حضرت موسیٰ کے سر ہو گئی کہ ہم پیاسوں مر رہے ہیں جہاں سے
بن پڑے پانی دلو اپنے۔ قریت میں ہے :-

”تب سارے بنی اسرائیل کی جماعت نے اپنے سفروں میں خدا کے فرمان کے مطابق تین کے بیابان سے کوچ کیا۔ اور قیدیم میں ڈیرا کیا۔ وہاں لوگوں کے پینے کو پانی نہ تھا۔ سو لوگ سوئی سے جھگڑنے لگے اور کہا ہم کو پانی دے کر پویں..... موسیٰ نے خداوند سے فریاد کر کے کہا کہ میں ان لوگوں سے کیا کر دوں؟ وہ سب تو ابھی مجھے شکار رکھنے کو تیار ہیں۔“

(خروج - ۱۱۴ - ۴)

اور قدیم یودی مورخ جوزفوس کی تاریخ آثار سے دیکھتے ہیں :-

”وہ مقام رفیدیم میں پہنچے، جہاں پیاس کی شدت سے بنیاب ہو رہے تھے۔ پیاس کی سرزمین پر اپنی کا ایک قطرہ نہ پایا۔ اس پر یہ لوگ غصہ میں ابھر کر پھر سوئی پر ٹوٹ پڑے۔۔۔۔۔ لیکن وہ خدا کے آگے دعا میں زاری کے ساتھ مشغول ہو گئے کہ اے رب!

فصل ۱۶

فصل ۱۲

لیکن موریت ہی میں ایک دوسری گچہ مقام کا نام سب سے وسیعہم کے عاویں
(تقدیس) عاویں ہے :-

(تقدیریں) : بار بار غامی :-

”بعد اسکے بنی اسرائیل کی ساری جماعت پھر دستِ حسین کو آنی لگا۔
 تادم میں مہلت ملی۔۔۔ وہاں جماعت کے لیے اُن نے تھا۔ سود و بیع پر
 موقوف اور ۱۰۰۰۰۰۰۰۰ کے برصغیر پر سارا۔ ان لوگوں نے کوئی سے جنگ
 کیا اور کہا۔۔۔ جہاں تو پہنچے کہ پانی ہی نہیں۔ نب موسیٰ اور ہارون
 جماعت کے سامنے جماعت کے خیمہ کے دروازہ پر گئے اور
 منہ کے بل گرے۔“ (گنج ۱۰۰: ۱۶)

منزلے میں کرے : (کنفیو-۲۰۰:۱-۶)

اس بنا پر علماء و قویٰ میں سخت اختلاف پڑ گیا ہے، مگر وہ مقام جہاں یہ دو فرقہ پیش آیا، کو بسنا تھا۔ لیکن ہر حال وہ مقام وہ بریایہ ہو یا دوزخ، اس میں وہ دو فرقہ یہ صورت پیش آئی ہو، نفس اس داند کا وقوع کا وسیع اس میں کے ساتھ ہو گیا ہے۔

۱۲۷۷ (تاکہ اس چٹان سے پانی کا چشمہ جاری ہو جائے)۔ چنانچہ چشمہ ہر نفس کے مشاہدہ میں آچکے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب یافقہ کیلئے دھاک دی تو انھیں ہدایت ہوئی کہ غلام چٹان تک پہنچے، چنانچہ وہ اس چٹان پر اترے۔

وصلاً و آرزو، پانی وافر بننے لگیگا۔

تورینٹ کے بیان سے معلوم ہوا ہے کہ: افندہ کی وجہ سے عرب باختر پہنچے۔

خدا! ہنسے ہو سلی کو فرمایا کہ لوگوں کے ہنسے جیادہ بنی اسرائیل کے
بزرگوں کو اپنے ساتھ لے اور اپنا عصا جو تو نے دیا ہے وہاں پہنچانے
! تو میں لے اور جا۔ یہ کہہ کر میں وہاں تڑپ کے چٹان پر بیٹھ گئے
کہڑا ہونے لگا۔ تو اس چٹان کو اربو۔ اس سے اپنی تخلیق ناک
لوگ پھریں۔ چنانچہ موسیٰ نے بنی اسرائیل کے بزرگوں کے ساتھ
یہی کیا۔ (خروج ۱۷: ۵، ۶)

”تب موسیٰ نے اپنا قدم اٹھا دیا اور اس چٹان کو دو برابر چٹائی
کے برابر تو ہر بعد اپنی کھلا اور جماعت نے اس کے پیارے یوں
اپنی کیا“ (کنہن ۲۰: ۹-۱۱)

سے مراد کوئی خاص چٹان ہے جو حضرت موسیٰ کے علم میں تھی۔ واللہ اعلم
 معلوم (کبیر) اللام نبی اللہ۔ (بیادوس) کان حجراً متیناً دلیل انہ غرہ
 ت واللام (سالم)

نرب بعد اگ الحج کے مانت سیدھے اور گیلہ ہوئے مئی چھوڑ کر بیت
یہ کہنا کہ "اے سنی اپنی جاہت کے ساتھ چار ٹیپے چلے جاؤ" سنت علی
فقات ایضاً پڑ اپنے فہم تسلیم پر، سب پنڈتوں کو کہے۔ "نرب کے مئی علی
فلنے کے جب ہی آسکتے ہیں جب فعل نرب کا مل "نی" کے ساتھ ہو،
منرب فی الارض اور یہ بیاں موجود نہیں۔ پھر چار ٹیپوں سے
رواں ہوتے رہنا، تجربہ شاہد کے، فعل کے علم کے کہ نکلا منرب؟
یعنی اس چار ٹیپے سے بارود دھاڑے بارود آٹیاں الگ ایک مادی
یہ تعداد بارود ٹیپوں یا بارڈ کرٹروں کے میں مطابق ہے۔

بعض نادان سیکھوں نے اس نقد اذہب و اعتراض کر دیا کہ یہ تو بائبل میں وجود
 قرآن کے کہاں سے گڑھا کر رکھ دیا ہے۔ قدرت نے اسکا جواب بھی خود
 ہی دیا کہ زبان سے دلوادیا جا رہا سیل اگر بیانی میں قرآن کا توہم توہین
 ہے اپنے ماشہ میں لکھ رہا ہے:-

ایک سچی ریاض جو دامنِ آج ہے، نغمہ کے بیان کہ کہہ کو پڑا
 ہے اپنی اس حالت نے ممکن تھا :

اخلاص

۱۰: مولانا امین احسان صاحب اصلاحی

غلو، غلو، اور غلو، وغیرہ الفاظ ہماری زبان بہت چڑھے ہوئے ہیں، ہم جب کسی شخص کے کاموں سے خوش ہوتے ہیں اور اس کی تعریف کرتے ہیں تو ان لفظوں میں سے کوئی نہ کوئی لفظ ضرور اس کی تعریف میں لگتا ہے۔ مثلاً تو یہ اشغال کچھ سیلے جا لکھ سرتانہ کسم کا سلام ہوتا ہے، لیکن بعض اوقات صحیح بھی معلوم ہوتا ہے، شاید لوگ ایک جہا میں کام کرتے ہیں اس لیے ہر طرح کی تحمیل و اشت کرتے ہیں جیسا کہ جاتے ہیں پولیس کے ڈپٹی کے کہتے ہیں انجیل لاک دیا نہ اوس کے حشرات برداشت کرتے ہیں اور بظاہر اس کہہ سہ سے میں اپنی ذات یا اپنے متعلقین کی کوئی منفعت شخص سے نہیں کہتے۔ ایک اسکول یا خانہ کھولنے میں اس کے لیے دو بویک لگتے ہیں، سب ترقی دیتے ہیں اور مرتے ہیں تو کھن ایک کے لیے پیسے جوڑنے نہیں جاتے۔ یا کتابیں لکھتے ہیں اور اس سے کوئی اجراء مقصد پیش نہیں کر سکتے۔ ایسے لوگ اس بات کے مستحق ہیں کہ اگر ملنے کاموں میں شہرت طلبی اور خواہش نام نہ نہ کی کوئی عملی ہونی غلاصت موجود نہ ہو تو ان کو غلو کہنا چاہئے۔

لیکن ایک بڑی مشکل یہ ہے کہ اگر ایک شخص کو غلو کہنے والے تو لوگ غلام اور عبادت میں کچھ ایسا منطقی لازم سمجھتے ہیں کہ پھر آپ سے اس کے انہال کی نعمت و ارمات تسلیم کرنے کا بھی مطالبہ کر رہے۔ یہ مطالبہ ذرا میٹھا معلوم ہوتا ہے۔ پہلی بات تو سمجھ کر کہے ان پیسے تو دل پر کچھ ایسی گواہیں گزرتی، مگر پھر کے بعد اس انٹ کو غلو کہنا طبیعتوں پر شاق ہوتا ہے جو غلاموں کے معنی مطلب سے بھر نہیں آتے۔ حالانکہ یہ بہت کھلی ہوئی بات ہے کہ کسی شخص کا غلام اس کے عمل کی صحت کو مستازم نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ایک شخص اپنے اداہ میں نہایت مخلص ہو، مگر اس کا عمل بالکل غلط ہو۔ ماں کی انتہا کشتی پر مشتبہ چیز ہے، بیٹے کے لیے وہ جو کچھ کرتی ہے بیٹے کے لیے وہ جو کچھ کرتی ہے سچے مادی جوش کے سوا اور کیا چیز اس کی محروم ہوتی ہے، لیکن کیجیے یہ غلام میں کتنے بچوں کی جانیں روز برباد ہوا ہے۔ معلوم ہوا کہ مجرور غلام کافی نہیں ہے، بلکہ اسکے ساتھ علم بھی کب ضروری شرط ہے۔ آپ طیب نہیں ہیں مگر مریضوں کا علاج ضرور کر دیں، مذہب سے واقف نہیں ہیں مگر فیسے فیس کی منہ بھجا دیں، عربی کی الف بے بھی نہیں جانتے اور قرآن کی تفسیر لکھ ڈالیں، بخیر نہیں ہیں گرل بنو اسے کی ذمہ داری، انھیں ڈراؤ جو نہیں ہیں مگر بوڑھا لانے لگ جائیں تو چاہے کتنے ہی غلاموں کے ساتھ ان کاموں کو انجام دیں مگر آپ کا عمل صحیح نہیں ہو سکتا اور اگر صحیح ہوگا تو یہ ایک اتفاقی بات ہوگی اور یہ اتفاقی صحت آپ کو ایک خطرناک اقدام کی ذمہ داری سے بڑی نہیں کرتی۔ آپ اس بات کے مستحق ہونگے کہ آپ کو اور جن دماغی کے کسی شغافانہ میں بھیجا جائے۔

یہ بات غلاموں اور غلاموں کے اس مفہوم کو سمجھ ان گویا کہ ہے جو عرف عام میں مشہور ہو گیا ہے، لیکن ہم پوری ذمہ داری کے ساتھ دیکھتے ہیں کہ غلام کا یہ مفہوم غیر قرآنی ہے، قرآن میں یہ لفظ کسی کام کی عزت اللہ کے لیے انجام دیا جائے، اور غلام کا کام ہے، اور جو شخص غلام اللہ کے لیے کسی کام کو کوئے وہ غلام ہے۔ اس لفظ کی اصلی روح تو حید ہے۔ چنانچہ سورہ غلاموں پر تو حید کی سورہ ہے اسی وجہ سے سورہ غلاموں کے نام سے موسوم ہے۔ تمام آیتیں نفس کو سنے میں طواستہ ہوئی، ہم صرف چند آیتیں محض بطور مثال پیش کرتے ہیں۔

سورہ نسا میں ہے، اَخْلَصُوا دِيَارَهُمْ لِلَّهِ تَعَالٰی ابْنِ الْاَمَانِ اللہ کے لیے غلام رکھیں، غلام اللہ مخلصین لہ الدین۔ پس اللہ میں کی عبادت کرو اس کے لیے اپنی عبادت کو غلاموں کرتے ہو۔ یہ سخن لہ مخلصوں، اور ہمارے الالائ اللہ کے لیے غلام ہے، وغیرہ۔ پس غلام کا کام وہ ہے جو اللہ و اللہ کے لیے کیا جائے، اس میں کوئی اور شائبہ نہ پایا جائے۔ اور مخلص و شخص جسے اعمال و افعال کی محک صرف خدا کی خوشنودی ہو، وہ بچوں کے منہ میں لفظ ڈالنے سے لیکر قوموں کی سیاست و قیادت تک جو کچھ کرنا ہو، مجرور منہ سے ہونی کے واسطے کرنا ہو اس میں کوئی دغدغہ اور وسوسہ شامل نہ ہو، عبادت میں حقیقت نہایت دلآویز لفظوں میں سمیر ہوئی ہے اور شاہد صاحب نے شرح نوٹ کیا ہے بعض احادیث کے ذیل میں اور امین ختم نے اپنی بعض تالیفات میں اسے ایسی باتیں فرمائی ہیں کہ ان سے روح کو آزادی اور ایمان کو غذا نصیب ہوتی ہے۔ مگر ان لغات کی تفصیل کے لیے اس مختصر اور سادہ تحریر میں کوتاہی نہیں ہے۔

ہر حال قرآن میں اس لفظ کی جو حقیقت ہے اس سے معلوم ہوا کہ کسی خدمت کا مخلصانہ اور کسی شخص کو مخلص سمجھنے کے لیے تنہا یہ بات کافی نہیں ہے، کہ وہ ذاتی مفاد کی آلائش سے پاک ہے۔ بے شہرہ جو شخص ہر کام اپنے ہی پیٹ اور تن کے لیے کرتا ہے اور جسکی تمام نگ و د کا محور اس کی اپنی ہی ذات ہے اس نے جوایت کے دائرہ سے قدم باہر نہیں کھلا ہے، اور اس کے مقابل میں وہ شخص ایک دوسری حیثیت رکھتا ہے جو ذات کی تنگدستی سے نکل کر خاندان، قوم، ملک، وطن وغیرہ کی دستوں میں بڑھ گیا ہے، لیکن قرآن کے مفہوم، غلاموں کو سامنے رکھ کر جب ہم ان دونوں میں مقابلہ کیجئے تو یہ غالبہ ذرا یوں میں ہوگا، دریا بھائی میں نہیں ہوگا۔ یعنی یہ کہیں گے کہ پہلے کے مقابلہ میں دوسرا کم ہوا ہے۔ یہ نہیں کہیں گے کہ پہلے کے مقابل میں دوسرا زیادہ اچھا ہے، کہ یہ قرآن مجید تنہا یہ نہیں مطالبہ کرتا کہ ایک آدمی اپنی ذات اور شخصیت کی پرستش سے جدیٹ جائے، اسکا مطالبہ تو یہ ہے کہ اللہ کی رضا کے سوا آدمی کے اعمال کے لیے کوئی اور محرک ہی اپنی نہ رہے اور اسی لیے یہ ہے، اسی کے لیے مرے، اور اسی کی رضا کی تلاش میں ہر لمحہ سرگرم کار رہے۔ اگر ایسا نہیں ہے تو غلام نہ تو رکھنا اس کے تمام اعمال اللہ تعالیٰ کی نظر میں اکارت ہیں۔

مکن ہے بعض لوگوں کی سمجھ میں یہ بات نہ آئے، گرنہ اصل

شیر خدا علی مرتضیٰ

۱۔ (از جانب مولانا سید محمد بادشاہ حسینی صاحب - حیدر آباد دکن)۔
 جبکہ خدا نے آخری طور پر نسل انسانی کو غلط راہوں سے ہٹا کر سراط مستقیم
 چلائے کے لیے بھیجا تھا، اُس نے سب سے بہتر فن کے لیے بہترین جواب کو
 دیا، اپنی صحبت اور رفاقت میں رکھا۔ پھر بنی آدم کو حکم دیا کہ باہم امتداد
 امتداد تم "ان میں سے جس کسی کی پیروی کرو گے سیدھی راہ پاؤ گے۔"
 فردوں میں ایک ایسا جہان اسلام نے پیدا کیا جو باتفاق محدثین و مومنین
 آغوشِ نبوت میں اپنی عمر کے اعلیٰ سال قلمی طور پر آگیا تھا۔ محمد بن
 صاحب میر نے لکھا ہے (خاتما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و سلم و سلم
 علیہ وسلم)۔ یہ دیکھ لیا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے سید علی کو
 دہرہ کو حضرت ابوطالب سے لپٹا لیا اپنے سینے سے۔

پھر کون نہیں جانتا کہ جس نے نبوت کے آغوش میں پوش پہنچا لیا
 جبہ عالم غیب سے اس خاکدانِ ثنات کو دینے والے ہوں سر فرزا
 تو اس کے طور پر کیا دہری جگہ۔ یعنی جیسے متعلق ہر مومن کا معتبر ہے کہ وہ
 ہر قسم کے مخالفت اثرات سے محفوظ اور ایمان پوجاتا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی۔ ائمہ اپنے خاندان کو اسلام
 کی دعوت دینے کے لیے کہا ہے پر حج فرمایا اور اُس وقت دریافت فرمایا
 کہ میرا ساتھ کون دیتا ہے؟

ایک نو عمر بچہ (علی) نے جواب دیا: "گو میرے پاؤں کمر و زینت
 میں ساتھ دوں گا" ابولسب اس پر ہنسا کہ میں اس ایک لڑکے کے پیچھے
 اور سہارے کام چلے گا؟ لیکن دنیا نے دیکھا کہ جسے لڑکا کچھا گیا تھا
 اُس نے تمام مخالفت قوتوں کا مقابلہ کیا اور جو وعدہ کیا تھا اُس کو پورا
 کر دکھایا۔

اس نے حضرت سہیل کی بنی ہوئی سبز چادر میں لپٹے کو اس وقت ایٹھا
 جو وقت سب کہ رہے تھے کہ موت کی اس چادر میں لپٹ کر سولے والا
 شاید کہیں نہیں اٹھے گا۔ حالانکہ جو سب یا تھا وہی جاگتا اور اب تک اُس کا
 نصیب جاگتا رہے گا۔ جو کفار کے حملہ کے ارادہ سے جاگ رہے تھے وہی
 سو گئے اور امرادی کی نیند موت اُن ہی کے لیے تھی۔

دیکھو! دنیا میں نبوت کی شاعروں کو نازک گھڑیوں میں کون پہنچا رہا
 سو کہ برسے۔ اور کفار حملہ آور ہیں، اور رسول اللہ سر سبز دین کا اگر
 آج اس جھوٹی سی جماعت کو نصرت نہ دیکھیں تو اسے خدا زمین پر پھرتی
 پریشانی ہوگی۔ مسلمانوں کے متعلق قرآن خبر دے رہا ہے کہ وہ گمان
 کر رہے تھے کہ ہم موت کی حرث کھینچے جا رہے ہیں۔

فرشتے کے سوراؤں نے اپنے پر چمک لایا کہ غزوہ کے لوہے پکارا
 (یا محمد، خراج اناس الکھائن) دسے محمدؐ آج ہمارے ہم آپ لوگوں کو بھیجے۔
 لوگوں نے ان کے (سورہ انیس سالہ) کو جان لیا تھا، جس کے متعلق ابولسب نے
 کہا تھا کہ کیا اسی لڑکے کی مدد عام آئیگی؟ لیکن خدا کا فضل دیکھو۔

لڑکے کی مدد سے حضرت ابوبکرؓ بڑا لڑکا بنے اور پھر پھر...

پس یہ کہ کون کون کے اعمال کے لیے اگر صفات و ذات کے سوا کوئی اور محرک
 تسلیم کر لیا جائے تو نہ صرف یہ کہ اسکی تمام روحانی عظمت کا خاتمہ ہو جائیگا۔
 بلکہ انسان زمین میں خدا کا خلیفہ ہونے کے سبب شیطان کا ایک بٹ بن جائیگا۔
 جن کو گورنے خدا کو چھوڑ دے۔ ان کے سامنے انکی ذات سے لیکر قوم و ملک
 تک سب کچھ انہیں ان میں سے کسی کے ساتھ رشتہ و علا میں جو اگر انسان
 اپنے اعمال کو پاک اور صالح بنا سکتا ہے؟

مکن ہے آپ جواب دیں قوم و ملت اور دین وغیرہ صحیح ہے اس
 زمانہ کے سب سے اونچے دیوتا ہی ہیں۔ اور اگر ایک شخص اپنی قوم کا خلیفہ
 اور جو کچھ کرتا ہے وہ قوم ہی کے مفاد کے لیے کرتا ہے تو ہر اسکے تلمذ کے
 نہیں لیکن اس بات کو قبول جاتے ہیں کہ جو شخص اپنی قوم کا دوست ہے
 وہ دوسری قوم کا دشمن ہے۔ افلاطون اور ارسطو بڑے فلسفی اور عقلمند تھے
 لیکن افلاطون کی جمہوریت اور ارسطو کی سیاست میں دیکھو جیسے کہ نفسی میں
 اپنی قوم کے سوا دوسروں کے ساتھ انصاف نہ کر سکے۔

اور ان پرانے فلسفیوں کے نام گناہ کی ضرورت کیا ہے؟ ہٹلر، مینجر
 اور یوپی و امریکہ کے دوسرے ائمہ سیاست کے افلاس میں کسے مشہور
 ہو سکتا ہے؟ ان میں سے ایک ایک اپنی قوم کا جاننا دہے اور قوم و
 وطن ہی ان کے اعمال و افکار کے محرک ہیں، لیکن دیکھیں کہ ان کے افکار و فطرت
 و قومی نے آج دنیا میں کیا ہنگامہ بچا رکھا ہے اور غور کیجیے تو آپ کو معلوم
 ہوگا کہ ان میں سے بکا افلاس اپنی قوم کے لیے جتنا ہی زیادہ بڑا معاشرہ
 ہو ہے وہ دنیا کے لیے اتنا ہی بڑا عذاب ہے۔ لیکن اگر یہ وطن و قوم کے
 سوا خدا کے مخلص ہوتے تو نہ دنیا پر یہ آفت ازل ہوتی اور نہ خود انکی
 فتنیں اس عذاب میں مبتلا ہوتیں۔

خدا کا افلاس محض تقدس کے لیے ضروری نہیں بلکہ ایک عملی ضرورت
 ہے۔ اے میرے انسان جو قدم بھی اٹھنا غلط اٹھایگا۔ موت خدا ہی کے تلقین
 سے انسان کے داغ میں وہ رہتی پیدا ہوتی ہے جس سے وہ اپنا اور دنیا کا
 صحیح مفاد پہچان سکتا ہے۔ اسکے بغیر اگر وہ چلیگا تو کتنا ہی بڑا فلسفی اور ذہین
 مرزا من کیوں نہ ہو، کسی نہ کسی کھڈ میں مزدور گر جائیگا۔ اپنے لوگوں کی جانیں گریگا
 غم کے چپچپ کر جائیگا، اگر گر جائیگا ضرور۔

ہر حال دنیا کی فتنیں جسکو بھی چاہے مخلص کا لقب دیں لیکن مسلمان تو
 سزا دہی کو مخلص کہہ سکتا ہے جسکی تلاش زندگی بھر یہ رہی ہو کہ خدا کی مرضی کس
 بات میں ہے۔ مکن ہے اُس نے اپنے فیصلوں اور کاموں میں نہایت فاحش غلطیاں
 بھی کی ہوں لیکن یہ اجتہاد فی ظلمات ہوگی اس سے اسکا اجر و ثواب نہ منہ نہیں
 جائیگا۔ لیکن جن لوگوں کے پیش نظر خدا کی مرضی کا کوئی سوال ہی نہیں ہے وہ اگر
 قوی خداست کے خوش میں اپنے تئیں کوئی کرادیں تو وہ قوی سر قزویش و خلق لہذا
 اور نہ جانے آیا کیلئے جاسکے ہیں اور اپنے دین و قوم کے وہ مخلص ہیں
 چکا دے جاسکتے ہیں لیکن جس افلاس کی تعلیم قرآن مجید دے رہی ہے وہ
 افلاس اپنے ساتھ ایک مخصوص نسبت رکھتا ہے۔ اور بغیر اس نسبت کے
 کسی فعل یا شخص کے بے سکا، سہارا، تکیہ نہیں ہے۔

۵۔

پھر اور بگے چل کر دیکھ کر خدق کی بازی کس سے جیتے؟
 خبر کا درود لکھ کس نے آگیا تھا؟ بگ کی تعجب کرتے ہیں اگر حضور نے
 جناب امیر کو زائیک (تم مجھ سے جو) کو کر مخالف کیا۔
 غور کرو پیام کا جو ان کہیں غالب ہوا، اس میں ملی کی وفات کا بھی
 حصہ ہے، جو کہ میں جو وفات سے محروم کیا گیا۔ سنو، امام بخاری کی زبان
 سے سنو کہ قلاب جو تھے پھر سکو کہاں اور کس نوعیت سے حاضر یا اقام
 تانی ان ملکوں میں ہزاروں میں ہوئی کیا تم اس پر رضی نہیں؟ کہ کچھ سے
 میں یہ وہ نسبت ہے جو باہر کو دوسری سے ملی۔ اس سے انکار ہو سکتا
 ہے نہ تو کسی غیر حاضر کی کنی، ام حسان کی شک میں اس کی غمی۔
 پھر جو کہ تھوڑے سے نہیں آتا، لہجہ سے دوش اندیش پر کیا وہ
 راج کی زندگی کی، مری سے عورتیں کس کس تھا؟ کچھ بھائی مادی میں کہ
 ملی ابن ابی اباب اس کو شل سے ہے تھے ۱۰۰، انھیں پیش کیے
 لگائے ہوئے تھے، وہ کہتے جانتے تھے: "میرے پاس اب آپ پر قرآن
 ہوتا۔" نہ تو ان اور اب انہوں نے ہر وقت آپ کتنے مسرور، خوش، ازیں
 گیا، چہیتے ہو کر، شہادتیں کسی کے ساتھ قبر پر لگایا وہ خسیب میں
 اسے ساتھ کیا، نہیں ہے، جو رسالت کی گور میں بکا، رسالت کی دعا
 کا سہلہ کوئی، اس کی تعلیم و افادہ کا دائرہ اگر سب سے زیادہ وسیع
 ہو تو کیوں سیرت کی پائے۔ محققین جانتے ہیں کہ اسلام میں نقشہ شکی کا
 بڑا حصہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر مبنی ہوا ہے۔ کیونکہ نقد ابو عقیقہ کا اصل
 اس میں علم تھا، جو کہ میں حضرت سیدنا علیؑ اور حضرت عبداللہ
 ابن مسعود کے ذریعہ سے پہنچا۔

۱۱۔ امت المؤمنین کی پوری جماعت میں سے سرت حضرت عائشہؓ
 صدیقہ ہیں، یہ سلم کا حصہ تھے، یہ کہیں متغیل ہے جو دو ہزار دو سو دس
 ہجریوں کی صورت میں حدیث کی عام کتابوں میں پایا جاتا ہے۔ حالانکہ
 کہ کتاب میں ہزاروں امت المؤمنین سے جو حدیثیں مروی ہیں
 ہر شخص کی گنتی جا سکتی ہیں۔ اس کا سبب وہی ہے کہ کل سیرنا
 فلز، ہر شخص کے لیے یہی بات آسان کر دی جاتی ہے جس کے لیے
 وہ پیدا ہوا ہے۔ بلاشبہ حضور فرمودات علیؑ علیہ السلام کے
 ستر ہیں اصحاب میں سے ہر ایک کے سبز کچھ فرائض خاص تھے، دیکھو
 کس قدر خوبی کے ساتھ ہر ایک نے اپنے مفوض فرائض کو انجام دیا۔
 حضرت علیؑ کو علم سے خاص مناسبت تھی۔ لوگ لکھ میں کہل تھے
 علم عرفان، دلائل، دلائل، مکتب اور احادیث کا دار، آپ کے ہاں کہہ کر کہہ کر
 یا رب کیا یاد رکھا گیا، جو اذاعتیں اسکا فیصلہ کس حد تک تھے، اسلام کا ذوق سکوت کی
 کس حد تک سرت تھی اور وہ کس نظر پر ہو چکا، وہ انھیں کے حق میں ہر بخانی ہے
 ایک عانی و فاعل کی نہ کس طرح پہنچ سکتا ہے، مگر ان صلوات کو کون جان سکا کہ
 کہ کس لکھی جانتے کی مہارت ہے، وہ کبھی کبھی تو شے ہی سے پوری ہوتی ہے۔ محمد مصطفیٰ
 و فلانت فاروقی و عثمانی کے دائرہ کو جن مائتوں نے وسیع و تنعم کیا تھا، ان میں شیخ
 کا پیش کردہ حصہ تھا، اگر وہ نہ ہوتا تو یہ لوگ کاغذ و کون کر سکتا تھا؟ اور غیر کہلاتا
 کہ کون کوہ یا مکن تھا، جسے لوگ نہیں جانتے تھے کہ دیکھتے ہیں تو اس سے انجانو جلتے ہیں

آپ سے مباحثہ کرنے کے لیے، ہر وقت میں ہے۔ اور میں اس مباحثہ کا کیا
 فائدہ ہی نہیں دیکھتا۔ آپ جس غلام پر ہو چکے ہیں وہاں سے یہ پتہ ہے
 قلین حال نظر آپ کے میں جتنا آپ کو بھانسنے کی کوشش کرنا، اسے جتنا آپ
 دور ہونے جانتے۔ اسی لیے میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ آپ کے مقابل میں کیا کرنا
 اختیار کروں اور اپنے اور آپ کے ساتھ کو یہ تمہلی اس پر جو وہاں، اگر آپ
 وقت تک سبر کریں؟ اگر چاہے اور اگر صبر نہ کر سکتے تو مجھے خبر ہے کہ
 سچا ہے حبیب رسول زبان سے ہر وقت یہی کہتے ہیں کہ یہی ہے وہ حدیث
 اخیر۔ میں نے کتنے کتنے دیکھے۔ خاکسار میں میرے استاذ کا مقصد اس کا
 مشورہ ہوا، اور انشاء اللہ میں آپ سے ملت اکتا۔ خاکسار باوجود
 بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ السلام علی من اتبع الهدی۔ از فقیر ذلیل و
 خلی خیر، مسلم و یونورسی۔ علی گڑھ۔

۱۲۔ خط ملا، جس میں اصل مکتوب کے پورے خیانت کا راز ان سے پہلے
 سچا کر، انم کو ذہنی کا الزام دیا گیا ہے۔
 دوسری دفعہ یہ خط دیکھا بت کا سلسلہ خود کو دور، دینی کی دعوت سے شرمناک
 تھا، جس کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اس کے اندر رادل کے ذرائع کا ساتھ
 پیدا کرنے سے اسے روکنے کی سعی کی گئی۔ اور اب نیکی اس کے (خود دوری کے
 جمل و دعوت یا دمل و فریب سے اسے روکنے کی کوشش کی، ذہن و محبت
 کو اس پر ثابت کرنے کے لیے حسب ذیل معانی کو دہرایا، موزی معلوم ہوتا ہے
 (۱) دلیل سے یا جمل مراب سے ایک مدعی باطل اس میں دین کا دھول
 الکر کھڑا اور ہے حالانکہ دین کی اساسیں پنج ارکان اسلام، شہدہ محفوظ
 رہیں گے، اور آج بھی ہیں۔ جی، جی، کی اساسیں ہیں۔ اب اگر کسی عالم دین
 عالم و اسع یا مجر دین کو محدود دینی نہیں اگنی کام کرنا ہے تو سرت اس قدر
 دن اپنے اپنے دور میں دیکھے کہ اسلام کے پورے مجموعہ میں سے کس حد تک
 کامل نہیں۔ میں اسی کو صاف کر کے امت کو پیش کر دے۔ اساس ڈالنے کا
 سوال کوئی معنی نہیں رکھتا۔

(۲) ایک جاہل یا مدعی کا ذب ظلمت و سرور کے دوسرے فی الواقع کے سچا
 دین کی پوری بنیاد ذہن و دانش کے انکار پر رکھنے کے لیے آگے بڑھ رہا ہے۔
 (۳) اس جاہل یا مدعی کا ذب کو ہر اسلامی شہدہ دینے والا اپنا فرض
 و حاسد نظر آتا ہے۔

(۴) اس مدعی کا ذب یا جاہل مرکب نے ایک مناجات جماعت اس ملک
 سے رتب کیا ہے کہ اس میں جو داخل ہوا اسکا امتی بکرواغل ہو، وہ پھر اسکو
 اسلام کا میں اور ایک شکر و سلام کا غرض دینے لگے ہیں۔ میں نے اسکا سوال یہ کہ قدم اول
 ہی اس سے اسکا نادر کا شک بنیاد میں رکھا ہے۔ حالانکہ یہ مکاری اور
 غریب کے سوا کچھ نہیں۔

(۵) بارہ تو یہ حروف اس مدعی باطل پر محبت دین کو آخری طور پر ثابت
 کرنے کے لیے کھینچے۔ اب اس سے کہنا ہے کہ ایک مدعی کا ذب ہر ایک
 خدا کی حیثیت سے اپنی دکان کو آرتہ کرنے کی کوشش کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منتخب منتخبوں
 بہ تمام شیخ نوکت معین نے حسن برٹنگ پولس میں بیٹے کو اس کے دفتر
 اخبار صدق، رشد آباد، پولس۔ گو گنج گھنٹے شام کیا۔

۱۰۰

وَالَّذِي جَاءَ بِالسَّعَةِ وَقَدَّحَتْ بِهَا رُوحُكَ فَفَعَلْنَا بِهِ تَبَاطُؤًا
 اچھڑو۔ عبد الماجد
 دریا باد۔ منگل بارہ بجی
 نمبر :- (عظیم) عبدالغنی۔



مستائین کے بارے میں خدا کا بت ایڑے کی جائے۔
 چند سالہ سالہ
 شنہ ہی
 بران ہند سے سالہ شغف
 بہت ہی پرچہ اور

بر ۲۰ - دو شنبہ ۲۶ - شوال المکرم سنہ ۱۳۹۱ مطابق ۱۱ نومبر ۱۹۷۱ء جلد ۱



پاسی زریب، نیا ٹاٹا کی سوسور فرم ہے۔ آٹا اور قوت اور روٹی
 کے لئے آٹریج پڑھے لکھوں میں کون آزادقت ہے؟ قرآن مجید میں ذکر
 کیا ہے۔ اور اس شہر و سب و کشت اور بیچ اور پریشان اور گریہ کی لہجہ
 جبر۔ پڑھیں انکی مقدس اور الہامی کتاب اور آٹا آپ جانتے ہیں کس
 طریقہ پر محفوظ مدون ہوتی ہے؟ پاسی عقیدہ یہ ہے کہ
 "زشت کی تعلیمات کو جو کھس پوئی شکل پر محفوظ نہیں، سکتے
 جلا کر تباہ کر دیا تھا۔ جب اور شیر اول کو دربارہ آٹے لکھوائے
 خیال آیا تو اس نے اسے میں اور اور پراقت ایک نہایت باخدا
 متقی شخص تھا اور صاحب کثرت و کرات تھا۔ اسکو اس
 کام کے لیے منتخب کیا گیا۔ اس نے مناسب منسل طہارت کے بعد
 ایک نہایت قوی نمینہ آردہ اکلانی اور سات دن تک سوار
 اس جہد میں اسکو عالم رویا میں زشت کے تمام بوجھ حفظ کر لے
 گئے، جو اس نے سیدار جو کہ لفظ بہ لفظ لکھوا دیے۔ اور یہی
 کتاب مقدس اور سنہ ۵

سوال آؤ شاکی الہامیت کا نہیں، اور بہت بعد کا سوال ہے، گفتگو صرف اسکی
 مکلف و محبت کا ہے۔ الا لارض وہ الہامی ہی سہی ہر حال ہم تک پہنچیں کن
 ذریعوں سے ہے؟ — ایساں کے زریعہ سے نہیں، اور جب روایت کا
 وجود ہی سرے سے نہیں، تو اس پر جرح کیسے اور ایساں کے نقد غیر لائق
 ہوتے کی بحث ہی کیا؟ — وہ کتاب جس پر مذہب کا اور مدعا ہے
 صرف خواب کے زریعہ سے پہنچی، خواب صرف ایک شخص کا اور خواب
 ہی قدرتی نہیں، مسنون ہی اور وہ کے ذریعے پیدا کیا ہوا!

جا۔ دوسرا ایساں پہلے خود میس ہی سہی، آٹا سیدیں جلی اور غیر سند انجیلوں
 میں سے بھی چار اکھور اور کس عبارت سے مستند فرما رہے ہیں؟
 "انجیل کا شق پیدا ہونے ہی لوگ ہر جگہ قبول ہی ہر قسم کی
 انجیل لکھنے لگے۔ — تحقیق کی کوئی شے نہیں، جس جہل
 کوشش، دونوں وہ یہ بھی کہ مستند و غیر مستند جانی بھی انجیلوں میں
 سب گہنے کے سدر مقام پر رکھ دی گئیں، اور بزرگان دین
 نے بڑے حضور و خورشید سے دعا مانگنی شروع کی کہ جتنی کتابیں
 روح القدس کے انما کے مطابق ہوں، وہ رکھی جائیں اور
 غیر مستند ہوں نیچے گر جائیں۔ پس اس موقع پر جو کتابیں پہلے
 گر پڑیں وہ تو ستر کر دی گئیں، اور جو اوپر رکھی گئیں،
 واجب اصل مان گئیں۔ ... کونسل کے نمبروں میں سے
 دہشپ میں انفراد کونسل کے زمانہ میں رکھے کونسل کی
 کارروائیوں کے استناد کیے ان دنوں کے ہی دستخطوں
 کی ضرورت تھی۔ کونسل کے فیصلوں کی سلسل کی چیزوں پہلے
 جا کر رکھ دی گئیں اور پھر معقولہ کر دیا گیا کہ کوئی انفرادہ جانے
 اپنے۔ محترم بزرگان کلیسا، ات بھر دعا مانگتے رہے، بیچ کو
 تیزی پر جا کر، کچھ تو سلسلوں پر دینوں روحانی کے دستخط
 موجود تھے۔"

کچھ ایسے مسلم زریب کے پاس ان کلمات ان مجاہدات ان مجاہدات کے
 مقابلہ کی کوئی چیز؟ بڑا دعویٰ اسے تو فرما کا ہے، "یعنی اپنے قرآن کے ہر لفظ"
 ہر حرف، ہر لفظ، ہر ہر احاب سے متعلق ہر زمانہ میں ہر قرن میں،
 ہر جہد میں، بے غار اور بے سلب تقدوس دایوں کی مسلسل اور لفظ
 سلسلہ روایت کا، سند متصل کا، اور قرآن تو غیر بہت ہی چیز ہے، اس کے
 تو منہم دفتر حدیث تک کا ایک ایک لفظ صحیح ہوا ہے، نہ ادا ہے، جز کیا
 ہوا ہے، اس کے حریف آج ایسے ایسے ہیں، جنہیں ضرور شدہ سے نہ کسی

پہلے پہلے۔ وہاں کے شہر تو بن فریاد محبت کا بیج۔ کلبا کی سلم اور

جرح کی نہ کسی سزا کی نہ کسی تحقیق نقد و غیر نقد، معزز غیر معزز کی۔ حالت اہم
خوش وقت بیاں کر بس ایک رات کی تاویلی، ایک بیسی، دو گلی لانی، ہزاروں
کو دن بنارہے تھے، ہر باطل کو حق میں تبدیل کر دینے کے لیے سر بندہ ہیں
نور سناائی پیدا کر دینے کے لیے!

نہ سجدہ پا کر معاملہ ختم ہو چکا اور اسے شکست ہو چکی ہے۔ تھانیاں
کا بیج ۶۰ ہزار کا تھا اور دھکٹ کے ذریعے آمدنی کا تخمینہ
ایک لاکھ ۲۰ ہزار پونڈ (۱۵ لاکھ روپے) کا لگایا ہے۔
اس میں ۴ ہزار پونڈ لوہے کو لیس گئے تھے

مہلی ۱۸۵۶ء میں

خطوط غالب رقبہ "ہودی" حبش پر شاہی
جو جلد الزاریہ ہندوستانی کا ڈی سے شایع ہوئی ہے وہ علاوہ اپنی
ادنیٰ لغت فون اور نونوں کے اور بھی سلووات کے لحاظ سے بھی بیست تالی
نذر ہے۔ مرزا صاحب اسٹیشنر کے شور بنگار کے اپنا ہی جو بیسنے کے
بعد در سہرے ۵۵۰ کو، نشی ہر گاہاں نقش کے نام خاص جس گئے ہیں۔
"والند" کو حوٹھ سے کو سلطان اس خبر میں نہیں سنا۔ کیا اسیر
کیا غریب کیا اہل حق۔ اگر کچھ ہیں تو بار کے ہیں انہو البتہ
کچھ کچھ آباد ہو گئے ہیں۔ ... یہاں غریب کیا، بلکہ دیوار دیوار
گھریں مکیوں کے اور وہ تو کہیں ہی راجہ نرہ سنگھ باور دیالی
ٹیپال کے۔ راجے صاحبان مالیشان سے عہدہ کیا تھا کہ
بر وقت غارت دہلی۔ لوگ بچ رہیں۔ چچا چچا عہدہ کے راجہ کے
سپاہی ابھیٹھ اور یہ کو چھوڑا رہا۔ درن میں کہاں اور یہ شہر
کہاں۔ سباز نہ جاتا، اسیر غریب سب بھگ گئے۔ جو رہ گئے
وہ نکالے گئے۔ جاگیردار، منشی دار، دوستدار، اہل روز کوئی بھی
نہیں ہے۔ مفصل حال لکھتے ہوئے ڈرائیوں ملازمان قادی
شدت ہے اللہ باری ہیں اور درگیر میں بند ہیں۔ ... مگر کھڑے
ہے چراغ بڑے ہیں ہم سیاست پائے جاتے ہیں۔ جرنیل
نڈریت یاد ہم سب سے آج تک بدستور ہے۔ ... دیکھیے انجام کار
کیا ہوتا ہے۔ بیاں باہر سے اندر کی بغیر ٹکٹ کے آئے ہاتھ
نہیں پاتا۔ نر نہاد بیاں کا اور نہ کرنا۔ اس دیکھا چاہیے سلاخان
کی آبادی کا حکم ہوتا ہے یا نہیں؟ (۱۸۵۶ء)

مقاتل کو کوئی پروہ کہاں تک ڈالے رکھ سکتا ہے؟ سلطان اپنی مظلومت اور
بیکسی کی تازہ داستان کو ٹھکانا چاہیں بھی تو کیسے ٹھکانے سکتے ہیں؟

"صاحب کی فونی تفریح"

یو یارک۔ ۳۰۔ ستمبر۔ کل رات کو
جو آجیس مشہور و معروف حبشی "مکہ باز کا مقابلہ" در لہ چھپ رہی
دنیا کی اُستادی اسکے سنیہ نام حریف کو ڈالے ہوئے۔
اور نہیں چپ بول غالب رہا۔ تین بکروں تک تو مقابلہ چلی
رہا۔ اسکے بعد آجیس نے جو ٹکے رسا تا رسا کر کے توڑ ڈالے
کہیں پناہ نہ ملی۔ تو ایک بار گڑ گڑا "مکہ باز" کے باہر ہی آکر اٹھا
پھر مٹھلا۔ لیکن سر پر اور نہ پر ہر شور و حریت کے مسلسل گونج
و اس بولا دیکھ۔ چند روبرو چکر پڑا تو بہ نسبت جو کچھ کہہ کر آیا
غش طاری تھی۔ سوجی ہوئی دہشت آگے سے خون کی فٹیل تھی
رہی تھی اور اس زور سے چکر اڑا تھا کہ کایا سڑک لکڑی بھی

شاہنشاہ اور دہلی کے بدنام خوق مرغباری اور شیر بازی کو لگی نسبت
"صاحب کے اس نیکام خوق انسان بازی" ہے؟

"صاحب کی آرٹ پردہی"

۲۵۔ اکتوبر۔ بڑا کیلس
گورنر صاحب۔ ادیلیڈ ہیٹ نے ادوے شکر کے کلچر سنٹر (المونڈ)
میں جا کر ملکہ اور عادات کے کمالات لا خدیجے۔ بڑا کیلس
۱۸۵۶ء۔ اکتوبر کو سچ کے وقت لگے لگے اور وہ کھینے ملک تماشہ
گاہ میں دام لیل کا تماشہ دیکھا۔ اسکے بعد بعد ہی صاحب کے
ہمراہ ہذا کیلسی سنٹر لہ شریف لیکے جہاں اس کلچر سنٹر کی
کی آئینہ غیر زیر تجویز ہے۔ اور بیاں ایک گھنٹہ سے زیادہ
وقت مجوزہ ملاؤں کے سمجھنے اور ان سے دلچسپی لینے
میں صرف فرمایا۔ (۲۰ اکتوبر ۱۸۵۶ء)
گورنر صاحب کے وقت کھینچنے میں کوئی تھک نہیں ہوتا ہے اور جنگ کی مصروفیت
کے سلسلہ میں تو سب سے کفایت کہیں زیادہ ہو گئی ہے۔ ۲۰ اکتوبر کی کامیابی
ہے کہ دقت و قاصص میں یہ شریف پشہ اور سفید و زردی فن کی سر پرستی پر غفلت
و "دون" اور ان کے کئی کئی گھنٹے صرف فرمائے جا رہے ہیں! —
ظان۔ اچھا یا ظان خواب اگر اباب۔ نشاط کی سر پرستی کریں تو یہ بخت خونی
تو ہوتے ہی میں رنگ، دیاں مناسلے والے اور اُنھیں پر اپنا دولت، ریاست،
سلطنت ٹاٹاٹالے والے! لیکن وہی تو جہاں "صاحب" فرمائیں تو یہ بین ٹکٹ
پہر رہی اور "فون لیسٹ" کی جلیں بازی!

ایران کی "ترقی پسندی"

لیڈی ڈاکٹر ورنان لارٹن ایم۔ ڈی اور کی
مشہور و مقبول مصنفہ ہیں۔ انکی کتاب "اسے دین سرجن" ہاتھوں ہاتھ کل ملی
ہے۔ ایران کی سیاحت، دیار کر چکی ہیں۔ انکی تازہ کتاب "تسلے ڈاکٹر" بالیٹ
ان ایران پر مفصل رہا و سلم و رد (نیو یارک) کے جولائی فرس نکلا ہے۔ اسکے
مضمون میں اصل کتاب کے بھی اقتباسات مفید دیکھے گئے۔ ایران، مہدی ایران
شاہ رضا پھولی کے اصلاح یافتہ "ترقی پسند" ایران کی زبردست مداح ہیں
جوش و خروش میں آکر گھٹی ہیں۔ —

"کسی اور دوسرے سبب سے انڈیہ مشروں ہی کا اثر ہے کہ
ساخت و بنا کے اندام ایران میں چھ گئے ہیں۔ انھیں نے خیر و خوں
میرا زما بخت سے کام لیکر مغربی دنیا کے طور اور طریقوں کو خونی
تک جو بچا یا ہے۔ ... جدید اصلاحات کا تعلق سب سے
خاص ہے۔ دقت یہ ہے کہ ایران دسلے، چاہے وہ خود ہی
سے! خیر و خوں باندہوں، سبزی طرز معاشرت کو قبول کیے سبھی ہی۔
تھام ٹکر کو جذب کر رہے ہیں۔ جدید رنگ ڈھنگ کی سبھی سبھی کے

اصول اخلاق و پاکیزگی کے ادنیٰ مظاہر ہیں۔۔۔ وہی اصل میں پر
یاد رہے اور اگر یہ جمل رہے ہیں۔ ایمان کے بعد یہ قوی دماغی عمل
زندگی کا اخلاقی سبب ہی ہے (مسلم درلہ - مکتبہ)
مبارک و خدیوہ کو اسلام کے پیچھے سببیت کی حلقہ گزشتی یا بعد ایران اور بعد
ترکیہ کے بھی تو ہیں کی یہ ہیں اگر روز بروز بعد ہوتا جلا گیا اپنے دین سے اور
تربہ حاصل ہو گا کیا صاحب کے آئین سے۔۔۔ یہ اصطلاح قادیان
گو یا سجدہ نام ہی ہے غلطی سببیت کا۔

سجدہ کی گونج

”سوال حرم اتنا زور دیا ہے کہ عبادتوں کے
اداسہ ارکان میں بھی سکا (ماکیر دین کا) اتباع و اعتبار مثل
انسانی اور ان کے کیا جائیگا؟۔۔۔ نماز بھی عبادت منصوص ہے۔
اسکی عبادت فرات، وغیرہ یہ بھی امام ذائب امام یا ترک
جماعت کے، غار سے داخلیت کسی انسان کی بھی نہیں
نہیں، جو جائیکہ کسی آدمی آئی کی۔۔۔ اس کیلئے اگر دین کی
آواز آد آئے مکہ میں نہیں بلکہ گونج (دستہ باز گشت)
کے حکم میں داخل ہو جاتی ہے۔ پس ان حالات میں نماز کے
اندر احکام میں اس کا کلا اتباع کسی طرح جائز نہیں (صدق)
”ہم عرض کستے ہیں کہ سجادہ کے گنبدوں کی گونج کے
مغلق کیا خیال ہے؟ جب یہ صدائے بازگشت نماز کی شرائط
کو ناقص نہیں کرتی، تو پھر لاڈ اسپیکر کے دم جو اس قدر
امرا کیوں؟ بلکہ امکان تو یہ ہے کہ شاید سجادہ کے گنبد قدیم
زمانہ کے لاڈ اسپیکر ہی تھے؟ (پیام - سراہ)

آج اسلام ہو اگر دنیا میں کچھ سجدیں ایسی ہی ہیں جہاں نماز میں اتباع امام
یا نائب امام کی آواز کا نہیں بلکہ ان سجدوں کے گنبدوں کی گونج کا کیا
جاتا ہے؟ اور روک و سجدہ قیام و قعود اس لیے نہیں ہوا کہ امام
آواز سکی دے رہا ہے بلکہ اس لیے کہ گون گنبدوں کے گونج بڑا ٹھہر ہے!
گونج کے آثار چڑھاؤ، اٹھنے اور بیٹھنے اور چلنے والے نمازی آخر اس
دنیا کے پردہ پر کہاں موجود ہیں؟ انفرادی؟ مراد آباد میں؟ آخر کہاں؟
دین اور شائع دین کی ”سراہ“ ہنسی آئے کا ختم ہی ہونا ہی تھا
کہ نود اپنا کلام معشک بن جائے اور شوخ نگاری ایک بھڑے شجر میں
تبدیل ہو کر رہ جائے!

ایک مفید رسالہ

بہی میں بین برادری کے ایک ہونا زون صدیق
لے ہے آہ وہ کے علاوہ گجراتی زبان میں بھی اصلاحی مضامین صدق کے
رنگ کے لکھے رہتے ہیں۔ حال میں انکا مختصر سا رسالہ ”تعلیم مدبر پر ایک
نظر اور شن خیالوں کی قدر کے عنوان سے انجمن اسلامی تاج و تھن، سلم
پرنٹرسٹی علی گڑھ نے شائع کیا ہے۔ شریعہ میں ”دو لفظ“ دیر صدق
کے قلم سے ہیں۔ یہاں حرفت بحرف نقل کیے جاتے ہیں:-

”صدق کی ایک تعریف کہے مکہ ہوا ہے صدق کے ایڈیٹر
کو کہ اس پر دو لفظ قادیان کے کہہ دے۔ مناسب صدق

کی صدق سے بالکل ظاہر ہے۔ لیکن تعریف کی تعریف و ثناء
میں کیا کہا جائے؟ وہی لفظ سی، لیکن آفرہ و لفظ ہی
کیا ہوں؟ شک خود ہی خوشبو دے رہا ہے، غلط
صدائے گنبدوں میں تو کیا لگائے؟

صاحب تعریف کا بھی تو آغا ہے، اٹھان ہے۔ بخلی پر
جو پختہ ہو پختہ خدا کو سے ایمان میں اتنے پختہ ہو جائیں کہ شمار
ذمہ صدیقین میں ہوسکے۔ الفین آئنا اللہ در سلا آئین
ہم الصدیقون والشداد، عند زہم۔ اور آج تو زمین پر انسان
دن انہیں صدیق کہہ کر رہتے ہیں، کل حجت میں نرختے ہیں انہیں
”صدق“ ہی لکھ رہے ہیں انہوں نے تم میں۔

امد اللہ اس خدمت کو قبول کیسے اور ان کے اس رسالے
کو گونا گویا کی طرح سفید کرے؟

رسالہ انکوں اور انکوں کے قلم کے مطالعہ میں لکھنے کے خاص طور پر قابل ہے۔

(مقتبہ صفحہ ۴۷)

صورت بالکل چند اسے منی ہوئی۔ ولایت اسی کی تسلیم ہوئی۔ اس جو
دیتے ہوئے شریائی لگائی۔۔۔ (لکھنے کا نام باپ کے لکھا۔ زمین پر
ایک سلطنت اسے حکومت کیسے عطا ہوئی۔ قوت سحر کا۔ عالم کہ اتھی
اس میں چھپ چھپ رہے، گو یا کوئی کٹا دم ہلا ساقہ ساتھ ساتھ ہے۔

دو آؤں سے لکھا۔

بیابا عراقی تو اذان خاص تھی!
یہ قوم میں شامل ہونے کے قابل ہے اسے زمین سے آسمان پر اٹھا لو۔ روحانی
نے حکم دیا کہ آج سے اسکا شمار بھی آسمان کے دیوتاؤں میں ہو۔ غلط و سکارہ
کو آپ پہچانتے ہیں؟ یہ وہی اہتساب زادہ ہے!

خود چند راجہ بھی اپنے گزیر کی بد دعا کے اثر سے نہ بچے، دق عام مرض
سلف ہو گیا۔ لنگا ہائی کے کنارے آہرہ دار کے قریب ریا نشین کرنی
شرع کیں۔ ہونا جو جی اس کفار سے رہنی ہو گئے، حکم ہوا بطوری
دور۔۔۔ مگلا جی کے کنارے رشی کشی میں چندیشتر کا جو تبرک مند رہے،
یہ تیرہ اسی مقدس واقعہ کی یادگار ہے

بزم ہمدردان صدق

جناب عبد اللہ صاحب انصاری بھوپال نے مبلغ چھ روپے
پر ”امداد صدق“ رسالہ فرمائے۔ فخر اللہ خیر بجزا۔

صدق کی دینی خدمات

کے پیش نظر اس کی قریب اشاعت پر فوج ہر خریدار صدق کا فرض ہے۔
خصوصاً جبکہ کافران طاعت کی گرائی مد سے سوا ہو چکی ہو۔

نہیں ہی سہم کے دو لوگ ہیں جو انکارنا اقرار کرنے اور نہ انہی سہم لائیں
اسے یوں دکھا یا کہتا تھا۔

”بہتری قسم کے لوگ، یہ نیکر ہیں جو غنائش ازار کر کے زبانی دعویٰ سلطان ہوئے کا رکھتے ہیں“

کوشش بر صورت حوصلہ افزائی کی مستحق ہے۔

(۲) نوید صحت - (۱۱) صفحہ - ایڈیٹر عزیز گمان صاحب - قیمت سالانہ
پندرہ روپے - ۲۲ روپے - قبول بلحاظ - دہلی -

یہ ایک کتبہ ترقی پسند اہلدار کا ترجمان ہے۔ گزراں صدیق حبیب صاحب
صحافت کا بڑا تجویز دہندہ ہیں۔ انہی موت ایک فیصلہ وصول ہوا ہے ترتیب
مضامین انہی ہے۔ لکھائی چھاپائی بھی صاف ستھری ہے شہزادہ علی چاہا ہے
(۳) مجلہ عثمانیہ جلد ۱۲ نمبر ۲۔ منقاست حصہ ۲۲۹ صفحہ۔
ایڈیٹر شیخ محمد فلیس اللہ بی' اے۔ چند سالانہ عام خریداروں کے مجمعہ دہندہ۔
پندرہ، جامعہ عثمانیہ، احمد آباد دکن۔

ماہنامہ عثمانیہ کا یہ ضخیم سالانہ حسب معمول ابھی ابھی کتاب خانے سے نکلا ہے۔ حصہ اُردو میں چند مضامین اُس سالوں کے قلم سے ہیں، اُن کی طلب کے آستانہ دار کے کے مضامین تو اُس سال دانہ ہوتے ہی تھے، طلب کا حیار بھی کراہوا تھیں۔ اور سلطان کے پیش بدوش ہندو طلبہ بھی۔ مگر نام درج ذیل تو بعض عبارت سے کوئی اندازہ نہیں کر سکتا کہ گوشتا معنوں ہندو کے قلم سے نکلا ہے اور کون سا مضمون لکھے۔ حصہ انگریزی میں خاصہ دلچسپ ہے اور پُر معلومات۔ کل شری حکومت پر مقالہ لڑے کس علی کا نفرض میں پڑھا گیا تھا، غافلانہ ہے۔

خوشخبری

مطلقاً قد امان صدق میں یہ اطلاع ہتھوں کے لیے، انہی دلچسپ کنجھڑی کے لیے
ہمارے پاس "سج" کی ۱۹۲۵ء اور ۱۹۲۶ء کی چند طبلیں بغیر من فروستہ گئی
ہیں۔ "سج" تصدق کا نقش اول، جناب، بیرمنگھم کی ادارت میں مشہور ہے
۱۹۲۵ء تک صورتی، ہمنوی آب رنگ کے ساتھ شائع ہوا ہے

بہارِ عالم منشق دل و جان نازہ می دارد

برنگ اصحابِ صورتِ دایه یو اربابِ معنی را

نوٹ۔ پہلی جلد میں ۳ پرچوں کی اور دوسری میں صرف ایک پرچہ کی کمی ہے۔
قیمت ۲۵ روپے کی جلد کی بنا اور ۲۶ روپے کی جلد کی بنا،
تعمیر و خور و

جناب میرزا کی ایک قدیم البٹ

حاکم و محکوم کے باہمی تعلقات و فرائض پر قرآن مجید و حدیث کے حکام اور علماء اسلام و مکلفان کے تفسیریں اور اقوال کا مجموعہ۔ بشری تر اغبیات سے نفاذ کی یہ شخصیات،، صلی علیہ وسلم کے لئے نبوت میں طبعی اور عینی رعاہت یعنی صرف سادہ چار آنکھوں کے ملک کے لئے درکار کسی جانبگی۔

اشترک : هر نقی قاس - قصیدہ بر یاد فتح مبارک

رسا ہے تو عورتوں کے لباس اور انکی نگارگریوں پر۔ لیکن مصنف کے
شوخ رنگ تحریر نے اسے دلکش اور جاذب نظر بنا دیا ہے۔ پھر سرنایہ اور
کے قلم سے کھربیش نغمہ اور اردو کے نامیور انشا پر دلازمہ زارفتہ اندیک
دیو کا سقد۔ اس نے ہر سہاگہ رسالہ کا اخذ ہے تو زیادہ تر انگریزی ہی
کتاب ہیں، لیکن غور قلم با نغمہ مصنف یہ وہی شریقت کا رنگ بڑھایا ہے۔
”خدا جاننا کہتے ہوئے کہتی ہیں:-“

”ہمارا حزب انش رو مانیت اور نیکی فنا ہوتی جا رہی ہے“
..... ہنر کی غائش کو نا آ گیا ہے اگر ہنر دکھا بہول گئے ہیں۔
منجھ کی کلیر ایس سر چڑھیں ہیں کہ ہمارے دماغی مشین کے عقل
چیزوں پر رنگ چڑھا جا رہے ہیں جو کس پر خوشوار سندی بننا
کرو دی گئی ہے۔ ہمارے زندگی میں من خا اور اب اسٹاک اور
پاؤڈر سے من طلب کیا جاتا ہے۔ ... علم کی روشنی ہم کو کم ہے
سب کو باک لیکن گیس ایسا دہنیں کہ ہم علمی استخوان میں پاس
مگر علمی زندگی میں نہیں ہوتے جا رہے ہیں۔ - ذوال کبیر مرحوم سے
”ان سے بیانی نے نقطہ اسکول ہی کی بات کی“ (صفحہ ۱۰۰)

رسید کتب

(۱) صلوٰۃ و سلام - ۶۶ صفحہ - از محکم خواجه شمس الدین احمد صاحب
قیمت اور تہ درج نہیں۔ فاقہ نامی پریس، شکاس، کنکھنہ سے مل جاتا ہے۔
فضائل درود و سلام اور متلفہ مباحث پر ایک جامع و یکچھپ رسالہ
(۲) اسلامی پارٹیاہٹ - ۳۲ صفحہ - از مولوی شاہ راشدی علی قیامت
پچھ روپیہ فی سیکڑہ ۲۵۰ جلدوں سے کم نہ روانہ ہوگی۔ پتہ، مسکوڑی مسلم
نژدہ - تعمیل نقیورہ - ضلع بارہوکی۔

اسلامی نظام حکومت کا۔ دوسری خاک، اور زکوٰۃ، بیت المال وغیرہ کے مسائل پر خاص تفصیلی بحث۔ سالار اسلامی انجمنوں میں شہادت کے قابل ہے۔

رسائل

(۱) دارالاسلام - نو بہود سیرنمبر ۷۶ صفحہ ۷۱ پر حکیم عبدالحمید درزا صاحب اہم اسے پتہ ڈاک کا جمال پور فروٹ فارم پٹھان کوٹ (پنجاب) رسالہ دارالاسلام اب الیوم ص ۷۶ سے قرآن مجید کی تفسیر کے لیے وقف ہے۔ یہ تعلیمات قرآن نمبر پر ایک مستقبل کنانی مکتبہ ہے۔ اور پڑھنے کے قابل ہے۔ یہ ۶۷ بابوں اور بہت سی فصلوں پر مشال ہے۔ اس میں سورۃ توبہ کے آگے ۱۴ نمبر کے مضامین آگئے ہیں۔ اس میں تنہا ترکین موجود نہیں صرف غلامیہ مطالبہ مع مزدوری نشریات سراج میں اور دہانے ہاتھ کے حاشیہ پر ان مطالب کا بھی مختصر غلامیہ دیدیا گیا ہے زبان شکل میں۔ اوسطاً جو کے تعلیم یافتہ کے قابل ہے۔ اذہا بیان میں خلک نہیں۔ غلامیہ اشارہ وغیرہ کے امتناع سے دلچسپ بنا دیا گیا ہے۔

فَاَلَّذِي سَاءَ بِاِلٰهِيهِمْ وَاسْمٰى ذٰلِكَ عَنْهُمْ مُلٰكُوتٌ (اور جو بھی بات لے کر آیا اور جس نے اسکو پھاڑا، وہی لوگ ہرگز نہیں)

ایڈیٹر۔ عبد الماجد

پتہ۔ دربار۔ ضلع بارہ بکلی

نائب۔ (علیم) عبدالغنی

مضامین کے بارے میں مراسلت ایڈیٹر سے ہی ہونی چاہئے

ہفت روزہ

۱۳۹۱ھ



چندہ (۱)۔ (استقامی) امور
کے متعلق مراسلت میں پیشہ پر کی جائے۔

محمد عبدالرؤف عباسی مہتمم صدیق
نذر آباد پٹنہ۔ گورنمنٹ۔ لکھنؤ

چندہ سالانہ
شمارہ
بروز ہفتہ سالانہ شمارہ
قیمت فی پرچہ ۱۰/-

نمبر ۳۔ دو شنبہ۔ ۱۱ ذیقعدہ المکرم ۱۳۹۱ھ مطابق یکم دسمبر ۱۹۱۲ء جلد ۶

سچی باتیں

کسی مسلمان لیب کو سنا لکھتے آپ نے دیکھا ہے؟ — عالج
کوئی ایک مسلمان تو دے رہا ہے۔ عظیم ڈاکٹر ویرکے بیٹے میں ہر مذہب
اور ملت کے لوگ ہیں۔ سوال مسلمان لیب کے متعلق ہے۔
ہاں تو مسلمان لیب لکھتے کو قلم اٹھاتا ہے تو شروع دوا سے نہیں کرتا،
دوا سے کرتا ہے۔ قبل اسکے کہ نام ایک اور بھی لکھے نام دوا اور تاثیر دوا کے
خالق کو دیتا ہے۔ اور سب سے پہلے اللہ کی بھائی پڑا ہو اللہ کی تعریف ہے
یعنی کو شاک ہے کہ شاک میں جسے ہاتھ میں نہ کھولتا وہ اختیار اور قدرت
میں تو کسی اور ہی کے ہے اس تو ایک بے بس اور بے جان واسطہ میں ہے
نفس کو جاتا ہے کہ تاثیر دواؤں میں نہیں دواؤں کے خالق میں ہے۔ میں خود
کیا چیزوں جو کچھ بھی ہے میرا پردہ دگا رہی ہے۔ دنیا پر اعلان کرتا ہے کہ شاک
دیوی دوتا کے بس میں نہیں۔ اس کے اٹھنے ہاتھ میں نہیں صرف ایک مالک
مولیٰ، قادر و مختار کے ہاتھ میں ہے

طب اکلب تو مانا لکھتے ہیں اور ان معلوم ہے کہ دنیا دواؤں اور طبیعت
کی نہیں انشروں اور بہت دواؤں کی طبیعت تھو دواؤں تو جو جامعیت و شفا کے دوتا
عقلیتوں کی ہوتی تھی۔ اور دنیا دواؤں کی طبیعت تھو دواؤں تو جو جامعیت و شفا کے دوتا
کے مندر پر چڑھائی جاتی تھیں۔ اور دنیا دواؤں کی طبیعت تھو دواؤں تو جو جامعیت و شفا کے دوتا
کے سنی میں سنی ہے۔ اسی دیوی سے نام سے شاک ہے۔ دواؤں کا لیب اکثر
بقراط تو وحید کے نام سے ہی شاک اٹھاتا ہے اور شاک عالم ہرگز جاننے والوں
شرک کے مندر کا بیچارہ تھا۔ اس کا فریاد تو سننا اس شرک سے کلمہ وحید
پڑھا دینا کام فرزند خان اسلام کا تھا۔ عجز خود دین فرست کا تھا۔
جس چیز کو چھو، اسے اپنا بن۔ جس سے گزر ہو گیا، اسے خوشبو

توحید کی آئے لگی جس عمل میں ہاتھ لگا دیا، اسے عبادت بنا دیا۔ لکھ
ہندو اور عیسائی، یہودی اور پارسی، سکھ اور چین سب ہی لکھتے ہیں۔
اور اپنے نزدیک خلق خدا کی عبادت کرتے رہتے ہیں مسلمان کے قلم نے اس
سنو نویس کو بھی برا و راست مخالف ابر کی عبادت بنا دیا۔

اشخاص میں، افراد میں انقلاب پیدا ہوتے سب ہی نے دیکھا ہے۔
جامعوں، گروہوں، طبعوں تک کی کبھی کبھی کا پاٹ پوجاتی ہے۔ لیکن
طرز و ادب کا نقطہ نظر بدل دینا، فنون و صنایع کا رخ ہی سہے
پلٹ دینا، ایک اشارہ سے سفلیات کو طوایات کا رنگ دینا، فرشتوں کو
طرش بنا دینا، یہ کارنامہ بے مثال اور بے مثل ہمارے تاریخ کا ہے۔
ایکلی طب پر سو قوت نہیں فلسفہ اور منطق اور ہیئت اور خدا اسلام اور کیا
خاک بلامہ ہم نے دوسروں ہی سے لیا، لشکروں اور لشکروں، لشکروں اور بیہوشوں
سے لیا، اور دھوکے دہ میں کیا سے کیا کر دیا

خود نہ لکھے جو راہ اوروں کے ادا ہی بن گئے
کیا نظریں جس نے فردوں کو سمجھا کر دیا
تو گراہیوں کے گڑھ تھے، یہی رشد و ہدایت کے مرکز بن گئے، جو راستہ کا خاک
اور مرد، پتھر تھا، وہ ہیرے کی چٹک، دھکے کا ساٹھ جی اٹھا، اور جو مغری تھا،
اسے زیادہ سے زیادہ ملکوئی بنا دیا تھا۔ ایک دور وہ تھا، اور
ایک دور یہ ہے، کہ مذہب جاہلی کی قیدی کے ساتھ انسانیت کا ہر عنصر زندگی
میں تبدیل ہو گیا۔ اور سطح نظر بجا لکھتے سہ سہیت قرار پا گیا۔ وہی
چاپا یوں کی طرح علوم عالیہ، فلسفہ، معانی سے غفلت رہی، فنون کی خراج
کھانے پینے، لڑنے پڑنے، ایک دوسرے کو زور سے دیا کھانے میں نہاک
وہی بنا دیا کی ملا جوانی خواہشوں کی قید کے بند رہنے پڑنے کی عادت
وہی چاندروں اور پندوں کی طرح دھماکے، پھٹاؤ اور آگ کی بازی
کو حاسن ترقیات اور علامہ کمالات سمجھنے کی سمجھات اور لیک، یہی شہنشاہ
اور پھر ایسا جنسیت فرشتوں کے نام سے، لکھنے کے

آخرت کی فکر ہے !

کام کی رفتار

موتوں کے انتظار کے بندہ سجدۂ اولیٰ آج اس اعلان کو
 آ رہی ہے کہ اگر تیری ترجمہ و تفسیر کی بات و اشاعت کا کام لاہور کی مشہور اشرف
 آج کہیں نے اپنے منہ سے لیا ہے اور کام کی ابتدا بھی کر رہی ہے۔ کاغذ اور
 کل سالانہ مباحث کی اس غیر معمولی گراں گزشتہ میں آجی پیغمبر کی
 جہاد کی کا اپنے سب سے بڑے کاموں میں تھا۔ لیکن محنت کی بنا پر اس کے ہر شوقی
 آسان ہی ہو جاتی ہے۔ میں درحقیقت کہنے لے رہا ہوں کہ یہ اس کی نیا ہی ہے۔ لاہور کا خانہ
 (مکتبہ کتب) اس حالت کو نے کا تھا۔ ہلا کہ اس وقت روٹی موات
 کا کہ بڑا مسئلہ تھا۔ میں نہیں کہتا۔ در حال اس وقت اس طرح کی کمی لاہور (شہر)
 میں میں ہی ہے۔ اس کے علاوہ اشاعت دہی، مکتبہ جو جاسٹس، شہر و صنعت علی کے
 ترجمہ کا مقبول ہو چکا ہے۔ یعنی اشاعت الہیہ ایک بار اس کی ان شاء اللہ ہوتی
 رہتی ہے۔ درجہ مال میں جا کر کل کتابیں کو جو بھلی۔ جو کہ مقررہ حضرت خدایہ
 بنا چاہیں۔ پورا کرم کہیں مذکور ہی سے مملکت خرابی جو نہیں کہیں
 خریداروں کے ساتھ کہیں کچھ رعایت بھی رکھے۔

کلام الملوک

"تم ایک پورا اور صحت مند، زیر نفس پر اثر اور
 کہو گی اگر یہودی افعال کے کاموں کے لیے اپنے آپ کو جلیقہ خاطر
 دفعہ کر دو۔ پہلے ہی آئندہ دنیا کی دنیا ہوتے ہیں جو ذلت انسانی
 کے ارتقا کے تسلسل کو قائم رہ کر فرو رکھتے ہیں۔
 سرائی جہالت کے لیے کوئی مقصد زیادہ، خوشگوار، اور تھوڑا
 فوجات کا اس سے زیادہ سخت نہیں ہو سکتا جتنا کہ نئی اور غیر
 نسل کی موت و سرست کا خوف ہے۔ میں اس فریق کو ثابت ہی
 ام خیال کو نابوں اور قریب ہے کہ تم میں سے ہر ایک میں بنی کمال
 دیکھیں کے ساتھ علی حد یعنی رہو گی۔" (پایم اللہ عزت
 نظام بکن۔ ذریعہ کا نفس حیدر آباد کے سالانہ اجلاس کو فرجی
 توجہ خیالی کے بن اسے ہوں ہر اور سب مقیم مناب لگے ہیں کیا ان سے فرق
 کی جا سکتی ہے کہ اس کام الملوک سے بالکل نظام سے کوئی ملاحظہ حاصل کر لے گا

ناوش تبلیغ

"اگر یہ صبح ہے کہ وہن کی رشاقت قول سے زیادہ
 عزت ہوتی ہے تو ہر سلطان ایک تبلیغ بالقوہ ہے۔ سلطان
 اپنے بن کا راز میں نہیں رکھتے۔ بار بار میں نے شاہد کیا ہے کہ
 اور ہر شام ہوگی اور ہر گھنٹے شہر کے شہر کے پر اپنی جائزین
 بھیجا بھیجا کہ نازی شرور کر دیں۔ بار بار سفر میں ہیں تو اسے ہی جہا
 اگر مذہب بار کر رہے ہیں تو وہیں اپنی زبانیں پر نازی میں جھکے گئے۔
 اٹھنے بٹھنے کے زمین پر اپنا سر رکھنے گئے، گویا بار کی دنیا کا ایک
 جیوے ہوئے ہیں۔ بارہا میں نے وہن کی آواز سے اذہر سے قبل
 مملو آفتاب مٹتی ہے کہ نازی اٹھیں اور اپنے اللہ کے گئے
 بھیجیں۔ اور سب سے کہیں کہیں شرم کہیں خود اس کی آواز میں کہ

اپنے اسلامی باپ کی عبادت میں لگ گیا ہوں۔ معاف نہ
 جینے میں میں نے دیکھا ہے کہ نازی تھا، درحقیقت معاف نہ
 چن چن ہوئے ہر اس ادارہ کے سامنے سے گزرتے ہوئے وہاں
 سے مسلسل اپنی سید کو بار بار ہیں زمین میں گڑھے گڑھے سے
 پڑے ہوئے ہیں، لیکن ان کا نام اٹھیں نازی بھلا۔ ہے۔

اسلم درلہ، نیو یارک، جولائی ۱۹۷۲ء
 بیان مغربی افریقہ کے ایک سبھی شہری کا ہے۔ یہ روزمرہ کے لحاظ سے
 مسلمانوں کی نظروں کوئی وقت نہ رکھتے ہیں، لیکن دوسروں کو متاثر کرنے
 کے لیے کافی ہیں۔ اخبار انہیں پر غش غش کر جاتے ہیں۔ اور ہر معلوم کتنوں
 کے دل میں ہی خاموش تبلیغ گھر کر جاتی ہے۔

مسیحیت افریقہ میں

"دین محمدی افریقہ میں پورے ہوا
 ناز و نوال ہے۔ پوری طرح زندہ و سرگرم ہے۔ وہاں کے
 مشرکوں کو عیسائی اور مسلمان دونوں اپنے اپنے مذہب پر کھپے
 ہیں۔ ایک وقت کے گلاب جب سبھی شہریوں کو ایک پورا ملک
 سے مقابلہ کرنا ہو گا اور وہ پورا اسلام کی ہوگی اس کی
 فوجت ممکن ہے پچاس سال بعد آئے، ممکن ہے سو سال بعد،
 ممکن ہے کہیں کہیں دو سو سال بعد آئے، لیکن ہر حال آنا یقینی
 ہے اور انکس اس وقت فرار ہوگی۔ آج جو شہری مسلمانوں کے
 حلقے میں کام کر رہے ہیں وہ مستقبل کے لیے بڑی خدمت کر رہے
 ہیں۔ اگرچہ موجودہ دنیا کی خفیہ ہوں اور زمین سخت اور غیر
 معلوم ہو رہی ہو۔" (اسلم درلہ، نیو یارک، جولائی ۱۹۷۲ء)
 اسلام، جو بدوہ صنفیت و متعصب اسلام کی وقت کا ایک سبھی مشنوں کی ناکامی
 کا بے اندازہ وقت کے مرنے کے بعد بھی ناکامی کا یہ دلچسپ اعتراف
 ایک سربراہ اور وہ پورے شہری کی زبان سے ہے۔

دین تہجد کی قدامت

"دوسروں کے سلسلے میں کے یقین
 آئیگا کہ اس ذلت میں وہاں حضرت تعلیم کا ہیں نہیں، بلکہ ایسی
 تعلیم کا ہیں جن میں لڑکے اور لڑکیاں دونوں تعلیم پاتی ہوں۔ ہر گاہ
 ابن قتیبہ نے عبون الاخبار (جلد ۱) میں بیان کیا ہے
 کہ مکہ کے قریب رہنے والے قبیلہ بڈیل کی عرب اشل فاشہ
 عورت حملہ جب تھی تھی تو ایک مدرسہ جاتی تھی، جہاں سکا
 سب سے دلچسپ مشغلہ یہ تھا کہ وہاں میں قلم ڈال کر اور نکال کر
 کیلا کرے۔ اس دلچسپ درختہ سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ
 قبیلہ قریش کے رشتہ دار قبیلہ بڈیل میں ایسے مدرسے جو چاہا
 کتنی ہی ابتدائی ذہنیت کے بچوں کو لے جاتے، ان میں لڑکے اور
 لڑکیاں شامل ہاتھ کے لیے جاتی تھیں، (روا کر حیدر آباد)
 آٹھ بار جامعہ عثمانیہ کا مقالہ، رسالہ مسافت و مہر فرجی ۱۹۷۲ء
 عزت سخانی "عرب میں (۱) جالبہ بنی غلام"
 میں تحقیق بدوہ سے تو ہم نہیں دیکھ سکتے ہیں کہ وہاں لڑکوں اور لڑکیوں

سورة البقرہ کو

(در سلسلہ صدق و صفت)

(از عبد الماجد)

۱۔ ان الذین آمنوا والذین
ملک و انصار و الصالحین
ان الذین ہدانا للاحق
و علی سبیلنا ظلم اجماع
منہم ولا فرقت علیہم
ولا ہم یخرفون۔

ایک جو لوگ ایمان لائے ہیں اور جو لوگ
یہودی تھے اور انصاری تھے اور صالحین جو
آپ کی راہ میں تھے۔ آپ پر اور آپ کی راہ میں
علی کرے سوائے اس کے کہ ہے انکا اجر
اس کے کہ اور لوگ کے پاس۔ اور کوئی اندیشہ
ہے ان کے لیے اور نہ وہ کہیں تم کو گمراہ کریں گے۔

۲۔ ان الذین آمنوا

ایمان لائے کے سنی ہی کل عقائد مسیحیہ ایمان لائے کے ہیں ایمان اللہ
ایمان بالرسول وغیرہ سب کچھ اس میں شامل ہے۔ اور الذین آمنوا سے کھلی
ہوئی مراد منافقین یا مسلمانوں سے ہے۔

۳۔ ہم انصاف دین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان من عند اللہ ان ہر
یہی معنی ایک روایت میں حضرت ابن عباس سے آئے ہیں۔

قد ارسلنا بآل ان من بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہر شخص ابن عباس تک
لے بھی ہی سنی ہے جس کے وہ لوگ جو ایمان لے گئے اور پھر دین پر ثابت نظام
ہے۔ فالمراد الذین آمنوا فی الماصی وثبتوا علی ذلک واستمرز علیہ فی مستقبل
ہو قول التکلیف (کبر) والاولی ان یقال ان المراد الذین صدقوا البیئ صلی اللہ
علیہ وسلم ہمارا اس جملہ انبیاء سے (رفع)

دوسرے سنی یہ بھی کہ گئے ہیں کہ صرف ظاہر میں ہوں یا صرف زبان
سے اقرار اسلام کرنے والے یا منافقین مراد ہیں۔ (نہی)

ایک معنی یہ بھی نقل ہوتا ہے کہ انبیاء و صالحین یہ بیان رکھنے والے
مراد ہیں۔ حضرت ابن عباس کی جانب یہ قول بھی منسوب ہو رہا ہے کہ مراد
وہ ہیں کہ اب کتاب وغیرہ ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قبل آپ کی بعثت کے ایمان
لے آئے تھے۔

۴۔ میں جو لوگ دین یہودیت کے پیروں ہیں۔ یقال ہاؤ دستا اذا دخل فی ابھودیت
(یعنی وہی) خود پہلے ہی سے یہودی پہلے آ رہے ہوں۔ پہلے مشرک وغیرہ کچھ
اور ہوں اور ہوں اور اب عقائد و شعائر یہود اختیار کر لیے ہوں۔

۵۔ اب تک ذکر بنی اسرائیل کا چلا آ رہا تھا اور ان کی تاریخ کے اہم ترین
مشاہدہ سلسلے لے لے جا رہے تھے اب چلی بار لفظ الذین ہاؤ آ رہا ہے۔ اور
اب ذکر عقائد کا شروع ہوتا ہے۔

۶۔ بنی اسرائیل ایک نسلی نام تھا۔ ایک کتبہ، قبیلہ یا قوم کا نام تھا جسے
فرشتہ اپنی عالی نشی پر لانا تھا اپنے آباء و اجداد کی سبوحیت پر تاریخ کے
دوسرے وقت ضروری تھا کہ اسی نسلی نام کو لایا جائے۔ اب بیان شروع
ہو گیا ایک دینی مسلک کا۔ استغفار کی نظام کا۔ عزت ہوئی کہ

۷۔ واذا اخذنا منکم دینکم
و نلکم العور۔

اور زیادہ کرو دقت جب تم نے دین
تم سے اور لایا کیا تم سے تم سے اور
(لو کہ) دور۔

اب نام ایسا لایا جائے جو نسل نسب و خاندان کے بجائے رہنمائی کے
مسلم عقیدہ کی جانب۔ چنانچہ منہا یہ کام الذین ہاؤ سے لایا گیا
قرآن مجید کی بعثت کے وجہ ایجاد بنیاد ہیں اور انہیں میں سے
تقارب، لیکن ایک دوسرے سے متاثر نہ ہونے کے لیے انکا تقابل کا
لانا اور ان کے دقیق فرق کا لحاظ رکھ لینا ہے۔

۸۔ مذہب یہود، نسلی مذہب ہے، جنسلی مذہب نہیں۔ کسی باہر دے کو
باعتبار یہودی بنانے کا طریقہ ان کے اس میں۔ لیکن عرب میں متعدد قبائل
ایسے تھے جو نسل یہودی نہ تھے عرب یا بنی اسرائیل تھے، لیکن یہودی کی محبت
سے متاثر ہو کر انہوں نے شکار یہود اور یہودیت کو اختیار کر لیا اور رفتہ
رفتہ انکا شمار بھی یہودی آبادی میں ہو گیا۔ چنانچہ انہوں کے الذین ہاؤ
کے لائے کا ایک ذریعہ یہ ہے کہ وہ ان لوگوں کے اختیاری عقائد کی جانب
توجہ واضح ہو جائے۔

۹۔ اسرائیل کا نسلی و قومی حیثیت سے خاندان و خور اسلام سے کسی صدی قبل
لکھ کرنا چاہیے کہ مشن میں مشرک رہیوں کے انہوں بیت المقدس کی آبادی
کے بعد ہی ہو گیا تھا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مہاجرین یہودی کی حیثیت صرف
ایک مذہبی اور اپنی فرقہ کی ہو گئی تھی۔ اسی لیے قرآن مجید نے
بنی اسرائیل کا لفظ جہاں جہاں استعمال کیا ہے سیاق عبارت ہر جگہ
تاریخی ہے۔

۱۰۔ خوب خیال کر لیا جائے۔ بنی اسرائیل کی سبھیوں کا نہیں انصاف ہی کا
ہے۔ اور قرآن حکیم کا ہر پر لفظ پر محنت ہو جائے۔

۱۱۔ یہی وہ بنی اسرائیل ہیں جو انبیاء کو اسنے ہیں۔ حضرت یحییٰ کو نبی نہیں لانا
کا بنایا اسنے ہیں۔ نجات دینے والا (سبحانہ و تعالیٰ) خدا کے چہرے
انہیں کو یقین کرتے ہیں اور خدا کی کو نبی انہوں میں تقسیم سمجھتے ہیں ہر
انہوں کے لیے وہی ایک خدا اور انہوں کی ایک خدا۔

۱۲۔ اس لفظی و معنی حقیقت کو لے کر ہر شرک کے قائلوں کا ذکر ہرگز
اس مقام پر منعقد نہیں۔ اور اسی لیے شروع اور چلا ہوا نام ترک کر کے انصاف
لایا گیا۔ انصاف ہی بنی اسرائیل کی اور انصاف ہی جو سب سے ہے

۱۳۔ ان کا نام تھا حضرت یحییٰ کو نبی لانا تھا اور شرک
کی لعنت سے محفوظ تھا۔ آج کل کر ہی لوگ ایہود (یہودی) سے مستحق
کہلائے۔ اور شہ کا نہ عقائد کا ذکر نہ ہونے کے بعد انصاف ہی کی اصطلاح تدریج
سوغ تحقیر پر استعمال ہوئے لگی۔ یہ ایک انجیل اور ان کے چہرے صرف انہیں
سنی کے قائل تھے۔ اور یوں ان کی تعلیمات کے کبر شکر تھے۔ موجود
سمیت جو صدیوں سے چلی آ رہی ہے اور اسرائیل پر ولایت ہے قرآن مجید
نے سچائی کا ایک بار بھی اس کا ذکر نہیں کیا ہے۔ اسکا ذکر صرف اس قسم
کی آیات میں آتا ہے۔ انہوں نے انہوں نے انہوں نے انہوں نے۔

۱۴۔ یہی وہ بنی اسرائیل ہیں جو انبیاء کو اسنے ہیں۔ حضرت یحییٰ کو نبی نہیں لانا

محمد علی کے خطوط

[تین سال سے دہلی ریویو پیش میں اپنے اس شہر کے خطوط پر تقریروں کے ایک سلسلہ کا آغاز کیا تھا۔ سلسلہ کا عنوان تھا "سندھ کے خطوط" اور اس میں وہی خطوط جاری کئے گئے تھے جو ہندوستان کے باہر سے لکھے گئے تھے۔ اپریل میں بارہوی محمد علی کے خطوط کی بھی آئی۔ اور اس وقت ہندوستان کے ذہن کی توجہ ان کی طرف مرکوز ہو گئی۔ ریویو ایک سرکاری مکتبہ اسکی پابندیوں کو ناظرین آفر پر دیتے وقت ذہن میں آئیں۔ تقریر کا وقت ۱۵ اگست کا تھا۔ اس وقت جو اچھے لکھنے والے تھے، ان کے خطوط ہر ذہن سے بہت سے لکھے گئے۔ لیکن شری رام میں ان خطوط کو کون محفوظ رکھتا؟ اس وقت کے خبری نگاروں کا کھانا یا ہوا رکھا، ساتھ ساتھ لکھنا ہوا جو ان ایک روز شہر کے آسمان پر آفتاب میں گر چکے گا؟ آخر کے خطوط بے شک بہت سے ہونگے اور ان کے لوگوں کے پاس۔ لیکن وہ زیادہ تر انسانی اور ذہنی سطحوں سے بہرہ نہیں کوئی ریویو پر کیسے لائے۔ خاص و عام کو کیسے سنائے؟ اس ذخیرہ کے علاوہ میں جتنے ہیں اتنے دائرہ میں کوئی انھیں بچا لے کر آئے تو آج کا سا۔ اپر گرام اس ایک عنوان کے تحت جمع جانے۔ داستان کو غفلت جانے اور داستان غم نہ ہو پائے۔

محمد علی، سو اچھے بہت بد کو ہوئے۔ شری رام میں دونوں سڑ رہے۔ شہر کی کھلائے۔ پہلا سفر حیدرآباد میں کیا۔ جب پڑائی صدی کے ختم ہونے کے دو سال پہلے گئے تھے۔ تین اس وقت تین سال کا تھا۔ دوسرا سفر ۱۹۰۷ میں کیا، جب نئی صدی کی شروع ہوئے تھے۔ وہی سال ہوئے تھے۔ تین اس وقت ۲۲ سال کا۔ دونوں سفر غالب علی ہی کے سلسلہ میں تھے۔ زیادہ تر آکسفورڈ اور لندن میں۔ مختلف اسی سن سال کے لائق اور مراٹے انھیں شلوں کے مناسب حال۔ انگریزی میں لکھے ہوئے ہے جسے طویل دستانے علی گڑھ منتقل میں **محمد علی کے عنوان سے** کئی کئی لہروں میں نکلتے رہے۔ ذکر ان میں زیادہ تر ہوا کا لکھنے کھیل کود کا، ہجو لہروں کی ڈاک زلیوں کا، اور سب سے بڑھ کر کشمیری، رانی یا کشمیریانی کا۔ اس دور سے یقیناً آپ کو کچھ زیادہ دیکھیں نہ ہوگی۔

تیسری بار انگلستان جانا **محمد علی** میں ہوا۔ اب محمد علی ملک کے ممتاز جرٹ اور انگریزی کے مشہور افسانہ نویس تھے۔ کامریڈ عرصہ سے نکل رہا تھا۔ اور اب سہ ماہی کھانا شروع ہو گیا تھا۔ کامریڈ کی ایک نئی نکتے والی سرگ کی دڑ میں ایک مسجد کا کاشہ آ رہا تھا۔ اس پر قدرتی ایک سخت سیمان برپا ہو گیا تھا۔ اور ساتھ شہر کے صوبہ کے عہدہ سے نکل کر "آل انڈیا" بن چکا تھا۔ محمد علی مسلم لیگ کے سکریٹری کے ساتھ لے چپے پائے ولایت روانہ ہوئے کہ وہاں جاکر اس سال اور ایک ہی کیا، ایک کے بہت معاملات پر لوگوں سے اس ملائیں، ان کو گرامس، لیبیوں کو زرائع تقریبی تحریر سے، علم سے زبان سے، غرض وہاں چوچکر ہندوستان خطابت سے لگے۔ عوام انگریزی میں۔ اکثر کامریڈ میں چھپ بیٹھے۔ انھیں پھر کر نقشہ نظر کے

ساتھ پھر جاتے تھے۔ اس وقت کے ہندوستان کا اس وقت کے ہندوستان کا اس وقت کے انگلستان کی شان و شوکت کا۔ ان کامیاب قدم قدم پر پیش آتی ہیں۔ بہت بہت بہت۔ دو تین اور شبانہیں محمد علی کی کثرت ہوئی لندن میں بھی اور انڈینا، نیو کاسل وغیرہ میں بھی۔ ان سطحوں اور محبتوں میں شریک انگلستان کے جوئی کے مشاہیر بہت سے ہوئے۔ مثلاً ایل ٹم دال، کاسٹ میں ایچ جی، ویلز، جی کے جیٹرٹن، اسے جی جی، ڈرن، سی جی، اسکاٹ، جے اسے اسٹیڈ راولیٹائن، ولسن اور آرٹھڈ کے مشہور شاعر ڈیو۔ بی۔ ایس۔ ایل سیاست میں ریفرس کڈ انڈیا، کیر باڈی، جان ڈن، آئرس ہیریٹ، ڈاکٹر دو فرڈ، مسٹر نیو سن وغیرہم۔ کچھ ایسے مشاہیر بھی تھے جو تین وقت پر خود آئے۔ سے سندھ ورنے اور اپنے بچے اپنے عہدہ کا بھیج دیے۔ مثلاً برنا، ڈنٹا، سٹر لیبٹ فورم۔ محمد علی ان سطحوں سے غیب کام نکالتے۔ جو کچھ کنا ہوتا انھیں سوتوں پر کر ڈالتے۔ طویل مدت سے ان کے "تیز میں" تواتر پاتے البتہ دوسرے مشہور اخبارات میں ہونے یا آنے نکلتے رہتے۔ لارڈ ہیلڈے اس زمانہ میں نے نئے مسلمان ہوئے تھے اور لیڈی آولین کو بولڈ توان سے نکل ہی اسلام قبول کر چکی تھیں، ان پہلو سے بھی محمد علی نے انگلستان کی سوسائٹی کے اندر خوب گفتگو پیچیدہ کر لی۔ اور اپنے سن میں کچھ ایسے زیادہ ناکام نہ ہوئے۔

۱۹۰۷ء ستمبر ۱۹۰۷ء کے کامریڈ میں جو اسلئے کھلا ہے اس میں ہے اس سفر پر جو یا تبصرہ کرتے ہیں۔ "۲۲ دسمبر کو کم لوگ خود ایک اور اعلیٰ سطح اپنے دوستوں اور سہ ماہیوں کو دے رہے ہیں اس سطح کی حیثیت سیاسی اور نزعی، جو کی بلکہ اسکا مقصد یہ ہوگا کہ کم ہندوستان اور انگلستان اور اسلام اور سمیت کے درمیان سفارت کا کام دے سکیں اور ان کا کم اپنے مخاطب انگریزوں اور انگریزوں کو بتا دیں کہ وہ ہمارے ملک ہمارے مذہب سے ایسے بے تعلق و نر ہیں جیسے کہ بے شک وہ چکے ہیں بلکہ ہمارے غم اور ہمارے مقصد ہمارے شکوے خود ہماری زبان سے سن لیں۔ مشہور افسانہ نگار ایچ۔ جی۔ ویلز سے ملاقات ہوئی چکی ہے۔ بلکہ اب کی حمد کو تو ان میاں ہوئی اپنے ان رات کو کھانے پر ڈر کر آیا ہے۔ اور وقت بھی سیری خاطر سے سو آٹم کار کھا ہے کہ میں اس وقت تک ہندوستان کی ڈاک سے فارغ ہو جاؤں" اس کے پل کر لکھتے ہیں کہ "ہندوستان اور اسلام کے ساتھ میں ان لوگوں کی ہجری اور عہدہ و دیگر کرنے اور انھیں بار بار چکھتے رہنے کے لیے مزدوری ہے کہ ہمارے ہم خیال لوگ ہندوستان سے بار بار آتے اور یہاں کی دلت عامہ کو برا بھلا کرتے رہیں میں یہ حیثیت مجھ علی ایس میں نہیں ہوں۔"

محمد علی اب ملک و ملت یعنی ہندوستان اور اسلام دونوں کے ساتھ اور یہ دوہرا نقطہ نظر قائم ہو چکا تھا۔ چرنا سفر انگلستان اور فرانس کا ۱۹۰۷ء میں وہ خلافت کے صدر کی حیثیت سے گیا۔ اب انکا شمار ملک کے مسلم لیڈروں میں تھے، اور "لٹاؤں میں تو وہ سب سے زیادہ ہر تقریبی حاصل تھی کہ ایدر شاہد۔ اب انکی حیثیت سفر سے زیادہ بجا ہوئی تھی انگلستان خصوصاً شہر لندن میں بہت سی تقریریں کیں۔ انھیں ہال کیلکشن ہال وغیرہ میں اور کچھ فرانس میں بھی۔ موضوع تقریر اسلام اور ہندوستان

دوں کی ترجمانی اور پوجش ترجمانی ہی رہنا تھا۔ تفریقوں اور پاکیزگیوں کے اٹھناک میں ہندوستان خطہ طے کرنے کا وقت کہاں سے نکلتے۔ اور جو کچھ لکھے ہیں انکی اشاعت کی ذمت اور بھی کم آئی کوئی اخبار اسوقت پہلے ہاتھ میں تھا نہیں نہ آزاد کا نہ اگر دی کا۔

پانچویں بار۔ جیل اور دار و نزار ایک قدردان و جہد شناس ہندوئیس کے فریاد پر ۱۹۱۷ء میں اپنے علاج کے لیے وہ سپردِ امان ہوئے۔ ذیابیطس کا علاج فائنل کے ذریعہ کرنا تھا۔ اور اس طریق علاج کے اہرین فرانس میں تھے۔ اس لیے ذرا دیر کی زیادہ تر قیام فرانس ہی میں رہا۔ اور انگریزوں کی قید پر تاکید سیاسیات وغیرہ سے ایک بڑی حد تک الگ تھا۔ رہنا چاہا۔ اس سفر میں، اس سے جو مفصل خط لکھا ہے قابلِ ملاحظہ ہے۔ اقتباس فرما طویل مقرر ہو گا لیکن اس سے ایک طرقت تو اس سفر اور چلتے سفر و دہن کے مقام و روشنی میں آجائیں گے۔ اور دوسری طرقت بولا کا طبیسی اور معاشری نقطہ نظر بھی کسی قدر واضح ہو جائیگا۔ خطہ روایتی جواز میسٹرنیہ لکھا گیا ہے۔ تاریخ سرجون شلہ کی پڑھی ہے۔ اور اب جاسمراؤں نے خطہ محمد علی کے مجموعہ میں جو باب بھی لکھا ہے۔ مولا آزاد نے

چوتھا سفر شلہ میں کیا گیا۔ اور ایک آخری کوشش اٹلی کی گئی تھی کہ غلات عظمیٰ کو برقرار رکھا جائے۔ ترکی سلطنت اور اس کے اقتدار کی حفاظت کی جائے۔ گذشتہ خبروں کی بنا پر جانتے تھے کہ کیا سفر ہو گا مگر رہے نہ دل میں ہوس آئی یہی کرو گئیں

اس فیصل سے احوام سفر باز نہ ہوا تھا۔ آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ اسلام آباد مشرقی اور اس سفر کے بعد تو یہ کرنی تھی کہ اب آستان بوسی نہ کریں گے۔ اگر پیر جانیں گے تو اسی لیے کہ انگلستان اور ہندوستان کے درمیان معاہدہ پر دستخط کرینگے۔ انھیں وہ معاہدہ آج بھی دور نظر آتا ہے۔ مگر اکھوتہ کہ تو یہ آج بھی نہیں ہوا۔ ... آج سترڈنسن پرنسپل سکریٹری گورنمنٹ آف انڈیا سے جواز پر ملاقات ہوئی تو انکی اس غلط فہمی کو دور کر دیا کہ بلکہ کبھی کے سلسلہ میں انگلستان جابجا ہوں محض اپنی صحت کی اصلاح کے لیے بھیجا گیا ہوں۔ اور اس ہندوستانی ہے کہ ایک فائدہ کش ملک سے متحمل ملک کی طرف ایک فائدہ ست بعزت گزرتا اس لیے سفر کر رہے کہ وہاں جا کر فائدہ کر کے اپنا علاج کرائے

ہندوستانی غریب میں اس جہاز پر بھی ہندوستانی لباس میں سفر کر رہی ہیں لیکن سوائے سرائی میٹ کے اخبار جو انڈیا کے ایڈیٹریل اشاعت کا ایک رکن کے جو اچانک اور آڑا پانچا پھنچے ہوئے ہیں مردوں میں مرث میں ہی ایشیائی لباس میں بیویس ہوں آج صبح سے فوج میں بہت کمی ہو گئی ہے اور آج شب کو پانچ سے جب سے یہ خط شروع کیا گیا ہے۔ جہاز پر مردوں اور عورتوں کا پانچ ہوا ہے۔ ایک پیر سے قریب ہی ایک خوش روا دہیہ اور بلند قامت فوجی افسر بیٹھے ہاگرتے تھے۔ اور کبھی کبھی ایک دو لفظ بول لیا کرتے تھے۔ آج ایک تجزی سے میری دیر تک گفتگو رہی جس میں زیادہ تر

ملے ایک سرکاری کمپنی اسلئے اسلئے اظہار دے بہت سے ہندوستانی دہشت گشتے تھے شہر داروں کا مشہور اگر بڑی۔ زمانہ کئی سال تک بڑی آب و تاب کے کھلا رہا۔

میری سمجھوں کے نام اور انکی عمر وغیرہ کے متعلق اس کے سوالات اور سرسہ جوابات تھے۔ یہ تھا ہراسے میں کہ اور کچھ دیکھ چکے ہاگرتاں صاحب نے مجھ سے گفتگو شروع کی۔ اور دو گھنٹے تک نہایت آزادی اور متغائی سے گزرتی تھی طریقہ جو سیاسی گفتگو ہی جیسے بعد انھوں نے شکر یہ بھی ادا کیا اور دوسری دہی۔ جسے کو معلوم ہوا کہ یہ ریگڈیر ہتزل میں۔

دوسرا خط فرانس کے قیام کے بعد لندن سے ۱۹۔ اگست کا لکھا ہوا ہے۔ اس کے طویل اختیارات بھی نہ لطف سے غالی ہو گئے نہ اس سے اس لیے اور بھی کہ اس میں ذکر ایک ستور بزرگ قوم کی ذلت کے لیے جس سے مجھ نظر سے خاص خیال رہا۔ یہ بکلی حق۔ اپنی محنت اور پرہیزی کی تعظیم کے بعد لکھتے ہیں :-

”میرا مکتب کو برس سے اپنا خانہ ختم کیا۔ کیا معلوم تھا کہ ایک جوت میں انقلاب آئے گا۔ یہ تھا اس وقت سید اسیر علی صاحب دنیا سے رخصت ہوئے تھے۔ گو کچھ اچھے سے وہ صاحب فرانس تھے تاہم کبھی گوانا نہ تھا کہ وہ اس قدر طبع داشتی میں کہ بیکس کے واسطے ہیں جہاں جس میں جینا مشکل ہے اسی طرح مزاج بھی مشکل ہے۔ جس دن اسیر علی صاحب کا انتقال ہوا ہے لوگ چٹیاں منانے جا رہے تھے۔ تجیز تکفین کا سامان مل گیا نہ ہو سکا۔ یورپین رسم کے مطابق بدوں سے تابوت چھب گیا مگر اس پر یہ کہ جب ہیں قبرستان پر پہنچا تو دیویدوں سے الگ الگ ہونے لگی تھی۔ کتاب کی یاد کے نام صاحب نماز چارہ پڑھا چکے تھے۔ اس قبرستان میں ہزاروں ہی قبریں اور میں شہر خوشاں کا نام بھی NEUROPOI ہے۔ ریل کی پڑی اس کے اندر تک آئی ہے۔ نہایت وسیع میدان میں باغ لگا گیا ہے جس کے باؤں طرف تھوڑا سا قلعہ کی دیوار ہے۔ نہایت عمدہ سرکس روشیں پہلے پھر سڑکوں کے لیے بنا دی گئی ہیں۔ اس شہر خوشاں کے اندر بھی خامی بس ڈراما ہی موجود تھی جہاں بچ کھایا جا سکتا ہے۔ میان ایک چھوٹا سا سہرہ ملاؤں کی قبروں کے لیے بھی ہے۔ یوں تو تجیز تکفین کا انتظام کرنے والی ایسپتال نے سب کچھ کر لیا تھا لیکن یہ کہ کو معلوم ہوا کہ قبر کا رخ کسی قدر غلط تھا لیکن اکھوتہ کچھ زیادہ غلطی نہ تھی۔ اور امام صاحب نے بسکات سے صحیح طور پر قبیلہ کی سمت بوڑھا تھا۔ ہم لوگ جب پہنچے تو قبرستان میں چند دہیں ہی آدمی رہ گئے تھے۔ جن میں لاڈلہ بڈلے اور پنجاب کے سابق لغتہ گورنر سروائی دین تھے۔ سروائی دین نے مجھے پہچان کر اور دس مزاج شریعت مگر میرا حال دریافت کیا اور فرمایا کہ ہاں میں آپ کو اچھی طرح پہچانتا ہوں۔ میں جو اب میں اکھوتہ کھڑا اور ان سے ملنے لگا کرتے رہتا تھا۔ مسلمانوں کی قبریں قابض پہلے بیان نہ تھیں۔ جتنے کہتے تھے ان سب کو میں نے پڑھا۔ اور معلوم ہوا کہ سب سے پرانی قبر ایک خانوٹا سید احمد غازی کی ہے۔ یہ خط بھی باقاعدگی سے ہوئی تازہ کتاب تخلیق محمد علی میں درج ہو چکا ہے۔ آگے چل کر اسی خط میں بھی حیدر آباد۔ حیدر آباد اور مصر کی متعدد بیٹوں کی قبروں کا ذکر ہے۔ اس کے بعد فوجیوں کی قبروں کی ایک بڑی طویل فہرست ہے۔ اس سے کچھ فائدہ نہ ہو گیا ہو گا کہ محمد علی سیاسیات کے علاوہ بھی اچھٹان میں کیا کیا دیکھتے تھے اور کس نظر سے۔

”اس پر میں نے کام کر دیا ہوں جو نہ کسی اور سے دیکھا ہے نہ کوئی کہتا ہے۔“

وَالَّذِي جَاءَ بِالْقَدْنِ وَصَدَّقَ بِهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ (اور جو بھی بات بکرا یا اور جس نے اسکو سچ انا وہی لگ پر ہر گاہ میں)

ایڈیٹر۔ عبد الماجد

پتہ۔ دریا باد۔ ضلع بارہنکی

نائب۔ (علیم) عبدالغنی

مضامین کے ارے سے مراد اساتذہ کرام کی جائے ہفت روزہ

پیشہ نویس (۳۹۹۱)



چندہ ای قسطی امور
کے متعلق مراسلت اس پر کی جائے
محمد عبدالرؤف عباسی مترجم صدق
مرشد آباد پریس۔ گورکھی۔ لکھنؤ

چندہ مالانہ لکھنؤ
شمارہ ۵
پیر دن بند سے مالانہ شنگ
نہایت نی پرچہ اور

نمبر ۳۱ دوشنبہ ۱۸ ذیقعدہ المکرمہ مطابق ۸ ستمبر ۱۹۴۱ء جلد ۷

سچی باتیں

”جی! اور اس کے ساتھ کاروبار کی اسکے دولت و عزت کی اسکے منہ بے
باز کی بے ثباتی اسے حاصل اسے حقیقتی!
”اللہ کے سوا جو کچھ ہے سو خود اسکو ہے نہ نصیب نہ ہے نہ
تصہ ہے۔ لا موجود الا اللہ!“
کیا کسی صوفی عارف نے اس سے زیادہ کچھ کہا ہے؟ وہ اعلیٰ القیامہ دنیا مالا
افروز کی تعریف اس سے بڑھ کر کچھ ہوگی؟۔ انہیں غالب صاحب نے
ایک بار ایک بڑا بڑا قصیدہ فارسی میں شاہ نصیر الدین حیدر دہلوی اور
کی مدح میں لکھ کر ایک صاحب کے قوسطے لکھنو بھیجا۔ قصیدہ پوچھا
نیراسہ نشا پر میٹھا۔ حکم ہوا کہ خود اپنی پانچ ہزار کی رقم اتنا ازادی بند نے۔
شاعر کی آذوبر آئی۔ قسمت بجا لگئی، لیکن آگے سینے۔ پانچ ہزار میں سے
تین ہزار تو وزیر سلطنت نواب روشن الدولہ بادر کی نذر ہوئے۔ دو ہزار ان کو
صاحب کے ہاتھ آئے، وزارت پناہ کے اس استاد کے ساتھ کہ کچھ کھانا
بھجوا دیا۔ ان صاحب کو دینا۔۔۔ ان صاحب کو صاحب بھی نظر آیا کہ ان
دو ہزار میں سے دو روپیہ بھی غالب تک نہ پہنچائے جائیں۔ شاعر غریب
کی قسمت جیسا کہ تھی۔ لکھی۔ جاگ کر پیر ہو گئی!

لکھنؤ میں غالب کی ایک پرستار تھی۔ وہی نے لکھنو خط آیا کہ
بھائی تم مدد کرو! اور اس معاملہ میں میری داد دے کر اس کو اور غریب و دولت
سلطان تک پہنچاؤ۔ مطلع میں شاعر نے لکھا۔ ”تو میری اس بات پر
کاٹنا خط دو۔“

”یہ خط لکھ کر میں نے ڈاک میں دھونڈ لیا۔ آج خدا وادہ ہوا۔
تیسرے دن شہر میں خبر آئی کہ نصیر الدین حیدر گیارہ اب کو میں
کیا کروں اور آج کیا کرے؟“ (عش)
یہ قصیدہ اگر غنیہ نہ آجیب بھی نہ انجام کسب نہ۔۔۔ ان کے ہاتھ شاعر
نہی قوت رہے۔ بولی کی حمد نہ بنا جاتا۔۔۔ جس کو میں نے

غالب کوئی ذرا نہیں شیخ وقت نہیں ایک شاعر ادیب تھے اور
وہ بھی رندانہ مزاج اور لائالی مذاق کے۔ خطوط غالب (سوہی) ہمیشہ پٹا
کی مرتب کی ہوتی تازہ کتاب ”تعبوت و معرفت اخلاق و روحیت کی تین“
خاص ادب و انشا کی کتاب ہے۔ لیکن کیا معنائے ہے اگر کوئی کام کی بات
کسی رنگ لائالی کی زبان سے سنی کی جیسے اور حیرت کا لکھنا کسی ادیب و
انشا پر داؤ کے کلام میں نظر آجائے؟۔۔۔ غالب صاحب ہر چوری
اللہ کو اپنے ایک نہایت عزیز ہندو شاگرد مرزا تقی کو لکھتے ہیں:-
”سبلستان کا چھاپا خدا کو مبارک کرے اور خدا ہی تمہارا
آپ بڑا لکھتا ہے۔ بہت گزر گئی ہے۔ تھوڑی رہی۔ جی گزری
ہے۔ اچھی گزری جا چکی۔ میں تو یہ کتابوں کو عربی کے تصانیف کی
شہرت سے عربی کے کیا ہاتھ آیا؟ جو میرے تصانیف کے انتہاء سے
مجھ کو نفع ہو گا؟ سندی نے ”پوشان“ سے کیا پھل پایا جو تم
”سبلستان“ سے پاؤ گے؟ اللہ کے سوا کچھ ہے مہم و معدوم
ہے نہ سخن نہ نہ سمجھو نہ نہ نصیب نہ نہ نصیب نہ۔ لا موجود
الا اللہ“ (جلد اول، عش)

غالب اب پورے ہو چکے ہیں کلام قبتا پھیلنا تھا پہل چکا ہے۔ روہی
فارسی بھی۔ شہرت جتنی حاصل ہوئی تھی اب حاصل ہو چکی ہے۔ قد تقاس
نواب صاحب را پور کے استاد رہ چکے ہیں۔ دہلی کے شاہی دربار میں انگریز
سرکار میں جتنی عزت یعنی تھی مل چکی ہے۔ ان سب تجربوں کے بعد غریب نے
فرمایا ”اے کہو کیا پانچ ست کا بڑا ہوا ہے!“

توحید کے معنیوں پر کی ہوئی، کوئی انسان مخلوقے محدود کا تھا؟۔ غایتوں کے بجائے باقی سے تو لگنے والوں میں کوئی آج تک محدود رہا ہے؟ کوئی اس در سے کہیں محدود پیرا ہے؟ فرشتوں سے بھی کوئی ارادی نہیں، کوئی غلامانہ نشان ممکن ہے؟۔۔۔ سچ لکھا ہے اس سے پہلے جس نے شرکی زبان میں حکمت و معائنہ کے دریا بہا دیے ہیں۔

عشق بر مرد نہ استند پاؤں دار
عشق را بر حق استیوم دار

بیشک ان دونوں حضرات کی رائے یہ ہے۔ اور ان کے ساتھ دوسرے اکابر کی بھی اچھی خاصی حد تک ہے۔ لیکن دوسری طرف بھی بہت سے اکابر یہ ہیں۔ ان حضرات نے تقدیر کلام الہی ہی سمجھی ہے کہ: اللہ صمدی ہے۔ اور اسی جاہت میں راز حق صاحب تفسیر کبیر بھی داخل ہیں۔

ابن جریر نے حسب دستور متعدد معانی نقل کیے ہیں۔ ان میں سے صرف پہلے سنی میں ابو حضرت بن عباسؓ سے منقول ہیں: دونوں صفتوں کا صدوق ذات رسول اللہ صمدی کو ٹھہرایا گیا ہے اور باقی چاروں معانی میں جو حضرت علیؓ سے لیکر حضرات ابوبکرؓ، عثمانؓ، علیؓ، و امینؓ و چودہ سنی تک منقول ہیں، دونوں صفتوں کا مصداق بالکل الگ الگ ذاتوں کو ٹھہرایا گیا ہے۔ گویا ان سب حضرات سے صدوقیہ کے ساتھ واللہ کو صدوقیہ کی کوئی پڑھا اور خود بخود آواز دے گا۔ یعنی تاریخ اسی کو دی ہے کہ ان یقال الصدوق هو القرآن صدوق۔ مراد قرآن و کتب مطہرات کی ہے۔ و ثانیاً ان لا اله الا اللہ صدوق۔ اور صدوق کے معنی میں قرآن و ایمان رکھنے والے صدوق بالروحانیون بالقرآن صدوق۔ اسے صدوق و اعلیٰ سمجھا جائے گا۔

دو آیتیں

- ۱۔ آیت کریمہ قال الذی عندنا کل کتاب آیتیک یہ قبل ان یرثنا لیس لک دخل شئ منہ۔ میں جس کا قول نقل فرمایا گیا ہے؟ آیا حضرت اُصمعت یا حضرت سیان علیہ السلام کا؟
- ۲۔ آیت کریمہ (آخر ضلنا الامانہ علی السموات والارض والجبال) (احزاب ۱۹) میں الامانہ سے کیا مراد ہے؟

پہلے جواب دو سب سوال کا عرض ہے آیت کریمہ میں الامانہ سے مراد وہ خاص چیز ہے جسکی بنا پر انسان جمادات و نباتات و غیرہ سے ممتاز ہے اور جسکی بنا پر وہ غلیظۃ اللہ قرار پایا ہے۔ اسی چیز کا نام غلظۃ اللہ و زہداری یا تکلیف شریعی ہے۔ ہوا یہ کہ غلظت کا نام اس کے بعد ساری زمین و مخلوق میں بقدر ضرورت شور پیدا کر کے سب سے سوال کیا گیا کہ کون تکلیف شریعی بتا جائے گا؟ کون ارادہ و اختیار کی زہداری اپنے سر لیتا ہے؟ احکام کی اطاعت کا عمل بہتر سے بہتر لیتا اور اس طرح ان تمام چیزوں کو سزا بھی سخت ہے۔ اور ساری مخلوق نے اپنے صنف و بطنی کا لحاظ کر کے کہا ہاں ہمیں یہ بار الامانہ قبول نہیں۔ انسان نے اسے قبول کر لیا۔ حضرت ابن عباسؓ اور سید بن جبیرؓ وغیرہ تابعین کے قول میں الامانہ کی تفسیر جو انرا عمل الطاعت علی العباد سے کی ہے اس سے پیشہ ہی مراد ہے۔ اور اسی پر کہنا چاہیے کہ سب کا اتفاق ہے۔ کوئی بجز امام ائمہ مفسرین کے درمیان وجود نہیں۔

پہلے سوال کا جواب اللہ مختلف فیہ ہے۔ اس تفسیر کے اقالہ دونوں قسم کے ملے ہیں۔ بعض نے کہا ہے کہ کہنے والے سے امت امتیہ اور مخالف حضرت سلمانؓ۔ اور بعض نے لکھا ہے کہ یہ کہنے والے تو خود حضرت سلمانؓ تھے اور مخالف وہ حضرت عیسیٰ بن ابی مریمؓ تھے تو حضرت جبریلؓ کا نام نہ لیا۔ اور بعض نے کسی اور کا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ذاتی میں سلمانؓ قرآنی کے لحاظ سے توحید قول اول کو ہے۔ کوئی غرض نہ توحید کہنے والا بعض ائمہ قرآنی

کلام کی رفتار

پچھلے نمونہ انگریزی ترجمہ و تفسیر قرآن کی جاہت کا کام شروع ہو جانے کی اطلاع پاکر بعض اصحاب نے تدریج صدق سے سوائے شروع کر دیے ہیں کہ بلا بار کب تک چلیگا؟ قیمت کیا ہوگی؟ کل مدت اشاعت کی ہوگی؟ دقت علی ہذا۔ ان سب حضرات کی غرضت میں ایک بار پھر گزارش ہے کہ اسی تمام خدمات سے تدریج صدق کو معاف رکھا جائے۔ اور مخالفت و مراستت با و راست آنک کہیں (جیسے اردو ترجمہ) نہ ہو جس سے رکھی جائے۔ جس بے تدبیر سے سیوٹی اور دو ہفتہ واسکے الی: اختلافی چلوں کا قفل نہیں ہو سکتا اور انگریزی و عربی کی اتنی عظیم اشاعت و ضخیم کتاب کی چھپائی کا لگاؤ وغیرہ کا اہتمام ظاہر ہے کہ کتنے دن کے محنت کر سکتا ہے؟ شروع و اخیر میں ہر سلسلہ ارادہ و پشاور کے ایک مخلص کی پانچ پانچ اجوار کی نماز قسط قبول ہوئی۔

ایک آیت کی شرح

ایک مذہبی عالم اور مہتمم قرآن لکھتے ہیں:-
”صدوق کی پیشانی پر آیت واللہی با و بالصدق و صدق کا جو ترجمہ درج ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہی با و بالصدق اور صدق یہ دو الگ الگ مستقل صفتیں ہیں۔ اس وقت میرے پیش نظر صرف شاہ رفیع الدینؒ کا ترجمہ اور شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کی مناجح السنۃ ہے۔ شاہ صاحب کے ترجمہ میں آیت و من ظلم من کذب علی اللہ و کذب یہ سے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ دونوں کو ایک ہی صفت قرار دیتے ہیں۔ البتہ آیت واللہی با و بالصدق کا ترجمہ کسی قدر بہم ہو گیا ہے۔ لیکن ابن تیمیہؒ نے مناجح السنۃ جلد ۴ میں اس آیت پر خاصی بحث کی ہے اور لکھا ہے کہ ذہان نے اللہی با و بالصدق کے ساتھ واللہی صدق میں آیت یعنی انھیں الگ الگ صفت نہیں قرار دیا ہے بلکہ صرف صدق یہ ہے اور وہ سے اناس جا و بالصدق ہی سے خلق رکھا ہے۔ یعنی جو سچائی لیتا اور سچائی کی تصدیق کی۔ معلوم نہیں کہ وہ سب کھنٹیں کی کیا رستہ ہے۔ اس وقت مراجعت کتب کا وقت نہیں۔ بہر حال ابن تیمیہؒ کی رائے یہ ہے۔ اس وقت میں اس آیت کی تفسیر کی آیت دیکھ رہا تھا اس پر بھی نظر فرمائی اس سے پہلے عرض کیا تھا

وہ جس نے اسے دیکھا وہ اسے بھول گیا

۶۳۔ خدا! اے تیرے بقدر و راز کو! کرا
 اے تیرے ملک و مملکت کو۔

۶۲۔ قرآن مجید میں عیدِ ذکاءِ غلوا
فصل اللہ علیکم ورحمۃ اللہ
من المفسرین۔
پھر تم جو کہتے ہو کہ اس عید میں
میں نے اللہ کی حمد و ثناء کی ہے
رحمت اللہ علیہ ورحمۃ اللہ
من المفسرین۔

۱۷۷۷ء پر پورا مقبول اُسی وقت کا ہے۔ یعنی جب کہ آپ نامول ہوئی تھی۔ مگر
کے ساتھ تو ساتھ ہی یہ ہدایت بھی ہوئی کہ اس کتاب کی مصانفت کتب خانہ
اُس کے حکام پر وارد ہو۔ اعلیٰ اجا اعلیٰ حکم میں اکتیب (ابن عباس) و دیگر
سے براہ کتب تحریر ہے۔

ایک کام تو دین پر غل کی تاکید اور اس کے حرک، چرید، غور و تہ میں جا بجا ذکر ہے :-

”جو کوئی اس شریعت کی سب باتوں پر نفاذ نہ کرے وہ ہے کہ ان پر عمل کیسے
اس پر ملت۔ سب جماعت کے آئین“ (اشفاق، ۱۶: ۲۷)
”اگر تو کوشش کر کے خدا کو اپنے خدا کی آواز سنے تاکہ وہ سب
حکموں پر جو آج کے دن میں تجھ سے نازل ہوں اور یہاں تک کہ تامل
کرے تو خداوند تیرا خدا تجھے (زیادہ) کی قوموں کی پرستش تجھے
سرا نزل کرے گا“ (اشفاق، ۱۶: ۲۸)

لیکن اگرچہ مذکورہ سبب سے اس کی توجہ کا شعور ہو چکا تھا مگر اس کے
مارے شعور اور ملکوں پر جو اثر ہے اس میں کچھ بتانا چاہوں وہ یہ
ہو کہ اس عمل کے قریب ایسا ہو چکا کہ یہ ساری تعلیمیں مجبوراً انگریزی
میں ہونا چاہئیں گی۔ (پریشانت ۱۲۸۰ء)

۳۲۰ (۱) کہ ان احکام پر عمل کر لو۔ احکام الصغیر اور احکام الکبیر کا فرق ہے۔ چنانچہ کہ ان پر عمل کیا جاوے۔

فروغ افغانی، نوروز دا علماء پر رښتین لارښوونې (د اسلامیت) واده، داسې لیکل
حفظوا العلموا (سجله ۱)

اسی وقتوں کی مراد ہے کہ جب کہ یہ سب پھر اُپار ہو جائے

یہ سب کچھ کہہ کر وہ اپنے گھر کے دروازے پر پہنچا۔ وہاں اس کے ایک دوست نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

۱۰۵

ایک دفعہ ایک روز وہی ملک برس ہے جو ابھی تک اٹھ دھند کرانے کی قور کھایا
سب سے بڑا علمدار تھا وہ شاد بنکر تین گھنٹوں کے بعد گھر اور محل میں رہتا
کئی دن اس کے در پہنچتا تھا کہ پکا دیا میں سب سے بڑا امر گویا — قدرت کا بیڑا
ہی علم نہیں کر سکتے، وہ اس کے غیر فطرتی نظریات جو ان کی ابتدا کبریاں تک
وہ ان کے خلاف کرتے ہیں کہنا دلیر تھا — پر جیسے کہ اس کا جو دست ہوا
فرمان کرے کہ ان کو ادا نہ ملو، مخرج کر، ان کی گھر، ان کے بڑے، ان کے بڑے

تازہ مردم شماری "ہندوستان کی اسی طرح شہدائی

تازہ درازم شمار ہی کے حساب سے ابھی ۵۰ فیصد ہی آباد ہے۔
یعنی اب ۳۰ کروڑ ۵۰ لاکھ ہوئی۔ اس زمانہ میں سب سے بڑا
حصہ شہری آبادی پر مشتمل تھا۔ غرض کہ جسے شہروں کا تین
اٹھواں حصہ آبادی پر آباد رہی رکھنے والے شہروں کا۔ پہلی کی آبادی
تقریباً ۳۴ فی صدی ہوئی اور کانپور کی کوئی سو فی صدی۔

الحبيب سرکار می بیان کا خلاصہ ہے۔

گو ایہ سخن کے سننے پر ریگ پڑے کہ بارگاہِ اربعہ کا۔۔۔ کی آبادی میں بغیر
مجموعی دو گ خرد ما نہیں ہوتی۔ اور اس لحاظ سے تو سمجھنا چاہیے کہ "رقی" کی
سرتل، اسی دور ہی ہے۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی ہے کہ آبادی دجائے کی تیرا
بیک شہروں کی پڑھ، ہی ہے۔ اور شہروں میں بھی وہ شہر کہنے میں ہٹے ہوئے
اور "نہن و قذیب" میں پڑے ہیں۔ گویا ہندوستان اب "دو بابت" ہے
یا بدلت کو چھوڑ کر شہرت (منازلت) کے قریب تر آ جا رہا ہے۔ اور اس کا
سے ملک کے ڈانڈے۔ ان کے "قذیب" ہندو ملک کے لئے بارگاہ ہیں۔

جو یقینی کش مسلمان

سویقہ پر ایک ماسک اور ہاتھ کا تھریڈ ہے۔ اس کی تصدیق میں علامہ کی قدر
ماشاء اللہ کا نام جو پڑھتے ہیں اور "اے اللہ" کی تائید ہے۔ "اے اللہ" کا نام

”ملا کہ اس مسلم نے ہم غیر مسلمانوں کے آہے ہی گزرتا تھا آگیا۔ مسلمان
گوشتہ منکر نہ نہ جانتے تھے۔ سیکھنا چاہتے تھے۔ اور نکلتا سید
کے طبع جلد سے نہ توہم نہ دوسرے درباری لوگوں کا نشانہ ہی کر دیتا۔

(بہارِ حیات، جلد اول، صفحہ ۱۰۰)

بروئے سائنس و کیمیا کے بارے میں ایک نیا دور ابھی شروع ہوا ہے۔ اس دور میں سائنس و کیمیا کے بارے میں
جو کچھ بھی لکھا گیا ہے، وہ سب ہی غلط ہے۔ اس دور میں سائنس و کیمیا کے بارے میں کچھ بھی لکھا گیا ہے، وہ سب ہی غلط ہے۔
اس دور میں سائنس و کیمیا کے بارے میں کچھ بھی لکھا گیا ہے، وہ سب ہی غلط ہے۔ اس دور میں سائنس و کیمیا کے بارے میں کچھ بھی لکھا گیا ہے، وہ سب ہی غلط ہے۔
اس دور میں سائنس و کیمیا کے بارے میں کچھ بھی لکھا گیا ہے، وہ سب ہی غلط ہے۔ اس دور میں سائنس و کیمیا کے بارے میں کچھ بھی لکھا گیا ہے، وہ سب ہی غلط ہے۔
اس دور میں سائنس و کیمیا کے بارے میں کچھ بھی لکھا گیا ہے، وہ سب ہی غلط ہے۔ اس دور میں سائنس و کیمیا کے بارے میں کچھ بھی لکھا گیا ہے، وہ سب ہی غلط ہے۔

دو اور کتب

شاہ نذیر احمد صاحب صوفی - شبلی نزل، اسلام آباد، شری علی گڑھ، کے خطوط
ہو پاؤں کی ایب - غارت کے سوالات کے جواب میں

(۱)

خواہر عزیز، علیکم السلام آپ کا خط

میں موثر رہی صاحب کے ان اسلام کے اپنے سید سے
اسے اجماعی پہلے نے غارت کی دعوت نہیں بلکہ اسکی دعوت نہایت ایک کب
پیدا ہونے کی طرف ہے۔ انکا دعوتی ہے کہ ان نے اسلام کو سر نہ بگھا، اسکی
مثالی کردہ پیش میں کوئی موجود نہیں۔ پھر اس سر نہ بگھے ہوئے اسلام کے لیے
ایک خاص قسم کا طریقہ بیان کیا۔ اور اب جبکہ یہ طریقہ بھی پیدا ہو چکا اور اس کے
کچھ سمجھنے والے بھی پیدا ہو گئے تو اب ان جہد برائے مظلوم لوگوں کی ایک جماعت
بنانے کی ضرورت ہوئی۔ جیسے کہ ہر امت کی ایک جماعت کی حیثیت اختیار کرنا
ضروری ہے۔ چنانچہ اس جماعت کو بنایا گیا اور اب اس جماعت کا فرض
ہے کہ اسی نقطہ نگاہ کی طرف تمام عالم کو اس طرح دعوت دے جس طرح ایک
امت کو اسلام کی طرف سب عالم کو دعوت دینا فرض ہے۔ اس دعوت لینے
میں مسلمان کھلانے والے اور غیر مسلم کھلانے والے سب برابر ہیں۔ ان میں سے
جو بھی اس نئی امت میں داخل ہوگا وہ اس کے متبعین اور دیکھنے والے کی حیثیت
میں ایمان لائے گا جس حیثیت میں وہ موجود ہیں صاحب نے بیان کیا ہے۔ اور
پھر یہ طریقہ پڑھے گا اور اس طریقہ کے پڑھنے سے جو نقطہ نگاہ پیدا ہوگا۔
اس کے بعد جو انقلاب پیدا ہوگا وہ موجودی صاحب کے نزدیک صحیح اسلامی
انقلاب ہوگا۔

ہاں خواہر عزیز! تو اس سب اُدھیر بن کا مختصر مفہوم ایک خاص طریقہ
کی ترویج۔ اس سے ایک نقطہ نگاہ کی تخلیق اور اس کے نتیجے میں ایک انقلاب ہو۔
راقم کو اس طرز تحریک۔ اس طریقہ اور اس سے پیدا شدہ نقطہ نگاہ
پر اعتراض ہے۔ باقی رہا مطلق قانون شریعت کے اجماعی غارت کی سنی تو
اس کے لیے سنی کرنا مسلمان کا فرض ہے۔ اس سلسلے میں خود راقم بہت سے
اجاب کی ترغیب کا موجب رہا ہے اور اب بھی ہے۔ آپ چاہیں تو یہ حرفت
موجود رہی صاحب کی بھیجکر ان سے بھی اپنی تسلی کر سکتی ہیں۔ چونکہ اس
سلسلے میں اور بھی لوگ شہادت کر رہے ہیں اس لیے راقم آپ سے اجازت
اجازت چاہتا ہوں کہ اسے اخبار میں دیے۔ والسلام

(۲)

... (۱) یہ طرز تحریک ایک مستقل قائم کر لیا ہے۔ جو اسلام (ایک شخص
کے محض ذہنی افکار پر مبنی ہے۔ اس میں وہ اسلامی فرض کاغذ (علائت
کا قیام) جو امتانہ ہر مسلم پر لازم ہونا ہے ایک منہی خبر نہ جاتی ہے۔ ہل میں
ایک شخص کے افکار کی ترویج ہوتی ہے وہ فرض ایک طبعی شہ کی طرح آگے
کیس ل گیا تو معنا کفر نہیں۔ حالانکہ سارا لفظ اس سے معاملہ نوعیت کا ہے
اصل میں اس وقت مسلمانوں کا فرض صرف کفایہ کی طرف متوجہ ہونا ہے۔ دین

کے باقی اجزاء، دھماکہ موجود ہیں۔ انہیں سر نہ ایک خاص انداز پر مرتب کرنا
کوئی حق نہیں رکھتا۔

(۲) یہ سب مخالفہ تجدید و تاسیس کے فرض کو نظر انداز کرنے کا نتیجہ ہے۔
چنانچہ تحریک اپنی تحریک کو تاسیس کر رہا ہے۔

(۳) اس تحریک کا ایک نتیجہ یہ ہو گا کہ جب اس فرض کاغذ کا بطور فرض
کفایہ مسلمانوں کے سامنے لانے کی سعی کی جائے تو جو لوگ اس کے ساتھ ایک خاص
سلسلہ افکار کو وابستہ کر چکے ہیں وہ ایک طرف اس طرف متوجہ ہوئے ہوں گے
جیسا کہ میں نے اسے اور دوسرے مسلمان خود اس مسئلہ میں پڑ پڑ جائیں گے کہ
یہ ہو گیا رہے کہ ایک جماعت جب پہلے کام کر رہی ہے اس کی ہوجا دگی
میں پھر دوسری جماعت اس مقصد کے لیے آواز دیں کہ اسے سارا سب سلاسل
نفس کی دو کٹاریاں توئیں۔ اس طرح سے مسلمانوں کی حیثیت بھری اس
مقصد۔ دین کی طرف شرعی فرض کفایہ کی حیثیت میں رہے کہ ابھر ایک۔ فتنہ منشا
کر دیا جائیگا حالانکہ اس کے لیے مسلمانوں کا موجودہ انتہا بہت بڑا موقع
تیار کر چکا ہے۔ راقم فقیر کو جس تحریک میں تاریخی تحریک کے جرم نظر
آ رہے ہیں وہ بالکل اسی حیثیت کے باعث ہیں۔ تاریخی تحریک کی ابتداء
بھی اس انداز سے ہوئی تھی کہ جب عباسی مشرکوں کا عداوت مسلمانوں میں ایک
انہی تڑپ پیدا کر چکا تھا کہ وہ کس متحدہ گماڑ میں جس کے پاس کیا اور پھر حضرت
رشید احمد گنگوہی، حضرت محمد قاسم نانوتوی اور فاضل مدنی حسن نماں صاحب
سیحی صاحبان استقامت بزرگوں کے توسط سے ان میں ایک نئی روحانیت
دور جائے کہ اس نقلی تحریک نے اسکی راہ میں ایک نمک اور پھر ایک
امت کی نئی پیدا ہونے والی وحدت کا ارکان بہت دیر کے لیے ختم کر دیا۔ پھر
جس وقت تک امت بہ حیثیت مجموعی اس تحریک مجدد کے داخل ہونے کے
نتیجہ پر حتم ہو چکے اس وقت تک وہ ابھرے ہوئے جذبات نہایت دہمے
پڑ چکے تھے۔

اب راقم صدق کے دیر محرم کی خدمت میں بھی نہیں گزار نہیں کرنا
ہے۔ آپ کو فقیر کی آتش زبانی قابل اعتراض معلوم ہوتی ہے۔ گرا راقم کی خدمت
میں یہ گزارش کر رہا ہے کہ سند یہ سند الزامات میں سے کس الزام کو دنا درست
سمجھتے ہیں۔ اسکو بالعموم انکا بیان کرنا بہت سے لوگوں کے لیے مفید ہوگا۔
لیکن اگر یہ الزامات صحیح ہیں تو کیا یہ ایک نفسیاتی حقیقت نہیں کہ ایک غلطی پر
ایک شخص کو اسرار ہو اسکی اصلاح میں جب تک اسکی ہی شدت نہ ہوتی جائے
تک تک اس کے اعتقادی جوہر میں کوئی حرکت اور اسکا اپنی پوزیشن پر سرور
غور کرنا مشکل ہوتا ہے۔ البتہ جو لوگ سادہ ذہن ہوتے ہیں وہ اپنے جذبات
خیر اندیش میں نرمی کی توقع رکھتے ہیں۔ ممکن ہے کہ محرم دیر صدق بھی اپنی
اسی سادہ دلائل خیر گمانی کے باعث فقیر کو یہ الزام دے رہے ہوں۔ باقی
جہاں تک نیک منہی کا سوال ہے اس کے متعلق عرض ہے کہ راقم نے تحریک
کے ان کے متعلق ایمان تک اپنی تحریر میں دو ذہن ہلوں کو مد نظر رکھا ہے
چنانچہ سب سے آخری خط میں بھی فقیر نے (المت اجماعی) اور (المت اجماعی)
دووں لفظ استعمال کیے ہیں۔ جس میں سے اگر ایک سے نیک منہی کا پہلو پیدا
ہوا ہے تو دوسرے سے اس دوسرے پہلو کی طرف بھی اشارہ کر دیا گیا ہے۔

۱۰ - سیرت النبی

”تحریک اسلام“

[صاحبِ عبارت مولانا سید سلیمان ندوی کے شذرات ذیل صدق کے بھی پورے ترجمان ہیں۔ اور اس لیے انھیں اتفاقِ کامل کے ساتھ بے سرتِ آم وضع کیا جاتا ہے۔ صدق نا]

ہر زمانہ میں پیر و ان مذہب کے اندر اہل عقل اور اہل نقل کے درمیان قائم رہے ہیں اور آج بھی موجود ہیں۔ اہل عقل یہ چاہتے ہیں کہ ہر زمانہ میں علوم، خیالات اور افکار پیدا ہوتے رہتے ہیں اور ان کو اس زمانہ کے لوگوں میں قابل قبول بنائے کہ اس طرح ان ہر زمانہ میں اس کے علوم و افکار کے مطابق کی جاتی رہے۔ بات یہ ہے کہ ہر زمانہ میں ایک مذہب کوئی ایسا نظریہ خیال پیدا ہو جاتا ہے جو ہر طرح شلوک، ناچار اور بے دلیل ہو سکے ساتھ اس درجہ یقین، اہلکار اور مدلل علوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ کا ہر انسان اس کو بے چون و چرا تسلیم کرنے کے لیے تیار ہو جاتا ہے۔ مسلمان یہ چاہتے اور کرتے رہتے ہیں کہ دین کی تعبیر اور اس کے مسائل کی ترجمانی اسی کے مطابق کر دیں تاکہ اس زمانہ کے لوگ اُن کو آسانی سے قبول کریں۔

ابھی جدید علمِ کلام کی آفرینش کو نصف صدی بھی نہیں گزری کہ اس پر چار و دو گزر گئے۔ سرسید نے جسکے زمانہ میں سائنس کا نیا نیا زور تھا، فطرت اور افکار خرقِ عادت کے اصول پر اس کو قول کر پیش کیا، انکی اس نزاد پر جو مسلہ پورا ہوا اس کو مانا اور جو نہیں آیا وہ کم و بیش کر کے پورا کیا گیا تو اس کی دہشت کے ساتھ اس کو قبول کر لیا اور اس پر بھی جو متین آیا اس کو رد کر دیا۔ مولانا شبلی کے عہد میں جدید تہذیب و تمدن کی گرم بازاری ہوئی تو انکی ماری عمر اسلام اور مسائل اسلام کو تہذیب و تمدن یا سولائزیشن کے اصول سمجھنے اور سمجھانے میں گزری۔ اور اسی لیے وہ ہمیشہ تاریخ اسلام اور قرآن پر مبنی اسلام سے تمدنی مسائل کی تحقیق کر کے اور ان کو جو وہ زمانہ کی تہذیب و تمدن کے نقطہ نظر سے سمجھ کر کے دکھاتے رہے۔

اس کے بعد نیر اور سیاسیات کا آج جس بنی بنی عقائد و مبادی کے سچے اسلامی مسائل میں سے سیاسیات کی بحث اہم ہو گئی اور انکی تفسیر جو بہت دستوریت، نظامِ شریعہ، غلات، امارت، وطنیت اور دین و ملت اور وطنیت میں تعلیق کی سہولت میں نمایاں ہوئی۔ اس کے بعد ہی اسلام نے جنم لیا تو بیٹ اور روٹی اور مزدوری کے نظریے سامنے آئے۔ جنھیں عصر نے انکی تعلیق کی طرف توجہ فرمائی تھی کہ یہ وہی ہے جسکے سامنے آگئی اور نازی ازم اور فاشیزم کی تحریکوں کی قوت ظاہر ہو گئی۔ البتہ زمانہ کے منظم اسلام ایک تحریک کو کام رکھ کر سارے مسائل کی گفتگو کو حل کرنے میں مصروف ہیں۔

آگے آگے دیکھئے تو اب کیا؟

لیکن دوسرا فرق جو اہل نقل کا ہے اس کے نزدیک اسلام کے محتاجی اپنی جگہ پر خود مستقل ہیں۔ انکی تفسیر و ترجمانی کسی زمانہ یا کسی خاص

صلحت اور ہنگامی تعلیق کی خاطر اسی نہیں کرنی چاہیے اور دین، افکار، صلحت اور ہنگامی تعلیق کی خاطر اسی نہیں کرنی چاہیے کہ دین، افکار، عقل کا از سبب بن جائے اور اسکی اپنی اصلی مستقل حیثیت کے سوا دوسروں کے تنقید کی ہو جائے یا جو دھوپ چھاؤں کی طرح ہرگز حرکت آفتاب کے ساتھ نہ بنا رنگ بدلتا ہے۔

اہل عقل کے نظریہ کی سب سے بڑی کمزوری یہ ہے کہ اس میں دین پر برا و راست فلسفہ یقین کے بجائے عقاید کے سوا سے یقین نامی پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ یہ سوار، جہاں جانا عقائد و اعمال کی ساری عمارت نیچے بیٹھ جاتی ہے۔ انکی دوسری کمزوری یہ ہے کہ چونکہ اس میں دین کی کوئی مستقل حیثیت قائم نہیں رہتی بلکہ ہر عصر اور زمانہ میں اس کے نئے نئے قالب بدلے دہتے ہیں اس کی کوئی نئی شکلیں نکلتی رہتی ہیں اس میں سے فرقہ آرائی کا سامان پیدا ہوتا ہے اور نئے نئے فرقوں کا ظہور ہوتا ہے اور پھر ہر طرف سے ان الدین فرقہ آفرینیم کا نواشیہ ٹکا کی گستاخ برتنے لگتی ہے۔

(تقریبی صفحہ ۶)

جسکا ایک شخص کے اتنے جیسے، دعا کی سوجھ بوجھ میں نظر انداز کرنا انسانِ ذہین مضاہر دین نہیں۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہ خط شایع فرما دیا جائے۔

اگرچہ خیال کر لیا تھا کہ آخری خط جو مقدمہ تھا ابھی والی ہی میں شایع ہو چکا ہے اس کے بعد تنقید کے سلسلہ کو ختم ہی کر دے۔ اور دیکھئے کہ علماء اپنے فرض کے متعلق کتنے چکس ہیں مگر لوگوں کے سوالات کا سلسلہ سکوت کو جان

کے حدود سے باہر کھینچ کھینچ لیتا ہے۔ والسلام

تصانیف جناب مولانا عبدالمالک صاحب مدیر تصدیق

- ۱۔ تصوف اسلام - خالص اسلامی تصوف کا بیان - تدمار سے مکتوب کے حالات و تعلیمات - طبع ثنائی بستانہ نشر - ۲۲۲ صفحے - قیمت پیر
- ۲۔ فہمہ مافیہ (فارسی) لطوفاات ۷۷۷ اسے روٹی - ج و بیاجہ و مقدمہ غیرہ - ۲۲۲ صفحے - قیمت عام
- ۳۔ سفر حجاز - عازمان حج کے لیے بہترین رہنما - نفی نامہ بھی - روٹی
- ۴۔ ہر مہینہ کا جامع - رو بیاجہ از مولانا سید سلیمان ندوی - ۲۲۱ صفحے قیمت عام
- ۵۔ فلسفہ حجابات - مشہور و معروف کتاب - طبع ثنائی بستانہ نشر - ۲۲۰ صفحے - قیمت عام
- ۶۔ مسائل فلسفہ - مسائل یا فلسفہ کی پہلی کتاب ۱۵۵ صفحے - عام
- ۷۔ مقدمہ یا فلسفہ کی دوسری کتاب ۱۵۱ صفحے - عام
- ۸۔ ترجمہ نکاحات ہرکے - ج و بیاجہ و مقدمہ - ۱۲۰ صفحے - قیمت عام
- ۹۔ قانونی بحر المحبت (معنی) ناشر و مقدمہ - ۶۶ صفحے - عام

المشتر: ج و بیاجہ - المصنفین: عظمہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سینا میں کے متعلق خط و کتابت انجیل پر بھی کی جائے

(1947)

یاد۔ صنعتی بارہ سبیل
- (حکیم) عب. القوی
کے متعلق خط و کتابت اور پیرایہ کی جائے

چند سالہ
خوشی
بہترین ہندو سالانہ شکار
قیمت فی پرچہ ۱۰۰

نمبر ۳۲	دوشنبه ۲۵ - ولایه الکرم ۶۰ مطابق ۱۵ - دسمبر ۱۹۴۱	جلد ۴
---------	--	-------

سچی باتیں

اہرین فن انگیر اس آواز کو سنے بغیر ہی رخصت ہو گئے۔۔۔۔۔ یہ آواز تو
 پھر بھی مادی ہے اب جو آواز اس سے بھی بڑھ کر لطیف ہو اور درجہ پر
 میں نہیں، قسم میرا بھی اس سے مختلف ہو، اُس کے لیے کوئی کان ان مادی
 کو اس کے ساتھ کہاں سے لائے؟ اور جو کہ اُس عالم کی طرح میں
 گفت اور حرکت لے، آواز نہ لے۔

میں نے کہا کہ اگر وہ اسے گرفت میں لایا جائے گا، ابھی تو مبارکی، ٹھوس اور
مادی ستاروں کی گنتی آزاد میں سننے میں آسکتی ہے، یہ جائیگہ فرشتوں کے
پروں کی سرسراہٹ، فرشتوں کے منہ سے نکلے ہوئے بول، نباتات، اجالات
کی تسبیح، انکو کوئی کہاں سے سن لے گا۔ — اعتقاد آج ہم کو ڈیڑھ کے
اجکڑوں پر ہے۔ انکی سنسنی، انکی آزاد کو ہم اپنی ہی سنسنی ہوئی سمجھ رہے ہیں۔
اور نہیں ہے اعتقاد تو ہم کو (نورِ اشد) پیہر کی تلافی، انکی آزادوں پر۔ وہ
پیہر جس کی صداقت، دلالت، امانت، ہر شمال اور ہر نظر سے بالاتر ہے۔
وہ پیہر جسکی قوت اور اک ہر بخیر، ہر اہر، ہر فن سے ہزار بار بڑھ چکی ہو ہے!

را دھر آواز سُنی گئی اُ دھر دفنار بھی نہ گئی۔ اہل رات اور آدمی
رات کا حساب تو شاید کچھ ایزدوں باقی رات کی بجھلے پہر میں جو تاج سے زین
پر اُڑتے ہیں ان کی شرع دفنار ہم میل فی گھنٹہ ہے انگشت یا منٹ نہیں، اہل
فی گھنٹہ !

یعنی ایک ہفتہ میں ۲,۴۰۰ میل۔

اور ایک ٹکڑے میں اور ایل

گو! بندوق کی گولی سے وہ گناہ مند اور
قد آور، فدا ریں اب بھی سامنے کی پید کی ہوئی فدا دوس سے کہیں
زیادہ خیر ہیں کہیں زیادہ حیرت انگیز ہیں! — فدا کی فدا دوس
کو بالکل آدمی اور جسمانی میں ان کے خاندان کے کائنات میں کہا اب بھی

تو احوال و تشکیک کے اسے ہرے ایک نوجوان کی جنسی آگئی تھی مگر یہ صوفیہ اور
ان کے مقدسین ہیں کیسے بنے مکی ایک دیا کرتے ہیں۔ یہ صورت سراسر کیسی؟ نہ
کھیں اسکا وجود نہ کوئی اسکا خیرت۔ ساری آواز میں نہ لی گئیں کیسے کیسے
الفاظ نکل آئے اس آواز کا پتہ کسی کو نہ لگا، لگا تو کسی کو؟ صوفی شاعر کو یا

اب جیسی اپنے اس تسخیر آتی ہے تیار سے لڑتے دھمکے سے تھے آوازا
جس ہمیشہ ان میں جوتی تھی۔ پس اس کے سے گھر کا گھر تھے۔ وہاں اب
آتش لگا رہا تھا۔ یہاں پہلے پہلے ہیں۔ کلات پہلے سے بڑے ہی دست سے تھے لیکن
اس خاص مقصد کے لیے وہاں کافی نہ ہوئے۔ اور آج کے قبل کے بڑے بڑے

انکا میں یقین "خلاف عقل" رہی؟ سلسلوں کے ٹکڑے تو لاواذ فیروزہ مغرب
 و ہدایات سے درگاہ ثابت ہو چکے۔ اگر ملک و زراعت کے باب میں نہیں
 بران ہی کے باب میں: وہ بران جسکی ترکیب اگر آوازہ سے پہلے آوازہ کا
 واداد ہی کتا لطف تر ہو گا!

ایک گناہ نامور کی وفات

مذہب میں تلافی نہیں گناہ نامور
 انسان کی خیالی دنیا میں: ہونے ہوں نہ ہوں، علی دنیا میں، گوشت پرست
 کے انکسوں کی بنی ہوئی دنیا میں تو یہ ہونے ہیں اور سر زما میں موجود
 رہتے ہیں۔ یہ ایک مخصوص و محدود دائرہ کے اندر غایت شہور
 معرفت، انجیل میں محترم حلقے سے اہر کوئی انکس نام تک سے آشنا ہیں
 اسی قسم کے بزرگوں میں ہمارے زبان و لسان حکیم حاجی محمد حنیف صاحب
 وطن بنو۔ لیکن اب ایک عمر سے پیغمبر مہم میں تھے۔ عالم و فاضل علی
 دینی میں گہر سے نظر لکھنے والے۔ نام عقلی کے زمرہ: ذہن افرامان
 صاحب نسبت۔ عقلی کے علی مقام پر پہنچے ہوئے۔ حضرت مولانا
 تھانوی مدظلہ کے مشہور ترین شاگرد، درندہ پیم ترین غلیفہ۔ اور مشہور یہ کہ حد
 کے لیے "حکم الامت" کا متب سب سے پہلے انھیں کے قلم سے نکلا تھا۔ اور
 سنے اسے قبول نام کی سند دل دی خود بھی شیخ و فاضل اور جنوں کے مرثا
 ان دین و سنوی کا امت کے ساتھ ساتھ فن قلب میں نظر اتنی دقیق اور کثرت
 کہ اس زمانہ میں تو نظرات و شعور۔ ہر دو اکٹھا چاہیے کہ زیر بہت۔ و دفا
 مصحفی (میراث) کی ساری دوزخیں چھٹی ہوئی۔ قلب میں خود کتابوں کے
 میں مصنف تھے۔ علم کلام میں قلیل الاشباہات کے نام سے اپنے استاد و مرشد
 حضرت تھانوی کی الاشباہات انتقادیہ کی شرح، جامع و مفصل، پر مشیت سے
 قابل قدر اپنی باہر چھوٹے ہیں۔ اشفا اور جس حدت فاضل کی کیفیت
 بہ نثر، کہ خاص: انہی اور صدی شیعہ نے حلف و دوسروں کو تار دینے اور
 علیل و مے سے ہٹنے لگے تھے۔ آخستہ پچھلے
 عشرہ میں اپنے ذہن اعلیٰ سے جاے۔ انشاء و االبہ و اجون۔ اللہ ربنا
 طالب سے سرفراز کرے۔ بے نیاز از سنو وہ مصنف ہے: ہی ایک
 ذات: جب چاہے ایسے باکالات کا جاج آلات کو جو دہم لے آئے
 اور جب چاہے اسی لمحہ اور اسکا ان و اسکا لے!

ذات عبود جاودانی نہی
 انی جو کچھ کہے وہ خالی ہے

"صاحب کی رقص و آرمی"

ایک قیام المودہ کے زان:
 میں جس پیرا دے شکر کچھ سرگرمی تماشوں سے بہت محظوظ ہوا۔
 چلے گئیں میں تفریبا سارے اداکار مدو سے شکر کے شاگرد چھتے
 اور سے شکر لے اپنے خند و ناگردوں کو اپنا ہی جیسا اہر فن اگلا
 بنا دیا ہے۔ اور سرائیل میں نے اس سے لیا ہوا لٹ
 رکھا۔ میں بلا ساند کتا ہوں کہ میں نے اس سے بڑا کر

پڑھت گئیں کہیں اور نہیں دیکھا ہے: اور مجھے یقین ہے کہ
 جو کوئی بھی اسے دیکھے گا: ایسا ہی لطف محسوس کریگا.....
 ایک بڑی اور خاص فنی اس کچھ سطر میں یہ ہے کہ بار
 شاگردوں کو صرف ناچنا اور دوسروں کے ناچ کی تھیں
 اتارنا ہی نہیں سکھا یا جاتا، بلکہ نئے نئے ناچ اور ان کے
 لوازم کی تخلیق بھی سکھائی جاتی ہے..... اگر اور سے شکر کے
 مضربے پورے ہو گئے تو وہ کا سیاب جو ہانیکا ہندوستان
 کو سرت بچھنے میں، ہندوستان کے قدم فون تہذیب کے
 از سر نو زندہ کرنے میں، اور جدید حالات کے مطابق ان کا بنا
 قالب ڈھالنے میں (ایڈیشن ۲۰۰۰) (ذہر لکھنؤ)

ایک مختصر و نامور ہے۔ صوبہ کے گورنر اس ایٹ کی بھی جوڑی اپنی کلا
 لٹ صاحب کی اپیل ملک کے مشہور شخصیت کے ناچ گھر کے لیے اچی نہیں
 ناچ گھر کلا لٹ صاحب ہی کی زبان میں کچھ سننے کے لیے "مرکز تہذیب"
 کے لیے! اور کسی میں بہت ہے کہ "مرکز تہذیب" کا نام سن کر انکی امی اپنی پو
 سکرانے انھیں کے، اسے قاضی بھنگا سمجھ کے ہے۔ نریوں کا
 قدم کہاں سے کہاں پہنچا اور آپ میں کہ ایک "دارالذہن" کو لکھتے کا کچھ
 رہے ہیں اور شرماتے جا رہے ہیں شہر کی رنگ رسوں سے وادعہ ملی شادی
 ریس نوازیوں سے، لیلوں سے، انگوٹوں سے!
 جو گنہ کیجیے تو اب ہے آج!
 جو کچھ چاہیے کیجیے۔ بے تحلف اور کتنے خزانے کیجیے، عزت ام اور مہمان
 ہل دیکھیے۔ بولی بیوس مدی کی سچو بیجیے!

میٹھا ذہر

سلم و دل (دیوبند) نہ ہی سچوں کا مشہور مدہ ای رسالہ
 ہے۔ ایڈیٹر کیسین صاحب نے ایک "آوازہ فیریں" مسلمانوں کے زبان میں
 کے عنوان پر توجہ فرمائی ہے۔ اس میں ایک جگہ لکھتے ہیں:-
 "مسلمانوں کے برسان کام اپنے اندر پڑنا چاہیے۔ پڑا نظر
 عوامنا غرازا تھا۔ کوشش یہ رہتی تھی کہ مسلمانوں کو تامل کیا جائے
 کہ سبھی مذہب سچا ہے اس پر ہر گئے اعتراضات غلط ہیں۔ اور
 انکو عقلی و فکری حیثیت سے سمجھت قبول کرنے پر آمادہ کیا جائے
 یہ طریقہ کام جو چکا۔ اور اب سب کا اتفاق ہے کہ مسلمانوں
 کے درمیان کامیابی ذاتی دوستی اور خدمت کے ذریعے حاصل
 کی جا سکتی ہے" (بولانی نبر، ص ۲۲)

گویا "ذہر" کا طریقہ کام ثابت ہو چکا اور اب باری: "کی اور ذہری"
 کی آہی ہے! — سارے گولی چلائے: اسے اتحاد حبش ہو جائیگا
 تو آخر اس پر مصنا کدھی کیا ہے کہ شربت کے گلاس میں کچھ نطرے نہر بلاں
 کے لاکر پیش کر دیا جائے کریں!

حریت کا اعتراف

"اور خود سلطان بھی تو بہت سی چیزیں
 سچوں کو سکھا سکتے ہیں۔ سچوں کی عادت کے برعکاس"

بڑے۔ اگرچہ سوجر و سن کی نوجوان لڑکیاں تباہکار سگارت نوشی کی زبردست عادی ہو کر مدے زیادہ تباہ کھینے لگتی ہیں تو نہ صرف انکا من جیکو بقرار رکھنے کی رو بہت خود مشغول ہوتی ہیں بلکہ ابوجاتا ہے بلکہ زیادہ عرصہ تک وہ اپنی جوانی کو بھی بقرار نہیں رکھ سکتیں اور انکو اولاد بھی نصیب نہیں ہوتی جو آخری عمر کا بہترین سارا ہے۔

کلاش یغیت ہمارے بڑوں اور چچوں، بوڑھوں اور نوجوانوں، مردوں اور عورتوں، لڑکوں اور لڑکیوں سب کے کانوں تک پہنچ سکتی!

سلمان میں رنگ یا نسل کا نصب نہیں ہوتا، سلمان تو جہ کے خاکی رہتے ہیں اور انکا مذہب انکی زندگی کے ہر شعبہ پر حاوی رہتا ہے۔ (اسلم در لہ، نیویارک، جلالی نبر و سلسلہ)

الفاظ ایک صاحب تجربہ بھی شغری کے قلم سے ہیں۔ یہ ان مسلمانوں کی زندگی سے متعلق اثرات ہیں جو خود ہی محض نام کے سلمان اور جیک اسلام محض نام کا اسلام ہے۔ اگر کہیں ہم وہ قلمی سلمان ہو جائیں اور اسلام ہمارے ذریعہ سے اپنے اصلی خط و خال میں ظاہر ہونے لگے، تو رعیت کو کبھی حوصلہ ہی مقابلہ کا! حملہ کا پڑ سکتا ہے۔

عورتوں کی سیما مینی

[مجموعہ پیام کی ایک خاتون صنوبر گمار کے قلم سے]

توجہ دہانہ کی ترقی نے سیما جیسی چیز پیش کر کے ہماری توجہ بہت حالت کو اور بھی خراب کر دیا۔ نیند کی خرابی کی اور پیوں کی برابری اسے سو قلم اور اسکا طرز ادراخون کتنا ہی نصیحت کر سکیں کہ تم تو عورت اور مرد کا ایک دوسرے کے مقابل ہو کر ایکٹ کرنے کا۔ کھینچنے والے ہر دو فریق پر اپنے اپنے جذبات کے تحت اثر انداز ہونا ناگزیر ہے۔ خاص کر نوجوان عورت پر اس کے بعد بڑے اثرات پڑتے نظر آتے ہیں۔ میں اپنی عزیز بہنوں سے سیدہ اوب کے ساتھ یہ عرض کرنے کی حیرت کوئی ہوں کہ وہ ہرگز ہرگز سیما نہ نہ کیا کریں۔ اپنا انداز یہ سیدہ بچائیں اور یہی وقت کسی مفید کام میں صرف کر لیں۔ طبعاً ذکر و کبر کی نسبت مجھے کچھ عرصہ گرا نہیں ہے اگر اپنی ہم قوم بہنوں سے اتنا سزاوارت عرض کر دیتی کہ وہ جہاں تک ہر گز کے پس منظر میں شہر کو سیما مینی کی لت نہ پڑنے دیں۔ کبھی کبھار اگر کوئی بہنیں کہیں آجائے تو مردوں کو اس کے دیکھنے سے انکی طبیعت کے غلات روکا نہ جائے۔ ہر کام تکلیف و ذلت نہیں کیا جاسکتا بلکہ تدریج سب موقع اسکا ازالہ کرنا ہی معلومت ہے۔ دیکھو خوب میں شراب پی جاتی تھی اگر قدرت نے تدریج احکام ماہر فرمائے، اگر تم حالت سکر میں ہوتو تو گناہ نہ پڑھا، وغیرہ وغیرہ۔ ایک عرصہ کے بعد حوا طبعی فراہم دید گئی۔ لہذا میری عزیز بہن، تیرے کو کہ تم کبھی بھولنے سے بھی سیما مینی کی طرف رخ نہ کر دو گی۔ ہر چیز کی نسبت خود پہلے عمل کر دو، من بعد اپنا گھر درست کر دو، پھر عزیز و اقارب پھر دوست احباب سب کی باری باری سے خبر رکھو۔ اگر عورت اس سالہ "سیما مینی" کے اندر اس کے لیے آٹھ گھنٹہ ہو تو میرا خیال ہے کہ وہ سب کچھ کر سکتی ہے جسکو کوئی صراحتیں کر سکتا۔

"اعلیٰ تعلیم"

اس میں سال کے عرصہ میں اگر توجہ نہیں دے سے زیادہ گہرے اثر ہاں اس صفت کے ان دو چیزوں کے بڑے۔ ایک سوشلائزم کا دوسرے سائنس کا۔ قدیم نظام کی شکست و بخت بڑی خوبی سے دکھانے لگی ہے۔ شہر و دیہات میں سوشلائزم کا نام ہے برطانیہ کی یونیورسٹی تعلیم نظام کی شریک میں داخل ہو چکی ہیں۔ اور خیال آیا تو تمہارے کہیں ہی تو خاص کشش ہمارے فلسفے کے نوجوانوں کو انگلستان تعلیم کے لیے لے جاتے، الی تو نہیں۔ (ہندوستان آفر۔ ۲۲۔ نومبر ۱۹۷۷ء)

اقتباس ایک جدید انگریزی اداں کے ایک تبصرے سے ہے۔ مادل لکھا ہوا اکھڑ اور لندن میں ایک علمبر سر کیموسے ہندوستانی نوجوان کا ہے۔ نوجوان بھی اور سوشلائٹ بھی۔ اس کے ساتھ ہم جمود پسندوں میں ہے یہ بہت کہ صاحب کے ایک اعلیٰ تعلیم پسند نے اسے نوجوانوں کو، صاحبزادوں کو، لڑکوں اور لڑکیوں کو، بھول کر بھی تنہا ایزت دے۔ "جیسے گندے اور مردہ لفظ سے یاد کر سکیں۔"

تباہکار زہر

حیدر آباد کے جدید پندرہ۔ دوہ طبعی سالہ صحت عادت میں لغزش کوئی! اکثر محمد اشرف الحق کے ایک معنوں کا اقتباس:-

"معرفت کے لحاظ سے تباہکار شراب سے قوی ہے اور انسان سے دوسرے درجہ پہلے اور صلاحیت شربانی کا ایک بڑا سبب ہے۔ تباہکار نوشی سے قلب کے اقتصادی عروق بنام ہو جاتے ہیں اور قلب میں صلاحیت شربانی کا عارضہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اور ایسے اشخاص میں جو زیادہ تباہکار کے زبردست عادی ہیں موت اکثر فتنہ اور قبل از وقت واقع ہو جاتی ہے۔ اور اگر اس شخص کے اشخاص کو آتشک کا عائد ہو چکا ہو تو اس شخص کا

ہم اور وہ

شخص دہلی اور خواجہ محمد۔

اعنی اور حال کا بصیرت افزا تقابلی۔ نظریہ۔ بیان بحر امانت۔ لےنے کا پتہ:- خواجہ محمد شفیع۔ آوازِ بابل پبلشرز، لاہور۔

مردوں میں تباہکار کے اس قدر شدید معضرات نمودار نہیں ہوتے جتنے جعفر و عورتوں، خصوصاً زوردار، کہیں ہوتے ہیں۔ کیونکہ نسوانی کمالات اپنی پیچیدہ ساخت کی وجہ سے زیادہ متاثر ہوتے ہیں۔ اور ان کے ناگزیر سوجات میں تباہکار کا مقابلہ کرنے کی اتنی قوت نہیں رہتی جعفر کے مردوں کے کمالات میں ہوتی ہے۔ مذمت نے عورتوں کو اس لیے پیدا کیا ہے کہ ان کے ذہنی

تمدن اسلام کی کہانی اُسی کی زبانی

(اسلم یونیورسٹی ٹائیکڈہ کی "انجمن اسلامی تاریخ و تمدن" ہر سال اپنا اسلامی ہفتہ مناتی ہے۔ اُنکی مرتبہ بھی سب بول نہایا گیا۔ اس موقع پر ذیل کا مقالہ مدیرِ صدق نے پڑھا۔ اس میں نظم جو: تمدن اسلام ہے اور داعیِ عظم کی ساری تفسیریں اسی کی طرف پھرتی ہیں۔ صدق [

دینی بھائیو اور عزیزو!

چھپن کی بات! یہوشی کا زمانہ! تاریخ کی پیدائش سے بھی

قبل کا دور۔ ۶۔

بھولا ہوا، اس خوب ہے کچھ ہے خیال کچھ نہیں

یاد آتا ضرور آتا ہے کہ جب اپنی آنکھ اس گوشت پرست کی دنیا میں اس آب و خاک کے کارخانہ میں گھلی، تو دیکھا کہ سر پر سایہ دو خاک کے پتوں کا ہے۔ ایک کا نام ہوا آدم دوسرے کا اما حوا۔ یہ پوریاں تھیں ہی ہیں وہ سر پر شفقت کا ہاتھ پھیر رہے ہیں۔ کچھ پیاری پیاری ذراتی صورتیں اُدھیں دھندلی سی یاد پڑ رہی ہیں، فرشتہ شاہد انھیں کو کہتے ہیں۔ ایک روز باوا آدم نے کان میں کچھ ایسے اچھر مچونسے، کہ دل میں اُتسکے۔ حافظ پر گزرتے۔ آج تک ازب۔ پہلے "جان پر باہم اولاد معنوی ہو" اللہ تعالیٰ اقبال پر چلے، میری تلبی، اولاد کو سدا تمھاری راہ پر چلائے، لیکن فقہ کے فوشے کو کون بیٹ سکا ہے، لکھا ہوا یوں ہی ہے کہ تمھاری زندگی، دل سے آخر تک ایک موزی کے مقابلے میں گزرتی، مجددِ جدید میں کیسی، گو تمھارے اصلی جوہر میں اسی مقابلے میں چمکنے، اصلی کمالات ہی محو کے اُپھرنے۔ میرا اور تمھارا اولی دشمن، نام ایسے سدا کی آگ پر کچھ کھٹکھٹا سنے، آج کا حصار ہمیشہ آڑ سے کر گیا۔ کہیں یہ روپ بھر کر، کہیں وہ نقاب چہرہ پر ڈال کر اسلا لشکر بے شمار اُسکے چہرے کے نقاب بے حساب، لیکن غم نہ کرنا، اُسکی زیر نگ ساز یوں سے ذرا نہ ڈرنا، انجام کار خج تمھاری ہی مقدمہ ہے۔

باوا آدم کی وصیتوں سے تو بس اسی قدر مانتے ہیں۔ ہاں خوب یاد پڑ گیا اسی دور کا ایک حادثہ، خونیں ظفروں کے سامنے اس طرح پھردا ہے، کہ گویا کل ہی کی بات ہے! ایک دن ہو کیا، کہ میں بھائی اہل کی ہاتھ میں ہاتھ ڈالے، مصوبیت کے کھلے ہوسے جین میں گشت کر رہا تھا، کہ اسنے میں قابل نے غرضتی ترہ سے وار کر دیا۔ اہل غریب کا تو خیر کام ہی تمام ہو گیا، لیکن میرے جسم نے بھی زخم کا خراش اور سکا مزہ پہلی بار

میب ہی جانا!

دن گزرے اور گزرتے رہے۔ سال شروع ہوسے اور خرم ہونے لگے صدیوں بعد کوئی سستہ نہی۔ م کے نگ بھگ میں نے اپنے کوسخ زب کے اُس خطہ میں پانچواں دریا سحر ت چہرہ ہے۔ یعنی دیا کر بار بغداد کے درمیان اور میں کچھ دور پر سلسلہ کہ ہشاج ارادہ افخ ہے اور

ایک ایک چوٹی کا نام جیل جو دی ہے۔ جیل عامہ ۲ کے جنوب مغرب میں۔ اسوقت انسانی آبادی سارے روسے زمین پر پھیلی ہوئی تھی بلکہ سب کا سکھ ہی ملا تھا۔ قوم کی قوم کو دیکھا کہ اچھے خاصے ہوشیار، فیر دار، دیکھنے میں مائل و فرزاد، لیکن مجھ سے سب کے سب بچا۔ دل سب کے سب میری طرف سے پھرسے ہوسے۔ اور خیر میں تو کیا چیز ہوں چہرے ہرے مالک، دھوٹی کی طرف سے ٹٹسے ہوسے! حرکت کیا کی کہ مجھے بنائے اپنے بڑوں کے سرداروں کے، ناموروں کے، اور بچے تو اسکا نام محض ابوبکار رکھا، لیکن نظم کے ڈانڈے ہوسے پریش سے جو مہرے لے اُنھیں کے آگے اپنی عاجزی پیش کرتے، اُنھیں سے اپنے دُکھ محکم میں سال کرتے۔ اچھے سنابیں گزرتی گئیں، اور نئی سنابیں نے اُسے وہ معاملہ شروع کر دیا جو بندوں کا ہوتا ہے خدا کے ساتھ، مخلوق کا خالق کے ساتھ۔ گویا یہ پتھر کہ پوریاں اُنکے عقیدے میں شریک نہیں خدا کی خدائی میں، عالم و حضرت نہیں خلق کی حاجت روائی میں۔ عقلمندوں نے اتنا سوچا، کہ جو اور اسے جسم و قالب سے، وہ بھلا کہیں صورت پر لکنا ہے اور جو منہ ہے قیدہ نہیں سے، وہ بھلا کشت میں آسکا ہے کسی معصومے نقاش کے، شکارش کے! ایک مرد خدا نوٹ بن سک نہ لے اسی سر زمین سے اُٹھے اور بچا کر بچا کر بولے کہ "میرے بھائیو! یہ کیا اندھیر ہے! بلا کی حماقت اور اتہام کی شامت! کہ بندوں کو درجہ خدا کا دیتے ہو اور جو محسنِ بے بس ہے اُسے قدرت والا سمجھتے ہو!" اہل مذہب انا سبکی عقل و خرد کے درمیان سے جواب اسوقت بھی دی دیا جو آج سے ہے پڑ بولے "تم ایک خشاک و بے مغز شخص کیا نذر جانا ہوتا ہے ان فنونِ لطیفہ کی؟ یہ مجھے ترانہ، اُنھیں نمایاں مقامات پر نصب کرنا، تو میں ہرگز ہے دلیل اور علامت ہے کی زندگی کی۔ یہ شرک و معصیت کا قصہ تم نے کہاں سے خیال لیا؟ اُس زمانہ کا اوسط عمر اُن سے کہیں بڑھا ہوا تھا۔ مقدس بندہ نوٹ نے اس بڑھے ہوئے معیار سے بھی کہیں بڑی عمر لائی۔

سینچے سے ایک عظیم الشان سیلاب اُٹھا اور اُسے بارش ہوئی۔ سلا دھار۔ مخالفین، مساندین، سب کے سب ڈوب کر رہ گئے۔ بس توخ اور اُنکے خلعین باقی بچ گئے۔ اشارہ نہیں! اگر حفاظت کا سامان ایک طویل و عریض کشتی کے ذریعہ سے پہلے ہی کر لیا تھا۔

اس طوفانِ عظیم کے نفس و توخ سے تو نازہ و رنیاں (چہرہ و چکل) اور آخری (ارکوبو لا چکل) شہادتوں کے بعد میں مدی کو نکال کر گنجائش رہی نہیں ہے، البتہ ہنسی آجاتی ہے جب لوگوں کو اعتراض درخشا کے ہم میں کہنے سننا، کہ "طوفانِ معاشی ہو تو ہو، عالمگیر نہیں ہو سکتا" بیشک وہ زمین کے سارے حصوں پر محیط نہ تھا، اور لوگوں ہوا ج معصوم و مہرمت خطا کاروں کو غرق کرنا، اور وہ خطا کار قومِ مہرمت قوم لا

مشی۔ لیکن اس ایک قوم کے سوا اور انسانی آبادی نہی ہی کہاں؟ پس اگر قوم توخ غرق ہوئی تو بسکے سنی ہی یہ ہیں، کہ اسوقت کی ساری دنیا سے انسانیت غرق ہو گئی!

دنیا کی ہر کچھ اور کھسکی۔ دو چند صوبان اچھی اور گزریں، کہ اسی

نہ کوئی سیاح آج تک دریافت ہو سکی ہے نہ کوئی قلعہ۔۔۔ ان دونوں
 قوسوں سے قبل اور قوم ثمود سے کچھ ہی فاصلہ پر اسکے شمال و مشرق میں
 ایک اور قوم آباد تھی۔ اپنے صلح حضرت لوط کی جانب منسوب۔ اس کے
 تمدن کے غیر صالح، ان سزاغناہصر کی ناپاکیاں، عذاب کی بناء، ابالاً و خلیا میں
 ہو کر رہی۔ اور اب تو ایک نامور اہر اثریات سرچارلس مارش نے اس کا
 زمانہ تک نہیں کر دیا ہے۔ مطلقہ قبل ریح۔ اسکی یادگار غاکی نہ سہی آبی
 آج بھی غرب و شام کے درمیان بحر مردہ (Dead sea) کی شکل
 میں دیکھی جا سکتی ہے۔ اس جھیل یا بحیرہ کے اوپر اور اندر بھی چار ہزار
 سال گزر جانے پر آج تک موت ہی کی علامت ہی نہ اندر کوئی جھیلی
 زندہ رہ کر مائنس لے سکے نہ اندر کسی پرندہ کی مجال کہ پر مار کر گز سکے
 عذاب الہی کی بے پناہی، عذاب اللہ!

ان سب کے بعد اور ان سب کے علاوہ ایک اور قوم بھی گزری ہے
 حضرت یسوع سے کوئی ۵۰۰ سال قبل۔ طبردار توحید شیبہ نبی کی جانب
 منسوب۔ تجارت ہیشہ کاروباری لوگ آباد تھے علاقہ تمدن میں تبلیغ
 عقیدہ کے متعل۔ مصر، فلسطین، عرب اور بحر دم، بحر تلزم کے پنج علاقے
 پر۔ انکی تہذیب میں جا کر تھا دوسرے کا حق مار لینا، (جنا نفع نہیں فاضل
 کے ساتھ حاصل کرنا۔ غرض تجارتی معاملات میں ہر قسم کی چالاکی اور
 خیانت۔ میری بعلا ان سے کیا سمجھی ا خوب متعلقہ رہے بیان تک
 یہ قوم بھی قلعہ کے اسی گھاٹ آ کر گئی، جہاں تک ان سے قبل مہبت سے
 پیشرو پہنچ چکے تھے۔

اب ہنرا آئیں مصر کا۔ یہاں سیرے قدم و ست صدیق کے عہد میں
 شہ ق۔ م ہی میں پونچ چکے تھے اور انکی زندگی بھر سیری مگرانی
 رہی۔ لیکن چند روز جب سلطنت بدلی تو قوم کا نظام بھی گرا، اور
 ہونے ہوئے تین چار سو برس کے عرصہ میں تو تہذیب باہلی پورے اور پورے
 کے ساتھ غم ٹھونک کر سیرے خالی ہو گئی۔ حکومت اب اس نامیدار
 کے ہاتھ میں تھی جو اپنے کو بندہ نہیں، بندوں کا آقا، بندوں کا رب
 سمجھ رہا تھا۔ معبود اکبر سورج دیوتا یا "راع" کے غائبے) تو یہاں کے فرماں روا
 میں مذ "ایا" "فرعون" (یعنی "راع" کے غائبے) تو یہاں کے فرماں روا
 عرصہ سے سمجھے جا رہے تھے (جیسے ہزاروں برس کے بعد آئی بھی یکاڈ
 شاہ جا پاں سمجھے جا رہے ہیں) لیکن اب جو بادشاہ مصر کا ہوا۔ اسکا
 غیر فساد عقیدہ و فساد عمل و دونوں میں سب سے بڑا جرم تھا۔ سیری
 زبان تھے اُس وقت موسیٰ کلیم اللہ اور موسیٰ زحمان ہارون نبی اللہ۔
 دونوں نے اپنی والی سب ہی کچھ کر چھوڑی۔ تبلیغ کا حق ادا کر دیا۔
 سمجھ اور شرک مزاج خلعت ادا لے کے زیادہ گرویدہ خواروں و
 سبوتا کی ہوئی ہے۔ غافل بنے بنا دے دونوں بزرگ بندوں کے ایمون
 اس طرح کے کرتے میں نہ سلو سکتے دکھا ڈالے۔ پھر میں جو تک گناہی
 جاہر و قہر حکومت کا غیظ و عناد بڑھتا ہی گیا۔ نتیجہ جو کچھ غلا، تاریخ
 کے صفحات پر ثبت ہے۔ مظلوم بنی اسرائیل نے جاکر اپنے وطن فلسطین
 کو پہلے جائیں۔ قاہرہ کے قاہر کی مصلحتیں سدراہ رہیں۔ آخر

سریں پر ایک اور قوم امبری تہذیب و تمدن میں اگلوں سے بڑھ چکی
 شادہ شناسی کے علم میں طاق، سنگترشی کے فن میں شہرہ آفاق ہیں کے
 درمیان اہرین فن کا، جوم، صنعت گروں کی دھوم۔ سورنیں اس صفائی اور
 صناعتی سے بنانے کا فن کو اسل کر دکھاتے۔ بیجان میں گلیا جان ڈال دیتے
 ترقی کا قدم سائیں اور آرٹ کی توانا بند منزلوں میں اور عقائد کی بستیوں
 کا حال یہ کہ مندر سورج دیو کے گنے ہوئے اور خلیفہ اللہ شان کے
 ہاتھ جانے اور تاروں کے آگے سجدوں میں گرے ہوئے، سو رتی چوچا پٹنے
 شاپ پر۔ آج شکر کا وہی جو ہندوستان میں آج بھی رائج ہے۔ ایک
 وہ تھا جسے آج عراق کہتے ہیں کہیں بابل کہا جا چکا ہے اور کہیں کاڈیا
 ناکلہ انیہ۔ اُس وقت ہندوستان سے کچھ ایسا دور بھی نہ تھا، بلکہ خیال
 تو کچھ ایسا پڑتا ہے کہ سندھ کی سرحدیں اس سے ملی ہوئی تھیں اور
 درمیان میں ہر سمندر، عارضی نہ تھا۔ اسی قوم میں سیرے، مہربانی پیدا ہوئے
 جنہوں نے پیکر کر دیا آباد آدم کی میں شفقوں اور فوازشوں کو تمام
 ابراہیم یا ابراہام۔ دالہ کا نام ارج یا عربی تحفظ میں آذر۔ یہ براہیم ہو
 ہی نہیں موجد گئے، موجد اس کے سوا تھے۔ شرک کا رنگ و لکھنا
 کہاں لے سکتے تھے۔ تبلیغ کی اور خوب ہی کی دین توحید کی، توحید کے مدن
 کی، توحید کی تہذیب کی۔ تہذیب جاہلی ان سے کہہ گئی۔
 حکومت اسکی نصرت پر ساسانی اسکی حمایت پر۔ کوئی طریقہ جو رستم کا ان پر
 اٹھ نہ رہا۔ مدیر ہے کہ کہتی ہوئی آگ میں جھونک دے گئے۔ زندگی جھکے
 حکم کے تاب ہے، اُسکی حکم سے زندہ نکل آئے۔ آخر ترک وطن پر مجبور
 ہوئے، عراق سے شام پہنچے، اور شام سے پہلے تو فلسطین اور مصر
 گزرتے ہوئے حجاز میں آن کر ٹھہرے۔ جہاں کہیں بھی پہنچے، غلطہ ملنے لگتے
 اسے ہرے دین کا۔ ہر سے بھی گزرتے، جہنم الہراستے گئے، بیستہ آئین
 کا، گنہ پہنچے تو باپ بیٹے مل کر مکان کھرا کر دیا جو آج تک مرکز
 بلا آ رہے توحید کے دین کا، اہل توحید کے آئین کا۔

کچھ اور بعد عرب کے جنوب مشرق میں قوم عاد آباد رہی اور پھر
 انکے بعد شمال مغرب میں قوم ثمود۔ دونوں کا اپنے اپنے زمانہ میں خوب
 رہا۔ ثمود زور آور، قد آور لوگ تھے۔ اپنے تہذیب و تمدن زمانہ
 انجیری، صنعت کاری، ہندسہ کے فن کے بادشاہ۔ پتھر کے بکر، شکار
 دیتے، اور چاروؤں کو کاٹ کاٹ کر محل تعمیر کرتے۔ میری انکی آواز میں
 قدم قدم پر رہی۔ انکی تہذیب جاہلی۔ میری تعلیم توحیدی۔ انکے ہاں
 سفر حیات کی ہر منزل پر اخلاق کی گندگی اور باطن کی سیاہی۔ سیرے ہاں
 زندگی کی ہر سانس پر روح کی چلا اور طلب کی صفائی۔ دعوے اور حرقت
 کا اور کثرت کا بھر، سد اور سد رفت کا، وعدت کا۔ بے پناہ
 نے سیرے بڑے بڑے اٹھائے، انکے جی بھر کے سے۔ آخر میں نتیجہ
 ہوئی۔ اور نئے آگ کر رہے وقت کا زخم کھٹنے والوں کے ناز کوٹنے
 والوں کے اور ہی انجام ہر جاہلی تمدن کا ہو کر رہا ہے۔ شرک کی تہذیب
 اور مشن کی مل گندگیوں سے لبریز، تمدن کو بنا ہی اور لاکھ سے بچا بھی ہوئی

انکے تہذیب و تمدن کا

ایک روز راست کے وقت موقع پا کر بنی اسرائیل نکل کھڑے ہوئے، مرد و عورت
 ہر طبقے کے سب۔ آج کل کی سی کوئی کئی اصناف سیدھی شرک لگی ہوئی تو
 تھی نہیں۔۔۔ ات کا بنت قنائب کا خوف اور گھبراہٹ راستہ بھول گئے،
 اور بجائے شمال کی طرف ذرا اور آگے بڑھ کر پھر مشرق کی طرف چلے
 گئے پہلے اور سری فرشتے۔ اب جو رکھا تو سامنے سمندر تھا بحر طرام
 (Red Sea) کی شمالی مغربی آبنائے جس کے بعد اب سریر و شروع
 ہو جاتی ہے اور اس وقت خشکی تھی۔ واپس ہونا چاہا تو دیکھتے ہیں کہ
 خود ہزار اسرائیلی مسیحی فرعون لاؤ لشکر کی کمان کرتا ہوا جھاگ جھاگ
 اب اسرائیل غریب کریں تو کیا کریں؟ واپس اور بائیں ہوا، سامنے
 سمندر اور پشت پر یہ لشکر جہاز جو تھمد و اسے تھے انھیں اشارہ بھی
 ہوا کہ جھٹ سمندر میں کود پڑو۔ وہ کوہ پڑے۔ اور اسے اب زلزلہ
 بھری کا اثر سمجھیے یا جو بھی تعبیر اختیار کیجیے۔ بہر حال سمندر بھیا، ان کے
 لیے راستہ بن گیا۔ اور وہ بغیر ت آنا سمندر کے جزیرہ نما سے سینا
 کی خشکیوں پر آئے۔ اور فرعون نے اپنے لشکریوں کو لاکھ لاکھ دیکھتے
 کیا ہوا ڈال دو تو فرعون بھی ان کے پیچھے سمندر میں اپنے فوجی رتھ اور گھوڑے
 فرعون کا سمندر کے نیچے نہج ہو چکا تھا کہ باقی کی مادی سی کھڑی ہوئی
 دیواریں آپس میں مل گئیں۔ اور وہ فرعون جو بے سامان نہیں با سامان
 تھا، اپنے سارے سارے سامان کے ترخی ہو کر رہ گیا یہ واقعہ
 عجیب نہیں کہ تعلق م۔ م میں واقع ہوا ہو۔

اب میرا خیال سالہا سال تک جزیرہ نما سے سینا میں رہا۔ ہوسکی
 عالیہ اسلام پر پوری شریعت اسی زمانہ میں آئی۔ اور انھوں نے میری
 حکومت ایک ایک جزوی تفصیل کے ساتھ اپنی قوم پر پھیلائی چاہی۔
 خود قوم واسے مخالف ہو گئے۔ مخالفت کا لیڈر قوم ہی کا ایک بڑا وسیع
 سا ہو کر آیا بنکر تھا۔ تار دن نام۔ اسکی بے انداز دولت کی تفصیل
 بیان ہوا تو کتنوں کو آج انسانہ معلوم ہو۔ اتنی زائد دولت کا ایک ہی
 جگہ اجتماع، پھر اس کے حاصل کرنے کی حرص اور اس کے خرب کرنے میں
 بخل۔ یہاں چیزیں ہرے ساتھ نہیں جمع ہو سکیں جو اب ہوتیں؟ فرعون
 تو خیر دولت ایمان ہی سے محروم تھا، تار دن بد بخت و خاص ہوسوں
 کے درمیان پیدا ہو کر، ان کے درمیان پل کر بڑھ کر ابھرا انھیں سے
 بنادست کر نکلا

لیڈر کا لگا تھا قلم سرفشت کو

انجام نہ ہوا کہ خود اپنے سارے سرمایہ کے زمین میں جھنس گیا۔
 وقت کے ایک اور بد نصیب سامری اسے سنے تو غضب ہی کر دیا۔ حضرت
 موسیٰ کی چند روزہ غیر حاضری میں عالم نے بنی اسرائیل کے عقائد ہی سچ
 کر دیے۔ اور جو تھمد کے شاہراہ کے مسافر تھے انھیں بت پرستی کی

بھول چلتیوں میں آمجھا دیا۔۔۔ مقصد گزراؤش یہ کہ غیر ذہیر ہے
 خود اپنوں کی ہی سرکشی، تردد و بغاوت کا مقابلہ باہر کرنا پڑے۔
 داؤد نبی (توفی ۱۰۰۰ ق۔ م) اور دلیان بنیر (توفی ۱۰۰۰ ق۔ م)
 کے نام آپ نے سنے ہونگے، شام و فلسطین میں دلا، تیرج سے کوئی
 ایک ہزار سال قبل میرے ہی زمانہ سے ہے۔ اللہ کے پیر اور بھائی اور
 دنیا کے نامی گزرائی، اعداد بھی۔ ایک طرف صاحب زہر و قنائب
 دوسری طرف نایخ اور گھبراہٹ۔ ایک طرف نظریں شمال کی
 رہ گئے اور صبح کے وزیر مال اور وزیر اعظم و شہنشاہ کی اور دوسری
 غریب و بے زار دنیا، اور فلسطین و تھمدت اولیا، الہی کی۔ ان
 دونوں سروں کا وجود ثبوت ہے اسکا کہ میری ذات پابند نہ تھمدت
 کی نہ امارت کی، نہ اخلاص کی نہ بادشاہت کی۔ میری روح و میرا جوہر
 میرا سرمایہ حیات؟ کچھ ہے عدل ہے اعتدال و توازن ہے اور اسے
 حقوق ہے، احباب میں جوہریت ہے۔ میں اسروں کے فیش محل میں
 جب آکھتا ہوں، تو لشکر کا مظہر بن کر، اور عربوں کے جھوٹے میں
 جب گزر کرتا ہوں، تو صبر کا پیکر بن کر۔ بخشش میں خوب خدا کا تعجب
 ہوں فقر میں یا عذا کی ترغیب ہوں۔ تار دن کو تار دن ہوں،
 کہ دولت و ثروت کے اس خزانہ سے حساب پائی پائی کا دینا ہو گا۔
 تار دن کو سمجھتا ہوں کہ اصل دولت قنائب کی تو تھیں نصیب
 ہے۔ نہ میرا دار و لیڈرزم سے نہ میری دوستی کیوزم سے۔ میں دونوں
 کی زیادتیوں کا بے اعتدالیوں کا مخالف۔ اور اگر خوبیاں ان میں سے
 کسی میں ہیں تو وہ میرا ہی عین پڑو ہیں!

اُدھر باہر یہ سب کچھ ہوتا رہا، اُدھر آپ کا ہندوستان بھی غائب
 اور محل میں رہا۔ نئے نئے مذہب نئے نئے فلسفے، اور ان کے ماتحت
 نئے نئے تمدن بیاں بھی پیدا ہوئے اور قنائب نے رہے۔ عدل سے
 تو حید بھی بیشک کہیں کہیں اٹھی۔ لیکن عام روش وہی شرکاء و تہذیبوں
 والی بیاں بھی جاری رہی۔ تناسخ کے عقیدہ کا ایک لازمی نتیجہ تھا
 کہ ذاتی سعی کی اہمیت جاتی رہی، اور انفرادی عمل کی سوسائٹی حاصل
 بے معنی رہ گئی۔ دار و دار "کرم" ٹھہرا۔ یعنی پچھلے جنم کا ثمرہ اعمال
 گویا آج اگر کوئی شرابی ہے، تو اس لیے نہیں کہ وہ ارادہ خراب پیچھے
 کی سرپرست کر رہا ہے، بلکہ اس لیے کہ اسے "کرم" یعنی پچھلی زندگی کے
 اعمال کے مطابق شراب ہونا ہی تھا۔ "دن آخرم" کے عقیدہ نے وعدت
 انسانی کا تخیل ہی پاش پاش کر دیا۔ اب انسان محض کے کوئی مسئلہ
 ہی نہیں رہے۔ اور خدا کی بنائی ہوئی انسانیت و عدل تقسیم ہو گیا۔
 انسان کی گڑھی ہوئی چار مذاقوں میں اور پھر انکی میرا رخاؤں میں

۱۰۰۰ حضرت داؤد اور حضرت سلیمان کے سبب نکات میں سورہیں کا انکار
 ہے۔ جہاں وہ سند دیے گئے ہیں جو محض اثرات سرچارلس مارشل کی
 تازہ تحقیق کے مطابق ہیں۔

۱۰۰۰ مصر کا یہ موجودہ دار الحکومت قہرہ آبی باہر ہے جہاں فرعون کے زادن
 بنی اسرائیل کی آبادی تھیم مولا مانعہ یا اگر بنی فلسطین
 سے فوجی انھیں اور خدا کے سامان حرب کا اہم ترین جز ہیں۔

یورپ اور اسلام کا جوہر

اقوام یعنی بعثت قدیم عرب تو کی اقام بستے ہیں اور عربی حصوں میں یورپین اقام اخبار الاول للقرانی واصلہ مطبوعہ یورپ میں ہے۔

اور یہاں یا جوج و اجوج کو انتہائی ملاؤ
شمالی میں ایک سرزمین میں جو بحر ظلمات
سے متصل ہے جسکا طول شرقاً غرباً اسی
سال کی سادنت ہے۔

(وہاں صدق نبیہ ص ۱۰۰)

بحث یا جوج و اجوج موعود

اور سے سات ظاہر ہے کہ یا جوج و اجوج کا کلمہ کاشیا (کوتات) کے شمال میں ہے۔ جغرافیہ کے کسی طمس نقشہ کو دیکھو کہ یورپین دوس و غیرہ دیگر اور ابن اقدم سب کے سب اس کو کوتات کے شمالی اور شمال مغرب میں سے ہیں اور اب تک بھی عرف عام یورپ میں ہے کہ یہ یا جوج و اجوج قوام ہیں انصاف کے دوس ہیں۔ اور ان پر بیان برونی آثار بانیہ میں مستشرقین اور فخر اری وغیرہ غرض سے اس سے نقل کیا ہے کہ

مقتضیٰ ہذا البحران ذوالا منغ | انتقاد اس خبر کا یہ ہے کہ یہ موعود سد فی الریح الغربی انتہائی میں الموعود | جسکے پیچھے یا جوج و اجوج جتے ہیں ریح سکوں کے کے شمالی غربی حصہ میں ہے

تفسیر کبیر جلد پنجم ص ۱۵۷ میں علامہ رازی بھی ہی لکھ رہے ہیں
الاطهر ان موعود السدین فی | ظاہر تر بات یہی ہے کہ موعود سد انہی شمال کی ناحیہ الشمال و قبل جلیان میں | طرہ واضح ہے اور بعض نے کہا وہ آذربائیجان آذربائیجان و آرمینیہ | اور آرمینیہ کے درمیان میں ہے۔

تفسیر ابوالسعود بر حاشیہ تفسیر کبیر ص ۱۵۷ جلد پنجم میں لکھا ہے۔
تم آج سب اسی طریق ثانی معترف | پھر علامہ (ذوالقرنین) ایک راستہ میں بین المشرق والمغرب آندہ آسن | مشرق و مغرب کے درمیان جنوب سے اکتوب الی الشمال | شمال کی طرہ جانا ہوا۔

اسی طرح تمام مفسرین تم آج سب کی ہی تفسیر کر رہے ہیں کہ ذوالقرنین مشرق سے : ایں ہستے سے شمال کا ارادہ کیا۔ اس میں کسی کو اختلاف نہیں (ساری عبارتیں نقل کئے میں بحر تحویل کوئی فائدہ نہیں)

اس سے ثابت ہوا کہ قرآن پاک سے جو کلم یا جوج و اجوج کا علوم ہوتا ہے وہ شمالی اور مشرقی شمالی حصہ ریح سکوں ہے اور یہ ظاہر ہے اور جغرافیہ کے طالب العلم تک جانتے ہیں کہ آج کرہ زمین کے منطقہ شمالی و مشرقی شمالی میں بحر دوس اور یورپین اقام کے کوئی اور قوم موجود نہیں۔ اس فقیر کا نظریہ یہ ہے کہ اگر یا جوج و اجوج منلی و ترکی نسلوں کا بہت قدم نام ہے اور ہاگگ یا جوج و اجوج تمام یورپین اقام موجودہ کا نہایت علم شناسیت کا ہی نام آج روایا و دوس ہے چنانچہ آج سوڈن دوس جس حکومت کا نام ہے وہ اپنے فخر میں ان تمام ملک کو شمال کر چکی ہے جسکے باشندے ترکی و منلی نسل کے ہیں (منول و ناچار بعد کے لفظ ہیں عرب قدم کے ملا جا عرب صدر اول کے میں ان سب کا جامع دوا اعداد انوک ہی تمام مفسرین کے علاوہ اہل جغرافیہ و تاریخ قدیم بھی اسی کے متعلق ہیں کہ یا جوج و اجوج کا وطن بسکن ریح سکوں و کرہ زمین کا شمالی حصہ ہے جو اقلیم بحر ہند و اندیشہ ہے۔ جسکے مشرقی حصوں میں اناری منلی

اس آخر بلاد شمال میں بحلات ملک شمالیہ دوس شمالیہ پلٹہ پشت لینڈ فن لینڈ آج کون ہے؟ بحر ظلمات آج کس نام سے موسوم ہے اور اسکے متصل شمالی ملک کون ہیں؟ کیا بلاد دوس جرمنی و ناروے و سوڈن وغیرہ ملک یورپ اسکے مصداق نہیں؟ کیا ظلم و جبرانیہ یہ نہیں بتا رہے ہے کہ اس منطقہ شمالیہ بحیرہ میں ہمیں رات ہی رات بدل گئی ہے جبکہ آفتاب خط استوا سے گزر کر جنوب کی طرف خط جدی تک چلا جاتا ہے۔ جو اتنا سے میل جنوبی ہے۔ منوں کے قہر کے فقہا خصوصاً اس شمالی ملک کے قرب و جوار میں اپنے واسطے خصوصاً خوارزم کے فقہا سرزمین بنیاد کے کتے تھے؟ مسلمان نماز عشاء اس اصولی اختلاف اس سرزمین کے متعلق کیوں پیدا ہوا؟ سب اس بات کی دلیل ہے کہ دوس کے شمالی ملک کو منلی سلطنت کے ان عربی اہلسن قہار کی اصطلاح میں بنیاد کہا جاتا تھا نہ وہ بنیاد جو آج بلغیریہ کے یا لینار کے نام سے معروف و مشہور ہے اور جو کبھی بیشتر تک تفسیر شیعہ کی ترکی حکومت کا مسموہ تھا اور پھر دوس یورپ کی ہر بانی سے باہر از مسموہ بنا اور پھر آج خود بخود ترکی کا نام آئیں بنا ہوا ہے۔ اس میں یہ کیفیت نہیں ہے۔ چنانچہ خط سلطان یا اسکے قرب و جوار میں جب تک آفتاب رہتا ہے تو ان ملک شمالیہ مذکورہ میں غرب کے موعود ہی و بعد پھر آفتاب کل آئے۔ لہذا نماز عشاء کا وقت یہاں آتا ہی نہیں۔ لہذا جن نماز و امور میں کے ہاں نماز کے وجہ کا سبب وقت ہے انکے یہاں نماز عشاء ان ملک میں فرض ہی نہیں ہوتی۔ موسم گرما میں ان ملک کا یہی حال ہوتا ہے اور ہم سرمایہ خصوصاً اتنا سے میل جنوبی کے زمانہ میں ان ملکوں میں آفتاب طلوع ہی نہیں ہوتا۔ غالباً وہ زمینوں ہیں و استغناء اور کچھ فرد ہی تک یہی کیفیت رہتی ہے۔ اسی واسطے عرب قدما نے اسے ارض ظلمات سے تفسیر کیا ہے۔ اور اسی کے متصل سمندر کو بحر ظلمات کہتے۔ جسے بالکسی (بحیرہ الطریق) وغیرہ شمالی دوس یورپ کے بحیرہ۔ اب یہی بات کہ اورغ فرانی نے اس سرزمین کی سادنت ثنائی سنہ یعنی اسی سال کی سادنت بتائی ہے سنہ جس تقریبی لحاظ سے صحیح ہے۔ کیونکہ دوس کی شرقی انتہائی سرحد سے لیکر یورپ میں انتہائی غربی مدت تک اس سرحد سادنت ہے کہ چلنے والوں میں اسے انسان غریباً اتنی نال ہی میں تخم کر گئے تھے۔ بشرطیکہ یہ کبھی ممکن ہی ہو

(الی آئندہ)

مردوم پر چلے گیا اور کوئی نظم کسی میں بھی تار و سہ پھیکا اور اس کے
سید کچھ اور گستاخ بنیں پاتا۔... جیگر بنگالی شاعر تھے۔ بنگال
سے اپنی عقیدت کا خراج کشا، دلی سے ہوا۔ اب آپ
انکے یہ ادب کیا جانتے ہیں؟ کیا یہ کہ ادب اُمد کی دنیا میں
آجکل دنیا ہی ماتم کیا جائے، جیسا بنگالی شریجر کی دنیا میں کیا گیا
عجب..... دہائی..... گھنڈی وغیرہ شاہراہ ادب اردو کا
انتقال ہوا، تو کیا بنگالی یا سندھی دنیا سے ادب میں منگے بے
ہیں "نثر" لکھنے کا خیال کس کو پیدا ہوا تھا؟ اگر ٹیکور، شوکتی
سے تو کیا یہ لوگ ہندوستانی نہ تھے؟ ٹیکور کی زبان صرف
انھیں کے صوبہ میں بولی اور سمجھی جاتی ہے اگر ان لوگوں کی
زبان دلی کا سکے تو ہندوستان کے ہر صوبہ میں جاری تھا۔
آپ فرمائیں گے کہ ٹیکور بین الاقوامی شہرت کے مالک تھے
تو میں عرض کر دوں گا کہ انکی بین الاقوامی شہرت انکی اجتماعی کوششوں
کا نتیجہ تھی۔ وہ ایک نظم بلکہ زبان میں کہنے تھے اور انکے خواہ
باب ترجمین اسکا ترجمہ دنیا بھر کی مشہور اور زندہ زبانوں میں
کر کے انھیں زبانوں کے اعتبار میں اور رسالوں کو فصیح و باریک کرتے
تھے.... آپ کے ملک میں شاہراہ ادب و شعر کی کمی نہیں ہے
کمی ہے تو عمرت اسباب شہرت کی۔

فیض روح القدس ربا زہد فرماؤ دیگر ہم کمبخت پنجہ سیاحتی
اس شعر میں اگر آپ روح القدس کی بجائے "دیوارِ دوزخ" یا "سیاح" اور
سبحانی کی بجائے کسی طرح "ٹیکور" کہتے تھے تو یقیناً آپ سرمانی اللہ
ابھی طرح سمجھ لیتے۔"

ابھی طرح سمجھ بیٹھے ۔
 شاعر شریف جیسی بھی خیال آراء یاں کر لیتا ہو، نثر میں تو بہر حال صداقت ہی کا منہ
 زمین پر قدم ہانکے رکھتا ہے۔ اور کوئی کہہ سکتا ہے کہ ادھر جو کچھ کہا گیا ہے وہ
 تھوڑے سی بڑی حد تک حق و صداقت کا آئینہ بردار نہیں ؟

ایک رابعی حضرت آجند میرزا بادی کلام اپنے عارفانہ اور حکیمانہ پہلوؤں کے لیے عرصہ سے ممتاز ہے۔ حال میں انکی ایک کتاب از رابعی، رسالہ سب رس (میدر آباد دکن) دبیر میں نظر پڑی۔ چونکہ حضرت اکبر الازادی کا رنگ تو یہی پروردگار خیال اور اس سے بھی بڑھ کر نہ کیشت الفاظ، مذاہق و عادت کی تہذیب کے خدا دل جلنے عاشق کی ہوس کہ در باہل جانے ہم اپنے بھی دل کی بات کہو بیٹریں وہ یہ کہ کہیں سے ادبیل جانے

”تمہارا سلام کی کہانی“ اس عنوان سے جو مقالہ مسلسل گزشتہ نمبر کے ”شروع“ سے ہے اور غالباً ۳ نمبروں میں ختم ہوا ہے

دوران کل اہمات

کر سکتے۔ اس آیت کے بعد

و ادعیٰ ربک الیٰ یصل ان اتخذی
من احوال یومئذ من اشجر و لما
یرشون ثم کل من کل الثمرات
و اسکلی سبل ربک ذلک - یخرج
من بطون ما شراب مختلف الیاء
نیہ شفاء للناس -

اور پھر ہے رب کے وحی کی آمد۔
میں گھر بنا اور درخت بن اور ان چیزوں میں
جن سے لوگ اپنے گھر بچاتے ہیں، بھر کھا ہر
قسم کے "الغزات" سے اور پل اپنے رب
کی راہ پر فرماں بردار بن کر نکلتا ہے اسکے پیٹ
سے ایک مشروب، جسکے رنگ مختلف ہوتے
ہیں اس میں "الناس" کے لیے شفا ہے

قرآن نے اس کے بعد فرمایا غم۔

ان فی ذلک لایة لقوم یفکرون

ان فی ذلک لایۃ لقوم یعلمون | یقیناً اس میں نشانی ہے اُن کے لیے جو سوچتے ہیں۔
لیکن شاید اس تفکر کی رحمت نہ اٹھائی گئی اور نہ دنیا کے سیکڑوں
”تجھکوں“ کے مقابلہ میں ایک عجیب و غریب طبعی نظام بغفل کا بھی ہوتا۔
میں سنا اس سلسلہ میں یہ کہا تھا کہ ”مرغن“ فطرت کے نقطہ سے بہت بوجھ
کا نام ہے اس لیے جب انسان کی فطرت اپنے پیدا نشی اعتدال کے
نقطہ سے ہٹ جاتی ہے تو انکو پھر ”العطرت“ کی طرف واپس لاسنے کے
لیے حق تعالیٰ کسی برگزیدہ انسان پر وحی فرماتے ہیں، لیکن جب انسانی
جو کہ ایک حیوانی وجود ہے اس لیے اسکی تشاخص بھی کہلے ”اعقل“ یعنی
ایک حیوانی پرندہ پرندہ وحی پڑتی ہے۔

١٥٥٥

(از خواجہ محمد شفیع)

ماہنامہ، دو سال کا بصیرت افروز تقابل - انقلاب انگیزی - زبان
کوتر سے مطلع ہوئی - بیان کھر لطافت -

لئے کا پتہ
خوابہ ضد شفیق، امروز مجلس پشترز میا محل۔ دہلی

اعلان میں تقطیل

حسب معمول قدیم اس سال بھی عیال المصطفیٰ کے سوتی پر نہ فرزند
میں نہیں رہیں گی۔ اس لیے ۲۹۔ ستمبر کا صدق شایع نہ ہو سکے گا۔
آخرین گرام انتظار نہ فرمائیں۔
حاکمہ ہاشم

ماہرین کرام انتظار نہ فرمائیں۔

ذات پر کرینگے۔ غفلت برہم ہو کر پیش رو گئے۔ اپنی جلائی اور مقصود سے قیام نہ رکھنے اپنے نفس پر ہمتا جوں کی اعانت، غفلتوں کی نصرت، داد و خواہوں کی فریادیں۔ صبح، اصلی، سچی سوشلزم اس سے بڑھ کر اور کیا لیلی؟

کھانے پینے میں پرہیز، جھوٹ جھات آپس میں تو کجا میرے ہاں تو ان سے بھی بدین جو مجھ سے ابھی ہیں۔ میرے ہاں بڑے سے بڑے شخص اگر اسکا دل گوارا کرے بے تحلف جھوٹے سے جھوٹے شخص کا جھوٹا کھاسکتا ہے۔ اپنی سکتا ہے۔ یہ نہیں کہ اپنی ذات والا بھی ذات، اس کے ساتھ بیٹھ کر نہ کھائے، اُس کے ہاتھ کا نہ کھائے۔ ایک دوسرے کے برتن میں نہ کھائے۔ نہ یہ ہو کہ چور، ڈکون، "کاسنز" اس کے ساتھ بیٹھ کر کھا کر نہ کھائے؟ اسی فوج کا پیادہ، اپنے کرنل کے کس کی طرف قدم بڑھانے کی جرأت نہ کرے! میرے ہاں تو منکر دے، ہاں تو حید کے شاگرد سے آفتاب پرستوں سے، کو ایک پرستوں سے، عناصر پرستوں سے، پھر کی صورتوں پرستوں سے، اوروں سے، کس سے بھی کھانے پینے کا پرہیز نہیں سب کے آگے کا جھوٹا جانو۔۔۔ ہے دنیا کی ہندوؤں میں اس وسیع رواداری کی کوئی مثال؟ وحدت انسانی پر عمل میں اس حد تک زور دینے کی کوئی نظیر؟ شادی بیاہ میں میرے ہاں صرف گھوڑا کھانا جانا ہے یعنی جوڑ۔ کہ فریقین اگر عاشقی، عاشق و معشوقہ سے ہم ملے ہو گئے تو ایندو بیاہ کی زیادہ توقع رہیگی۔ اپنی ذات کی ادبی پنج کا ایچ پنج میں کیا جاؤں۔ ذات بات کا وجود ہی میرے غمزدہ نہیں۔ پیٹھے اپنے اختیار و شیک ہو سکتے ہیں۔ لیکن آباد اعداد کے پیشہ کی بنا پر ذات کا بل پڑنا میرے لغت میں بالکل بے معنی ہے۔ کوئی شخص اپنے ارادہ اور اختیار سے اپنی ذات کا پیشہ کیے ہوئے ہے، کوئی دھوئی کا، کوئی مٹا ہے، کوئی دھینچکا، کوئی رنگ برنگ کا، کوئی بنیے گا، میاں تک! نکل ٹھیک۔ لیکن فلاں شخص ذات کا جلا ہے، ذات کا اتالی ہے، ذات کا دھوئی ہے۔ یعنی کس کی بنا پر نہیں لب کی بنا پر خواہ مخواہ اس طبقے میں داخل ہے۔ میں اس غفلت سے نا آشنا ہوں۔ یہ صلاحیت تا متر و درجابہت کی یادگار ہے، جو کسی عدناک میرے اندر گھس آئی ہے۔ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے اور فتن میں۔ کج مسلمانوں کی بعض "ذاتیں" فریاد کر رہی ہیں کہ میں پنج سمجھ لیا گیا ہے، اور سید، شیخ، و غیرہ شریفیت میں ہیں مگر خیال کو ہی ہیں۔ کوئی ان سادہ طبع لوگوں کو یہ جو اس باتیں دیتا کہ یہ شکایت تو آپ کی اپنے اہل خانہ کی پر ابھی ہوئی ہے۔ آپ اپنے کو ان پنج "ذاتوں" میں شمار ہی کیوں کہتے ہیں؟ ادبی پنج، شریفیت و ذیل کا سوالیہ کلام ہے، اگر ارشاد یہ ہے کہ نفس نفس ہی ذات ذات میں میرے ہاں کب جا کر نہ ہے؟ آپ کیسے کھٹے خزانے کیسے کھم فلاں پیشہ اعتبار کیے ہوئے ہیں۔ ٹھیک اور بالکل ٹھیک۔ لیکن جس دن آپ نے کھانکر

شخصی اور خانگی زندگی کے تمام ترین اور اہم ترین امور دست ہیں۔ دونوں کا ایک سرسری منظر ذرا ایسے زیر اثر گھر ہوں ہیں دیکھتے چلیے۔ مسلمان لڑکی اور مسلمان بوائے، اُدھر فکر اس باب کو شادی کی شروع ہوئی۔ نسبت کے پیام آنے لگے۔ فکر اصلی نہیں کہ زائچہ لایا جائے گندنی ملائی جائے، منجوس گھڑی ساعت سے پہلے کے نجومی جو قفسی، آل کا دخل کسی سوچ پر نہیں۔ نہ یہ بفکری کہ مہدی کیسے لڑکی جو ان ہو کر اپنا شوہر خود ہی ڈھونڈ لیں۔ مگر بھوکے شریک زندگی کا انتخاب، زندگی کا دقیق ترین، خوار ترین، اہم ترین، نازک ترین انتخاب ہے۔ ضرورت اس میں جوش کی نہیں پوش کی، جذبات اور روانگی کی نہیں عقل اور فراوانگی کی۔ اچھے اچھے بھوکے لڑکیوں کی پختہ کاروں کی عقلیں پھر کھا جاتی ہیں۔ عقل و تجربہ سے مٹالی اور جذبات سے بھری فوجان لڑکی یا فوجان لڑکے کے سر اسکا ہار ڈال دینا، اور خود دوسرے شخص تلاش نہ دیکھنا، اولاد کے ساتھ نہ بددی ہے نہ انصاف۔ محنت اور مریح قلم ہے۔ گویا ایک پندرہ سال کی لڑکی یا لڑکے سے توقع یہ ہے کہ اسے فزولیات، و جذبات کا اندازہ ہے ۲۵ برس کے بھی سین کا، اور ۲۵ برس کے بھی سین کا، اور ۲۵ برس کے بھی سین کا، اور ۲۵ برس کے بھی سین کا، کے بھی سین کا! زندگی کے جو آثار چھاؤ، فطرت بشری کی جو رنگ باریاں فوجانوں کے لیے ابھی پردہ و راز میں ہیں، بڑے بڑے بھوکے کے لیے آپ جیتی بن چکی ہیں۔ البتہ ملامت دستور کی حد تک ان فوجانوں کو بھی شریک رکھنا ضروری ہے، کہ ہر حال میں اسے تو کسی طرح میں دے، بھی رکھتے ہیں۔ فرض بڑوں نے (یا فقہ کی اصطلاح میں ادا کیا ہے) اپنے طور پر خوب جاپنج پڑتال کو گئے جھوٹوں کی ریلے اور مرعنی دیکھ کر بات ٹھہرائی، جبر کا سان سا کیا گیا حسب غیبت۔ یہ نہیں کہ جبر کے لیے فرض اتنا لیا جائے کہ آخر میں خود کشی کی ذبت آجائے۔ کورٹ شب کا قدم کسی منزل میں درمیان میں نہ آئے پایا۔ اور سلطان عروس اور اسکا شوہر دونوں ان بے سیانیوں سے بچ گئے، جن سے آج اسی رو سے زمین پر بیٹھا رکھو اسے جسم کا نو نہ بن کر نہ گئے تھی۔ خیر یہ مرعے سے ہوئے، تو ایک تابخ سیاہ نکاح کی قرار پائی۔ دو دھن کے گھر پر دو دھادالے اور خود دو دھن والے جمع ہوئے۔ شوہر سے اس کے حسب غیبت ایک رقم مہر کا انفرار کر لیا گیا

(باقی آئندہ)

... یہ وہی ہے کہ کلامِ پرستہ اور کلمے۔ ایک ہی مدد ملتی ہے۔
 سے آزاد ہو کر تھوڑی بہت اس تمدن کی غامض دنیا کے اکثر غریبوں میں جاتی
 رہی۔ آکر چھٹی صدی عیسوی میں دو طایفوں کا نامور دینا میں جاری
 جن میں ایک کو شرقی دوسرے کو مغربی کہہ سکتے ہیں۔ شرقی تمدن کا نام ایران
 تھا، اور اسی کے شخصی منہر کو کسری کہتے تھے، اور غربی تمدن کا پتلا روم تھا۔
 اس کے شخصی منہر کا نام نصیر تھا۔ دنیا اس حال میں تھی کہ "اڈنٹیک کسری فلا
 کسری جہاد" دیکھ لیکن نصیر فلا نصیر بدھا کی آواز اس سرزمین سے بلند ہوئی جو
 ان دونوں تمدنوں کے وسط میں تھا۔ اور چند ہی دنوں کے بعد کھینچا گیا کہ
 جو کچھ کسری کے پاس تھا سب ٹاشیہ بیوٹ کر ایک ہی چیز میں جذب ہو گیا۔
 جہاں زندگی کے تمام شعبوں میں دنیا کے اس عالمگیر مثال کسری انکسار کا اثر ہوا
 اسی میں طب کا فن بھی تھا۔ کسری دفعہ کی تفریق کو شاکر نسل آدم کو زندگی
 کے تمام پہلوؤں کو وحدت کے رنگ میں رنگ دینے والی فوٹ (صلی اللہ علیہ
 وسلم) نے جبکہ سنانا چاہا وہ مٹ گیا، اور جسکو اپنی رکھتا تھا وہی جاتی
 رہ گیا۔ طب کا فن بھی اسی میں ہے۔ جسے بقولہ دوام علمائے زمانہ کیا گیا۔
 تہ اود یاعباد اللہ فانی لعل در ابد و دوا الا اہم (دوا علاج کر دیا کر دے
 اللہ کے بندہ کیونکہ کوئی بیماری ایسی نہیں جسکی دوا نہ ہو بجز بڑا عاقل ہے کہ)
 بعض روایتوں میں اللہ اسام اسے موت آیا ہے۔ حاصل دو فہم کا ایک ہے)
 محمد نبوت میں عرب بھی اپنے پاس ایک طب رکھتا تھا۔ اس زمانہ کا مشہور
 عربی طبیب حاتم بن کلدہ "بندہ ساہو جو شرق کی سب سے بڑی درگاہ
 دیا رستان کا مرکز تھا وہاں تعلیم حاصل کی تھی، اسے امروزیوں انوشیروان کا قیام
 کیا ہوا رستان تعلیمی اسپتال تھا۔
 خود سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے اس زمانہ کے علاج کے اکثر
 طریقے یعنی لہو (دوا پینا) الحجات (پچھنے سے علاج) التثیہ (سہل)
 سے علاج۔ الفاقد (بھوک سے علاج سب ہی طریقے خود ہی اختیار فرماتے
 تھے اور دوسروں کو بھی مشورہ دیتے تھے۔ صحت کی حدیثوں میں ان
 طبی طریقوں کا ذکر موجود ہے۔ عبد بنی اسیہ تک عربی طب زیادہ تر عربی
 طب ہی کی شکل میں رہی۔ آلا یہ کہ تزیہ کے بیٹے خالد نے حکومت سے
 ایو سی کے بعد حبشہ کو عموماً ایو سی دنیا داؤد کی آخری پناہ گاہ کیسا ہی
 ہی بنتی ہے، خالد نے بھی کیسا ہی کے ذریعے اپنے باپ کی فتنوں کو
 داسیں کرنے کی کوشش کی اور اس سلسلہ میں بعض قراء بایں (کناش)
 کا عربی میں ترجمہ ہوا۔ لیکن جب عباسیوں کا دور آیا، اور ابو جعفر صفو
 بیٹ کے مرتب میں گرفتار ہوا، بھوک غائب ہو گئی، عربی طب اور اس کی روش
 کار گز ہوئی، تب اس نے جہد ساہو کے شفا خانے کے امیر اسطی

... یہ وہی ہے کہ کلامِ پرستہ اور کلمے۔ ایک ہی مدد ملتی ہے۔
 سے آزاد ہو کر تھوڑی بہت اس تمدن کی غامض دنیا کے اکثر غریبوں میں جاتی
 رہی۔ آکر چھٹی صدی عیسوی میں دو طایفوں کا نامور دینا میں جاری
 جن میں ایک کو شرقی دوسرے کو مغربی کہہ سکتے ہیں۔ شرقی تمدن کا نام ایران
 تھا، اور اسی کے شخصی منہر کو کسری کہتے تھے، اور غربی تمدن کا پتلا روم تھا۔
 اس کے شخصی منہر کا نام نصیر تھا۔ دنیا اس حال میں تھی کہ "اڈنٹیک کسری فلا
 کسری جہاد" دیکھ لیکن نصیر فلا نصیر بدھا کی آواز اس سرزمین سے بلند ہوئی جو
 ان دونوں تمدنوں کے وسط میں تھا۔ اور چند ہی دنوں کے بعد کھینچا گیا کہ
 جو کچھ کسری کے پاس تھا سب ٹاشیہ بیوٹ کر ایک ہی چیز میں جذب ہو گیا۔
 جہاں زندگی کے تمام شعبوں میں دنیا کے اس عالمگیر مثال کسری انکسار کا اثر ہوا
 اسی میں طب کا فن بھی تھا۔ کسری دفعہ کی تفریق کو شاکر نسل آدم کو زندگی
 کے تمام پہلوؤں کو وحدت کے رنگ میں رنگ دینے والی فوٹ (صلی اللہ علیہ
 وسلم) نے جبکہ سنانا چاہا وہ مٹ گیا، اور جسکو اپنی رکھتا تھا وہی جاتی
 رہ گیا۔ طب کا فن بھی اسی میں ہے۔ جسے بقولہ دوام علمائے زمانہ کیا گیا۔
 تہ اود یاعباد اللہ فانی لعل در ابد و دوا الا اہم (دوا علاج کر دیا کر دے
 اللہ کے بندہ کیونکہ کوئی بیماری ایسی نہیں جسکی دوا نہ ہو بجز بڑا عاقل ہے کہ)
 بعض روایتوں میں اللہ اسام اسے موت آیا ہے۔ حاصل دو فہم کا ایک ہے)
 محمد نبوت میں عرب بھی اپنے پاس ایک طب رکھتا تھا۔ اس زمانہ کا مشہور
 عربی طبیب حاتم بن کلدہ "بندہ ساہو جو شرق کی سب سے بڑی درگاہ
 دیا رستان کا مرکز تھا وہاں تعلیم حاصل کی تھی، اسے امروزیوں انوشیروان کا قیام
 کیا ہوا رستان تعلیمی اسپتال تھا۔
 خود سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے اس زمانہ کے علاج کے اکثر
 طریقے یعنی لہو (دوا پینا) الحجات (پچھنے سے علاج) التثیہ (سہل)
 سے علاج۔ الفاقد (بھوک سے علاج سب ہی طریقے خود ہی اختیار فرماتے
 تھے اور دوسروں کو بھی مشورہ دیتے تھے۔ صحت کی حدیثوں میں ان
 طبی طریقوں کا ذکر موجود ہے۔ عبد بنی اسیہ تک عربی طب زیادہ تر عربی
 طب ہی کی شکل میں رہی۔ آلا یہ کہ تزیہ کے بیٹے خالد نے حکومت سے
 ایو سی کے بعد حبشہ کو عموماً ایو سی دنیا داؤد کی آخری پناہ گاہ کیسا ہی
 ہی بنتی ہے، خالد نے بھی کیسا ہی کے ذریعے اپنے باپ کی فتنوں کو
 داسیں کرنے کی کوشش کی اور اس سلسلہ میں بعض قراء بایں (کناش)
 کا عربی میں ترجمہ ہوا۔ لیکن جب عباسیوں کا دور آیا، اور ابو جعفر صفو
 بیٹ کے مرتب میں گرفتار ہوا، بھوک غائب ہو گئی، عربی طب اور اس کی روش
 کار گز ہوئی، تب اس نے جہد ساہو کے شفا خانے کے امیر اسطی

الطبا والی ایک عجیب و غریب پیداوار ہے۔ جس کا علاج، شفا و تندرستی اور صحت کا حصول اور اس کے بعد واپس ہندوستان و تہذیب و تمدن کے لیے اور اس کے ذہن کے متعلق زیادہ تر سرمایہ ہندوستان ہی سے ہوا ہے۔ ہمارا ملک سانچوں کے بھرپور ہے۔ اسی وجہ سے جہاں کا وہ مسودہ بھی مدقوں پر لکھا گیا ہے۔

افرنس یوں مصری، اردو، یونانی، ہندی، ایرانی اور غرضی لب سے اسی کسر و کم کے عمل سے متاثر ہو کر تہذیب و تمدن میں ایک نیا قالب اختیار کیا۔ اور دن بدن اس میں ترقی ہوئی۔ یہی مسلمانوں نے بیسیوں شفا خانے (ہسپتال) اپنے ملک و سرحدوں میں کھولے جہاں علما کے ساتھ تعلیم بھی ہوتی تھی۔ حتیٰ کہ گشتی شفا خانوں کا بھی ایک سلسلہ ہوتا تھا۔ جن میں پائیس، پائیس، اونٹوں پر، دائیں لاد کر الیاء ملک میں گھومتے رہتے تھے۔ مقررہ راستہ کی تلاش میں شہر و دیہاتوں کو ہم جگہوں میں گھومتے رہتے ہیں۔ عبدالرشید مسوری کے متعلق لکھا ہے کہ اپنے ساتھ وہ مسودہ بھی رکھتا تھا۔ اور ہر قسم کے دوا پر دے کو بائیں پیل پھول پتوں جڑوں تک کی حالت کو دیکھ کر فرما دیتا: "اس کے فرائض میں کمی ہے۔ بیسیوں مراض کے علاج مسلمانوں نے یہ دیکھے، مثلاً تہذیب کے مراض کا کوئی علاج مسلمانوں سے پہلے کی کتابوں میں نہ تھا اور یوں اکل ایک طویل فہرست ہے۔

یہ تو ایک تاریخی بیان تھا اور مستند و ہی تھا کہ اسلام نے صحت و تندرستی کے باب میں تعجیب، تصدیق و تکمیل کا فرض انجام نہیں دیا ہے بلکہ علوم کے تمام شعبوں میں اس کا ہی خاص کا نام ہے۔ اس موجودہ طب یونانی نہیں، اسلامی ہے، یا مسلمانوں کی طب ہے۔ جس میں وہ سب کچھ ہے جو پہلوں کے پاس تھا اور وہ بھی جو تھا۔ مگر اس سلسلہ میں ایک خاص چیز جس کا ذکر آج کرنا چاہتا ہوں وہ قرآن کی آیت کی طرف اشارہ ہے۔ میں نے سورۃ النحل کی آیت کا حوالہ دیا اور بتایا کہ لوگوں نے صرف یہ دیکھ کر کہ شہدے بعض امراض میں شفا ہوتی ہے اس لیے قرآن کا دعویٰ شہد کے متعلق شفاء و التماس "کا جو ہے وہ پورا ہو جاتا ہے۔ مگر غور کی نظر اگر

آیت پر ڈالی جائے تو حسب ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں:-
(۱) النحل (شہد کی مکھی) کی صفت "ذکا" بیان کی گئی ہے یعنی وہ پالتو ہو سکتی ہے، سد معانی جاسکتی ہے۔ آرسطو کا بیان کہ جس پھول پر مکھی کو لگا دیا جائے اگر چہ وہاں سیکڑوں پھول ہوں لیکن تجربہ بتاتا ہے کہ اس پھول کے سوا اور کسی سے اس معاملہ میں نہیں کرتی۔

(۲) مکھی کو "بن کل الثمرات" سے کھانے کا حکم دیا گیا ہے۔ شہد کے معنی پھل کے بھی آتے ہیں۔ لیکن مکھی پھل نہیں کھاتی۔ اس لیے ضرور ہے کہ "ثمرات" سے کوئی اور معنی مراد لیا جائے۔ لغت کی کتابوں کو دیکھیے، تشریح اللہ (یعنی اللہ کے مسکراہے کا لٹا) آپ کو اس قسم کے متعلق صحت و تندرستی کا کچھ باتیں

مختلف الامراض

ہوتا ہے کہ مختلف رنگوں کا انسان ہے۔ ہر قسم میں

کہ ایک جدید نظام ہی علاج کا یہ ہے کہ صحت و رنگ کے ذریعہ صحت کیا جاتا ہے، جسمیں، رنگین بوتلوں میں پانی بھر کر دیکھو یہی رنگ ہوتا ہے اور ان ہی بوتلوں کے پانی سے ہر قسم کے امراض میں ناکامی اٹھاتا ہے۔ میرا ذاتی تجربہ ان بوتلوں کے پانی کے متعلق عجیب ہے۔ ان ان تین باتوں کو پیش نظر رکھ کر اگر قرآن کی اس آیت سے علاج کے ایک جدید نظام کی طرف توجہ کی جائے تو قرآن کی روشنی میں یہ بالکل واضح طور پر نظر آ رہی ہے۔

سیرا مطلب یہ ہے کہ جن نباتاتی چیزوں سے آپ کی طبیعت میں علاج کیا جاتا ہے اور ایلو پیتھک کے مقابلہ میں آپ کا بڑا امتیاز یہ ہے کہ آپ "الثمرات" سے یعنی نباتاتی اشیاء کے جوہر سے علاج کرتے ہیں۔ لیکن آپ کو یہ سمجھ رہی پیش آئی ہے کہ ان نباتاتی چیزوں کے جوہر کو کھانے کے لیے اٹھو کھانا چھاننا پڑتا ہے، پھر تھک، تھک، غیر آلاستہ ان کی تقطیر کرتے ہیں، اس پر بھی صحیح جوہر میں کی آپ کو تلاش ہے وہ میسر نہیں آتا۔ جب قرآن کہتا ہے کہ مکھی نذرۃ ایک ذلول (مستحق رحمہ اللہ) فرما ہندو (رحیمو اللہ) اور اس نباتات پر آپ جس قسم کے نباتات سے باہر کمپیوں کے ذریعہ سے "الثمرات" یعنی اٹھنے جوہر میں کو کھینچا سکتے ہیں تو پھر کیا یہ ممکن نہیں ہے گویا سارے جوہر شہد و تائیدہ کو ذوق تفتیہ کے مجسماتوں سے آزاد ہو کر مختلف اقسام کی مکھیوں کو مختلف دواؤں کے جوہر کھانے پر مامور کیا جائے، اور ان ہی کو جمع کر کے مختلف رنگوں میں رکھ دیا جائے۔ جو دوائیں جن امراض میں کام آتی ہیں سب سے اٹھیں ان ہی نباتاتی دواؤں کے کھینچے ہوئے شہد کو مفرد طریقہ سے یا دوسرے شہدوں کے ساتھ مرکب کر کے استعمال کرائی۔ یہ نباتاتی ثمرات جن میں آپ نے قدرت کے عجیب و غریب شہدین (الغسل) سے حاصل کیا ہے، جو کہ قدرتی جوہر ہونگے اس لیے اچھا

شفاء و التماس ہونا

یعنی "الاناس" کے مختلف امراض میں ان "کل الثمرات" میں سے ایک یا چند کا شفاء و بخش ہونا، یعنی تعجب خیز نہیں ہو سکتا، بلکہ نباتات سفید، سفید، سفید کے جھگڑے میں آپ کو نباتات مل جائیں گی، بلکہ شہد میں فراخ، کو باقی رکھنے کی قدرتی غامضیت ہے خود تو کیا غراب ہو گا۔ دوسری چیزوں کی حفاظت شہد کے ذریعہ سے کی جاتی ہے۔ اس لیے اسید ہے کہ اس دوا کا مزاج بھی مدقوں باقی رہ سکتا ہے اور یہی میری مراد تھی کہ ہم اس آیت کے ذریعہ سے ایک جدید طبی نظام کو پیدا کر سکتے ہیں جن لوگوں کو شہد کی مکھیوں کے ذلولی عجائبات کا علم ہے۔ (برائے حق) ہر ملاحظہ ہو

سہ ماہ "قادری" جید آباد دکن

نیز علامہ جبرائیل ابن خرداد بہ اور حقل کی کن باسے المساکت الممالک
طبعہ یورپ میں الفاظ صفحہ کتابہ (صفحہ ۱۳)
الارض والارض ابن اصفہان (کنی کرہ زمین کا عرض اس کے انتہائے شمال
فی حد الشمال فی حد الجنوب خاکسار سے انتہائے جنوب تک سوئم شمالی بحر منط
کا قدم ساحل البحر المحيط (شمالی) سے چلتا شرمہ کرگے بیان تک کہ تم
مستثنی الی الارض یا جوج ویا جوج بلادیا جوج پر پونہ پانچ بار گئے۔
... تم تہنی بریتہ من بلاد السودان عبر تم سفر جادوی رکھو گئے صحرا سیا
بلاد الارض حتی تہنی الی البحر المحيط در میان در میان بلاد السودان اور
(ای بحونی) شمال خط دما بین جنوبی بلاد الارض حتی تہنی الی البحر المحيط
الارض و شمالیہا۔

کرہ زمین کے۔

یہ دونوں جبرائیل ابن خرداد بہ و ابن حقل عربی جغرافیہ کے مسلم ستاد ہیں
ان دونوں کے الفاظ بالکل متفق ہیں۔ ان دونوں نے نصیحت کرنا ہے کہ بحر
محیط شمالی کے ساحل سے ادھر جنوب کو چلتے ہوئے سب سے پہلے یا جوج
یا جوج کے ملکوں پر گزرنا پڑے گا۔ اب دیکھو نقشہ میں کہ ان ملکوں کے
تمام آج کیا ہیں۔ کیا یہی روس و یورپین اقوام ہیں جو آج بلاد ایشیا و بلاد
اسلامی پر چڑھ دوڑے اور لینا بچار گئے ہیں۔

علامہ سقزنی کی کتاب التخطی و الآثار جلد اول صفحہ ۱۰۰ ہے۔
عرضا (الارض) من حیث الارض من ذیں ابتداء اادی سے جو بہت
المران الذی من جہۃ الشمال شمال میں ہے اور جو ساکن یا جوج ویا جوج
وہو ساکن یا جوج الی ہے اس انتہائی آبادی تک جو جہت جنوب
حیث المران الذی من جہۃ میں ہے اور جو سودان و سیاہ فام افغانوں
الجنوب و ہو ساکن السودان کے ساکن میں دو سو بیس سرحدوں میں۔
مستان و طرفین مرعۃ۔ اور در میان مصر لے یا جوج ویا جوج کے
بین براری یا جوج ویا جوج بحر خلیج تک شمال میں اور در میان مصر لے
الی بحر المحيط فی الجنوب غربا سودان کے بحر محیط تک جنوب میں غیر آباد
سین فیہ عمارۃ۔ زمین ہے جس میں کوئی آبادی نہیں۔

علامہ سقزنی کی تقریب سے آپ کو واضح ہو گیا کہ یا جوج ویا جوج کی سرزمین
بحر شمالی سے متصل ہے۔ آج اسی سرزمین کا نام یورپ اور روس ہے!

کچھ اور؟

نیز علامہ ابو حنیفہ دینوری الاخبار الطوال کے دیباچہ میں لکھتے ہیں۔
(سطحہ یورپ)

احزر۔ وخطاب وادریس۔

امشاک وکمارسی وایصین

کمارسی۔ چین۔ یہ کرہ زمین کے

تاخذ دما بین المشرق و الشمال مغربی و شمالی حصوں کو لے لے۔

ابو حنیفہ دینوری کے بیان سے معلوم ہوا کہ یہ اولاد و انتہائے مشرق و

شمال زمین میں جا بے شے اور اسی آپ کو معلوم ہو چکا کہ شمال میں یورپ

وروس اقوام ہیں اور مشرق میں چینی و منچو۔ اسکو۔ خشک آبی شہر

سلطنت روس میں اب تک موجود ہیں۔ اب بتائیے کہ یا جوج ویا جوج

کے قدم نام والے اقوام آج یورپ و روس کے سوا کہاں موجود ہیں۔

کتاب الفصل فی السبل و السبل من علامہ ابن حزم ظاہری اندلسی

(سپانیولی) نے لکھا ہے۔ جلد اول (صفحہ ۱۰۰)

فان قبل فی القرآن ذکب یا جوج اگر کوئی کہے کہ قرآن میں ذکر کیا جوج

یا جوج ویا جوج نہ دیکھ سکا مگر یا جوج کا تو ہے کہ اس سے کلام لکھا

فان لکھنا نہ صرف فی انفس الشمال ہے۔ ان یا جوج کا تو جو اس پر ہے

فی آخر المحدث و قد ذکر امر یا جوج کہ کلام لکھا نامشور۔ نہ صرف ہے (صفحہ ۱۰۰)

یا جوج فی کتاب الیہ و اہل و عیال و ان کی غیر آبادی میں۔ نیز

بہا دارا و ہما صحیفہ توفیل و غیرا ذکر یا جوج کتب یہودی میں ہے جن پر

و یونان و انصاری و قد ذکر انکار ایمان ہے (مراد اس سے محدث

یا جوج ویا جوج و اسرار حقیقہ و غیرا ہے) اور جن پر نصاری

ارسطو طالس فی کتابہ فی یونان و کتبہ میں نیز ارسطو نے

قد کلام علی الفرائین و قد ذکر اپنی کتاب انجمن میں لکھا اور ان کی

یا جوج ویا جوج بطریقوں کی کتاب

المسیحی جغرافیہ و ذکر طول و عرض

عرضا و قد ثبت الیہ الاثبات اس امر کو سنیں سلام الرحمن فی

اس امر کو سنیں سلام الرحمن فی جہۃ مدحہ حتی و قفوا علیہ ذکر

ذکب احمد بن الطیب السرخسی

و غیرہ و قد ذکر دندہ بن جعفر

والناس۔

بصحا حتی کہ یہ دیکھ آئے۔ انکو ذکر کیا کہ

احمد بن طیب سرخسی و غیرہ نے فرمایا

بن جعفر نے اور دوسرے اور لوگوں نے

(بانی آئندہ)

بہ نام شیخ شوکت حسین پڑھیں کہ یہ ملک جس میں طبع ہو کر دفتر صدق

گو کہ گنا۔ گھر سے شاہجہاں

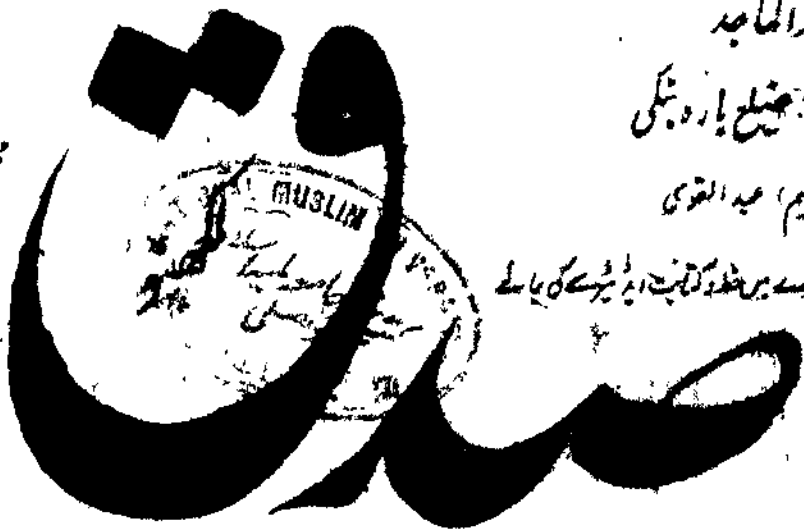
وَالَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَدَرِ وَصَدَّقُوا بِهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ ۔ جو بھی بات لے کر آیا اور جس نے اسکو چاہا اور ہم لوگ ہر گناہ میں

ایمیر عبد المجید

پہلے درجہ بادشاہ خلیفہ بارہ نسل

ابن (علیم) عبد القوی

مقام میں کے اسے ہر خط و کتابت ایڈریس کی جائے



چندہ اور اقطامی امور
کے متعلق مراسلت اس پتہ پر کی جائے
محمد عبد الرؤف عباسی مہتمم صدق

چندہ سالانہ مسر
شمالی
برون سنہ سے سالانہ شش
نیت نی پرچہ

نمبر ۳۶ دوشنبہ یکم محرم الحرام ۱۳۶۱ھ مطابق ۹ جنوری ۱۹۴۱ء جلد ۶

سچی باتیں

”امت غزوہ رخسار کی طرف سے جانے ہو یا جنت کی طرف
بہر حال اس گروہ کا مصیبت سے بچنا و بچنا خود کو تمام آزمائشوں
مردہوں سے بچنا کہ استقلال کرے۔ انسان کے حق میں امانت
کا بننا یا ہوا امانت بننا ہے اور اس میں کوئی تردد و رعب
نہیں ہے۔ کوئی گروہ خواہ خدا شناس ہو یا خدا شناس نہ ہو
وہ یہ شرط پوری کرے کہ دنیا کا امام بن جائے اور نہ کرے کہ
معتد بہ ہی نہیں بلکہ اکثر حالات میں تبلیغ بننے سے بھی بچ سکے گا
مناہجہ کی کسی مسجد و دارالافتاء میں یا کسی مدرسہ میں یا کسی
سے تہذیب و تمدن، جہاد و آزادی، اسلام و ایمان کی راہ دکھائی جائے۔“

”کلام الہی میں تینوں نقطہ جہ سے دیکھنے اور سمجھنے کے سنی
میں استقلال نہیں ہو سکتا بلکہ سچ سے مراد دوسروں کی فرائض
کی پوری عزائم حاصل کرنا ہے۔ بصر سے مراد خود مشاہدہ
کر کے واقفیت ہم پر چھنا ہے۔ اور خواہے ان دونوں
ذرائع سے مسلم گروہ سلوات کو تربیت کرنا اور تبلیغ و اخذ کرنا ہے
یہ تین چیزیں ہیں کہ گروہ علم بنا ہے جس کی قابلیت انسان کو
دی گئی ہے۔“

کس کی مجال ہے؟ یہ سوال کیسے کہ ”سچ“، ”بصیرت“، ”خدا کے
الفاظ“ ان سب میں اس نیت پادریوں والے کلام الہی کے کس پارے کس
سرورہ کسی گروہ، کس آیت میں استقلال ہو سکتا ہے؟ جہاں کہیں مجتہد

ہیں یہ لفظ آئیے ہیں، زبان سباق کے سباق سے، تفسیر کا انا بیخبر
تجزیری روایات اور بیخبر سے، ”کلمہ“ سے ان سباق کی تائید ملتی ہے؟
لا تعجب! ایسے ناکہ علم ان اس کے بعد اور ان کے بعد اس کے بعد اس کے بعد
کو پڑھ کر حضرات صحابہ۔۔۔ پھر اس جو دھرم میں رہی تھیں قرآن کے کسی
عالم علم کا ذہن اس جدید تفسیر کی طرف متقل ہو ا تھا؟ خود آج بھی سوائے
صحابہ کے خاص رشتہ داروں کا رشتہ ان کے بعد ان کے بعد ان کے بعد ان کے بعد
اسن صاحب (مسلو میر) مولانا ابوبکر بن علی (لکھنوی) اور اسی علم فخر
کے درمیان اس صاحب کے تفسیر و تہذیب سے سوال ہے، کہ اس کے بعد اس کے بعد
آیت کی یہ تفسیر ان کے ذہن میں آئی تھی؟ یا آج بھی ان کا ضمیر اس پر تہی
ہے؟ کیا فرق رہ جاتا ہے ان تہذیبی جہادوں کے بعد؟ علامہ
مشرقی اور علامہ سودرہی میں؟ زبان سے نہ ہی غریب شرفی بھی تو آخر
اسلام ہی کی خدمت کا، نصرت کا، حمایت کا تھا؟

چوڑیے اور سب کو۔ خود صحابہ نے بھی اس جدید تفسیر کے مطابق اس
آیت قرآنی پر کس دن، کس گھڑی کے کو عمل کیا؟ اور کب صدیق نے علم میں کی گئی
روز اطاعت کی؟ دوسروں کے فراہم کیے تعلیمات کے حاصل کرنے میں کیا انہماک
دکھایا؟ ”علوم“ پر ان سے، ”مصر“ اور سے کس دن حاصل کیے؟ غرض دونوں
نے اپنی زندگی کے کئی گھنٹے، کئی منٹ، ”شاہدہ فطرت“ کی ذریعے، ”رضیات“
جو انبیاء کے علوم جدیدہ نہ تھیں، ”رضیات“، ”عبادت“، ”غضایات“ کے علوم
قدیمہ کے مطالعہ اور ان میں انکشاف اور ”دیسرچ“ پر کتنا وقت صرف فرمایا؟
فتنات اور غلطی سے کتنے ”مطلے“، ”دونوں ذرائع“ سے حاصل کردہ سلوات کے
مترتب کرنے اور ان سے تنباغ اخذ کرنے کے طے کیے؟۔۔۔ ”مصلحت“

کے اگر ہی شرعاً ہیں جو روپ سے مروج ہمارے علم و ”تجدید“ نے پیدا کیے
ہیں، تو خدا کے لیے بنایا جائے، کہ ان حضرات کو اپنے دلت میں راست لیے
حاصل ہو گئی تھی؟۔۔۔ قرآن کی تفسیر کے ساتھ ساتھ کہ کوئی بد و ”جہاد“

کو حق معافی تاراجی کے ساتھ ہی تائب اور باز گیری کا حاصل ہو گیا ہے؟

"صاحب" کا جشن نوروز "خوشگئی، کرم جیوری، پچھلی شب بیکھلا
سال اور وجود سال گئے لہے نے اور وزیر اعظم پر لائبرسٹر چل کر کا
نہیں پرانی ڈاسے امر کی آ رہے تھے آدمی رات کے وقت وزیر صاحب سر
پار میں پڑی کو ساتھ لیے ایک ایک بک توبن کی کھانسی والی گانہ میں
آگئے۔ سگار آپ کے منہ میں رہا ہوا تھا اور شہین (شراب) انا گلی میں بچے
باتہ میں تھا۔ پریس کے نمائندے جتنے بھی جلیں میں رہے تھے سب تک
رہ گئے۔ سٹرچ میں نے سکر اسٹے ہوئے گلاسز ہاتھ میں اٹھایا اور کاراکہ
تھوڑے کے نام پر اس محنت و تعب اور تھوڑی کی طرف لے جانے والے
سال کے نام پر ایک آؤٹ گھڑی میں رات کے ایک بجے پس والوں
نے اور میں کے نکاح ہونے سٹرچ میں کو سار کیا دی اس کے بن سٹرچ چلنے
میں آتے ایک ہاتھ سٹریٹس پر لی نکالنے ہاتھ میں لیا اور دوسرے میں
کمال پورے اور نکال ہاتھ اور سارا مجمع اسی طرف کیسے دوسرے ہاتھ میں
ہاتھ ڈال حلقہ اندر کر گئے لگا سٹرچ چل رہا تھوڑی کی طرف پہنچے
اور پورے "نہا آپ سب کو بھی مبارک کرے اور ہم سب کو فرحت سب کہتے
مجمع پھر خوش سے گانے اور تالیاں بجانے لگا وزیر صاحب ہنسے اور اس
کا نشان بناتے ہوئے خوش و خرم اپنے وہ میں واپس گئے۔ دیو لکھ
تاریخ (۱)

ایسی ہی خبریں پڑھ کر کہتے ہیں کہ آنکھوں کو فرما حاصل ہوا اور دل کو سرور
بھلا جائے نہ اور نہ کی راست ہو اس طرح دشمنی جلنے اور کیا ہو کر آدمی
رات کو سب سے بڑی سلطنت کے سب سے بڑے عہدہ اور صاحب ٹیٹو
آئیں گائیں، بجائیں، شراب کے گلاس غازی آئیں بڑے بڑے اپنے
معزین حلقہ باندھ باندھ کر آپس اور جے پلاسے جائیں فتح و فزادی
پر بھی کیا کوئی مسلمانوں کے ہاں کی امید ہے کہ مدینہ منورہ کی شہرت
سے جو توں کر کے نور سے گئے، جھٹی۔ یہ بھی نہیں؟ شب عبد کا شام
بھی انہی اور ہر کوں کے لحاظ سے، معذرت یہی کہ علم میں داخل ہے۔
مذہب و پچھے نمازیں پڑھ رہے ہیں، سنا جائیں کہ رہے ہیں دعائیں مانگ
رہے ہیں! حدیث نظر کے انتظام میں لگے ہوئے ہیں یہ بھی کیا مسلمانوں
کی بھر عید ہے کڑی رکھ کر شب ویم حکم میں داخل یوم الحج کے!

لفظ بے معنی تاریخ، ایلی، لکھنؤ، برطانیہ میں بنیادیں شوالیہ
نکلا امام ہے۔ بہت سیدھی اور آسان الفاظ کے علاوہ انہی تعلیم انسان کو پڑیا
انہی لکھنؤ میں معنی ہے اور انہی لکھنؤ میں معنی ہے "فلا طوفی محبت"
کے زیر عنوان لکھا ہے۔

"فلا طوفی محبت" سے مراد یہ ہے کہ سب خیالوں فلاطون مردود
عورت کے درمیان محبت پر مشتمل ہے۔ لیکن انہی سطر
رہے اور اس میں فرائض نہیں لیکن انہی فرائض نہیں لکھے۔

فلاطون کے خیال کی غلطی یہ ہے کہ اس سے شہادت و شہادت
اور عشق و محبت کے درمیان غلط کر دیا۔ فلاطون محبت کے
کوئی سستی ہی نہیں۔ معاذ اللہ! جماع تعلیم میں ہے منف مقابل
کی جانب جوان میں پرکشش ہوتی ہے اور میں پر افلاطون عشق و
محبت کا کیا جانا ہے اور اسلئے شہادت ہی ہوتی ہے۔ لہذا
فلاطون وہ گئی تو یقیناً کسی علی شکل میں ظاہر ہوتی ہے۔ ایسی کوئی
کشش منف مقابل کے فوجیوں میں ہوتی نہیں، جو اصلاً
شہادت ان نہ ہو "راسلاٹ کی" انسان کو پڑیا آتے سکتے ہیں
"ایک محبت" کا لفظ چارے ان میں خوب چلا ہوا ہے، خاص کر شاہ صاحبوں
کے حلقہ و جد و جہد میں ایسا آپ کا یہ مہر مہیات کچھ ہمارے ہی فخر و شہادت
اور ان کا پروردگار ہے کہ ایسے کارآمد ہوئے ڈھلے اپنے چلائے
لفظ کو تپ سنی ہی قرار دے دیا!

چودھری افضل حق مرحوم پچھلے ہفتہ لاہور سے واپس آکر
شہر "احمدی" ایڈیٹر و مقرر افضل حق کی وصول ہوئی۔ اہم اہل دار
چودھری صاحب شریعت میں نمایاں پوزیشن میں تھے۔ تخریب فلاحت
و ترک موالات کے زان میں سرکاری قتل چودھری صاحبان تحریکات میں جوش
کے ساتھ فزک ہو گئے اور یہ جوش ملی آخر تک گھٹا نہیں پڑتا ہے اور
اپنی جماعت میں فکری حیثیت سے ایک ممتاز مرتبہ رکھتے تھے۔ غریبات و
تذلیلات میں بے اعتدالی کیس بھی رہی ہو وہ ہر حال آدمی سے جوش و نشاط
کے۔ پنجاب کی مجلس احوال میں گرمی و تازگی بڑی حد تک انہیں کے ہاتھ
نقشہ زندگی کا شرف تھی۔ فلاحت کیس کے آخر زمان میں انکی اور انکی بیانیہ
و زبان و لانا محمد علی کی معرکہ آرائیاں میں برادری کی جماعت سے جس نے
دیکھی ہیں وہ انہیں بھلا نہیں سکتا۔ بصیرت ظاہر ہے کہ ہر شخص کی آگ
آگ ہوتی ہے۔ لیکن اللہ کے ہاں اجر و مشن نیت پر لٹا ہے۔ اللہ اپنی
رحمتوں سے انہیں نواز دے اور انکی خلیفہ و جہد کا پورا مسئلہ نہیں
مرحمت فرمائے!

تجدید اور دعوے تجدید لوگ گمان کرتے ہیں کہ میں
اپنے آپ کو پڑا سمجھ لگا ہوں اور بزرگوں کے منہ آتا ہوں
حالانکہ دراصل میں اپنے آپ کو چھوٹا ہی سمجھتا ہوں۔ آپ
[بیٹھ] ایک مشہور عالم اور صاحب دین بزرگ کا کایہ شہد کہ
میں ابتلا و استقامت کے میدان میں اس کے ساتھ امتداد
میری قلبی حالت سے اور اقبیت پر مبنی ہے "ترجمان القرآن"
رجب نارضاہ ۱۳۹۰ھ

راجہ "تو کہ" کی تحریروں سے جو اثر لوگ لے رہے ہیں اور ان لوگوں
میں یقیناً نہ صرف ترجمان کے آخر میں بلکہ کم از کم ایک تو مشہور عالم اور
صاحب دلی بزرگ "میں ہی اس کا اثرات خود اس اعتبار میں ہو رہے
جو آپ میں لازم کہ انہی جرم سے انکار کی محبت نہیں اور وہ پناہ و جوش و جہد

سچا ہے اپنی تحریروں کے اپنی طبیعت کی حالت کی۔ یہ آج معلوم ہوا کہ
 لکھنے والے نے دوسرے نام کرنا شروع کر کے بغاوت و عداوت پر نہیں بلکہ عزت کی تبلیغ
 کی ہے۔ اور جو عیسائی عالم نصیب کی عداوت میں قائم ہوئے نہ لکھتے اور جس
 سے دنیا کا بڑا معنی اور ہر عالم محروم ہے اسے میں اختیار کر لیں۔
 ”آپ اپنی دینی مشہور عالم اور صاحبِ دل بزرگ اور کبر سے
 جرات آمیز الفاظ سے یہ لکھ کر آ رہا تھا کہ میں اپنے آپ کو کوئی
 بڑی چیز سمجھ رہا ہوں۔ اور کسی بڑے مرتبہ کی توقع رکھتا ہوں
 حالانکہ میں جو کچھ کر رہا ہوں، عزت اسپر لکھتا ہوں، لیکن توفیق لکھیے
 کہ وہ اچھے اور اپنی حقیقت خوب جانتا ہوں۔۔۔۔۔ البتہ میں
 اپنی اس طبیعت کی کیفیت کا کوئی اور اپنی تحریروں میں نہیں آئے دنیا
 اور قصداً جرات آمیز زبان استعمال کرتا ہوں، کیونکہ اس کام میں
 نوعیت ہی ایسی ہے کہ اس کے لیے ذہنی اور لکھنے زبان کوڑوں
 نہیں ہو سکتی۔ (ملاحظہ) توجہ دلائے کہ یہ نہیں فقر سے پریشا
 کر دیے گئے ہیں)

دعویٰ جدید

دراشاہد، نذیر احمد صاحب جو فی حقیر لکھتے

اسلام علیکم۔ آپ کے رسالہ ترجمان القرآن میں نو دوسرے سے جس طرح
 رقم کا ذکر کیا ہے وہ آپ نے بڑھایا ہو گا۔ نا اگ آج بڑے افراد نے
 لیا ہو گا کہ اسکے اندر خبثت کا کتنا روغن مالدہ ستور تھا کہ جس پر پوسٹ
 ذریعے نشر کرنے کی ضرورت تھی۔ اس کی طلاوت نہ سمجھیے بلکہ جو کہ
 ہے۔ اور ضرورت اس کی ہے کہ اور شاہد کے خبثت پر نشر چوتے تاکہ
 اہل رعایت کی ذہنی کی جو ہے ہٹ کر یہ سوسے ان دنا دی کی کٹ
 سے شائع کر دیا جائے۔ اسکے سن کی موسمانہ جارحانہ حیثیت بالکل
 رعایت میں آگئی ہے۔ چنانچہ تاسیس وغیرہ سے انکار کر رہے ہیں۔
 لیکن مقام تجدید کو کم سے کم اپنے عار و کی چیز اب بھی ضرور
 رہے۔ چنانچہ حضرت سیلیمان صاحب سے ایک سوال کرنا ہوا
 تجدید و تجدید کے فرق کیا اس طرح پوچھا ہے کہ گویا کم از کم مقام تجدید
 تو اس کے لیے پڑنا ہی چاہیے۔ ذرا اس محل کو قدرے غور سے ملاحظہ
 فرمائیے یا تو اسکا بر خود غلط ہونا اس درجے پر چڑھنا چاہیے
 کہ وہ اس دعویٰ کی اہمیت کو نہیں سمجھتا اور بالکل جاہل کی ہے آپ
 صاحبان کے کاؤں کو اس آئندہ سے ماؤں کرنے کے رہے ہیں۔ اس
 مقام پر اپنے اپنے ایمان کا یہ وہ ناک اور خزان سے بھی چاک کیا ہے
 وہ اس طرح کہ مقام تجدید وہ یہ قرار دیتا ہے کہ دین کو اس طرح مرتب کیا
 جائے کہ دین کے اذہان سے مطابقت رکھا جائے۔ حالانکہ یہ مقام
 درجہ اول ہے۔ مقام تجدید یہ ہے کہ خود تالاب، اذہان کی کچی اور پختہ
 کو درست کر کے دین کے مطابق کیا جائے اور دین کو اپنے حال پر قائم
 رکھا جائے۔ اس نے جو یہ دعویٰ کیا ہے کہ وہ ایک نظام فکری
 کے سانچے میں ڈالنا چاہتا ہے اس کی حقیقت یہی ہے کہ یہ دین کی ہزار
 درہندہ سادہ ساخت اور بنیادی طریق ترتیب کو بدل کر کسی شکل کے انداز پر
 لانے کی سعی کا دعویٰ ہے۔ اور اسی کو مجدد اعظم اور مہدی آخر الزماں کی
 ایک نشانی اس نے نامہ ولی اللہ صاحب کے ذہن کے سامنے قرار دیا ہے
 عزت محترم مولوی قاضی انشاء اللہ رحمہ اللہ کے اسکے موجودہ حوالہ
 کی قیمت ادا کر دیا، اگر اس وقت ضرورت تھی تو لکھا دیتا، اسکے
 قیام پر آمادہ کیا جائے۔ والسلام

بیان وہ بزرگ۔ سے ہے ہیں جو بعض عالم ہونے شروع کرنے افکار
 کے نہیں، مجدد دین ہونے کے دعویٰ ہیں۔۔۔۔۔ وہ تمام جسک حرمت
 ”مشرق سے مغرب تک (مشرق) کسی مسلمان کو بھی نہیں ہے۔“ گویا
 سول اور نام فہم عبارت بن اور شاہد یہ وہ ہے کہ تو وضع و نصیحت دینا
 بیرونہ پڑنی طرح موجود ہے، لیکن حکم سے میں اسکا افکار مستعد نہیں ہونے
 رہتا۔ تحریر میں قصداً ”جرات آمیز“ انداز میں لکھتا ہوں اور اس سلطنت
 سے کہ ”تحریر“ کا کیا بیانی اسی صورت سے ہو سکتا ہے کہ اتفاقاً منافقت کی ہر
 معاف قسم خوب منافقت ہو گئی، کہ قلب میں راست ہو اور زبان پر دوسرا
 کیا خوب ہے یہ بیوی ہندی کی ”تجدید“ اور کیا خوب ہے اس کے
 طبع و روئی پر حدس منافقت!

محمد علی کی یاد محمد علی کے وطن میں

راہپور تھا۔ راہپور والوں کو میں اب عداوت کر کے یہ یاد پڑے اور اب انھوں نے
 بھی ۵۰ روپے کو یوم محمد علی سنا کر فرما دیا ہے۔ اکیس سو پانچ سو سال کا کام بھی کیا
 ”دنیا پر درست ہے۔ زندگی میں محمد علی کی قدر کرنے کی تھی اب انھوں نے کیا
 مسلمانوں نے ملک نے یا نہیں؟ جو اکیلا راہپور ہی کر لیا؟
 جو ناشن تھا، وہ پکا راہپور اس سے جھڑا لیا اور جو خدائی تھا، اس کے
 نام کا، وطن کی جگہوں کا اس سے وقت پر سو، ایک سو، دو سو، تین سو، چار سو، پانچ سو
 سو دس لپٹے پھر شہر اس نے دل کی لکھوں میں، نہ پھٹ آئے۔
 ”مگر چھاپوں کہ چھوڑنے دے۔ ہم نے اسے ان کے آستانے کے
 ایک ایک کر کے سب کے سینے سے ہر روز آستانے!
 ”ایک ایک ہٹکے“ کی بڑی ناخوشی، وقت حال تھی۔
 ”اس کو اس فقرے کو نہ محروم کر لیا، یہ کہ ہندوستان کے مسلمانوں کو اس صورت
 میں بے پروا اور مسترد کر دیا، اسی شرمک سر زمین سے دیا!
 محمد علی کی یاد اسکا بیام زبانی ہی یاد رکھیے۔ اسلام کے لیے یاد لگی

صدق۔ علامہ کا قیمت ادا کرنے کا ذمہ نہیں لیکن اگر
 اصل ہی اصل ہونا چاہیے۔ ”سید“ کہ شہرہ دار نہیں اس وقت
 میں حرام ہے۔۔۔۔۔ دینی و علمی ہر قسم کی اور اس میں

ہو رہا ہے۔ یہاں لکھا گیا ہے بڑی قلمی شخص سے اس کے خواہ خود معاف
کے اور ان میں وہ استاد سوا کے لیے یہ کافی ہے کہ مقدمہ سولہ سید سلیمان
صاحب مدہی نے تحریر فرما کر اس طرہ سے بھی طعن کر دیا ہے۔ ترجمہ میں بھی
رد و ای و سلاست ہے۔ گونا گویا ہے کہ انگریزی طرزِ ادا کی جھلک ایک حد
تک ناگزیر ہے۔ کتاب پر تاریخی مافیہ کے لیے قابلِ مطالعہ ہے
مصنف سلمہ اللہ سلمہ یو پیوڑی کی انجمن اسلامی تاریخ دہلی کے روحِ دو کا
ہیں۔ حیرت ہوئی اگر انجمن کی مفید معلومات کی فہرست خود انجمن کی کتاب
سے حاصل ہوتی!

(۴) اقبال کا مطالعہ۔ از سید نذیر نیازی صاحب بی اسے منکاست
۱۹۳۱ء صفحہ ۱۰ قیمت تیر پتہ، کتابخانہ پنجاب۔ ۲۶ بیرون لوہاری گیٹ۔
لاہور۔

نذیر نیازی صاحب اقبال کے خاص سرشار ہیں۔ انہوں نے
اقبال کی شخصیت اور اقبال کے کلام پر لکھا۔ اس کا مطالعہ مفید و فربہ
سے اور جتنا گراں گاہیہ اس کا موفج کپڑی لوگوں کو لایا ہوگا۔ یہ رسالہ ان کے
ان چار مضامین کا مجموعہ ہے۔ ۱۔ اقبال کا مطالعہ۔ ۲۔ اقبال اور علامہ سید
اقبال کی عظمت فکر۔ ۳۔ اقبال کی آخری حالات۔ ان میں سے آخری مضمون
رسالہ اُردو کے اقبال نمبر میں کل بھی چھپا ہے۔ چاروں مضامین غور و فکر و فہم
سے لکھے گئے ہیں۔ پہلے تین، گو یا داغ سے اُترے ہیں اور چوتھا دل سے۔
مقالہ (نمبر ۱) اس عام غلط فہمی کو دور کر دیتا ہے کہ اقبال کے خیالات کی
بنیاد سربل فلاسفہ کے نظریات تھے۔ مضامین چاروں پر پڑھنے کے قابل ہیں،
اور سب سے زیادہ آخری مقالہ۔ اقبال پر اتنے ہی دنوں میں مطلب یا پس
پر قسم کی کتابوں کا ایک انبار سا لگ گیا ہے۔ اقبال کا مطالعہ اس مخلوط
مجموعہ میں ایک مفید قسم کا اضافہ ہے۔

(۵) حیاتِ سجادہ۔ مولانا عبد الصمد صاحب مدنی۔ ضخامت ۱۶۰ صفحہ
تفصیل ۲۲ x ۱۸۔ قیمت نہر پتہ۔ مکتبہ الدبِ خرمیہ۔ چلواہی شریعت۔ پٹنہ

مولانا محمد سجاد صاحب نائب امیر شریعت صوبہ بہار کی وفات کا ذخیرہ بھی
بحث سے اس میں تازہ ہو گا۔ یہ کتاب گویا ان کی سوانح حیات ہے۔ لیکن کسی
ایک شخص کی کہیں جوتی نہیں۔ مولانا کی زندگی پر مختلف اشخاص کے مضمونوں
اور جیسوں کا مجموعہ ہے۔ پہلا حصہ ذاتی حالات کہے۔ اس حصہ میں علامہ
مرتب صاحب کے سوانحی مکتبہ اللہ صاحب اور مولانا گیلانی کے مکتبہ کے مضامین
ہیں۔ دوسرا حصہ محاسن و مناقب ہے۔ اس میں مولانا شاہ محمد الدین امیر
شریعت، مولانا سید سلیمان صاحب ندوی قاضی احمد حسن صاحب، شاہ
حسن اُردو، حب و غیرم کی تحریریں ہیں۔ تیسرے حصہ کا عنوان ہے مکتوبات
و ہدایات۔ اس میں مولانا احمد سعید صاحب، شاہ فہم فہم صاحب، مولانا
حفصہ الرحمن صاحب و غیرم کے مضامین ہیں۔ آخر میں چند نقلیں ہیں۔
محاسن سجادہ کے بعد حیاتِ سجادہ یہ دوسرا ذخیرہ عقیدت و محبت ہے جو
سوچ چار اپنے عروم کاغذ اور عالمِ عمل کی باہیں پیش کر رہا ہے اپنے
اور اُن کے دونوں کے ایک بڑی مددگار شایانِ شان۔

(۶) تاریخ و وطنیت۔ از "شیلان" ضخامت ۱۵۲ صفحہ۔ قیمت تیر

پتہ۔ ادارہ "تجدید و ترمیم" حیدر آباد دکن۔ مجاز اتحاد اسلامی دہلی گنج۔ دہلی
مسئلہ وطنیت اور اس کی تاریخ پر ایک مفصل، مبسوط اور عامہ
جامع علمی مقالہ ہے۔ تمہیدی باب اول کے بعد باب دوم سوم میں انکی
تاریخ، جدید و قدیم دونوں یورپ میں بتائی گئی ہے۔ باب چارم مشرق پر
ہے، اور ترکی، عراق، شام، مصر، ایران، وغیرہ اس کے تحتائی غنائات
ہیں۔ باب پنجم ہندوستان ہے۔ باب ششم، ہندوستان پر ایک تاریخی جائزہ
"چان اسلامیت" پر۔ باب ہفتم مشرق وسطی (چین و جاپان) پر ہے۔ باب
نہم بود اور قومی وطن پر۔ باب دہم اقتصادی تاریخ سے متعلق ہے۔ اور
باب یازدہم سیاسی تاریخ کے۔ آخری باب میں تاریخی مباحث کا اظہار
نقص مسئلہ پر ہے۔ مصنف اشاء اللہ تاسر دہلی دنگ میں ڈوبے ہوئے
ہیں، انہی کتاب کا گریسی رنیر کا گریسی، بلکی، وغیرہ کی ہر خیال کے
سیاسی طلبہ کے دیکھنے کے قابل ہے۔ ان کے دستِ مطالعہ اور تنقید کی
تحریر شہادت کتاب کا ہر ہر صفحہ ہے۔ گو یہ بالکل مفرد ہی نہیں، کہ
ایک کھانا چھاپر نتیجہ بھی کاسٹ کی دل بالکل پائٹا ہو۔ نٹ فوٹس (جو پٹی
ذیلی ام) میں بہ کثرت جو اسے سربل اہل قلم کے ہیں۔ لیکن کس تو ان دلوں کی
راہ اور رسم اسکا اُردو ہے اور کس دونوں انگریزی۔ اس میں کیا سبب
ہوئی چاہے تھی۔ زیادہ غلیظ وہ اور عجیب بات ہے کہ کتابوں
اور مضمونوں کے ناموں کے علاوہ بھی اس کے لیے جو سوز انگریزی میں پٹ
ہوے ہیں، مصنف نے انہیں بھی اسی طرح انگریزی رسم الخط کے ساتھ
اُردو میں منتقل کر دیا ہے۔ مثلاً سلیما سلیما سلیما سلیما۔ اس
ایک جیب کے سوا اور ہر حیثیت سے کتاب قابلِ تادیب ہے۔

(۷) سلیس اُردو۔ مرتبہ انجمن ترقی اُردو۔ حیدر آباد دکن۔ ضخامت
۱۳۲ صفحہ۔ قیمت ۱۲ ار پتہ۔ انجمن ترقی اُردو۔ اُردو فکر، بنارہ
روڈ۔ حیدر آباد دکن۔

انجمن ترقی اُردو حیدر آباد نے یہ درسی کتاب بالخصوص بچوں کے لیے
تیار کرائی ہے۔ پہلا حصہ "اصولاتی مضمون" کے زیر عنوان سات مضامین
کا مجموعہ ہے، مختلف حضرات کے قلم سے۔ "سائنس اور ترقی" از فاضل
غلام السیدین، سفر میں اُردو۔ از سجاد و زباب صاحب، انجمن کا سفر
"ادبیہ" وغیرہ۔ اس کے بعد تین گمانیاں ہیں۔ اور آخر میں غالب، انیس، عالی،
اقبال، دیگر وغیرہ کا منتخب کلام ہے۔ کتاب اپنے مفید میں کامیاب ہے اور
جملہ اخرا کی سستی۔ پردہ والے مضمون (مضمون لہرو) میں ذالبتہ جا بجا
"تجدید کی جھلک ہے" اور "پتہ" کی اصطلاح خاص دلچسپی ہے۔ عام
اُردو میں اس کے بجائے "ٹھکانہ" رائج ہے۔ مافی اور مضامین اچھے ہیں اور خود
مرتب کتاب جناب نور الحسن صاحب کے قلم کے مضامین تو خصوصیت سے
اچھے ہیں۔

مکتبہ خسر دینی
(جناب میر صدق کی ایک قدیم آئینہ)
حاکم و محکوم کے ایسی تعلقات و فرائض پر قرآن مجید و حدیث کے احکام و احادیث
اسلام و مکتبہ یزان کے بہترین احوال کا مجموعہ۔ ۴۴۰ کے کتب بیخبر ہو، انہی کے گنج گنج

مکتبہ خسر دینی

۴۰۰

اور اصول ہیں: اسلام میں اصلاً نہ کسی بادشاہ کی جیسے کسی پارلیمنٹ کی۔ نہ کسی
پارلیمنٹ کی اور نہ کسی۔ قرآن مجید کے احکام ہی سیاست و معاشرت میں ہمارے
موجود ہیں اور پابندی کے حدود و مقبوضات ہیں۔ اسلامی حکومت وہ ہے جس نے
پہلے قرآنی اصول اور احکام کی بنیاد رکھی ہے۔ آپ جس نوعیت کی بھی حکومت
چاہتے ہیں اس پر مال آپ کو سلطنت اور علاقہ کی ضرورت ہے۔

سوال: وہ سلطنت میں ہند میں کیسے غریب ہو سکتی ہے؟
جواب: مسلم لیگ، مسلم تنظیم، اسکی جدید جد، اسلامک آرگن اور اسکی
روح اس سوال کے جواب ہیں۔

سوال: جب آپ اسلامی حکومت کو تصور دے رہے ہیں تو اس میں
میں نے تو یہ بات یقین فرماتے ہیں اور حوالہ یہ بھی دیتے ہیں کہ مسلمان
کو خود مختار علاقے اس لیے مطلوب ہیں کہ وہ اپنے ذہنی، سیاسی
اور عبادت کے تصور و مفادات کے بغیر دیکھا اور بھلا کر دیکھیں تو پھر
اس میں کون امر مانع ہے کہ زیادہ تفصیل اور توضیح کے ساتھ مسند ایک بنیاد
جہد کی مذہبی تفسیر اور تشریح کہتے۔

جواب: مذہبی تفسیر کے ساتھ ہی کام کی نوعیت اسکی حقیقی تنظیم
عمل اور اسکے اصلی حدود کو سمجھنے بغیر اسے علماء کی ایک جماعت ان
مذہبات کو صرف چند مولویوں کا ایک اجتماع خیالی کرتی ہے۔ باوجود اس
و مستعدی کے آپ کے پیروں جذبہ عزت کو بڑا کرنے کی کوئی صورت
نہیں پاتی۔ پھر اس منصب کی بجا آوری کے لیے جن اجتہاد کی صلاحیتوں
کی ضرورت ہے انکو میں آلا ماشاء اللہ ان مولویوں میں نہیں پاتا۔ وہ اس پیش
کی تائید میں دوسروں کی صلاحیتوں سے کام لینے کا طریقہ نہیں دیتے۔
(رہبر دکن)

ایک نئی تحریک

اللہ وہ کے صفحات میں مولانا محمد الیاس علی بنی تحریک کا ذکر کیا ہے
آجکل کے حالات کے علاوہ میں (جو اس تحریک کا مرکز ہے) اسکے جو
اسلامی اثرات ظاہر ہو رہے ہیں اللہ کے ناظرین ان سے بھی اجہز نہیں
یہ تحریک اتنی اثر انگیز اور گہری اور اتنے دقین اصول اور غایتوں پر مبنی
ہے کہ تحریر، اخبارات میں نہیں کر لیا جاسکتا۔ البتہ حضرت سید احمد
اور مولانا سید امجد علی شہید کے الفاظ میں اتنا ضرور کہا جاسکتا ہے کہ
”سڑک زاد بیوت ہے۔“

ان تمام لوگوں کے لیے جو دین کا ذوق اور فہم رکھتے ہیں اور اس
زمانہ کی جنگ آزادیوں سے قنات پکے ہیں اور جنگ کے نزدیک ہر چیز
ہی عمل کا بیج مانتے ہیں نیز ان لوگوں کے لیے جو اپنے زمانہ کی دینی زندگی
پر حسرت کرتے ہیں، مخلصانہ مشورہ ہے کہ وہ دینی سستی نظام الدین میں
مولانا محمد الیاس صاحب کی قیادت میں حاضر ہوں اور ان کے ساتھ کچھ وقت
معرّت کریں اور بیوات میں جائزہ لیں جو کام اور اس کا نظام بھی دیکھیں
اور اسکے اثرات فی الواقعہ فرمائیں۔ تب ہی یہ کوئی تاریخ کے آثار قرار
لا دیا ہوں کی سند ملانیں اور شکستہ مغرب سے دیکھنے دور دور جاتے ہیں

لیکن قرن اول کے ذمہ دہ اور اسلام کی حقیقی جاگتی تصویریں دیکھنے کا
شوق نہیں ہوتا اور اسکے لیے سرنگی و محنت کو ادا کرنے والے بہت کم ہیں۔
حقیقت یہ ہے کہ معاشرت بڑا محاب ہے۔ ذمہ دہ کی آخری تاریخوں میں
بیوات کے علاقہ تحصیل فوج (منطقہ گورکھا نواہ) میں ایک عظیم الشان تبلیغی
جلسہ ہوا۔ بیوات کے علاوہ ملک کے شاہرہ علماء و شریک ہوسے۔ دارالعلوم
مروتہ، علیا و سہی تیرہ آدمیوں کی ایک جماعت نے جو مدرسہ کے طالبہ اور بعض
مدرسین پر مشتمل تھی شرکت کی۔ یہ جلسہ اپنی خصوصیتوں کے اعتبار سے
بہل مغز تھا۔ مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب نے اپنی تقریر میں فرمایا
کہ میں تیس برس سے جلسوں میں شرکت کرتا ہوں اور اس طویل مدت میں
میں نے سیکڑوں جلسے دیکھے لیکن یہ جلسہ اپنی شان کا بالکل فراموش
نہیں کیا۔ ایسا جلسہ کبھی نہیں دیکھا۔ اس جلسہ میں وہ چیزیں تھیں جو عموماً
جلسوں میں نہ آتی تھیں اور جو جلسوں کی کامیابی کی علامت سمجھی جاتی تھیں
آٹھ دس ہزار آدمیوں کا یہ اجتماع (جس میں کثرت قیس اور چالیس کوس
سے پہلے پہل کر آئے والے تھے) کسی جلسہ سے زیادہ ایک زندہ عقائد
معلوم ہوتا تھا۔ جس میں عبارت و ذکر، نمازوں کی پابندی اور فاضل حکم
ساتھ جستی و مستعدی، جفا کشی و مبادیہ، سادگی و بے تکلفی، تواضع و خدمت
اور اسلامی اخلاق کے نونے بکثرت دیکھنے میں آتے تھے۔ اور بغیر کسی غور
اور مطالعہ کے ایک حقیقی دارالاسلام کا نمونہ تھا۔ جلسہ کی کامیابی کا اندازہ
اس سے کیا جاسکتا ہے کہ ڈیڑھ ہزار آدمیوں نے چار چار بیٹھنے کے لیے پونے
دو گھر میں پیدل چل کر اپنا خرچہ کر کے لگاؤں اور قصبوں میں اور ملے جلے
مذاہب کا پیغام پھیلانے کا ذمہ لیا۔ اللہ تعالیٰ استقامت عطا فرمائے اور
انکی کوششوں میں برکت دے۔ ناظرین کو غور کرنا چاہیے کہ ہمارا فرض کیا ہے
اور اس کام میں کیا بددکھتے ہیں۔ (دارالاندوہ - لکھنؤ)

ماہنامہ ”ضیاء“ کا پہلا نمبر شائع ہو گیا

طبقہ نمبر میں جس میں نئے سال کی اشاعت کا انتظار ہلال عبد کی طرح کیا
بارہ تھا۔ وہ یکم جنوری ۱۹۳۲ء کو سیکڑوں زمیوں، ہزاروں دغاویوں
اور لاکھوں دلفریبیوں کے ساتھ مسند شہو و بطلہ گر ہو گیا۔ ”ضیاء“ کا مضمون
فردوس نظر اور گلستاں بکنا رہے۔ انشا پر داڑ خواتین کے ادبی شاہکار
کیا ہے عصر شاہرہ کے جوہر انکار اور کشیدہ کاری کے نظر قریب نقش و
دنگار ایک مرکز پر دیکھنا ہوں تو تعلیم یافتہ خواتین کو ”ضیاء“ کا مطالعہ
اور اسکی سرپرستی ضرور کرنی چاہیے
نمونہ کا پہلے درجہ کے فائنل آئینہ پروانہ ہوگا
چند سالانہ صدر ششما ہی ہر فیروز چہ ۱۹
توسل روز اور خط و کتابت کا پتہ

منیر احمد نامہ ”ضیاء“ مرشد آباد پریس۔ گوالہ گنج۔ لکھنؤ

شیخ شاکت حسین بن نرین حسن ہنگ پر میں جس جیپو اگر دفتر اجا رمدی
گورنمنٹ لکھنؤ سے شائع کیا

مَدَنِي وَصَلَتِيهِ اَوْ ذَاكَ طَمُّ الْمُتَّقُونَ (اور جو سچی بات لے کر آیا اور جس نے اسکو سچ مانا وہی لوگ ہم پر ہونگے) میں ۲

یہ کتاب ہے اور

مضامین کے بارے میں خود: کتابت ایڈیٹر سے کرنا چاہیے

بارہنگی
بدالقوی -
خط: کتابت اہل بیتؑ کرنا جاری ہے

1987

نمبر ۳۶ در شبہ محرم الحرام ۱۳۶۱ مطابق ۲۹ جنوری ۱۹۱۲ء جلد ۷

شیخ و شام دو دو کی ٹوینوں میں آس پاس کے علاقوں میں چلے گئے کوئی چار
فرنگسٹ اور کوئی دو دس کے واسطے پر اور وہ اسے پہنے کھانے کی میز پر
لے آئے اور جہاں وہاں ایک کھانا سبز چڑھا رہی اپنے ہاتھ سے چکائی اور
اسی کے ساتھ کھایا

سچی باتیں

[illegible]

۱۰ خیراتی اور نیکان "و بھاری" دشمن خلیفہ کے منکر کا خاص ہدف تھے۔
 مراکی کی ٹھہریں۔ یہی ٹیپ ہنر بن گیا اور یہ اپنے سرس پر ڈیریا ڈھونڈا یہ اپنے
 اعداؤں سے کھاراسا "تا دیوار ہو" دروازہ پھٹی سے بھینا پڑ گیا۔ — ہادی
 یونینر شیوہ در کا لہوں کے سینا: کیلئے دوائے غلبہ "انقلاب زلدم باد" کے
 نعرے لگائے دوائے غلبہ "رجوش لہیں پڑھنے اور کہنے: دوائے غلبہ: —
 کے قریب بھی "آگوارا کوئیٹے؟ — امریکی شترقی: — ان شتر
 کو حقیر سمجھو: — سواسو غلام برہم کے جو شترقی ہندوستان پر حملہ: — جس پر
 ہیں اور شتر کے لنگھوں اور شتروں سے دور بیان مسلم پارہ ہے ہیں: — یہ سلام
 کے بلوان تیار ہو رہے ہیں اور دیاں سے دولت کی سندھ سے فرما: —
 دیوبند: دہلی وغیرہ کے بڑے بڑے مرکزوں میں پائیٹلے!

خصوصیت یہ کہ اسکا پورے ایک مسعود پر تفصیل کے ساتھ امریکہ کے مشہور ماہی شناسی رسالہ مسعود ڈاکٹر برنبرگ (۱۹۰۷ء) میں آچکے۔ اتفاق سے ایک فرانسیسی جاندار خاص کے اے بی شیخ میں تین سالہ امریکہ کا پوری فضلہ کے ساتھ اس گاؤں میں ہوا اور اُس نے اپنے مشاہدہ خصوصیت کے جوہر پر امریکی رسالہ میں چھاپ دیا۔ — ہذا کی شانِ یورپ اور امریکہ میں چھاپ گئے ہی برعکس سبب بن جاتے ہر فرسوزیم و صحت حاصل کرتا ہے ہر گناہ نامور ہو جاتا ہے۔ — کھنے والا کھتا ہے، اگر مدرسہ قرآن ہے نہ کہی اور سادہ زندگی کی کھانا پینا مٹا سنا اہل بیتِ ہادہ عمارتوں میں وہاں ازبکستان کی ذہنی و فنی کی انکسار سے لڑائی ویری و مستحق ہونا ویدیا۔ سات یوں خاص ہوتا فرسوزیم کے بجائے کہ فرسوزیم ویدیا دوسرا مشاہدہ میں کھائے۔ رہیں۔ فرسوزیم ویدیا کھائے ہوتا۔

دراز بھٹک بڑا ہوا ایسا ہے۔ ہوا ایسا ہے کہ جاکش نیشوں کے ہر گوشہ پر
کے ہر اوج میں رہی ہے۔ پھر بھی کون کہہ سکتا ہے کہ یہ جہڑیوں کے ہوشدار
بیت کی بوٹی انگہ انگہ کر لے دے۔ نیلے پیلے پر جسم پر لگا ہوا
دراڑ، گھڑی چڑائی پر بیٹھ دے۔ آوازوں کی نچلیاں اور تپ دے۔
دراڑ، اسی غذاؤں کی خوشبوؤں سے آشنا اور پی اور پی نہیں دے کہ تنہا
سے تار و آفت اسرار کوں کے نام ہے۔ اسوئی میں فیروزین کے گھر ہے۔
اپنے رنگ میں اور اپنی بات کے اندر۔ وہ جی کی اندر نہیں کر سکتا۔
غافل و بے خبر کا یہ انداز و نوا میں سے کسی کی شہزادہ کی مسرت۔ رات کے
سحق میں ۶

محمد، پیشی مذہب آفتاب صریح ستر زمرہ لیدریت اسحق

”ہمیں جو تصویر نظر آئی ہے وہ سمیت اور باہلیت عرب کی مل
مٹتی ہوئی ہے۔ مسیح نے قدیم دیوتاؤں کو بے دخل نہیں کیا ہے
انکی فرست میں خود مسیح کا ایک امتداد ہو گیا ہے۔ شاہی سمیت
میں بیشک مسیح کا مرتبہ کچھ بلند ہے۔ اور جنوب میں تو انطا
رنبہ اور بھی پست ہے۔ تو آگے ایک اہل اقتباس دے کہ
جس پرچام کی دوسری دیووں دیوتاؤں کے درمیان مسیح کا نام لکھا
ہے تو سمات و مصر کے شرک ہے اور اگر دیکھا جائے کہ باؤر بھی مسیح
کے نام پر ہیٹ پڑھا۔ لے جانے سے۔ ان سے رائیٹ اس

سورة البقره - ع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

۶۶۔ اور انکار دینی خود ان اللہ اور وہ دست یار کرد) جبکہ میں نے
 یا مگر کہ اس نے جب البقرہ کا قول کیا ہے تو کہے کہ اللہ تم دنیا ہے تم
 انھیں نماز سزا کاں اور وہ اللہ
 اور کہ میں دینا نہیں۔
 ۶۷۔ تا کہ وہ نہ کہ دین میں ان
 اور ان کا دینا انہما
 بقرہ کا فرض دل پر کہ میں
 ایک انھیں اور وہ نہ۔
 ۶۸۔ اور ان کے لئے اور وہ نہ کہ
 اپنے پروردگار سے کہ وہ بتائے ہیں کہ وہ
 ہے کہ میں نے کہا کہ وہ فرما ہے کہ وہ گاسے
 نہ پر دینی و ان میں نیکی و دریاں ہیں اور
 دروں غروں کے۔ سو اب کر ڈاؤن
 حکم تمہیں لیا ہے۔

۶۶۔ تا کہ وہ نہ کہ دین میں ان
 اور ان کا دینا انہما
 بقرہ کا فرض دل پر کہ میں
 ایک انھیں اور وہ نہ۔
 ۶۷۔ اور ان کے لئے اور وہ نہ کہ
 اپنے پروردگار سے کہ وہ بتائے ہیں کہ وہ
 ہے کہ میں نے کہا کہ وہ فرما ہے کہ وہ گاسے
 نہ پر دینی و ان میں نیکی و دریاں ہیں اور
 دروں غروں کے۔ سو اب کر ڈاؤن
 حکم تمہیں لیا ہے۔

۶۸۔ اور ان کے لئے اور وہ نہ کہ
 اپنے پروردگار سے کہ وہ بتائے ہیں کہ وہ
 ہے کہ میں نے کہا کہ وہ فرما ہے کہ وہ گاسے
 نہ پر دینی و ان میں نیکی و دریاں ہیں اور
 دروں غروں کے۔ سو اب کر ڈاؤن
 حکم تمہیں لیا ہے۔

۶۶۔ اور ان کے لئے اور وہ نہ کہ
 اپنے پروردگار سے کہ وہ بتائے ہیں کہ وہ
 ہے کہ میں نے کہا کہ وہ فرما ہے کہ وہ گاسے
 نہ پر دینی و ان میں نیکی و دریاں ہیں اور
 دروں غروں کے۔ سو اب کر ڈاؤن
 حکم تمہیں لیا ہے۔

۶۷۔ اور ان کے لئے اور وہ نہ کہ
 اپنے پروردگار سے کہ وہ بتائے ہیں کہ وہ
 ہے کہ میں نے کہا کہ وہ فرما ہے کہ وہ گاسے
 نہ پر دینی و ان میں نیکی و دریاں ہیں اور
 دروں غروں کے۔ سو اب کر ڈاؤن
 حکم تمہیں لیا ہے۔

۶۹۔ اور ان کے لئے اور وہ نہ کہ
 اپنے پروردگار سے کہ وہ بتائے ہیں کہ وہ
 ہے کہ میں نے کہا کہ وہ فرما ہے کہ وہ گاسے
 نہ پر دینی و ان میں نیکی و دریاں ہیں اور
 دروں غروں کے۔ سو اب کر ڈاؤن
 حکم تمہیں لیا ہے۔

۷۰۔ اور ان کے لئے اور وہ نہ کہ
 اپنے پروردگار سے کہ وہ بتائے ہیں کہ وہ
 ہے کہ میں نے کہا کہ وہ فرما ہے کہ وہ گاسے
 نہ پر دینی و ان میں نیکی و دریاں ہیں اور
 دروں غروں کے۔ سو اب کر ڈاؤن
 حکم تمہیں لیا ہے۔

۷۱۔ اور ان کے لئے اور وہ نہ کہ
 اپنے پروردگار سے کہ وہ بتائے ہیں کہ وہ
 ہے کہ میں نے کہا کہ وہ فرما ہے کہ وہ گاسے
 نہ پر دینی و ان میں نیکی و دریاں ہیں اور
 دروں غروں کے۔ سو اب کر ڈاؤن
 حکم تمہیں لیا ہے۔

۷۲۔ اور ان کے لئے اور وہ نہ کہ
 اپنے پروردگار سے کہ وہ بتائے ہیں کہ وہ
 ہے کہ میں نے کہا کہ وہ فرما ہے کہ وہ گاسے
 نہ پر دینی و ان میں نیکی و دریاں ہیں اور
 دروں غروں کے۔ سو اب کر ڈاؤن
 حکم تمہیں لیا ہے۔

۷۳۔ اور ان کے لئے اور وہ نہ کہ
 اپنے پروردگار سے کہ وہ بتائے ہیں کہ وہ
 ہے کہ میں نے کہا کہ وہ فرما ہے کہ وہ گاسے
 نہ پر دینی و ان میں نیکی و دریاں ہیں اور
 دروں غروں کے۔ سو اب کر ڈاؤن
 حکم تمہیں لیا ہے۔

۷۴۔ اور ان کے لئے اور وہ نہ کہ
 اپنے پروردگار سے کہ وہ بتائے ہیں کہ وہ
 ہے کہ میں نے کہا کہ وہ فرما ہے کہ وہ گاسے
 نہ پر دینی و ان میں نیکی و دریاں ہیں اور
 دروں غروں کے۔ سو اب کر ڈاؤن
 حکم تمہیں لیا ہے۔

سکاروان نمودا

(جہیز دیکھ کر)

(انجنابہ الاسرار رتھی اادی مقیم جو دھپور)

(۱)

نید سے ہو جھل ہو جیسے فاختہ کی چشم خواب
جھلکا برسا رہا ہے اپنے جادو کا سکوں
نفس نے پھندے بچھائے ہیں سنہرے جال کے
بش رہی ہے زینت ہستی کی مستوعی ببار
جیسے روحانی نشاؤں میں دیویوں کی نظار
جن میں ہیں سلسلے ستارے کی خشک چنگاریاں
جھلکیں لگی ہوں جیسے حلقہ قندیل میں
سبز، گرہی، کوکچ، موئے، خوشبو پونے غلات
بعض میں باجول صمغ، بعض میں مرغا بیاں
پکیداں، حقہ، سلیمنی عطر داں اور مرتبان
کر۔ اسے تبصرہ ان پر ہر اک بوڑھا چہان
نشانی کچھ جاسے ایسا رنگ کا ہے انوکھا
جو رخ کے صفحے پہ جیسے چاند تاروں کے حرکت

مضطر ہو کر مٹتا جا رہا ہے آفتاب
سو چلی ہے رفتہ رفتہ شورش دنیا سے دوس
جلوہ گر ہیں کچھ جزیرے سے شام و مال کے
اک سہری پر سجا ہے کبر کا باطل وقار
صفت بہ صفت رنگین کھلے، بشین و زربکار
سرد ہائے، گرم شاہیں، مکشائیں گوں ساریاں
لازنین مقیش، دامن میں سُہری جھلکیاں
زم گدے، گدے گدے، تائین خواب اور لغات
جن میں تصویریں مناظر کی ہیں اور گلکاریاں
قد آدم آئینہ، اک بیاری میو کم پاڈان
محل و کتاب سے زربفت اور اعلیٰ کے نشان
کا پچ اور چینی کے ساغ، سونے پاڈی کے گلکاس
فرش پر آراستہ ہیں شوخ و درخشندہ ظروفت

بزم سراج فنا کے جھلکا تے شہد است
خوشہ پو ویں کی صورت اک لگن میں زیور است

ہے برلے بیت وہ بھی پائینتی رکھ ہوئی
"تا کہ لوگوں کو یقین ہو" "ہیں یہ ایمان بھی"

خوبصورت بنا نماز اک رمل سے لپٹی ہوئی
اک طرف ہے خوشا جزدان میں قرآن بھی

رسم کے گندے سنہانے میں ہیں ناؤں میں بھی
پھول سے روال، سفار، پیلر، بٹھے حسین
اک ڈکال کھوئی گئی ہے حکم قدرت کے غلات
مرثیہ مذہب کا ہے تفریح ہے جس کا لقب
رسم کی جو کھٹ پہ شرم و آبرو کا خون بھی

ہر آرایش میں گلہ ان اور ناؤں میں بھی
استری، بجلی کے پٹلیے، پاؤں کی شکرشین
سینٹ، پوڈر، ویلین، ٹیک، گھڑی ہونے نبات
اس اثاثے کے سوا ہیں ساز و آلات طرب
دامن، جلیقے کی جوڑی بھی، گراوہ و فن بھی

میں یہ منظر دیکھ کر حیران و شہد رہ گیا
میری غیرت کا پینہ اشک جہن کر رہ گیا

(۲)

جسکا ہر نقش علی اسرار کی تفسیر ہے
سلسل حسرتوں کا اک جھوٹا تہقہ
نیکبت انوس پر آسودہ حالی کا اُگال

یہ جہیز انبارِ حرص و آرزو کی تصویر ہے
خواب کے دہی مناظر کا فلسفی سلسلہ
شوق کی گری سے بیوہ و بزدلوں کا اُبال

ایک نا جائز نمائشِ شفقت و احسان کی ہے
بر ملا تو بہن گویا دُخترِ انساں کی ہے!

(۳)

دیکھ کر خوش ہو رہا ہے اک رنگیلا آدمی
اس کے چہرے سے عیاں ہے غیر آسودہ فراخ
قلب تیرہ، ذہن جہل پر دودھ دماغ
جس کی آنکھوں میں اندر وہ شرابِ زندگی
بُستکدے میں نشئل ہو جیسے بے روغن چراغ
سر میں شہرت کا جنوں ہے قرض کا سینے میں داغ
اسے دولت کا جنازہ منطی کے دوش پر
کیوں نہیں گرتی ہے بھلی انکے فضل و ہوش پر

(۴)

اللہ اللہ یہ سجادے، یہ غروبِ رانگیاں؟
کسی طرح دیتی ہے اُرت و عورت ادا دیکھا
اس بیمارستان میں اب بسے خزاں پاتا ہوں میں
نظر افلاں پوشیدہ ہواں پاتا ہوں میں
سزلِ فانی میں ان کا یہ عزیز کارواں
آئے والی پستیوں کے دُورے آثار دیکھا
بلنِ مستقیم میں آسپ گراں پاتا ہوں میں
دعائے امان کو شکرِ عمدہ دیاں پاتا ہوں میں
دوسروں کو جو دیا کرتے تھے درسِ سادگی
خود اُنہیں گھیرے ہوئے ہیں ملتیں ہر آن کی

ربقیہ صفیہ (۵)

سنگار کے زہریلے سامان

اس بھر یہ نامِ نامہ کا مقصد اردو زبان کی ترقی اور اچھی کتابوں کا نفاذ ہے، اور اس مقصد کے لحاظ سے یہ پہلا غیر خاص مددگار کامیاب ہے۔ کتابوں کا تعداد تصانیف پر مبنی ہے، چھپے، چھپنے والے اور بعض مصنفین کا بھی تعارف اچھا ہے۔ آمینہ، نیرامید ہے کہ اس سے بھی بڑھ کر ہو گئے۔ البتہ بعض تبصرہ میں تہجد، اور دُش خیالی اور نئے ادب کا رنگ، آنا نمایاں ہے کہ بعض کتابیں مشکل ہو جاتی ہیں کہ رسالہ کے نگران سرور صاحب (جاسمی) اور نیز نیازی صاحب (جاسمی) جیسے اسلامی دل و دماغ کو لاکھ لاکھ خاص ہیں۔
(۲) پیغامِ صلح تبلیغِ نبرہ ۲۴ صفحے۔ قیمت اترتہ، احمدیہ پبلشرز، لاہور۔
”احد یوں“ کی لاہوری شاخ کا مشہور ستر روزہ ہے۔ سالانہ مبلغ کو فتح پر تبلیغِ نیرامید اس کی آب و تاب، انداز، انہیں خصوصیات کے ساتھ غلام احمد کا سول بندہ چکھتے۔ کام کی بائیں ہم اہل سنت و اجماعت ہیں اس سے فخر کرتے ہیں۔ اور اس مختصر سی جامعیت کا جو شغل تو برعکس اپنے اندر اکسپن اور بصیرت رکھتا ہے۔

تحفہ خسروی

دعوتِ مدبرِ صدق کی ایک قدیم تالیف
حاکم و محکوم کے باہمی تعلقات و فرائض پر قرآن مجید و حدیث کے احکام اور علماء اسلام و حکماء کے بیان کے بہترین احوال کا مجموعہ۔ بیشتر اختیارات اصل فارسی میں مضمون ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳

(بقیہ صفحہ ۵)

اسے الٰہی تعالیٰ نے ان کے لیے بھیج دیا۔

[illegible]

۲۷۷۔ بیسوا بھنڈی، راجستھان -

۴۴۰ بین ان سلسلوں میں شکارِ نبیؐ نے قبیلِ علم بیدار ہی معلوم ہوتی تھی۔

غاۓ خود معہوم کی جو اہمیت شریکوں میں ہے غالباً باہر کے حضرات سے
 بھی محض نہیں۔ ہر آزاد و اجارہ اس روز تفسیل لیتا ہے۔ - حسن الیہ ایک
 مرتبہ عیدین کے سوچ پر تفسیل لیتا۔ باتھا۔ لیکن اب کی کاغذ کی بے انتہا
 گرانی مجبور کر رہی ہے کہ "آخرین کرام سے" وہ ایک حربہ اور غلط فہمی کی
 اجازت چاہے۔ - چنانچہ آئندہ پرچہ رب انشاء اللہ ۹۔ خودی سنا بیچ
 ۱۵۔ محرم کو شایاں دیکھ۔
 حسن

(نہایت صوفیانہ)

(از مولانا سید "عبدالله شاہ" کا مری - حیدر آباد، کراچی)

میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ چکا بوس کر یا جوج و ما جوج، ایک بہت قدیم نام ہے۔ اور قدیم ناموں کی شہادت یہ امر ہے کہ ان میں بہت کچھ غیر تبدیل ہوتا رہتا ہے۔ حتیٰ کہ خود اقوام کی مخصوصہ شمار و نسبت میں بھی بے انتہاء تبدیلیاں ہوتے رہتے ہیں۔ اس لئے دن ان کے نہ فقط نام ہی بلکہ انکی قومیتیں بھی انکی زبان بھی انکے لباس بھی انکے قانون بھی انکے مذہب بھی انکی فنی کمالات وغیرہ وغیرہ سارے شمار کر لیتے ہیں سرمن غیر و انقلاب میں رہتے ہیں۔ ایک عرب ہی کا واقعہ پیش نظر رکھیے۔ اتنی قدیم و شاخیں بنی عدنان و بنی فہران زمانہ قدیم میں نہیں گزرے کہ سب مل جی کر اس قدر بڑے ہو گئے کہ آج نہ بنی عدنان ہی کے نام سے کوئی رسوم ہے اور نہ بنی فہران سے۔ اگر کوئی عام اہل یمن و حضرموت کو بنی فہران کہے تو یہ غلطیہ غلط ہوگا۔ قدیم تاریخوں میں خود مشاوریہ میں ان اقوام کا ذکر میں اسور سے کیا گیا ہے۔ آج حرث غلط کی طرح مٹ چکے ہیں۔ بنی فہران کے وہ مشہور ترین قبائل شلعا و اٹھ و سبا و حمیر و اعلا وغیرہ نہ فقط محض عربستان کے جزیرہ نما ہی میں رہتے تھے بلکہ روم، شام و عراق و مصر و ایران تک پر حکومت کرتے تھے اور اپنی نوآبادیاں بانی تھیں آج کہاں ہیں اور اگر انکی نسلیں بھی کہیں عربستان و غیر عرب میں پائی جاتی ہوں تو انہیں اس نام سے کون جانتا ہے اور وہ خود کب اپنے آپ کو اس نام اور اس قومیت سے پہچانتے ہیں۔ اسی طرح بنی فہران کا نام قدیم یمن و حضرموت و عمان و امحار وغیرہ تھا، و بنی عدنان مجاز و نجد وغیرہ شمالی عرب میں بستے تھے۔ گران ملکوں میں آج کون دعوے کر سکتا ہے کہ وہاں کے سب باشندے بنی فہران و بنی عدنان ہی ہیں۔ اسلام نے ان میں جس و حرکت کی ایک ٹیپ و غریب روح پھونک دی کہ یہ سب اس قدر گڈ مڈ ہو گئے کہ آج تیز محال عقلی محال عادی محال عربی ہر طرح و حال ہے نیز بنی فہران اسلام سے بہت پہلے سد اکرب ڈٹ جائے سکتا تھا و پناہ وطن چھوڑ کر اس قدر مترتب ہو گئے کہ اب یمن میں انکا نام و نشان بھی نہ رہا۔ بلکہ انکی جہاد و وطن بجاد روم تک پھیل گئے اور عراق و شام و انکی یہاں سے یمن و انت نقد و بھی یمنی مشائخ کو کمر لگانا ہوا اور ایچہ کو گلابی سیر میں شاید نہیں ہو، نہ جبہ لکڑی، نہ بلور زخون، نہ ناخرین انبار کر سسل مطالعہ کے پابندی ہوں تر بھی یمنی وقت نہ رہی باتیں ذہن سے نکل جاتی ہیں۔ اور نہ نے ناخرین کہے آغا ہرے کہ ابے اور انکی کرا کہ نقد ضرور ہے۔

والدی جیاد القیدت ومنہ بہ اذکف ہما لثقت
 اور جو بھی بات لے کر آیا اور جس نے اسکو چاہا وہی لگ پر ہر گاہ رہیں۔



ایڈیٹر: عبدالماجد
 پتہ: دریا پارہ، ضلع بارہ پور
 آفیسر: (علیم) عبداللہ

چندہ اور انتظامی امور
 کے متعلق مراسلت اس پتہ پر ہو :-
 محمد عبدالرؤف عباسی مہتمم "مدق"
 مرشد آباد پولیس - گرگہ گنج - لکھنؤ



چندہ سالانہ
 شکاری
 بردن چندہ سالانہ شکاری
 قیمت فی پرچہ ۱۰/-

پیشہ ورانہ شکاری

نمبر ۳ - دوشنبہ - ۲۲ - محرم الحرام ۱۳۶۱ھ مطابق ۹ - فروری ۱۹۴۲ء جلد ۷

سچی باتیں

کی اذان دی۔ اس کفرستان میں سب سے پہلے روشنی پھیلانی۔ سب
 پہلے اللہ کی وحدانیت کی گواہی دی۔ اللہ اللہ! کیا تم کا جوش دینی
 ہوگا، اور کس غضب کی حراست اسلامی! اس اجنبی سرزمین پر کون
 تم کا استقبال کرنے والا تھا؟ بجز دشمنوں کے تہوں اور تلواروں کے،
 اور اس نے انکی پشتوائی کی ہوگی؟ کسی کسی سمیٹیں جھیل جھیل کر، کس کس
 طرح اپنی جاؤں پر کہیں کہیں کر تو حید کا چراغاں، کفر و شرک کی تیز
 تند آذیہوں میں روشن کر پائے ہونگے! اللہ کی بشارت رحمتیں ان گناہ
 شہیدوں پر، ان بے نشان غازیوں پر، انکی ہمتوں پر، انکی جواؤں پر! —
 چشم تصور گھنٹوں انھیں منظر کا مزہ یعنی رہی۔ دعائیں
 انکے حق میں ہر جن موسے نکلتی رہیں! — کوئی مناسبت ہم —
 اکروڑ کی آبادی اور مملکت آبادی رکھنے والوں کو ان چند ہزار
 پر دسیوں سے ہے؟

موجودہ سرحد کی اہمیت کے چرچے سن سن کر، اشتیاق کی زبانت
 کا مدت سے تھا، لیکن ذہن نہیں لاجور تک بھی جانے کی ذاتی تھی۔ علی
 و شوار، یاں آئندہ حاکم رہیں۔ اسلام آباد کالج بشارت کی دعوت نے اب کی
 کیسے بٹایا۔ شہر بشارت سے کابھی، اور غزنی اونٹوں کے قافلے جاتے ہوئے
 ابکی آنکھوں سے دیکھے۔ وہ شیر شاہ کی بنائی ہوئی شہر، ہندوستان میں
 مسلمانوں کے ذہن پر کی یادگار، اب تک قائم و محفوظ ہے۔ اس پر جو قافلے
 چل رہے تھے، اس دس بارہ بارہ اونٹوں کی قطار، پھاڑی اونٹ قدیں
 چھٹے لیکن بال دار، اور گردن کے نیچے کے بال سیاہ رنگ کے، انکے
 ساتھ کل دو دو چار چار محافظ۔ آزادی، سادگی، بھڑکی، بے تعلق،
 تندرستی کی تصویر، جو شہر سے سینے اور ان پر بشارت دی مہربان۔ کوئی گناہ
 چوست چلا جاتا ہے، کوئی گناہ ہے۔ اور سب سے بڑھ کر نوٹر نظر، بشارت
 اور سرحد کے درمیان کے راستہ کا! وہ سبوں کا لہجہ چوڑا میدان، بشارت
 شہیدوں کا کفرستان، وہ انکے آگے پھاڑوں کی سنگی دیوار آج بھی ان
 راستوں سے گزرتا اور شہر، تو اس وقت کی کیا کیفیت، وہی ہوگی؟ ہمارے
 مسلمان و اجداد، بوڑھے بھی، جوان بھی، عذرا ہی ہنر جاتے تھے کتنی
 تعداد میں انھیں پھاڑوں کو پھانسی دے دے، انھیں پتھر کو چیرنے سے
 اپنے وطن کی خوشحالی چھوڑ، جہاں آئے۔ ہزاروں میں مر گئے، کھپتے
 کٹ گئے!

اور پھر بشارت در کے ختم پر شاہد آزاد، سرحدی علاقہ افسر
 دہاں بھی ہو شہاد دیا، اور دہاں کے خوش نصیب بننے والوں کی بھی
 زیارت گرا دی۔ یہ لکھوں کی آبادی رکھنے والا، سیکڑوں میل کا لہجہ چوڑا
 علاقہ، "جابلہ"، "ناخواندہ"، "غیر مذہب"، "نیم وحشی" جو لوگ اور قبیلوں کا
 علاقہ، اور کئی اور آفریدیوں کا وطن، بعد اللہ اس میوں مدنی میں بھی
 "صاحب" اور "صاحب زودوں" دونوں کی غلامی سے آزاد ہے۔ یہاں کل
 روشنی یقیناً نہیں! اسپتال اور اسکول بے شہہ جہاں قدم قدم پر پٹین جبری
 تعلیم اور کونسل اور اسپل کی مصلحتات سے ہے شہہ جہاں والوں کے کان
 آتا تھا۔ لیکن اللہ کی سر زمین کے آسپاس سے خط میں اب بھی سال پر
 سال گزر جاتے ہیں، غروں کی عمر ختم ہو جاتی ہیں، انکوئی واقعہ حرام کاری
 کا پیش آتا ہے، شراب خوری کا۔ بیلک یہاں کوئی قاتل نہیں، سو دلیہ لایا

جو چاہے، انھیں نے اس شہرستان میں سب سے پہلے قہد

یہ شایر سب سے پہلی آواز ہے جو حضرت مولانا قاضی کی ادبی عظمت کے

کی طرف آئیے، جہاں کا اوسط آمدنی فی کس — جانے دیجیے اس ذکر کو۔ خواہ خواہ طبیعت پر غور کرنے سے کیا حاصل ہے — ہاں تو اپنے غریب و غربت زدہ ملک کے کچھ اعداد اس کیجیے۔

ایک مشہور فلم ایکٹر کی سالانہ آمدنی	۱۸,۰۰۰ روپیہ
دوسرے " " "	۱۸,۰۰۰ " "
تیسرے " " "	۲۶,۰۰۰ " "
چوتھے " " "	۴۰,۰۰۰ " "
پانچویں " " "	۳۵,۰۰۰ " "
ایک مشہور فلم ساز کی	۱,۰۰,۰۰۰ " "
دوسرے " " "	۱,۰۰,۰۰۰ " "

مشہور ایکٹروں کی آمدنیاں ۱۵ ہزار اور ۱۸ ہزار سالانہ سے لیکر ۳۰ ہزار تک ہیں۔ ایک ایک کی تو ۲۰ ہزار تک پہنچ چکی ہے، اور سینکڑوں ڈاکروں کی آمدنیاں ۵ ہزار سے لیکر ۲۵ ہزار سالانہ تک ہیں۔ — یہ ہے غریب، مفلس، غارتگر ہندوستان!

جنگ کا کرم

ہندوستان میں بلوں کی سب سے پہلی اور بڑی ضرورت فوجی سامان کی نقل و حرکت کے لیے ہے۔ پیرا مشورہ یہ ہے کہ سفر کے لیے صل و نقل کے قدیم ذرائع مثلاً اونٹ گاڑی اور سی گھنٹیاں استعمال کی جائیں۔

صوبہ سندھ کے گورنر صاحب نے سکریٹری شرف بورڈ کے ایڈریس کے جواب میں ارشاد فرمایا: — سچ کہا جس نے کہا کہ دنیا میں کوئی شرف آئینہ شریف سے مافی نہیں۔ ابھی چند روز پیشتر کوئی خیال بھی کر سکتا تھا کہ وہیل کے بجائے ہم کو ترفیب اونٹ گاڑی کی دی جائیگی! اور ترفیب دلانے والے کوئی دغا تو کسی مولوی قاتل نے نہیں خود "صاحب" ہونگے، اور صاحبوں میں بھی لاٹ صاحب بہادر! — وہی "اونٹ گاڑی" جبکہ تصویر ہی سب "صاحبوں" اور "صاحب زووں" کے لیے سرمایہ مدد سفر تھا! جنگ اگر چند سال اور قائم رہے گی تو دیکھنا ہے کہ "سجدہ" کو اپنے کیسے کیسے زیر دست مورچے چھوڑنے پڑتے ہیں!

پشاور

پشاور کی زیارت کا پہلی بار اتفاق ہوا۔ گھٹو سے سیل پر بھی پشاور کا سفر ۲۰ گھنٹے کا ہے۔ یہ اگتا اپنے والی مدت ہے لیکن لاہور، کشمیر اور پیرا کے بعد کے اسٹیشنوں پر محبت سے ملنے والوں نے بڑی مددگار دشاہوں کو آسائش میں بدل دیا۔ اور ان ملنے والوں میں بعض ایسے بھی تھے، جن سے کوئی سابق شناسائی کسی قسم کی بھی نہ تھی۔ اور خاص پشاور میں تو اسلامیہ کالج کے ناظم دینیات اور سرسے میزبان اور داعی مولوی نور الحق صاحب ندوی نے تو پورے دس گورنمنٹ ہی بنا دی تھیں۔ مصلحتیں اسلامیات کے سکاڑی محمد اسحق سرمد نے، اٹالہ اٹلہ طرح مصالح و سید نوجوان ہیں۔ انھوں نے خاص عزیزوں کی مدد کی۔ مافوق محمد عثمان صاحب (استاد ریاضی) اور کالج کے بعض دوسرے اساتذہ نے

احترام میں ملے۔ اور وہی مولانا کے کسی مترشحہ یا مستعد نہیں بلکہ ایک سچے لاکھ غیر جانبدار مسٹر کی زبان سے ملے ہیں۔ مولوی عبدالسلام صاحب قابل مبارکباد ہیں کہ انھوں نے اس جوہر کو پرکھ کر خود اپنی جوہر شناسی کا ثبوت دیا ہے۔

ناراج خورشید مآراج خورشید

کس دو چشم و دشمن نامزد است!

اولیٰ میں یہ بات واقف سطور کے میں عرصہ سے آ رہی تھی، لیکن اسکے انھار آؤ میں کا شرف مولوی عبدالسلام صاحب کی قسمت میں تھا! مولانا کی جس طرح طرح کی غلط فہمیوں اور غلط بیانیوں کا شکار ہو کر رہ گئی ہے، وہ ان کی آراء و تحریروں سے متعلق بھی یہ غلط خیال شرف پا گیا ہے کہ وہ لشکر و سرتعلق ہوتی ہیں۔ حالانکہ

کتنی غلط یہ حرکت میں مشہور ہو گیا!

جاننے والے جانتے ہیں کہ انکی میزان تصانیف کے جو کسی علمی موضوع پر اہل علم ہی کے لیے لکھی گئی ہیں، باقی عام آراء و تحریروں کی زبان سنا صیح، سلیس و شستہ ہوتی ہے اور انکا زور جا صحت الفاظ انکی جملہات میں اس درجہ ہوتا ہے کہ اس پر چھپے، اپنے لکھے والوں کو شک آتا ہے۔ — اصل صاحب بلگرامی سابق ایڈیٹر مرقع دہلیہ، کہ ان کی ایک عمر ادبی خدمات میں گزری ہے اور مذاق سلیم انکا سقم ہے اور اب وہ آستانہ اشرفی پر تقیم ہیں، کیا اچھا ہو اگر وہ اپنی عمر کا باقی حصہ کتبہ اشرفی، نشاۃ اشرفی و انشاء اشرفی وغیرہ مرتب کرنے کے لیے وقف کر دیتے

مفلس ہندوستان

آلہ دوشور و معدوت سینما کے ایکٹر اور ایڈیٹس اس فاقہ زدہ دنیا میں کیا کچھ کما رہے ہیں، اسکا اندازہ کچھ آپ کہہ دیں؟ نہ ہو، تو سنئے! ۱۹۲۹ کے اعداد رشتہ کے نہیں سنئے کے جب جنگ تباہ زور و شور سے جاری ہے) حسب ذیل ملاحظہ ہوں۔

چارلس لائن	۲۹,۰۰۰ روپے
ایڈیٹ کوبرٹ (ایکٹر)	۲۴,۰۰۰ " "
الابسنے (ایکٹر)	۳۵,۰۰۰ " "
ایکس ٹیرنیک	۲۰,۰۰۰ " "
بلک کراسانی	۲۲,۰۰۰ " "
جیمس لیگنی	۹۲,۰۰۰ " "
گری کیو	۱۱,۰۰۰ " "

آمدنیوں کے اعداد اب پاؤنڈ کے ملائی سکے میں ہیں، انہیں سو تیرہ سے ضرب دیجیے، جب جاکر کہیں جاکر جائز کے چکے ہوئے، پٹے پٹے ہونگے! — گویا ان "خوش نصیبوں" کی صفت میں جو بے ہیشہ، افسوس بھی آمدنی تقریباً ۲ لاکھ روپیہ سالانہ کی ہے، اور جو اپنے ہیں وہ تو چند ہندہ لاکھ سالانہ کی جائداد کے مالک ہیں!

چھوڑ دیے ان جو شرابا اعداد کو، کہ یہ ذکر ایسے لاکھ کا تھا، جس کے ان دولت گویا آسمان سے برسی رہتی ہے۔ اب غریب مفلس ملک ہندوستان

دین و سیاست

(از مولانا ابوالحسن علی عثمان دارالعلوم ندوۃ العلماء)

ہر حال جو دن روپ میں مزدوری خود پر آیا تھا، ترکی میں غیر مزدوری طرح سے آگیا۔ مسئلہ کے انتخابات میں تو ہم دین سے واقفیت رکھتے، دین سے کچھ رگ نخب ہو گئے تھے اور انھوں نے جن سالانہ قومی مجلس طلبہ میں دوسرے نمایندوں کے ساتھ قریب کرکام کیا تھا، مگر مسئلہ ان کے انتخاب میں یہ لوگ میدان سے ہٹا دیے گئے اور پوری اسمبلی میں کوئی ایک شخص ہی ایسا رہا جو اسلام کو کچھ بھی جانتا ہو، اس کے بعد ستم و مات تھا۔

اس سیاست اور مذہب کی تفریق پر یہ نگاہیں کہ پورا ہندوئی کی شیعہ اسلام کا مدد تو ڈرایا گیا، اور انھوں نے مذہبی کا محکمہ وزیر اعظم کی انتہی میں دیدیا گیا۔ وزارت اوقاف تو ڈری گئی اور اس کا کام وزارت مالیات کے سپرد کر دیا گیا۔ جو مدارس مذہبی وزارت اوقاف کے ماتحت تھے وہ بند کر دیے گئے۔ مسئلہ اس سے اتنا پسند منکر غائب آگیا۔ اس نے غیرت و سجدہ پسندی کی زبان میں "اصلاحات" کو سختی سے جاری کیا۔ مسئلہ اس میں اسلامی قانون ترکوں کی زندگی کے ہر شعبہ سے خارج کر دیا گیا۔ تجارتی قانون جو سنی سے لیا گیا، خود اسی قانون اٹلی سے اور دیوانی قانون سوئٹزرلینڈ سے۔ اب ترکوں کی وراثت ایک شرعی طریقہ سے تفسیر نہیں ہوتی، اور ان کا کھانا اور طلاق ایک شریعت کی پابندی سے آزاد ہے۔ گویا کھانا کی حکومت کے ماتحت جس عدلیہ شرع اسلامی کا نفاذ ہم ہندی غلاموں کی زندگی میں ہوتا ہے، "آزاد" ترکوں کی زندگی میں اتنا بھی نہیں ہوتا۔ مسئلہ وہی ایک قدم ادا ہوا یا گیا، عربی رسم انھوں نے ترک کر کے ترکی زبان کے لیے لاطینی رسم انھوں نے اختیار کر لیا گیا کہ ترکوں کا رشتہ اس مذہب ان خاندان اس لٹریچر اور اس امنی سے ہمیشہ کے لیے منقطع ہو جائے جس کا تعلق عربی رسم الخط کے ساتھ ہے۔ اسکے ساتھ اذان ترک زبان میں جاری کی گئی، اور کھانہ کی گئی کہ نماز بھی ترکی ہی میں ادا کی جائے۔ یہ وہی تاریخ کا سبق تھا جو ترکی میں دہرایا گیا۔ میں طرح آخر کی توجہ کے بعد ہر قوم نے اپنا قومی چرچا الگ بنانا شروع کر دیا تھا اسی طرح ان نادان انقلابیوں نے چارہ ترک قومی میں اپنا مذہب الگ بنائے۔

خالدہ خاتم اگرچہ خود بھی کچھ بہت صمیم و انجمن سلسلہ میں، انہم مذہب و سیاست کی اس تفریق کے متعلق ان کی یہ رائے قابل ملاحظہ ہے۔ "اس قانون پر کھانا ہوا، عزت من ہے کہ اس نے ریاست کو مذہب کے سیاسی اثر سے آزاد کر دیا مگر مذہب کو ریاست کے سیاسی اثرات کا پابند بنا کر رکھ دیا۔ جو لوگ ابتدا میں مذہب و ریاست کی تفریق کے حامی تھے انہیں یہ امید تھی کہ مذہب آزاد ہو جائیگا، اس میں خاص مدعا بہت کی شان پیدا ہو جائیگی اور وہ پہلے کی طرح لوگوں کی اخلاقی تعلیم و مذہب کا کام انجام دے گا، مگر نئے قانون کی رو سے ترکی میں عیسائی اور یہودی تو اپنے

بھی اپنے لغت و کرم سے منون کیا، شہر پشاور اسلام آباد کے کئی میل کے فاصلہ پر ہے۔ یہاں صاحبزادہ فضل محمدانی صاحب کا کتب خانہ ایک شاندار چیز ہے اور بیکس خود اس قابل ہے کہ اہل علم اسی کی زیارت کے لیے سفر کریں۔ صاحبزادہ صاحب خود بھی ایک مسلح و متقی بزرگ نظر آتے۔ شہر میں بھائی کے مشہور قومی پارک، دیو کی تعلیم عبدالحلیم ندوی اور ان کے بھائی صاحبان، اخلاق و مدارات کے پتے ہیں۔ اسمبلی کے ایک چکر لاک غذا بخش صاحب جو شام کے طلبہ کے صدر بھی تھے، اور سیرت کبیر کے کارکن ارشد صاحب اور ذرا صاحب نے اپنی وصیت اخلاقی سے ال کو موہ لیا۔ اب ہم نئے نوے سے قصبہ توپشاور میں اب دوسرے صدیوں کی شان جلالی سے سے متعلق تھے، شاہد، اور ذاتی تجربہ تو ان کی شان جمالی کا ہوا۔ اور "شہید کے پورا نند ویدہ"

لاہور پشاور سے: یہی ۱۲-۱۳ گھنٹے کے لیے قیام لہور میں بھی رہا۔ خواجہ عبدالواحد صاحب اسٹریٹری ادارہ تجارت اسلامیہ سنے پر دیا اس طرح مرتب کر دیا تھا کہ اتنی قلیل مدت میں بہت کچھ دیکھ لیا اور سیکھ کر ہم فرماؤں کے ملاقات ہو گئی۔ اور اپنا تو سارا وقت ہی انھوں نے صبح ترمک سے ایک رات تک سافر فاؤنڈی ہی کے لیے وقف رکھا تھا۔ ترمک کی تاریخ کبھی کے منجھگ ڈاکٹر شریخ عنایت اللہ صاحب نے اپنے ذمہ لے لی تھی۔ تاریخ کبھی کے کاروبار کا پیلوڈ، اگر ترمک کا رخاؤں کی سی مسماں، انعام سلبہ مذہبی دیکھ کر آکھیں کھل گئیں اور شریخ صاحب کی خاطر دیان و قلابہ بنے رہے۔ یہی یقین۔ مذاکرے تجربہ کے بعد ان کا کاروباری اخلاق، ان کے شخص اخلاق کا جو وزن ثابت ہو۔ شریخ محمد اشرف صاحب مشہور انگریزی اشراف بھی بار بار سرفراز فرمایا۔ اللہ ان کے کاروبار میں برکت عطا فرمائے، مسلمانوں کے باقائیں انگریزی کتابوں کا کام ہے ہی کہاں۔ ڈاکٹر برکت علی قریشی (دائیں پرنسپل اسلامیہ کالج) کی سافر فاؤنڈی کا شکر یہ بیکر کسی سابق تعلق کے، دوپہر کے کھانے پر مدعو کر دیا۔ اور وہیں مولانا داؤد غزنوی مولانا مددوی وغیرہم سے بھی ملاقات کا لطف رہا۔ ڈاکٹر شریخ عنایت اللہ صاحب (پروفیسر گورنمنٹ کالج) سے ملاقات کو مختصر ہی، لیکن ان کی طرف گزیدگی پیدا کرے سکے کافی تھی۔ مولانا احمد علی صاحب (انجمن خدام الدین) سے عقیدت پہلے ہی سے تھی، شرف زیارت ان کی حاصل ہوا اور ارشد و تقویٰ چہرہ سے بالکل عیاں ہیں۔ ملک صلیب محمد انگریز پروگرام ڈائریکٹر حضرت ہوشیار پوری، اختر علی خاں کی محبت آمیز باتیں غرض تک یاد ہو گئیں۔ انبال کے ذمہ خاص جو: ہری محمد حسین ایم اے اپنی فوجوں کے لحاظ سے اپنی نظیر آپ نظر آئے شاہی مسجد کی زیارت، مسجد مبارک، اور حضرت جبریل علی کی زیارت اور سب سے بڑھ کر مومنازار اقبال کی زیارت تھی۔ جی میں بے اختیار آنا تھا کہ اس مردوں کی تربت سے لپٹ جائیے پیچ پیچ کر دینیے اور وہ کہہ گئی کہ کہ سے بیٹے جلیے۔ اللہ کی مشہور قریں ازل میں وہ حاضر کے اس سلسلہ عظیم و اعلیٰ محمد علی صاحب راجہ رحمت احمد (ایک ہی گفتگو جن علاقہ سے لطف از دوسوئے کا مومنازار انظر علیان انظرنا مالک تھانہ ترمک فاؤنڈی صاحب غرضدار صاحب

مذہبی اور میں باطل آزاد ہیں اور مسلمان کا مذہب حکومت کا دست نگر ہے۔

اب ان قرآن سے کون کہے کہ تم نے یہ حرکات کر کے کفہر سنت ادا کی کا ثبوت دیا ہے۔ تم نے صرت ہی نہیں ثابت کیا کہ تمہارے رہناؤں میں کوئی قرآن اور سنت کا جاننے والا نہ تھا بلکہ یہ بھی ثابت کیا کہ تم میں کوئی اور پ کی تاریخ کو سمجھنے والا اور کوئی واقعات کے اندر حقیقی اسباب و علل کو سمجھنے والا بھی نہ تھا۔ تم میں کوئی اتنی سی بات سمجھنے والا بھی نہ تھا کہ جو پ نے تجربے میں مذہب کو استقام دینا کے قابل پایا وہ بھی مذہب تھا نہ کہ وہ مذہب جس نے ابو کریم و عمر کی قیادت میں دنیا کا بہترین نظم حکومت چلا کر دکھا دیا، تم میں کوئی دنیا کی آج سے اڑھائی پ کی حد تک ترین تاریخ سے انسانیت حاصل کرنے والا بھی نہ تھا کہ افغان دربارت سے سیاست کا رشتہ ٹوٹ جانے کے بعد صرت شیعیت، وہ مذہبی اور جوایت ہی باقی رہ جاتی ہے جیسا کہ شاعر حکیم آقبال نے لکھا ہے،

بلال! بادشاہی ہو کر جہود میں تھا شاہو
جدا ہو دیں سیاست سے وہ جاتے جگہری

عورت کی فطرت

اس لہجہ میں خواتین کا نفرت (حیدر آباد) کے اس مطالبہ پر کہ خواتین میں مجلس لہجہ کی دشمنانہ رویہ کریں "سائبر" کا تبصرہ،
... بلاشبہ ہماری شیعہ بانہ خواتین کا قوم کی صحت و آرام اور شہر کی صفائی سے بڑا اگر اتل ہے۔ بلکہ بہتر کے ان ضروری اور بنیادی امور کا تصور شکل سے کیا جاسکتا ہے۔ مگر اسکی صورت یہ نہ ہونی چاہیے کہ خواتین گھروں کو چھوڑ کر ملکی اداروں میں بیٹھنے لگیں۔ عورتیں اپنے گھروں کو صاف رکھیں تو شہر کی صفائی کا کام پورا ہو جاتا ہے اور اعلیٰ بلدیہ کو صرت شکر ہے اور بھی کہ جسے بھی صاف کرنے میں زیادہ محنت نہیں اٹھانی پڑتی جتنی اب چڑھی ہے۔ اہل خاندان کی صحت کو وہ درست رکھیں تو بلدیہ کو اتنے شفاخانے اور بیمار خانے کو سونے نہ پڑیں گے جتنے اب پڑ رہے ہیں، اگر وہ اپنے گھروں میں اپنی پوری قوت کے ساتھ بچوں کی پرورش کر لگی اور انکی اچھی اٹھان کی ضمانت کر دیگی تو ملک کو ایک طاقتور اور تندرست خوش افلاق اور مضبوط کردار قوم ملے گی جسکی طرانی ترقیوں کو کوئی روکنا چاہے میں تو نہیں روک سیکے گا۔

لیکن اگر ہماری خواتین مغربی عریک نسوں کے تحت گھروں سے نکل کر باہر کے اداروں کو چلانے کی کوشش کر لگی تو وہ اپنے آپ پر بھی ظلم کر لگی اور پوری قوم پر بھی۔ انکی خلقت کچھ ایسی واقع ہوئی ہے کہ اگر انھیں کاموں کو وہ اپنے گھروں میں انجام دیں تو پوری قوم کے لیے وہ بہت مفید ثابت ہو سکتی ہیں لیکن اگر وہ انھیں کو گھروں سے باہر انجام دینا چاہیں تو اس کا بیلا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ گھر اڑ جاتے ہیں۔ مگر بلدیہ

کی حیثیت سے شہر کی نگہی کو جن کی صفائی پر غور کرنے لگیں تو شہر کی صفائی ہمارے سے جاتی رہتی ہے۔ اطفال خانوں میں وہ دوسروں کے بچوں کی دیکھ بھال اور بیمار خانوں میں مریضوں کی انسانی کی ہمدردی کرنی چھوڑنے والے گھر کے بچوں کی محنت ہی سے محروم رہیں گے یا پھر غلطی سے کچھ خندو آئی ہو گی تو انکی شخصی قوت سے بہت دور رہیں گے اور گھر کے بیماروں کا کوئی بانی ہوں نہ رہے گا!

میں معلوم خاتین اپنی فطرت کو کب سمجھیں گی۔ انسانی حیثیت سے وہ بلاشبہ مردوں ہی کی طرح ہیں مگر انکی شیعہ طوائف حیانات و مضامین و نقیبات کی وجہ سے۔ محض ہمارے مسل کے لیے ہے۔ انکا یہ فطری ذریعہ اور اس خرمندگی اور ان کے مناسب طاقت انھیں زیادہ تندرستی دے گا کہ وہ گھر سے باہر کے کاموں میں حصہ لیں اور اپنے آپ کو قوم کے لیے مفید بنا سکیں۔ گھر کے دائرہ عمل سے اندر باہر رکھ کر وہ اپنے آپ کو اپنے اپنے ساتھ مردوں کو بھی بیکار کر دیتی ہیں۔ ہمارے تاریخ نگاروں کو پاس ایک سلفہ حقیقت ہے کہ جس قوم کی عورتوں نے اپنے دائرہ عمل کو بڑا کر کے کر بھی بھی مردوں کے دائرہ عمل میں قدم رکھا ہے وہ شعیب اس قوم کے آغاز انحطاط کا زمانہ تھا۔ بائبل و نیو ٹن۔ یونانی و رومی، ایرانی و ہندوستانی تمدنوں کے انحطاط کے آغاز میں ہی لکھا ہے۔ اس میں تو کہیں برد سے کار آگاہی میں جیسی کہ مغرب کی یہ ترکیب نسوں سے بسکی اب ہم تقلید کرنا چاہتے ہیں۔ اور مغرب کے حالات حاضرہ کو دیکھ کر کون نہیں قیاس کر سکتا کہ یہ اسکے دور انحطاط کا آغاز ہے یا خیر؟ خواتین کے گھر سے باہر آنے کے ایک ہی نہیں ہوتا کہ گھر بڑا جاتا ہے پیدا و پیش اور فادے کا ہوا دانی پڑنے لگتی اور گھروں سے باہر نکلنے والی قوم ضعیف و ناتوان ہوتی ہے، بلکہ صاف صرت میں کثرت برائیاں داخل ہو جاتی ہیں، شاعر بھی بہت ہی سخت قسم کے اراض سے بھر جاتا ہے۔ جن سے آئندہ نسلیں ضعیف و اراغ اور کمزور قوتیں پیدا ہونے لگتی ہیں۔ خواتین کے دل سے محبت مادی اتنی دور ہو جاتی ہے کہ طفل کشی کی دوا دانی انھیں کے انھوں ہونے لگتی ہیں! مختصر یہ کہ خواتین مسخ ہو جاتی ہیں۔ یہ باتیں ہم میں کڑھت میں کہ رہے ہیں، مصغبات کے کثرت مغربی علماء ہی نے جن میں موجودہ روسی اشتراکیت کے پیر بھی شامل ہیں، اعداد و شمار کے ذریعہ سے یہ چمنی دکھائی گئی ہیں۔ کاش ہماری شیعہ بانہ خواتین یہ کتابیں پڑھیں اور کتابوں کے نام اور پتے معلوم کرنا وہ قوم سے وراثت فرمائیں۔ اور اگر ہر ذرا انکی نیت کی حقیقت کچھ اچھا کام ہی کر آئے تو جو وہ ترکیب نسوں کی خرابیوں کو پیش نظر رکھے بہتر حکم اختیار کریں۔ یہ ایک مصیبت خود انکے لیے بھی ہے اور ذرا انسانی اور اس کے نظم ارتقا کے لیے بھی۔ موجودہ نسوانی تحریک لڑت پرست ہے، ناپلڈار لڑوں کے لیے وہ دوا دیکھیں ذرا انسانی نہیں بنی ہے، اور کسی کام کی لذت مقصود بالذات نہیں ہے۔ اگر کھانے میں کوئی لذت ہے تو جسم کی پرورش کے لیے۔ اس سے آگے بڑھ کر اگر محض لذت کے لیے کھا یا جائے تو نقصان ہو سکتا ہے۔ یہی انسان ماری لڑوں کا ہے۔ جو تمدن محض لڑوں کا اپنا مقصد دیکھتا ہے اور انکے مقصود

کے دوہنے کی صورت میں است کا مجموعی فرض کفایہ اس منصب کے اقامت سے پورا ہوتا ہے اسی طرح جب اس منصب کی اقامت کے لیے کئی آدمی سنا آجائیں تو اس صورت میں کیا کیا جائے۔ شرعی فرض یہ ہے کہ پہلے کو چھوڑ کر باقی سب کی نفی کی جائے اس وقت تک کہ پہلے کا وجود خود شریعت کی حدود کو توڑے یا موت سے نفی کی جائے۔ اب اس موقع پر خوب غور کا سامنے رکھیے اور دیکھیے کہ کیا اپنی اپنی سہولتوں کے تحت ایک فرض کفایہ کو کھلوانا جائز نہیں ہے یا اس کا نام کہتے ہیں یا اس کا نام نہیں لیتے۔ خدا کی رحمت کے حصول کا ذریعہ ہو سکتا ہے یا اس کی نافرمانی کا۔

(۱۲) راقم اپنے متعلق عرض کرے۔ راقم کو جب پہلے پہل مشغول تھا اس فرض کفایہ کا احساس ہوا تو ثابت بنیابی سے میرے لیے یادداشتوں پر غور کیا کہ کبھی کوئی جماعت ہو تو اس سے تعلق پیدا کر لیا جائے۔ ایسا نہ ہو کہ بلا جماعت سے تعلق پیدا کیے ہی موت آجائے اور ہمت کی موت مروں۔ چنانچہ اپنی طبیعت سے بہت سنبھلنے کے باوجود میں نے جماعت غرابہ اہل مدینہ سے صرف اسی وقت کے باعث فی الجملہ تعلق پیدا کیا۔ اس لیے کہ یہ لوگ پہلے اقامت کہنے والے تھے لیکن چونکہ ان کے جیل کرپوری است پر عادی ہو جائے یا است کے سب مصالح اجتماعی کو سمجھ کر ان کی مہمانی میں مصروف ہونے کا بہت زیادہ امکان نہیں تھا۔ اور چونکہ کئی کئی جماعتیں امارت و خلافت کے مقصد کے تحت اٹھ رہی ہیں اس لیے میں نے جماعت کے امیر صاحب سے یہ اجازت چاہی کہ اس وقت پوری است کے لیے اقامت امارت کی ضرورت ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو راقم وقتاً فوقتاً مختلف جماعتوں کا ایک پونٹ میں ملے آنے کی سعی جاری رکھے۔ چنانچہ امیر موصوف نے اجازت دیدی۔ آپ نے راقم سے پوچھا ہے کہ تمہارے نزدیک کتنا طریق صحیح ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ شریعت سے معلوم کر لیا جائے کہ کس چیز کی کیا حیثیت ہے اور کیا حدود ہیں۔ اور پھر اپنی ذات کو پوری طرح ایک طرف کر کے اس پر عمل پیرا ہو جائے۔ شریعت کیا کہتی ہے وہ اقامت گزارش کر دیا ہے۔ راقم باوجود اسکے کہ اپنے اعمال و عواطف میں جدید ترین انسانوں ہی سے ہے اور پھر مولویت کے نظام سے بہت فاصلہ پر ہونے کے باوجود صرف ایک شرعی فرض کی سبب آدمی کے لیے ایک ایسے مولانا طبقہ سے تعلق پیدا کیا کہ جس سے نفس کو کافی مجبور ہونا پڑا۔ مگر طبیعت آخر طبیعت ہے اور اسے شریعت کے تابع ہونا ہے۔

(۱۵) راقم نے آپ کو ڈاکٹر خیری کا کیوں حوالہ دیا۔ گزارش ہے کہ راقم اقامت امارت شرعی کی خواہش رکھنے والوں کے احساس کا اندازہ کرتے ہوئے اس اندازہ پر پہنچا ہے کہ انھیں اپنے اپنے جہان کے ماتحت دو طبقوں میں تقسیم کیا جاسکا ایک وہ جو مسئلہ کی طور پر فی حیثیت کو برقرار کرتے ہیں اپنے فرض کے حدود دیکھتے ہیں۔ یہ لوگ مولانا ندوی کے کہلاتے جاسکتے ہیں۔ ایک وہ لوگ جو کسی خاصہ بنی

نظام کی چھتیا کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے لیے شرعی نظام کو عالم میں لانے کے لیے سعی ہونے کا داعیہ رکھتے ہیں۔ ایک

قد رس ایشیائے شرقیہ ہے اور ایک متحرک۔ مگر دونوں میں سے ایک کو بھی باطل کنا اشتوا ہے۔ لہذا سفید یہ معلوم ہوتا ہے کہ دونوں دلوں کے لیے ایک ایک نقطہ ماسک قرار دے کر انھیں اقامت خلافت کے فرض کفایہ کی طرف لایا جائے۔ اور خرا ایک ہی امیر کے ماتحت جمع کر دیا جائے۔

جدید رجحانات کے لوگوں میں راقم نے تین آدمیوں کا ذکر کیا تھا مولوی آزاد، سبحانی صاحب، ڈاکٹر خیری صاحب اور سٹر مودودی۔ مولوی آزاد سبحانی سے اس وقت تک بغیر کی متعدد ملاقاتیں ہو چکی ہیں آج صبح جبکہ وہ کلکتہ میں عید الفصحی کی نماز پڑھانے کے لیے تشریف لائے ہوئے ہیں بغیر کی ان سے پھر ملاقات ہوئی۔ بغیر نے ان سے کہا کہ راقم کے مسئلہ میں پہلی آواز آپ کی ہے اس لیے آپ کو آگے کرتے اور جو جدید جدید جماعتیں ہو انھیں اس مسئلہ کے لیے بروئے کار آ رہی ہیں انھیں ختم کرنا ضروری ہو رہا ہے۔ ان نے طویل بات چیت کے بعد مصافحہ کیا کہ میں کسی طرح اسکے لیے اب آگے بڑھنے کی اپنے میں سکت نہیں پاتا۔ اسکے بعد ڈاکٹر خیری صاحب ہیں۔ بغیر نے ان سے بھی اس مسئلہ پر گفتگو کی ہے۔ وہ اسکے لیے آ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ چند ساعتوں میں جو ان کو ان کے گرد جمع کر دے کہ وہ ان کی اعانت کر سکیں۔

پانچ نئی تحریکیں

(۱) سیالکوٹ سے "تحریک راشدہ" شروع ہوئی تاکہ مذہن کی شب نامہ ایک میں صحیح مذاق کا طلوع ہو اور شیطان کی اسلام کش طاقتوں کے خلاف جذبات و مذاق کی صف آرائی کی جائے۔ مرکز راشدہ سیالکوٹ سے پروگرام کے بغلٹ شایع کیے جا رہے ہیں اور وہ مذہن اسلام کو بلایا جا رہا ہے کہ وہ افلاس سے نکلے جو تھے ہوسے دل ہاتھوں میں بے مبدائی علی میں آجائیں۔

(۲) سیوئی تے سلطان اسکیم "عرفت نجات ہند کی دعوت دی جا رہی ہے۔ اس اسکیم کی کتابیں ۲۰ حصوں میں تیار ہیں اور نیکے بعد دیگرے شایع ہونگی اور ان میں ثابت کیا جائیگا کہ نجات ہند کا واحد مدلل اور مکمل و مستقل علاج مسلمان اسکیم ہے۔

(۳) تلے گاؤں دساہ سے تحریک جہاد کا علم لینا گیا ہے۔ اور دستور اساسی تحریک جہاد مفت بھیجا جا رہا ہے۔ اور جو زمانہ کہ جو موجودہ انتخابات اور اسمبلیوں کی محدود اور محدود سیاست سے بے نیاز ہو کر خالص مجاہدانہ سپریش میں قوم و ملت کے تحفظ و بقا کے نام سے بنائے فرض ادبیں سمجھتے ہیں دعوت دی گئی ہے کہ وہ دستور اساسی تحریک جہاد کا مطالعہ کریں۔

(۴) لاہور سے "جماعت اسلامی" کے قیام کی تحریک شروع ہوئی ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں میں سے جو لوگ نئے سرے سے کلمہ پڑھ کر

۵۔ عسکری مطالبین معافی پر تدارسی کو پیش کرنا چاہیے تھا کیونکہ کتا پڑھیں ہی

مغالبہ ہندی اور فارسی ہی کا تھا۔ ہندوؤں نے جب اس کو ہری کو
محسوس کیا تو وہ اور آگے بڑھے اور سلطان پیچھے ہٹے ہوئے اب حال یہ ہے
کہ اگرچہ بعض مسلمان ائمہ دوسے دستبردار نہیں ہوئے ہیں، مگر وہ ہندی کو
بھی زور کے پہلو پہلے جگہ دینے کے لیے تیار ہوئے ہیں۔ ہندو اپنی جگہ پر جبراً
ہے اور وہ فارسی کو شکست دے گا اب آوروں کو جو شکست دینا چاہتا ہے

اب ذرا مسلمانوں کی تعداد میں سے ہندوؤں کی غیرہ، اداوی کا مقابلہ کرے۔
 زوہر میں ہندی سابقہ مسلمان کے اجلاس میں الہ آباد یونیورسٹی کے پروفیسر
 جے اے آر و ہندی کا مقابلہ کرتے ہوئے فرمایا:

”اورد ہندی میں کوئی مشابہت نہیں ہے۔۔۔ ہمارا ہے اور
اصطلاحات میں، اور ان اور تعلیمات میں ایک دوسرے سے
قطعی مختلف ہیں۔ یہاں تک کہ ان کا اصول بھی مختلف ہے۔ اور
مذہب میں ان کا تعلق اللہ تعالیٰ سے ہے۔“

دوسری طرف شمس العلماء علامہ تاج الدین دہلوی تقریباً ۱۸۰۰ء میں
وہیں اپنے پڑپڑ میں آئی گئی ہے۔ شمس العلماء نے فرمایا،
”ہندی اور اردو میں کسی قسم کا اختلاف نہیں ہے۔“
”ہندی زبان کا تہذیب“ (جزری)

اگر یہ شکست خوردہ ذہنیت بدستور پرورش پاتی رہی تو مسلمانوں کی زندگی اور دے کے حق میں ہم قاتل ثابت ہو گئی اور ہندو ہندوئیں سخت ہوتا جا رہے مسلمان کو چاہیے تھا کہ وہ قارسی پر جوار نہ بنا۔ لیکن وہ تو اردو پر ہی جتنا نہیں چاہتا۔ اردو دودھاری کی یہ شکل پیدا ہو گئی ہے کہ "اردو" اور ہندی یہ کئی حقیقت اختلاف نہیں ہے۔" (آئینہ)

خریداران صدق کی خدمت میں

خریداران صدق کی خدمت میں

کسی درجہ سے خریداری منظور نہ ہو تو عجلہ سے عجلہ دفتر کو اطلاع دے دیں
اور تہہ کیم مارچ سیکور کو دی جلی روانہ ہو گا۔ اس صورت میں آپ کا کار
کا زیادہ خرچ نہیں ہے اور دی جلی کی واپسی کی صورت میں دفتر صدف
کا خواہ مخواہ نقصان۔

یہ شکرک میں پڑنے سے پہلے کہ ایک دفعہ مدنی واقع
گاہ پہنچے گھنٹے شایع کیا

ایشیاری کی ایک مثال

ڈاکٹر ندوی صاحب کوئی بڑے سرائے دار نہیں ہیں۔ ایک اوسط درجہ کے خوشحال آدمی ہیں۔ حیدرآباد میں جب تک ہے مشاہیر میں کچھ ایسا گراں قدر تھا لیکن دھن بھی بوجھ چیز ہے۔ خدمت اوردہ کے لیے یہاں تین تو سالہ سال سے وقت کیے ہوئے تھے۔ ہماری زبان کے تازہ پرچہ ہے۔ معلوم کر کے حیرت میں رہی اور سرست میں کہ اپنا مال بھی انھوں نے انجمن ترقی دیندہ کی نذر کر دیا ہے۔ اپنی خواہ سے جو رجو کر انکے انھوں نے ۲۲ ہزار کھٹانیاہ اتفرقیہ ۲۲ ہزار سکہ انگریزی کی رقم جمع کی تھی۔ وہ سب کی سب انجمن کے خزانہ میں منتقل کر دی۔ اس ایشیاری کی شاہیں قوم میں اگر نایاب نہیں تو کیا پتہ بنتا ہے۔ اتنی بڑی رقموں سے ڈالنا، بیکر والیان ریاست کے اور کس کے میں کی بات تھی؟ ایک میں آج دس میں بیٹا میں ایسی باتیں تو اردو کا حال ہی کچھ اور ہوتا۔

فسق کی پینٹ

اس زمانہ میں خوش قسمتی سے آپ جیسے بھی پلٹا کھایا ہے ۱۱ برس پہلے قابل ٹوٹ پیدا ہوئے ہیں انھوں نے بہ ساری محنت سے اسے پیر اوٹھے مرنے پر ہوشیار رہے اور جگہ جگہ ایسے اسکول جاری کر دیے جہاں شریعت لوگ بھی ناسخ گانا نہ لکھ سکتے ہیں۔ ہندو لڑکوں اور لڑکیوں کو اس فن کے سیکھنے میں آسانی تھی کہ اگر کہ ناسخ لکھ کر ایک حصہ ہے۔ اس فن کے اختیار کرنے میں اپنے والد اور مائوں کی احسان ہوں، انھوں نے اسے اچھی طرح سکھا اور ہمیشہ میری مدد کی، انہیں تو آج میری زندگی کچھ اور ہوتی۔

الفاظ کسی غیر مسلم کے نہیں ایسی کے جس کو کم از کم اسے فہم در سہ ہے۔ اور ہندوستان کے ایک مشہور غیر مسلم قاصد کے الفاظ میں شریک ہو کر ناسخ میں اپنا نام پیدا کر رہی ہے۔ اس سے تقریباً ناسخ کے قصا کی پر سرکاری محکمہ ریڈیو نے اپنے ایک اسٹیشن سے کرائی۔ اور اس پر بھی میں نے کر کے اسے اپنے ہاتھ دود، جبرہ آواز کے ایک حصے صوفیہ شاخ میں گرا دیا! — تقریباً ایتالی حصہ آپ سن چکے، دل پر حیر کر کے آخری حصہ بھی سن لیجیے۔

”پڑا سے زمانہ کے دشمنوں نے بہت سی خوبصورت کہانیاں لکھی ہیں جن میں اعلیٰ درجہ کے خیالات ہیں۔ اور ان کو ہم اپنے گھر میں آسانی سے استعمال کر سکتے ہیں۔ ہم کو اسل کیا فکر کہ لکھنے والا کس فرقہ سے ہے۔ آخر کار ان سب کہانیوں کا پتہ نہیں ہے کہ سماجی انصاف اور بہادری ہمیشہ کینڈین اور صحرانوردی اور سرکاری پر نفع پاتی ہے۔ اور ہر طبقہ کا یہ عقیدہ ہے۔ اب وہ وقت آگیا ہے کہ تہذیب و اخلاق کو ترقی دی جائے۔ ہمارے ملک کے بچے بچہ کو اس بات کا فخر ہونا چاہیے کہ وہ ہندوستانی ہے

میر کا اس بات سے کہ میں نے پڑا سے خیال کے خاندان سے ہونے بہت ہی اشیاع پرانا چنا اختیار کیا۔ اگر دوسروں کا حوصلہ

بڑھتا ہے اور تومی، تقاضی کرتے ہر میری مدد میں ہے

میں میری زندگی کا مقصد پیدا ہونا ہے

میں فقرہ کا جائز کر دیا گیا ہے وہ حیرت کی نظر سے چمکنے کے قابل ہے پیسوں صدی کا سہو ہے اگر اسلامی نقطہ نظر سے البتہ ذلیل پیشہ ورین ناچنے لگاتے والی عورت دنیا کو ”تہذیب و اخلاق“ کی طرف بلاتا ہے اور مسلمانوں کو ہندوؤں کی پھرت میں گم اور غم ہو جانے کی دعوت دے رہی ہے تہذیب و اخلاق! ان الفاظ کی معنی اس قدر سے قبل نہیں کہیں کہ وہی لپٹے ہوئے ہیں۔ یہ تو کوئی عالمی ادارہ نہیں! مضابطہ سرکاری محکمہ، بلکہ ایک غیرہ کی طرح کا ہے۔ کیا اس محکمہ کا کام ادب و ثقافت کی دہائی، گیسے؟ اس سرکاری محکمہ کو علامہ اس تبلیغ کی جرأت ہوئی کیسے؟ ہم تو خود کی صدیوں اپنا نام مردم شناسی کے مضمرات میں درج کر کے والے مع اپنی مسلم ایک اور ہمیتہ العلماء اور حبیبہ احوار اور خدا اسلام کن کن ”اسلامی“ جمعیوں اور اداروں کے یہ سب کچھ بے خبری کے ساتھ دیکھ رہے ہیں وہ بے برداشت کر رہے ہیں؟

بے حسن نسبت حالی کا کوئی درجہ، اسکے بن بھی! نہیں ہے؟

حرمتِ منہ

جناب مسعود علی صاحب خود سوسے لکھتے ہیں۔
”ولا تقرؤا الزنا، ان کان فاحشاً و ساء سبیلاً (یعنی اسرا ئیل علیہ السلام)
والذین ہم لغزوہم حافظون، الا علی ازواجہم او ما ملکت یماکم
فانہم غیر ملومین۔ فمن اتبعی وراؤ ذلک فادانک ہم اللہون۔
(سورۃ نوح: ۱۱)
آیات موصوفہ آتی ہیں جن سے منہ کا وجود ثابت نہیں ہوتا۔
اور روایات منہ صبیحہ ہیں سب دینی ہیں۔ پس انکی نسبت کہا سمجھنا چاہیے؟ میرے نزدیک تو سب روایات غلط اور بے سند و معلوم ہوتی ہیں۔ اب جناب والا اپنا نظریہ بعد تحقیق و تنقید (نہ کہ سرسری) تحریر فرمائیں تاکہ مزید تسکین حاصل ہو۔
یہ عرض کر دینا بہت مزوری سمجھتا ہوں کہ میں بڑی بچی کٹا ہوں اور بڑے عالموں کے نام سے عروج ہوا ہے نہیں کرتا۔ جب تک روایت مشتبہ کی نقیض بخش جا چکا ہر حال میں کر لیتا، تسکین نہیں ہوتی۔

سوال میں کسی قدر غلط ہو گیا ہے۔ دو چیزیں الگ الگ ہیں۔ ایک ہے حرمتِ منہ کی صحیح تاریخ۔ اس میں اختلاف کی بڑی گنجائش ہے۔ حضرت محدثین کی اس میں بڑی بڑی تفسیریں موجود ہیں۔ اور بعض مفسرین و فقہاء نے بھی اصرار کر کے ہے۔ مختلف روایات کے درمیان جمع و تفسیر کی کوششیں ملاوہ رکاب رسل کے، حال کے بعض محققین نے آرو میں بھی کی ہیں، چنانچہ مولانا عبد الرزاق دہلوی کی مستند بیروت ہوئی اسیرتیں یہ بحث اور مختلف موقوفوں پر حق و غیر اور فتح کہ دونوں کے سلسلہ میں بعد تفصیل کے ساتھ موجود ہے۔ مگر ان کے مضامین میں ان گنجائش اور مردہ حق میں نہ اس سبب دہ پر محاکمہ کی اہلیت اور ذاتی جرأت کہ جن مامورین نے اپنی اپنی عمر میں تحقیقات و مباحث کے لیے وقت کر دیں، ان کے ذمہ تحقیق کو

ایک محرم کے کتب کا جواب

(از عبد المجید)

محرم، السلام علیکم۔

کتب گرامی، جیسا کہ آپ نے خود تحریر فرمایا ہے، کچھ کی حیثیت سے زاد و بیک بیعت، لکھنا ہے، اس لیے کیا معائنہ ہے کہ بند لغافریں آئے ہوں کہ کتب کا جواب اختیار کرنے لگے ہوں، سہفت میں عرض کیا جائے؟

مشکلیں کے باعث یہ تقریر کوئی اونکھایا نہ آئی، ہمارے مدینہ منورہ کے اطراف فلسطینیوں کے مخالفین جو گرامی باخداات دین کی انجام دہی اور جس حکمت اور جس آیت کے ائمہ کفر کے مقابلہ میں سلام و ایمان کی نصرت کی انکی پوری داد نہ دینا یقیناً ظلم و بیداد کہہ سکتے ہیں۔ دوسری طرف یہ بھی حقیقت ہے کہ خود ہمارے علم کلام کے اندر بہت سے خرافات فلسفہ گھس آئے، انجیلیوں کے پیش کیے ہوئے اسلام کی صورت، رسول کے لائے ہوئے سادہ اور فطری دین سے بہت کچھ بدل گئی، غصص کا یہ یوں نہ آپ کو اسکی ضرورت، اس سنی بیہ کو مجھ بیٹے، اسنی قریب اور حال کے زمانوں میں آجائے چراغ علی اور سید ابرہہ کو بھی جانتے دیکھتے، ادارتہ میں، لیکن ہر حال کیا کیا اپنے اس کے عقائد اور مسائل کو یہ دونوں نسخہ کر گئے ہیں! سنا، اللہ! اسرید کے غلو میں بکثرت میں کے شہد ہے؟ لیکن ساتھ ہی ان کے عقائد و آیات کے پھر اور غلط و غلط ہے میں میں کے اشتباہ ہے؟ سولہ اشلی لسانی (اللہ! آمین) اپنی رحمتوں سے تو ان کے بچ کر چلنا چاہا، نہ بچ سکے، کھدلی لاہوری کا حال ان سے اجڑ، غرض خاصہ مشکلیں میں سے جس میں سے اس موضوع پر قلم اٹھایا، انجام کیا ہوا؟ یہی ہے، اے کہ

چارہ گر ہو گئے، شالی انھیں، باروں میں!

جنھوں نے دوسروں کی شغافش کے لیے مطلب کو لافقا، وہ خود ہی تھلائے، انھیں تو یہ کیا؟ دیکھ کر پوری اور گروں، یاریوں کے بغیر اپنے نفس، جان و روح کے، رشتہ کو ایمان کی خوشبو سے بہا، نے پھر، رشتہ فی الدین پارسی طرح خاص یہ بغیر، محض اپنی ذات و قلبا ہی کے بغیر، اسلام کی اکیلا جالی غریب، کے رشتہ پر (اور بعض اوقات وہ فیرت بھی کائنات میں و اسلامی نہیں ہوتی، محض "قومی" و "ملی" عصبیت ہوتی ہے، جو کفر و ایمان دونوں میں فیرت ہے) اس کام کو انھیں سے لیا جاتا ہے، اور گناہوں سے انھار عزت طاعت اسلام و فیرت دین کا کیا جاتا ہے، اور شروری طور پر اکثر صورتوں میں، نیت بھی فی الواقع ہی ہوتی ہے، لیکن دلوں کے اندر ایک چور و دھرا جھپٹا ہوا ہے، کفر سے مرضیت کس کس دہ چہ نہیں ضرور موجود ہوتی ہے، باطل کا رشتہ دین ایسا، ماسخ کی دھکا دنگ، چوک و اس، دل کی گرائیوں میں شیر خشی کی دھیر، میں ضرور اپنا رشتہ افتاد رکھتی ہے، شرع شروع و ثابت و حقیقی چہ ہوتی ہے، لیکن جو میں کار بار میلنا جاتا ہے، شکم بچا، غرض خودی طوبہ، اپنے اصل نام سے ہٹتا جاتا، اور باطل کا کار کار ہوتا جاتا ہے، بڑی غارت سرت

یہ وہ جاتا ہے کہ اسلام کو، اہل و منکر، ایسا دلت کے مطابق دلتا کر پیش کیا جائے، حقائق دین کا رنگ اچھا دیا جائے، ایسا بنادیا جائے کہ اپنا، عصر زادہ سے زیادہ، فساد میں اور حیرت و حیرت اور انکو عین اپنا مطلب سمجھنے لگیں۔ یہ کہ حقائق دین باطل اپنی جگہ پر رہیں، بسے چوٹے، اساسی و فیری کسی سلسلے میں سرور و فیرت پڑنے پڑے، نہ مغرب میں نہ مشرق میں، عام اس سے کہ کوئی ایک شخص میں اس آواز کا سننے والا ہے، نہ لے! آخر پیروں کی بیانی، انکسوں کی شہادت کثرت سے قرآن دے رہا ہے یا نہیں؟ لیکن یہ شخصیں عام انکسوں کی تاب ہی نہیں لاسکتے، انکا اپنا کلام اب مقصود و لافقا ہو جاتا ہے۔

سولہ اسے، دہم کی تعلیم یہ تھی، کہ

نرم گو لیکن گو غیر از صواب

گو نرم لیجے میں، لیکن بات ہو ہمیشہ سچی اور سچی، ان حضرات کامل انکے برعکس یہ ہونے لگتا ہے کہ گو ہمیشہ نرم لیجے میں، چاہے بات ہمیشہ سچی اور سچی ہو، اہل حق کا سولہ یہ، ہوتا ہے کہ بات سچی ہو اور حتی الامکان سچی ان صحت شناس حضرات کا سلسلہ یہ ہو جاتا ہے کہ بات میں ہو اور حتی الامکان سچی، گو بات رتبہ اٹ جاتی ہے، حقائق دین اب دوسرے نمبر پر آ جاتے ہیں، اور ہر ادل پر یہ چیز آ جاتی ہے کہ جو کچھ کہا جا رہا ہے، وہ کن اصطلاحات میں، کس زبان میں، اور انکے عصر کے دل و دماغ کے کس مدد تک موافق ہے، اور انکی لافقا لافقا اور اہل و منکر سے کس درجہ قریب اور انکے لیے کس آسانی کے قابل قبول۔ مرعیں کو اور ابیشک حتی الامکان خوش ذائقہ ہی دینا چاہیے، ہر صاحب قلم لطیب اسکا لافقا ضرور رکھیگا، لیکن وہ معافی نہیں، "نیم حکیم ہے جو اس باب میں غلو کرے، نہ کہ پیرائے مرعیں کو جیسے کہیں کے شرعی شکر مچکا، تاثر شروع کر دے!

لیکن دنیا علماء، آجین سے بھی کہیں غالی نہیں رہی، پہلے ہی شری، انقلابی، غزالی ہوتے رہے ہیں، آج بھی متعدد دین قلیل ہیں، لیکن بھلا اللہ ہمارے درمیان، غر و سلاست ہو چو وہیں، مثال کے طور پر میں صرف دو نام عرض کر دنگ، سولہ اشرف علی صاحب خان، اور مولانا شبیر احمد عثمانی (اللہ! دونوں کی شرف رحمت میں بہت بہت برکت و سہ، لافقا و تحریر، اٹھا کر دیکھیں، سبب اپنی جگہ، و ثبات و خود دہی کے چنان نظر آئیں گے، ہر نئے فلسفہ کو، ہونے نظریہ کو، ہر نئے آواز کو اپنے ہی سیاہے باپ بچے، اپنے ہی بازو سے، اپنے باپ کا سیاہ بچا، اپنا بچا، اپنا بچا، اس باب میں آپ انداز ہی لوچ، لچک، لچکاؤ اور جی، اپنا، اپنا، غروں کے شاذ و انفرات، و حقائق کے سامنے، اپنے ان کی چرند، کینچن مان خراج کر دیں، اور انکے کچھ نہ سن تو کم از کم یہی غار رشتہ لایا، سلا کے سر پر کیے ہوئے اصطلاحات و لافقا، اس بیوں صدی کے مناسب حال نہیں، انکی اس شد و غفلت سے یہ شخصیں تو بہت شہرہ آفاق کہ بہت طبع ان پر چور و دہ، نہ مگر، اگر یہی خواہوں اور مزہب نفس کا بھلا نام

حاکیت الہی کا صحیح مقام

راؤ شاہ عزیز احمد صاحب مہتمم ہمدردی و یونانی اور کس گنت
ایک شخص ایک عورت پر عاشق ہے۔ اس کی محبت میں اس کی
دیوانگی اس قدر بڑھ چکی ہے کہ وہ نماز پڑھنے کھڑا ہو جائے تو اس کا سجود اسی
عورت کا تصور ہوتا ہے۔ وہ قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہے تو اسے درق درق
اور صفو صفو پر ایک تصویر دکھائی دیتی ہے۔ وہ حج بیت اللہ پر جاتا ہے تو
درہ درہ اسے اسی سینہ مشوق کی خوشبو آتی ہے۔
ہے گل سے مجھ کو اس گلستاں سے ارتباط

تیرا سامان میں رنگ ہے تیری سی بوت ہے

اس شخص کے متعلق یہ فرمایا جائیگا کہ وہ اپنے مذہب و عقیدے میں سچا ہے اگر اس کے
مذہب و عقیدے کی بدولت واقعات خارجی اپنی حقیقت نفس الامری کو بدل دیتے
سکتے۔ وہ دینی ہیں مگر جو انہیں اللہ تعالیٰ سے جدا کیا ہے۔ سجود
واقعی اللہ ہی پر ہے۔ معافی آج، اپنی جگہ پر اٹھ رہیں گے اور وہ دیوار
کب سے خوشبو کی خوشبو آئے گی کہ یہ کیسی خوشبو آئے گی۔
موجودہ دور کی افواہ کے عمارانی تسلط و قبضہ نے وہ راہ ہموار کر دی
کے نزدیک مسئلہ خدا سے ایسے ہی زیادہ بے فہم ہو جاتے ہیں
نفس حساس قلوب۔ و اذان کو اس درجہ متاثر کیا کہ اب انہیں دین کے
سامنے شاعر و ادیبان کا مصداق اور معنی صرف غلاظت انہی میں نظر آتا ہے
اور اللہ تعالیٰ کی لاتعداد صفات کے جدا جدا معانی و تصانیف تسلیم کرنے
کے وہ ان تمام صفات کا مفہوم ایک ہی لینے لگے ہیں اور وہ مفہوم
حاکیت ہے۔ اور اللہ کی سب صفات کی اپنے اپنے محسوس پر اس کے
غیر سے نفی کرنے کے بجائے سب صفات سے صرف صفت حاکیت
کی نفی کرتے ہیں۔ حالانکہ حاکیت و آمریت و ملوکیت اسکی مستقل صفات
ہیں اور اگر غیر اللہ سے ان صفات کی نفی کرنا متعدد ہر توان آیات اور
اسلمے صفات سے کرنی چاہیے اس معنی پر ولایت مطابقتی کہتے ہیں۔
مثلاً "انکم الاٰلہۃ مثلاً" "الاٰلہۃ کفلفن: الامر" مثلاً حکم الٰہی کہیں اور
الملکات ہیں اسکی صفات ہیں۔ ان آیات و اسلمے صفات سے
تبیاناً غیر اللہ کی حاکیت و آمریت و ملوکیت کی نفی ہوتی ہے۔ اب یہ تصور
ضروری قرار دے لیا جائے کہ ہم خود کلمہ طیبہ کے یہ معنی کریں کہ
لاٰ حاکم الا اللہ۔ اس لیے کہ کلمہ طیبہ ہی نفی الوہیت غیر اللہ کی ہے۔
اور الوہیت کہتے ہیں کہ اسباب ظاہری کی شریک کو کامل الشفیعہ نہیں
کرتے ہوسے انہی کی ولایت اعتقاد میں کسی غیر مرئی کامل الشفیعہ طاقت
کی طرف استغناء کرنے کو یہ فطرت انسانی بدخلقیت سے ہے کہ وہ
غایت اعتقاد سے دقت اسباب ظاہری کے کامل مآل مشکلات ہونے
میں شک کر کے کعبہ اور باغیچہ کی طرف رجوع کرتا ہے۔ کہ
اس قہن میں کہ یہ آج کی مریضہ مشکلات قوت کیلئے اور اسکا صحیح
محل کیا ہے اس کے۔ سمجھتے ہیں انسان نے عموماً غلطی ہے۔ چنانچہ اگر

نے اپنے غن و تخمین کے مطابق کسی اپنے آباد اجداد کی اوضاع کو کہیں
اپنے انبیاء و اولیاء کو اور کہیں اپنے دیوی دیوتاؤں کو اسکا مصداق
قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ سب غلط تھا۔ وہ ہمہ گیر ملال مشکلات
اسکا استحقاق رکھتا ہے کہ غایت مجز کے دقت کا یہ (استغناء) کسی کی
طرف کیا جائے صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ یہی مفہوم ہے کلمہ طیبہ کا۔
گویا ہمارے اس مرکزی بندہ دیت کا غفلت اس کے غیر سے کسی طرح جائز
نہیں۔ بلکہ ہمیں اسے صرف ذات باری سے متعلق کرنا چاہیے چنانچہ
الاولیٰ کے معنی ہی مایہ لون الیہ فی الحوائج۔ چنانچہ جلالت الہی
رومی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں

گفتہ منے لا الہ سیمو

یوہونانی حو انجم کہ

یعنی سیمو یہ سنو نے اللہ کے معنی مایہ لون الیہ فی الحوائج کہیں
یہ یاد ہے کہ یہ مذہب استغناء خود دیت کا بنیادی و مرکزی جذبہ ہے۔ اس
قرآن مجید کے اسکو غیر اللہ سے متعلق کرنے میں اپنی ذات کی ہر توان
صفات کی غیر اللہ سے نفی ہی شیعہ کی ہے۔ اس لیے کہ یہ ہمہ گیر
پر متفق ہو جاتے ہیں کہ سب اسباب ظاہری سے زیادہ ہر توان خدا اسباب
ظاہری کی اپنی تاثیر دینے والا صرف ایک اللہ ہی ہے۔ اس کے بعد باقی
سب صفات کمال کی اللہ کے غیر اللہ سے نفی کرنا آسان بلکہ ایک طبی امر
ہو جاتا ہے۔ یہی سبب ہے کہ قرآن کریم نے اس پر اس قدر زور دیا ہے کہ
اما ربنا من قبلک من رسول الا وحی الیہ انما لا الہ الا انما برکت
ہمارے گزارش ان عمارانی مفسرین دین سے یہ ہے کہ کلمہ طیبہ کے مفہوم کو
اپنے محل پر دینے دین اور اللہ تعالیٰ کی حاکیت کو اسکی صفات سے
غایت کرنے کی سعی کریں کہ جن سے ولایت مطابقتی ہے اسکی یہ مذہب ثابت
ہو جاتی ہے اور جتنا ذکر اور پر کرنا چاہیے۔ در کلمہ طیبہ کا یہ معنی دینی
الہی کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ والسلام علی من اتبع الهدی

تحفہ خسروی

(جناب مدبر صدق کی ایک قدیم تالیف)

حاکم و محکوم کے ایسی تعلقات و فرائض پر قرآن مجید و حدیث کے
احکام اور علمائے اسلام، علمائے یونان کے بہترین اقوال کا مجموعہ۔ بیشتر
انتباسات اصل فارسی ہیں۔ ۷۷ صفحات۔ قیمت میں فیضی
غایت، یعنی صرف ساڑھے چار آنہ (۴۰) کے ٹکٹ بیچنے پر درجہ
کردی جائیگی۔

المشتہر: محمد تقی خاں، نصابہ در بابہ وضع بارہ بنی

نفاذ کتابت و تزیل چندہ کے واقعات میں اپنا اثر فرمادی
منورہ فرمائیے۔

مجدد بننے کے لیے سب سے پہلے اور سب سے آخری بھی شرط تقویٰ اور سوختنی الدین کی ہے۔ اور اسکے لیے کتب بینی سے مقدم صحبت شیخ ہے۔ شیخ اصطلاحی معنی میں نہیں، یعنی رسمی فریوی اور دوجی سبت کی عزت ہرگز نہیں بلکہ مراد صریح یہ ہے کہ کچھ عرصہ تک مسلسل باسفرین طور پر اہل ارستقا، فاضلین و دے کر دقت کے کالین سے، عارفین سے اور آہن سے دینی تعصب اور ایمانی رسوم حاصل کیا جائے۔ غرض میں اساتذہ ہمدردی کے قابل ہے وہ دینی تہذیب جو اپنے کو اس عزت سے مستثنیٰ سمجھ لے اہل کے چہرہ، لاکسی صلیح کی نظر التفات کے، آج تک نہ پکڑے ہیں۔ آئندہ آئندہ ہے۔

نہم خاطر تیز کر، ان نیست۔
بیز کر، شکستہ نگیر دست شاہ

مردوری صاحب کے خزانہ عام، میں اور بچنے میں جو ہر جو دیوں اسس۔ فلسفہ کا قسط ہے۔ اور اگر میں کچھ عرصہ سے بہت ترادسہ واضح د انگار کے موجود بھی ہیں، تو کم از کم اخص پیل میں لانا تو وہ معاملہ تو یکساں ستانی ہی سمجھتے ہیں۔ عیساکر پچھلے زمان سے ظاہر ہوا ہے۔ آگیا گریا بھی اسکو آئے ہے تو خزا جائے ہے!

باقی اپنے اس نیاز مند پر جو کرم انھوں نے پچھلے زمان میں کیا ہے ۱۹۳۰ کے وسط سے ۱۹۳۵ کے آخر تک، ان کے کچھ جوابات و مدتی میں غل جلتے ہیں، لیکن اصلی سوال۔ بواب تو ان شاء اللہ میدان سفری میں ہوگا۔ سنیت آپ کا اور اٹھایا بنا زندہ ہوگا، اور نہ لانا کا اپنے کلمے ہوئے ایک ایک فقرہ کو ثابت کرنا ہوگا۔

صوفی ذریعہ احمد غریب کی جان بھی عجیب صحبت میں ہے۔ وہ پراپوٹ خط مولانا کو لکھے، تو جواب ملا ہے کہ اخبار میں لکھو، صدق میں لکھو اور تب وہ صدق میں لکھتا ہے مولانا کا قلم آتش رقم خود صدق کی خبر سے ڈالتا ہے! سترلی نائل اٹھا کر بیٹھے۔ آپ کو مولانا کی کانیک بڑا مراسلت میر فٹ کے صدق میں چھاپا ہوا لیکھا، اور اس کے بعد سے میں صدق کے صفحات پر اہر اس کے جوابات کے لیے لکھتا ہوں۔ جماعت کا لیڈر اور قائد بن جانے کے بعد تو انسان کو خدا سلوم کیا کچھ شتا چاہیے۔ عزت قدم قدم پر بڑے غرت کی، بڑے تحمل کی پڑتی ہے، جہاں یہ حال کر پلے

ہا اسخان میں ہرہ حصہ سے لالوں لال!

تو بیک زخمی گریزانی ز عشق
تو بجز تاسے چہ سیدالی ز عشق!

خط نے سمنوں کی طوالت اختیار کر لی، اور میر بھی استہزی ختم ہو گئی۔ خراب اسوقت تو اجازت ہی دیجیے۔ اسلام۔

(بقیہ صفحہ ۲۰)

محمد علی کی یاد محمد علی کے دل میں
کچھ اس سرخی پر بھی نور فرمائیے کہ محمد علی کی یاد میں (ایام) لیکن اس سرمد صبح پر پلج آدائی کی گنجائش ہی اب ہم نیاز مند کے لیے کہاں باقی، وہ گئی ہے؟ مراد آباد کے ایک فاضل ٹکڑے، ایک فاضل کیسی، زبردست دو غزل، اسے غزل، کہ کہ کر سارے حقون تعصیت اپنے لیے محفوظ جو کر لیے ہیں!

سرکاری کتاب خانہ (اسٹیٹ لائبریری) لاہور

۱۰۔ دسمبر ۱۹۳۵ء کو درمستق نے اپنے سب ذیل اشرا کتاب خانہ
ذکر کی کتاب سائنس پر ثبت کیے

پچا کہا جس نے راہ پر کو پہلی بار: اور اسروز کہا۔ سرور حق کے نشان شر کے چپہ چپہ پر سرور سنوئی کا مرکز کتب خانہ مدنی کوئی یاں رہے اور دل نہ اگلتے، طبیعت اس سدا بہار گلشن سے روز، ایسا نیا طلع اٹھائے۔ کتاب خانے ہندوستان میں اور بھی ایسے ایسے ہیں۔ لیکن یہ اپنے رنگ میں نہ لانا، اکثر سے افضل دعا علی: "سیار خباں بدہ ام لیکن تو چہ نہ گری؟" آج پہلی بار نہیں، ۱۹۳۵ء سے لیکر ایک ستر بار اسکا استفادہ کیا اور ہر بار یہاں سے کچھ حاصل ہی کر کے گیا۔

مولانا سے رد محلی کے لطوفاات، تیسرا نیا کا نقلی نسخہ سب سے اول اسی کتب خانہ میں نظر سے گزرا۔ اور اسی کی نقل لیکر ہندوستان اور مشنول کے بعض نسخوں سے مقابلہ کر کے اس بے علم نے شایع کیا۔

پہلے میں جان کے کارکن مولوی حافظ احمد علی خاں مرحوم اور ہمدی علی خاں مرحوم وغیرہ بڑے مخلص، مستعد و کار گزار تھے اور اب ان تمام فرشیوں کے کھاتو سے نکل کر ایک عرشی کے ہاتھ میں آ گیا ہے۔ اب پوچھنا ہی کیا ہے! بہت میر پڑا اور کتب خانہ کی حیثیت، افادہ بیت زائد ہو جاتا ہے، اگر کیا کے ذور دقت، ذوق، ایڈٹ، جو گرشاں میں ہوتے ہیں، ذور سے صرت مخلوق ہی نہیں، عربی، فارسی، اردو کی پچاسوں قابل ذکر کتابیں سب سے بڑے کے باوجود بھی اب ان کے حکم میں، اہل ہیں، انکی ترتیب، تہذیب، تشبہ، طبع و اشاعت کا بہترین انتظام، راہ پر ہی جیسی علم دوست ریاست اور علم و ادب کی قدرداں سرکار کر سکتی ہے۔

اسوقت اس عاجز کے غم نائنس میں سبلی اذسی (رتونی ۱۳۵۴ھ) کی تقریب، الا سلام فی الامم، فی القرآن من الاسلام، الا سلام تو نہ اس قابل ہے۔ اسکے علاوہ اور بھی بہت سی کتابوں کا انتخاب اہم صاحب کتب خانہ کے دوسرے اہل علم و اہل ذوق کے مشورہ سے کر سکتے ہیں۔ نسخہ جاری کی: میر خاں دہلوی نسخہ عام بھی اور نسخہ عام بھی۔ ملک اور بیرون ملک کے سناذ اور علمی کتب خانوں میں اگر کتب خانہ کے کسی حصہ میں بزرگے ہوئے ہیں تو بے عمل نہ ہونگے۔



شرکت مسین نے مسن پر خط پر میں بلے کر اسکے دفتر اخبار صوفی گرا دینے کھنڈے سے شایع کیا

علی گڑھ اور محمد علی
سرمدق کی رنی۔

[illegible]

"الہ آباد - شری پور" فی

کلام کی رفتار

فتنہ کے سلسلے کو مزید فرمایا کہ یہ سن کر تعیناً خوش ہوتے
کہ اگر نبی ترجمہ و تفسیر قرآن مجید کے سلسلہ میں کلام کی ایک اور منزل ملے
ہوگئی۔ یعنی تاج کہنیں نے اب باخداہد اس کے اشتہار کی اشاعت شروع
کر دی ہے۔ پھر اشتہار آٹھ صفحے پہلے اس کے ایک صفحہ پر اصل کتاب کا
نونا میں درج ہے۔ اور ایک صفحہ پر آرڈر فارم ہے۔ قیمت فی پارہ چار روپے
اب کہیں مذکور کے سلسلے میں مرحلہ فریادوں کی فراہمی کا ہے۔ جس کنفر
اور میں تیزی سے آرڈر آتے رہیں گے۔ اسی نسبت سے عہد امت کے کام میں
مجلت اور سلسلہ کی ہوگی۔ اگر معقول تعداد فریادوں کی آج وصول ہو جائے
تو طباعت آج شروع ہو جائے۔ ہر حال جو حضرات اشتہار اور آرڈر فارم
موصول کرنا چاہیں وہ برابر دست تاج کہنیں پر پوسٹ روٹ سے طلب فرمایا
فی پارہ چار قیمت ممکن ہے کسی کو گراں نظر آئے۔ لیکن اوں تو بعض پاروں
کی منگوائی ہی نہ ہونے کے سوا کچھ اور طریقہ سامان طباعت کے موجودہ
نرخ کی گراں نہ لگایا جاتا

ایک آیت کے معنی
 مصنفہ علیٰ خاماں پہ نور و سادہ و درانت کرتے
 ہیں کہ آیت، سورہ صافات، کورہ ۲ میں آیت نفیرنا لکھ میں
 کس چیز کو عافی و مغفرت کی طرف اشارہ ہے ؟
 سوال آیت کے ایک ہزار سے متعلق ہے ۔ وہ آیت یہ نہیں ہو ۔
 رکوع حضرت داؤدؑ سے متعلق ہے ۔ اور اس کی تفصیل تفسیر و احوال نہیں ہیں
 سچ مروجہ کی جلد باب ۱۰ میں مل گیا ہے ۔ مصنفہ احباب کو کہیں کہیں
 وہ پرچے دستیاب ہو جائیں ، تو ان شاء اللہ سادات متعلق سے متعلق ہوگی

ایک آیت کے معنی
 مصنفہ علیٰ خامہٗ غرور سادے دریا نہ کرتے
 ہیں کہ آیت، سورہ صافات، کو رقم ۲ میں آیت نفیر نامہ لکھی
 کس چیز کو صافی و صغیرت کی طرف اشارہ ہے ؟
 سوال آیت کے ایک ہمارے معلق ہے ۔ وہ آیت یہ نہیں ہے ۔
 رقم حضرت داؤد کے معلق ہے ۔ اور اس کی تفصیل تفسیر و احوال نہیں ہے
 سچ مرحوم کی جلد بابت ۱۱ میں مل گیا ہے ۔ مصنفہ صاحبہ لکھیں کہ
 وہ پرچے و کتاب پر جانیں ، تو ان شاء اللہ سادات شلفہ سے معلق ہوا کی

دہلی کے ۲۷ مسیحی شاہجہاں کے قیدی تھے۔

شخص اسٹاف مولوی سید احمد دوم میں ایک معروف ہستی ہیں۔ حال میں اُنکے دستخط اور اُنکے صاحبزادہ مولوی سید محمد (نائب امام) کے نامبندی تھا۔
سے حسب ذیل بیان اخبارات میں شائع ہوا ہے:-

”آج کلیم فردی مسئلہ کو بھی الشریکہ پبلی کوڈیکو کر میں ہیں
میری پوتی کی تصویر اُنکے خاوند ڈاکٹر سید عبد اللہ کے ساتھ
شائع ہوئی ہے۔ بے حد انوس ہو ا، غصہ آیا اور خدا کی شان
نظر آنی لگ گیا۔ زائد کیا ہے کہ گناہ اور دوسرے غریبی کو لوگ رت
و نفیس سمجھنے لگے ہیں۔ چنانچہ میں سمجھتی ہوں کہ یہ تصویر ان
دور کی تحریک سے شائع ہوئی ہے اور میری اور میرے
تمام خاندان اور عام مسلمانوں کے رنج و غم اور بے قرانی کا
اعتراف ہوئی ہے۔ اس لیے میں جو کچھ کر سکتا ہوں وہ یہ کہ ان
دووں سے تعلقات منقطع کروں۔ لہذا میں مولوی سید نذیر علی
صاحب و المرید اللہ کو اطلاع دے دوں گا کہ میں
آپ کے صاحبزادے اور والد سے ہر قسم کے تعلقات قطع
کر دیے ہیں۔“

(شخص علیا و ہند) سید احمد (شاہی امام جامع مسجد)

کلیم فردی مسئلہ

مجھے بھی اپنے والد ماجد کی تحریک سے اتفاق ہے۔“

سید محمد (امام) کلیم فردی مسئلہ

بیسویں صدی کی ”وشن خیالی“ اس جو پر غصہ لگا لیگی، اور ”سید“ کو مسئلہ کا
ایک اور سوخا اُتھا، لیکن ہر وہ مسلمان جسے اپنا دین عزیز ہے یقیناً
امام صاحب اور اُنکے صاحبزادہ کی جرات کی اور حرمت، ایمانی کی داغ بیل
پر اپنے کو مجبور پایگا۔ گویا جیسے کہ تصور تھا مرد و افراد کا نہیں، اسلئے غلط تو
اس وجہی احوال اور ایسا جو بھی نسبت کی ہے، جسکے سانچے میں دوسرے ہر
عیب ہنر نہ لیا ہے۔ تاہم اشخاص و افراد اپنی ذمہ داری سے بری تو نہیں
کے جاسکتے۔۔۔۔۔ ہمارے آپ کے لکھنے ہی دیکھنے پر زائد آگیا کہ جرات
و ہمت، حیاتی کر گزرنے میں نہیں بلکہ اس سے روکنے میں روکتی ہے!

غیر مندوں کی پستی

پشاور کے ایک اخبار کا اقتباس:-

”اس سے پہلے یہ اعلان دی جا چکی ہے کہ سرمد پور کے ایک
ڈاکٹر کٹر سٹر..... صاحب اپنی پبلی شتو فلم ”پلیٹو“ کے
سلسلہ میں پشاور گئے ہوئے ہیں۔..... آپ نے فرمایا کہ میرا
اصلی اور پیدائشی وطن سوہروردی ہے، لیکن اس سال سے
میں نے فلسفوں میں کام کرنا شروع کیا ہے۔ چنانچہ زبان میں فلم تیار
کرنے کا مجھے ایک وقت سے خیال تھا کہ یہ سیرمی ادبی
زبان ہے۔ اور میں جب ہندوستان میں تحفہ زبان کی تعلیم
جیتے ہوئے دیکھتا تھا تو میرے دل میں یہ جذبہ پیدا ہوتا تھا کہ
میں بھی اپنے سوبہ کی کوئی خدمت کروں۔ چونکہ میرے زبان
میں فلسفہ، منطق، باطنی فلسفہ، نظم و انشا میں ہندو زبان پر

کا سیلاب بہنے کا مجھے شک تھا۔ اس لیے میں نے سرزمین
عرب کے اس خود بخود اللہ کو جس سے پٹان خواہم، فوٹی
واقف ہیں، منکر عام پر لایا جاتا ہے تاکہ میں یہ معلوم کر سکوں کہ
صوبہ سرمد کے عوام میں شیڈ زبان کے لیے کتنی وقعت ہے۔“

گویا وہ غیرت و محبت جیسے لیے صوبہ سرمد ہمیشہ شہر رہا تھا، اب تہذیب کے
اثر سے اور ترقی و تمدن کی برکت سے وضعت ہو گئی ہے۔ اور اب سرمد کے
ازاد علاقوں کی طرح نواپن، زندگی کی سادگی اور تمدن کی اصلاحیت پر نہیں
”سزگار“ رہتا، اب انکی تہذیب و تعلیم یافتہ ”رہنما“ کی طرح نکلتے اور اپنے مانتھا
سوانحک بھرتے، ان مقامات پر تہذیب و تعلیم اور دکھاتے، ان مقامات کے ناگہان اور
فلم کمپنیوں پر شرمندہ ہو گیا ہے! اور اپنی مولوی زبان کی خدمت کا طریقہ بھلا
ہے کہ میں گندہ اور ناگہان ہمارے، ہاں ایک کھنڈ کا مٹی زوہ سب اسکے اندر
کر دیا جائے اس سرمد کے غیر پنجاب زبان، شرفیت و اسلامیت کے نذر کے آخری
سپاہی تھے۔ و جابست کا سیلاب آفراس بند کا بھی تو ذکر رہا! کاش! کاش! یہ مگر بھلا خدا
اُن پر رحم اور زندگی مبارک سے غیر مذہب ہی ہے! کاش! کاش! ان لوگوں کا جو اس
”نام سے بھی واقف نہ ہوئے، کاش! یہ ہمیشہ اپنی اُسی آواز پر دیت کی نفا
پر سانس لیتے رہے، اُسی میں جیتے، اُسی میں مرنے!

ایسپرین کی وبا

ایکیتا میں رسالہ کا نقل جاس دینا

”ایسپرین طب جدید کی ایک مشہور دوا ہے جو
تسکین درد کے لیے استعمال کی جاتی ہے۔ اس کے بارے میں
کی زندگی میں چونکہ تحریک و سہجائی کے بیشتر مسائل داخل
ہو گئے ہیں، اس لیے سکانت کی بھی اُنھیں زیادہ ضرورت
ہوتی ہے۔ اور ایسپرین بہت سی خرابیوں کے باعث جو اپنی
دقتی تسکین کی وجہ سے ان میں اس طرح رائج ہو گئی ہے،
جس طرح چند سال پہلے چینیوں میں دینون تھی۔“

گستاخ: ہے ادب عجیب! ”صاحب“ کی ایسپرین کو چینیوں کی اینون اور
ہندوستانیوں کی ٹاٹھی اور سیندھی ان اینون پر قیاس کرنے کی جہالت
کی ہے! تحقیر و عناد کے قابل عزت کا لے لینے، ان کے مٹرنی اور لگی
عادیں ہیں! اگر ہر رنگ کے فرنگی اور انکے شوق؟

زکام کا ایک عام سبب

اور سگریٹ کا عام استعمال ہے۔ اس سے علق اور ناک میں
خروش اور سوزش پیدا ہو جاتی ہے۔ اور خروش و سوزش سے
ان اعضا میں دھوکوں کا ارتلا اور تھن پیدا ہو جاتے
کی وجہ سے زکام عارض ہو جاتا ہے۔ خصوصاً سبب جگہوں
سبب دس، اور مگر کی بدشگلا ہیں میں سگریٹ پینا بہت خطر
ہے۔ اس سے نہ صرف سگریٹ پینے والے، بلکہ دھوکے سے
بہرہ بردار ہونے کے بعد نفاذی سانس لینے کی وجہ سے دھوکے
و دھوکے لینے والے بھی زکام میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔“

مکرمیت کے شوقین اور بڑی کے دسیا اور پھر سنا کے ڈانٹے والے اور اس کی زبان سے نہیں، لیب کی زبان سے، ان تلخ حقیقتوں کو سن رہے ہیں

نئی کتابیں

۱۔ مولانا محمد علی کے یورپ کے سفر روزانے (قلم سے) مرتبہ پروفیسر محمد سرور۔ صفحات ۱۲۸ صفحے۔ مجلہ۔ قیمت میرپنہ کتاب خانہ پنجاب لاہور۔

محمد علی نے لابلہلی سے لیکر آخری سفر اور سفر آخرت تک یورپ کے سفر چم بار کیے۔ ہر مرتبہ بہت کچھ دیکھا، بہت کچھ جانا، پر کھا چکھا سنا۔ کبھی یورپ کی حیثیت سے، کبھی مصل انسان کی حیثیت سے اور کبھی اور سب سے زیادہ مسلمان کی حیثیت سے۔ اگر ان ساری سیاحتوں کی روداد خود اس کے قلم سے لکھی جاتی، تو اردو ادب میں تو ایک بے نظیر تیز فوٹو لیکن ایسی سمت کہاں تھی محمد علی کی زبان کی، ان کی قوم کی، ان کی ملت کی؟ کبھی تو ایسا ہوا کہ کچھ لکھنے کی ذہن نہ آئی، کبھی لکھا اور وہ محفوظ نہ رہا اور کبھی ایسا ہوا کہ کچھ ادھو سے لکھے ہوئے نوٹ سے باقی رہ گئے۔ ہر حال سرور صاحب بہت ہی قابل دور ہیں کہ انہیں اس موضوع سے متعلق جو کچھ اور جہاں سے بھی مل گیا، سب کو انہوں نے بڑے سلیقہ کے ساتھ مرتب کر کے ح ایک دلچسپ دیباچہ اور باسجا حاشی کے اضافہ کے ساتھ شائع کر دیا۔

چلے اور دوسرے یعنی لابلہلی کے روزانے سفر کا ایک عمدہ لاٹا خاکہ تو مرتب نے اور عرواد ح سے ویزہ چینی کر کے تیار ہی کر دیا۔ اور تیسرے یعنی یہ سلسلہ مسجد کا پورہ سلسلہ ۱۵-۱۶ سفر میں گو زیادہ تر ہیں محمد علی ہی کے قلم سے، لیکن اگر بڑی میں وہ کمرہ کے خطوط تھے، یا کوئی اور بیان تیار ہوا ہے۔ ان سب کے ترجمے پندرہ سو لکھ روپے کر دیے گئے ہیں۔ جو تھے سفر سلسلہ اس کے دفعہ خلافت کے اس کے ساتھ بھی مولانا کے قلم سے لکھے ہوئے نل کے، نام مرتب نے کسی طرح غائب کر دیا ہے اور وہ بھی مولانا ہی کے قلم سے۔ اصل کتاب اگر ایسا مولانا کی خود نوشت یا سچوں غرض شرمنا ہوتی ہے اور یہی کتاب مصل ترین و دلچسپ ترین حصہ ہے۔ مولانا نے اس زمانہ میں کثرت سے خطوط لکھے تھے جو وہ وقت زندہ تھا۔ اسی کی بدولت وہ محفوظ رہے، اور آج بھی ذیل کے حواشی کے اضافہ کے ساتھ اس کتاب کے صفحات کو زینت دے رہے ہیں۔ چنانچہ باب آخری سفر ہے، تو سفر آخرت کا مقدمہ ثابت ہوا۔ اور یہ دردناک بھی اور عبرت انگیز بھی۔ وفات کا حال، خاتمہ یا خیر کے عزائم سے ہوا ناشوکت علی کے قلم سے ہے۔

محمد علی کی تحریروں کا اصل تلفظ خود انہیں عربوں کے خلاف سے آ سکتا ہے۔ ان کے کسی غلامہ، انجمن یا کسی مختصر انقباس سے بھی نہیں سنا۔ ایک بالکل سرسری اور ان کا فی ہوا وہ کہہ لے ذیل کی عبارت پڑھ لیجیے۔ لندن سے کیم آگسٹ سٹار کو ایسے لکھے ہوئے بڑے بے فائدہ انقباس، یہ خطاب ہی کیا ہو گیا ہے۔ اس لیے سٹار کی ٹینس بیچوں، روز کی کرکٹ سچ، سٹار کے قلموں کے کرب اور ایک اور

سپاہی کی موت

(دور بعد الحاد)

فروری کی شام ۱۰ مارچ ۱۹۱۹ء کے سہ پہر کا وقت کہ اندازہ انقلاب دہلی کی قبروں کے کالم میں ایک سرخی پر اچانک نظر پڑی۔ "دیوار سہروں کی دکان" میں یہ معلوم ہوا کہ ان پچھلی ٹرپڑی پہلے تو کسی طرح بقیں ہی نہ آیا۔ کسی اور زبان کا ذکر ہو گا اخبار اگر وہ ہی ہے، تب بھی یہ خبر خود ایڈیٹر کے ذات سے متعلق نہ ہو گی ان کے سلسلے کسی اور شخص سے متعلق ہو گی، خبر غرض انہیں کے متعلق کسی حب بھی یہ کیا ضرور ہے کہ سمجھ ہو۔ ان کے ہزاروں دشمن بھی ہیں کسی دشمن نے یہ بار دیا ہو گا۔ آخر آج دین کا کرنی دوسرا اخبار کیوں نہیں آیا؟ — یقیناً سکنڈوں، بلکہ سکنڈوں کی کسر میں آتا فائدہ کتنے خیالات اس طرح کے دل میں بکھر گئے، کتنی جرمیں دل سے کڑوا لیں، خبر کثرت کے بغیر کہنے کو دل مارا جھلا کسی طرح بھی تیار رہا، وہ تھے اخبار قریب تھا کہ ان سے جھوٹ چلا زبان پر ہے اقتیاری اور ہنظار کے عالم میں آئندہ اور دل میں بسا خیر یہ دھاکہ اٹھ کر سے خبر جھوٹ نکلے

۲۶ سال کی عمر میں — عمر بھی کوئی عمر ہے — سب سے والا اخبار کا ایڈیٹر تھا، اسلام کا دھار کا تھا۔ محمد کی فوج کا نانا اور سپاہی تھا، دنا داری پر افسوس قائم جب فوج کی فوج تدریسی پڑھ لکھی تھی۔ اسے بعض ایڈیٹر لکھا اور سمجھا ان کے مرتبہ کی تو این ہے۔ وہ دینی عزت کا پتلا تھا۔ دین کے ایک شمار کے لیے لڑا۔ جاہلیت کے اٹھانے سے بڑے طوفان کا مقابلہ ایک ایک محاذ پر کیا۔ قلم سے وہ وہ مذمت اہر ہر شے کے روکنے کی انجام دی، جو اپنے اپنے خوش نصیبوں کے غلبہ میں ہی متزلزل سے آتی ہے۔ جان دی تو تیار داروں کا بیان ہے کہ مذمت قبل ایک نام وطن پریم کا جسے ہوسے عمر پر آخر مذمت ہی کس کے دین لکھی تھی۔ بالکل آخری سانسوں تک کلمہ توحید پر جہاد کیا، خاک کے بے ہوشے پٹے نہیں دے سکتے۔ فوج کے بیٹے، فرشتے دینا، کہ وہ نام انہیں لکھتا۔ فوجی غلبہ سپاہی کے ہاتھ مولی کے حصہ پر، پوٹ اپنی طرات کا حصہ حاصل کر رہے، یہ نصیب دین دلوں کے دین کے اور یہ وہی طرات پر دنا کی کرتے، تو اسے

چوٹی شینگ کا مین میں بہشتیت و بڑے شریک ہوا آج کے خدا میں ذکر نہیں کر دنگا۔ نہ پارلیمنٹ کے اس مباحثہ کا میں میں سے تیرج کے ساتھ نہیں کے برائے کے حقیقی کیشن کی دو دینوں پر پڑ پر بحث ہوئی تھی اور میں میں شرکت کیلئے اور احوال کے سبک صاحب نے مجھے "منازاجیوں" کی گیلری میں بیٹھنے کا گھٹ دیا۔ یہ سب چیزیں غلط، غلط، غلط چاہتی ہیں ان کے علاوہ میں تبصرہوں! سیناؤں میں گیا ہوں، انکا کارمیں طبعہ وہی خطا میں مناسبت ہے۔ اور ایک خاص خط و نشان شادانہ میں موصوع پر لکھا جائیگا کہ میں نے کن کن جگہوں میں اور کس مشکل سے نمراد و معرہ سب کی غازیہ اور ان میں! میں صاحب کی غایت بلند آہنگی سے فرمایا تھا کہ

اور ان دی کہ میں ان قوس دیر میں پھر لگا

کہاں کہاں ترا عاشق تکتے لگا ر آ

انکی ساری شیخی کو کرسی پر طینگی حب میں بنا دنگا کہیں! کہاں کہاں چھپ چھپ کر غازیہ اور انکی ہیں۔

اب سنئے کہ اس ملک کے لوگوں نے اب اچھی طرح سوچ کر ایک جگہ بنا دی ہے۔ اور اگر وہ جیسے اس جگہ کے علاوہ کوئی دوسری جگہ نہ بنے بھی کہیں اور نظر آجاتی ہے تو وہ جلا آتے ہیں کہ یہ کیا گندہ کی بھلا رہی ہے۔۔۔۔۔ لیکن اسکو کیا کیا مانئے، کہ اس بڑے فکر کو سننے والی قوم نے بھی پہلے سے سوچ کر کوئی جگہ ایسی نہیں نکالی جہاں ایک ایسے کا بندہ ٹارنٹھم سکے۔ چنانچہ میں آپ سے چ عرصہ کرتا ہوں کہ کدہ رکالہ اس میں کہ انگلستان جیسے ملک میں اگر ملکا اتنا مشکل نہیں ہے جتنا کہ سارے ملک میں اپنی فروگاہ کے بارہا کہیں کھڑے ہو کر نما پڑھنا۔ لیکن میں اس نئی دنیا کا کو نہیں ہوں اور جس طرح کھڑا درختا تبا کا بیان کے لوگوں کی نظروں کا نادی بنا ہوں اس طرح توسعہ و بزرگے منظر کا بھی (صفحہ ۱۰۶)

اس مختصر سے مجھ کے اندر خلافت، سیاست، ادب، تفریح و تفریح، افغانی و مغلّت، برت، سب ہی کچھ موجود ہے اگرچہ اسے مرتب ہونے کے بہت تفرق اور اپناں ہی۔ نامنل مرتب نے اسے نمایاں کر کے آرد کے ذخیرہ میں ہر پم اور ہر اعتبار سے ایک سوز و گداز کا انداز کر دیا ہے۔ خود انکے قلم کا دیا چھٹی پڑھنے کے قابل ہے۔

(۲) انڈین کانسٹیبل فٹنل ٹیکل (انگریزی) میں ہندوستان کے انکی گنتی۔ از پروفیسر بیال الدین احمد ایم اے ۹۰ صفحے۔ قیمت پیر پتہ، شیخ محمد اشرف تاجو گنبد۔ گنجی بی بازار لاہور۔

کا انگریز اور مسلم ایک کے اختلافات پر اب بھی کچھ کم نہتے اگر جنگ کے مسائل نے ان عہدید گوں میں اور اچھا نہ کر دیا۔ انگریزی میں چکر مسلم ایک اور اسکے ہم خیالوں کے اہل میں برلے نام ہے اس لیے انگریزی پبلک سے سامنے بننے بلات آ رہے ہیں کہنا چاہیے کہ وہ سب کی طرف ہیں۔ اس بار کے صنعت تامل داد میں کہ انھوں نے قابلیت اور سنجیدگی کے ساتھ مسلم نیک

کے نقطہ قیام کی، مباحثہ کر دی ہے۔ اور گویا ایک کے سارے ہم خیالوں کی طرف سے فرمن کفایہ اور اگر دیا ہے۔ دوسرے کی اگت شیعہ اور الی شہر پمیش اور زیر ہند کی قومی تفریقیں، ایک جو اسے نہ قبول کر سکی اس معذوری کے اسباب 'عز من تمام سائل متعلقہ پر خاص تفصیل سے اور دلائل بحث کی ہے۔ کتاب اپنے لب و لہجہ کی شانت کے لحاظ سے ایک کے مخالفوں، ہندوؤں، انگریزوں، سب کے اہل قوس جاننے کے قابل ہے کا فزہ، چھائی، وغیرہ تمام ہری خوشنایوں کے لحاظ سے شیخ محمد اشرف شہر اور گورکھ کا نام سچا ہے خود ایک عنایت ہے۔

(۳) دین اسلام (مصدر اول) از مولانا لطف الرحمن۔ چوٹی تعلق۔ ۹۹ صفحے۔ قیمت پیر پتہ، گنجی بی ترجمان القرآن۔ (المداد صوبہ کلاں) مختصر ما دیباچہ یا پیش لفظ دیر سدی کے قلم ہے اور جب قیام ہے "مولوی لطف الرحمن صاحب کے لطف و عنایت سے انکی کتاب دین اسلام" حصہ اول کا سودہ قبل اشاعت جا بجا سننے دیکھ لیا، اور اس سلامہ سے مستفید ہوا۔

دین اسلام خود جس طرح سیدھا سادہ، اچھے پیچے سے بنا ہو و چاہے ہے، اسی طرح یہ کھول کر بیان کرنے والا سالہ میں صاف و سادہ، موقع موقع پر شریعہ و دلائل اور اپنے عقیدہ کے انکاد میں کافی جاسکتے۔ دین اسلام کی ہے، اسکی تعلیمات کیا ہیں، خاص خاص متعقدات اور اعمال اسکے بتائے ہوئے کیا ہیں، اس قسم کے بحث سے سوالات کے جوابات سلیس زبان میں اس بار کے اندر آگئے ہیں۔ اور جو مسائل رہ گئے ہیں یقین ہے کہ دوسرے حصوں میں وہ سب بھی آ جائینگے۔

مولوی صاحب موجود نے اطلاعی نیت کے ساتھ مسلم و غیر مسلم کے سنے مسائل اسلام کا خلاصہ قابل مطالعہ صورت میں پیش کر دیا ہے۔ اللہ انکی اس خدمت کو قبول فرمائے، اور انکے ہر طوں کی ان معنی شریعہ سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کی توفیق دے۔ آمین!

کتاب صنعت کے مفعول دیا چکر کے بعد عمارت عبارت 'خادت کے تین حصوں میں تقسیم ہے۔ اسکی حیثیت فنی، نیم فنی نیم کلاسی ہے۔ نہیں کہیں طریق و سادہ کے مسائل پر بھی گفتگو آگئی ہے۔ سادہ اسطو و سادہ کی قیام پلے ہوئے لوگوں کے حق میں مفید ہوگا۔ سادہ کے سوز و روح نیز اس کے انداز بیان کو سمجھنے کے لیے اس کے خاتمہ کے قریب کی عبارت ذیل کافی ہوگی۔

"اسکائی سٹی کر کے اس سال میں مذہب اسلام کی صحیح تیار اور جامع نقشہ پیش کیا گیا ہے اور اسکے بعد ازاد و انانی کے سامنے قرآن کریم کی دعوت و ہدایت باقی رہ جوروں بعد رکھنا میں بہت کم خلافت و سعادت کی اور مرست بیان اور عمل سادہ ہے۔ جو کوئی ایمان اور نیک عمل اختیار کرے گا

وطنیت اور قومیت

ایک فرسودہ تخیل

ڈاکٹر رمی اللہ ہیں ایم اے اپنی 'ایک' مٹی کا خطبہ صدارت طلبہ قدیم جامعہ عثمانیہ کی کانفرنس میں

... آپ ہم اس کانفرنس میں موجود حالات اور واقعات پر غور و فکر کرنے کے لیے جمع ہوئے ہیں لیکن اس وقت انسان کی اُس عالمگیر تباہی پر بادی سے جو چارے چاروں طرف جا رہے ہیں اور کہ دنیا اترتے زیادہ محتاج فوجیہ نوع انسان کو اس فوجیہ سے بچانے کے لیے ساری دنیا کے آپ ہی بیسے فوجیوں اور تسلیم شدہ افراد کو محدود کر دینا چاہیے اور فوجی ذرائع جو اس طاقت اور خونریزی کو ختم کر دیں اور دنیا کو امن اور چین کا سانس لینے دینے دیں۔ شاید فی الحال چارے بس سے باہر ہیں۔ لیکن اگر کسی طرح امن قائم ہو جائے تو اسکو بائیکاٹ بنائے اور ان ملک جنگوں کی جنگیں میں آپ ہم بھی ساری مصروفیتیں ہیں اور اسکو بائیکاٹ کرنا ہمارا فرض ہو گا۔ اس امن عالم کے لیے جو طویل المیاد نظام عمل بنایا جائیگا اسکا ایک اہم نکتہ غالباً سب سے اہم نکتہ میں آپ کے سامنے غور و فکر کے لیے پیش کیا جا چکا ہے۔ لیکن انسانوں کی بدبختی سے اسکو ٹھیکہ دیا گیا اور اب بھی اگرچہ کبھی نہیں دنیا کے کسی گوشہ میں ایک آدھ آدھ اسکے متعلق اٹھ جاتی ہے لیکن ابھی تک اسکی حیثیت کما حقہ محسوس نہیں کی جا رہی ہے حالانکہ مسئلہ انسانی کی نجات اس میں ہے کہ اس پر زیادہ سے زیادہ توجہ کی جائے۔

مختصر الفاظ میں یہ نکتہ کرۂ ارض کی غیر منقسم وحدت اور تمام انسانوں کی عالمگیر اخوت کا ہے۔ ساری خرابی اس وجہ سے پیدا ہو رہی ہے کہ ہم پڑلے اقتدار کو مضبوط کر لے رہے ہیں اور نئے برسے ہوئے حالات کے تحت انکا جائزہ لینا نہیں چاہیے۔ آئیے وطنیت اور قومیت کے رائج تصور کی سائنسی تحلیل کریں اور دیکھیں کہ زمین کی جغرافیائی تقسیم اور نوع انسانی کی قبیلہ بندی اس زمانہ میں کہاں کہاں تک حق بجانب اور قابل عمل ہے۔

ایک زمانہ تھا کہ انسانوں کے پاس ذرائع حمل و نقل کچھ نہیں تھے اور سمندروں اور پہاڑوں کا عبور کرنا تو کجا ندیوں اور دریاؤں کا پار کرنا بھی انکے لیے مشکل تھا جہاں تک انکی رسائی تھی وہی انکی دنیا تھی۔ انسانی جماعتوں کی توسیع انکے ذرائع حمل و نقل کے تناسب میں ہے۔ خاندان قبیلہ، قریہ، شہر اور ملک کی ارتقاء اور تشکیل اس طرح ہوئی ہے کہ انسانوں کو ایک دوسرے سے ملنے جملنے کی سہولتیں زیادہ ہوتا جاتی جلی گئیں۔ سنس اور تمدن کی ترقی کے ساتھ انسان کا وطن قریہ اور قبیلہ سے گزر کر شہر اور ملک تک پہنچ گیا۔ ابتدائی زمانہ میں جغرافیائی حالات انسانوں کے لیے مضبوط کن تھے اور وہ مجبور تھے کہ پہاڑوں اور دریاؤں سے گھرے ہوئے خطروں کو ایک وحدت تصور کریں اور ان میں بسنے والوں کو ایک قوم۔

موجودہ زمانہ میں ہم نے اس ارتقائی اصول کو ملحوظ نہیں رکھا اور جب تک ہم اس قانون قدرت کے خلاف جائیں گے طبعی مشکلات ہی

امثالہ ہونا چاہیے۔ غور کیجیے کہ ایک طرف تو انسان نے زمین کی تمام زمینیں دبی ہیں اور زمین انسان کے غلام بنے ہوئے ہیں اور دوسری طرف وہ اسی جغرافیائی وطنیت کے چکر میں متلاطم اور نہیں سمجھتا کہ گیارہوں اور پندرہوں کے جغرافیائی مردودوں کے تصور کو قطعاً منسوخ کر دیا ہے۔ ہم یہی سب سے عمل کر رہے ہیں کہ کسی گاؤں ملک جہاں گیارہ گاونے ہو انکی آسانی سے اور اتنی طلبہ نہیں پہنچ سکتے جتنا صحیرہ یا بوستان پہنچ سکتے ہیں۔ پھر کس بنا پر کہنا جائے کہ یہی اور ہمارا ایک ہی جغرافیائی اکائی ہیں اور یہی اور صحیرہ یا بوستان ایک جغرافیائی اکائی نہیں ہیں۔ ہم اس وقت جہاں چھو کر نوبارک والوں سے بات چیت کر سکتے ہیں اور معلوم کر سکتے ہیں کہ ان پر کیا گزر رہی ہے۔ لیکن میں سوچتا ہوں کہ ان کی خبر حاصل کرتے ہیں کئی دن لگ جاتے ہیں۔ پھر یہی کیا حق ہے کہ اگرچہ ان والوں کو جو سن سمجھیں اور نیو یارک والوں کو غیر ملکی تصور کریں۔

حقیقت یہ ہے کہ ہم ذہنی اور سیاسی جہوں کی وجہ سے جغرافیائی وطنیت اور اس قومیت سے جو کسی ایک ملک کے باشندے پڑے پڑے ہمارے ہاں نہیں بھل سکتے۔ حالانکہ سائنس کا یہ صریح اور واضح فیصلہ ہے کہ اب جغرافیائی اکائیوں اور مختلف ملکوں کے تصور کا دور ختم ہو چکا ہے۔ اب سارا کرۂ ارض ایک اکائی اور ایک وطن ہے اور اسکی دولت میں تمام انسان چاہے انیس کے رہنے والے ہوں برابر کے مصداق ہیں۔ کیا کوئی سمجھتا ہے کہ سائنس کے وجود جغرافیائی اکائیاں سائنس کا انڈیل ہیں۔ کیا یہ تاریخ کے حادثات اور اتفاقات پر منحصر نہیں ہے کہ ملک کی جغرافیائی سرحد اس حد تک پہنچ کر رہ گئی اور آگے نہیں بڑھ سکتی۔ مثال کے طور پر جرمنی ہی کو لیجئے۔ کیا لوفٹ فریڈرک، گوٹے، ہسارک، ہینڈنبرگ میں سے ہر ایک کے زمانہ میں جرمنی کی جغرافیائی سرحد غیر متغیر تھی۔ اور کیا آج کل ہٹلر کے جرمنی کی سرحد بھی وہی ہے۔ اسی طرح دوسری مثال کے طور پر ہندوستان کو لیجئے۔ کیا پانچ ہزار برس پہلے سے لیکر آج تک ہندوستان کی جغرافیائی اکائی وہی رہی ہے جواب ہے اس کے علاوہ جغرافیائی اکائی کی تعریف کیا کی جائے۔ اگر آپ فرمائیں کہ ہالیہ ہندوستان کو سب سے حد اگرچہ تاسیہ تو پھر کیوں دکن اور شمالی ہند کو دو جغرافیائی اکائیاں سمجھا جائے۔ بلکہ آپ کی جغرافیائی اکائی کا منطقی اکائی کا منطقی نتیجہ یہ نکالنا چاہیے کہ جہاں کہیں کوئی خطہ زمین کسی پارٹی اور تالاب سے گھرا جائے آپ اسکو ایک جغرافیائی اکائی اور علیحدہ ملک تسلیم کر لیں۔ یہ تو کوئی منطق نہیں کہ آپ کہیں ہم ہیں ملک تقسیم کریں گے اور اسکے آگے تقسیم کرنا نہیں چاہتے۔ اسی جغرافیائی تقسیم اور زمین پرستی کے غلط پروپیگنڈے نے یہ سارا ہنگامہ برپا کر رکھا ہے۔ ہوس نے تمام انسانی کے ٹکڑے ٹکڑے کر رکھے ہیں اور مذہبی زمین کو مختلف جماعتوں نے تقسیم کر کے خاص اپنی ملکیت بنا رکھا ہے۔ پھر کیا تعجب ہے اگر یہ مختلف مفاد آپس میں ٹکرائیں اور وہ ہولناک شہر اور پیدا ہو جو اب ساری نسل انسانی کو فنا کر دینے کی دھمکی دے رہا ہے۔ تو پھر کیا ملکوں اور جماعتوں کے لیے اس وقت دنیا ہے کہ وہ وطن پرستی اور جغرافیائی اکائیوں کی بنیاد پر اس آگ برادر تیل چڑک دیا جائے۔ کیا اس وقت مزاحمت میں ہے کہ کم از کم

لاہور کی نئی تحریک

لاہور میں پچھلے دنوں چند دیندار مسلمانوں نے لیگ کے اسلامی جماعت کی تشکیل کی ہے۔ اس جماعت نے اعلان کیا ہے کہ اسکا مقصد حکومت الہی کا قیام ہے۔ جیسا کہ متعدد اخبارات میں شائع ہو چکا ہے۔ اس مسلمان کو اس مقصد سے انکار تو کیا ہوا ہے نزدیک و دور مسلمان تہذیبی سلمان ہی نہیں جو اپنے نانا خانہ قلب میں اس جذبہ کی آگ سے شعلے فرزاں نہیں رکھتا اور بظاہر اسکی بھی کوئی وجہ نہیں ہے کہ ہم اپنے دوستوں کی نیوٹن پر کسی قسم قسم کا کوئی شک و شبہ کریں۔ لیکن ہم اپنے ان ناگزیر لاراجا کے عیسے بن اور سادگی پر کچھ شش بھی آتی ہے اور کچھ انوس بھی ہوتا ہے کہ الہی انوس نے اس راہ میں کوئی طور پر نئی قسم تو اٹھایا نہیں اور اپنے ہی سے قیام حکومت الہی کا اعلان کر کے ایک طرف اپنے رفیقان و رفقاء کو اپنی طرف سے خبردار کر دیا اور دوسری طرف اپنی جماعتی حیثیت "حرفین سفید نام" کے نزدیک مشتبہ بنا دی۔ لیکن یہ ملک کے نوجوانوں کی روش و رویہ کے مسئلے سے مسلمان نوجوانوں کو اس تحریک میں (اگر حقیقتہً اسکی تحریک کہا جاسکتا ہے) زیادہ سے زیادہ شریک کر کے سکے کیے ایسا کیا گیا ہے۔ تاہم اس اعلان کردہ کانفیجہ جو گاہ کہ آپ کی حرکت کی کوئی ٹکرائی کی جائیگی اور جب کہیں یہ محسوس کیا لیا کہ آپ کا وجود کسی قوم کے حق میں سیاسی اعتبار سے مضرت دے گا آپ کو کھل کر دکھایا جائیگا۔ پھر آپ کے پاس کوئی ایسی چیز نہیں ہے کہ آپ اپنا جماعتی تحفظ کر کے اپنے نصب العین کے لیے کوئی نوثریدہ وجد جاری رکھ سکیں۔ کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ کہ محض "انیاں" بچانے سے سب بھاگ جاتے دالے نہیں ہیں۔ تحریک خاکساکا جو مشرہو اس کی ایک ذرہ اور تازہ مثال ہوا سے ملنے ہے۔

اس اسلامی جماعت کے ذمہ دار اصحاب سے پوچھتے ہیں کہ آپ حکومت الہی کے قیام کا دعویٰ کرتے ہیں تو اب سوال یہ ہے کہ کیا آپ کی راہ میں حکومت الہی کا قیام مسلمانوں کی ناقابل شکست سیاسی طاقت کے بغیر ممکن ہے؟ اگر نہیں ہو سکتا اور یقیناً نہیں ہو سکتا تو اب فرمائیے کہ آپ نے سیاسی طاقت حاصل کرنے کے لیے کیا لائحہ عمل بنایا ہے؟ ظاہر ہے کہ یہ لائحہ عمل وہی قسم کا ہو سکتا ہے۔ ایک آئینی و دسرا غیر آئینی۔ آپ نے ان میں سے پہلے لائحہ عمل کی توقع نہیں کر ہی دی ہے۔ کیونکہ آپ اپنے شایع کردہ دستور کے مطابق حکومت سے کوئی تعاون کر سکتے ہیں اور کسی اور غیر مسلم سیاسی پارٹی سے۔ اب رہا غیر آئینی نقطہ عمل، تو اظہر من الشمس ہے کہ اسے کیا کیے

مورد حال یہ ہے کہ آپ فلاح و فلاح میں نہ غریب کی آواز دی ہے نہ غریب کی۔ کوئی ہندو پارٹیز آواز کے ساتھ کہ نہیں سکتے۔ تاہم مرد و عورت کی موثر طاقت و رزی ناقابل عمل ہے۔ پھر ان میں تنہا آپ ہی آباد نہیں بلکہ دوسری قومیں بھی ہیں جو سماجی طاقتیں ہیں، مسلمان، مسیحی، ہندو، جنت میں آپ کے زیادہ تر فی بائیس ہیں۔ ان میں بالکل سب سے زیادہ

کہ آپ کس طرح اپنی الگ جماعت بنا کر سیاسی طاقت و قوت حاصل کر سکتے ہیں۔ اسوقت آپ کی مثال تو بالکل اس مجبور و بے بس قیدی کی سی ہے جو اپنی سلاخوں میں قید ہے، ہاتھ پاؤں میں زنجیریں پڑی ہوئی ہیں اور بلند دیواروں والی جیل کے بھانک پر چار چار سلع پرہ و اور بھی کھڑے ہوئے ہیں اور سلع باوجود یہ قیدی بیخود جمع کر کے کہہ رہا ہے کہ "میں اپنی حکومت قائم کر کے خود حکومت کا قیام کر کے رکھ دوں گا اور اس کے لیے میں نے لوگ بھی جمع کرے بھی شروع کر دیے ہیں" ظاہر ہے کہ قیدی کے اس نا عانت اور شہادت اعلان کا نتیجہ بڑا اچھا اور کیا ہو سکتا ہے کہ مدت اسارت میں قیدی کے ساتھ ساتھ انکی زنجیریں میں چنہ اور زنجیر کا اسٹاف ہو جائے تو غریب آہ سرد بھر کر کہنے لگے۔

آواز کی شہادت جو آئی انتظار اب شرابی میں حال دل کیسے لے سب اس کے منہ پر رکھ دیا دوستو اگر واقعی تم اسلام کا نام بلند کرنا چاہتے ہو تو عزت سے کہ گروہ بندی اور غنائی اور اپنے بانگ و آواز کی کر کے اپنی تہذیب سے باز آؤ اور علوم و تعلیم کے ساتھ بالکل تمام طریقہ پر کام کرو۔ پھر سب سے اہم بات یہ ہے کہ آپ کی جماعت کو دوسرے لوگوں کے ساتھ جبر و تشدد کے بجائے صلح و شفقت اور ملاحظت و نرمی کا معاملہ کرنا چاہیے اور اسکا خیال رکھیں کہ کیسے کم اور کیسے زیادہ اگر وہ کہیں آئے۔ (مردان۔ ص ۱)

(بقیہ صفحہ ۶)

نئی نسل کو اسکی تعلیم دی جائے کہ جاری زمین ایک ناقابل تقسیم گاہی ہے۔ جو حارسہ انسانوں کا وطن ہے، جس میں ہر شخص کے لیے آزادی ہے کہ وہ جہاں چاہے اپنی زندگی بسر کرے۔ تمام دنیا میں حریت ایک قوم ہے اور وہ برسنی، امریکی، ہندوستانی قوم نہیں بلکہ انسانی قوم ہے۔ مختلف ممالک جزائی یا قومی اکائیاں نہیں بلکہ انتظامی اکائیاں ہیں، ایسے ایک ہی ملک کے مختلف صوبے اور اضلاع ہوتے ہیں، اس تعلیم سے نئی نسلوں کے ذہن میں تاریخ انسانی کا صحیح پس منظر پیدا ہو جائیگا اور وہ دنیا اور دنیا انسانی کی مجموعی اکائی کا خیال پہلے اور جزائی رقبوں کا بعد میں کر سکتے ہوں گے۔ انسانی نسل آئندہ اسی طرح باقی رہ سکتا ہے ورنہ اگر مختلف آزاد جزائی قوموں اور اکائیوں کے نظریہ پر اسی طرح عملدرآمد ہو جائے تو ہر سال کے بعد ملک سے ملک ترحیل کا چکر جانا لازمی ہے۔ اچھے بھروسہ کا جو نتیجہ ہو گا وہ ظاہر ہے۔

فرہنگ انسانوں اور خصوصاً نئی نسلوں میں دھرتی، اخوت اور سادہ دلی کے اس شعور کو بیدار کرنے کی طرف سب سے زیادہ توجہ کی جانی چاہیے۔ لیکن انوس ہے کہ اس ذہن پر پہونچکر بھی ہر ملک اور ہر ملک میں دہری جزائی دھن پرستی اور قومیت کا فرسودہ اور مفلک راگ اب جا رہا ہے۔ کیا ہمارے تعلیم یافتہ بھائی اس جانب کچھ توجہ کریں گے؟ (مردان)

ح فب نیم یی - یو - پس ارگنن جاب پار

ہم نے اپنے لیے ایک نیا راستہ تلاش کیا ہے۔

تحفة فردی

بناب میرمدنی کی ایک قدیم تالیف - حکام و مجاہد کے باہمی منافع
پر قرآن مجید و حدیث کے احکام اور علماء اسلام کے حکام و جوان کے
بہترین احوال کا مجموعہ - ۱۲۰۰ کے کتب - بیچنے پر مردانہ ہو گا - پتہ:
محمد نعیمی خاں - دریا باور - پورہ پنکھ

وَاللّٰهُ جَاء بِالْبَقْدِقِ وَصَدَّقَ بِهِ اُولَئِكَ هُمَا مُتَقَدِّمُونَ (اور جو بھی بات نے لکرا یا، اچھے اُسکو چاہا، وہی لگ، میرا گارہیں)

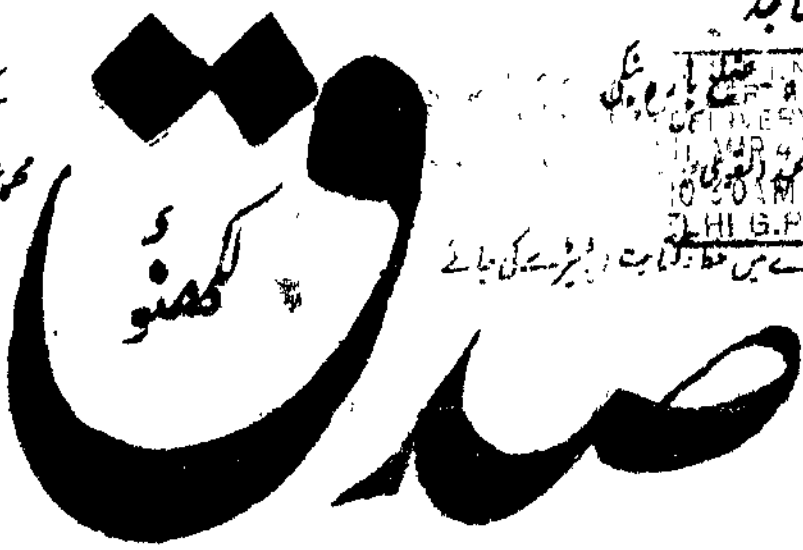
ایڈیٹر۔ عبدالمجید

پتہ: ۱۰۰، سٹریٹ ۱۰۰، لاہور

نائب: محمد رفیع

مضامین کے اسے میں خط کتابت ایڈیٹر سے کی جائے

۱۵ جنوری ۱۹۲۲ء



چندہ اور انتظامی امور

کے متعلق مراسلت اس پتہ پر ہو۔

محمد عبدالرؤف عباسی مہتمم "صدق"

مرشد آباد پبلش۔ گورنگھ۔ لکھنو

چندہ سالانہ

شمارہ

مالک غیرہ سالانہ نمبر

نمبر ۲۳ - دو شنبہ - ۲۱ صفر ۱۳۴۱ مطابق ۹ - مارچ ۱۹۲۲ء - جلد ۷

سچی باتیں

چند رہیں پارہ کی سورہ بنی اسرائیل میں ختم کے قریب آیت مثلاً
کہے آرمی محمد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد ہو تھے
ولا تجر بعلمک ولا تخافت نماز جہری ان کی پٹا کر پیسے اور نہ
جا دا بتا بین ذلک سیلا بالکل چپکے سے بلکہ دونوں کے درمیان
(موسط) راہ اختیار کیجئے۔

رسول نماز بالکل چپکے نہ پڑھیں کہ بغیر زار سے ہنسنے و سنسنے کا تعلیم
ہو کہ نہ کر سکتی تھی۔ سو یہ حکم تو آسانی سے سمجھ میں آیا۔ باقی یہ حکم آخر کہیں
کہ رسول نماز زیادہ بلند آواز سے بھی نہ پڑھیں؟ یہ حکم تو آسانی سے سمجھ
میں آئے والا نہیں۔ شرع و فہم کے لیے بیان ترجمان القرآن حضرت
عباسؓ کا سنیے۔ روایت امام بخاری کی ہے:-

عن ابن عباس فی قولہ تعالیٰ
ولا تجر بعلمک ولا تخافت
ہما قال نزالت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
علیہ وسلم مخفی بکرا کان اذ اُمی
ابن عباس روایت صحت بالقرآن فاذا
سبح و اشترکون سید القرآن و من
انزل و من جاوہ

روایت ابن مہتمم نہیں ہوئی۔ مشرکین نے نماز میں قرآن کی آواز سن کر

نہا اور رسول اور خود قرآن کو بڑا جلا کتنا شرمناک دیا، اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ
نفاذ اللہ تعالیٰ لبتیہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا تجر بعلمک ولا تخافت
یعنی نماز میں اپنی قرأت کو چار کر نہ بڑھو کہ
شکر اسے سن کر قرآن کو بڑھانے لگتے
ولا تخافت بنامین و صاکی فلا
نہم و ابن بن ذلک سیلا
نفاذ صاکی یعنی زمین کیسے بلکہ دونوں نے
در بیان کارہ است نکالا۔

روایت بخاری کے علاوہ مسلم و ترمذی و ابی داؤد کی بھی ہے۔
تو گویا قرآن بھی اہم چیز، مگر جہری نماز میں صحابہ کی تعلیم کے لیے بلند
آواز سے پڑھنا اور میں زیادہ واجب تھا۔
اس ملک کو بلند آواز سے پڑھنے کی عادت
خود قرآن کے اندر رسول کو آگئی، کہ اس سے دوسرے مفاسد پیدا ہوتے
تھے اور جو چیزیں مروت و تقویٰ کے خلاف تھیں، مشرکین کو انکی
اہانت و تحقیر کا موقع ہوتا تھا۔

روح صحابہؓ، وہ بھی اپنی عام و بھلی صورت میں نہیں ایک مخصوص
نوع پر متعین صورت و ہست کے ساتھ بڑے بڑے مجتہدوں اور نشانوں کو
نہرانی ہوئی، بڑی بڑی لاگوں کے آراستہ ہاتھوں کے پیچھے گزرتی ہوئی،
محض حرم کے ساتھ لڑکیوں میں پڑھ جاتی ہوئی، حکیم الشان علیہ السلام
کے ساتھ، کیا قرأت جہری سے بڑھ کر اچھے؟ قرآن اور حالت نماز میں
بڑھے جلنے والے قرآن سے زیادہ ضروری ہے؟ عیب اسے ایک مفندہ
کی خاطر دیک دیا گیا تو کیا اس سے کہیں زیادہ عزت و حرمت کے لیے نماز
ہوگا؟ خصوصاً جبکہ کسی مخصوص مفندہ کے بغیر وہی روح صحابہؓ
اس ہیئت کدائی کے ساتھ کب، اچھے ہے؟ واجب ہے؟ سچی سچ

”کتاؤں، انسٹیٹیٹ کے سامنے ایک تقریر میں پرنسپل نے فرمایا کہ ”ہر ایک کا راقے خشک ہیں، ہر ایک کا“

اب فرمائیے، کہ سنی کے مسلمان کیا داتا کھنڈے میں لگے ہیں؟
کہ بھائیو! یہ خدمت اور یہ تعبیریں صدی کی ہوتی ہیں، لیکن یہ تعبیر اور
یہ تعبیر اس اسلام اور اس قرآن کی تو ہے نہیں، جو ہمارے رسول اہل
مدی ہجری میں لیکر آئے تھے!

نیا رجز ”جو لوگ میرے ساتھ ہیں، محمد تنور صاحب، امین ہیں

صاحب، ابو الحسن علی صاحب، سید حبیب اللہ صاحب،
مسعود عالم صاحب، سید محمد جعفر صاحب ان میں سے کون
ایسا ہے جسے غفلت کوئی اللہ کا بندہ اللہ کو سچا تعبیر سمجھنے
پارے یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ لوگ کبھی اہل زچہ و منزلت میں
رہے ہیں۔“

”تحریک کے محرک نے اپنے رسالہ کے مزہ نیر (مطلب: ترجمان) میں فرمایا۔
یہ عبارت اگر کھنڈے اور کے طور پر ارشاد ہوئی ہے، جب تو کچھ کمال عرض ہی
نہیں، لیکن اگر یہ طور استدلال پیش ہوئی ہے تو یہ اب استفسار ہے، کہ
یہ استدلال کی کون سی قسم ہوئی؟ کوئی غلطی اگر خود آپ سے ہو جانا
ممكن الوقوع ہے، تو اس غلطی کی تائید یا اسکی جانب عدم التفات کیا
چند سات کی تعداد میں اہل علم سے ہوا ممکن ہے؟

پھر اگر یہ دس حفاقت ہے تو آج ہندوستان میں کون سی دینی یا
سیاسی یا نیم سیاسی نیم دینی تحریک یا مجلس ایسی ہے جو اس مبارک پروردی
نہیں اترتی؟ یہاں تک کہ آپ سے بالکل مخالفت بلکہ متضاد راہ پر چلنے
والے انداز سے بھی، کیا مسلم لیگ، اللہ کے نیک بندوں اور اہل حق
سے خالی ہے؟ کیا مجلس احرار میں اہل ذین داروں ضلال ہی بھرے
ہوئے ہیں؟ کیا جینہ العلماء کھنڈے اور ارشاد ہے؟ کیا کانگریس کے
ممبروں کی کئی شخص مسلمان کے بنیاد بنیں؟ — اشخاص و افراد کے
نام لے لے کر لوگوں کے جذبات کو ابھارنا، جو کی جدید ترین اور

مطلوبہ - یہاں قسم تو بیشک ہو سکتی ہے۔ لیکن خدا ماما ارشاد ہو کہ حقائق
پر استدلال کے لحاظ سے اسکا کون سا درجہ ہوا؟

اور پھر اگر کسی گستاخ نے اس حربہ کو آٹ دیا، تو کیس دلی ہوگی
تحریک کا ساتھ دینے والوں کے مقابلہ میں تو تحریک کا ساتھ نہ دینے

والوں کی تعداد اسی وزن اور قافیہ میں تو اب بھی کہیں نہ رہے۔
کیا مقصود یہ ہے کہ اب اسلام کا قادیان ”بائیں لہر“ غیر بائیں کی
فرشتوں الگ الگ نیارہوں اور اسکے بندوں کا کراہا جانا شروع ہو؟

کتبہ کا ایک شعر

مولانا عین القضاۃ حیدر آبادی ثم کھنڈی
(متوفی ۱۹۲۵ء) اپنے مدرسہ فرزانہ کھنڈی حان کے ایک متاد عالم اور صاحب
نسبت بزرگ ہونے پر، ”پچھلے ہفتہ انڈیا سے انکے مزاجیانا ہوا، ۹
بجے دن کا وقت تھا، نیم پختہ دنگن ہونے کے باوجود مزار کے انوار کا
پوشنا، قرآن مجید، کتب سے پڑھانے کی آوازیں ہر طرف سے ملتی، آج میں
مدرسہ فرزانہ دار مسکن ہی تھا۔ لیکن پائیں میں ایسا دیرپا نظر آئی۔“

مولانا کے سند غامس و غریب باخلاص حاجی مسطقی غامس صاحب (کھنڈی
کے مشہور و معززات کا رخاۃ ہر کے ہنگ) کی رفیقہ حیات کی۔ اس پختہ
قلم تاریخ نظر پڑا۔ جب نہیں کہ خود غامس صاحب ہر وقت ہی کا کام ہوتا۔
خوشگود خوش فکر ہیں۔ پہلا شرط یہ کہ طبیعت چھین ہو گئی۔ بار بار اُسے پڑھا۔
یہاں تک کہ یاد ہو گیا۔ آخر میں سند کی تدریس ہے۔ جب گیا، اگر پڑھنے
والوں میں سے بھی کوئی کوئی اس ذوق کے کل آئیں۔ شرط خواہ چاہئے: اُس
زندہ شوہر کی طرف سے سمجھا جائے تو، اور خواہ مرحوم محبوب کی طرف سے
لیا جائے تو، کھنڈی سے کسی صورت میں بھی غامی نہیں۔ ہر حال شرط یہ ہے
دشن دیا وقت شب انتظار
خورشید محشرست ہر رات غمناک

ایک کتاب سے متعلق

مدنی مدرسہ کے مکتبہ میں سائنس کا
راہور کے سلسلہ میں عربی کی ایک کتاب متعلق بہ قرآن، سبیل کی الترفیع
والا غلام کا ذکر آگیا تھا۔ اس سے متعلق مولانا محمد رفیع صاحب نے فرمایا
(مدرسہ ڈابھیل سرت) کا اندازہ ذیل ملاحظت نامہ بہ مدد شکریہ درج
ذیل کیا جاتا ہے۔

”کتاب مذکور قاہرہ میں مانع و مفید حاشی کے ساتھ چھپ گئی
ہے غالباً ششہ ہجری میں طبع ہوئی۔ میں خود قاہرہ میں
(جب مجلس ملی کی طرف سے یہ سلسلہ طباعت انسب المرایہ
اور فیض الباری بہ سبب رفیق محترم مولانا سید احمد رضا صاحب
مدیر مجلس ملی جاتا ہوا تھا) اسکا نسخہ خرید چکا ہوں۔ لیکن
افسوس اسوقت میرے ملنے نہیں کہ مطبعہ و سند طباعت
کا صحیح حوالہ دے سکوں۔“

یوم ہمدردان صدق

مدنی کی وسیع اشاعت پر مدنی کے قدیم کرم فرما جناب مولوی عبدالرحیم صاحب
(حیدر آباد) نے ہر پختہ فرمائی۔ امید کہ دیگر ناظرین بھی اس طرف توجہ دے سکیں۔
جناب مولوی عبدالرحیم صاحب حیدر آباد

گفتہ ہما مد کی دو نئی کتابیں

جلست مینی - (جلد اول) ہندو جو اہل ہند کی کتاب
دلائل و اسرار کائنات کا سلسلہ ترجمہ - تمام دنیا کی تاریخ زمین
دلائل و اسرار کائنات کے حالات سے قطع نظر کے مرتب کی گئی ہے۔
”ایک نئی ادب میں ایک حدیث (ادارہ پچ تک شایع ہو جائیگی)

سیر کا کتابت - ۱۱۰۱ء چاند ساروں وغیرہ، اُس وقت تقریباً
انشیئت مدنی میں کی گئی تھیں، یہ انہیں کا مجموعہ ہے۔ اونیات،
تکلیات اور دیانیت کے خلف مسائل پڑھیں اور انہوں نے
نہا ہے (ادارہ پچ تک شایع ہو جائیگی۔

کتبہ جامعہ - دہلی - نئی دہلی، لکھنؤ، ممبئی۔

کشف حقیقت

(از عبدالمجید)

شبہ خواب دید کہ اتوار منسلے بغیر علیہ السلام از کعبہ گرد می کرد و معنی از پیچیدن اختیار می کرد

ایک رات کو خواب میں کیا دیکھتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تربت مبارک سے آپ کی مٹیاں اٹھا کر اٹھائے اور ان میں سے بعض کو چپن میں ہیں بعض کو الگ کر رہے ہیں۔

یہ روایت آپ سمجھے کسی کی بیان ہو رہی ہے؟ اسکی جنس ہم آپ سرانجام ولایت امام اعظم ابوحنیفہ کو فی رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے یاد کرتے ہیں اور منگی دکھائی ہوئی راہ پر چلنے والے آٹھ کروڑوں کی تعداد میں معنی موجود ہیں۔ جی ہاں! یہ خواب جسے کوئی معمولی مسلمان بھی زبان پر لے لے ہوے کاتب جائیگا۔ انیس امام الائمہ کا ہے! اور روایت کے راوی سنیہ کرام کے سر تاج شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ ہیں! ملاحظہ ہو ان کا تذکرہ الاولیاء، جلد ۱، مکتبہ مطبوعہ بوہڑپور۔ خواب ختم ہو گیا۔ خواب کی تفسیر ابھی باقی ہے۔

آزیت آن بیدار شد فرما بیوت سے آپ کی آنکھ کھل گئی۔

بیک خواب تھا ہی ایسا خوش اور ایسا اندیش۔ وحشت اور ہشت جنس بھی آپ پر ظاہر ہوتی، کم نمی۔ خود اتنے بڑے عالم، فقیہ، متقی تھے۔ اپنے دیکھے ہوئے خواب کو نہ سمجھ سکے۔

یکے را از اصحاب ابن سیرین پر سید گفت تو در علم بنیاد میر علیہ السلام و حفظ سنت او ہر جہ بزرگ روی چنانکہ در آن معرفت شوی هیچ از سقیم ہد اکفی۔

مشہور ترین سیرین کے ایک شاگرد سے تفسیر دریافت کی تو وہ بولے کہ آپ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم اور آپ کے آداب سنت میں درجہ کمال پر پہنچیں گے! اور اس! ہیں سچ کو غلط سے متاثر نہ کریں گے۔

دیکھا آپ نے! یہی خواب جو اول ادل کتنا و مشتاک نظر آتا تھا اور جبکہ زبان پر ظاہر ہی انتہائی سو و ادب کے مراد معلوم ہوتا تھا، گناہ حقیقت میں کے سامنے کیسے مبارک خال ثابت ہوا!۔ اب اگر کمالی میسوس صدی عیسوی کا پردہ پگینڈہ مٹے اور امام صاحب مخالفت اوست موجود ہوتا تو کیا یہ آسان اسکے لیے یہ ممکن نہ تھا کہ جو وہاں پر کھڑے ہو کر ایک موثر خطبہ اس قسم کا شروع کر دیتا کہ ”دیکھتے ہو اس ظالم دے ادب کو کہ ہم سب کے آقا و اداوی حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منسلک کیا گندہ اور یہودہ خواب لوگوں کے سامنے بیان کر رہے ہیں اور کتنے سنجیدہ اہل فہم اس دور میں بھی نکل سکتے! اس پردہ پگینڈہ سے ناخوش ہو کر آج جنس ہم آپ سرانجام ولایت سمجھتے ہر۔“

یہ روایت کو ہر بیویا ہے کہ ہر حال ہر اشائی۔ روایت میں صدق و کذب کا احتمال رہتا ہی ہے۔ خود کلام مجید کے قدس اوراق کی اس لپٹ

کیجیے۔ حضرت یوسفؑ، یحییٰؑ میں کیا خواب کس شکل میں دیکھتے ہیں اور انکی تفسیر کتنی مدت کے بعد اور کتنی مختلف صورت میں ظاہر ہوتی! اسی سورہ سورہ یوسف میں ذکر ایک دوسرے خواب کا بھی آتا ہے یہاں شاہ مصر دیکھتا ہے! اور انکی تفسیر خواب کی لفظی و ظاہری واقفیت کتنی مختلف کہیں برسوں میں جا کر نکلتی ہے! پھر اسی سورہ میں ذکر دوسرے خوابوں کا آتا ہے۔ یہ شاہ مصر کے علم کے دو شخص دیکھتے ہیں۔ ان دونوں خوابوں کی تفسیر کا بھی غور عالم شہادت میں عالم روایہ سے کتنی مختلف شکل میں ہوتا ہے!۔ ان بیاہ راست قرآنی خوابوں پر اضافہ کیجیے وہ نیم حدیثی اور نیم قرآنی خواب بلکہ صرف حمل ذکر قرآن مجید میں ہے۔ باقی تفصیل مدوٹوں میں ہے۔ مثلاً حضرت ابراہیمؑ کا خواب قرآنی تفسیر کے باب میں، جبکہ انہوں نے کھنڈ میں خود اس نبی برحق کو وقت لگا، یا خود ہمارے رسول کریمؐ کا خواب صلح حدیبیہ قبل والا، جبکہ اصل منہوم اس سے خود مختلف ہی نکلا، جو آنحضرتؐ کے ذہن مبارک میں آیا تھا۔ جب حضرت انبیاء علیہ السلام کے خواب تفسیر طلب ہوتے ہیں اور اپنے لفظی و ظاہری معنی سے الگ ہی ہو کر ظاہر ہوتے ہیں تو پھر غیر انبیاء اور اس میں بھی ہر شاکہ کا ذکر ہی کیا!

بہت سی نظریں اور شعاعیں حدیث کے ذخیرے سے مل سکتی ہیں لیکن قرآن مجید سے استفادہ کے بعد انکی فرد مدت ہی کیا! یہ ساری جگہ جنس حق۔ اپنی آپ بیتی کو پیچھے رہم میں آپ ہر کون ایسا شخص ہے جس نے اپنی عمر کی مختلف منزروں میں کیسے کیسے عجیب و غریب دیکھے کیسے مستعد و غیر متوجہ، کیسے کیسے شرمناک اور کیسے کیسے سرد یا خواب میں دیکھے ہیں؟ بیداری کے واقعات سے ان نظروں کا کوئی ربط، کوئی تعلق ہی نہیں! پھر کیا خوابوں کی بنیاد پر کسی کی سیرت سے خلق کے لئے قائم کی جاتی ہے؟

خواب کے اندر کے خبریں ہر سزا کا نفاذ کسی عدالت سے ہیں جائز دکھائے؟ خواب کے حج در زکوٰۃ اور نماز اور روزہ کو بیداری کی تفسیر اور کار کا قائم مقام کسی درجہ میں بھی کسی نہ لے لیں کیا ہے؟ کوئی شخص ساری عمر اگر ہر امت کو برابر اپنے کوشش پیاچہ اور کینا رہے تو کوئی ملل کسی حدیثی اس پر جاری ہوئی؟ کوئی معصیت میں اسکل لکھی جائیگی؟ عقل سے عقل ہے! تجربہ سے شریعت سے کسی نے بھی کوئی ذرا رازی خواب کی خواب نہ لکھنے والے پر عام کر کے ہے؟۔

خلافت خواب زروں پر حق! اور حکیم الامت حضرت مولانا شریعت علی دہلوی اس سے الگ تھے کہ اننے کسی مخالفت کا خواب اخبارات پر شایع نہ تھا (تفصیل اتنے عرصہ کے بعد اب پوری عرض ازین میں لکھنا نہیں! اسی نفاذ میں مولانا کے کسی شہد سے اس خواب کی تفسیر بھی چھاپی تھی جس سے ظاہری صورت واقعات کو بالکل اٹک کر دکھایا تھا!

خواب ہی سے نفس جلیبی ایک کیفیت اور بھی ہے! جبکہ نام مذہبی کی معراج میں شہت ہے۔ کشف میں بھی انسان دیکھتا ہی ہے! ہوتا ہے جیسے حارثہ نام میں۔ مشور علی اس وقت بھی اہل مانتا ہے! انسان اس وقت جو خدا لکھتا ہے، انتخاب ہے، اسلئے اسکی ہر سی

یہ باتیں کچھ بہت دقیق نہیں اور نہ انکا شمار اسرارِ مونیہ میں ہے۔ اہل تحقیق کی سمجھتوں میں ہر شیئے : الا ان چیزوں سے واقف ہے۔ کثف کی اس معیت کو پیش نظر رکھنے کے بعد کسی کے لیے یہ متکاہر ہوا کہ دنیا یا اسے اپنے انبارِ بارسالہ میں چھاپ دینا کہ اس نے لکھ کے فناں متاثر عالم اور صاحب طریق مقتدا کو حالتِ کثف میں گریہ تہن اور کراہ تہن بہشت میں پاؤں اور اس لیے اس مرد کو بہ حق ان میں باقی ہا گروہ دین کے نام سے کسی نے لکھنے والی تحریک پر اسے مانی کرے، خود اپنی فیروزہ دارانہ سیرت کو عربی کیجنا ہے، اور اپنے سنوئی دامن کی ہر آؤ کوئی ایسی شہادت

اگر واقعی کسی کو اس قسم کا گندہ منظر دکھائے تو اس کی ہنریت پر کیا
 ہے یہ بد سکتی ہے کہ موجودہ دین کو پہلے اُن بزرگ کی صورت میں شکل کر کے
 دکھایا گیا اور پھر اسکی حالت ایسی کر یہ شکل میں دکھائی گئی جس سے ہر
 صاحبِ ایمان کو یقین آئے گا۔ یعنی اصل دین آج تا ترسوخ ہو کر اس قدر گندہ
 صورت میں ظاہر ہو رہا ہے۔۔۔۔۔ یہ تو ہر صاحبِ ایمان کے لیے ایک
 اتہائی غیرت کا اور اس کے دینی احساس کو بیدار کرنے کے لیے نامزد
 ہوا۔ اسے کسی خاص شخصیت کی تعظیم و تہنیت سے متعلق تعلق ہی نہیں بلکہ اس
 اس سے اگر کچھ ظاہر ہوتا ہے تو اس شخص کی عین عظمت و احرام ہی کہ دین اسلام
 کا نقل اسکی ذات میں کہے دکھایا گیا اور اللہ اعلم وعلیہ السلام۔

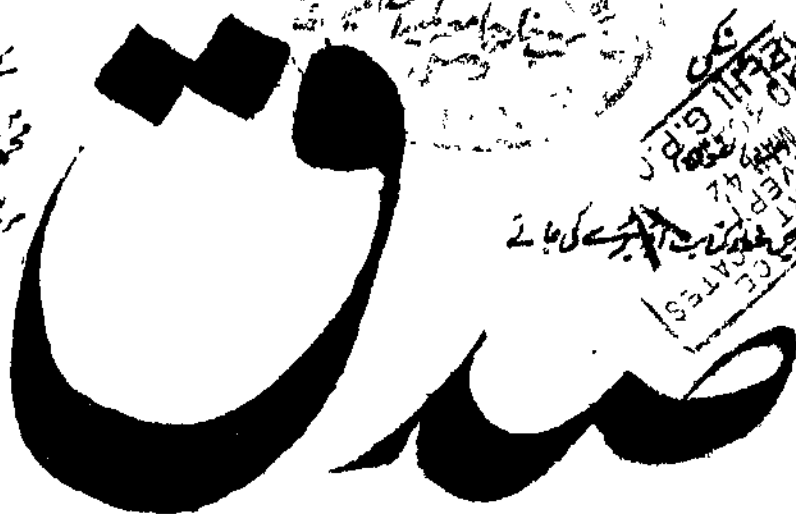
تصانیف جناب میر محمد علی

وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ (اور جو سچی بات لیکر آیا اور جس نے اس کو سچا مان لیا وہی لوگ بہتر گاہک ہیں)

چندہ اور اشتہاری

کے متعلق مراسلت اس پتہ پر ہو:-
محمد عبدالرؤف عباسی مہتمم صدق
مرشد آباد پلس پولنگ - لکھنؤ

چندہ سالہ
نشاہی
بیرون ہندہ سالہ شگاف
قبضہ آئی پر پتہ اور



مطابین کے اس میں غلطی کی جائے

نمبر ۴۳ - دوشنبہ ۲۸ - صفر المظفر ۱۳۴۲ھ مطابق ۱۶ - مارچ ۱۹۲۲ء جلد ۶

سچی باتیں

بول تو بغضیں سچا ہے۔ اب یہ کیا عقیدہ رکھتا ہے؟ سلاہ اس
تیرا کیا خیال ہے؟ تو جنگ جمل و جھنڈا میں جن پر کس کو سمجھتا ہے؟ تو
قائمین حسینؑ پر کون کا قائل ہے؟ انہیں؟ — دشمنان اسلام کی
نظر میں تو اسلام کی صورت ایک ہی ٹھہرتی ہے، ایک ہی نشان ہے، ایک ہی
جوہر ہے، ایک ہی ٹھپہ ہے، ایک ہی پہچان ہے، اور دو کلمہ شہادت ہے۔
صورت تو میری رسالت کا اقتدار ہے۔ — ابلی و برحق سنی و شیعہ متقلد
و غیر متقلد کی تفریقیں اور نفسیں سب اپنی اپنی جگہ پر بھیج دو، واچی،
اور احم بھی۔ لیکن خدا کے لیے ہر انتہا کا درجہ اور مرتبہ پہنچنے،
ہر غلطی، ہر غلط روی، ہر لالائی، ہر کج فہمی کو اُسکی حد پر رکھنے، جز
کو جز کی حیثیت پر رہنے دیکھئے، اُسے کل سے بڑھانے کی کوشش میں
اپنے آپ کو معطلہ انگیز بنا دیجیے!

ابو محسن ثقلنیؒ کا حال کیا تاریخ اسلام کا کوئی نامعلوم واقعہ ہے!
شراب نوشی، متواتر شراب نوشی کے جرم میں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ
کی حراست میں قید تھے۔ مگر کہا، میں، ایران کے نماز پر، مسلمانوں کو
کٹے اور گتے دیکھ بیابا ہو گئے، کسی نہ کسی جیل، جانا، تو میرے قید خانہ
سے نکل سدا ان جنگ با جوہنے اور اپنی شخصیت کو چھپانے پر ہے
اس بے جگری سے لڑے کہ سب سالار کے سنے سے بیاضہ داد نکل گئی۔
عل کا فسق ہو یا اعتقاد کا فسق، یہ سارا فسق و فاشاک، غیرت دینی اور
جوش اسلامی کے سیلاب میں بولکھ جا یا کر رہا ہے۔ یہی کل بھی ہوا یہی
آج بھی ہو رہا ہے۔ مزدورت اس کو گرہ لے، اس کو تڑپانے کی ہے۔
مبارک ہے وہ شر جس سے خیر پیدا ہو، خوش نصیب ہے وہ قوم جو
ہر مادہ سے بصیرت، غیرت، و غفلت کا حق لے۔ کاش فوجان
بوسٹ شہید کی نوت اور دوسرے مجروحوں کا ہتاواؤن ایک نشان بننا

اسی فروری کی آخری تاریخ کو کھنڈ میں مسلمانوں کے ایک ہزار
غیر آباد میں، ہر چ عادیہ نوٹس پیش آیا، اُسکی اڈے تو اب بھی
خون لپک رہے۔ وہ صدر ہندو سماج کا حکیم افشان بلوٹس اور ان کی
کا ہزار ہا کی تعداد میں مجھے، اور اس مجھ کی لاشیاں، قہم، قہم لیاں، وہ
اس مجھ کے مسلسل اشتعال انگیز مہر آزا غرے۔ تعدادم و سس
صورت، حال کا لازمی نتیجہ تھا۔ مقدمہ عدالت میں پیش ہے اس لیے
نفس و اہانت پر بحث کا موقع نہیں، کون کس مذہب کا مجرم تھا، کس کا
قصہ رکھتا تھا، اسکا نفعیہ عدالت ہی سے ہوگا۔ ہاں غرض و صورت
اس حقیقت سے ہے، کہ غیر آباد میں جو مذہب ان اسلام کے نام پر دین کی
غیرت پر، کھنڈ و رسالت کی محبت پر، سب سے پہلے شمار ہوا، ایک
شیعہ مسلمان تھا!! — دانش افشا کا نہیں حال کا ہے۔ کل کا
نہیں، آج کا ہے! ذکر کسی اور شہر کا نہیں، اسی شہر کا جو مرنے کی بجائے
سچا کا، اکھاڑہ ہے، "فتح صواب" کا، اب اس شہر کا ہے، جہاں
شیعوں کے جاؤں میٹر ٹیوں کے زیر سایہ چلتے ہیں اور سنیوں کے جاؤں
پولیس کی سنگینوں کی حفاظت میں نکلتے ہیں!

کیا غیر مسلموں نے شہر کے مختلف محلوں میں جب مسلمانوں پر حملے کیے، انہیں
برسائیں، چھڑیاں چلائیں، قہم لیاں، قہم لیاں، تو یہ بھی سوال کیسے بناتے
تھے کہ جتنا تو لکھنؤ کے کس فرد سے ہے؟ یہ بھی جتنا کیسے بناتے تھے کہ

جن چائے پیار مودت بن جائے اس خاں و تفرقہ واسے شہر کے
سینہ شراغیں ملیوں اور فتنہ خیز جلوں واسے شہر کے لیے اسے
تھک رہی اچھی ہے تقریر میں تھے جھگڑے
خزنگہ اسکو کیا ہم نے جس شور میں طرد کیا!

پنجاب کی نظیر

پنجاب کی صورت اسلی کا ایک منظر:-

"خان محمد دوست خان نے تحریک پیش کی کہ قلعہ و قمع سرحد سے
متعلق سرحد و خانان پر بلنگٹ کشی کی پورٹ پھونک دیا جائے اس سرحد
قانون کا مقصد یہ ہے کہ مسلم خانہ دہوں پر عورتوں کے قلعہ و قمع کی مخالفت
کی جائے۔"

پیر الکبر علی نے مخالفت کرتے ہوئے کہا کہ جی بے معنی ہے اور اسکی
کوئی ضرورت نہیں۔ پھر اس سے مداخلت فی الدین ہوتی ہے نیز ایک کہ
لا اگر ان فی الدین کی خلافت و رزائی اور دوسروں پر جبر ہے۔
اجی رشیدہ اطمینان اسباب پر اظہار سرست کیا اور تحریک کہا کہ
دستے ہوئے کہا کہ شہر ہے اس کو اس سے کم از کم ایک اسلامی پل تیار کیا
پیر الکبر علی نے قیسری خاندان کے وقت میں پل کی مخالفت کی تھی اور
اسکو بھر مداخلت فی الدین فرمایا۔

زندہ پیر الکبر علی! انکے بعد کون کہہ سکتا ہے کہ پنجاب، مسی
تجد و ادب روش خیالی کی نشانی سے کبیر خالی ہے؟
پنجاب کی تو خیر میں، البتہ ہمارے صوبہ میں تو ناپ کا بہت بڑا طغی ہو کر
(کلچر سنٹر) اور گالے سبائے کی قوم کو اکاڑیں قائم ہے۔ غلط سے
سرا فراز ہونے کا تو اب زمانہ ہی نہ رہا لیکن بیت پرکا اگر اپنی آنری کی ڈکڑیا
سے یہ اکاڑیاں اپنے آرٹ فرٹ کو ڈھانڈنے سے محروم رکھیں!

تجد و میں جمود

پونہ کی مشہور زمانہ یونیورسٹی (ڈاکٹر کاہ و سک قائم
کی قائم کی ہوئی) اور زبردستی پر ہے۔ — ٹیک زمانہ کی ترقی کے
تناسب — اور ابھی پچھلے دنوں تیار ہی کی نہ ہوئے پورے کھجور
اس نے بھی اپنی ستر سالہ سلور جوبلی دھوم دھام سے، تزنگ و اشتام
سے منائی۔ ۱۵ لاکھ کی رقم تو ایسے سرزد کھل داسی بنکر سے لے دے والی
تھی، اور حکومت یہیں کے گروں ہا دیشر قدر مہیٹے اسکے علاوہ نتیجہ
یہ ہے کہ اس وقت وہ خوب زوروں پر ہے۔ دو ٹاٹ اسکے تحت میں ہیں،
ایک اُستانیوں کا ٹرنک کالج ہے اور دوسرے پڑھے پائی اسکول ہیں،
اور اسکے علاوہ جن درس گاہوں نے اپنا الحاق اس سے کر لیا ہے
اچھی تعداد میں کوئی اسے کیا کم ہوگی۔ — سجدہ لوہہ سادی ترقی
سبارک اور بہت بہت مبارک۔ لیکن یہ لیجئے تا کہ جب خیال رہ
اور دنیا فوسسی نہ کی ہو میں اور لڑکیاں ہیں کہ انہی ترقیوں پر بھی
انہیں خیال "مختار نظیر" (مختار علی) Co. کاشی ۹۱
اور زمانہ تعلیم کے اگے، مختلف حصے میں پھیلے ہوئے اور ہر ادارہ میں

یہ بیوی مدد کے وسط میں، علم اور تعلیم کا اور آزادی حقوق کا
اتنا غلطہ لہجہ کر کے بھی وہی فرسودہ تھیں "زمانہ" تعلیم کا نام!
تعلیم میں یہ تفریق زمانہ و مردانہ کی کہیں اور لڑکیوں کو لڑکوں سے
عورتوں کو مردوں سے ملانہ دیکھنے کے کیا معنی!

ہوے انسان ہندو سے ترقی اسکو کتنے ہیں
ترقی پر بھی نیٹو، بد نسب اسکو کتنے ہیں!

جنگ کی مار

"رہیں پر سفر کم کیجیے۔" "پل پر پورے دستا شدہ
سفر پر گزرتے کیجیے۔" "پل پر سفر کم کرنا جنگ میں ملک مدوں کی درد
کرنا ہے۔" "اڈھوں سے، گھوڑوں سے، گھوڑا گڑوں سے، اڈھوں
کاڑوں سے کام لیجیے۔" اس قسم کے اشتیاقات و سٹراہیاتیں تو شہر
ہو ہی ہیں۔ یہی تھیں اب بڑے بڑے شہروں کی پوٹیلیوں اور دوسرے
سرکاری اور نیم سرکاری محکموں نے اس طرح کے اعلانات بھی شائع
کرتے شروع کر دیے ہیں۔ "پانی کم خرچہ کیجیے۔" "آٹا پانی بہت
اعتیاد خرچ کیجیے۔" "خزانہ آب کی حالت اچھی ہے خیابوں اور
بے پروائیوں کو برداشت نہیں کر سکتی۔" "شہر، پورے، غسل کرنے
برتن دھوئے، سب میں پانی باقی نہ رہے کہ خرچہ کیجیے، اور اسکا
اپنی ذات اور اپنے شہر کو بچھائیے۔" وغیرہ اور غیر۔

سننے ہیں ملک عرب میں یہ امو لے والے ایک حکیم نے کسی
زمانہ میں کیا خاکہ کہ پانی کم خرچہ کیا کرو، مگر ملک میں جو فرضی اور جزوی
عبادت ہے، پانی اگر بجا ضرورت زیادہ بہادری کے، تو ان نظروں کا بھی
سرب لیا جائیگا! — عرب کا حکیم، کل دنیا کا حکیم تھا۔ آج قدر
بڑھ رہی ہے اسکے ایک ایک ارشاد کی، اسکی تعلیمات و ہدایات کے
ایک ایک جزئیہ کی! دنیا، دشمن خیال دنیا، اپنے تہذیب، تمدن کی
ترقیوں پر اڑاں دینا، اس امنی لے ہم سے بہت بھاگی، یہ کی بجلی،
قدرت کا زبردست ہتھیار کن کن نامعلوم، استوں سے، کیسے کیسے معنی
طریقوں سے پھر اسکی حریت ڈھیل، اسے، اس کے گھروں پر لگا کر
گرا رہا ہے!

تجدید کی منطق

"انفرنس میری، موت اگر شہر، نہ ہو
کیا اعلان اللہ کی گن اور تپ، لکھنے والے لوگ نابینا
سی کے مقابلہ میں جگہ اندر محض پر واصل ہوتے ہی نابینا
کچھ برسر حق ہونے کا بھی اعلان ہو، بالکل متاثر نہ ہو کر
کا فہم اتنی ہی جھٹکے کے ساتھ کیا کرتے ہیں۔ اگر
بٹ دھری سے کام نہ لیا جائے تو زیادہ سے زیادہ ہمارے
تمام کو ختم ہی کیا جاسکتا ہے، مگر سچا اصل میں کیا جاسکتا
پھر کیا خدا سے ڈرنے والے نبیوں کی یہ کام ہے کہ میں
میں خیر صراط کا کچھ بھی امکان پایا جائے، اسکی مخالفت میں
مبدل بازی دکھائیں۔ (مختار علی) (مختار علی)

لیکن نگاہیں دے کہ میں منصب العین کی آپ کی دعوت کو غلط فہمی کے اس نقطہ
 "تحریک ہے و نہایت ملی" دے رہے ہیں اور میں اطلاع دیتا ہوں کہ آپ
 میں کو رہے ہیں، اس کی "مخالفت" صدق کے کم از کم اپنے اور یوں
 اس دن اور کس تاریخ، کس سفر اور کس سفر میں کیسے ہو گیا۔
 کہ اگر آپ نے آئے کریم یا دنیا والہ میں آنا اور حاضر ہر فی الامم فبیتنا والا
 کی تفسیر کو اہل مسیح کر کے پیش کیا ہے، آپ کی دعوت اعلا وکلمۃ اللہ کی
 مخالفت ہے؟ کیا یہ کلمہ کہ آپ نے آئے کریم دلائل نقیب العین ایک بہ علم
 اور اسلم و البصر والحدود اکل اولک لکھنے سے سولہ کی جو تشریح کی ہے وہ تفسیر
 ہر اس کے دہ میں آجاتی ہے، آپ کے اسلامی مکتبہ کے نقیب العین
 کی مخالفت کرنا ہے؟ کیا یہ عرض کرنا کہ آپ نے یورپ کو جس طرح منصب
 است پر بھیجا یا وہ اسلامی نقطہ نظر کی تمام شرائط نقطہ و کمر اور کن تہجیر
 آپ کی دعوت اسلامی کی بنیاد پر حملہ کر کے کے مردود ہے؟ کیا یہ صلہ اسلام
 کے مکتبہ حقون الزوجین میں بعض دوسرے فرقوں کی طرح آپ
 کے یہ دنا حش اندیشین برائی ہیں، آپ کی دعوت فکر اسلامی و نظام اسلامی
 سے انکار کرنا ہے؟ کیا یہ خیال پیش کرنا کہ آپ منصب تجدید کے اہل نہیں
 آپ کی دوسری اور قابل قدر خدمات میں ہر سر سے بانی جبر و نہایت
 کیا اس حقیقت کا انکار کرنا کہ آپ اپنے سلطان اور آپ ہی کی عزت جات
 سلطان و قدوس کے متعلق ہیں بے تحلف اور بے ثناء یا وہ آیات قرآنی
 سلطان کو پیش ہیں جو خاص الفاظ میں ان کے حق میں آئی ہیں آپ
 کے یہ حکومت اسلامی کی جڑ کاٹنا ہے؟ اصل یہ ہے کہ آپ نے بیسیوں
 کے میں طعنان کے ساتھ "تحریک" کو اٹھایا ہے اسکا نفسیاتی اثر لازمی
 اور پہنچ پڑا تھا، کہ آپ کی تفسیر سے اختلاف آپ کے تفقہ و تہذیب آپ
 اس میں تفسیر آپ کے کسی طرز عمل پر گرفت خود آپ کی کل تحریک سے
 مخالفت و عناد کے ہم معنی سمجھی جائے (تعلیم اس طرح جیسے جناح صاحب
 کے اسی قول و عمل پر تہذیب مسلم لیگ کے مقاصد ملک نقیب العین کے سے
 مخالفت کی مراد سمجھی جا رہی ہے) اور آپ خود اور آپ کے غائی متفقین
 انیسویں کا نقیب چہرہ پر ڈال پر و پائیڈ، شروع فرمادیں کہ: لہو، تیغ
 نفس فکر اسلامی و نظام اسلامی کا سنا ہے! حکومت الٰہی جیسے پاکیزہ
 نقیب العین کی مخالفت کر رہا ہے! — رہی صدق کے کسی مراسلہ
 کا کہ کوئی غالباً نہ دے تو تھا آپ نہیں دینا جانتی ہے کہ مراسلات کے
 عالم میں طرح آپ کے نقادوں کے بے گھلے ہوئے ہیں اسی طرح آپ کے
 نقادوں کے لیے ہیں۔

”دووں بزرگوں کے منہ پر جہاں بالاجواروں کو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غمزدگیوں کو غور سے دیکھیے۔ ... آپ کو بین طور پر محسوس ہوگا کہ ہمارے نظریات میں کتنی وحدت تھی۔ ایک ہی مقصد تھا جس پر یہ حضرات بھی تمام سامعی کی مرکز تھے، کیونکہ چاہتے تھے، اور ہیں بھی چاہتا تھا۔“

[illegible]

"خج گئی۔۔۔ اچھی خوش منسنے، اسے کو تیب رہا جائے اور وہ جواب
 بن خدا کی اہمیت پر یا سیدنا حضرت حسینؑ کی رحمت و اخلاص پر تعزیر
 شروع کرے۔ یا کسی رسمی سیلا دینے والے کو نصیحت کی جگہ سے اڑا دے
 یا پیر معارضہ غلبت رسولؐ پر گفتگو کرنے لگے، اور بتائے، آپ سے بھڑکاؤ
 رہ جائے اور حیرت سے اس کا سہہ لکھنے کے اور کیا بن پڑیگا؟۔۔۔ شد
 ارشاد ہو کہ کیا فرق ہے اس مھر می اور سیلا ہی کی کامیاب۔۔۔ رحنا سب
 عذر دہی کی اس فاضلانہ ذہنیت میں؟ یا محض اس خوف اور اندیشے
 سکوت اختیار کر لیا جائے اور صبر کر لیا جائے، انکی تمام تعزیری جہتیں
 پر اسلامی لغزشوں پر نقی جباروں پر، سائل دیں کی غلط نیسروں اور انص
 اصل نشریوں پر کہ وہ اسے حکومت اسلامی کے غضب اللہین پر حملہ اور
 "مخالفتا پیشقدمی سے تعبیر کرنا شروع کر دینگے؟

دوبھی پھولیں سے ۔۔۔ حال میں اتفاق سے ایک آدھ کتاب ہی
کی چھپی ہوئی اور دوبھی سے شاید پونے والی نظر سے گزری بلشتر
ان کتابوں کا پڑنا اب کچھ پورا لاہوری دروازہ ہے ۔ اور عجلہ پر جو تصنیف
ہے اسکے نیچے پتہ گرگ اینڈ کوکب سیار اور بناک میکرا لکھائی جا رہی
کا درج ہے ۔ یہ کتابیں ایک سلطان لکھنے والے کے نام سے ہیں
اور ناول یا افسانہ کے لباس میں لباس میں لکھی گئی ہیں ۔ لیکن حقیقت
یہ ہے کہ گندگی کی بوٹ میں ۔ کم از کم ان سطور کے راقم کی نظر سے تو اردو
میں کوئی ناول اتنا گندہ ، اتنا کھانا ، اتنا فحش ، اتنا بیہودہ نہیں گزرا ہے ۔
قصہ میں نہ کوئی پلاٹ ہے نہ زبان درست نہ اور کوئی ادبی خوبی نظر
نہیں آتی اور حرام طریقی کے وصفات سے عام نفرت انگیز تنبیہات کے
درج ہیں ۔ زبان ایک کسے بھائی کا اپنی بیوی سے ٹھنکنا کر " ۵ ، ۵ " اٹھ

سورہ بقرہ، ع ۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(از عبد الماجد)

۱۔ وَاذْكُرْ لِمَ تَلْعَنُوا ذَا قَارُونَ ۖ يَمَسُّهُ الْيَوْمَ يَوْمَهُهُ الْمُلُوكُ ۚ وَذَا قَارُونَ هُوَ الَّذِي ظَلَمَ النَّاسَ فَكَانَ مِنَ الْمُذْذَبْنَ

اور (یاد کرو) وہ (وقت) جب تم نے قتل کیا، اور اللہ تعالیٰ نے تم کو اس کا عذاب عظیم عطا کیا ہے۔ اور قارون وہ ہے جس نے لوگوں کو ظلم کیا تھا۔ اور آج اس کا عذاب عظیم ہے۔

۲۔ وَذُرْهُمَا فِي عَذَابٍ مُّنتَبِهٍ ۚ وَذَا قَارُونَ إِذْ يَخْرُجُ فِي الْغَدَاةِ فَيُدْرِكُهُ الْمَوْتُ ۖ فَيَكُونُ مِنَ الْمُتَلَكِّينَ ۚ

اور ان دونوں کو عذاب میں مبتلا کر دو۔ اور قارون جب صبح کو نکلتا ہے تو اس کا موت آتا ہے اور وہ ملامت کے لائق بن جاتا ہے۔

۳۔ وَذُرْهُمَا فِي عَذَابٍ مُّنتَبِهٍ ۚ وَذَا قَارُونَ إِذْ يَخْرُجُ فِي الْغَدَاةِ فَيُدْرِكُهُ الْمَوْتُ ۖ فَيَكُونُ مِنَ الْمُتَلَكِّينَ ۚ

اور ان دونوں کو عذاب میں مبتلا کر دو۔ اور قارون جب صبح کو نکلتا ہے تو اس کا موت آتا ہے اور وہ ملامت کے لائق بن جاتا ہے۔

۴۔ وَذُرْهُمَا فِي عَذَابٍ مُّنتَبِهٍ ۚ وَذَا قَارُونَ إِذْ يَخْرُجُ فِي الْغَدَاةِ فَيُدْرِكُهُ الْمَوْتُ ۖ فَيَكُونُ مِنَ الْمُتَلَكِّينَ ۚ

اور ان دونوں کو عذاب میں مبتلا کر دو۔ اور قارون جب صبح کو نکلتا ہے تو اس کا موت آتا ہے اور وہ ملامت کے لائق بن جاتا ہے۔

۵۔ وَذُرْهُمَا فِي عَذَابٍ مُّنتَبِهٍ ۚ وَذَا قَارُونَ إِذْ يَخْرُجُ فِي الْغَدَاةِ فَيُدْرِكُهُ الْمَوْتُ ۖ فَيَكُونُ مِنَ الْمُتَلَكِّينَ ۚ

اور ان دونوں کو عذاب میں مبتلا کر دو۔ اور قارون جب صبح کو نکلتا ہے تو اس کا موت آتا ہے اور وہ ملامت کے لائق بن جاتا ہے۔

۶۔ وَذُرْهُمَا فِي عَذَابٍ مُّنتَبِهٍ ۚ وَذَا قَارُونَ إِذْ يَخْرُجُ فِي الْغَدَاةِ فَيُدْرِكُهُ الْمَوْتُ ۖ فَيَكُونُ مِنَ الْمُتَلَكِّينَ ۚ

اور ان دونوں کو عذاب میں مبتلا کر دو۔ اور قارون جب صبح کو نکلتا ہے تو اس کا موت آتا ہے اور وہ ملامت کے لائق بن جاتا ہے۔

۷۔ وَذُرْهُمَا فِي عَذَابٍ مُّنتَبِهٍ ۚ وَذَا قَارُونَ إِذْ يَخْرُجُ فِي الْغَدَاةِ فَيُدْرِكُهُ الْمَوْتُ ۖ فَيَكُونُ مِنَ الْمُتَلَكِّينَ ۚ

اور ان دونوں کو عذاب میں مبتلا کر دو۔ اور قارون جب صبح کو نکلتا ہے تو اس کا موت آتا ہے اور وہ ملامت کے لائق بن جاتا ہے۔

۱۔ وَذُرْهُمَا فِي عَذَابٍ مُّنتَبِهٍ ۚ وَذَا قَارُونَ إِذْ يَخْرُجُ فِي الْغَدَاةِ فَيُدْرِكُهُ الْمَوْتُ ۖ فَيَكُونُ مِنَ الْمُتَلَكِّينَ ۚ

اور ان دونوں کو عذاب میں مبتلا کر دو۔ اور قارون جب صبح کو نکلتا ہے تو اس کا موت آتا ہے اور وہ ملامت کے لائق بن جاتا ہے۔

۲۔ وَذُرْهُمَا فِي عَذَابٍ مُّنتَبِهٍ ۚ وَذَا قَارُونَ إِذْ يَخْرُجُ فِي الْغَدَاةِ فَيُدْرِكُهُ الْمَوْتُ ۖ فَيَكُونُ مِنَ الْمُتَلَكِّينَ ۚ

اور ان دونوں کو عذاب میں مبتلا کر دو۔ اور قارون جب صبح کو نکلتا ہے تو اس کا موت آتا ہے اور وہ ملامت کے لائق بن جاتا ہے۔

۳۔ وَذُرْهُمَا فِي عَذَابٍ مُّنتَبِهٍ ۚ وَذَا قَارُونَ إِذْ يَخْرُجُ فِي الْغَدَاةِ فَيُدْرِكُهُ الْمَوْتُ ۖ فَيَكُونُ مِنَ الْمُتَلَكِّينَ ۚ

اور ان دونوں کو عذاب میں مبتلا کر دو۔ اور قارون جب صبح کو نکلتا ہے تو اس کا موت آتا ہے اور وہ ملامت کے لائق بن جاتا ہے۔

۴۔ وَذُرْهُمَا فِي عَذَابٍ مُّنتَبِهٍ ۚ وَذَا قَارُونَ إِذْ يَخْرُجُ فِي الْغَدَاةِ فَيُدْرِكُهُ الْمَوْتُ ۖ فَيَكُونُ مِنَ الْمُتَلَكِّينَ ۚ

اور ان دونوں کو عذاب میں مبتلا کر دو۔ اور قارون جب صبح کو نکلتا ہے تو اس کا موت آتا ہے اور وہ ملامت کے لائق بن جاتا ہے۔

۵۔ وَذُرْهُمَا فِي عَذَابٍ مُّنتَبِهٍ ۚ وَذَا قَارُونَ إِذْ يَخْرُجُ فِي الْغَدَاةِ فَيُدْرِكُهُ الْمَوْتُ ۖ فَيَكُونُ مِنَ الْمُتَلَكِّينَ ۚ

اور ان دونوں کو عذاب میں مبتلا کر دو۔ اور قارون جب صبح کو نکلتا ہے تو اس کا موت آتا ہے اور وہ ملامت کے لائق بن جاتا ہے۔

ہوتا ہے کہ بیچے اگر تپے اشدک نہیں
تپے اور اشدک نہیں
نہیں اس سے کہ جو تم کہتے ہو۔

(بقیہ صفحہ ۳)

لیکن وہاں فقیہانوں اور اہل فایوں سے قطع نظر اسل سوال سنو
فلانت اور مصنف کے دو تانہ مذاق کی تلاش کا ہے حکومت کا نظام اگر
اسلامی کیا معنی انیم اسلام کا ہوتا، جب تو میر اس بیہوش کاری کا جناحی
نہیں کر سکتا تھا، لیکن نقش نویسی تو آخر موجود تھی برات ہند میں بھی مجرم
کیا وہاں کی پولیس نے اسرار سلطنت میں اس دفعہ سے لوگوں کو اس
دے رکھا ہے، اور غلامت پسند نعلن فیسوں و آزادی دے رکھی ہے،
کہ جس جید روی سے چاہیں تو جو ان لوگوں کے اخلاق حیا و غیرت پر
دن دباڑے ڈاکے ڈالنے میں اور کھلے خواہنے انہیں شیطانی راستے
دلہاتے ہیں، کیا شرمندہ غیرت، عیاداری خدا خواستہ دہلی کی فضا
میں اس قدر شفا ہو سکتا ہے، کم از کم یہ مسئلہ تو ایسا ہے کہ بڑا
اڈا عدم تھا، اب بھی اس باب میں حکومت سے فساد نہ کر سکتا ہے، خود
حسن نظامی اور سر اور دہلی مسئلہ ایک صفت میں کھوٹے ہو سکتے ہیں
مسلم ایک اور حمیۃ اللہ اور کاکر میں دوش بدوش کام کر سکتے ہیں اور
ہر پارٹی ہر خیال کے شریعت افزا، اس نقطہ پر متفق ہوسکتے ہیں۔

متاع عزیز

ادکن کے آئینہ حرم کی وفات پر اہل القادری صبا کے اثرات
... دہلی سید احمد علی الدین مرحوم مدبر "مہر دکن" کی وفات صحت
نے ایک کے خوں و لہر میں صفت نام سجھادی ہے، ادا ہے پائے سب کے سب
اس غم میں شریک ہیں۔ "بنا مردہ ہست" واقعہ دہلی ہے آدمی کے اوصاف
دنیا والوں کو ان کے مرنے کے بعد صحیح طور پر نظر آتے ہیں۔ دیر شیر حرم کی وفات
بعد لگا ہوں سے یکایک ہر دے اٹھ گئے اور کہنے، (اس نے دیکھا اور محسوس کیا)
ایک "متاع عزیز" ان سے چھین لی گئی۔
قدرت کا ہر قانون اٹل ہے، اور سوت و سب سے زیادہ اٹل اور
یقینی اور ناگزیر۔

سوت کا آئین کلم ہے بدل سکتا نہیں
ذندگی کے دل سے یہ کاٹنا عمل سکتا نہیں

سوت کا فلا دی سچہ شہتہ کے نرم و اذک علقوم اور فیکر کے سخت و
جگے میں کوئی انیاز نہیں کرتا۔ آدمی مرنے کے لیے ہی پیدا ہوتا ہے، اذک
نفس شے ہی کے لیے کھتا ہے، کا وہاں عدم کا سلسلہ کہیں نہیں ٹوٹتا۔ جو
ہم سے آگے جا چکے ہیں، ہم ان کے پیچھے پیچھے آ رہے ہیں۔ دیر مرحوم کی
ہم کو بھی ایک دن ملے، لیکن غم اسکا ہے کہ سید مرحوم ایسے وقت
ہم سے جدا ہو گئے، جیکہ انکی زیادہ سے زیادہ ضرورت تھی۔

اں سے فلک ببرا جواں تھا اچھی سید
کیا تیرا بگڑا جو نہ مرنا کوئی دن اور

قالب کی روح سے شعریں غصعت نعرت کہنے سانی خواہ ہوں
سید مرحوم کی زندگی کا سب سے زیادہ نمایاں صفت یہ ہے کہ وہ

مطلب کا لہجہ قسود و طلب اشد نسوہ سنا (میں)

اور ان سے ایک عالم سرباب ہو جاتا ہے۔

اس قسم کے کہنے کی مثال انسانی آبادی میں صحراۃ انبیاء و رسل
کو ان کے حبشہ یقین سے ایک عالم اپنی پیاس بجھاتا اور تسلی پاتا ہے۔

اور اس سے بھی اشدک مخلوق کسی نہ کسی درجہ میں سرباب ہوتی ہے)

اس نوعیت کے چہروں کی شاہیں اولیاء است اور راز و خفیہ بینا

کر ان سے میں ایک بڑا طبقہ انسانوں کا آخر ضعیف ہو کر رہتا ہے۔

اور اس طرح خود اپنے اثر کا ثبوت ہم پونہا جاتے ہیں۔

اس طبقہ کے چہروں کی مثال عام مومنین ماسکین ہیں کہ دوسروں کی

اسلاماء و ہدایت ذکر سکین جب بھی اپنا ایمان و سلامت سلمی بلنے

اور اپنے قبول حق کا ثبوت دے رہے ہوتے ہیں۔

ذکر چہروں کا چلا رہا ہے۔ چہروں کا مجموعہ وسلم انکی مساوت مشاہیر

ان میں خشیت اشدک کر کے اور ان پر ہیبت الہی کا اثر کیونکر؟

جہاں اہل حق کے دیگر وہ چمکتے ہیں اور وہوں ہی حق ہیں۔ ایک

طبقہ کتاب ہے کہ خشیت الہی کا یہ اثر چہروں پر ہے اپنے نفسی جنتی سنوں

میں ہوتا ہے۔ یعنی بعض چہروں میں بھی گراؤ کا جزو ہوتا ہے گو ان کے مرتبہ جاتی

کے مطابق اور ان میں فہم و ادراک کی قوتیں ہوتی ہیں، انکی سطح جہر کے

مناسب۔ جیسے طور اگر آخر جا رہی تھا، لیکن تجلی الہی کے وقت ہلاتی

سے چرچہ ہو گیا

ایک بان اشد علی ذکر اعلیٰ یعنی بحجۃ العزۃ و العظم (ابن جریہ)

ذہب قوم و ہر المری من جاد و غیرہ انا صا حقیقہ (روح) و مذہب اہل

انتہا بحجۃ ان شد قالی طانی اجماعات رسا و یکوا امت سوی العتلا

لا یقت علیہ مرشد لہما مللہ و تسبیح و ختمہ (مسالم)

لیکن ایک دوسرا گروہ یہ کہتا ہے کہ خشیت سے مراد وہاں خشیت مجازی

یا انقیاد متکوین ہے۔ عقل، فہم، شعور و ارادہ سے نہیں، لیکن ہر حال میں

انتظار ہی پر تو سوچ و ذات کا ہر ہر ذرہ قدامین الہی کے تابع ہی ہے۔ اسی کو

جہاں مجاز خشیت الہی سے جبر کر دیا گیا ہے جسے خود مدار و قرآنی ہی

میں ایک دوسری جگہ ارادہ کو بے روح و بے جان ارادہ کے ساتھ منسوب

کر دیا گیا ہے۔ یہ ارادہ بیدار و بیدار (کف) حال اسب جلتے ہیں کہ ہوا

میں کوئی قوت نہ ارادہ کی ہوتی ہے نہ خواہش کی

انما اربہ بکلف من عظم امر اشد بری کاہن ابا خاش من ذل نشہ

(ابن جریہ) و اخشبہ مجاز من الانشیاد (بیضادی) قالی نام ان الخشبہ کاہن

من لا نشاہ و لا مرشد قالی (روح)

نشدہ خربہ تم و بے خبر ہے نہ بلانات دے اعتبار سب اور اس کے علم و فہم

مدوں کا حال مغرب شکفت اور شاہد ہو کر رہا۔

گراں بہا ایشار

انجمن ترقی اردو اور ڈاکٹر مولوی عبدالحق صاحب غوام میں ایک بھلا سے مترادف لگے ہیں۔ حق یہ ہے کہ کوئی ایسی علمی ادبی یا سیاسی انجمن پیش نہیں کی جاسکتی۔ جسکی زندگی اور ارتقا کا انتظام کسی ایک شخصیت کی توجہ، ہمت اور ایثار کے انوار سے اس طرح سمجھو جس طرح انجمن ترقی اردو ڈاکٹر عبدالحق صاحب کی چاندنیوں نے انوار سے ہمور ہے۔ زمانہ سے سیکڑوں ملک بدلے۔ ملک سے اوضاع میں کمی و کثرت پیدا ہوئے۔ لیکن ہم نے جب سے جوڑ سنہ لایہ ہوئی وہی علم و صاحب کا نام عزت انجمن ترقی اردو سے وابستہ دیکھتے رہے ہیں۔ آج بھی اس بزرگی ہستی کے فکر و عمل کی ہر استعداد و صورت اس انجمن کے لیے وقت ہے۔ انھیں اللہ تعالیٰ نے ایک بہترین دانے اور بہترین مسابقتیں ملی کی تھیں۔ وہ ایک زندگی کے ہر زمانہ میں زیادہ سے زیادہ دنیا کی تنسیب حاصل کر سکتے تھے۔ لیکن انکی توجہ اپنے اس عزت و ایک کام پر جم کر رہی تھی۔ کسی ایک قوم یا کسی ایک گروہ کا نہ تھا بلکہ سارے ملک کا ایک کام تھا۔ اسی کو اپنی زندگی کا نصب العین قرار دے کر وہ غوام سے سامنے رہے۔ آج انکے سامنے مشہور خطر کے سامنے دنیا کی گردن اٹھاتی ہے۔ اور انجمن ترقی اردو مولوی عبدالحق صاحب کی ہر دست و پا کی بہترین اور عقیدتورن علمی مجالس میں نمایاں حیثیت حاصل کر چکی ہے۔

مولوی عبدالحق صاحب مدد سے شائع ہونے والی انجمن کا نظم و نسق سنبھالا تھا تو اسکا اندر خستہ و سراپا ایک "پلٹے لوے صندوق" اور ایک "بچھے پڑے رجز" کے سوا کچھ نہ تھا۔ لیکن آج کا نقشہ ملاحظہ فرمائیے:-

محمود سراپا	سراپا
مجموعات	قریباً پچاس ہزار
مالدار بجٹ	قریباً ساٹھ ہزار
سرایہ کمارت	اس ہزار
تقدیر و اہدائیات انجمن	میں ہزار
انجمن کے اثاثے	۱۷۰
	۲۳۲

انجمن کے اعلیٰ ادنیٰ اور بینہ وارس علاقہ برہنہ میں رسالے انجمن کی سرپرستی میں شائع ہو رہے ہیں۔ اول رسالہ اردو رسالہ (دوم رسالہ سائنس (المنہ) سوم رسالہ زبان (چار ٹیڑھ روزہ) ہر سال کم از کم دو درجن کتابیں انجمن چھاپتی ہے۔ جسکے تقریباً بیس ہزار نسخے شائع ہوتے ہیں اور کسی کتاب میں جو مضامین مطالب اور زبان کے اعتبار سے عیادتی حیثیت والے ہیں ان میں سے زیادہ ایاب کتابیں چھپیں۔ اس اور ان میں انجمن کا بھانڈا نہایت بڑا کرنا ہے۔ اس سے مزین ہوا۔ اگرچہ میں اسکی پوری ترست سے آگاہ نہیں ہوں لیکن ہر سال ہر روز کے کتنے ہیں کہ مولوی صاحب مدد

نے اسے ہر اہل حق سے علمی زبان کی درگاہ انجمن کے شایان شان بنا دیا ہے۔ اور یہ سارا اگرچہ کام عزت ایک شخص کی محنت، توجہ، ہمت اور ایثار کی برکات سے ہو کر شہر ہے۔ ہماری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولوی صاحب مدد کو کمال علم عطا فرمائے۔ اور انکی برکات فکر و عمل سے اہل ملک کو زیادہ استفادہ دے اور محفوظ طبیعت کا سوخ دے۔ آمین۔

انجمن ترقی اردو کے کام کا یہ سرسری ذکر ہے اختیار زبان قلم بن گیا۔ جبکہ ہم اردو زبان کے اس نسب سے جسے محسن کے ایک تازہ ایثار کے واسطے میں چھوڑ کر بے فکر ہو گئے۔ بہت کم لوگوں کو معلوم ہو گا کہ مولوی صاحب مدد کی ایک بڑی خصوصیت یہ ہے کہ وہ نمائش سے سلف نہیں۔ انھوں نے اپنی زندگی اردو زبان کی خدمت کے لیے وقف کر دی اور اس سلسلے میں بے پناہ قربانیاں کیں لیکن انکے کسی عزیز دوست اور عقیدت مند کو بھی ان قربانیوں کا پورا علم نہ ہو گا۔ مولوی صاحب مدد کے پاس اگرچہ نشر و شاعت کے کئی وسائل موجود تھے لیکن انکی علمی و ادبی خدمات کے ذکر پر ہمیں نہیں ہوسکتا۔ ایک خاص ضرورت کے سلسلے میں انھیں اپنی ایک خدمت کو بادل ناخواستہ ظاہر کرنا پڑا۔ یعنی یہ کہ وہ مدت و مد سے اپنی ذاتی تنخواہوں سے ایک خاص نام انجمن کے نام سے جمع کرتے رہے تھے۔ اور انکا ارادہ تھا کہ زندگی میں اسکا اعلان نہ کریں۔ گزشتہ سال وہ انجمن کی عمارت کے لیے مدد رآیا میں چندہ جمع کر رہے تھے تو ایک دوست نے پوچھا کہ آپ نے کتنی رقم انجمن دے دی ہے؟ مولوی صاحب فرماتے ہیں:-

"میرا قاعدہ ہے کہ کسی کام کے لیے دوسروں سے اسوت نہ لیں۔ اگرچہ ایک ملک کہ خود شریک نہ ہوں اس ضرورت میں میرا چندہ ہی تھا لیکن شایہ پریشانی کی وجہ سے انکی دوست کی نظر پڑی۔ اس زمانہ کے بعد میں نے معصم ارادہ کر لیا کہ یہ رقم جو میں نے انجمن کے نام سے جمع کی ہے انجمن کے مستقل سراپہ میں جمع کر دوں۔"

جانتے ہو اس رقم کی مقدار کیا ہے؟ چونکہ ہزاروں روپے چوتھوں نے نوپائی کے اٹھانے جو اگر بڑی رقم کے حساب سے کچھ کم پچاس ہزار روپے بنتی ہے۔ مولوی صاحب مدد نے یہ رقم انجمن کی نذر کر دی ہے لیکن یہ خرچہ لگا دیا کہ اگر انجمن کی محنت و عمارت کے لیے مدد ناخواستہ کافی رقم جمع نہ ہو سکے تو انکے عہدہ کو عمارت میں عزت کر لیا جائے۔

یہ ہے حقیقی اور مستقل قومی کام کرنا ان کی شان علم اور عبادت کار۔ کیا انکے بعد جن خواہش و غوام سے یہ اپیل کرنے کی ضرورت رہ جاتی ہے کہ انھیں ڈاکٹر مولوی عبدالحق صاحب کے ایثار، ہمت اور ادوار لغوی کو پیش نظر رکھتے ہوئے ترقی اردو کے کام میں زیادہ سے زیادہ اعانت کا انتظام کرنا چاہیے۔ کہ مولوی صاحب مدد کی شخصیت اپنی تمام دلکش ہمت پدید میں کے ساتھ سچا ہے خود موثر ترین اپیل نہیں ہے؟ (انتخاب)

خط و کتابت وغیرہ

میں اپنا پتہ زیر درجہ کر رہا ہوں کہ مولوی صاحب مدد

ایڈیٹر: عبدالحامد

چندہ اور انتظامی امور

پتہ: دریا باغ - منگل پور - لاہور
ایڈریس: دریا باغ - منگل پور - لاہور

لے یا دے میں مداخلت اس بندہ پر کبھی نہ

نہ خیر عبد الرؤف عباسی مستمرد

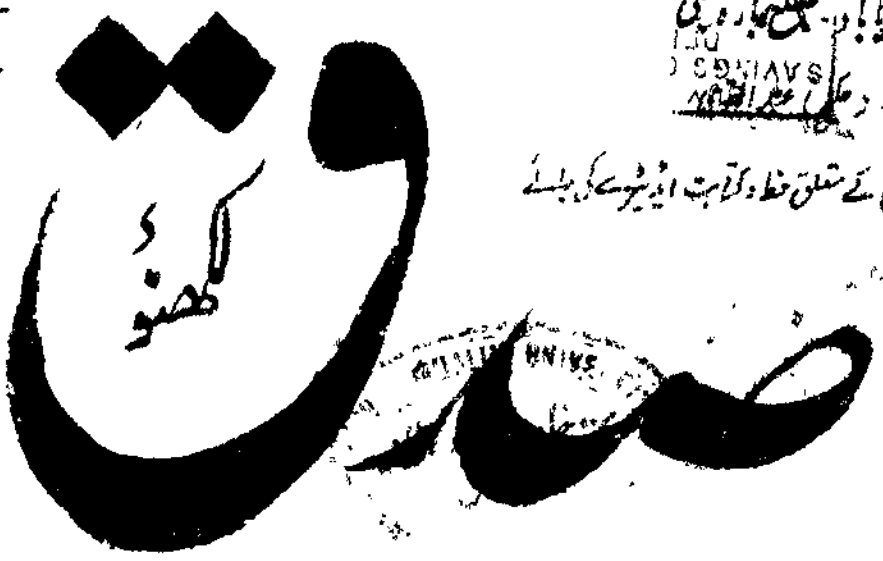
مرشد: پلین - گورنگ - لاہور

چندہ سالانہ

شمارہ

جبروت ہندوستان سالانہ شتاب

قیمت فی پرچہ



ایڈیٹر: عبدالحامد

سہ ۳ - دوشنبہ - ۱۳ - ربیع الاول ۱۳۲۲ - ۳۰ مارچ ۱۹۴۲ء - جلد ۴

سچی باتیں

ولما ان اہل الحرب غیر مومن
احکام الاسلام... بخلات اہل
الذیہ لانہم التزووا احکامنا فی
ربیع الی العیالات کالربود الزنا
... ولابی صلیفہ ان اہل الذیہ
لا یزمنون احکامنا فی الدیانت
وفی ایقنہ نہ خلاف فی المعالمت
فانما آمرنا ان نحرکم وایہ ہون
نضار وکابل العرب بخلات الزنا
لانہ احرام فی الادیان کلمہا والربوا
مستثنی عن عقودہم بقرآن علیہ السلام
مخالفت ہیں... اس لیے ہم کو تو حکم شرعی ہی ہے کہ ہم انکو انہیں کے
دین پر چھوڑ دے ہیں (اور خود عمل نہ کریں) سو انکا حال بھی تو جہنم کا فرقہ
ہی کا سا ہے۔ البتہ وہاں ایسا نہ ہوگا کہ وہ ہر مذہب میں تراسے یا سود
خواری سمجھ کہ وہ بھی دینوں کے حقد سے مستثنیٰ ہے یہ دلیل حدیث حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے۔

اسکے ایک خاص جزئیہ میں خود اللہ خفیہ کے، یہاں اختیارات ہے۔ یہاں
نہ بحث اس نفس مسئلہ سے ہے نہ اس اختلافات پر محاکمہ مقصور ہے۔ یہاں
میرت ہے کہ ایک چیز پر: دونوں فرقوں، یعنی کل انہ خفیہ متفق ہیں اور
دوسرے کہ دارالاسلام میں اسلامی حکومت میں نہ کھلی ہوئی حرام کاری ہے
اسی حال میں رد وادار کی بجائے عین سچی اور نہ کھلی ہوئی حرام خود کی (مستند) جاری
بازی و سود خواری) ہے! — کسی حال میں بھی نہیں۔ دینوں کے
ساتھ جو، نایتیں شریعت اسلام نے کی ہیں اسکے قابل غیر مسلم بھی ہیں۔
جو حقوق انہیں قانون اسلام نے دیے ہیں، انکی نظیر سے دنیا کے قانونی
بھڑکھانی ہیں۔ ذہنی اپنے طوطی پر پوچھا جاسکتے ہیں، اپنی باتیں
کر سکتے ہیں، شرابیں پی سکتے ہیں، آنا پاک جانوروں کا گوشت، نجس
غذائیں کھا سکتے ہیں۔ عذر یہ ہے کہ انہیں کفر بلکہ شرک تک کی آزادی
حاصل ہے۔ لیکن نہیں اجازت ہے تو کھلے بندوں جو اکیلے کی! —
نہیں اجازت ہے جس طرح لوگوں کو نہر کھیلنے کی، غلطی کو پہنچانے
کی، شہس اجازت ہے اسی طرح نضاک کو سموم کرنے کی، لوگوں کے اخلاقی
قتل ومارت کی، انسان کی روح کو ہلاک کرنے کی!

اسلامی حکومت، کمال صورت میں نہ ہے، کسی قدر ناقص صورت میں
بھی اگر آج قائم ہو جائے، تو آپ کو معلوم ہے کہ دنیا سے کس قدر سن وچور
نہ کر رہے، مصیبت کیسی ناپید ہو جائے، اچھلے اور قبحہ خاستہ ایک نہ
باقی رہیں۔ "چوک" اور "جاڑی" اور "سفید گلی" کی قسم کے بالانگہ
اسفل انسانوں کو پہنچ جائیں۔ بڑے بڑے بڑک، ساہوکار، بے نیلکار
سب مٹ کر رہیں۔ بڑے بڑے ہمارے جوں کا، اپنی بڑی بڑیوں کا نفع و
ہو جائے۔ گورنمنٹ کی بازیوں، فٹ بال کی بازیوں کی کوئی بات نہ
پوچھے، کاروبار ال کا، لاطریوں کا نام نہ نشان نہ رہ جائے، منشا طمان

عبارت فقہ متفق کی مشہور، مستند کتاب ہادیہ کی ہے (کتاب الفہام)
باب الفہم، فصل آخری۔ فقہ کی کتابوں میں ایک بحث یہ آئی ہے کہ اسلامی
حکومت میں اگر کارفرما اپنے طریق پر شادی کرے تو اسکے کیا احکام ہیں۔

میں، نگار خانوں میں ڈال ڈالنے لگے۔ انسانی مناصیوں کے جگہ دس اور
شیطان فطرتوں کے یکدہ میں خاک ڈالنے لگے اور دینا ہی نہ دیا
اور مضر دنیا آشتی و مانیست کے لحاظ سے عدل رسالات کے لحاظ
سے اکبر بار پھر جب مانیست بن کر سامنے آ جائے !

دینا - دیر و سونہ کی چیزیں

۱۲۔ ہر روز صبح کو ذی القلم سے دیکھنے میں چند ہزار سے زائد تین

سان اور مرکب الحاد، عقلیت، تفکیک، دیانت کی راہ سے آراہنہ اور
تدبیر، خط و نشان، نظریات اور مسائل، شک و گمانات کی آڑ میں کیے جانے
والے، یہ فتنہ و دھوکہ ناموں سے بڑھا شرمناک ہوا ہے اور چہرہ کے ان
تغایوں کے نام بہ شرمناک اور شرمناک اور تنہا ادب کے تحت شرم اور شرمناک
نہاں، نہایت زیادتی کافی حد تک اقبال کے کلام میں موجود ہے۔ ضرورت
اس کو چھپانے، چھپانے کی ہے۔

پیش پیا پچھلے دس برس ان طور کے، اتم کا بڑا، اچھا،
تو اس کی بیک لائبریری دیکھ کر بھی افسانہ ہوا تھا۔ اور اسے کتب خانہ
پر گھوم دی گئی تھی۔ مدنی ملت (۵۰-۶۰) میں وہ بڑی شایعہ بھی ہو چکا
اس کے آخری کڑے سب ذیل تھے:-

"محض اندوہنا کا بڑا ہوا ہے، کوئی سیر، عقلیت نہیں، ضرورت نہیں
سے زیادہ کیفیت پر اور، مدنی سے زیادہ ذہنیت پر زور کرنے کی ہے۔
کوشش کیجئے کہ ان کے انخاب میں کہ آپ کے ہاں ذہن زیادہ
سے زیادہ صالح" لڑ بھڑ کا جی رہا اور پڑھتے والا جب لائبریری
سے باہر تدم گئے تو ذہن و دانش دونوں سے بہرہ ور ہو گئے تھے
بہرہ ور کئے کچھ حاصل کر کے کئے، کچھ مناجات کر کے نہ کئے۔

اب اب نفس سے رہا ہو سکے ایک مقامی بازار کا تراشہ اسان کیا ہے، جو
میں جو شرمناک آبادی صاحب کا سانسہ اسی کتب خانہ کا چھاپا ہے۔ اسکا اقبال
ذیل میں خط ہے:-

"میں اس کتاب خانہ کے اباب مل، عقد کی خدمت میں یہ ضرور عرض
کر چکا کہ وہ میرے قدیم ادیب اور جدید نا اجد صاحب دریا ہوا
کے صالح" لڑ بھڑ کو اس طرحت میں برگز بار اباب نہ ہونے دیں اور
ایسی کتابیں کو جمع کریں جو عصر حاضر کے تقاضوں کو پورا کرتی ہوں
اور میں سے ذہن انسانی کے اور لمبائی پیدا ہوتی ہے۔"

اس سے قطع نظر کہ سائنس کی کتاب میں کسی کے نام کی تصدیق کے ساتھ اصل تو یہ
کچھ آنا خوش ذاتی کے آئین میں کہاں تک درست ہے، اصل سوال یہ ہے کہ
ادب والے سائنس کے آخر میں جن کی توجہ جو صاحب ضروری سمجھے؟ بالکل
نہ کھل سکا کہ انہیں اختلاف کس پلاسے ہے۔ کیا وہ نہیں جانتے کہ لائبریری
میں آئے والے دین و دانش سے بہرہ ور ہو کر تدم باہر نکالیں؟ کیا وہ یہ جانتے
ہیں کہ سب سے اخلاق، شرافت اور فیرواری کے لوگ زیادہ سے زیادہ تعداد
میں بد اخلاق، گندگی اور بیوہ و گریں کا درس حاصل کرتے رہیں؟ کیا انکے خیال
میں قرآن مجید پر مکتب و پرستش کتاب، جیسے تیرے "آکسفورڈ" اور "کیمبرج" اور
برلن اور پیرس اور اسکول اور ٹیوٹوریل لائبریریوں اور پڑھان رکھنا
غیر سمجھتی ہیں؟ یا سجدی اور حاکم اور سنی و عہد و بی اور اکبر اور عالی اور اقبال
اور فرغانی اور شبلی کی کتابیں ذہن میں جیسے لینے کے ہستی پیدا کرتی ہیں؟
یا ترمذی اور بیہ ضروری ہو گئی تھی، کہ جو یہ کا پیش کرنے والا "ایک جدید تقاضا"
چکا کہ اسے کھنڈے والے ہے۔

دعوت دین کے لئے جو اسکے جو ازمیں اقبال کو یہ مسودہ کیسے چھوڑا

دختران تہذیب نہ ایک کے ایک اخبار میں سب سے ذیل اشتہار
نمائاں طور پر شایع ہوا ہے:-

"۱۰۰۰ نوجوان عورتیں ہیں، عمر ۱۵-۱۶ سال دلی لئے پاس
سمجھدار، طبعیوت، ادبی، حوصلہ مند، ادبی ذاتی رکھنے
والی، مفلس، اور کاری کر سکتی ہیں، فیس کر سکتی ہیں، کما سکتی
ہیں، سینا پر دانا اور کشیدہ کاری جانتی ہیں، تقاضی کر سکتی
ہیں گھر کے کی سواری کر سکتی ہیں، چاروں کو کتابیں پڑھ کر
متا سکتی ہیں، ایک اور برج کھیل سکتی ہیں، فرانسیسی، جرمن،
یونانی اور روسی بول سکتی ہیں، پینا نہ سجا سکتی ہیں، گتوں کو
نمو سکتی ہیں، ہوائی جہاز سے کر سکتی ہیں، بچوں کی دیکھ بھال
کر سکتی ہیں، اقبالی کر سکتی ہیں، نوٹ لکھنے سکتی ہیں۔"

اشتہار اپنے رنگ میں کوئی بالکل "اور اور دکھائیں۔ امریکہ سے گزرا کر اب تو
اس سے ملے جلتے، اگر یقیناً اس سے کہیں ملے، اشتہارات ہندوستان
کے انگریزی روزناموں، اسٹیشنیں وغیرہ میں بھی کئے گئے ہیں لیکن شرمناک
کو آخر اس قدر ہمارا نفس اور خواہش بیاں کی کیا ضرورت تھی۔ فقر و
سادہ لفظوں میں یہی کہیں نہ دیا کہ بھڑ بھڑ ہر کی خدمت گزارانی اور شرمناک
دعا داری کے، اور پھر ہر اور بدو صفت موجود ہیں یا اگر ہر عزم کے یادگار
الفاظ میں، ۶

سب کچھ اٹھنے دے، دکھا ہے شرمناک ہوا

اپنی رسوائی

پھر پیام اور جان، سکون، نام نہا، بیچ کر ہر دم کو سوجانے کا موسم آ گیا
یہ تڑپ، یہ درد، یہ آنسو، یہ دنگ کی گنگ، ات نہاب آواز اور بڑا کا ہر حال
یہ دو شرمناک و طوفانہ دور، ہر ساری غزل، اسی قسم کے صفا میں سے ہر غزل
ہے۔ سینے اور سن کر خون کے آنسو دینے کے غزل اب محو، "انہیں بانہ" آگئی یا
خاتون کی ہے۔ اور ایک کثیرا کثافت رسالہ شایع ہوئی ہے، اب ہر خود
ہی پر کیا کم صفا تھی، کہ بھائیوں کے ماتہ ہوں نے، شرمناک کے حلقہ بیوہوں
نے، یا پوس کے ساتھ بیٹوں نے دینا شروع کر دیا۔ غیر اسلامی تقاضوں
کے یہ نتائج برابر آ سوت تک قائم ہیں، جب تک خدا، حکومت، تمدن، مسلمان
ہیں کی بنیاد اسلامی اصول پر قائم و محکم نہ ہو۔

محمد علی کی کتاب

مولا محمد علی کی انگریزی کتاب (پرس سٹاک، غلہ بونی) کا
تذکرہ صدقہ میں آچلا ہے۔ پنجاب یونیورسٹی کے ایک طالب علم کی پڑھ کر
اپنے خط میں لکھتے ہیں: "اس زمانہ میں میں کہ اسخان سر پہا کی کتاب یہاں کشن پان کثیر
آخر کتب خانہ کے، نہ سکا۔ ایک سنی نے تو اسے عشق رسول میں اڈیے ہے کچھ مسلمان
کے دل کے چھڑ گئے ہیں جو مغرور لاس پیچھے رہے ہیں۔ اسے تہذیب و تمدن کا
کے علم سے محفل سکتی تھی۔ غریب کو نہ نعت کا پورغ ہی کہاں، محض نظم و نعت
بالکل بڑائی سودہ تھا، بعض قدرت حق سے منور عابد پڑ گیا۔ کہیں کہیں ان کے ساتھ نظر آتا

یہ دو شرمناک و طوفانہ دور، ہر ساری غزل، اسی قسم کے صفا میں سے ہر غزل ہے۔ سینے اور سن کر خون کے آنسو دینے کے غزل اب محو، "انہیں بانہ" آگئی یا خاتون کی ہے۔ اور ایک کثیرا کثافت رسالہ شایع ہوئی ہے، اب ہر خود ہی پر کیا کم صفا تھی، کہ بھائیوں کے ماتہ ہوں نے، شرمناک کے حلقہ بیوہوں نے، یا پوس کے ساتھ بیٹوں نے دینا شروع کر دیا۔ غیر اسلامی تقاضوں کے یہ نتائج برابر آ سوت تک قائم ہیں، جب تک خدا، حکومت، تمدن، مسلمان ہیں کی بنیاد اسلامی اصول پر قائم و محکم نہ ہو۔

طاری بوجانی ہے اسی کو 'الغوی' کہتے ہیں۔ قرآن کا اعلان ہے کہ خدا کا کوئی کُشت اور خون سے نہیں پکڑ سکتا۔ البتہ قربانی سے ان اسباق کی روح کو جذب کرنے والوں میں جو تعویذ پیدا ہوتا ہے اس سے خدا کو کڑوا جا سکتا ہے۔ لیکن خیال اشد کچھ ہوا: لا داء و لا دکن یا ہما الغویٰ منکم کی زینت میں اس کی طرف اچھا ہے۔

ہے اس کی طرف اشارہ کیا بیسے کو فراموش کرنے والے کو بھلائی کے مقابلے میں
مرزا علی گاہی زندگی کا غلبہ اس میں بنا چاہیے۔ جہاں ہی ملاؤں جب ایک کج
قد میں پرمان تھا، کرتے تھے تو مضیق علوم و ملاؤں کو کیا کرنا چاہیے۔ جہاں پرانا
ملاؤں ایک سے بہرہ کے آدنی بیٹھا اسلئے (سوچو دراپنے آپ کے)
کے فرمان، ان ملاؤں میں ہے۔

۱۔ حقیقی دانا کے حقیقی مملوک کو وہی سنت کا نام انبیا ہے۔
 ۲۔ انا کے سنت اس فرض کے اسم اس کو دانا کہتے ہیں۔
 ۳۔ ہر دانا کے بنیاد کو جو پروردگار میں اور اپنے الگ ہے۔
 ۴۔ کہتے ہیں کہ ہر دانا کے ساتھ ہے۔
 ۵۔ انبیا حقیقیین اللہ کے نام کے۔
 ۶۔ ہر دانا کے بنیاد کو جو پروردگار میں اور اپنے الگ ہے۔
 ۷۔ کہتے ہیں کہ ہر دانا کے ساتھ ہے۔
 ۸۔ انبیا حقیقیین اللہ کے نام کے۔

(۴) مجاہدی ملوک مجازی مالک کی بھڑی کس تہب، ارشد کر دیتے
تو اس ارشد کو کہتے ہیں کہ اسی سے ہم اپنے دنیاوی مصائب کی حلیف کو نکال
کر سکتے ہیں۔ جو کچھ نقص میں پہنچ رہا ہے۔ حقیقی مالک کی طرف سے
پہنچ رہا ہے۔ پھر تب مجاہزی ملوک مجازی مالک کی بھڑی برداشت
کر لے کر خزانہ ملوک کو اپنے حقیقی مالک کی کن چیزوں کے برداشت کر لینے
کے لئے آتا۔ نہ ہونا چاہئے۔

والصالحین علیٰ اٰلہما جو اس صبر کرنے والے اُن مسعدوں پر جو انھیں پہنچیں
میں قربانی کے اس بین کی طرف رہنمائی پائی جاتی ہے اور دنیا کی مصائب
و آلام کی اذیت لے احساس کی کمی کا ذریعہ یہی قربانی کی زخموں میں کوبنا چکا ہے۔
(۵۔ مجاہد کی مملوک کو جس کا لایا جاتا ہے حاضر ہو جاتا ہے اور مجاز میں
اللہ کے قدموں پر سر رکھ دیتا ہے تو حقیقی مملوک کو کیا کرنا چاہیے۔
والقیحی اللہ الموت (رو و قائم رہنے والے ٹانگے) سے اسی طرط ذہن کا تضرع
کیا جا رہا ہے۔

۱۶۔ مجازی ملاوک مجازی ملاک کو اپنا سب کچھ سپرد کر کے اجازت دینا ہے جسے چاہے مجھے کیسے میں حصہ کو بانٹے، دے، دلائے۔
 و ملاوۃ قطعہ نیغنون اور جو روزی ہم نے انھیں دی ہے خیر کرتے ہیں
 یہاں اسی کی تعلیم ہے جو قرآنی اسکے نزدیک سے ہیں معنی ہے۔
 الغرض قرآن یا "نک" صرف ذبحہ نہیں ہے بلکہ وہ ان مشگلہ
 اصول حیات کا ایک ذرخہ دہی ہے۔ حق تعالیٰ کی نسبت جب "قلب" پر

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ : (تصویر کیا زدگی کہ نہیں لکھائے اسکو جس پر نام لیا گیا) اور پھر سیرے طریقے سے سبکی حکم دیا تاکہ عالم دین کہ ہم اللہ علیہ السلام کے ہاتھ پر اسے جبرائیل کا نام میں لایا گیا بتایا جائے کہ آخر ایک صوفی علم میں بھی شریعت الکیڈوں کی کیا حاجت تھی۔ یہ منبر، بائنا کہ قرآن میں کسی حکم کو اس طریقہ سے مختلف پڑاؤں میں دیا گیا ہے۔ جبکہ ہنسنا کی حاجت ہی جب ہو سکتی ہے اور اس کے سوا اس بارے میں بار بار مختلف التزکیہ سیرت و فقہاء کے

آزاد کا سنہ میں ..

(۶) قرآنی آیات کو غم کے
 منشاء پر اے عن الذین آمنوا (ظلموا ایمان دان کی طرف سے خداوند کی طرف سے)
 کی آیت شروع ہوئی ہے۔ خدا اہل ایمان کی طرف سے خداوند کی طرف سے۔ ظلم
 ہے کہ خدا اور راست تو خداوند کے لیے آئینہ۔ اسباب ہیں گے ہیں ہیں
 ان کی طرف سے۔ کیا قرآنی سے خداوند کی طرف سے بھی مسلمان ہیں
 پیدا ہو گئے ہیں۔ قرآنی کے ساتھ ہیں اسکا ذکر ہے اور سترہ کی معنی لکھ کر۔
 عورتوں تک کو حجاب اسلام میں حکم ہے کہ اپنی قرآنی کو نہ کرتے
 ہوئے کہیں۔ حضرت ابو موسیٰ ؓ اپنی معنی اللہ عنہ نے اپنی لڑکیوں سے
 خود قرآن کو نہ کرتے تھے۔ یہ بتانا غلط ہے اور معنی اللہ تعالیٰ عنہا کو
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حکم دیتے تھے کہ اپنی قرآنی کے خون کو بنا کر
 لکھو کہ ہر قطرہ خون ایک گناہ کی مغفرت کا عطا میں ہے۔

حنفیوں نے خون بہتی ہوئی لاشوں کو ترچے نہیں دیکھا ہے اور ان کے میدان جنگ میں اگر گھر جائیں تو اس خونِ تھارہ کی کیا تاب دے سکتے ہیں؟

-- پس ہر سال اس نظارہ کی مشق خود اختیار کری اور مدافعت کا بھی ذریعہ ہے۔ مدافعت کی آیت کا ذکر قربانی کی آیتوں کے بعد، بظاہر قرآنی کے اسی پہلو کی طرف اشارہ ہے۔

الغرض قربانی زندگی کے ان ہی ۲۲ اہت اور مالک سے ملوک کے
 استحکام تعلقات کا ذریعہ ہے۔ اسی لیے قرآن نے
 وَاللّٰهُنَّ جِبَالٌ مِّنْ لَّدُنَّ شَعَارٌ ۚ اور قربانی کے جاؤ کو ہم نے اللہ کے
 شعار میں بنایا ہے۔

یعنی اللہ بن قربانی کے جاذب کو شاعر اللہ ٹھہرایا گیا ہے۔ یعنی بندہ اور خدا کے باہمی تعلقات کے شعور کے بیدار کرنے کا ذریعہ ہے، یہی قربانی کی روح ہے۔ نواز عبد الصغیٰ ان روحانی اسباق کی کتاب کا گویا مقدمہ ہے۔ جب قربانی کا عمل ہو گیا یعنی جن امور کا شعور مقصود تھا ان کا شعور مقصود تھا، لہذا شعور بیدار ہو گیا۔ اب اس کے گوشت کو نکھڑا سنا : اَلْمَوْتُ الْقَلْبُ وَالْمَعْرِ (کھاؤ اور جو نہ اٹھیں اُن کو بھی جو سامنے آکر آئیں اُنہیں میں سے رہے دو) = ایک عام نیکی اور حسن سلوک کا حکم ہے لیکن قربانی کی روح سے جو نادر نعت ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ کچھ یہ خبرات کر دینا بجا سے قربانی کے زیادہ مفید ہو گا۔ انہوں نے اس عبارت کے راز کو نہیں سمجھا ہے۔ کیا اپنی کاشفاد کوئی ہو اسے یا لباس کی جو غرض ہے وہ دینی سے حاصل کر سکتا ہے اُن لوگوں کے لیے جو مذہب اور مذہبی اہل و انہل کا جوکل فلسفہ چارہ کہتے ہیں کیا سچا ہے اپنے وارث کے اٹکے لیے یا ہر نہ تھا کہ خود مذہب کے تصنف سے اس کے احادیث پر چھو یا اربین۔ اگر اذن لمیب کے فراتفت میں نہ تھا وہ نقل نہیں آئے۔ اپنے شعور و رشتہ کے ہر جزو کا تصنف

دربار رسول میں مقتدا قتل

از جناب ابو القاسم دلاوری

حضرت محمد کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بدل و انصاف کو ثابت ارادہ کر دیا تھا۔ داد و داری پر نہ کوئی روپیہ پسہ خرچ ہوا تھا نہ کوئی رنج و حسرت انسانی پڑتی تھی اور نہ عمر گرامی کے قیمتی اوقات برباد ہوتے تھے۔ یہ آپ کی عام فساد مہذب ملکوں سے انصاف اور داد و داری کو ایسے جو دس بلکہ دیکھا ہے کہ داد و داریوں کو اپنے دعوے سے دست بردار ہونا ہزار درجہ آسان ہے کہ ہمیں اور برسوں تک بعد الہوں میں اس سے اسے پھرنا اور انصاف اور داریاں ہیں۔ لیکن دنیا کے مصلح اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کا آسمانی مہینہ اس قدر صاف اور سہل تھا کہ انصاف کے حاصل کرنے میں تلخا کوئی دشواری نہیں تھی۔ قصداً کو آئید تھی کہ عقیدہ غضب کی حالت میں کسی عذر کی سماعت نہ کریں۔ سب و انیزان عدل کا قہر ایک طرف کھینچا۔ جیسے اور کوئی غریب سے غریب آدمی میں داد و داری کے لئے آئے تو اس سے نرمی اور خندہ پیشانی سے پیش آئیں تاکہ انکار و غایں اس پر خوف نہ رہا اس کا مطلب اثر نہ ہو۔

میں طرح رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم خود عفو و درگزر کے فوٹو تھے۔ اسی طرح اپنے پردوں کو بھی اس صفت سے صنعت دیکھنا چاہتے تھے۔ چنانچہ آپ کا ایک شور و شاد ہے کہ اسامہ میں نہ سز ہے نہ عذر۔ (موطاے امام مالک) سز تو کسی کو احسن تکلیف دینے کے لئے ہے اور سز کسی کو انتقام سز پر پہنچانے کا نام ہے۔ آپ نے سزا سے بھی منع فرمایا اور اپنے پردوں کو ہدایت کی کہ گویا بڑا بڑا لیا شرفاً جائز ہے لیکن عفو و درگزر دوسن کا سب سے اعلیٰ جو رہے۔ ایک حدیث میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ سب کس شخص کے دین کو عمدہ ہو چکا ہے جاتے اور وہ عمدہ ہو چکے دہلے کو صحت کر دے تو حق تعالیٰ اس کا ایک درجہ بلند کرے گا۔ (ترمذی و ابن ماجہ) اسی سنی میں مذکور حکم الحاکمین کا ارشاد ہے

و جزاء سیئۃ سیئۃ مثلاً
فمن عفا و مسلح فاجرہ
صلی اللہ (۵۰۱۲۱)
اجر (عظیم) علی فرما چکا۔

جیسے بھوک کے بعد حضرت سید روح اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دینہ منورہ میں ملکا نہ وقتاً حاصل ہوا اور تمام مقتدا آپ کی حرمت و حرمت کے آہستہ شریکی چھوٹی چھوٹی نزاع کا تصفیہ کر سکیے حضرت فاروق اعظم کو نامی سرفراز دیا تھا البتہ عینہ و بعضا فاساد اور وہ دونوں ایک کے اعلیٰ قبائل کی نام پر تھے بری جنوں میں خصوصاً قتل کے عذر سے آپ خود قصص فرماتے تھے۔ قتل کے عذر سے آپ نے یہ امر فرمایا تھا کہ اگر مقتول کے ورثہ یا اس میں قاتل یا وارث ہیں

یا خونہا میں یا صاف کر دیں۔ لیکن آپ موثرانہ کرورت کو پہلی دوش صورتوں پر ترجیح دیتے تھے۔ اور اس عذر کے پیش نظر عفو و درگزر کی کوشش فرماتے تھے کہ قاتل اور مقتول کے خاندانوں میں کوئی عداوتی حکم پر ہی نہ ہو اور عفو و بخشش کی صورت میں قاتل کا خاندان مقتول کے ورثہ کا ہمیشہ ممنون احسان رہتا ہے اور آئندہ کے لئے ان میں کسی آگاہی تصفیہ کا عذر نہیں رہتا۔

یہاں ضحاکا ہمارے اعلیٰ الوقت انگریزی قانون کی عامی اور یہودیگی ملا عذر ہو۔ فرض کر دو ایک بیوہ کے دو بیٹے ہیں۔ ان میں کسی بات پر نزاع ہوئی اور بڑھتے بڑھتے ذہن و باطن تک پہنچ کر ایک نے دوسرے کو قتل کر دیا۔ اب انگریزی "انصاف" تو یہ ہے کہ بیوہ کا دوسرا بیٹا بھی قتل اس میں مارا جائیگا۔ اور وہ فلم غضب اپنے دوسرے لڑکے سے جس محمد م کردی جائیگی جو ایک کے قتل ہو جانے کے بعد اس کی زندگی کا آخری سوار تھا۔ لیکن شریعت اسلامی نے چونکہ مقتول کے ورثہ کو مرثیہ کرنے کا بھی اختیار دیا ہے اس لئے وہ اسلامی قانون کے ماتحت اپنے دوسرے بیٹے کو سچا کر اپنے لئے ذریعہ تسکین مہیا کر سکتی ہے۔ اس ایک مثال سے سادہ داری و انصاف دو مختلف قوانین کے مضمون و قبح کا موازنہ کر لیجیے۔ قتل کی داد و اتوں میں آخرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مصلح نظر ہوا تھا کہ آبداد کے لئے قاتل اور مقتول کے خاندانوں میں صلحت اور محبت کی نصفا پیدا کی جائے اور بخشش و انصاف کا نشو و نما روک دیا جائے اسی بنا پر آپ قاتل کی جان شافی کے سبب سے کوشش فرماتے تھے کہ اسے سزا کے جنگل سے بچا لیا جائے۔ چنانچہ چند نظائر ملا حکم ہوں :-
معمم بن جہانہ یعنی نے حالت اسلام میں تباہی الشیخ کے ایک آدمی کو قتل کر دیا۔ مقدمہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش ہوا یہ قتل کا سب سے پہلا مقدمہ تھا جسکی سماعت دربار رسالت میں ہوئی۔ اس مقدمہ میں عینیہ نے مقتول کی طرف سے گفتگو کی اور اقرار بن مابین نے قاتل کی وکالت کی۔ آپ نے مقتول کے وکیل سے فرمایا، یقیناً کیا تم زیت (خونہا) قبول نہیں کرتے ہو؟ عینیہ نے اتنا کہ اس کی اسوال اللہ میں ذہن ہرگز قبول نہیں کروں گا اور مجھے اس وقت تک سہن نہ آئے گا جب تک معلم (قاتل) کے خاندان کی عورتیں میں دہی رنج و صدمہ نہ اٹھائیں جو ہمارے خاندان کی عورتوں کو برداشت کرنا پڑا۔ آپ نے مکر فرمایا یقیناً کیا تم دافن خونہا قبول نہیں کرو گے؟ عینیہ نے کہا، ہاں سواریاں ہیں خونہا میں چاہے ایک خون کے بدلے خون چاہیے۔

یہ سن کر قاتل کے خاندان جو لڑتے لڑتے ایک شخص سے کہیں کہتے تھے کہرا ہوا۔ یہ شخص چھپا ہوا تھا اور ہاتھ میں ڈھال لے رکھی تھی۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ میں اپنے قبیلہ کے نبول اسلام کے آنا نہیں تاثر کے اگلا کہ قتل کا ایک ایسی مثال ہاں ہوں جیسے چند بکر یاں کسی چٹہ پر پانی پینے آئیں۔ لیکن جو پہلے پل آئیں ان کو تیرا دیا گیا تو پھینک دیا جائے گا۔ (اسکا یہ مطلب تھا کہ اگر آپ آبداد اسلام ہی میں قاتل کو قتل کر دینگے تو اس کے خاندان کے دوسرے لوگ جو ہنوز دائرہ اسلام

میں داخل نہیں ہوتے انہیں اسلام سے رشتہ ہو گیا کہ اسلام میں حضور
و دیگر نہیں ہے۔ پس یہ مثل سادہ ان کی تھی کہ ایک کبریٰ کو مار کر سب کو
ہلا کر دیا۔ اس کے بعد اس نے دوسری تیش پیش کی اور ہلا کر ایک
طرغہ نکال دی۔ اس کے بعد گڑھے (یعنی اگر آج اس کی طرف سے فوج
قبول کر لیجئے تو کیا ہمیشہ ایسا ہوگا؟ یہی ہونا چاہیے۔ پھر کسی سے فدا
میں لے لیجئے گا۔ آپ پہلے علم کو منسوخ کرنے کے مجاز ہیں۔ آپ نے
فرمایا میں جو ہمارا لانا نہیں۔ ہمارا رشتہ مقتول کے رشتوں کو دینے کا ہے۔
علم (ذاتی) ایک لوطی لٹا ہوا ہے۔ گندم کوں جو ان تھا۔ یہ سوائے
مقتول کے دوسری میں نہیں کے تھا۔ سب پر چھا تھا۔ جب بری کر دیا گیا
تو آپ کے سب سے آگیا۔ سوقت اس کی آنکھوں سے سیرا نکلا۔
تھا۔ عرض پر ابوا۔ یا رسول اللہ! مجھے گناہ ہو گیا۔ اب میں
تو یہ کرتا ہوں آپ میری مغفرت کی دعا کیجئے۔ آپ کو اس عادت کا
بڑا عیب تھا۔ آپ نے غلط طریق میں فرمایا تم نے اس کو قتل کیا؟ اپنے
ہتھیاروں سے قتل کیا؟ سلطان ہونے کے بعد؟ یا اللہ! مجھ کو نہ بخشنا
یہ سن کر محکم اڑھیں مار مار کر روئے گا۔ اور اپنے آئینہ عیاد کے کہنے سے
پہنچتا ہوا تھا۔ راسل میں طلب مغفرت کی یہ درخواست سخت بے بسی
اور قتل اور رشتہ تھی۔ مناسب یہ تھا کہ چند روز کے بعد جب حضور کا رشتہ
درجہ جاتا تو پھر درخواست بخشن کی جاتی۔ (امم) محکم کے خاندان کا
بیان ہے کہ آنحضرت نے اس کے بعد محکم کے حق میں مغفرت کی دعا کر دی
تھی۔ (ابوداؤد)

اسی طرح ایک اور۔ اللہ سینے۔ ایک شخص دوسرے کو شہید
کھینچتا ہوا بارگاہ نبوت میں حاضر ہوا اور فریاد کرتے لگا یا رسول اللہ!
اس شخص نے میرے بھائی کو قتل کر دیا ہے۔ آپ نے کڑی سے پوچھا
کیا تم نے واقعی قتل کیا ہے؟ تو لا ہاں قتل کیا ہے۔ میں اور وہ دو
رخت کے پتے جھاڑ رہے تھے۔ اس نے مجھے گالی دی۔ مجھے غصہ آیا
کہلاڑی اس کے سر پر ماری وہ مر گیا۔ آپ نے فرمایا تمہارے پاس
کچھ مال ہے جو اپنی جان کے عوض میں دے سکو؟ وہ بولا اس کی
اور کہلاڑی کے سوا میرے پاس کچھ نہیں۔ آپ نے فرمایا کیا تمہاری
قوم کے لوگ تمہیں قہر دینگے؟ اس نے کہا "ان کے دلوں میں میری اتنی
دوست نہیں کہ میرے پھڑانے کی کوشش کریں۔" یہ سن کر آپ نے قسم
مقتول کے بھائی کی طرف پھینک دیا۔ وہ اس کی گردن مارنے کو بیٹھا۔ جب
اس نے پیٹھ پھڑائی تو آپ نے حاضرین سے فرمایا کہ اگر یہ اس کو قتل کرے
تو وہ دونوں سادی ہو جائیں گے۔ یہ سن کر وہ کوٹھا۔ اس کے لگا یا رسول اللہ!
میں نے آپ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ میں اسے قتل کر دینگا تو اس کے
بڑا بڑا ہوا۔ اور میں تو اسے آپ ہی کے حکم سے قتل کرتا تھا۔ آپ
نے فرمایا کیا تم یہ نہیں چاہتے کہ تمہارے مقتول بھائی کے گناہوں کا
بوجھ اپنے سر پر اٹھائے؟ عرض کرنے لگا یا رسول اللہ! اگر ایسا ہے تو
پھر چھوڑ دینے میں کیا معنا ہے؟ چنانچہ اس کو چھوڑ دیا۔
اسی طرح ایک ماہی قتل کے متعلق آپ نے مقتول کے دل سے

ایک شخص نے میرے بھائی کو قتل کر دیا ہے۔ میں اور وہ دو رخت کے پتے جھاڑ رہے تھے۔ اس نے مجھے گالی دی۔ مجھے غصہ آیا کہلاڑی اس کے سر پر ماری وہ مر گیا۔ آپ نے فرمایا تمہارے پاس کچھ مال ہے جو اپنی جان کے عوض میں دے سکو؟ وہ بولا اس کی اور کہلاڑی کے سوا میرے پاس کچھ نہیں۔ آپ نے فرمایا کیا تمہاری قوم کے لوگ تمہیں قہر دینگے؟ اس نے کہا "ان کے دلوں میں میری اتنی دوست نہیں کہ میرے پھڑانے کی کوشش کریں۔" یہ سن کر آپ نے قسم مقتول کے بھائی کی طرف پھینک دیا۔ وہ اس کی گردن مارنے کو بیٹھا۔ جب اس نے پیٹھ پھڑائی تو آپ نے حاضرین سے فرمایا کہ اگر یہ اس کو قتل کرے تو وہ دونوں سادی ہو جائیں گے۔ یہ سن کر وہ کوٹھا۔ اس کے لگا یا رسول اللہ! میں نے آپ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ میں اسے قتل کر دینگا تو اس کے بڑا بڑا ہوا۔ اور میں تو اسے آپ ہی کے حکم سے قتل کرتا تھا۔ آپ نے فرمایا کیا تم یہ نہیں چاہتے کہ تمہارے مقتول بھائی کے گناہوں کا بوجھ اپنے سر پر اٹھائے؟ عرض کرنے لگا یا رسول اللہ! اگر ایسا ہے تو پھر چھوڑ دینے میں کیا معنا ہے؟ چنانچہ اس کو چھوڑ دیا۔ اسی طرح ایک ماہی قتل کے متعلق آپ نے مقتول کے دل سے

فرمایا کیا تم سب کو مارتے ہو؟ اس نے کہا نہیں۔ آپ نے کہا کیا یہ
ہیچے؟ اس نے کہا نہیں۔ فرمایا اسے قتل ہی کر دے؟ کہا ہاں۔
فرمایا اچھا لیجاؤ۔ جب وہ اسے لیکر چلا تو پھر ارشاد فرمایا کیا تم اسے
سبقت نہیں کرتے؟ اس نے کہا نہیں۔ فرمایا کیا دیتے ہو؟ کہا نہیں
فرمایا کیا قتل ہی کر دے؟ اس نے کہا ہاں۔ حکم دیا اچھا لیجاؤ۔ نہ کہ
مرتبہ بھی یہی گنگو چڑی۔ اور اس نے قتل سے کم درجہ کی کوئی بات منظر
نہ کی۔ آخر جو حق مرتبہ آپ نے کہا "اگر تم اسے سبقت کر دے گے تو
اپنے گناہ اور مقتول کے گناہ دونوں اپنے سر پر اٹھائے گا۔" یہ سطر مقتول
کے دل سے اس کو چھوڑ دیا۔ (ابوداؤد)

اسی طرح ایک پیشی سلام نے ایک آدمی کے پیچھے کہا اڑا۔
آپ نے اس سے پوچھا کہ یہ حرکت کیوں کی؟ کہنے لگا یا رسول اللہ!
میں نے غصہ سے اسے روک دیا۔ وہ گرا اور آپ کو جان دیدی
ہلاک کرنے کا ہرگز قصد نہ تھا۔ فرمایا یا تم اس کا خون ادا کیسے ہو؟
کہ نہیں۔ فرمایا اگر تمہیں چودہ روز تو لوگوں سے ایک کمر ذبحنا اور
کر دے؟ بولا نہیں۔ فرمایا کیا تمہارا آقا فوج ہار دیا ہے؟ کہا نہیں۔
سن کر آپ نے مقتول کے پیچھے فرمایا اسے لے جاؤ۔ جب وہ قتل
کے لئے چلا تو آپ نے حاضرین سے فرمایا کہ اگر یہ اسے قتل کر دے گا
تو یہ ہماری اسی کے مانند ہو جائیگا۔ یہ سن کر مقتول کا چچا پیشی کو اپنے
لے آیا۔ اور عرض پر ابوا۔ یا رسول اللہ! بیچو یہ حاضر ہے۔ جو عرض
بیان میں آئے کیجئے۔ آپ نے فرمایا اس کو چھوڑ دو۔ یہ اپنے اور
تمہارے پیچھے کے گناہ اپنے سر پر لے کر جہنم میں جائیگا۔ چنانچہ اس
نے اس کو بری کر دیا۔ (ابوداؤد)

ایک مرتبہ ایک قاتل پزیر علیہ اسلام کے سامنے پیش کیا گیا۔ آپ نے
اسے مقتول کے وارث لے کر لے کر دیا۔ قاتل نے لگا یا رسول اللہ! اللہ
کی قسم میں نے اسے ایسا نہیں کیا۔ یہ سن کر آپ نے مقتول کے وارث سے
فرمایا اگر یہ چاہے اور چاہے تو اس کے تم اس کو تھام کر قتل کر دے تو تم بھائی
کے دن پرستے جاؤ گے۔ یہ سن کر اس نے قاتل کو چھوڑ دیا۔ اس کے دو ہاں ہاتھ
بندھے ہوئے تھے۔ وہ اپنا ہاتھ کھینچتا رہا۔ اس نے اسے قاتل کا نام
شہدہ والا مشہور ہو گیا۔ (ابوداؤد)

ان پانچ روایات سے ناظرین کرام اس نتیجہ پر پہنچے ہونگے کہ آپ قاتل کو
قتل کی عزت نہیں دیتے تھے بلکہ جہاد کے لئے اس کے جہاد کے انتظام کو سنبھال
کیا دنیا میں اس رحمدل اور اصلاح کو کسی کی کوئی نظر نہیں آتا ہے؟ ہرگز
نہیں۔ یہاں کسی کے دل میں یہ غلبہ نہ ہو کہ آپ کے شیوا حضور و محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کو جبراً کر دیا ہوگا اور فوجی کی اور اس بہت بڑھ چکی ہوگی۔ گروہ نیل
خط ہے۔ یہاں ہرگز نہیں ہو۔ بلکہ قتل و فوجی کے روایات جبراً وہاب
بالکل مدوم ہو گئے۔ ان روایات کے دوران میں یہ حقیقت لوگوں کے ذہن
نہیں ہو گئی تھی کہ اگر یہ قاتل دنیا میں اپنے کفر کو دار کا نہ ہو پتہ لیکن دار کو
میں یہ دنیا اس کے شکنا جہنم ہے۔ اس جہنم دار کا زمانے لوگوں کو کچھ ایسا فوجی
کیلئے عقلی و استلاک کی روایتیں بالکل ناہید ہو گئیں۔ دنیاوی حکم میں جس

ہم نہ خشکے باپ کو اور بھائی کو اور بیٹے کو اور نہ چھوڑینگے ماں کو اور نہ
اور سبھی کو بھارے شکار خانہ میں بے تحلف یہ سب مازل کا کام دینگے!
اور نہ ہی بڑا اور بڑا طور چلی آ رہی ہیں۔ مرانی اور زلمی دونوں
کی چوٹی۔ اسلام کے پر پائے ہوتے اصلاحی انقلاب کے جوڑ پر اور اب
میں جل جلا جگا ہے، شیطانی نفسانی انقلاب کا، اور تہذیب کے نام سے
تہذیب پر ہوتی ہے فاساد و ہل کے دین کی اور انیسویں ہجری
کے تحت کی

کلام کی زقار

تاج کسین کے آخری کتب سے معلوم ہوا کہ انگریزی
ترجمہ - تفسیر کی جھپالی کا کارنامہ ۱۰۰۰ کر کے سامنے لگایا۔ احاطات اگر
سمجھ ہے (اور سمجھ کیوں نہ
میں پر میں سے باہر آ جائیگا۔

جو بڑا اور احباب صدق کی مالی دانت فرما چلتے ہیں اسے
بے کوئی قید و شرط نہیں۔ وہ بلا تامل جب چاہیں، منبر صاحب صدق کو کھنڈ
کے پتہ پر فواز سکتے ہیں۔ تو یہ صدق کو اس کے کاروباری مالی پہلو سے کوئی
متعلق نہیں۔ البتہ کلام مجید کے کام کے لیے کچھ شرائط ہیں، قیود ہیں۔ اس
میں اعانت قبول کرنے سے معذرت ہے۔ یہ پہلے بھی کئی بار لکھا جا چکا ہے
اور اب پھر اسکا اعادہ ضروری ہو گیا ہے۔ حال میں جو بی ہندے ایک دست
نے (جن سے کوئی تار دانت قبل کا نہ تھا) اذراہ کرم اسی کام کے لیے، دفتر
تصدیق میں ایک رقم ارسال فرمادی۔ وہاں غلطی سے سنی آواز و مہل کر لیا گیا۔
آخر کئی دن کے بعد، یا اسے در رقم، ایسے کرنی پڑی۔ اسی طرح ایک بہت
بڑے اور دیرینہ مخلص نے تفسیر روح المعانی کی عربی ہا کے ایک سو کچھ
میں ایک اور بہت بڑی رقم کے، بلا فصل سے اجازت حاصل کیے، شاید اپنے
تعلقات دیرینہ پر اعتماد کر کے دوا نہ فرما دیے۔ اس مجید کے لغات کو ایجنز
کھولے ہوئے ایجنڈہ میں کر لیا گیا، اس مباحثہ کے ساتھ کہ دوست سے
اپنے ہی پاس اتانت رکھ لیا جائے، یہ دقت ضرورت مٹا لیا جائیگا۔
پیشاوردارے مخلص کی پانچ روپیہ اجراء کی رقم البتہ برابر وصول
ہوتی اور فخر کی جانی ہوتی ہے۔

تصویری فتنہ

”آج عربوں کچھ دن سنائی فواض کی راہ سے
شیطان کا جو بے پناہ طوفان انسان پر چڑا ہے، کہ آدمی کے لیے جنسی جبراً
کے سلسلے میں خلیفوں کے اس مقام پر پہنچ گئے ہیں، جن سے شاید اب
ترکہ جوں کو بھی ترس آتی ہو۔ مصائب بشری پر ہر طرف موت سوار ہو گئی ہے
اور ہر اسے دل کے نازہ خود اور نوجوان کی زندگی صرف سوزش اور ملین
کر رہ گئی ہے۔ بلوغ سے پہلے نابالغوں کو بالغ بنا دیا جاتا ہے۔ شرکے
’لڑکیاں‘ اور ’لڑکائی‘ حال ہو گیا ہے۔ ہندو، یحیوں بے ہوشہ لڑکیوں
’لڑکیاں‘ آئندہ نسلوں پر مرتب ہونے والے ہیں، جنکی فوٹوں اور
لڑکیوں پر وہ نہیں آئیں ہیں، کون کہہ سکتا ہے کہ غریب آئینہ

پر انیس تصویروں کے ذریعہ سے کیا ظم توڑا جا رہا ہے۔ یہ تو حیران کن
کہ روحانی اظہار کی بات اگر نہیں مانی جاتی تو مصانی اظہار کی کیا
آدم کے بچوں کے ذریعہ عام کا صبر کے ساتھ ساتھ کرتے رہیں گے۔

نہ نہ جیسے جیسے آئے بڑھیکہ، نبی عالم کی ایک ایک بات کی تصویر
ہو آئے مجبور ہو نا پڑیگا۔ اور نہ تصویر سازی پر مضمر ملوے۔ اب اس کے
ہم غور کرتے ہیں کہ آخر اسکا کوئی سفید پلہ میں ہو سکتا ہے، تو کوئی
بات سمجھ میں نہیں آتی۔ اس میں شک نہیں کہ بعض جیسے لوگوں کا کام
’سُن کر آدمی کا دل چاہتا ہے کہ اسکی موت کیسے ملے اسکا ہی علم ہو گا۔
لیکن ایک دہری خواہش سے زیادہ اسکی کیا مشیت ہے۔ ہم میں سے
بڑے سے بڑا آدمی ہی ظاہر ہے کہ وہی دو آنکھیں دو آنکھیں دو آنکھیں
لکھا ہے، جن سے چھوٹے سے چھوٹا آدمی بھی محروم نہیں۔ بلکہ شاید چھوٹے
بھی ان میں انسان کے سامنے ہیں۔ بڑائی کا علا، باطنی سیرت کی بات
ہے، جو تصویروں میں متعلق نہیں ہو سکتے، اور جو چیز تصویر میں آتی ہے، اسکو
بڑائی سے دور کا بھی تعلق نہیں۔ وہ حسن کاوی کے جذبہ کا استعمال، جو
اسکے لیے میسر ہے، ازیں نکلتی ہیں۔

اقتباس مولانا صاحب گیلانی کی اسی فیضیہ کتاب کا
ہے، جگہ اقتباسات و دین نمبروں سے آپ پر اب دیکھ رہے ہیں۔ تصویر
فتنہ کے، یہ ہولناک نتیجے اب قیاس نہیں، عین ہیں۔ اس کے لیے کسی نتیجہ
کا انتظار نہیں، اسی وقت شاید دیکھے جاسکتے ہیں۔ ہندوستان کے جسے
چھوٹے ہر شہر میں، تصانیف میں، بلکہ دیہات میں بھی پھیل چکی ہیں، انیسویں
کا، سینا کا اثر پورے پکھلے!

عورت تہذیب کی نظر میں

”ہم اپنے ساتھ کسی اخبار نویس خاتون
کو اس بے نہیں لانے کہ ہم اپنی سیاست کا ذائقہ اس کو سکون سے سیر کرنا
پا رہے تھے“

یہ نہیں وہ نہ ترکی، سٹرائٹ نے ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا
— گویا تہذیب کے، دین میں طاعت کی ہستی دشمن سکون اور ہر ہم ان سکون
ہے! — بیشک تہذیب دین میں عورت کی تخلیق کر لی ہے، وہ ایسی ہی ہے
اور اتائی نے کم از کم یہ بات تو عطا کی اور انہوں کی کسی نہیں، بلکہ اہل
تہذیب اور دانشوروں کی کسی نہیں۔ لیکن تہذیب کے علاوہ دنیا میں ایک تہذیب
اور سما ہے۔ اس کے لحاظ سے عورت، نادر مل سکون نہیں، بلکہ عورت
’دینا‘ اور مسکی زبان سے پہلی بار یہ نظریہ، دنیا کی نفساں گونا گونا گونا
بار، کاتیلیم یافتہ نہیں، اخبار نویس نہیں، عرب کا ایک اہل حق، ہا اہل
سے ساٹھ تیرہ سال قبل! اس نے بتایا، اور ضرور چند داستان
ایران دیوان کے پچھلے ہرے نظریات کو پہنچ دے کہ بتایا کہ عورت تو عام
ایک پیام موت ہے، موت ہے۔ البتہ یہ لازمی ہے کہ اسے نہ دوسری بناؤ
نہ اذی کیجیو۔ اسے اسی کے مرتبہ، عزت ہد کھو۔ اسے میں دقت
سمجھو۔ نہ عورت عورت نہ عورت نامرد۔ عزت کر داس کی اذی کر داس
کی عزت سمجھو، یہی کی محبت کر دیتے ہیں۔

وفدِ ترکی

مغربی طرزِ فکر نے جہاں مسلمانوں کی علمی و فنی و ادبیات پر معین اور تباہ کن اثرات ڈالے ہیں، ان میں غالباً سب سے زیادہ ہلک اور تباہ کن اثر یہ ہے کہ ہر ملک کے مسلمان اپنے مسائل پر غاص کی اور مٹھی نقطہ نظر سے غور و فکر کرنے لگے ہیں۔ اور اس وقت وہ اس حیثیت کو بالکل نظر انداز کر رہے ہیں کہ انکی بقا اور زندگی کا مادہ خوب انسان ایمان اور ترک ہو کر زندہ رہنے میں نہیں ہے بلکہ صرف اس حیات میں محض ہے کہ وہ ایک عالمگیر اسلامی برادری کا فرد ہے اور اسی اجتماعِ دینی کے بعد اس خاص ملک، قوم، ملت، مذہب، مذہب و مذہب سے۔

چند روز سے ترکی کے اخبار انیسوں کا ایک، قدر بدوشان میں گھوم رہا ہے۔ ہندوستان کے مسلمانوں نے اپنی دیرینہ روایات کے مطابق اس دن کا ہر ملک غافل خواہ، خیر مقدم اور تعظیم و تکریم کا ساتھ کیا بلکہ بہت افسوس ہے کہ اخبارات کے ذریعہ مذہبی مختلف تقریروں کے جو اقتباسات ہمارے نظر سے گزر رہے ہیں وہ عدد در عدد دشمن اور انوسناک ہیں۔ اس دفعہ سے کئی تقریریں ہیں اس است کہ وہ ہر ایسا ہے کہ "عالمگیر اسلامی اخوت" کا ایک جواب ہے اور ترکی نے ہنس از ہنس قربانیوں کے بعد جو چیز حاصل کی ہے وہ صرف اسی وقت باقی رہ سکتی ہے جبکہ ترکی "خدا کا نام" میں ہر روز اس نقطہ پر درود پڑھتا ہے کہ "وہ بے جا تھا گیا کہ اب سب مسلمان ہیں یا ترک؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ "میں پہلے ترک ہوں۔ بہت ممکن ہے بعض خوش عقیدہ مسلمانوں کے لئے ترکی کے ذرا اور دنیا کی زبان سے اس قسم کی باتیں تعجب اور حیرت کا باعث ہوں، لیکن میں شخص لئے مسلمانوں میں اتنا سے غفلت کے بعد سے اب تک ترکی کے حالات کا جائزہ لیا ہے اور نہ صرف ترکی کا بلکہ عربی ممالک اور ایران و افغانستان کے حالات کو بھی دیکھا ہے وہ بات ہے کہ اس مذہبی زبان سے یہ باتیں غیر متوقع نہیں جو چند سال سے انکے رگ و پٹی میں سرایت کر چکی ہے ہندوستان جو پچھلے کس طرح اسکا افتخار کر سکتے ہیں اس کے حالات کوئی بیان دے سکتے تھے۔

ہمارے دماغ ہے کہ ترکی گناہ سے محفوظ رہے۔ لیکن لہذا خواہستہ اگر کہیں کوئی اسیادت آیا کہ ترکی کو جنگ میں شریک نہ کرنا پڑا تو اس وقت اسے اپنی غلط محسوس ہوگی اور وہ کھلم کھلا عالم اسلام سے تعلق منقطع کر کے اپنے عقیدہ شیشترم پر جما رہتا ہے یہی اختیار ہے نہیں بلکہ سیاسی حیثیت سے بھی کس درجہ ہلک اور خطرناک تھا۔ (بران، الی)

رہ نہیں سکتے تھے اسکی تائید حضرت عمر کے ساتھ ام کلثوم بنت علی کے نکاح سے ہی ہوتی ہے حضرت عمر نے محض خاندان نبوی سے تعلق قائم کرنے کے لیے حضرت علی سے ام کلثوم کے ساتھ نکاح کی خواہش کی۔ اس وقت آپ نہایت بوچھلے تھے اور ام کلثوم کس تھیں۔ اس لیے حضرت علی کا ابتدا میں نالی پڑا تھا پھر حضرت عمر کی خواہش کو دیکھ کر اس شرف سے انکو محروم رکھنا پسند نہ کیا اور عمر کے اس تغاوتِ عظیم کے ابوداؤد نکاح کر دیا۔ اس لیے یہ یقین ہے کہ حضرت ام کلثوم میں اسی سبب کی بنا پر شادیوں کرنے پر مجبور ہوئے اور نہ جسکی ساری زندگی مذہب و دنیا میں گھومتی تھیں جس نے مسلمانوں کے ساتھ کئی عظیم الشان بیعتیں کر کے شکر دیا، اسکا حال تھا کہ کسبے شادیوں کو تیار نہیں کرتا تھا۔ (میں نے یہ سنیں اور شایعہ پیدائے کے بیان است تو انکو حقدور و ناشاد مہم وہ تو تلاش کر کے بے زلفات کھنڈے میں جن سے زندگان میں کسی حیثیت سے بھی اسلام پر اعتراض کا پہلو نکلتا ہو۔ لیکن اسکا بیشتر اس قسم کے بیانات اسی قسم کے غیر معتبر افراد پر مبنی ہوتے ہیں اس لیے قابل اعتبار نہیں۔) اسلام

ایک تصحیح

بہ سادہ و سادہ

مجلد میں مجاہد طلباء میں (میدر آباد) پر جو پورے پورے اس میں ہر شخص امام غزالی پر کھلے ہے اسے اثر پذیر کا بنا گیا ہے۔ مالا مال اور انکا نہیں انکے تمام ایک دوسرے سے متاثر ہو گئے۔

ہے یہ کہ مجاہد طلباء میں کے صفحات میں بلوہ گردانوں کی مختلف شہنشاہیں ہیں ایک جگہ کے مذہب ہیں۔ اسم فریٹ، محمد فرٹ۔ (یہ سلسلہ دنیا کی ال الی پی۔) یہی سلسلہ دنیا کی پر جاؤ اور انکے مصنف میں ہیں، جس پر یہ سلسلہ اور ہر ہر کے بعد میں نکل چکے۔

اور اسے صاحب بھی محمد فرٹ ہی ہیں۔ غزالی والے مقالہ نگار اتفاق سے یہ بھی ایم اے اور دنیا کی ہی کے ایم اے ہیں۔ بلوہ میدان اور انکے میں، منہج محبوب نگار کے رہنے والے ہیں۔ ہم فکل و شاپ حضرت کے پہچاننے میں جب دھوکا دیا جاتا ہے، تو ہم نام اور ہم ڈگری، شخص کے درمیان اگر التماس ہو جائے تو کچھ ایسا بیدار نہیں۔

اپنے مراعات نگاروں سے

..... (از نصیر آباد (خاندیش) آپ کا سال ایک مرتبہ متعلق مقالہ چاہتا ہے۔ اس کے لیے آپ کو انتظار کرنا پڑے گا۔) فرست دو ہوں گا۔

اردو کشی ایک مسلمان کے ہاتھ سے

۱ ذیل کا مضمون کسی غیر ذمہ دار قسم کے شورش پسند کے قلم سے نہیں، لیکن نئی اردو کے ذمہ دار سرکاری اور ملک کے مشہور صاحب قلم ڈاکٹر عبدالحق صاحب کے سنجیدہ قلم سے ہے اور نگار و قلم و عبرت سے پڑنے والے کے قابل ہے۔ صدقاً! ریاست جے پور درباری ادب اور نظم و نسق میں تلبہ سلطنت کا نمونہ تھی۔ اس کے قروں اور فارسی کے عالم اور علم و ہنر کے سرپرست تھے۔ انتر اعلیٰ سلطنت اور وہ اور ہنگامہ مشہور کے بعد جے پور اور دہلی اور شہر کا مرکز بن گیا۔ فارسی کے پیداوار و وہاں کی سرکاری اور درباری زبان ہو گئی تھی۔

اب سے پہلے کئی بار ہمارا جہ سرائی ہوا۔ منگل کے عہد میں کوششیں کی گئیں کہ فاتر سے اردو خارج کر کے ہندی جاری کی جائے لیکن ہمارا جے پور کے مطلق اقتدار نہ کیا۔ سر آرتھر کھلنسی کے دن انجینیئری اس تحریک کو پھر زور دیا اور ایک عزمداشت پیش کی گئی لیکن سر آرتھر کھلنسی نے یہ درخواست اس بنا پر رد کر دی کہ گورنمنٹ آف انڈیا کے ردیویشن کی مدد سے کونسل یا منتظم کو یہ حق نہیں ہے کہ درباری حکومت میں کوئی بنیادی تبدیلی کر سکے۔ بعد ازاں یہ سلسلہ بڑے زور شور سے رہنڈائٹ ریاست جے پور کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ لیکن رہنڈائٹ بناوڑے بھی مرکزی حکومت کی پالیسی کو برقرار رکھا۔

لیکن ہندی کے حامی اپنی کوششوں میں لگے رہے اور جو ڈاکٹر کے کونسل سے ہندی کے حق میں احکام جاری کر دیے لیکن اردو پر دہلی حکام مقبولیت اور ذاتی اوصاف کی وجہ سے کچھ اثر نہ پڑا۔

اب سر مرزا اسماعیل کے آگے پھر ایک نیا انقلاب رونما ہوا ایک صاحب ہندت، ام چندہ شرمانے اس نیت سے مرن برت رکھا کہ جب تک کہ ریاست کی عدالتوں و قزاقوں اور دوسروں میں اردو کی جگہ ہندی رائج نہ ہو جاوے گی وہ برت نہ توڑیں گے۔ اور جان و بیٹے۔ پراونشل راجپوت اور جے پور بندو بھٹائی بڑی شدت سے اس کی حمایت کی اور شورش پھیلانی سر مرزا اسماعیل نے اس دھمکی میں آکر ۲۸ جنوری ۱۹۰۷ء کو اس مضمون کا حکم جاری کیا:-

”اگرچہ اس وقت بھی دیوناگری رسم خط کے استعمال پر کوئی بندش نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ رسم خط بہت سے سرکاری و قزاقوں اور عدالتوں میں مرز جے پور کے اہم چونکہ رعایا سے ریاست جے پور کی اکثریت اس رسم خط استعمال کرتی ہے۔ لہذا گورنمنٹ کا یہ نفاذ ہے کہ تمام قزاقوں اور عدالتوں میں دیوناگری رسم خط استعمال کیا جائے تاکہ اشخاص متعلقہ کو کوئی زحمت نہ ہو لیکن اس حکم سے ان لوگوں پر جو دیوناگری رسم خط سے واقف نہیں، اردو رسم خط کے استعمال کی ممانعت عام نہ ہوگی۔“

مکرر

میں ایک سبب غنیمت تھا لیکن ہندی کے حامی یہ کب چاہتے تھے کہ اردو رسم خط بھی قائم رہے۔ انکی مخالفت اور شورش اور زور شور سے جاری رہی اور یہ مطالبہ کیا گیا کہ سرکاری حکم میں جو لفظ ”نشا“ آیا ہے اس سے مطلب صاف نہ نہیں ہوتا کہ سرکار کا فیصلہ یہ ہے۔ چنانچہ ۸ فروری ۱۹۰۷ء کے سرکاری نوٹ میں اسکی تصریح یوں کی گئی کہ ”سرکاری بھی عرضی یا فیصلہ ہے اور سمیورنڈم میں جبکہ الفاظ طے کئے ہیں کہ جہاں تک جلد ممکن ہو، ریاست کے تمام سرکاری دفاتر میں دیوناگری رسم خط کو عام رسم خط بنادیا جائے۔“ یہ تو ہے اگر زبانی نوٹ یا ترجمہ لیکن ہندی اور اردو نوٹ میں آخری جملہ یوں لکھا گیا ہے

”سرکار کا مطلب یہ ہے کہ جلد ہی سے جلد ہی سرکاری دفاتر میں درجہ اولیٰ دیوناگری کا عام استعمال ہونا چاہیے۔“

ان دونوں میں جو فرق ہے، وہ ظاہر ہے۔ درمیان امرات نہیں۔ یہ بیکاری احکام میں اور خصوصاً ایسے اہم معاملات احکام میں اس قسم کی دوسری کچھ لازم یا معلوم ہوتی ہے۔ رسم خط محض بیان اس میں اردو کو اکھاڑا اور ہندی کو جھٹک دیا۔

اس حکم سے ریاست جے پور اور برٹش انڈیا کے اردو داں طبقے میں بہت اضطراب اور ہیجان پیدا ہوا۔ یہ حالت دیکھ کر بننے انجمن کے ایک نمائندہ کو اصل حالات کی تحقیقات کے لیے جے پور بھیجا اور ایک خط سر مرزا اسماعیل کے نام لکھ کر دیا۔ ہمارے نمائندہ نے مرزا صاحب سے ملاقات کی اور براہ خط پیش کیا اور اس سلسلہ پر ان سے گفتگو کی۔ چونکہ انجمن کے نمائندے نے اس امر سے علی آگاہ کر دیا تھا کہ اسکے مطلق آل انڈیا ایجوکیشنل پیش ہونے والا ہے اس لیے مرزا صاحب نے اطمینان دلایا کہ وہ ۳۰ فروری تک میرے خط کا جواب بھیج دیں گے اور اپنے حکم کی مراعت بھی کر دیں گے۔ گارانتوس ہے کہ انھوں نے اب تک کوئی جواب عنایت نہیں فرمایا اور نہ اپنے سابقہ حکم میں کوئی اصلاح کی۔

یہ نہایت رنج اور افسوس کی بات ہے کہ سر مرزا اسماعیل جیسے درجہ اولیٰ و محب وطن کے قلم سے ایسا حکم جاری ہوا جو ہندو مسلمانوں کے اس تفرقہ میں جو پہلے ہی سے روز افزوں ہے اور شدت پیدا ہو رہا تھا۔ اردو زبان ہندو مسلم اتحاد اور یکجہتی کی عظیم نشان یا دہکار ہے اور کسی ایک فرقہ کی زبان نہیں۔ اسکے متعلق ایسا غیر منصفانہ فیصلہ مراعت غلط معلومت و تدبیر ہے۔ جس امید ہے کہ سر مرزا اسماعیل ایک کے جوڈ حالات پر نظر کر کے اسکی اصلاح کی طرف توجہ فرمائیں گے۔ ورنہ یہیں اندیشہ ہے کہ اسکے نتائج ملک کے حق میں اچھے نہ ہوں گے

یہ بیان انباروں میں جاری تھا کہ میرے مذکور بالا خط کے جواب

سینک کے نشان میں اور نہ ان کی یہ ہے جو بھی کام اور ہی ہوتا وہی کچھ
 یہی مرد و عورت کا خالق خدا ہی کھٹے چرے رستے بنا۔
 پارہ ماہم۔ ہا۔ کلام بچائے کسی ویسے ویسے کے غلاب۔ قیام لا کھانا بنا شاد
 کے شغریں بھی بگاریں کو کھانا بنا پیا۔ یہاں ہی ہوا کہ ایک سار
 شاعر لکھ گئے۔ وہ بھی مذہب انشا۔ یہاں ہی کچھ پڑا اور
 بھولی ہوئی اصطلاح میں پشوالا سلام۔ زبان کا میاں خاصہ اپنے دل سے

ملیگڑھ کے شیخ صاحب نے

ایکٹری کا شوق ایسیہ اخلاقی نقطہ نظر سے یقیناً غایت بولے
اور خرابیت مردوں کا ہے اختیار ابنا ہرگز پسندیدہ نہیں۔ کیونکہ
میں مسومہ فضا میں نہ رہ سانس لیتے ہیں نہ اس قدر ذہنی استعداد
کندہی اس قدر گفتارانی ہے کہ اسکا کچھ نہ کچھ اثر قبول نہ کرنا
ممکن ہی نہیں۔ پھر شریعت زاد یوں کا ایکٹریس بننا معنی دو
ذلیل اور گندہ پوشیہ اختیار کرنا جو سچے طبقہ کی عورتوں کے
لیے مخصوص ہے مدھے بے صحتی اور بے خبری کی اور اتنا ماسے
بے دہانی اور بے حسی کی۔ ...

زبانِ مخلق

ایک صاحبِ ظلم غلامِ دینِ باجی کے ایک منٹ سے

کے ہیں۔

”دو ایکٹریوں والا، مضمون بجا ہے مگر قہقہے بھل مخرج“
 (مضمون) کے راسخے پڑھا۔ یہ آپ نے بہت نرودہی سکھائی
 عزت تو بہ فرمائی اس دنیا کو فوداری روکا گیا ہے۔ روکا
 ایب نام میں ہے شوہر کے ساتھ میاں تھی۔ رات و دن
 اسی وقت کہ رہے تھے کہ یہ جو ہر قابل زندہ چلنے والا ہے،
 فلم اشار بن کر رہی۔ لیکن ایب اسی کا دنا گیا ہے، آؤ
 کلاؤ اری گیارہواں ہے۔ کالج کی تعلیم، رضا کا لازمی نتیجہ
 اس اجلی میں کسی نوچ... لڑکی کا انسانی فہم و عیاں
 نو محفوظ رکھنا ہی عجیب ہے کھودنا عجیب نہیں

اہ! نکل بیچو ہے۔ جب تک تعلیم "تعلیم نسواں" آزادانہ سواں ۴۴
کے بنیادی تعلیمات ہی نہ ملیں گے، ایسی مثالیں برابر اور کثرت سے پیدا ہوں گی۔
یہ تو نہیں گئی۔ چنانچہ اس سارے نظام کے خلاف جہاد فرض ہوا چاہیے
لیکن اس وقت جو فوری سوال درپیش ہے، وہ تو عمرت استعدہ کے گرجے
خانہ ان کے افسر کو، اکثر سوں کے باپ یا سرے کو قوت کے کسی پلک
عدد پر کیسے پہنچے دیا جاتا ہے؟ کسی قومی امانت پر اس کا قابض ہونا
کیسے برداشت کیا جاسکتا ہے؟ اس کی مثالیں زندگی بھر کے سامنے آتی ہیں
لیکن اس زندگی اور نو زندگی سے اپنی شدہ بیماری خود
ظاہر ہی کر سکتی ہے۔ — غریب نہ اندھیں، اسلام پر اداری کا فوٹ
اعتدال، است کی زبان سے سنت و علامت بھی تو ایک چیز ہے۔

نہم بیہوش

۲۶۔ مارچ۔ جوایس، فلسطین سے

کلائٹ کی ایک نو عمر قانون نویس نے اسکول چھوڑ کر اپنے دوستوں کے ساتھ
 چھوڑ دیا ہے۔ وہ پہلی مرتبہ ہے جو ہر ایک سرحد پار کر کے ہماری
 فوجوں کے پاس پہنچ گئی ہے۔ اسکے ساتھ کلائٹ کی تین اور
 لڑکیاں بھی جنگل میں جنگل پیدا ہوئے والی ان جگہوں میں شریک
 ہو گئی ہیں۔ جو ہر ایک کے محاذ پر ہمارے ہزاروں سپاہیوں کے
 نقص و سرحد کی تحفیں گم کرتی ہیں۔ ان میں سے ایک کی عمر
 ۲۵ سال کی ہے، دوسری کی ۱۹ کی۔ یہ دو بڑی شاہکار کام
 کرتی ہیں۔ تیسری ۸ برس کی عمر والی رہا ہے۔ یہ لڑکیاں
 اب لائسنس کی روشنی میں بائس کے ہاتھ سے عوامی اسٹیشن پر

سورہ بقرہ کو ع ۱۲

بر سلسلہ صدق منہ و اقبل

(از عبدالمجید)

ما انزل علی الملکین یابل
اور ان کے لیے اس دن کے بھی
اور ان کے لیے اس دن کے بھی
اور ان کے لیے اس دن کے بھی

کشتہ زبان انھیں یہ دعوے کا پھل ہوا ہے۔

اور عطف کہیں فقرہ کو فقرہ سے جوڑتا ہے کہیں لفظ کو لفظ سے اور
کہیں فقرہ کو لفظ سے۔ یہاں فقرہ "ما انزل علی الملکین کا عطف پہلے فقرہ
آتموا الشیاطین پر ہوا۔ ان فقرہ کے تحت میں فعل انہما کے گرامر لفظ لام
یوں ہے، و اتیموا اتیموا الشیاطین الخ و اتیموا انزل علی الملکین الخ
یعنی نے فقرہ "ما انزل الخ کا عطف لفظ اسعر ہوا ہے اس سے
بھی معنی میں کوئی بڑا فرق نہیں پڑتا، عطف علی اس کے قبل ہو عطف علی اتیموا
اسے و اتیموا انزل (کشتہ)

قرآن جو کچھ بھی کہتا ہے حق سلطان کی شان بے نیازی کے ساتھ
بالکل بے خوفتہ دے دے دھڑک کہتا ہے اس کے بیانات میں تردید کی گنجائش
نہیں، تردید کا بھی کوئی احتمال نہ تھا۔ یہ دعوے کی قبول فقرہ جرم اور بے
سلسل چل آ رہی ہے، اسی میں وہ غلامیہ یہ بھی کہہ دیتا ہے کہ یہ لوگ
تو جب کے پڑے امانت دار، کتاب و نبوت کے تادم قد شمس، اب یہ نہیں
کہ عہد سلطانی کے شاہین جن و انس کی روایات سحر کمانت کا حق ادا کر رہے
ہیں، بلکہ اس فلسفین سحر کے علاوہ، اہل باعراق کے سحر کے بھی وارث بنے
ہوئے ہیں! ادنیٰ میں ظلم و فساد، دین و دحرمانیت کے اور غرض ہیں
فتون سحر کے انواع و اقسام میں!

تاریخ قدیم کے طلبہ سے یہ معیت مخفی نہیں، اگر ہمدردانہ دلائل
اسلام سے صدیوں قبل قوم بنی اسرائیل کو متغیر متحول میں بٹ چکی تھی۔
ایک کلمہ اور جو کھانا یا یا اہل (موجودہ عراق) میں جلا وطنی یا حیرت
کے بعد ہیں وہ پڑا تھا اور وہیں گیا تھا۔ یہ سزاؤں اور اجابہ
دراؤں کے بعد وہاں سے واپس آکر پھر فلسطین میں آباد ہوا۔ آیت جاری
ہے کہ ہمدردانہ کے معاصر یہ دعوے جانچیں فلسفین اور باہمی دوز
متم کے دواؤں و خباثت کے!

تاریخ قدیم کے یہ نازک دقائق اور اپنی جگہ پر اصل ستم و مستند
جو عام طور پر لکھے اچھے اہل علم کے علم میں نہیں، ادا کرانے جا رہے ہیں کسی
مورخ اعظم کی زبان سے میں عرب کے ایک اُمّی کی زبان سے! اللہ شہید
رکسی خاص حکمت و مصیبت کے تحت!

دواؤں کا اس سلسلہ میں استغفار رہے، تو ان شاء اللہ کوئی کچھ
آیت کی تفسیر میں ذہین میں پیدا ہوئے! بلکہ

(۱) ایب کہ نزل و انزال کا اطلاق صرف احکام شرعی ہی میں نہیں ہوتا،
اس لئے کہ نزل ہی میں بھی برابر ہوتا رہتا ہے۔

دوسرے یہ کہ کتبائے کے سلسلہ میں حکام، مصلحا میں ایسا ہوتا ہے
کے یہ واسطہ اور یہ سبب ہر حال فرشتے ہی ہوتے ہیں۔ اور یہ اگر کئی
نواہت کے ذریعہ بھی شافی نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرشتے سے "انزل" صرف کتاب و حکمت، وحی، الامام ہی نہیں ہوتا،
تھوڑے باروں موت، سبب بہ ثبات سبب الاسباب "انزل" اللہ تعالیٰ
کو موت سے دتی رہتی ہیں۔ قرآن مجید میں انزال کا لفظ ذوق (دورق)
اور (پانی) انیس درجہ تک، عوید (روپے) انعام (چو پائے) کے سلسلہ
میں صراحت کے ساتھ آیا ہے۔ یہاں تک کہ جز (عذاب) یا (یا) کے بعد
میں ہی لفظ صراحت مستعمل ہوا ہے۔ انما انزلنا علی ذہ القریۃ رجلاً من
انہما۔ (سلطوت - آیت ۳۴)

سو جن کو اللہ تعالیٰ سحر کی نصیب اللہ تعالیٰ کی جانب کرنا، سحر قدرت
کے شافی سمجھا، وہ خود ایک ہی غلط فہمی میں مبتلا ہو گئے، ایک سحر
پر کیا سوچتا ہے، کائنات میں اچھا برا حق و باطل ایمان و کفر
خاصیت و معصیت، جو کچھ بھی موجود ہے، سب کا وجود کوئی حقیقت سے
سبب الاسباب ہی کے نزل کر سکتے ہیں تو ہوا ہے۔

یہاں انراں اپنے اسی نام و معنی میں ہے یعنی انھیں یہ
بڑا دین، اس کے دل میں یہ قول دیا گیا، کوئی انما انزلنا
الانزال یعنی التعلیم والالہام، انما انزلنا علی ظاہرہ او بمعنی اللہ
فی قلبہ و روحہ۔ معینہ کا بجا سے معنی کے مجہول آنا، اس جانب
اشارہ کرنا، آیت کے معنی و معنی بیان و فقرہ سے نہ کسی قسم کا استناد کرنا،
ما انزل میں ما موصول ہے، الذی کے معنی میں۔ یعنی نے یا کو تانیہ کو
قرار دے کر انزال کا عطف انما انزلنا ہے، لیکن حقیقت نے اس کے
قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اور آیت میں اس پر مفصل گفتار موجود ہے۔
ثم شرع ابن جریر فی ردہ القول ان ابنی القوی والخال القول فی ذلک
(ابن کثیر) ظاہرہ ان موصول (بجو)

ما انزل اس قدیم ملک کا نام ہے، جو وہ جزائریہ اور نقشبندی عراق عرب
کہلاتا ہے۔

ملک کے پانچ تخت کا نام بھی ہیں، شہر بابل، ریاسہ فرات کے کنارے
واقع تھا، موجودہ نجد اس کے کوئی ۱۰ میل سمت جنوب میں تقریباً وہیں
آج قائم آباد ہے۔ شہر بڑا تھا، وہ قریبوں کا تھا۔

ملک اپنے زمانہ میں پڑا سرسبز، شاداب و خوشحال، جذبہ دستور و حکم
ہے۔ نرس، پانی کے کنوئیں، شاہی قرا، ان زہر دست قلوں کے دارا بھی
موجود ہیں۔ قنات ان سے ہر حال ثابت ہوتا ہے کہ ملک میں اہل حق انہما
کی کئی تھی۔ اہل و غرات و دوزی مشہور رہا اسی ملک کو سیراب کر رہے تھے۔
سلطنت کے زمانہ عروج کا آغاز تخمینہ طور پر ۱۰۰۰ ق م کے ملک ملک
سمجھا گیا ہے

ملک کی راکہ، شہر بڑا تھا، وہ قریبوں کا تھا، وہ قریبوں کا تھا

عربی کی تعلیم

۱۔ اربعہ کو مجتہد الادب العربیہ (علی گڑھ) کے زیر اہتمام ڈاکٹر دادو پٹاؤنکر نے تعلیمات صوبہ سندھ میں عربی سینار میں ترقی کی پروہی سرے دی۔ ۱۔ اے علیہ پر ۱۰۰ اسس چائسل نے عداوت فرمائی ...

ڈاکٹر دادو پٹاؤنکر نے تقریر کرتے ہوئے عربی کی تعلیم کی اہمیت کو واضح کیا آپ نے فرمایا کہ ایک مسلمان کے لیے خواہ وہ کسی ملک کا باشندہ ہو عربی کی تعلیم اور عربی زبان کی تعلیم سے جی زیادہ اہمیت رکھتی ہے اور اس لیے کہ عربی کی تعلیم کو اس کی مذہبی، فنی، سیاسی اور اخلاقی زندگی کا اور مدار ہے وسیع اسلامی دنیا کے مختلف حصوں کے امین و اتحاد کا بہت اہم واسطہ عربی زبان ہے۔ ہر مسلمان پر فرض ہے کہ وہ اپنے مذہب کی تعلیمات کا پورا مطالعہ کرے۔ اور یہ صرف عربی زبان جانتے ہی سے نہیں ہے۔ عام طور پر مسلمان اپنے مذہب سے متعلق ضرورت علماء کے واسطے سے حاصل کرتے ہیں اور ان کی جاتی ہوئی تفسیروں اور تاویلوں پر تکیہ کرتے ہیں۔ یہ صورت حال اسلام کی زندگی اور مسلمانوں کے ذہن اور فکری اعتبار کے لیے نہایت خطرناک ہے۔ فاضل مقرر نے فرمایا کہ یہ ایک بہت بڑی غلط فہمی ہے کہ عربی بہت مشکل زبان ہے۔ عربی زبان مشکل نہیں البتہ کچل اور سادہ بلکہ ضرور ہے۔ عربی زبان کا مطالعہ انسان کے اندر جرات اور مردانہ جوش و خروش پیدا کرتا ہے۔ اس کے برعکس فارسی زبان جس کی طرف مسلمان طلبہ بالعموم بہت زیادہ مائل ہوتے ہیں۔ ایک قسم کی لذت پرستی کا رجحان پیدا کرتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں بہت خوش ہوں گا اگر مسلمان طلبہ تمام درسی مشرقی زبانیں چھوڑ کر فارسی عربی کا مطالعہ کریں۔ علی گڑھ کے طلبہ بالخصوص خوش نصیب ہیں کہ ان کے درمیان عربی ادب کے نامور ماہر علامہ عبد العزیز بن موجود ہیں جن سے استفادہ کا موقع یقیناً ایک اور موقع ہے۔

پروفیسر مبین، صدر شعبہ عربی نے معزز سامان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اس کے علمی کاموں پر روشنی ڈالی۔ آپ نے فرمایا کہ ڈاکٹر دادو پٹاؤنکر نے عربی شاعری کے اثرات بیان کیے ہیں یقیناً اول درجہ کا کارنامہ ہے۔ سچ نامہ اور تاریخ معصومی کو شائبہ کر کے آپ نے گراں باطنی عزائم انجام دی ہے۔ آپ عربی اسرار و ہانی کے ساتھ چل سکتے ہیں جیسے گزری اور فارسی میں آپ کا طرز تحریر بے نظیر ہے۔ آپ کو علم کے ساتھ سچا شغف ہے اور اپنے فرائض منصبی کے ساتھ ساتھ علمی کام کرتے رہتے ہیں۔ آخر میں پروفیسر علیہ نے فرمایا کہ مجھے یاد آیا کہ طرابلس کے زمانہ میں ایک رتبہ میں علامہ انبال سے ملاقات کرتے تھے۔ وہ زمانہ تھا جبکہ مرحوم نے اورد شاعری بالکل ترک کر دی تھی اور صرف فارسی میں شعر لکھتے تھے۔ میں نے دریافت کیا کہ اگر وہ چھوڑ کر صرف فارسی میں شعر لکھنے کی کیا وجہ ہو۔ اس کے جواب میں علامہ مرحوم نے فرمایا کہ میں نے فارسی میں شعر لکھنا اس لیے اختیار کیا ہے کہ عربی زبان میں شعر لکھنے پر قادر نہیں۔ پروفیسر علیہ نے فرمایا کہ یہ وہی گنتہ ہے میں پڑھا کرتا تھا اپنے تقریر میں زور دیا ہے۔ عربی ہی واحد زبان ہے جس کے وسیلے مسلمانوں کی زیادہ سے زیادہ اتحاد

(بقیہ صفحہ ۱۲)

قانون اسلام کا مطالعہ

جامعہ عثمانیہ کے ایک شعبہ جہ قانون اسلام کے مطالعہ خصوصی کی سماعت حاصل کر چکے ہیں اپنے ایک کتبہ میں لکھتے ہیں :-

جدید مغربی قانون کو اسلامی قانون کی روشنی میں دیکھا جائے تو غالباً سماعت سماعت واضح ہو سکتا ہے کہ عرب نے ہمارے نظام قانون سے ہی بڑی حد تک خوشہ چینی کی ہے۔ مغرب کے کسی اور قانون کا میں نے مطالعہ نہیں کیا واللہ تعالیٰ ان ملکات کا جس عداوت اور استعلاک کیا ہے اس سے یہ نظر آتا ہے کہ بنیادی اصول اکثر ہمارے ہیں۔ اسی پر عظیم الشان عمارت کھڑی ہوئی۔ قانون انگلستان کا دعویٰ ہے کہ اس نے تجربہ اور روزمرہ ضروریات کے لحاظ سے ترقی کی اور یہ کہ وہ اہل انگلستان کے دماغوں کا پوکو ہے۔ ہر حال ایک نظام قانون کا دوسرے نظام قانون سے متاثر کیا جائے تو یقینی سائل میں تھا ہیں ہو سکتا ہے اور اگر بعد کے قانون میں پہلے قانون کے مائل سائل نظر آئیں تو بظاہر یہی گمان ہو گا کہ بعد کا قانون پہلے قانون سے اخذ ہے۔ لیکن غالباً اصل ایسا ہونا ضروری نہیں ہے۔ مختلف قوانین میں بعض امور مشترک جو ہوتے ہیں وہ غالباً اس بنا پر کہ انسانی ذہن و دماغ ان مسائل کے متعلق جو عقیدہ ایک ہی نقطہ پر چڑھا۔ چنانچہ اسی بنا پر عمومی اصول قانون (جنرل پرنسپل) کا خیال پیدا ہوا۔

مختلف نظام ہمارے قوانین کے جزئیات میں تقابلی تلاش کرنے کے ساتھ یہ کوشش بھی ہونا چاہیے کہ قوانین کے اصل الاصول میں تقابل کیا جائے۔ ایک فلسفہ قانون کا دوسرے فلسفہ قانون سے موازنہ کیا جائے۔ اس صورت میں ایک نظام قانون کا فرق دوسرے سے عمیق ہو سکتا ہے اور اصل سود مند یہی ثابت ہو سکتا ہے لیکن ہمارے معاملات میں ان امور کی کسوٹی میں ہے یہ سب روائیوں کی دل ہی میں ہوتی نظر آتی ہیں

جامعہ عثمانیہ کی علمی تعلیمی حیثیت جو ہے وہ تو یہی ہے بڑی سرت چو دیکھ کر کہ جی ہے کہ کچھ دانشور اسکی اپنی خدمات اعلیٰ خاصیت ہمارے ترقی و اصلاح کی کج فہمیش و غیر ہر صورت ہے لیکن یہ کیا کم ہے کہ اس کے ساتھ اور طلبہ دونوں اپنی حیثیت سے اب تک جو خدمات انجام دے سکے ہیں انکی نظیر ہندوستان کی کسی اور جامعہ میں تو کیا ملتی، انہیں ہے کہ علی گڑھ تک اس اب میں اس سے بہت پیچھے ہے۔ اساتذہ عثمانیہ میں صدر طلبہ و نباتات کا شغف ظاہر ہے اور یقیناً اسکا اثر ان کے شاگردوں اور طلبہ تک متعدی ہوا ہے الباقی شعبہ فلسفہ کے بھی کم از کم ایک استاد نے قورفت تک قابل رشک دینی خدمات کر ڈالی ہیں۔

۲۔ کہ مخاطب بنایا جاسکتا ہے۔ اس لیے اسلامی اخوت اور سیاسی اتحاد کے لیے عربی زبان کی تعلیم یقیناً بہت اہم ہے۔ (نور عثمانی گزٹ)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

SAVI

W.

↑

↓

مضامین کے بارے میں خط و کتابت ایڈیٹر سے کی جائے

(1997)

روشنی سب سے زیادہ

ہو

ظہر کتاب ایڈیٹر کے کاتب

کلمہ

جلد ۲

لکھنؤ شہر بہت دستان کچے بڑے اور نامور شہروں میں سے ہے۔ دوری
بنا سبت۔ یہ لکھنؤ میں سب سے اہم اور بڑی۔ پہلے دن شور و بلند ہو کر
سو سبیل پر دوڑیں اور عیر چڑھا ہے۔ ہر طرح کی ہڑتائی کے لیے نوافیہ
نجات ہے۔ لوٹ ہے۔ گورنٹ نے ققیاتی "کیشن مقرر کیا۔ کیشن نے
پورٹ کی، کہ شکایتیں صحیح ہیں اور شکوہ بجا۔ فلاں ممبر صاحب نے
اپنے حکمان کا گھروہ خود ہی شخصیں کیا، اب بالکل من مانی کا مردانہ کی
ساتھ ممبروں پر گھڑا وہ ادب الی شکس کی رقم دست سے بقایا میں ہی آ رہی ہے۔
ایک ممبر صاحب دو برس سے انیو کا نمبر قائم کیے ہوئے ہیں، اور کسی
ایک پیسہ نہیں دیتے، فلاں ممبر صاحبوں نے منوسل اور ٹوکی بلما اجازت
اسپنے اپنے ہاں عارضیں نمبر کر لیں۔ فلاں فلاں ممبروں کے عزیزوں کو کوڑا کرنا
انکی مفادش پر دوسرے قابل تر امیداروں کو چھوڑ کر مل گئیں۔ نمایاں
اور مہر لیں بنیں اور شرکوں پر لائیشیں لگیں تو بھلاک مفاد کا خیال
کیے بغیر ممبر مثا جان کی ذاتی آسائش، سہولت کی خاطر۔ وغیرہ
وغیرہ ایک دفعہ لاہور شکوہ و شکایت کا انکواروی کمیٹی نے تیار کر کے
رکھ دیا!

بر غلات اسکے باورپ :- وہاں بھی :- فرض فراوشی میں جاری ہوئی !
 کسی انگریز کو بھی آپ نے سنا ہے کہ کسی سطح کا گھلا کاٹ کے ذکر کی جہت سے
 اپنے بھائی بند کو اپنے لڑکے سے بچھڑا دیا کو، اپنی برادری واس کو لایا
 ہے ؟ و نغزوں میں جو ان مردوں کے ہلوسے پہلو بغیر اگر جو ان غزوں ۶-۶
 گھنٹے کام کرتی ہستی ہیں ؟ بحال ہے کوئی مرد اسنے غرت میں کسی غرت
 سے ہنسی مذاق کر کے ؟ بڑی نینت سے گھوڑے کے ؟ ایک سولی کا نیٹل
 جھوٹ ڈیوٹی پر ہوتا ہے ، لیکن یہ کوئی بڑے سے بڑا حاکم پڑے سے
 بڑا لارڈ ، وزیر مملکت تک اس کے حکم سے سزا دی کر کے ؟ وہاں بھی
 دیکھو ، دیکھو پر ڈاکٹر طیار می کے جھوٹے سرٹیفکیٹ دیتے ہوتے ہیں ؟
 ان کے اس بھی آٹھ آٹھ آٹھ بڑگوار ، عدالتوں پر جھوٹے معلق اٹھاتے
 رہتے ہیں ؟ انکی جلیک کا بھی :- یہ اتنی ہے کہ انکا ایک کتاب کا دی جی ۔ پی ۔

چیرمین صاحب کا جواب شایع ہوا، اگر اعتراضات غلط، شکایا
بیجا ہیں۔ جو کہ تواریخ واقعاتی سرزد ہوئی ہیں، انکے قلم ناساں مقبول
و جود اسباب تھے۔۔۔ اس سوال جواب سے یہاں مطلق بحث نہیں
ہو سکتا ہے کہ جوابات مقبول ہی ہوں۔ کتنا صریح یہ ہے کہ بلوچیت ایک
پھر میں نہیں گمان ہیں؟ سارے ہندوستان کی بڑی یا چھوٹی کون کا خوبلی
کے اجماع یہ اندھیر پکا ہوا نہیں ہے؟ دوسری میونسپلٹی کا پردہ تو نہیں

ملکہ! اور وہیں کر دیا؟ اُنکے پاس میں اخبار نویسوں کا یہ حضور ہے کہ
آج اس فریق کے ایک ایک نے اُنکے اُنکے اُنکے فریق کے ایک ایک سے دیگیاں
اور ہر اخبار نویس اُنکے ہتھ کی دوسری میٹھیوں سے یقیناً بہت بڑھوئی
ہیں، لیکن جیسا ذکر کرتے ہیں وہی اور "پبلک" اور "پرائیوٹ" کا ہے۔ اس
جسٹس سے ہم میں اُن میں کوئی نسبت ہے؟ اور اسی فریق سے
اگر ایک کو ملے، ایک کو محکوم، ایک کو مذہب، ایک کو مذہب
بنا دیا ہے۔ اس پر حیرت کیوں کیجیے؟

ایک بشر پر، ایک پر، جبر پر، کتاں تک وسیع کرنے کا دنگ، ایک ام سے
سب کے اصلی اغوار و احادیث پر ایک کیوں نہ پہنچ جائے۔ اور محبوب
اپنا بجائے معصنات کے مانع کو، بجائے معصنات کے مانع ہی کو
نہ بنا لے! والدین آئنا آئندہ جائیداد۔ ہمارے ایک شاعر نے بھی اسی
کتاب سے لکھ کر معصنوں یوں اور اگر دیا ہے۔
آلام و دگر کو آسان بنا لیا
جو غم ہوا سے غم جاناں بنا لیا
فرایہ! وہ اس آئینوں میں سے قریب تر آسان تر پہنچے تو کون سا ہے؟

تہذیب فلسفی کی نظریں برٹریڈ رسل اس وقت برطانیہ کے ایک مشہور

فلسفہ فکر اور اہم ریاضیات ہیں۔ چند سال پہلے ایک کتاب
"The Principles of Mathematics" تھی جس میں اس نے کہا کہ
میں اپنے تجربات کا پتہ لگا کر دیتا ہوں کہ دنیا میں سکون، صبر اور امن
کے ساتھ زندگی بسر کرنے کے کیا طریقے ہیں۔ موجودہ تہذیب و تمدن اور
اُنکے چلانے والے طریق معاشرت و نظام تربیت کا تذکرہ اور ان پر تبصرہ
اگر یہ تھا۔ ایک جگہ فرماتے ہیں:-

"کچھ نہ کچھ خشک زندگی بسر کرنے کی عادت بھی بچپن ہی سے
ڈالنا چاہیے۔ اچل کے والدین اس باب میں بڑی ہی غلطی
کرتے ہیں۔ وہ اپنے بچوں کو ہر ایک نئے نئے ذائقے
سے لطف اندوز کرتے رہتے ہیں۔ اور یہ نہیں جانتے کہ بچوں کی
عام زندگی میں ہر دن چلے ہی ذہن کی طرح رہنا چاہیے۔ تفریح
و توشیح کے سوا کچھ تو میں نہیں پسند کرتے۔ چاہیے۔ ... ایسی
لذتیں جن سے یہاں تو پیدا ہو تا ہو لیکن اپنے کو کسی تہذیب
کے نہ پڑے، مثلاً تفریح ان سے لطف اندوزی کا شروع
شاذ و نادر ہی ملتا چاہیے۔ اس بچہ کی حالت نشہ کی سی
ہوتی ہے۔ جتنا حاصل کیجیے، طلب اور ہوشیاری جانیگی۔"
(صفحہ ۱۵۷)

اور پھر دوسری جگہ لکھتے ہیں:-

"اپنے بچوں کو لیکر آپ جب چڑا کر دوائے ہوئے، تو پہلے
بنائیں ان کے قسم کے بڑے بندوں کو دیکھا ہوگا، کہ جو وقت وہ
نہ کھاتے ہوتے ہیں، نہ اُپکھا ہوا ذائقہ، تو اس وقت ایک
چمچوں پر کیسی آواز سنائی دیتی ہے اگر اُپکھا ہوا ذائقہ
وہ کہتے ہوتے ہیں کہ ہم انسان کیوں نہ ہوں! ہمارے ہی
بھائی بند اور ثقافت کرنے انسان بن گئے، اور ہم بند، کے بند
ہی رہے۔ ... آج کے بڑے سے قبل ایک کا ایک شعر حسب حال
سُن لیجیے۔

ایسا ہی ہے۔ کچھ ہندوؤں نے اتفاقاً پرانی آدمی دیکھا!
اب پھر اس کا ترجمہ پڑھیے۔

ایسی ہی ہے۔ ... ایک ہندو نے اتفاقاً پرانی آدمی دیکھا!

یوم انبال کا پیام گفتو میں یوم انبال اور اپریل کی شام کو آج

بہار یا جنگ کی زیر صدارت بڑی دھوم دھام سے پڑے۔ اہم سے
نہا گیا۔ ڈیر صدق کا پیام ذیل پڑھا کر سنایا گیا:-
میں کی زندگی خدا کا ایک پیام تھی، مگر اس کا کام ہی ایک پیام ہی
تھا۔ اُسکی سالانہ یادگار کے رونق پر کوئی نہ سرا کیا پیام دے!
یہ گفتو شہر ہی ہے جو پیش پیش تھا انبال کی آمد و شاعری پر کشتہ پنی
میں صحت گیری ہیں۔ یہ نہایت کمزور، ترکیب سست، الفاظ عام، معصوم
ہل۔ آج میں شہر کے اڈا چلا آ رہا ہے اور دینے کو، خراج عقیدت
پیش کرنے کو!۔ اب یہی ہے کہ اسے جب شاعر کا قال حال بن جائے
اور کا ملاقات کا ملاقات آپ جانتے ہیں، یہ جانتے ہیں، انشا رب سلطان
کا نقیب نہیں! اشد کا ٹرڈ بن جاتا ہے۔ اس کا کام اب اسٹیو کی راگ
راگنی نہیں! لاہور جوں کا توہین جاتا ہے۔ اعتراض اب تبدیل ہو جاتا ہے
اعزازت ہیں اور افتاد، افتاد میں!

انبال جہنم کا تھا۔ پیام وہ دے گیا، جو صدیوں پہلے ایک آدمی سے
گیا تھا۔ شرح اُس پیام کی جو دونوں کے آقا و سرور عرب کے ایک آقا
کا پیام تھا۔ پیام بندوں کا نہیں، بندوں کے ایک کا، پیام افضل البشر
کا بھی نہیں! خود خالق بشر کا۔ فلا تو حق اقامت سلون۔ جو سلطان، مر
سلطان، اٹھو سلطان!

سیرت کا راز دنیا میں سیرت، راحت سے بسر کرنے کا راز

ہے کہ اپنی دلچسپیوں کو وسیع زیادہ سے زیادہ کو کیجیے۔ اور
پھر جتنی بھی اشیاء اور اشخاص سے آپ کو دلچسپی پہنچے
ان سے عذبات متا لفظ نہیں، دوستانہ اپنے دل میں نہ
کیجیے۔ "The Principles of Mathematics" ۱۵۷

یہ برطانیہ کے مشہور دوجہ، مشہور فلسفی برٹریڈ رسل کا جابجا اور محبوب سیرت
سیرت و راحت ہے۔ وہ کہتا ہے کہ اپنی محبت کے دائرہ کو جتنا زیادہ بڑھا کر
مخلوق کی جتنی بڑی سے بڑی نعمت کو اُنکے افراتے جاؤ گے، اُس قدر وہ
بھی سرور ہو گے۔ لیکن ایک کتاب ہمارے پاس بھی ہے۔ "ایک کتاب
نہیں، دنیا کی ایک ہی کتاب، الکلیب، کسی فلسفی کی فکر پر نہیں، ایک
انہی کی لائی ہوئی۔ اُس میں ایک معصوم ہے کہ محبت کے دائرہ کو ایک

۴۰۔ اولاد یلوت ان اللہ علیہ
 ایسترون و ایکنون
 ۴۱۔ ومنہ آیتین لا یعلمون
 اکتب ایا انی وان
 ہر وانا یلنون
 ۴۲۔ فلی الذین کینون اکتب
 اب بریم
 کیا یہ (اتابہ) نہیں جانتے کہ اللہ کا شہر ہے
 اُس چیز کی بھی ہے یہ چہا تھے ہیں اور
 اُس چیز کی بھی ہے یہ جانتے ہیں۔
 اور ان میں اُن چہا (میں) ہیں کہ علم میں کچھ
 کتاب (اسی) کا بحر جوئی (کار) دون
 کے اور بعض خیال میں پڑے ہوتے ہیں۔
 خزانہ ہے اُنکی جسکے ہیں کتاب
 (اوریت و دیگر نعمت) کہلینے ہاتھوں کے۔

دوسرے سنی یکے گئے ہیں کہ یہ جمہور نے ایسے ثبوت خرافات
 میں پڑے رہتے ہیں۔ اور یہ سنی اکثر اکابر سے منقول ہیں۔
 اکاذیب مختلفہ سودا من علامت منقول علی التقلید (اکنات) اکاذیب
 مختلفہ سودا من علامت منقول علی التقلید قائل ابن عباس و مجاہد
 اختار العزاء (بحر)
 "ہمارے بزرگ ہیں بخشنا اپنے" ہم خدا کے خاص محبوبوں کی اولاد ہیں
 "جس کا نام"۔ اٹھارہ اس قسم کے خرافات مغربی کی طرف سے منقول ہیں۔
 "جس کا نام"۔ اٹھارہ اس قسم کے خرافات مغربی کی طرف سے منقول ہیں۔
 سے یہ وہی اُنھیں باطل ہیں انہوں نے طاقت و آرزوں کا ذکر بار بار کیا ہے۔
 اب ذکر علماء ہود کا شروع ہوتا ہے۔

(بقیہ صفحہ ۷)

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ ہود دوسری صاحب کے اجتہادات کی ذمہ داری
 اسلامی اجتہاد کی نہیں بلکہ اُس کی ذمہ داری ہے۔ لیکن ہود دوسری صاحب کا اجتہاد
 وہ سراسر غیر اسلامی ہے۔ لیکن ہود دوسری صاحب کا اجتہاد وہ سراسر غیر اسلامی ہے۔
 سے اس شرعی لفظ کا غلط معنی پھار رہے ہیں۔ اور اس طرح وہ کفر حق پر
 جا باطل کا مصداق بن رہے ہیں۔

(بقیہ صفحہ ۸)

اور خداوندات الفاظ میں اپنے انعام یا سزا کا پتہ دیتا ہے کہ وہ اللہ کا
 انما انظر علیہم من النبین والصدیقین والاشہاد والعالمین سراسر متعجب
 انست علیہم کی نزل تاک پہنچنے کی تیار رکھنے والو وہ سراسر مستقیم ہے۔
 تھا۔ سے سانس ہے۔ اور وہ شہد سے کہہ لیا کہ وہ ہے۔ یہی وہی ہے۔
 کہ وہ اللہ کہہ لیا کہ وہ لگا رہا ہے منصف ہوئے والا یہ علیہ السلام کے لئے
 رسالت میں حاصل کر رہا ہوں ہمارے اساس فرض کی جیسا کہ اس کے لئے
 ہے۔ اور خدا کو کہ میں دولت کو تباد ہونے ہونے دیکھ کر کہ جسے اللہ
 نے دشت کر لیا کہ اپنے اور اپنے لڑکوں کے طون سے لادنا رہا ہوا احکام
 اُس دولت کو ایک مرتبہ پھر لیں اور ایک مرتبہ پھر دنیا میں تو زمین اللہ
 کو ناز ہو! ہوا دیکھ لیں۔ زاکر و عواما ان احمد اللہ۔ ب عالمین۔ (پھر کرنا)

تصحیح نمبر

غلطی سے گزشتہ پرچہ میں مدن کا نمبر ۴۸ کے بجائے ۱۱ لکھا گیا
 ناظرین تصحیح فرمائیں۔

تحفہ خسروی

(جناب مریر صدق کی ایک قدیم نالیق)
 حاکم و محکم کے! یہی تعلقات پر قرآن مجید و حدیث کے احکام
 اور علماء اسلام و حکماء ہوان کے مترجم و قوال کا مجموعہ۔ سارے پانچ
 کے کھٹ بھینے پر۔ داند ہوگا۔ چنہ
 مح نقی خاں۔ دریا پار۔ ضلع بارہ پور

مذکورہ کے ایک معنی تو یہ ہوتے ہیں کہ عندہ کم فی التیاب۔ بعد ربح
 فی الآخرة۔ یعنی قیامت کے دن اور آخرت میں وہ انھیں قابل کرنی چاہتا ہے
 بعض نے بھی سنی لیے ہیں۔ حال الامم المار بجا کہ ہم ایم القبتہ ذکیر
 عندہ کم فی الآخرة (جلالین)
 لیکن دبا۔ دگئے ہوئے سنی ہیں کہ اس دنیا میں تم پر جمع تمام کر دیتے
 عند اللہ یعنی حقیقی و قوی۔ اس لیے کہ ہود اول تو آخرت کے پورے
 ہود چاہاں میں ہوتے اور دوسرے وہاں حجت تمام کر کے گئے کسی نیلے
 ظاہری سراسر کی ضرورت میں نہ تھی، وہاں تو کشف حقائق از خود ہوا کر رہا۔
 تو گویا ہاں احتجاج کتاب اللہ اور اللہ سے نمبر کیا گیا ہے۔ اور خدا کا
 تفسیر کی غفلت پر یہ اصرار کر رہے کہ انھوں نے ہود کے اصل مقام و خلق
 آخرت کا علم رکھے بغیر بھی ہیں چلو اختیار کیا ہے۔
 لیکن جو علیکم ہا انوں۔ کم فی کتاب (ربیعہ) جو جمع کتاب اللہ
 دیکھ سچا ہے عندہ کہا یقال عند اللہ کذا (چناوی) اسے فی علم اللہ ذکیر
 من اتعالی) ہو فی کتاب اللہ کذا (وہ اللہ کی) اللہ (اکنات)
 اللہ روح مسلمانوں کو اپنے اور انوں سے اپنی زبان سے واقف کیے دیتے
 اور ان کے ہاتھوں میں اپنے خلافت سنبھار دیتے دیتے ہو۔ ابھی تقریباً
 ہود کی اپنے ہم قوموں سے جاری ہے۔
 اللہ (اور وہی اب چاہے رسول اور مبین و افادات دے سکتے ہے)۔
 ہوئی اس بات ہے کہ اللہ کے لیے ایسے امور کی اطلاع اپنے پیرو کو دینا
 شکل ہی کیا تھا۔ لیکن بے مغز ہو۔ اس امکان ہی کی طرف اپنا ذہن نہیں بچاتا
 تھے کہ شاید اس نوعی ثبوت (م) کا خلق خدا تعالیٰ کے ساتھ واقعی کچھ ہوا
 ٹیک اس طرح جیسے آج بے مغز فکر اس امکان ہی کی طرف اپنا ذہن
 نہیں بچاتے کہ کہیں قرآن انسانی تصدیق کے بجائے واقعی خدا ہی کی کتاب
 نہ ہو!

۴۳۔ ذکر عوام ہود کا ہے یہ عوام کا لانا نام نہ پڑے نکلے باب (اور)
 کی گیر کے بغیر اپنی دل کی گڑبڑ ہوائی آراء و اور دل خوش کن روایتوں میں پڑے
 مست دہتے تھے۔
 ۴۴۔ ایا میں ہے امینہ کی۔ انکے ایک سنی تو یہ ہیں کہ بعض اپنی آرزو میں
 پڑے رہتے ہیں جنھیں واقعت و حقیقت سے اصلاً ملنا نہیں۔ امینہ
 احتجاج انسان (کبر) انا انہ الموضع جو خلق کذب و غرض (ایچ)

تنقید ضمنی حقوق الزامین

(نمبر ۱)

(از جناب مولوی حبیب احمد صاحب کیراڑی)

(ترجمان القرآن میں لکھی جیسے کا ترجمہ ہوا ایک مضمون حقوق الزامین پر مولانا سوادہی کے قلم سے نکلا تھا، نفی مثبت سے سخت قابل تنقید۔ اب اس پر بغیر تنقید کے سنیہ میٹھو دینا غلط ہے) کے مترادف میں اس کے لئے لکھ کر بھیج رہا ہوں۔ یہ سلسل ایک عمدہ محنت و محنت کی جرات نیر اپنے لب و لہجہ کے ذریعہ تنقید کا صاحب خود ہی ہیں۔ یہ تصریح ضروری تھی کہ کہیں شاہ ذہیر احمد کے مراسلون کی طرح اس تنقید کی بھی ذمہ داری دیر مدتی ہی کے سرزدال دی جائے۔ صدق آ

اب ہم حقوق الزامین پر تبصرہ شروع کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ اس پر تبصرہ کے دو طریق ہیں۔ ایک اجمالی اور دوسرا تفصیلی۔ اس پہلے ہم اس پر اجمالی تبصرہ کرتے ہیں اور اس کے بعد تفصیلی تبصرہ کریں گے۔

تبصرہ اجمالی

ہر قانون میں اجتہاد کرنے کے لیے درجہ ذیل کی ضرورت ہے۔ ایک قانونی مہارت کی اور دوسرے نیکی بنی کی۔ جس جو اجتہاد بلا قانونی مہارت کے ہو گا۔ اس کا اجتہاد کتنا صحیح نہیں۔ بلکہ اس کا قانون کی تعبیر اور تحریف کا جائزہ لگنا۔ اسی طرح جو اجتہاد نیکی بنی پر مبنی نہ ہو گا، بلکہ اس کے اندر کوئی غرض خاص یا سبب شامل ہوگی۔ وہ بھی اجتہاد کہلاتے کا سبب نہیں ہے بلکہ اس کو بھی تعبیر قانون اور تحریف ہی کہا جائے۔ قانونی مہارت کا مطلب تو ظاہر ہے۔ اب رہی نیکی بنی، اس کا مطلب یہ ہے کہ قانون میں اجتہاد کرنے والے کا مقصد صرف صحیح قانون معلوم کرنا ہو، اور اس سے زائد اس کا کوئی مقصد نہ ہو۔ اب جبکہ ہم مولودوی صاحب کی طرف نظر کرتے ہیں تو ان کو معلوم ہوتا ہے کہ ان میں قانونی مہارت سے نہ نیکی بنی۔ اس لیے ان کے وہ تمام اجتہادات جو انھوں نے حقوق الزامین میں کیے ہیں سب پر تعبیر اور تحریف قانون میں اور ان کو اجتہاد کہنا بالکل ہی غلط ہے۔ ہمارے اس بیان میں درجہ ذیل محتاج تشریح ہیں۔ ایک یہ کہ مولودوی صاحب قانونی مہارت سے محروم ہیں۔ اور دوسری یہ کہ ان کے اندر نیکی بنی نہیں ہے۔ سو احوال کا ثبوت یہ ہے کہ انھوں نے قانون اسلام کو کسی ماہر قانون سے حاصل نہیں کیا۔ بلکہ ان کو اسلام کے متعلق جو کچھ ادھوری اور ناقص معلومات حاصل ہوئی ہیں، وہ خود ان کے ذاتی مطالعہ کا نتیجہ ہیں۔ اور اس لیے انکی مثال بالکل اس پر زہین کی ہے جو فرنگی دینیت کے ساتھ اسلامی الشریعہ کا ذاتی طور پر مطالعہ کر کے اصولی طور پر اسلام کو حق اور صحیح مذہب تسلیم کرنا اور مسلمان ہو جاتا ہے، اور اپنے کو محقق اور مجتہد سمجھ کر اسلام کے اصول و فروع کے متعلق کچھ غلط اور کچھ صحیح نظریہ قائم کر رہا ہے۔ ہمارے اس بیان کا ثبوت یہ ہے کہ ترجمان القرآن میں جماعت اسلامی کے پہلے اجلاس کی جو درجہ ذیل شائع ہوئی ہے اس میں فراموشی

مصاب نامہ شعبہ تعلیم فرماتے ہیں

”آپ (یعنی مولودوی صاحب) اسے بتایا کہ ایک وقت تھا کہ میں خود رواجی اور منطقی ذہنیت کا قائل اور اس پر عمل پیرا تھا۔ جب ہر غل آیا تو محسوس ہوا کہ اس طرح محض الفاظ علیہ آباء کی پروری ایک جیسی چیز ہے۔ آخر کار آپ کتاب اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف توجہ ہو کر اور اسلام کو از سر نو سمجھا، اور اس پر ایمان لائے۔ پھر آہستہ آہستہ اسلام کے مجموعی اور تفصیلی احکام کو سمجھنے اور تسلیم کرنے کی کوشش کی۔“

مولودوی صاحب کا یہ بیان ہمارے مذکورہ بالا بیان کا ناقابل رد ثبوت ہے۔ اور اس سے ایک خاص بات یہ بھی معلوم ہوتی ہے کہ آپ پہلے مسلمان ہونے سے پہلے ہی مجتہد اسلام بن چکے تھے۔ چنانچہ آپ نے زائد جاہلیت میں جو پہلا اجتہاد فرمایا۔ وہ یہ تھا کہ لا الفیقا علیہ آباء سے ثابت ہوتا ہے کہ رواجی اور منطقی ذہنیت سراسر بے سنی چیز ہے اور جن لوگوں نے براہ راست کتاب اللہ و سنت رسول اللہ سے اسلام کو نہیں سمجھا ان کا اسلام اسلام نہیں۔ خواہ وہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے مطابق ہی کیوں نہ ہو۔ اور جن لوگوں نے براہ راست کتاب اللہ و سنت رسول اللہ سے اسلام کو حاصل کیا ہے۔ وہ صحیح سنی میں مسلمان ہیں۔ اگرچہ سمجھنے والے نے اپنی ناقابلیت کی بنا پر اس کے سمجھنے میں غلطی ہی کیوں نہ کی ہو۔ آپ کے اس اجتہاد سے آپ کی قانونی مہارت اور فقہانہ بصیرت کا صحیح اندازہ ہو سکتا ہے۔ اور اس سے آپ کو ان کے ان اجتہادات کی قدر و قیمت بھی معلوم ہو سکتی ہے۔ جو انھوں نے اس مجتہدانہ قابلیت کے ماتحت کیے ہیں۔ مولودوی صاحب کی قانونی مہارت کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو گا کہ وہ اب تک اجتہاد کے سنی میں نہیں بدلے۔ چنانچہ جس کو شرعاً تفسیر و تحریف قانون بلکہ قانون سازی کہنا صحیح ہے۔ اس کو اجتہاد سمجھتے ہوئے ہیں۔ پھر قانونی مہارت کے لیے جس طرح اسکی ضرورت ہو گی قانون پر انکی نظر ہو، یوں ہی اسکی میں ضرورت ہے کہ اجتہاد کر سکتے ہو۔ صاحب الرائے ہو چکیو کہ قانونی غلطی کا ایک سبب جس طرح تصور نظر ہے۔ یوں ہی غلط فہمی بھی اس کا ایک سبب ہے۔ لیکن مولودوی صاحب کے اندر یہ دونوں باتیں بھی نہیں ہیں۔ مثلاً انھوں نے احادیث و احکام سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ شوہر خوار اپنی بیوی پر بالفاظ صریح زنا کا الزام لگائے با دلاؤ کے متعلق کہہ کر وہ اسکی نہیں ہے۔ دونوں صورتوں میں عان واجب آتھیں۔ اس میں آپ نے قانون شہادت کو نظر انداز کر کے عام حکم لگا دیا ہے۔ حالانکہ یہ حکم عام نہیں ہے۔ جسکی وجہ یہ ہے کہ آپ نے یہ نہیں سمجھا کہ عان حکم نشاءۃ احدہم اربع شہادت باشد ایک شہادت ہے۔ اور اس لیے اس کے لیے عان کرنے والوں کا اہل شہادت ہونا ضروری ہے۔ اور باوجودیکہ فقہ میں یہ چیز منصوص اور مصرح ہے۔ مگر آپ نے اسکی طرف کوئی التفات نہیں کیا۔ پس اس کے بعد اس کے اندر تصور نظر اور تصور فہم دونوں باتیں آپ کی اس فاش غلطی کا سبب بنی ہیں

یہاں تک تو گفتگو ہو دودی صاحب کی مہارت قانونی کے متعلق تھی۔ اب نیک نیا کو بھیجے۔ آپ کی تمام کتاب پر نظر ڈالنے سے کسی طرح یہ سلام نہیں ہوتا کہ آپ قانون ازدواج کے متعلق شریعت کے احکام سلام کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ بلکہ اسکے ہر ہر لفظ سے یہ ثابت ظاہر ہوتی ہے کہ آپ پوپ کے اصول زن پرستی پر ذرا ایمان رکھتے ہیں۔ اور خدا کے قانون کو اپنے اس خیال پر تطبیق کرنا چاہتے ہیں۔ اس سے کچھ بحث نہیں کہ وہ اگر تطبیق ہوتا بھی ہے یا نہیں۔ اور بعض بعض مقامات پر تو آپ کا رد یہ شریعت قرآن سے نکال کر کے قانون سازی کی مدد تک پہنچ جاتا ہے۔ چنانچہ آپ عورت کو اس کا حق دینا چاہتے ہیں کہ وہ اس مرد پر چڑھ کر اسکو زمین علانیہ دھکے دیتی ہیں ہر جائیداد کا دعویٰ کر کے اس سے ایک ایسی رقم وصول کرے جسکی مقدار نصف نمر تک ہو۔ اور لہذا اسے نکاح پر درجہ عورت کو حق دیتے ہیں کہ مرد پر پوپ کے قانون کے موافق ازدواجی طلاق کا دعویٰ کر کے ایک مقول رقم انیتھ لے۔ اور عورت کے نکاح پر وہ اسکو تھوڑے عرصہ میں کر دینے کا مشورہ دیتے ہیں۔ حالانکہ شریعت میں ان چیزوں کی کوئی اصل نہیں ہے۔ یہ حالت آپ کی نیک نیتی کی ہے۔ بس جبکہ آپ کے اندر نہ مہارت قانونی ہے نہ نیک نیتی تو اسکے لیے کسی طرح اسلام میں اجتہاد کا حق نہیں حاصل ہو سکتا۔ اور یہی حالت میں انکا حقوق الزامین تصنیف فرمایا بالکل فلو صفت فی الفقہ من لا یعرف الفقہ کا مصداق ہے۔ اور اس بنیاد پر آپ کی یہ کتاب اس قابل ہی نہیں ہے کہ کوئی اہل علم اسکو نظر آٹھا کر دیکھے۔ چچا جیکو اس پر تعجب و تبصرہ کرے۔ مگر مسلمانوں کی موجودہ حالت میں مجبور کرتی ہے کہ ہم اسکی گراہیوں کو منظر عام پر لائیں تاکہ عام مسلمان اسکے ہولناک اور بجاہ کن اثرات سے محفوظ رہیں۔

موردودی صاحب نے اپنی کتاب حقوق الزامین میں حبش کا رقم کے ایک فیصلہ کا ایک ٹکڑا نقل کیا ہے جو کہ حسب ذیل ہے۔ قانون اسلام جسکی طریت میں زوجہ دلائی گئی ہے اور جو قدیم کتابوں میں مذکور ہے۔ اس کے مددوں پہلے بعد اور دوسرے مالک میں جاری ہوا تھا۔ جسکے قانونی اور تمدنی حالات ہندوستان کے حالات سے بالکل مختلف تھے۔ اس لیے اسکا کوئی مدعا نہیں اس میں جو اس کو دریافت کرنا چاہیے۔ جس پر کوئی حکم نہیں ہو۔ اور پھر قواعد انصاف نیک نیتی اور دوسرے ملکی قوانین اور تمدنی حالات کو پیش نظر رکھ کر اسے نافذ کرنا چاہیے۔ حبش کا رقم کے اس خیال میں اور موردودی صاحب کے خیال میں کوئی بنیادی اختلاف نہیں ہے۔ اس بنیاد پر ہم یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ موردودی صاحب کا طریق اجتہاد بھی اسلامی نہیں ہے بلکہ وہ سراسر یونانی ہے۔ حبش کا رقم میں اور موردودی صاحب میں اگر کوئی فرق ہو سکتا ہے تو صرف یہ ہو سکتا ہے کہ انھوں نے محمد بن اسلام پر کوئی نکتہ پسین نہیں کی بلکہ ان کے مرتب کیے ہوئے قانون کو صرف وجود و زائد کے مطابق نہیں بنایا۔ بلکہ خلافت موردودی صاحب کے اندر نہ رہتا ہی نہیں کرتے بلکہ محمد بن اسلام پر جو حق سے سبقت لے کر چلے

ہیں۔ اور ان کے قوانین کو خلافت اسلام قرار دینے کی جرأت کرتے ہیں۔ دوسرے فرق یہ ہو سکتا ہے کہ حبش موصوت نصوص میں شریعت کرنے کی کوشش نہیں کرتے بلکہ صرف اپنی عقل کو انصاف کا معیار قرار دیتے ہیں۔ برعکس موردودی صاحب کے کردہ اپنی عقل کو انصاف کا معیار قرار دینے کے بعد نصوص کو اس پر تطبیق کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ سو یہ فرق کوئی ایسا فرق نہیں ہے۔ جسکی بنا پر موردودی صاحب کے اجتہاد اور حبش موصوت کے اجتہادوں کی نوعیت بدل جائے بلکہ یہ چیزیں ایسی ہیں جو موردودی صاحب کے اجتہاد کو حبش موصوت کے اجتہاد سے بدتر بناتی ہیں نہ کہ بہتر۔ موردودی صاحب نے حبش موصوت پر جو اعتراضات کیے جاتے ہیں وہ حسب ذیل ہیں۔ پہلا اعتراض اس عبارت سے منہ ظاہر ہے کہ ایک عالم عدالت جو اسلامی قوانین سے اپنی ادا انصاف بنا عزت ہے۔ اور اختلافات ان میں تو فیق دینے کا اپنے آپ کو اہل نہیں سمجھتا۔ وہ اسلامی قوانین میں اس ناقص علم کے ساتھ اجتہاد سے کام لینے کو سزا دینا جائز نہیں سمجھتا ہے۔ لیکن یہ اعتراض اس لیے صحیح نہیں ہے کہ وہ اس بات میں یعنی اسلامی قوانین سے ادا انصاف ہونا اور ان کے اختلافات میں تطبیق دینے کا اہل نہ ہونا، جس طرح حبش کا رقم میں موجود ہے۔ اسی طرح خود موردودی صاحب میں بھی موجود ہیں۔ فرق اختلاف ہے کہ حبش موصوت کو اپنے جہل کا اعتراف ہے۔ اور موردودی صاحب کو اسکا اقرار نہیں ہے۔ لیکن جب ہم خود موردودی صاحب کے اس اعتراف پر نظر کرتے ہیں کہ نہ جانتا تھا عجب نہیں جتنا کہ نہ جاننے کی حالت میں اپنے کو جاننے والا سمجھنا۔ تو پھر یہ فرق کوئی ایسا فرق نہیں رہتا جو موردودی صاحب کے لیے مفید ہو۔ بلکہ وہ بالکل سراسر منہ ہے۔ دوسرا اعتراض ان کا یہ ہے کہ اسے ایک مدعا فیصلہ میں یہ بات ظاہر کرنے سے کہ کوئی تامل نہیں ہوتا اور قانون پر اسلامی قانون کو نافذ کرنے میں صرف اسلامی قانون ہی کی ضرورت کا پابند نہیں ہے۔ بلکہ اسکے ساتھ دوسرے قوانین ملکی اور تمدنی حالات اور قواعد انصاف کے متعلق خود اپنے نظریات کا لحاظ کرنا بھی اسکے لیے ضروری ہے۔ لیکن ان کا یہ اعتراض بھی سراسر بے انصافی پر مبنی ہے۔ کیونکہ یہ تمام باتیں خود موردودی صاحب میں بھی پوری طور پر موجود ہیں۔ چنانچہ وہ اس قانون کو جسکو حبش کا رقم زائد حال کے مطابق نہیں کہتے۔ سو سے اسلامی ہی نہیں مانتے۔ پھر وہ اپنی عقل سے قوانین انصاف بھی بناتے ہیں اور اپنے ہمناموں سے قوانین میں ملکی قوانین کا بھی لحاظ کرتے ہیں علی ہذا وہ ان میں تمدنی حالات کو پیش نظر رکھنا بھی ضروری سمجھتے ہیں۔ ہم نہیں سمجھتے کہ حبش موصوت نے وہ کوئی قابل اعتراض بات کی ہے جس پر موردودی صاحب کو قابل اعتراض نہیں ہے۔ انھوں نے خود موردودی صاحب کی اعتراضات کی ہیں۔ کیونکہ وہ حضرات انصاف سے کوئی ایسا قابل اعتراض کام نہیں لیا جو خود موردودی صاحب نہ کر رہے ہوں۔ اب اگر اس کے لیے ایسا کرنا جائز نہ تو وہ حبش موصوت کے لیے کیوں ناجائز نہ ہو سکتے لیے ہیں جائز نہیں تو ان حضرات پر موصوت سے اعتراض کیا کیا نہ ہے۔

یادگار سیزده صد سالہ ولادت محمد کریم

(۳)

(خطبہ صدارت قائد ملت ذاب ببادریا جنگ بام)

امام حسین علیہ السلام جانتے تھے کہ اللہ اللہ کی بنیاد پر قائم ہے۔ اسلام اصل کی فتح سے شروع ہوتا ہے اور حق کے انتہائی پرکھ ہوتا ہے۔ مسلمان اس وقت تک مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک کہ ان سب باتوں پر عمل کی نفی نہ کرے جو خدا کے سوا ہے۔ اُن کے ہاتھ پر ہے ہمارا ہاتھ کے خلافت اپنے اندر اقتدار رکھنا چاہتے ہیں۔ سلطان اللہ کے راستہ میں مٹ سکتا ہے لیکن اللہ سے بڑھ کر کون ہے۔ کربلا کے اس یادگار واقعہ میں فی الحقیقت اسلام کی اسی بنیاد پر اور اساسی تعلیم کی تکمیل ہو چکی ہے۔ اور یہی وہ مقام ہے جہاں پوچھ کر کسی کی حقیقت ظاہر ہو گئی ہے اور حق پاشی کا پتہ چلا اٹھا ہے۔

اس لیے آذوقہ سے قاذون نظرت میں ہے کہ خدا کی برکت نے جب کہیں انسان کی تربیت ہو، عاقبت کا قصد فرمایا اور اُسکو صراطِ مستقیم دکھانا چاہی تو انہیں میں سے اپنے لیے بندوں کو منتخب کر دیا جو انکو اپنے پیامِ عمل کے ذریعہ خدا سے قریب تر کر سکیں۔ ان میں ان حق کا سب سے پہلا کام یہ ہے کہ اللہ کا درجہ بننے سے پہلے انہیں نے اللہ کی تعظیم کی۔ حضرت تیشہ اللہ سے ہم درویش اور شاہ و آرمین کے تہان محسوس ہو کر ان کے دل پر اللہ کی دین سے اُن بتا کر تیر سوس کی جنگی کی جو خدا کے ہاتھ پر ہے۔ سورت میں جا کر ہیں ہو چکے تھے۔ ابراہیم خلیل اللہ کے لیے بتا کر تیر سوس سار کرنا آسان تھا لیکن قلوبِ مراد کو بڑا مشکل تھا۔ عیسائیوں کی سار حوان معر کے ہشت انگیز جادو کو تو تیر سوس تھا لیکن فرعون سے دعوے ادا کر کے اعلیٰ کے قیام کو نہ تیر سوس۔ ابنِ مریم کے پس و نظر نے ابرہہ و اعلیٰ کو تو اچھا کر دیا۔ دونوں کو تو حکم خدا ملا۔ لیکن ایسا ہیود اور اکابر روم کی دنیا شناسی کو جو کرنا آسان نہ تھا۔ خدا اگر بڑی حق فراہمی کے لیے ان جنگ کا راستہ آگ کی بتا۔ قلم مواج اور صلیب کی میمنہ سے ہونکر گزرتا تھا۔ یہ اور اسکے بیچ کہیں کا سیلاب ہوئے اور کبھی نہ ہو سکے۔ لیکن جو نہ ہوئے اُنھوں نے اس راستہ میں اپنے آپ کو فنا کر کے اپنے بعد آئے والے کو روانہ کیا۔ اللہ کے لیے نقش قدم چھوڑے آج بھی ہم کہیں حج و قربانی کے ذریعہ اور کبھی آیات قرآنی کو عبادت کے لیے عملی نمونہ بنا کر بارہ حق کی یاد تازہ کرتے رہتے ہیں تاکہ اپنی زندگی میں اگر ایسے ہی سوانح پیدا ہوں تو ان کے طرز عمل کو اپنا وظیفہ حیات بناتے رہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ اُن کے سوا حسنہ کی اتباع ہم پر واجب کی گئی۔ خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلیم کی ہشت ستر سلسلہ نبوت کو تو ختم کر دیا لیکن نبوت سے نمود ہو کر دنیا کی تاریکیوں کو مستحیل کرنے والوں کا سلسلہ دشت کو بلا سے

شروع ہوا اور سید ان قیامت تک جاری رہے گا۔ ہمارا سب سے بڑا فرض یہی ہے کہ شجرہ حتم کی طرح لانا کتاب کے لیے ہر دہائی کی اپنی لہجہات و بصیرت کو اس دوسرے سوز گرس اور اپنی دنیا کو اس جگہ کا بارہ حق کی مقصود و مسود دنیا بنانے کی کوشش کریں۔

لا الہ الا اللہ کہنے والا اور اس پر اپنی حیات و دنیا کی بنیاد رکھنے والا اور اسی کے ذریعہ حیات آخری کی تلاش چاہنے والا حسینؑ کے لیے روئے والا اور حسینؑ کی غلامی پر فخر کرنے والا اگر صبیح کی طرح تم کو حلال ہو سکے۔ اسلامی کی تباہی دیکھ کر تباہ نہیں سکتے۔ اگر صبیحؑ طرح تم بھی سر دینے لیکن باطل کی طاقت کے سامنے دست بردار نہ رہنا۔ اگر تم کہتے کہ یہ تیار نہیں ہو۔ اگر اللہ کی منزل تم کو دیتا ہے۔ اشیاء و قربانی نہیں دے رہی ہے۔ اگر دنیوی زندگی کا عیش و آرام اپنے آراستہ و مکمل مکان اپنی دولت کے ذریعہ اپنے جوی بچے اور عزیز و اقارب اپنے مناسب و جاہ و مراتب تم کو اللہ سے زیادہ محبوب ہیں تو اپنے جوتے دھو لے محبت حسین علیہ السلام سے قلب حسین پر شجر شمس تیز تر خیر و عطاؤں اگر تمہاری پیشانی زیرِ خنجر بھی مروت خدا سے واحد و ہمار کے لیے سجدہ و یز نہیں ہو سکتی۔ اگر تم راہ حق میں سب کچھ کھڑا کر بھی سکر انہیں سکتے۔ اگر تم عالم کے گھوڑوں کی ٹاپوں میں روئے جا کر بھی سحان ربی الا علی نہیں چکا سکتے۔ اگر تم محمد رسول اللہ صلیم کی امانت حسین تعلیمات قرآنی کو دنیا سے نشانہ ہاؤ کر بھی برداشت کر سکتے ہو تو خدا کا واسطہ محمد رسول اللہ صلیم اور خون شہید کربلا کا واسطہ اپنی نسبتوں کو دامن حسینؑ سے وابستہ کر کے اسکو آلودہ نہ کرو۔ عزم کا چاند ہر سال اپنی سوز پر طلوع ہوتا ہے اور اپنی جلی جلی نازک انگلیوں سے کربلا کے میدان کی طرف اشارہ کرتا اور مسلمان کو یاد دلاتا ہے کہ اسکی زندگی کی منزل راہ حق میں نہایت ہے۔ یزید دنیا سے ٹٹ نہیں گئے اور کربلا کے دامن نے حسینؑ کو چھاپنا نہیں دیا۔ ہمیشہ یزید پیدا ہوتے رہے ہیں اور ہمیشہ پیدا ہوتے رہیں گے۔ دنیا کو جیتنے حسینؑ کی ضرورت وہی ہے اور ہمیشہ رہیگی۔ یزید کو دیکھنے کے لیے حسین علیہ السلام کی نگاہ اور یزید سے نکلنے کے لیے حسینؑ کا دل چاہیے۔ ہر دو طاقت جو باطل کی ظہور ہے اور قاضی انہیں انہی سے گریز کرنا چاہتی ہے۔ یزیدیت کی اور ہر وہ مرد حق پرست جو قاضی انہیں اللہ کا نفاذ چاہتا ہے اور حکمت اللہ کا ستی ہے راہ حسینؑ پر گامزن ہے۔ اگر سیزدہ صد سالہ گزشتہ کو جادوہ فرداد راہ حسینؑ کے لیے کس رحیل نہ بنی تو اس پر جو محنت ہو رہی ہے اور جو دقت مروت ہو انہیں اسے نشانہ شدہ سمجھنا ہوں۔

حیات جادوہ کے لیکار و فرعون اور ان کے ساتھیوں کی نسبت کیا گیا خاکست علیہم السلام و الارض، لیکن حسینؑ کی عظمت کا نام آج دنیا کے ہر گوشہ میں ہوتا ہے۔ اگر چاہتے ہو کہ اپنے آپ کو زندہ جادوہ بنادو اسکا المکب اور مروت المکب راستہ ہے۔ اور وہ راہ حسینؑ ہے۔ ہم ہر روز کئی کئی دفعہ شروع و ختم سے اپنے رب کے سامنے کھڑے ہو کر دعا و استغفار کی دعائیں مانگتے ہیں اور پھر اسی کے بتائے ہوئے الفاظ میں صراطِ مستقیم کی تشریح کرتے ہیں کہ وہ انکی راہ ہے جن پر خدا نے انعام کو

